بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

مفتی اول دارالعلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

جامعہ دارالسلام مالیرکوٹلہ

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ
مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی
جامعہ دار السلام مالیرکوٹلہ پنجاب

جلد پنجم (پارہ ۲۱ تا ۲۵)

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

Tafseer Roohul Quraa'n
ma'
Tafseer Jalalain

روح القرآن
مع
تفسیر جلالین

Edition :2012

Volume : 5
Para : 21 - 25

Pages : 936

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی
جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ پنجاب

Published By
FAISAL PUBLICATIONS
Jama Masjid Deoband.247554 UP
Phone :01336-224110,8439971786,Fax.223339
e-mail:faisalpublications@gmail.com

فہرست عنوانات تفسیر روح القرآن جلد ۵

❖ ❖ ❖

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

اُتْلُ	مَآ	اُوْحِیَ	اِلَیْكَ	مِنَ	الْكِتٰبِ	وَ اَقِمِ	الصَّلٰوةَ
آپ پڑھیں	جو	وحی کی گئی	آپ کی طرف	سے	کتاب	اور قائم کریں	نماز

آپ پڑھیں جو آپ کی طرف کتاب وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کریں

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ

اِنَّ	الصَّلٰوةَ	تَنْهٰی	عَنِ	الْفَحْشَآءِ	وَ الْمُنْكَرِ	وَلَذِكْرُ
بیشک	نماز	روکتی ہے	سے	بے حیائی	اور بری بات	اور البتہ یاد

بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے ، اور البتہ اللہ

اللّٰهِ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اللّٰهِ	اَكْبَرُ	وَ اللّٰهُ	یَعْلَمُ	مَا تَصْنَعُوْنَ
اللہ	سب سے بڑی بات	اور اللہ	جانتا ہے	جو تم کرتے ہو

کی یاد سب سے بڑی بات ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

۴۵ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ شَرْعًا اَیْ مِنْ شَاْنِهَا ذٰلِكَ مَادَامَ الْمَرْءُ فِیْهَا وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ غَیْرِهٖ مِنَ الطَّاعَاتِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○ فَیُجَازِیْكُمْ بِهٖ

۴۵ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ اے محمدؐ پڑھ تو وہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی یعنی قرآن اور نماز کو پوری طرح سے ادا کر بے شبہ نماز روکتی ہے فحشا مر اور ممنوعاتِ شرعیہ سے یعنی نماز کی شان یہ ہے کہ وہ بُرے امور سے روکتی ہے جب تک انسان نماز میں رہے۔
اور بے شبہ اللہ کا ذکر دیگر طاعتوں سے افضل اور برتر ہے۔
اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔
سو وہ تم کو اس کا عوض دیگا۔

تشریح

۴۵ **مشکلات کی اس کش مکش میں قرآن اور نماز سے مدد لیں** | مکہ مکرمہ میں اللہ کے رسول اور اہل ایمان جن سخت مشکلات کا سامنا کر رہے تھے اور جس کی وجہ سے کچھ مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی ایسے جاں گسل حالات میں صبر و ثبات اور استقامت، توکل علی اللہ کی تلقین کرتے ہوئے اللہ کے نبیؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالےٰ ایک عملی تدبیر بتا رہے ہیں کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تلاوت قرآن اور نماز سے مدد لیں کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز دونوں ایسی چیزیں ہیں جو مومن کی سیرت اور اس کے کردار و اخلاق میں وہ صلاحیت پیدا کرتی ہیں جن سے وہ باطل کی بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلہ میں کھڑا رہ سکتا ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ اس کی تعلیم کو اپنے اندر جذب کرتا چلا جائے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ میرے والد صاحب ادھر سے گزرے اور مجھ سے کہا کہ جب تلاوت سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ تلاوت کے بعد میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بات کرنی ہے لیکن اب نہیں پھر کریں گے۔ دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ انھوں نے مجھے بلایا بات کرنے کے لئے اور پھر آئندہ پر بات کو رکھ دیا۔ آخر ایک روز مجھے بٹھا کر کہا کہ اقبال تم روز قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو۔ تلاوت ایسے کیا کرو جیسے وہ تمہارے اوپر نازل ہو رہا ہو۔ اس پر اقبال نے ایک شعر کہا کہ

؎ تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب ؞ گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف

تو حقیقت میں تلاوت کا پورا فائدہ تبھی ہوتا ہے جب اس کے مضامین ہمارے دل میں اترتے چلے جائیں اور ہماری سیرت اس کے مطابق ڈھلتی چلی جائے۔

حدیث میں آتا ہے نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک گروہ وہ بھی ہوگا جو قرآن پڑھے گا لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ

(وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے پار ہو جاتا ہے) (بخاری، مسلم، موطا)

○ دوسری بات فرمائی نماز کے تعلق سے کہ اس کے اوصاف میں سے ایک اہم وصف یہ ہے کہ وہ برائیوں سے روکتی ہے "فحشا" (یعنی بے حیائی) اور منکر ایسی برائیاں :- جنھیں انسانی فطرت شروع سے برا جانتی ہے اور ہر قوم اور ہر معاشرے کے لوگ چاہے وہ کتنے ہی بگڑے ہوئے کیوں نہ ہوں اس کو برا ہی جانتے ہیں۔

نماز کی اس خوبی کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ نماز کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا بے حیائی اور برائی سے رُک جاتا ہے۔

دوسرے اس کا وصف مطلوب ہے یعنی نماز پڑھنے والے کو بے حیائی اور برائی سے رکنا چاہیئے۔

لیکن وہ نماز جو بے حیائی سے روکنے والی ہے وہ نماز ہے جو پورے شعور کے ساتھ ادا کی جائے۔ صرف بدن کی حرکت وہ نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی جو خشوع و خضوع دل کی توجہ اور پورے شعور و احساس کے ساتھ نماز پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ اس بات کو متعدد حدیثوں میں واضح کیا گیا ہے۔ عمران بن حصین کی روایت ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلَاتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ۔ جس کی نماز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا، اس کی نماز نماز نہیں ہے۔ (ابن ابی حاتم)

ابن عباسؓ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :- مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ یَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا۔ (جس کی نماز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کو نماز نے اللہ سے اور زیادہ دور کر دیا) (ابن ابی حاتم، طبرانی)

ابن مسعودؓ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :- لِمَنْ لَّمْ یُطِعِ الصَّلٰوةَ وَطَاعَةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہے جس نے نماز کی اطاعت نہ کی۔ اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحشاء و منکر سے رُک جائے۔) (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

نماز اس بات کی تربیت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہر حال میں دیکھ رہے ہیں۔ اگر وہ نماز کی نیت نہ کرے یا باوضو نماز ادا نہ کرے تو کسی دوسرے کو کیا پتہ لگ سکتا ہے کہ نماز پڑھنے والے نے ایسا کیا ہے یا نہیں لیکن جب وہ تمام شرطوں کے ساتھ دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس قانون کی پابندی کرے جس پر وہ ایمان لایا ہے چاہے خارج میں کوئی طاقت اس پر عمل کرانے والی موجود ہو یا نہ ہو۔

○ اللہ کا ذکر نماز میں بھی موجود ہے جو اللہ کے ذکر کی بہترین صورت ہے۔ اور نماز برائیوں سے کیوں نہ روکے جبکہ وہ اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (سورۃ طٰہٰ رکوع ۱) ۔ (نماز قائم کرو میری یاد کے لئے۔)

ذکر اللہ تمام عبادتوں کی روح ہے اگر ذکر اللہ نہ ہو تو عبادت ایک بے جان چیز ہے۔ نماز، جہاد جتنی عبادتیں ہیں ان سب میں ذکر اللہ کی روح کارفرما ہے۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی کوئی جامع اور نافع چیز بتا دیجیے جس میں اسلام کے تمام احکام سمٹ آئیں۔ فرمایا۔

"لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے۔)

انسان اللہ کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا سب اللہ کو معلوم ہے اسلئے اللہ کا ذکر کرنے والے کے ساتھ اس کا خصوصی معاملہ ہوگا۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ

وَ	لَا تُجَادِلُوْٓا	اَهْلَ الْكِتٰبِ	اِلَّا	بِالَّتِيْ	هِيَ اَحْسَنُ	اِلَّا	الَّذِيْنَ
اور	تم نہ جھگڑو	اہل کتاب	مگر	اس طریقے جو	وہ بہتر	بجز	جن لوگوں نے

اور تم اہل کتاب سے نہ جھگڑو، مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو۔ بجز ان میں سے جن لوگوں

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

ظَلَمُوْا	مِنْهُمْ	وَقُوْلُوْٓا	اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	اِلَيْنَا	وَاُنْزِلَ	اِلَيْكُمْ
ظلم کیا	انہیں سے	اور تم کہو	ہم ایمان لائے اس پر جو	نازل کیا گیا	ہماری طرف	اور نازل کیا گیا	تمہاری طرف

نے ظلم کیا اور تم کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا

وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

وَاِلٰهُنَا	وَاِلٰهُكُمْ	وَاحِدٌ	وَّنَحْنُ	لَهٗ	مُسْلِمُوْنَ
اور ہمارا معبود	اور تمہارا معبود	ایک	اور ہم	اس کے	فرماں بردار (جمع)

اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔

(۴۶) وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ اَيْ بِالْمُجَادَلَةِ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ كَالدُّعَاءِ اِلَى اللّٰهِ بِاٰيَاتِهٖ وَالتَّنْبِيْهِ عَلٰى حُجَجِهٖ

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ بِاَنْ حَارَبُوْا وَاَبَوْا اَنْ يُّقِرُّوْا بِالْجِزْيَةِ فَجَادِلُوْهُمْ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اَوْ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

وَقُوْلُوْٓا لِمَنْ قَبِلَ الْاِقْرَارَ بِالْجِزْيَةِ اِذَا اَخْبَرُوْكُمْ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيْ كُتُبِهِمْ

اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ

(۴۶) اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر نرمی اور خوبی کے ساتھ یعنی ان کو اللہ کی طرف بلاؤ اس کے احکام سنا کر اور اس کے دلائل بتلا کر

لیکن وہ لوگ جو ان میں سے ظالم اور کافر ہیں اور اہل اسلام سے لڑتے ہیں اور جزیہ دینے سے انکار کرتے ہیں سو اُن سے لڑو تلوار سے
یہاں تک کہ وہ اسلام لاویں
یا جزیہ دیں۔

اور وہ لوگ جو جزیہ دینے کا اقرار کریں اگر وہ تمکو خبر دیں ان احکام کی جو اُن کی کتابوں میں ہیں تو ان سے کہو ہم ایمان لائے ان احکام پر جو ہماری طرف نازل ہوئے اور ان احکام پر جو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آئے اور ان کے قول کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔

وَّ اِلٰـهُنَا وَ اِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ مطیعون

اور ہمارا اور تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔

تشریح

(۴۶) مخالفین خاص طور پر اہل کتاب کے ساتھ عمدہ طریقے سے بات کرنا اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کا حکم دیا گیا تھا۔ قرآن مجید کے ذریعہ جب دین کی دعوت پیش کی جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ الجھنے لگیں۔ دوسری بات یہ کہ عنقریب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانا تھا جس کی اسی سورت میں آگے چل کر تلقین کی جارہی ہے اور حبشہ پر اس زمانے میں عیسائیوں کا غلبہ تھا اسلئے تبلیغ دین اور دعوت دین میں حکیمانہ طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے خاص طور پر اہل کتاب کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ جب ان سے سابقہ پیش آئے تو ان کے سامنے دین کی بات کس طرح پیش کی جائے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب سامنے والے سے بات کی جائے تو متفقہ چیزوں کو سامنے رکھ کر نقطۂ اتفاق تلاش کیا جائے پھر جن چیزوں میں اختلاف ہو ان کی وجہ اختلاف کو حکمت کے ساتھ دور کیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ ہمارا رویہ ایک مقابل کا نہیں بلکہ وہ ہونا چاہیے جو ایک حکیم یا ڈاکٹر کا اپنے مریض کے ساتھ ہوتا ہے جس میں مریض کی ہمدردی کے ساتھ اس کے مرض کی تشخیص اور اس کی شفاء کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

اہل کتاب میں اور مسلمانوں میں کیونکہ بہت سی باتوں میں باہم اتفاق ہے اسلئے ان کے ساتھ گفتگو میں اس پہلو کو خاص طور پر سامنے رکھنا چاہیے۔ بہر حال حکمت کے ساتھ عمدہ طریقے سے اپنے مخاطب کا لحاظ رکھتے ہوئے دین کو اس طرح پیش کرے کہ بات دل میں اترتی چلی جائے اس بات کو قرآن مجید میں مختلف جگہ پر کئی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (النحل۔ آیت ۱۲۵)

(دعوت دو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔)

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

(حٰم السجدہ آیت ۳۴) (بھلائی اور برائی یکساں نہیں ہیں (مخالفین کے حملوں کی) مدافعت ایسے طریقہ سے کرو جو بہتر ہو۔ تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی وہ ایسا ہو گیا جیسے گرم جوش دوست ہے۔)

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ (المومنون۔ آیت ۹۶)

(تم بدی کو اچھے ہی طریقے سے دفع کرو، ہمیں معلوم ہے جو باتیں وہ (تمہارے خلاف بناتے ہیں۔)

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ○ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ۔ (الاعراف۔ آیات ۱۹۹ — ۲۰۰)۔ (درگزر کی روش اختیار کرو بھلائی کی تلقین کرو اور جاہلوں کے منہ نہ لگو اور اگر (ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے) شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔)

رہے ظالم یعنی وہ لوگ جو سوجھ بوجھ سے کام لینے اور غور و فکر کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور اپنی غلط روش چھوڑنا نہیں چاہتے تو دعوت کا کتنا ہی اچھا طریقہ اختیار کیا جائے ان پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ بات سننے کے لئے تیار ہیں ان سے جب بات کی جائے تو وہ باتیں جو آپس میں متفق ہیں ان کو اپنی گفتگو کا محور بناؤ۔ مثلاً یہ کہ تمہارا اور ہمارا معبود ایک ہے ہم بھی اس کے فرماں بردار ہیں اور تم بھی اسکے فرماں بردار ہو جو پیغمبر تمہارے پاس آئے ہیں اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی ہے ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اب جو کتاب ان پیغمبر پر نازل ہوئی ہے آؤ ہم اور تم دونوں ان پیغمبر اور کتاب کو مان لیں ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی اختلافی بات نہیں ہے —— اس طرح کی گفتگو دلوں میں گھر کرتی ہے اور اختلاف کی خلیجیں کم ہو جاتی ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ

وَ	يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	الْكِتٰبَ	اٰتَيْنٰهُمُ	فَالَّذِيْنَ	الْكِتٰبَ	اَنْزَلْنَآ + اِلَيْكَ	وَكَذٰلِكَ
اور	وہ ایمان لاتے ہیں اس پر	کتاب	ہم نے دی انہیں	پس وہ لوگ	کتاب	ہم نے نازل کی تمہاری طرف	اور اسی طرح

اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی، پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ایمان لاتے ہیں اس پر۔ اور اہل مکہ میں

مِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ (۴۷)

الْكٰفِرُوْنَ	اِلَّا	بِاٰيٰتِنَآ	وَمَا يَجْحَدُ	بِهٖ	مَنْ يُّؤْمِنُ	مِنْ هٰٓؤُلَآءِ
کافر (جمع)	مگر (صرف)	ہماری آیتوں کا	اور وہ نہیں انکار کرتے	اس پر	بعض ایمان لاتے ہیں	ان (اہل مکہ) سے

سے بعض اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار صرف کافر کرتے ہیں۔

۴۷ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۚ اَلْقُرْاٰنَ اَيْ كَمَآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْهِمُ التَّوْرٰىةَ وَغَيْرَهَا فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ التَّوْرٰىةَ كَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ وَغَيْرِهٖ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ بِالْقُرْاٰنِ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا بَعْدَ ظُهُوْرِهَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ اَيِ الْيَهُوْدُ وَظَهَرَ لَهُمْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ وَالْجَآئِيْ بِهٖ مُحِقٌّ وَجَحَدُوْا ذٰلِكَ

۴۷ اور ہم نے جس طرح ان کی طرف تورات وغیرہ نازل کی اسی طرح تیری طرف قرآن اتارا سو وہ لوگ جن کو ہم نے تورات دی جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

اور اہل مکہ میں بھی بعض وہ لوگ ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور بعد ظاہر ہونے ہماری آیتوں کے کافر ہیں ان کا انکار کرتے ہیں

مراد ان سے یہودی ہیں کہ ان کو یہ امر ظاہر ہو گیا تھا کہ قرآن سچی کتاب ہے اور جو اس کو لائے وہ سچے پیغمبر ہیں۔

پھر ان کا انکار کیا۔

تشریح

۴۷ پیغمبروں کا مقرر کرنا اور ان پر کتابوں کا نازل کرنا یہ سلسلہ شروع سے جاری ہے | آج اے محمد ﷺ ہم نے تمہیں اپنا رسول مقرر کیا ہے اور تم پر اپنی کتاب قرآن نازل کی ہے اس سے پہلے بھی ہم پیغمبر مقرر کرتے رہے ہیں اور ان پر اپنی کتابیں نازل کرتے رہے ہیں۔ تم سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی تھی ان میں سے جو حق کے طلبگار رہیں وہ پچھلی کتابوں کے ساتھ موجودہ کتاب پر بھی ایمان لا رہے ہیں ان میں اہل کتاب بھی ہیں جیسے حبشہ کے عیسائی اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ انکار کرنے والے تو بس وہی ہیں جو ہٹ دھرمی پر جمے ہوئے ہیں اور تعصب کی وجہ سے یا نفس کی خواہشات کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہیں ورنہ جب حق ایک ہی ہے جو پچھلے پیغمبروں کو بھی دیا گیا اور موجودہ پیغمبر کو بھی اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ماننے والی نہ ہو تو انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

وَ	مَا كُنْتَ + تَتْلُوْا	مِنْ قَبْلِهٖ	مِنْ كِتٰبٍ	وَّلَا تَخُطُّهٗ	بِيَمِيْنِكَ
اور	نہ آپ پڑھتے تھے	اس سے قبل	کوئی کتاب	اور نہ اُسے لکھتے تھے	اپنے دائیں ہاتھ سے

اور آپؐ اس سے (نزولِ قرآن سے) قبل کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے اُسے لکھتے تھے

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اِذًا	لَّارْتَابَ	الْمُبْطِلُوْنَ	
اس صورت میں	البتہ شک کرتے	حق ناشناس۔	

اس صورت میں البتہ حق شناس شک کرتے۔

(۴۸) وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ اَیِ الْقُرْاٰنِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا اَیْ لَوْ كُنْتَ قَارِئًا كَاتِبًا لَّارْتَابَ شَكَّ الْمُبْطِلُوْنَ ○ اَیِ الْيَهُوْدُ فِيْكَ وَقَالُوا الَّذِیْ فِی التَّوْرٰىةِ اَنَّهٗ اُمِّیٌّ لَا يَقْرَأُ وَلَا يَكْتُبُ

(۴۸) اور تو اے محمدؐ قرآن سے پہلے کوئی اور کتاب نہ پڑھتا تھا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتا تھا اگر تو پڑھنے والا لکھنے والا ہوتا تو اس صورت میں یہودی تیرے بارے میں شک کرتے اور کہتے کہ توریت میں جس پیغمبر کا بیان ہے وہ تو اُمّی ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں

تشریح

(۴۸) نبیؐ کا اُمّی ہونا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے | حضور نبی کریمؐ نے کسی سے لکھنا اور پڑھنا نہیں سیکھا تھا آپ کے اہلِ وطن اور رشتے دار جن کے درمیان آپکی پوری زندگی بسر ہوئی تھی اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ آپؐ نے عمر بھر نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی قلم ہاتھ میں لیا۔ اس کے باوجود چالیس سال کی عمر میں جب اللہ نے آپکو اپنا رسول مقرر کیا اور آپ پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تو قرآن جیسی کتاب جو علوم و معارف کا خزانہ ہے اور نبیوں کے تاریخی واقعات کو بھی یہ کتاب پوری صحت کے ساتھ پیش کر رہی ہے۔ آپؐ کی زبان مبارک سے وہ کتاب نکل رہی ہے جو دلوں کے لئے نسخۂ شفا ہے جس کا ایک ایک لفظ لعل و گہر سے زیادہ قیمتی ہے جس کی ایک ایک بات جچی تلی انسان کے کردار و اخلاق کو سنوارنے والی ہے جو خدا کی صحیح معرفت عطا کرتی ہے جس میں انسان کی ہدایت کا وہ سامان پیش کیا گیا ہے جس سے بڑے بڑے مفکر اور دانشور حیران ہیں اس شان کی کتاب پیش کرنا ایک اُمّی کے لئے کیسے ممکن ہوا۔ اس کا جواب ایک ہی ہے کہ قرآن آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے اور یہ قرآن کی صداقت اور آپ کی رسالت کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ اسلئے ارشاد ہوا ہے کہ اے نبیؐ! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے (کیونکہ عموماً داہنے ہاتھ سے لکھا جاتا ہے) اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست تم پر شک کر سکتے تھے کہ یہ پچھلی کتابیں پڑھ پڑھ کے ان کو اپنے الفاظ میں ڈھال کے بیان کر رہے ہیں جیسا کہ سورۂ فرقان میں ارشاد ہے:۔

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (فرقان رکوع ۱ آیت ۵)

(یہ تو پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنھیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں۔)

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اُوْتُوا + الْعِلْمَ	الَّذِيْنَ	صُدُوْرِ	فِيْ	اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ	بَلْ هُوَ
علم دیا گیا	وہ لوگ جنہیں	سینوں	میں	واضح آیتیں	بلکہ وہ (یہ)

بلکہ یہ واضح آیتیں ان لوگوں کے سینوں میں (محفوظ) ہیں جنہیں علم دیا گیا

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

الظّٰلِمُوْنَ	اِلَّا	بِاٰيٰتِنَا	وَمَا يَجْحَدُ
ظالم (جمع)	مگر (صرف)	ہماری آیتوں کا	اور نہیں انکار کرتے

اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم کرتے ہیں

(۴۹) بَلْ هُوَ اَيِ الْقُرْاٰنُ الَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَحْفَظُوْنَهٗ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ○ اَيِ الْيَهُوْدُ جَحَدُوْهَا بَعْدَ ظُهُوْرِهَا لَهُمْ

(۴۹) بلکہ یہ قرآن جس کو تو لایا ظاہر آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنکو علم دیا گیا یعنی ایمان والوں کے سینوں میں کہ وہ جو قرآن کو یاد کرتے ہیں۔
اور ہماری آیتوں کا انکار وہی کرتے ہیں جو ظالم ہیں یعنی یہود کہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا بعد ان کے ظاہر ہونے کے۔

تشریح

(۴۹) آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بہت سی روشن نشانیوں کا مجموعہ ہے دنیا میں جتنی بھی ممتاز تاریخی شخصیات گزری ہیں اگر ان کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے ماحول نے ان کی شخصیت کے بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے لیکن نبی ﷺ کی شخصیت حیرت انگیز طور پر اپنے وقت کے اور ارد گرد کے ماحول سے بالکل الگ نظر آتی ہے۔ چالیس سال تک آپ ایک خاموش ــــــ انسان نظر آتے ہیں اگرچہ اس مدت میں بھی آپ کا کردار بالکل بے داغ ہے مگر کسی پہلو سے ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کے اندر کوئی انقلابی شخصیت پوشیدہ ہے۔ چالیس سال کی عمر میں جب آپ کو نبوت عطا ہوتی ہے تو اچانک آپ دوسرے ہی انداز میں لوگوں کے سامنے آتے ہیں آپ کی زبان مبارک پر علم و حکمت کی باتیں جاری ہو جاتی ہیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں سُنی تھیں آپ وہ دعوت پیش کرتے ہیں جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ قرآن کی آیتوں کو سنکر ایک سلیم الفطرت شخص محسوس کرتا ہے کہ یہ ایک ممتاز کلام ہے اور اس کلام میں اللہ ہی بول رہا ہے۔ قرآن کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں گویا یہ اہل علم کے لوح قلب پر لکھی ہوئی ہیں۔ اس کلام کی حفاظت کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ یہ سینوں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ غرض قرآن اور صاحب قرآن کو دیکھ کر لوگ اس کی صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں تو کون؟ جو کبھی سچی بات مان کر نہیں دیتے وہ غیر منصف جو روشن سے روشن چیز کا بھی انکار کر دیتے ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" (سورج خود اپنی دلیل ہے اسکو کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔)
غیر جانب داری کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرنے والا اس کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والے کے دل پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت جو اس نے کہا ✤ میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

الْاٰيٰتُ	اِنَّمَا	قُلْ	مِّنْ رَّبِّهٖ	اٰيٰتٌ	عَلَيْهِ	اُنْزِلَ	لَوْلَآ	وَقَالُوْا
نشانیاں	اسکے سوا نہیں	آپ فرمادیں	اسکے رب سے	نشانیاں	اس پر	نازل کی گئی	کیوں نہ	اور وہ بولے

وہ بولے اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں (معجزات) کیوں نہ نازل کی گئیں، آپ فرمادیں کہ اس کے سوا نہیں نشانیاں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

	مُّبِيْنٌ	نَذِيْرٌ	وَاِنَّمَآ + اَنَا	عِنْدَ اللّٰهِ
	صاف صاف	ڈرانے والا	اور اسکے سوا نہیں کہ میں	اللہ کے پاس

(معجزات) اللہ کے پاس ہیں اور اس کے سوا نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(۵۰) وَقَالُوْا اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ لَوْلَآ هَلَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اٰيَاتٌ كَنَاقَةِ صَالِحٍ وَعَصَا مُوْسٰى وَمَائِدَةِ عِيْسٰى قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ يُنَزِّلُهَا كَمَا يَشَاءُ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ مُظْهِرٌ اِنْذَارِیْ بِالنَّارِ اَهْلَ الْمَعْصِيَةِ

(۵۰) اور مکہ کے کافر کہتے ہیں کہ محمد پر اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ اتری۔

(ایک قرائت میں بجائے آیت کے آیات ہیں یعنی بہت سی نشانیاں کیوں نہ اتریں جیسے صالح کو ناقہ اور عصاء موسیٰ اور مائدہ عیسیٰ کا) ان سے کہدے کہ بات یہ ہے کہ آیتوں کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے وہ جس طرح چاہے ان کو اتارے اور میں صرف گناہگاروں کو ڈرانے والا ہوں دوزخ کی آگ سے۔

تشریح

(۵۰) حسی معجزوں کا مطالبہ | وہ لوگ جو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو نہیں مانتے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے ایسے معجزے کیوں نازل نہیں ہوتے جنہیں دیکھ کر یقین آجائے کہ واقعی یہ شخص اللہ کا پیغمبر ہے یعنی ایسی حسی نشانیاں ہوں جن کو دیکھ کر انکار نہ کیا جاسکے۔

اے پیغمبر ان سے کہو کہ معجزے دکھانا میرے قبضے کی بات نہیں ہے کہ تم جو نشانیاں مانگا کرو وہی ہیں دکھاتا رہا کروں اور نہ کسی نبی کی صداقت فرمائشی معجزوں پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے میری سچائی ظاہر کرنے کے لئے جو نشانیاں دکھانا چاہیں دکھا سکتے ہیں یہ ان کے اختیار میں ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ میں کھول کھول کر تمہیں بتاتا رہوں کہ گمراہی کے کیا نتیجے نکلتے ہیں۔ میں خبردار کرنے والا ہوں کہ تمہیں بتادوں کہ اللہ کی ہدایت پر عمل کرنے میں کیا فائدہ ہے اور اس کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنے میں کیا نقصان ہے بس یہی میری ذمہ داری ہے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۚ

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ	اَنَّآ + اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ
کیا ان کے لئے کافی نہیں	کہ ہم نے نازل کی	آپ پر	کتاب	پڑھی جاتی ہے	اُن پر

کیا ان لوگوں کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو اُن پر پڑھی جاتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ ع ۵

اِنَّ	فِيْ + ذٰلِكَ	لَرَحْمَةً	وَّذِكْرٰى	لِقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ	قُلْ
بیشک	اس میں	البتہ رحمت ہے	اور نصیحت	ان لوگوں کے لئے	وہ ایمان لاتے ہیں	آپ فرما دیں

بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ آپ فرما دیں

كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى

كَفٰى	بِاللّٰهِ	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ	شَهِيْدًا	يَعْلَمُ	مَا	فِى
کافی ہے	اللہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	گواہ	وہ جانتا ہے	جو	میں

اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ

السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضِ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِالْبَاطِلِ	وَ
آسمانوں	اور زمین میں	اور جو لوگ	ایمان لائے	باطل پر	اور

میں اور زمین میں ہے۔ اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے ، اور

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ	
وہ منکر ہوئے	اللہ کے	وہی ہیں	وہ	گھاٹا پانے والے	

اللہ کے منکر ہوئے وہی لوگ ہیں گھاٹے پانے والے۔

(۵۱) اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ فِيْمَا طَلَبُوْهُ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْقُرْاٰنَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۚ فَهُوَ اٰيَةٌ

(۵۱) کیا ان آیاتِ مطلوبہ کے عوض ان کو قرآن کافی نہیں کہ جس کو ہم نے تجھ پر اے محمد اتارا

وہ ان پر پڑھا جاتا ہے پس قرآن ایک معجزہ دائمی ہے

مُسْتَمِرَّةٌ لَا انْقِضَاءَ لَهَا بِخِلَافِ مَا ذُكِرَ مِنَ الْآيَاتِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ الْكِتَابِ لَرَحْمَةً وَذِكْرٰى عِظَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○

جو کبھی ختم نہ ہوگا بخلاف ان معجزوں کے جو مذکور ہوئے

بیشک اس قرآن میں رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے۔

(۵۲) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۚ بِصِدْقِي يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمِنْهُ حَالِي وَحَالُكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَهُوَ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَكَفَرُوا بِاللّٰهِ مِنْكُمْ أُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ○ فِي صَفْقَتِهِمْ حَيْثُ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ

(۵۲) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا الخ

اے محمدؐ کہدو میرے اور تمہارے درمیان میں اللہ کافی گواہ ہے میرے سچے ہونے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں یعنی وہ میرے اور تمہارے حال کو خوب جانتا ہے اور وہ لوگ جو تم میں سے غیر اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی ہیں اپنی تجارت میں ٹوٹا اٹھانے والے کہ انھوں نے کفر کو ایمان پر اختیار کیا۔

تشریح

(۵۱) کیا قرآن جیسا معجزہ کافی نہیں ہے | بار بار معجزوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ایسا حسی اور ناقابلِ انکار معجزہ اور نشانی دکھاؤ کہ یقین آجائے کہ واقعی حضرت محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

کیا قرآن جیسی کتاب کا ایک ایسے شخص پر نازل ہونا جنھوں نے کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا کیا یہ حضرت محمدؐ کی رسالت کی صداقت کے لئے کافی نہیں ہے کیا اس کے بعد بھی کسی اور معجزے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ یہ تو وہ معجزہ ہے جس کی آیتیں ہر وقت تمہیں سنائی جاتی ہیں یہ کتاب ماننے والوں کے لئے نصیحت ہے جس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کا نازل ہونا اللہ کی بہت بڑی نشانی اور مہربانی ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے لئے وہ ہدایات ہیں جو اس کو کامیابی کی منزل تک پہونچا سکتی ہیں مگر اس سے فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جو اس پر ایمان لائے ہیں۔

(۵۲) میری صداقت کے لئے اللہ کی شہادت کافی ہے | جب قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اللہ کا کلام ہے تو میری صداقت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تو خود میرا گواہ ہے۔ اللہ کی زمین پر اور اس کے آسمان کے نیچے میں کھلم کھلا اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں جسے اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے اور خوب جانتا ہے۔ کیا قرآن کی حجت اور اللہ کی شہادت کے بعد بھی کسی اور دلیل کی ضرورت ہے؟

اللہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے جس کی صحیح معرفت اس کی کتاب اور اس کے رسول کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اس حقیقت کے خلاف آدمی جو نظریہ بھی اپنائے گا وہ بلاشبہ باطل ہوگا اور اس کا نتیجہ گمراہی ہوگا۔

بغیر تحقیق اور بنا سوچے سمجھے باطل کو قبول کر لینا اور حق کا انکار کر دینا سب سے بڑی شقاوت اور سب سے بڑی خسران ہے ایسے لوگ خود بھی گھاٹے میں رہتے ہیں اور دنیا کو بھی تباہ کرتے ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ

لَّجَاۗءَهُمُ	مُّسَمًّى	اَجَلٌ	وَلَوْلَآ	بِالْعَذَابِ	وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ
آچکا ہوتا ان پر	مقرر	میعاد	اور اگر نہ	عذاب کی	اور وہ آپؐ سے جلدی کرتے ہیں

اور وہ آپؐ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ اور اگر میعاد نہ ہوتی مقرر تو ان پر عذاب آچکا

الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ	لَا يَشْعُرُوْنَ	وَّهُمْ	بَغْتَةً	وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ	الْعَذَابُ
وہ آپؐ سے جلدی کرتے ہیں	انہیں خبر نہ ہوگی	اور وہ	اچانک	اور ضرور ان پر آئے گا	عذاب

ہوتا، اور وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور انہیں خبر (بھی) نہ ہوگی۔ اور وہ آپؐ سے عذاب کی جلدی

بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

	بِالْكٰفِرِيْنَ	لَمُحِيْطَةٌ	جَهَنَّمَ	وَاِنَّ	بِالْعَذَابِ
	کافروں کو	البتہ گھیرے ہوئے	جہنم	اور بیشک	عذاب

کرتے ہیں، اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿۵۳﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّهٗ لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ عاجلًا وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ بِوَقْتِ اِتْيَانِهٖ

﴿۵۳﴾ اور وہ تجھ سے جلد مانگتے ہیں عذاب۔ اور اگر عذاب کے لئے ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو دنیا میں ہی ان پر عذاب آجاتا اور بے شبہ ان پر عذاب آجاوے گا ناگاہ اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

﴿۵۴﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ فِی الدُّنْيَا وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○

﴿۵۴﴾ وہ لوگ تجھ سے دنیا میں ہی عذاب طلب کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ دوزخ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

تشریح

﴿۵۳﴾ عذاب کے لئے جلدی کیوں ــ ؟ | اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ بندے کو مہلت دیتا ہے اور موقع دیتا ہے کہ شاید وہ سنبھل جائے اس وقت تک موقع دیتا رہتا ہے جب تک معاملہ حد سے نہیں گزر جاتا۔ جب معاملہ حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اس کی غلط روش سے نظام درہم برہم ہو جائے گا تو پھر اللہ کی گرفت آجاتی ہے اس لئے بار بار یہ تقاضا کرنا کہ جو عذاب کی دھمکی رسول دے رہے ہیں وہ عذاب آتا کیوں نہیں، ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کرنا ہے اگر اللہ کی سنت یہ نہ ہوتی کہ رسول کا انکار کرنے والوں کو سنبھلنے کا موقع دیا جائے تو کبھی کا عذاب آچکا ہوتا۔ اگر وہ اپنی روش پر قائم رہے تو اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی مہلت ختم ہونے پر عذاب آئیگا اور اچانک آئیگا اور ایسا آئیگا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ عذاب عام ہو اور قہر کی صورت میں نازل ہو۔ باطل کا ناکام ہونا اور حق کا غالب ہونا یہ بھی اہل باطل کے لئے عذاب کی صورت ہے جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

﴿۵۴﴾ آخرت کا عذاب بھی دور نہیں ہے | اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر دنیا میں یہ عذاب آتا ہے کہ انسان ایسے مسائل میں گھر جاتا ہے جس کا حل اس کی سمجھ میں نہیں آتا ڈور کو سلجھانے کی کوشش کرتا ہے اور سرا ہاتھ نہیں آتا۔ رہا آخرت کا عذاب وہ بھی اہل باطل سے دور نہیں ہے، ہر طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ موت کے ساتھ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ

يَوْمَ	يَغْشٰهُمْ	الْعَذَابُ	مِنْ + فَوْقِهِمْ	وَمِنْ + تَحْتِ	اَرْجُلِهِمْ
(جس) دن	انہیں ڈھانپ لے گا	عذاب	ان کے اوپر سے	اور نیچے سے	ان کے پاؤں

جس دن انہیں ڈھانپ لے گا عذاب، ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے

وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

وَيَقُوْلُ	ذُوْقُوْا	مَا	كُنْتُمْ + تَعْمَلُوْنَ	يٰعِبَادِيَ	الَّذِيْنَ
اور وہ کہیگا	چکھو	جو	تم کرتے تھے	اے میرے بندو	جو

اور (اللہ تعالیٰ) کہے گا (اس کا مزہ) چکھو جو تم کرتے تھے۔ اے میرے بندو! جو

اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾

اٰمَنُوْا	اِنَّ	اَرْضِيْ	وَاسِعَةٌ	فَاِيَّايَ	فَاعْبُدُوْنِ
ایمان لائے	بیشک	میری زمین	وسیع	پس میری ہی	تم عبادت کرو

ایمان لائے ہو بیشک میری زمین وسیع ہے پس تم میری عبادت کرو۔

﴿٥٥﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ فِيْهِ بِالنُّوْنِ اَيْ نَامُرُ بِالْقَوْلِ وَبِالْيَاءِ اَيْ يَقُوْلُ الْمُوَكَّلُ بِالْعَذَابِ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اَيْ جَزَاءَهٗ فَلَا تَفُوْتُوْنَنَا

﴿٥٥﴾ اس دن کہ ان کو عذاب ان کے اوپر اور نیچے سے گھیر لیگا اور ہم کہیں گے یعنی اس فرشتہ کو جو عذاب پر مقرر ہے حکم کریں گے کہ وہ کہے گا۔

چکھو تم بدلہ اس عمل کا جو تم کرتے تھے پس تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے۔

﴿٥٦﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ○ فِيْ اَيِّ اَرْضٍ تَيَسَّرَتْ فِيْهَا الْعِبَادَةُ بِاَنْ تُهَاجِرُوْا اِلَيْهَا

﴿٥٦﴾ اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شبہ میری زمین فراخ ہے سو میری ہی عبادت کرو جس جگہ آسانی سے عبادت ہو سکے۔

یعنی اس زمین کو چھوڑ کر جہاں عبادت دشوار ہو کسی دوسری

مِنْ اَرْضٍ لَمْ يَتَيَسَّرْ فِيْهَا نُزُوْلٌ فِيْ ضُعَفَاءِ مُسْلِمِيْ مَكَّةَ كَانُوْا فِيْ ضَيْقٍ مِنْ اِظْهَارِ الْاِسْلَامِ بِهَا۔

زمین میں ہجرت کر جاؤ جہاں عبادت آسان ہو۔ یہ آیت ان ضعیف مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ میں اظہار اسلام نہ کر سکتے تھے اور تنگ تھے۔

تشریح

(۵۵) دوزخ کا عذاب ہر طرف سے گھیرے گا | دوزخ کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہ ہوگا ہر طرف سے گھیر لے گا اوپر سے بھی نیچے سے بھی اور کہا جائیگا کہ لو چکھو اب اپنے کرتوتوں کا مزا۔

(۵۶) رب کی بندگی کے لئے وطن چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دو | یہ ساری زمین اللہ کی ہے اس نے انسان کو اس زمین پر کچھ مدت کے لئے برائے امتحان بھیجا ہے اور زمین پر اس کے قیام کا مقصد اپنی مرضی سے اپنے رب کی عبادت و اطاعت ہے۔ اگر کوئی چیز رب کی بندگی کے اور اس کی مرضی پر چلنے کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے تو چاہے وہ مکہ مکرمہ جیسا مقدس شہر ہی کیوں نہ ہو بندگی رب کی خاطر اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ آخر موت کے بعد ایک دن اپنا وطن گھر بار اور رشتے دار سب سے چھوٹنے ہی ہیں اس لئے ایک مومن کو آخرت کی فکر ہونی چاہیئے اور اس کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے ہوئے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں وہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ نبی ؐ نے اللہ تعالٰے کے اس اشارے کو سمجھ کر ایمان لانے والوں سے کہا کہ حبشہ کا بادشاہ انصاف پسند ہے تم لوگ وہاں ہجرت کر جاؤ چنانچہ اہل ایمان کا یہ قافلہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا۔

یہ رجب کا مہینہ تھا اور نبوت کا پانچواں سال ۱۱۵ء۔ ایک ایک دو دو مسلمان چھپتے چھپاتے شعیبہ کی بندرگاہ میں جمع ہونے لگے۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ اتفاق سے کشتیاں تیار مل گئیں اور پیچھا کرنے والے ان لوگوں کو نہیں پا سکے۔

یہ لوگ حبشہ پہونچ کر سکون کے ساتھ رہنے لگے۔ یہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت تھی۔ پھر دوبارہ بھی ہجرت ہوئی جن میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حبشہ ہجرت کر گئے۔

دونوں مرتبہ ہجرت کے واقعات کا خلاصہ یہ ہے۔

ہجرتِ حبشہ

اسلام کا یہ سرچشمہ مکہ کی سرزمین سے پھوٹا تھا ـــــــ مگر یہ صرف ارضِ مکہ کے لئے نہیں تھا اس کو پھیلنا تھا۔ چشمہ سے دریا اور دریا سے سمندر بننا تھا ـــــــ یہ نعمت کسی ایک خطہ کے لئے نہیں تھی، دنیا کے تمام انسانوں کے لئے تھی ـــــــ حالات کی سختی ایک طرح کی بھٹی تھی جس میں اہلِ ایمان کا سونا کندن بننا تھا ـــــــ اور اس کھرے سونے کو دنیا کی مارکیٹ میں لانا تھا۔ اشارہ ہوا۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ○
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

(اے میرے مومن بندو، میری زمین وسیع ہے (اور دیکھو کہیں بھی رہو) میری بندگی بجاتے رہنا۔ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (اس لئے یہ دنیا کوئی بہت زیادہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے کہ اپنا ٹھکانا چھوڑنے کا رنج و غم ہو، موت ایک دن یہ ٹھکانا چھڑا دیتی ہے۔) ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ۔ (پھر تم سب پلٹ کر ہماری طرف لائے جاؤ گے۔)

حکم الٰہی کا اشارہ پاکر آپؐ نے فرمایا۔

„ حبشہ کی سرزمین پر ایسا بادشاہ حکمراں ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ تم اس ملک میں چلے جاؤ ـــ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا فرمادے جس میں تم مبتلا ہو۔"

رجب کا مہینہ اور نبوت کا پانچواں سال (سنہ ۶۱۴ء) ایک ایک دو دو مسلمان چھپتے چھپاتے مکہ سے شعیبہ کی بندرگاہ میں جمع ہونے لگے۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ اتفاق سے تجارتی کشتیاں جانے کے لئے تیار ملیں اور نصف دینار پر لے جانا منظور کر لیا۔

مشرکین کو پتہ چلا، پکڑنے کے لئے آدمی دوڑائے مگر جب تک وہ پہنچے کشتیاں روانہ ہوچکی تھیں اعلیٰ قدروں اور ایک بلند نصب العین کے لئے وطن کی قربانی، عزیز و اقارب، گھر بار کی قربانی، جہاد کے بعد اہم ترین عبادت ہے۔ براعظم افریقہ میں ایمان کی شمع روشن کرنے والا یہ پہلا کارواں روانہ ہوا، تو سورہ مریم کا نزول ہوچکا تھا جس میں حضرت عیسیٰؑ کی حقیقت بتادی گئی تھی۔ اور اہل کتاب سے بحث کرنے کا طریقہ بتادیا گیا تھا۔

حبشہ کے پہلے مہاجرین کے قافلے میں یہ حضرات شامل تھے۔

مرد	قبیلہ
۱۔ حضرت عثمان بن عفانؓ	بنی امیہ
۲۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ	بنی عبدالشمس
۳۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد	بنی مخزوم
۴۔ حضرت عامر بن ربیعہ	بنی عدو کے حلیف
۵۔ حضرت ابوسبرہ بن ابی برہم عامری	بنی عامر
۶۔ حضرت زبیر بن عوام	بنی اسد ـــــ حضرت خدیجہ رضؓ کے بھتیجے۔ آں حضرتﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ کے بیٹے۔
۷۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف	بنی زہرہ ـــــ حضورﷺ کے ننھیالی رشتہ دار
۸۔ حضرت عثمان بن مظعون	بنی جمح
۹۔ حضرت ابوحاطب بن عمرو	ـــــ
۱۰۔ حضرت سہیل بن بیضاء	بنی حارث
۱۱۔ حضرت مصعب بن عمیر	بنی عبدار ـــــ ہاشم کے پوتے

عورتیں	قبیلہ	شوہر کا نام
۱۔ حضرت رقیہ بنت محمدﷺ	بنی ہاشم	حضرت عثمان رضؓ
۲۔ حضرت سہلہ بنت سہیل	بنی عامر	حضرت ابوحذیفہ رضؓ
۳۔ حضرت ام سلمہ بنت امیہ	بنی مخزوم	حضرت ابوسلمہ رضؓ
۴۔ حضرت لیلیٰ بنت ابی خثمہ	بنی عدو	حضرت عامر رضؓ

رجب میں یہ قافلہ حبشہ پہنچا اور سکون کے ساتھ رہنے لگا۔ تین چار مہینے گزرے تھے کہ ایک غلط فہمی کی وجہ سے مشرکین کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی۔

○ یہ واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا عجیب ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ انسان اپنی فطرت کے خلاف لاکھ چلنا چاہے۔ مگر ایک لمحہ اس کی زندگی میں ایسا آتا ہے جب فطرت عریاں ہو جاتی ہے۔ ایک اللہ پر ایمان اور اس کے جذبوں کی اللہ کے سامنے خود سپردگی انسان کی فطرت کی آواز ہے۔

ہوا یہ کہ قریش کا ایک مجمع کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا ـــــ اسی زمانہ میں سورہ النجم نازل ہوئی۔ نبیﷺ نے قریش کے مجمع میں اس کی تلاوت فرمانی شروع کی ـــــ کلام الٰہی کا صوتی آہنگ، مہبطِ وحی کی پُرتاثیر زبان ـــــ مجمع میں وجد کی کیفیت طاری ہوگئی ـــــ اور جب آپ آیت سجدہ تلاوت کرتے ہوئے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے تو غیر اختیاری طور پر مسلم و کافر سب ہی سجدہ میں گر پڑے۔ ولید بن مغیرہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکا تو

مٹی ہاتھ میں لیکر پیشانی پر لگالی۔

یہ عجیب بات ہے کہ جو مشرک اس وقت اضطراری اور بے اختیاری طور پر سجدہ ریز ہوئے تھے ان میں اکثر کو اسلام نصیب ہوا ——— یہ پہلی قرآنی سورت تھی جو آپ نے علی الاعلان مجمع عام میں سنائی اور پہلی آیت سجدہ تھی۔

مشرکین اپنی جھینپ مٹانے کے لئے جو کہہ سکتے تھے وہ یہی تھا کہ سورۂ النجم کی آیت ۱۹، ۲۰ أَفَرَءَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ (اب ذرا بتاؤ تم نے کبھی اس لات اور اس عزّیٰ اور تیسری دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے۔) کے بعد ہم نے سنا تھا کہ " تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ، وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ۔"

اور ہم تو اسی لئے سجدے میں گر پڑے تھے۔ حالانکہ یہ بے تکی پیوندکاری الگ نظر آرہی ہے کہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند ہے ——— یہ واقعہ مہاجرین حبشہ کو اس ترمیم کے ساتھ پہنچا کہ آپس میں مصالحت ہو گئی اور سب مسلمان ہو گئے۔

یہ لوگ حبشہ سے واپس آگئے، مکہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ حقیقت کچھ اور ہے۔ اب واپسی بھی آسان نہ تھی۔ کچھ لوگوں نے ہمت کی مکہ پہنچے، اور کچھ نے عرب کے دستور کے مطابق پناہ اور جوار کا سہارا لیا۔ عربوں کے دستور میں "ذمہ" ایسی وفاداری تھی کہ پناہ دئے ہوئے شخص کی طرف کوئی نظر اٹھا کر دیکھتا تو پناہ دینے والا اس کو اپنی بے عزتی سمجھتا اور اس کی حفاظت کے لئے جان پر کھیل جاتا تھا ——— حضرت عثمان بن مظعون نے ولید بن مغیرہ کی پناہ لی مگر ان کی ایمانی غیرت نے اس کو گوارہ نہ کیا اور دونوں نے حرم میں جاکر اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔

○ ایمان کی حلاوت بھی عجیب چیز ہے جس نے ایک دفعہ چکھ لی اس کے لئے ہر جور و جفا کا سہنا آسان ہے مگر ایمان سے دست بردار ہونا مشکل ہے۔ حضرت عثمان ابن مظعون کی غیرت ایمانی نے ایک دشمن اسلام کی پناہ میں رہنا گوارا نہ کیا اور اس کی پناہ سے باہر ہو گئے ——— اس کے کچھ دنوں بعد مشہور شاعر لبید بن ربیعہ مکہ آیا اور ایک مجلس میں اپنا کلام سنا رہا تھا۔ اس نے ایک مصرعہ پڑھا۔" الا کل شئ ما خلا اللہ باطلا۔" (خبردار رہو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔) حضرت عثمان بن مظعون نے اس مصرعہ کی داد دی ——— لبید نے دوسرا مصرعہ پڑھا "وکل نعیم لامحالۃ زائل" (اور ہر نعمت لامحالہ زائل ختم ہونے والی ہے۔)

حضرت عثمان نے کہا مگر جنت کی نعمت لازوال ہے ——— لبید کو گراں گزرا اور اس نے طعنہ دیا، اے قریش تمہاری مجلسیں پہلے تو ایسی نہ تھیں۔ اس پر ایک شخص نے حضرت عثمان بن مظعون کے تھپڑ مار دیا جس سے ان کی آنکھ نیلی پڑ گئی۔ لبید نے کہا داد کا جواب مل گیا۔ لوگ کہنے لگے جب تم ولید کی پناہ میں تھے تو ہر طرح محفوظ تھے۔

حضرت عثمان نے جواب دیا میں اللہ کی پناہ کے سوا کسی کی پناہ کا محتاج نہیں۔

○ مکہ کے غربی جانب سوڈان کے صحرائی علاقہ کے درمیان بحر احمر سے بحر قلزم کی طرف ملک حبشہ واقع ہے۔ عرب اور حبشہ کے تعلقات قدیم زمانے سے تھے۔ آں حضرت ﷺ کے پردادا ہاشم کو قیصر روم نے اپنے تجارتی قافلے شام لانے کا پروانہ عطا کیا تھا اور اپنے زیر اثر فرماں روائے حبش کے نام سفارشی خط بھی لکھا۔ قریش کے تجارتی مال پر ٹیکس نہ لینے کا فرمان حاصل کرنے کے بعد قریش کے تجارتی قافلے حبشہ بھی جانے لگے۔

حبشہ جانے کا خشکی کا راستہ فلسطین سے مصر اور پھر حبشہ کو جاتا تھا۔ بحری راستہ سے کشتیاں شعیبہ (جدہ) کی بندرگاہ سے چلتیں اور باب المندب سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت اکسوم کی قریبی بندرگاہ اودس پہنچ جاتیں۔ سمندری

سفر بنتا خراب اور طوفانی ہواؤں کی زد میں ہوتا اس کے باوجود عرب بحری سفر اور سمندر سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔
اکثر مکی تاجر نجاشی، سے شخصی تعارف بھی رکھتے تھے۔ اس زمانے میں نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا۔ نجاشی حبشی زبان کے لفظ نجوش یا نیگوش کا معرب ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں۔
چوتھی صدی عیسوی میں اتھاناسیوس سکندریہ کا لارڈ پادری تھا اس نے ۳۳۰ء میں حبشہ کے دارالسلطنت اکسوم میں پہلا بشپ بھیجا تھا حبشیوں کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمان کی ملکہ بلقیس حبش کے بادشاہوں کی نسل سے تھیں جو یمن میں آباد ہو گئی تھی۔ شاہ جسٹی نین اول کی درخواست پر ۵۲۸ء میں شاہ حبشہ نے یمن کے نصرانیوں کی مدد کے لئے حملہ کیا اور یہاں بحیثیت فاتح پچاس سال تک حکومت کی۔ اسی زمانے میں حبشی گورنر ابرہہ نے کعبہ کو ڈھا کر صنعاء کا کلیسا آباد کرنا چاہا تھا۔ اس وقت آنحضرت ؐ کے دادا عبدالمطلب قریش کے سردار تھے۔ اس وقت کے نجاشی حکمراں کا نام "اصحمہ" تھا اس کے عدل وانصاف کی دُور دُور شہرت تھی۔

○ مسلمانوں پر مشرکین کا ظلم وتشدد بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اپنے ہی عزیزوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ۶ نبوی میں آنحضرت ؐ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔ اس دفعہ بھی تعاقب کیا گیا اس کے باوجود ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں بچ بچا کر حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان ۱۸ عورتوں میں سے ۱۱ عورتیں قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ پہلے مہاجرین میں سے اکثر دوبارہ شامل ہو گئے۔

حضرت عثمان رضؓ مع زوجہ حضرت رقیہ رضؓ
حضرت ابو سلمہؓ بن عبدالاسد مع زوجہ ام سلمہؓ ـــ ام سلمہؓ کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔
حضرت عبیداللہ بن جحش رضؓ مع زوجہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان ـــ عبیداللہ رضؓ کے انتقال کے بعد ام حبیبہؓ آنحضرت ؐ کی زوجیت میں آئیں۔
ابوجہل کے سوتیلے بھائی حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ۔
رئیس مکہ عتبہ کے صاحبزادے حضرت ابو حذیفہؓ
حضرت مصعب بن عمیر رضؓ
حضرت عثمان بن مظعون رضؓ
حضرت زبیر بن عوام رضؓ
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ
حضرت مقداد ابن عمرو رضؓ
حضرت علی رضؓ کے بڑے بھائی حضرت جعفرؓ بن ابو طالب ـــ ان کی زوجہ اسماءؓ بنت عمیس کے بطن سے حبشہ میں تین بیٹے ہوئے۔
حضرت خالد بن حزام ابن خویلد۔ (حضرت خدیجہ کے بھتیجے)

○ حضرت خالد حبشہ جاتے ہوئے راستہ میں سانپ کے کاٹنے سے انتقال فرما گئے اور قرآن مجید کی اس بشارت کے حقدار بنے۔

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۰۰)

○ حبشہ کی اس دوسری ہجرت سے مکّے کے ہر گھر میں کہرام مچ گیا کیونکہ ہر خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد اس میں شامل تھا مسلمان حبشہ پہونچے اور آرام و سکون سے رہنے لگے۔ یہ سُن کر مشرکین کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگا انہیں یہ اندیشہ تھا کہ مسلمان حبشہ میں جمع ہو کر ایک طاقت نہ بن جائیں اور حبشیوں کی مدد سے ہم پر حملہ نہ کر دیں ——— دارالندوہ میں غور ہوا اور یہ طے ہوا کہ سرکردہ لوگوں کا ایک وفد نجاشی کے دربار میں بھیجا جائے

اس مقصد کے لئے عمرو بن العاص اور ابوجہل کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن ربیعہ کو بہت سے تحفوں کے ساتھ حبشہ روانہ کیا گیا نجاشی کے لئے اعلیٰ درجہ کے دباغت کئے ہوئے چمڑے بطور تحفہ بھیجے گئے۔ ان دونوں نے پہلے نجاشی کے اُمرا اور مذہبی پیشواؤں سے ملاقات کی انہیں تحفے پیش کر کے ہموار کیا

○ کفار مکہ کے وفد نے نجاشی کے دربار میں باریابی حاصل کی اور عرض گزار ہوئے کہ۔

شاہا ! ہمارے چند ہم وطن نادانوں نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔ انھوں نے آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا۔ ایک نیا دین گھڑ لیا ہے اور آپ کے ملک میں پناہ لے رکھی ہے۔

ہماری قوم کے اشراف اور سربرآوردہ لوگوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔

درباری کیونکہ پہلے ہی ہموار تھے انھوں نے تائید کی ——— پادریوں نے کہا کیونکہ یہ لوگ ہمارے دین میں داخل نہیں ہوئے اس لئے ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔

مگر نجاشی نے کہا ——— انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ان مہاجرین کی بات بھی سنی جائے ——— مہاجرین کو بلایا گیا۔

○ دوسرے دن مہاجرین دربار میں اس شان کے ساتھ آئے کہ دروازہ پر پہونچ کر صدا لگائی۔ بادشاہ سلامت ! اللہ والوں کا گروہ دربار میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔

نجاشی نے یہ کلمات سُنے تو چوب دار سے کہا ——— ان سے کہو یہ کلمات ایک بار پھر دہرائیں۔

دوبارہ آواز آئی تو نجاشی نے کہا ——— اللہ کے حکم سے داخل ہو جاؤ اور تم اس کی امان میں ہو۔

مہاجر صحابہ السلام علیکم کہتے ہوئے دربار میں آئے۔

درباری امیروں میں سے ایک نے کہا ——— تم نے شاہِ ذی جاہ کو سجدہ نہیں کیا ؟

جواب دیا ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، خود اپنے رسول کو بھی اِسی طرح سلام کرتے ہیں جو اہلِ جنت کا طریقہ ہے۔

نجاشی نے پوچھا تم میں اجازت طلب کرنے والا کون تھا ؟

جعفر ابن ابی طالب آگے بڑھے۔

نجاشی نے کہا اپنے موقف کی وضاحت کرو۔

حضرت جعفر نے کہا، پہلے میں مکہ کے وفد سے پوچھتا ہوں ——— کیا ہم میں سے کوئی غلام ہے جو اپنے آقا کو دغا دے کر بھاگ آیا ہو۔؟ ——— "نہیں"۔

کیا ہم میں سے کوئی کسی کا مال لے کر فرار ہوا ہے؟ ——— "نہیں"۔

اس جرح سے درباریوں پر مسلمانوں کی اخلاقی حیثیت واضح ہو گئی۔

نجاشی نے مکہ کے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ——— اے قریشیو تم ان سے کیا چاہتے ہو۔؟

عمرو بن العاص نے کہا ——— ہم اور یہ اپنے آباء و اجداد کے دین پر تھے۔ انھوں نے اسے چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کیا ہے۔

نجاشی نے حضرت جعفر کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا ——— پہلے تمہارا دین کیا تھا؟ ——— اور اب تم نے کون سا دین اختیار کرلیا ہے ———؟

○ حضرت جعفر نے جواب دیا ——— ہم نے اپنے آباء و اجداد کے بت پرستی کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور اللہ کے پسندیدہ دین کو اختیار کرلیا ہے جسے ہمارے رسول نے ہمیں سکھایا ہے ان پر اللہ کی کتاب بھی اتر رہی ہے جو انجیل جیسی ہے اور اس کے موافق بھی ہے۔

نجاشی نے کہا ——— تم نے ایک امرِ عظیم کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ ذرا رک جاؤ
پھر اس نے ناقوس بجانے کا حکم دیا جسے سن کر راہب، مذہبی پیشوا اور علماء دربار میں جمع ہوگئے۔ نجاشی نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ——— تمہیں اس رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل مقدس کو نازل فرمایا، کیا حضرت عیسیٰ اور روزِ قیامت کے درمیان کوئی اور نبی بھی آئے گا ———؟

مذہبی پیشواؤں اور علماء نے جواب دیا ——— قسم ہے اللہ کی ایک رسول ضرور آئے گا۔ ان کی آمد کی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے اور فرمایا جو اُن پر ایمان لائے گا وہ مجھ پر ایمان لائے گا اور جو اُن کے ساتھ کفر کرے گا وہ مجھ سے کفر کرے گا۔

پھر نجاشی نے حضرت جعفر سے مخاطب ہوکر پوچھا، یہ بتاؤ وہ رسول کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کن چیزوں سے منع کرتے ہیں۔؟ اس پر حضرت جعفر نے ایک مفصل اور بلیغ تقریر فرمائی۔

○

"اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں بری قوم تھے، بت پرست اور مردار خور تھے، بے حیائی کے کام کرتے اور قطع رحمی کرتے، پڑوسی کا کوئی حق نہ پہچانتے تھے، طاقتور کمزور کو کھا جاتا۔ ہم اس حال میں تھے کہ اللہ نے ہماری طرف خود ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کے حسب نسب صداقت و دیانت تقویٰ اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کی توحید کے قائل ہوں، اس کی عبادت کریں ——— پتھروں اور بتوں کی پوجا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔ اس نے ہمیں راست گوئی، امانت داری، صلہ رحمی، حقوق ہمسائیگی اور عہد و پیمان کی پاسداری کا حکم دیا۔ حرام افعال اور خوں ریزی سے منع کیا۔ اس نے ہمیں تاکید کی کہ بے حیائی سے بچو، جھوٹ نہ بولو، یتیموں کا مال نہ کھاؤ، حکم دیا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، روزے رکھو۔ اس نے جس چیز کو حرام بتایا ہم نے حرام جانا جس چیز کو حلال بتایا حلال جانا، ہم اس پر ایمان لائے، شرک اور بت پرستی چھوڑی، برے کاموں سے باز آئے ——— اس پر ہماری قوم ہماری جانی دشمن ہوگئی اور ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت چھوڑ دیں، لکڑی اور پتھر کی مورتیں پوجیں۔ ہم نے قوم کے ہاتھوں بہت ظلم سہے، انھوں نے ہماری زندگی اجیرن کر دی، ہمارے دین کے راستے میں حائل ہوگئے۔ آخر مجبور ہو کر ہم اپنے ملک سے

نکل آئے، دوسروں کے بجائے آپ کی پناہ لی۔ اس امید پر کہ شاید ہم پر یہاں ظلم نہ ہوگا۔"

تقریر اتنی واضح اور موثر تھی کہ سماں بندھ گیا ــــــ نجاشی نے کہا ہمیں وہ کلام سناؤ جو تمہارے رسول پر اُترا ہے۔

حضرت جعفر نے موقع کی مناسبت سے سورۂ مریم کے ابتدائی حصہ کی تلاوت کی۔

نجاشی اور اہل دربار کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے ــــــ نجاشی نے کہا خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں ــــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی، اللہ کا شکر ہے مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔

پھر قریش کے سفیروں سے کہا ــــــ تم واپس چلے جاؤ، بخدا میں انہیں ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا۔

○ عمرو بن العاص نے دوسرا داؤ کھیلا ــــــ نجاشی کو بھڑکانے کے لئے انھوں نے کہا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں گستاخی کرتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟

هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

"وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ اس کی طرف سے روح اور کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا کیا تھا۔"

نجاشی نے کہا سچ ہے ــــــ اگر انتظامِ سلطنت میرے سپرد نہ ہوتا تو مجھے تمہارے پیغمبر کی جوتیاں اٹھانے میں فخر ہوتا۔

نجاشی نے حکم دیا کہ قریش کے لائے ہوئے تحفے واپس کر دیئے جائیں۔

("معارِ انسانیت۔ صہ ۱۲۹ تا صہ ۱۴۰")

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝٥٧

كُلُّ + نَفْسٍ	ذَآئِقَةُ	الْمَوْتِ	ثُمَّ	إِلَيْنَا	تُرْجَعُونَ
ہر شخص	چکھنا	موت	پھر	ہماری طرف	تم لوٹائے جاؤ گے

ہر شخص کو موت (کا مزہ) چکھنا ہے، پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ

وَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا + الصّٰلِحٰتِ	لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	مِنَ
اور	جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے نیک	ہم ضرور انہیں جگہ دیں گے	سے۔ کے

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور انہیں جگہ دیں گے

الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ

الْجَنَّةِ	غُرَفًا	تَجْرِي	مِنْ	تَحْتِهَا	الْأَنْهٰرُ	خٰلِدِينَ
جنت	بالاخانے	جاری ہیں	سے	اس کے نیچے	نہریں	وہ ہمیشہ رہیں گے

جنت کے بالا خانوں میں، اس کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے

فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ۝٥٨ الَّذِينَ صَبَرُوا

فِيهَا	نِعْمَ	أَجْرُ	الْعٰمِلِينَ	الَّذِينَ	صَبَرُوا
اس میں	(کیا ہی) اچھا	اجر	کام کرنے والے	جن لوگوں نے	صبر کیا

کیا ہی اچھا اجر ہے کام کرنے والوں کا۔ جن لوگوں نے صبر کیا

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝٥٩

وَ	عَلٰى	رَبِّهِمْ	يَتَوَكَّلُونَ
اور	پر	وہ اپنے رب	وہ بھروسہ کرتے ہیں۔

اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

۝٥٧ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○

بالتاء والیاء بعد البعث

۝٥٧ ہر ایک جان موت کو چکھنے والی ہے پھر تم ہماری طرف آؤ گے۔

(۵۸) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ نُنْزِلَنَّهُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْمُثَلَّثَةِ بَعْدَ النُّوْنِ مِنَ الثَّوٰى الْاِقَامَةِ وَتَعْدِيَتُهٗ اِلٰى غُرَفٍ بِحَذْفِ فِيْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ مُقَدَّرِيْنَ الْخُلُوْدَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ هٰذَا الْاَجْرُ هُمْ

(۵۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بے شک ہم ان کو جنت میں اونچے اونچے محل اور بالاخانے رہنے کے لئے دیں گے۔ کہ جن کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ عمدہ ثواب ہے نیک عمل کرنے والوں کے لئے۔

(۵۹) الَّذِيْنَ صَبَرُوْا عَلٰى اَذَى الْمُشْرِكِيْنَ وَالْهِجْرَةِ لِاِظْهَارِ الدِّيْنِ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ فَيَرْزُقُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُوْنَ

(۵۹) وہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مشرکین کی تکلیف پر صبر کیا اور ہجرت کی دین کے ظاہر کرنے کو اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ سو وہ ان کو روزی دیتا ہے اس جگہ سے کہ ان کے گمان میں بھی نہیں۔

تشریح

(۵۷) وطن چھوڑنے کا غم کیوں؟ ایک دن دنیا ہی چھوڑنی ہے | مومن کی نظر میں سب سے عزیز چیز اس کا ایمان ہے۔ وطن ہو یا جان، ایمان کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایمان کو بچانے کے لئے اگر ہجرت کرنا مشکل ہو رہا ہو اور ایمان کی حفاظت کے لئے اگر جان کی قربانی دینے میں ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی ہو تو خوب سمجھ لو کہ ہر جاندار کو ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے موت سے نہ کوئی بچا ہے نہ بچیگا اور موت کے بعد اللہ ہی کے سامنے پیشی ہوگی اسلئے اگر ایمان بچانے کے لئے جان کی یا وطن کی قربانی دینی پڑے تو کوئی پروا نہیں ہونی چاہئے جان تو جانی ہے ایمان نہ جائے!

(۵۸) دنیا کا محروم محروم نہیں ہے، آخرت کا محروم محروم ہے | حق کے راستے پر چلتے ہوئے اور ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اگر دنیا کی نعمتوں سے محروم بھی رہنا پڑے تو دنیا کی محرومی محرومی نہیں ہے۔ آخرت کی نعمتوں سے اسکی تلافی ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسکو وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کا وہ تصور نہیں کر سکتا جنت کی بلند و بالا عمارتیں ہونگی جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی خوب صورت مناظر اور اعلیٰ درجے کی زندگی ہوگی جہاں اہل ایمان اور نیک اور صالح عمل والے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن اگر آخرت کی ان نعمتوں سے محروم رہا تو اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے اللہ کی جنت کچھ قربانیوں کا تقاضہ کرتی ہے۔

(۵۹) صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہ ہوگا | صبر اور توکل ایسی اعلیٰ درجے کی صفات ہیں جو انسان کو ہر مشکل جھیلنے کی طاقت دیتی ہیں مشکل اور صبر آزما حالات میں سچائی پر قائم رہنا اور ان تمام تکلیفوں اور پریشانیوں کو استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ برداشت کرنا جو سچائی پر چلنے میں پیش آئیں ظاہری اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھنا اسی پر توکل کرنا اس کی کارسازی پر یقین ہونا اور اس کے لئے گھر بار چھوڑ کر ایسی جگہ چلے جانا جہاں بندگی رب کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ ان کو یہاں کے وطن سے بہتر وطن اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر عطا کئے جائیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

وَكَاَيِّنْ	مِّنْ دَآبَّةٍ	لَّا تَحْمِلُ	رِزْقَهَا	اَللّٰهُ	يَرْزُقُهَا	وَاِيَّاكُمْ	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
اور بہت سے	جانور	نہیں اٹھاتے	اپنی روزی	اللہ	انہیں روزی دیتا ہے	اور تمہیں بھی	اور وہ	سننے والا	جاننے والا

اور بہت سے جانور ہیں (جو) نہیں اٹھاتے (پھرتے) اپنی روزی، اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

۶۰ وَكَاَيِّنْ كَمْ مِّنْ دَآبَّةٍ
لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا لِضُعْفِهَا
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ
اَيُّهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَكُمْ زَادٌ
وَّلَا نَفَقَةٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ
بِقَوْلِكُمْ الْعَلِيْمُ ○ بِضَمِيْرِكُمْ

۶۰ اور بہت جانور ہیں کہ وہ اپنا رزق اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے بسبب اپنی ضعیفی کے اللہ ان کو اور تم کو اے مہاجرین روزی پہنچاتا ہے اگرچہ تمہارے ساتھ توشہ اور خروج کا سامان نہ ہو۔ اور وہ سنتا ہے تمہاری بات کو جانتا ہے تمہارے جی کی باتوں کو۔

تشریح

۶۰ ہجرت کرنے میں معاشی تنگی کی فکر مت کرو | اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ جانے میں اور مسائل کے علاوہ ایک بڑا مسئلہ معاش کا بھی ہوتا ہے ایک آدمی کا کاروبار ایک جگہ جما ہوا ہے یا روزگار لگا ہوا ہے۔ اس کو چھوڑ کر ایک نئی جگہ کام کرنے میں بہت سے اندیشے ہوتے ہیں اس لئے مہاجرین کو اطمینان دلایا جارہا ہے کہ دیکھو تمہاری ذمہ داری رزق کے حصول کے لئے صحیح تدبیر اختیار کرنے کی ضرور ہے لیکن جہاں تک اس تدبیر کے نتیجے کا تعلق ہے تو اس میں کامیابی دینا یہ اللہ کے اختیار میں ہے. اس لئے جو تمہیں یہاں رزق دے رہا ہے وہاں بھی کوئی بندوبست ضرور کر دے گا۔ آخر کتنے چرند پرند اور حیوانات ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے مگر اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ رزق دے رہا ہے۔ اسی طرح انسانوں کو بھی ان کی روزی پہنچائی جارہی ہے تمہیں فکر اللہ کی عبادت کی ہونی چاہیئے نہ کہ اس بات کی کہ کھائیں گے کیا۔

توکل کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ تدبیر اختیار نہ کی جائے۔ تدبیر نہ کرنا تعطل ہے اور تدبیر کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کرنا توکل ہے. توکل تدبیر سے نہیں روکتا زر پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:۔

لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (الترمذی۔ ابواب الزہد)

(اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ تمہارے حال سے خوب واقف ہے اور تمہاری فریاد سنتا ہے۔ کشادگی کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکالے گا۔

دعوت حق کی راہ میں ایک ایسا مرحلہ بھی آجاتا ہے جب حق پر چلنے والوں کے لئے ایک ہی راستہ ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب سے قطع نظر کر کے اللہ کی راہ میں سر دھڑ کی بازی لگادیں۔ اس مرحلے پر حصول رزق کی ضمانتیں تلاش نہیں کی جاتیں بلکہ سر ہتھیلی پر رکھ کر ہر خطرے سے گزرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدولت انقلابات آیا کرتے ہیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

وَلَئِنْ	سَاَلْتَهُمْ	مَّنْ خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَسَخَّرَ
اور البتہ اگر	تم پوچھو ان سے	کس نے بنایا	آسمان (جمع)	اور زمین	اور مسخر کیا (کام میں لگایا)

اور البتہ اگر تم ان سے پوچھو کس نے زمین اور آسمانوں کو بنایا اور سورج اور چاند کو

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (٦١)

الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	لَيَقُوْلُنَّ	اللّٰهُ	فَاَنّٰى	يُؤْفَكُوْنَ
سورج	اور چاند	وہ ضرور کہیں گے	اللہ	پھر کہاں	وہ الٹے پھرے جاتے ہیں

کام میں لگایا؟ تو وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے" پھر وہ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ

اَللّٰهُ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ	وَيَقْدِرُ	لَهٗ
اللہ	فراخ کرتا ہے	روزی	جس کے لئے وہ چاہے	اپنے بندوں میں سے	اور تنگ کردیتا ہے	اسکے لئے

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہے) اسکے لئے تنگ کرتا

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (٦٢) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ

اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	وَلَئِنْ	سَاَلْتَهُمْ	مَّنْ	نَّزَّلَ	مِنَ
بیشک اللہ	ہر چیز کا	جاننے والا	اور البتہ اگر	تم ان سے پوچھو	کس نے	اتارا	سے

ہے بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور البتہ اگر تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمانوں سے پانی

السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَحْيَا	بِهِ الْاَرْضَ	مِنْۢ بَعْدِ	مَوْتِهَا	لَيَقُوْلُنَّ	اللّٰهُ
آسمان	پانی	پھر زندہ کردیا	اس سے زمین	بعد	اس کا مرنا	البتہ وہ کہیں گے	اللہ

پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا ، وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے"

ع ۶/۱۲/۲ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (٦٣) ع

قُلِ	الْحَمْدُ لِلّٰهِ	بَلْ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْقِلُوْنَ
آپ کہدیں	تمام تعریفیں اللہ کے لئے	لیکن	ان میں اکثر	عقل سے کام نہیں لیتے۔

آپ فرمادیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن ان میں اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔

(٦١) وَلَئِنْ لام قسم سَاَلْتَهُمْ اَیِ الْكُفَّارَ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى

(٦١) اور بے شک اگر تم کافروں سے پوچھو کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور کس نے فرماں بردار کر رکھا ہے سورج اور چاند کو تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

يُؤْفَكُوْنَ ○ يُصْرَفُوْنَ عَنْ تَوْحِيْدِهٖ بَعْدَ اِقْرَارِهِمْ بِذٰلِكَ

سو وہ لوگ بعد اس اقرار کے اللہ کی توحید سے کیونکر منکر ہوتے ہیں۔

(٦٢) اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوَسِّعُهٗ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اِمْتِحَانًا وَّيَقْدِرُ يُضَيِّقُ لَهٗ ۭ بَعْدَ الْبَسْطِ اَوْ لِمَنْ يَّشَآءُ اِبْتِلَاءً ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَمِنْهُ مَحَلُّ الْبَسْطِ وَالتَّضْيِيْقِ وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ فَكَيْفَ يُشْرِكُوْنَ بِهٖ قُلِ لَهُمْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ثُبُوْتِ الْحُجَّةِ عَلَيْكُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ تَنَاقُضَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ

(٦٢) اللہ فراخ کرتا ہے روزی کو جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے اس کے آزمانے کو اور جس کے لئے چاہتا ہے فراخی کے بعد تنگی کرتا ہے واسطے آزمانے کے بے شبہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے روزی کے فراخ کرنے کی جگہ اور تنگی کے محل کو بھی جانتا ہے یعنی جو کچھ جس کے لئے مناسب جانتا ہے کرتا ہے اور البتہ اگر اے محمد تم ان سے پوچھو کہ کس نے اتارا ہے آسمان سے پانی کہ زندہ کیا ہے اس سے زمین کو بعد اس کے خشک ہو جانے کے تو بالضرور وہ کہیں گے، اللہ نے۔ پھر اس کے لئے شریک بناتے ہیں ان سے کہہ دو جمیع حمد اللہ کو ہے کہ تم پر دلیل قائم ہوئی بلکہ ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ان کے دعوے میں تناقض ہے۔

تشریح

(٦١) سب مانتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے | مکے کے مشرکین ہوں یا آج حق سے منہ پھیرنے والے سب جانتے اور مانتے ہیں کہ زمین و آسمان میں رزق کے تمام اسباب اللہ نے پیدا کئے ہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے اُسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہوا ہے پھر معلوم نہیں کدھر کو بہک جاتے ہیں اور بھروسہ نہیں رکھتے کہ جب رزق کے اسباب اس نے پیدا کئے ہیں تو وہ رزق بھی دیگا مگر اتنا ہی دیگا جتنا وہ چاہتا ہے۔ اتنا نہیں جتنا تم چاہتے ہو۔ جیسا کہ آنے والی آیت میں بتایا جا رہا ہے۔

(٦٢) رزق کی تقسیم اللہ کی حکیمانہ تدبیر کے مطابق ہے | بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے رزق کا انتظام کیا ہوا ہے اور رزق کے سارے سرچشمے اللہ کے مکمل تصرف اور اختیار میں ہیں وہ رزق اپنے بندوں کو دیتا ہے مگر کس کو کتنا دیتا ہے یہ فیصلہ وہ خود اپنی حکیمانہ تدبیر کے مطابق کرتا ہے۔ اگر کسی کے رزق میں کشادگی کرتا ہے تو اس میں بھی اس کی مصلحت اور اس کی حکمت ہوتی ہے اور اگر کسی کے رزق میں تنگی کرتا ہے تو اس میں بھی بندے کی خیر خواہی اور اس کی حکیمانہ تدبیر ہوتی ہے اس لئے اگر گھبرا کر کوئی غیر اللہ سے رزق طلب کرنے لگے تو جب اس کے اختیار میں ہے ہی نہیں تو وہ دیگا کیسے؟ روزی کے دروازوں کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں البتہ انسان کا کام یہ ہے کہ وہ محنت اور جائز تدبیر اختیار کرتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اس لئے کمی بیشی کا اس کا فیصلہ صحیح صحیح فیصلہ ہوتا ہے۔

(٦٣) اللہ کے حکم سے بارش مردہ زمین کو زندہ کرتی ہے | دنیا کے کسی بھی انسان سے یہاں تک کہ ان لوگوں سے بھی جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی کرتے ہیں اگر یہ پوچھا جائے کہ بتاؤ آسمان سے پانی کون برساتا ہے جس سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اور سبزہ لہلانے لگتا ہے؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ — جب اللہ ہی یہ کرتا ہے تو ہر حمد و ثنا کا اور شکر گزاری کا مستحق وہی ہے اس حقیقت کے اعتراف کے بعد پھر اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور اطاعت کی گنجائش کہاں رہی۔؟

پھر یہ بھی دیکھتے ہو کہ آسمان سے بارش ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کہیں خوب پانی برستا ہے کہیں کم برستا ہے یہ سب اللہ کی حکمت کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح رزق میں کمی بیشی یہ بھی اللہ کی حکمت سے ہوتی ہے۔

جس طرح بارش برستے ہی مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح انسانوں کی حالت بھی بدلتے دیر نہیں لگتی۔ وہ ذرا سی دیر میں مفلس کو دولت مند کر دیتا ہے۔ پھر بھی بہت سے لوگ ان باتوں پر غور نہیں کرتے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ

وَمَا	هٰذِهِ	الْحَيٰوةُ	الدُّنْيَآ	اِلَّا لَهْوٌ	وَّلَعِبٌ	وَاِنَّ	الدَّارَ
اور نہیں	یہ	زندگی	دنیا	سوائے کھیل	اور کود	اور بیشک	گھر

اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا کچھ نہیں اور بیشک آخرت

الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

الْاٰخِرَةَ	لَهِىَ	الْحَيَوَانُ	لَوْ	كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
آخرت	البتہ وہی	زندگی	کاش	وہ جانتے ہوتے

کا گھر ہی (اصل) زندگی ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔

۶۴ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاَمَّا الْقُرَبُ فَمِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ لِظُهُوْرِ ثَمَرَتِهَا فِيْهَا وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ م بِمَعْنَى الْحَيٰوةِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا اٰثَرُوا الدُّنْيَا عَلَيْهَا

۶۴ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ الخ اور نہیں ہے یہ زندگی دنیا کی مگر کھیل اور تماشا اور دنیا میں جو نیک عمل اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کو کئے جاتے ہیں وہ امور آخرت سے ہیں دنیا میں سے نہیں کیونکہ ان کا ثمرہ آخرت ہی میں ظاہر ہوگا بے شک پچھلا گھر وہی ہے زندگی اصل۔ اگر وہ اس امر کو جانتے تو دنیا کو آخرت پر پسند نہ کرتے۔

تشریح

۶۴ **اصل فکر آخرت کی کرنی چاہیئے** اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے دو جہان بنائے ہیں۔ ایک یہ دنیا ہے، دوسرا جہان موت کے بعد عالم آخرت ہے۔ دنیا کی زندگی فانی اور عارضی ہے آخرت کی زندگی لافانی اور ابدی ہے۔ اس دنیا میں انسان کو بھیجنے کا مقصد اس کا امتحان اور اس کی آزمائش ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے پروردگار کی اپنی مرضی سے فرمانبرداری کرتا ہے یا نہیں؟ انسان کو علم و آگہی دیکر سمجھا دیا گیا کہ رب کی فرماں برداری میں اس کا فائدہ ہے اور نافرمانی میں اس کا نقصان اور گھاٹا ہے۔ فرماں برداری میں فائدہ یہ ہے کہ اس کو دونوں جہان کی کامرانیاں ملیں گی دنیا کی زندگی میں اس کو اطمینان قلب نصیب ہوگا اور آخرت کی زندگی میں اس کے عمل کا بہترین بدلہ ملے گا۔ اس کو سمجھا دیا گیا کہ نافرمانی کی صورت میں تمہیں آخرت میں سزا ملے گی اور یہاں کی بدعملی کا نتیجہ تمہیں وہاں جا کر بھگتنا ہوگا کیونکہ یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ہے۔ یہ دنیا کیونکہ عارضی اور فانی ہے اسلئے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک کھیل اور دل کے بہلاوے سے زیادہ نہیں یہاں کی حصولیابیوں پر اترانا ایسا ہے جیسے بچے کو کھلونا دیدیا جائے تو وہ تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو جاتا ہے۔ اصل زندگی کا گھر آخرت ہے یہاں انسان مرنے کے بعد زندہ ہوگا اور اپنے رب کے سامنے اسکی پیشی ہوگی جیسے مردہ زمین بارش کے بعد زندہ ہوتی ہے اسی طرح انسان جسمانی موت کے بعد اللہ کی قدرت سے پھر زندہ ہوگا اور اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا۔ اس لئے انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ اس کی نگاہ آخرت پر رہے۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

فَاِذَا	رَكِبُوْا	فِى الْفُلْكِ	دَعَوُا اللّٰهَ	مُخْلِصِيْنَ	لَهُ الدِّيْنَ
پھر جب	وہ سوار ہوتے ہیں	کشتی میں	اللہ کو پکارتے ہیں	خالص رکھ کر	اس کے لئے اعتقاد

پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص اسی پر اعتقاد رکھتے ہوئے۔

فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

فَلَمَّا	نَجّٰهُمْ	اِلَى الْبَرِّ	اِذَا هُمْ	يُشْرِكُوْنَ	لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ
پھر جب	وہ انہیں نجات دیتا ہے	خشکی کی طرف	ناگہاں (فوراً) وہ	شرک کرنے لگتے ہیں	تاکہ ناشکری کریں	وہ جو

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے (بچالاتا ہے) تو وہ فوراً شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ اسکی ناشکری کریں

اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

اٰتَيْنٰهُمْ	وَلِيَتَمَتَّعُوْا	فَسَوْفَ	يَعْلَمُوْنَ
ہم نے انہیں دیا	اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں	پس عنقریب وہ	جان لیں گے۔

جو ہم نے انہیں دیا ہے اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

﴿۶۵﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ اَىِ الدُّعَاءَ اَىْ لَا يَدْعُوْنَ مَعَهٗ غَيْرَهٗ لِاَنَّهُمْ فِىْ شِدَّةٍ وَلَا يَكْشِفُهَا اِلَّا هُوَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ بِهٖ

﴿۶۶﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِنَ النِّعْمَةِ وَلِيَتَمَتَّعُوْا بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلٰى عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ اللَّامِ اَمْرُ تَهْدِيْدٍ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ عَاقِبَةَ ذٰلِكَ

﴿۶۵﴾ سوجب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں اخلاص سے یعنی کسی دوسرے کو اس کے ساتھ نہیں پکارتے کیونکہ اس وقت وہ سختی میں ہوتے ہیں۔ اور سختی کو اللہ ہی دور کرتا ہے۔ پھر جب اللہ انکو نجات دیکر خشکی میں پہنچاتا ہے اس وقت وہ پھر اللہ کے ساتھ شریک

﴿۶۶﴾ چاہیئے کہ وہ ہماری نعمتوں کی ناشکری کریں اور بتوں کی عبادت پر اکٹھے ہو کر فائدہ اٹھاویں سو نزدیک ہے کہ وہ اسکے انجام کو جان لیں گے۔

تشریح

﴿۶۵﴾ انسانی فطرت خدائے واحد سے آشنا ہے | اللہ کو ایک ماننا یہ صرف علمی بات ہی نہیں ہے بلکہ ایک فطری حقیقت ہے۔ قرآن مجید اس فطرت کی نقاب کشائی اس طرح کرتا ہے کہ جب تم لوگ سمندر میں سفر کرتے ہوئے طوفان میں گھر جاتے ہو اور کوئی سہارا تمہیں نظر نہیں آتا تو ہر چیز کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے ہو۔ مصیبت میں تمہیں خدا ہی یاد آتا ہے یہ الگ بات ہے کہ طوفان سے نکل کر جب خشکی میں قدم رکھتے ہو تو پھر وہی پرانی روش اختیار کر لیتے ہو اور بھول جاتے ہو کہ طوفان میں گھرے ہوئے تم نے کس کو پکارا تھا اور کس نے تمہاری مدد کی تھی۔

﴿۶۶﴾ یہ ناشکری اور احسان فراموشی ہے | مصیبت کے وقت ایک اللہ کو پکارنا اصل فطرت ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ نجات پانے پر اسکے شکر گزار رہیں اس کے احسان مند ہوں مگر ہوتا کیا ہے کہ خشکی پر آکر پھر وہی ناشکری، پھر وہی احسان فراموشی پھر وہی بغاوت و سرکشی تاکہ جیسے من چاہے دنیا کے مزے لوٹتے رہیں اور کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ عنقریب نتیجے کا پتہ لگ جائیگا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

أَوَ	لَمْ يَرَوْا	أَنَّا + جَعَلْنَا	حَرَمًا	آمِنًا	وَ	يُتَخَطَّفُ	النَّاسُ
کیا	انھوں نے نہیں دیکھا	کہ ہم نے بنایا	حرم (سرزمین مکہ)	امن کی جگہ	جبکہ	اچک لیے جاتے ہیں	لوگ

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے سرزمین مکہ کو امن کی جگہ بنایا، جبکہ اس کے ارد گرد کے لوگ

مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ

مِنْ	حَوْلِهِمْ	أَفَبِالْبَاطِلِ	يُؤْمِنُونَ	وَ + بِنِعْمَةِ + اللَّهِ
سے۔کے	اس کے اردگرد	کیا پس باطل پر	ایمان لاتے ہیں	اور اللہ کی نعمت کی

اچک لیے جاتے ہیں۔ پس کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی

يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى

يَكْفُرُونَ	وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرَىٰ	عَلَى
ناشکری کرتے ہیں	اور کون	بڑا ظالم	اس شخص نے	باندھا	پر

ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ

اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ

اللَّهِ	كَذِبًا	أَوْ	كَذَّبَ	بِالْحَقِّ	لَمَّا	جَاءَهُ	أَلَيْسَ
اللہ	جھوٹ	یا	جھٹلایا	حق کو	جب	وہ آیا اس کے پاس	کیا نہیں

باندھا، یا جب حق اس کے پاس آیا اس نے اسے جھٹلایا کیا جہنم میں

فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

فِي جَهَنَّمَ	مَثْوًى	لِّلْكَافِرِينَ	وَ الَّذِينَ	جَاهَدُوا	فِينَا
جہنم میں	ٹھکانا	کافروں کے لئے	اور جن لوگوں نے	کوشش کی	ہماری راہ میں

کافروں کے لئے ٹھکانا نہیں؟ اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی

ع

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

لَنَهْدِيَنَّهُمْ	سُبُلَنَا	وَإِنَّ	اللَّهَ	لَمَعَ + الْمُحْسِنِينَ
ہم ضرور انھیں ہدایت دیں گے	اپنے راستے (جمع)	اور بیشک	اللہ	البتہ ساتھ ہے نیکوکاروں کے۔

ہم ضرور انھیں ہدایت دیں گے اپنے راستوں کی اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

(۶۷) أَوَلَمْ يَرَوْا يعلموا أَنَّا جَعَلْنَا بلدهم مكة حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ قتلا وسبيا دونهم أَفَبِالْبَاطِلِ الصنم يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ○ بإشراكهم

(۶۷) کیا وہ نہیں جانتے کہ ہم نے ان کے شہر مکہ کو حرم امن والا بنایا، اور حال یہ ہے کہ ان کے گرد و نواح کے آدمی قتل کئے جاتے ہیں اور قید کئے جاتے ہیں، ان سے کوئی تعرض نہیں کرتا کیا وہ بت پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ کہ بتوں کو اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

(۶۸) وَمَنْ أَظْلَمُ أي لا أحد أظلم مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بأن أشرك به أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ النبي والكتاب لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى مأوى لِلْكَافِرِينَ ○ أي فيه ذلك وهو منهم

(۶۸) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ اس کے ساتھ شریک کرے۔

یا پیغمبر کو یا کتاب کو جھٹلاوے جبکہ وہ اس کے پاس آوے

کیا کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہے یعنی ضرور ہے اور یہ شخص مفتری بھی کافروں میں سے ہے تو اس کا ٹھکانا بھی دوزخ ہے۔

(۶۹) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا في حقنا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا أي طرق السير إلينا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ○ المؤمنين بالنصر والعون

(۶۹) اور جو لوگ ہماری رضا جوئی کے لئے جہاد کرتے ہیں البتہ ہم انکو اپنی طرف آنے کے راستے دکھلاتے ہیں اور بے شبہ اللہ کی مدد اور اعانت ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

تشریح

(۶۷) حرم مکہ کو امن کی جگہ کس نے بنایا | آج حرم مکہ امن و امان کا مرکز بنا ہوا ہے جو تجارتی قافلے مکے سے نکلتے ہیں ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا جس کی وجہ سے اہل مکہ کو معاشی خوشحالی میسر ہے۔ کیا یہ امن و امان اور مکے کا احترام باقی رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہے؟ اسی گھر کے طفیل مکے کے لوگ محفوظ رہے جبکہ سارے عرب میں بدامنی تھی یہاں امن رہا اللہ کی اس نعمت پر شکر گزار ہونے اور اللہ کا احسان ماننے کے بجائے یہ سمجھنا کہ اگر اللہ کے گھر کو شرک سے پاک کر دیا گیا اور یہاں سے مختلف قبیلوں کے بت ہٹا دئے گئے تو یہ سارے قبیلے ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

کیا امن کا گھر ان قبیلوں اور بتوں نے بنایا ہے یا اللہ نے؟ جس کی نسبت سے اللہ کی عبادت کا یہ مرکز تعمیر ہوا ہے مگر جب عقل پلٹ جاتی ہے تو آدمی حق کے بجائے باطل کی طرف جھکتا ہے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

(۶۸) سب سے بڑی ناانصافی | سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے مطابق نہیں ہیں اور سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلائے اور ان کے رسول

ہونے کا انکار کرے۔ اگر رسول نے رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے تو وہ سب سے بڑا ظالم ہے اور اگر تم سچے نبی کو جھٹلا رہے ہو تو تم سب سے بڑے ظالم ہو ـــــــــ رسول کی صداقت اس کی زندگی اس کے پیغام اور اللہ کے کلام سے ثابت ہے۔ حق کے سامنے آنے کے بعد اس کو جھٹلانا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا۔ کیا حق کا انکار کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے۔ کس بے باکی اور بے حیائی سے وہ انصاف کا اور عقل کا خون کر رہے ہیں کیا اس کا ان کو اندازہ ہے۔؟

(۶۹) حق کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے سامنے راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں۔ | حق پر چلنے والے کی زندگی ایک مسلسل مجاہدہ اور جدوجہد ہے حق اور باطل میں کش مکش رہتی ہے۔ راہِ حق کا مجاہد، اپنے نفس سے بھی لڑتا رہتا ہے اپنے اردگرد کے ماحول سے بھی۔ اس کا یہ مجاہدہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔

بظاہر یہ کام بڑا دوبھر نظر آتا ہے مگر جب انسان ایک مرتبہ راہ حق پر قدم رکھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہیں کشادہ کر دیتا ہے اس میں وہ نور بصیرت پیدا ہو جاتا ہے جس کو حدیث میں فراستِ مومنانہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کا جذبہ اخلاص اس کے لئے خود ایک راہِ منور بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت ایسے لوگوں کے ہم رکاب رہتی ہے۔ باطل بظاہر طاقت ور نظر آتا ہے مگر جب وہ حق سے ٹکراتا ہے تو مکڑی کے جالے کی طرح بکھر جاتا ہے۔

۳۰

الرُّوم

○ ترتیبِ تلاوت ——— ۳۰	○ ترتیبِ نزول ——— ۸۴
○ مکیؔ / مدنی ——— مکیؔ	○ تعدادِ رکوعات ——— ۶
○ تعدادآیات ——— ۶۰	○ تعداد الفاظ ——— ۸۲۷
○ تعدادحروف ——— ۳۵۴۷	

○ سورت کی دوسری آیت غُلِبَتِ الرُّوْمُ میں لفظ "الروم" کو لے کر اس سورت کا نام "الرُّوم" رکھا گیا ہے۔

○ بتانا یہ ہے کہ انسان کا علم بہت محدود ہے، وہ ظاہر حالات کو دیکھ کر ایک اندازہ لگاتا ہے اور اکثر اس کے اندازے غلط بھی ثابت ہوتے ہیں۔

انسانی زندگی کیونکہ صرف اسی دنیا تک محدود نہیں ہے بلکہ جسمانی موت کے بعد ایک اور بھی زندگی ہے۔ وہ زندگی کیسی ہے جو لامحدود ہے۔ وہ دنیا کیسی ہے جو لازوال ہے۔ اس دنیا کے تقاضے کیا ہیں، اس دنیا میں بامراد ہونے کے طریقے کیا ہیں اور خود یہ دنیا کی مادّی زندگی جو محدود اور فانی ہے اس کا مقصد کیا ہے

ان سب چیزوں کے معلوم کرنے کے لئے اس کو ربانی ہدایت کی ضرورت ہے کیونکہ معاملہ پوری زندگی کا ہے

اور پوری زندگی وہ جو دنیا سے آخرت تک چلی گئی ہے اس لئے اپنے قیاس اندازے، تخمینے اور ظاہری حالات پر بھروسہ کرکے پوری زندگی کو داؤ پر نہیں لگایا جاسکتا ـــــ اس کے لئے ایک یقینی علم کی ضرورت ہے اور وہ صرف بذریعہ وحی رسولوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچتا ہے

اس بات کو پوری طرح ثابت کرنے کے لئے ایک تاریخی واقعہ کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے اور قرآن کا یہ بیان قرآن کی صداقت کی ایک روشن دلیل بن گیا ہے۔

آئیے اس واقعہ پر ایک ہلکی سی نظر ڈالتے ہیں تاکہ اس سورت میں بیان کردہ واقعہ پورے پس منظر کے ساتھ سامنے آسکے۔

روم وایران کی کش مکش
اور
روم کی فتح کی پیشین گوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے سر پر تاجِ رسالت فروری ۶۱۰ء میں رکھا ـــــ اس سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے کہ روم کے بادشاہ یعنی قیصر کے خلاف ایک شخص نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ اس وقت کے قیصر کا نام ماریس (MAVRICE) تھا اور بغاوت کرنے والا شخص اوقار فوکاس (PHOCAS) تھا۔ اس نے روم کے تخت پر قبضہ کرلیا۔ اس نے قیصر ماریس کی آنکھوں کے سامنے اس کے پانچ بیٹوں کو قتل کیا اور پھر خود ماریس کو بھی تہہ تیغ کر کے باپ بیٹوں کے سر قسطنطنیہ میں برسرِ عام لٹکا دئے۔ چند دن کے بعد اس کی بیوی اور تین لڑکیوں کو بھی قتل کر دیا۔

○ قیصر ماریس ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کا محسن تھا۔ ماریس کی مدد سے ہی خسرو کو ایران کا تخت ملا تھا اور وہ قیصر ماریس کو اپنے باپ کی طرح سمجھتا تھا۔ قیصر ماریس کے خلاف بغاوت کے اس واقعہ نے خسرو پرویز کی آتش غضب کو بھڑکا دیا اور اس نے اعلان کیا کہ میں باغی فوکاس سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا۔

چنانچہ ۶۰۳ء میں اس نے روم کے خلاف جنگ شروع کردی اور چند سال کے اندر فوکاس کی فوجوں کو شکست دیتا ہوا انطاکیہ تک پہونچ گیا۔

رومی سلطنت کے سرداروں نے یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کی حفاظت کے قابل نہیں ہے۔ افریقہ کے گورنر سے مدد مانگی۔ گورنر افریقہ نے اپنے بیٹے ہرقل (HERACLIUS) کو ایک طاقتور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جیسے ہی ہرقل اپنے بیڑے کے ساتھ روم کے دارالسلطنت قسطنطنیہ پہنچا، فوکاس کو معزول کر کے ہرقل کو روم کا قیصر مقرر کر دیا گیا۔

ہرقل نے تخت سنبھالتے ہی فوکاس کے ساتھ وہی کیا جو فوکاس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا۔

یہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے اور اسی سال حضور نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔

○ خسرو پرویز نے ماریس کے خلاف بغاوت اور اس کے قتل کو ایک بہانہ بنا کر روم کے خلاف جنگ چھیڑی تھی اگر یہ بہانہ نہ ہوتا تو فوکاس کے قتل کے بعد اس کو جنگ بند کر دینی چاہیئے تھی ـــ مگر خسرو نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ اس جنگ کو ایک

مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا۔ یہ مذہبی جنگ تھی مجوسیت اور مسیحیت کی یعنی آتش پرست مجوسی مسیحیت، عیسائیوں کے خلاف برسر پیکار تھے۔

○ عیسائیوں کے کچھ فرقے نسطوری، یعقوبی وغیرہ ایسے تھے جن کو رومی سلطنت کے سرکاری کلیسا نے مرتد قرار دیکر ان پر ظلم ڈھا رکھا تھا ان فرقوں کی ہمدردیاں بھی مجوسیوں کے ساتھ ہوگئیں اور ادھر یہودیوں نے بھی مجوسیوں کا ساتھ دیا یہاں تک کہ چھبیس ہزار یہودی خسرو کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ اس طرح خسرو کی طاقت قیصر کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی اور ہرقل اس زبردست طاقت کے مقابلے میں انتہائی کمزور پڑ گیا۔ یہاں تک کہ ۶۱۴ء میں فارس نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور نوے ہزار عیسائیوں کو قتل کیا۔

بیت المقدس کی فتح کے ایک سال کے اندر اندر ایرانی فوجیں اردن، فلسطین جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پر قبضہ کرکے مصر کی حدوں تک پہونچ گئیں۔

○ ادھر تو عالمی سطح پر روم اور ایران کی جنگ جاری تھی ادھر مکہ معظمہ میں اہل ایمان اور ان کے مخالفین میں زبردست کش مکش تھی ——— قریش کے سرداروں کی رہنمائی میں اہل ایمان پر ظلم ڈھائے جا رہے تھے یہاں تک قرآن مجید کا اشارہ پاکر جس کا ذکر گذشتہ سورت عنکبوت کی آیت ۵۶ میں آچکا ہے کہ

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

(اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے بس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔)

چنانچہ نبیؐ کے ارشاد پر ۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی ——— واضح رہے کہ حبش میں عیسائی سلطنت تھی جو روم کی حلیف تھی ——— اس وقت روم پر ایران کے غلبے کا گھر گھر چرچا ہو رہا تھا اور مکے میں مسلمانوں کے مخالف خوش ہو رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایران کی حکومت آتش پرست تھی اور روم کی حکومت عیسائی اہل کتاب میں سے تھی جو وحی اور رسالت کے ماننے والے تھے۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کے ساتھ تھیں جب کہ مخالفین کے جذبات ایران کے ساتھ تھے۔ اس طرح یہ روم اور ایران کی کش مکش مکے کے مسلمان اور مشرکین کی کش مکش بن گئی تھی۔

○ ان حالات میں یہ سورت، "سورۂ روم" نازل ہوئی جس میں دو پیشین گوئیاں کی گئیں۔ ایک تو یہ کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی اس زمانے میں اپنے دشمنوں پر کامیابی حاصل ہوگی۔ یہ دونوں ہی پیشین گوئیاں ایسی تھیں جن کے پورا ہونے کے بظاہر دور دور تک کوئی آثار نہ تھے۔ مکے کے مٹھی بھر مسلمان جو مکے سے نکلنے پر مجبور ہو رہے تھے وہ کیسے غالب آجائیں گے۔ دوسری طرف ایران جو بڑی تیزی کے ساتھ روم پر قبضہ کرتا چلا جا رہا تھا یہ کیسے ہوگا کہ وہ روم ایران پر غالب آجائے۔

اس پیشین گوئی کے نازل ہونے کے سات آٹھ سال تک حالات یہ تھے کہ شکست خوردہ قیصر نے دارالسلطنت قسطنطنیہ چھوڑ کر قرطاجنہ (CARTHAGE) جس کو اب تیونس کہتے ہیں، میں منتقل ہونے کا ارادہ کرلیا تھا۔

جب قیصر نے خسرو کے پاس اپنا ایلچی بھیج کر بڑی عاجزی کے ساتھ صلح کی درخواست کی تو خسرو نے جواب دیا کہ میں قیصر کو اس وقت تک پناہ نہ دونگا جب تک وہ میرے سامنے پابہ زنجیر حاضر ہوکر اپنا مذہب چھوڑ کر میرا مذہب اختیار نہ کرلے۔ کوئی امید نہیں تھی کہ اب سلطنت روم کا وجود زمین پر باقی رہ سکے گا۔

جب قرآن مجید کی ان آیات میں روم کے غلبے کی پیش گوئی کی گئی تو مکے میں اسلام کے مخالفین نے خوب مذاق

اڑایا۔ ابی بن خلف نے حضرت ابو بکرؓ سے شرط لگائی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آ گئے تو دس اونٹ میں دوں گا ورنہ تمہیں دس اونٹ دینے ہوں گے۔

نبیؐ کو جب اس شرط کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکر سے فرمایا کہ قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں وہ "فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ" کے آئے ہیں اور عربی میں بِضْعٌ کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے یعنی چند سال کا مطلب یہ ہے کہ دس سال کے اندر اندر ایسا ہو جائے گا۔ اس لئے دس سال کے اندر کی شرط کرو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر سو کر دو۔

چنانچہ حضرت ابو بکر نے ابی بن خلف سے دوبارہ بات کی اور یہ شرط ہوئی کہ دس سال کے اندر اندر دونوں فریق میں سے جس فریق کی بات غلط نکلے گی وہ سو اونٹ دے گا۔

○ ۱۲ر ستمبر ۶۲۲ء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

ادھر ہرقل نے ایران پر پشت کی طرف سے جوابی حملے کا پروگرام بنایا اور اس کی تیاری کے لئے اس نے کلیسا سے مدد مانگی۔ کلیسا کے بڑے پادری اسقف اعظم سرجیس نے مسیحیت کو مجوسیت سے بچانے کے لئے گرجاؤں میں نذرانوں کی جمع شدہ دولت قیصر کو سود پر قرض دے دی۔ اس رقم سے قیصر نے زبردست تیاری کے ساتھ ۶۲۳ء میں ارمینیا سے حملہ شروع کیا۔ دوسرے سال ۶۲۴ء میں آذربائجان میں گھس کر زرتشت کے مقام پیدائش ارمیا کو تباہ کر دیا۔ اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اسی سال ۲ھ میں بدر کے مقام پر مسلمانوں کو مشرکین کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح دونوں پیشین گوئیاں دس سال پورے ہونے سے پہلے ہی پوری ہو گئیں۔

پھر تو روم کی فوجیں ایرانیوں کو کھدیڑتی چلی گئیں۔ اور ۶۲۷ء میں نینوا کی لڑائی میں ایران کی کمر توڑ دی۔

۶۲۸ء میں خسرو پرویز کے خلاف بغاوت ہو گئی اس کو قید کر لیا گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اٹھارہ بیٹے تہ تیغ کر دئے گئے۔ چند دن کے بعد خسرو بھی قید کی سختیوں سے ہلاک ہو گیا۔

یہی سال تھا یعنی ۶۲۸ء مطابق ۶ھ جس میں صلح حدیبیہ ہوئی جس کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔

اسی سال خسرو کے بیٹے قباد ثانی نے روم کے وہ تمام علاقے جن پر ایران نے قبضہ کیا تھا چھوڑ کر صلح کر لی اور اصل صلیب روم کو واپس کر دی۔

۶۲۹ء میں قیصر مقدس صلیب کو اس کی جگہ رکھنے کے لئے خود بیت المقدس گیا۔ اور اسی سال نبیؐ عمرۃ القضاء ادا کرنے کے لئے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

اس طرح قرآن کی دونوں پیشین گوئیاں حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئیں۔

آیاتہا ۶۰	۳۰ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ ۸۴	رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾

الرُّوْمُ	غُلِبَتِ	الٓمّٓ
رومی	مغلوب ہو گئے	الٓمّٓ

الف۔ لام۔ میم رومی مغلوب ہو گئے۔

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ سِتُّوْنَ اَوْ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) الٓمّٓ ○ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذٰلِکَ

(۲) غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ وَھُمْ اَھْلُ کِتَابٍ غَلَبَتْھَا فَارِسُ وَلَیْسُوْا اَھْلَ کِتَابٍ بَلْ یَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ فَفَرِحَ کُفَّارُ مَکَّۃَ بِذٰلِکَ وَقَالُوْا لِلْمُسْلِمِیْنَ نَحْنُ نَغْلِبُکُمْ کَمَا غَلَبَتْ فَارِسُ الرُّوْمَ

سورہ روم مکی ہے اور اس میں چھپن یا انسٹھ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) الٓمّٓ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

(۲) غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ الخ مغلوب ہوئے روم اور اہل کتاب ہیں ان پر فارس غالب ہو گئے تھے جو اہل کتاب نہ تھے بلکہ بتوں کو پوجتے تھے۔ اس وجہ سے کافر خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم تم پر غلبہ ہوگا جیسا کہ فارس روم پر غالب ہوا۔

تشریح

(۱) حروف مقطعات | الف۔ لام۔ میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ یعنی ان کو ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے بعض لوگوں نے ان حروف سے کچھ اشارات بھی متعین کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے اور اس کی مراد معلوم ہونے سے قرآن مجید کے سمجھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۲) رومیوں پر غلبہ | فارس یعنی ایران نے ۶۱۳ء میں روم کے خلاف جنگ چھیڑی جس میں روم کو پے در پے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور حالات اس موڑ پر پہنچ گئے کہ سلطنتِ روما کا وجود بھی خطرے میں پڑ گیا۔

فِيٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ③

فِيٓ	اَدْنَى الْاَرْضِ	وَهُمْ	مِّنْ بَعْدِ	غَلَبِهِمْ	سَيَغْلِبُوْنَ
میں	قریب کی زمین	اور وہ	بعد	اپنے مغلوب ہونے	عنقریب غالب ہونگے

قریب کی سرزمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ

فِيْ	بِضْعِ سِنِيْنَ	لِلّٰهِ + الْاَمْرُ	مِنْ قَبْلُ	وَمِنْ بَعْدُ	وَيَوْمَىِٕذٍ
میں	چند سال (جمع)	اللہ ہی کے لئے حکم	پہلے	اور پیچھے	اور اس دن

غالب ہوں گے۔ پہلے بھی اور پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور اس دن

يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ④ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑤

يَّفْرَحُ	الْمُؤْمِنُوْنَ	بِنَصْرِ اللّٰهِ	يَنْصُرُ	مَنْ يَّشَاۗءُ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ
خوش ہونگے	اہل ایمان	اللہ کی مدد سے	وہ مدد دیتا ہے	جس کو چاہتا ہے	اور وہ	غالب	مہربان

اہل ایمان اللہ کی مدد سے خوش ہونگے وہ جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب مہربان ہے۔

③ فِيٓ اَدْنَى الْاَرْضِ اَيْ اَقْرَبِ
اَرْضِ الرُّوْمِ اِلٰى فَارِسَ
بِالْجَزِيْرَةِ الَّتَقٰى فِيْهَا الْجَيْشَانِ
وَالْبَادِيْ بِالْغَزْوِ الْفُرْسُ وَهُمْ
اَيِ الرُّوْمُ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ اُضِيْفَ
الْمَصْدَرُ اِلَى الْمَفْعُوْلِ اَيْ غَلَبَةِ
فَارِسَ اِيَّاهُمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○
فَارِسَ

③ اور یہ غلبہ فارس کا روم پر اس زمین میں ہوا جو روم کی زمین فارس کے قریب تھی جزیرہ میں سو وہاں فارس اور روم کے لشکر باہم لڑے اور ابتدا کرنے والے لڑائی میں فارس تھے
اور روم بعد اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب فارس پر غالب ہوں گے۔

④ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ هُوَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ
اِلَى التِّسْعِ اَوِ الْعَشْرِ فَالْتَقَى الْجَيْشَانِ
فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْاِلْتِقَاءِ الْاَوَّلِ
وَغَلَبَتِ الرُّوْمُ فَارِسَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ
قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اَيْ مِنْ قَبْلِ غَلَبَةِ
الرُّوْمِ وَمِنْ بَعْدِهٖ اَلْمَعْنٰى اَنَّ
غَلَبَةَ فَارِسَ اَوَّلًا وَغَلَبَةَ الرُّوْمِ ثَانِيًا

④ چند برس میں۔ مراد چند برس سے تین سال سے نو تک یا دس تک ہیں۔ سو پھر وہ دونوں لشکر سات برس بعد اول لڑائی سے باہم لڑے اور روم غالب ہوے فارس پر۔ اللہ ہی کے لئے ہے ہر امر کا اختیار اور اسی کا حکم نافذ ہے روم کے غلبہ سے پہلے اور پیچھے۔ حاصل یہ ہے کہ فارس کا پہلے غالب ہونا اور پھر روم کا غالب ہونا دوبارہ یہ سب اللہ کے حکم اور ارادہ سے ہے۔

بِاَمْرِ اللّٰہِ دَادَا دَتِہٖ وَیَوْمَئِذٍ اَیْ
یَوْمَ تَغْلِبُ الرُّوْمُ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○
(۵) بِنَصْرِ اللّٰہِ اِیَّاھُمْ عَلٰی فَارِسَ
وَقَدْ فَرِحُوْا بِذٰلِكَ وَعَلِمُوْا بِهٖ
یَوْمَ وُقُوْعِهٖ یَوْمَ بَدْرٍ بِنُزُوْلِ
جِبْرَئِیْلَ بِذٰلِكَ فِیْهِ مَعَ فَرَحِهِمْ
بِنَصْرِهِمْ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ
فِیْهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ
الْعَزِیْزُ الْغَالِبُ الرَّحِیْمُ ○
بِالْمُؤْمِنِیْنَ

اور جس دن روم غالب ہونگے مسلمان خوش ہوں گے۔ اس سے
(۵) کہ اللہ نے روم کو فارس پر غالب کیا اور بیشک مسلمان اس سے خوش ہوئے اور اس غلبہ کی خبر انکو بدر کے دن ہوئی جبرئیل کے اترنے سے جس سے ان کو دوہری خوشی ہوئی ایک کافروں کی شکست اور مسلمانوں کے غالب ہونے سے اور دوسرے روم کے غالب ہونیکی خبر فارس پر باعث سرور ہوئی۔ اللہ جس کو چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور وہ غالب ہے مسلمانوں پر مہربان ہے۔

تشریح

(۳) قرآن کی پیشین گوئی کہ چند سال میں رومی دوبارہ غالب آجائیں گے | پڑوس کے ملک میں جہاں اس وقت یہ کش مکش ہو رہی ہے اور رومی مغلوب ہو رہے ہیں اپنی اس مغلوبیت کے بعد وہ پھر غالب ہو جائیں گے آیت کے الفاظ ہیں فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ۔ ادنیٰ بمقابلہ اعلیٰ کے ہے جس کا مطلب ہے نیچے کی زمین۔ یہ علاقہ جہاں فیصلہ کن معرکہ ہوا سطح سمندر سے ۱۷ میٹر نیچے ہے۔ اس وقت سائنس کے ذریعہ یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کون سا علاقہ سطح سمندر سے کتنا بلند یا کتنا نیچا ہے۔ اس وقت میں قرآن کی یہ تعبیر اس کے کلام الٰہی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن مجید نے یہ پیشین گوئی اس وقت کی جب حالات پوری طرح سے ایران کے حق میں اور روم کے خلاف تھے اور کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ شکست خوردہ روم دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے گا اور پھر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرکے ایران پر غالب آسکے گا۔

(۴) رومیوں کا غلبہ چند سال میں ہو جائے گا | رومیوں کے ایران پر غالب آنے میں بہت لمبی مدت نہیں لگے گی دس سال کے اندر اندر رومی غالب آجائیں گے۔

اصل میں کسی قوم کا غلبہ یا مغلوبیت، کسی کی شکست اور فتح یہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہتا ہے کسی کو غالب کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کسی کو مغلوب کر دیتا ہے اور قوموں کے یہ فیصلے بڑی حکمت اور مصلحت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

جب ایرانی غالب آئے جب بھی اللہ کے حکم سے آئے اور جب رومی فتح یاب ہوں گے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوں گے اصل فرماں روائی اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کی حکومت لازوال ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی اپنے زور سے اس کے حکم کے بغیر غالب نہیں آسکتا۔ جسے اٹھاتا ہے وہ اٹھاتا ہے اور جسے گراتا ہے وہی گراتا ہے۔

جب رومی غالب آئیں گے تو اس دن اہل ایمان بھی اللہ کی دی ہوئی فتح پر خوشیاں منائیں گے یعنی مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوگی ایک اہل کتاب عیسائیوں کی کامیابی جن کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردیاں تھیں۔ دوسرے خود مسلمانوں کی فتح جو جنگ بدر میں ۶۲۴ء مطابق ۲ھ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔

(۵) شکست و فتح اللہ کے قبضے میں ہے | اللہ کی نصرت سے رومی ایرانیوں پر غالب ہوں گے اور اہل ایمان مشرکین پر فتح حاصل کریں گے۔

شکست و فتح اللہ کے قبضے میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں غلبہ عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہیں اور اس کے ساتھ رحیم بھی ہیں جس کو مغلوب کرنا چاہیں کوئی زبردستی کرکے مغلوبیت سے روک نہیں سکتا اور اگر مہربانی فرمانا چاہیں اسے بے روک ٹوک غالب کرکے رہتے ہیں۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

لَا يَعْلَمُوْنَ	اَكْثَرَ النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	وَعْدَهٗ	لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ	وَعْدَ + اللّٰهِ
نہیں جانتے	اکثر لوگ	اور لیکن	اپنا وعدہ	اللہ خلاف نہیں کرتا	اللہ کا وعدہ

(یہ) اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ، اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾

غٰفِلُوْنَ	هُمْ	الْاٰخِرَةِ	عَنِ	وَهُمْ	الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	مِّنَ	ظَاهِرًا	يَعْلَمُوْنَ
غافل ہیں	وہ	آخرت	سے	اور وہ	دنیا کی زندگی	سے	ظاہر کو	وہ جانتے ہیں

وہ دنیا کی زندگی کے (صرف) ظاہر کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔

۶ وَعْدَ اللّٰهِ مصدر بدل من اللفظ بفعله والاصل وعدهم الله النصر لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ به وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اى كفار مكة لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وعده تعالٰى بنصرهم

۶ اللہ نے ان سے غلبہ کا وعدہ فرمایا وہ اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا (لیکن کفار مکہ کو اس کی خبر نہیں کہ اللہ نے مدد کا وعدہ فرمایا۔

۷ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اى معايشها من التجارة والزراعة والبناء و الغرس وغير ذلك وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ○ اعادة هم تاكيد

۷ وہ دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں یعنی دنیا کی تجارت اور کھیتی کرنا اور مکانات بنانا اور درخت لگانا وغیرہ جو سامان معیشت ہیں وہ لوگ اسی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل بے خبر ہیں۔

تشریح

۶ اللہ کی حکمتوں سے لوگوں کی بے خبری | اللہ تعالیٰ کسی کو کیوں غلبہ دیتے ہیں اور کوئی مغلوب کیوں ہوتا ہے اس کی حکمتوں پر ہر ایک کی نگاہ نہیں جاتی۔ لوگ تو بس ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود مسبب الاسباب ہیں اور جب وہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو اسباب بھی اسی کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اُس کے وعدے ظاہری اسباب کے تابع نہیں ہیں۔ بظاہر حالات رومیوں کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ظاہر میں اس وقت اہل ایمان کمزور اور مغلوب ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

۷ ظاہر کا سطحی علم | لوگ عام طور پر دنیا کے ظاہر کا سطحی علم رکھتے ہیں یہیں کے آرام و آسائش اور یہیں کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور اسی کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں اس دنیا کی زندگی کی تہہ میں جو ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے یعنی آخرت اور جہاں پہنچ کر اس دنیا کی زندگی کے بُرے بھلے نتائج سامنے آئینگے ان سے لوگ بے خبر ہیں ضروری نہیں ہے کہ جو شخص دنیا میں اچھی زندگی گزار رہا ہو، یہاں کے عیش میں ہو وہ آخرت میں بھی عیش میں رہے۔

اس دنیا کے حالات میں دیکھ لو کبھی ایک فرد یا ایک قوم دنیا کے عروج پر پہنچتی ہے اور پھر وہی قوم ذلت اور ناکامی سے دوچار ہو جاتی ہے اسی طرح معاملہ دنیا اور آخرت کا ہے کہ آخرت کے نتائج دنیا کے ظاہری حالات پر نہیں بلکہ اعمال اور اللہ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اَوَ	لَمْ يَتَفَكَّرُوْا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	مَا خَلَقَ	اللّٰهُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ
کیا	وہ غور نہیں کرتے	اپنے جی (دل) میں	نہیں پیدا کیا	اللہ	آسمانوں	اور زمین

کیا وہ اپنے دل میں غور نہیں کرتے ؟ اللہ نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

وَمَا	بَيْنَهُمَآ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَاَجَلٍ	مُّسَمًّى	وَاِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنَ النَّاسِ
اور جو	ان کے درمیاں	مگر	درست تدبیر کے ساتھ	اور ایک میعاد	مقرر	اور بیشک	اکثر	لوگ

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر درست تدبیر کے ساتھ اور ایک مقررہ میعاد کے لئے اور بیشک اکثر لوگ

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

بِلِقَآئِ	رَبِّهِمْ	لَكٰفِرُوْنَ	اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا	فِيْ + الْاَرْضِ
ملاقات سے	اپنا رب	منکر ہیں	کیا انھوں نے سیر نہیں کی	زمین میں

اپنے رب کی ملاقات کے مُنکر ہیں ۔ کیا انھوں نے زمین (دنیا) میں سیر نہیں کی

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا

فَيَنْظُرُوْا	كَيْفَ + كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَانُوْٓا
جو وہ دیکھتے	کیسا ہوا	انجام	وہ لوگ جو	ان سے پہلے	وہ تھے

کہ وہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ؟ ان لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے ۔ وہ قوت

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا

اَشَدَّ	مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَّ اَثَارُوْا	الْاَرْضَ	وَعَمَرُوْهَا	اَكْثَرَ	مِمَّا
بہت زیادہ	ان سے	قوت میں	اور انھوں نے بویا جوتا	زمین	اور انھوں نے اسکو آباد کیا	زیادہ	اس سے جو

میں ان سے بہت زیادہ تھے، اور انھوں نے زمین کو بویا جوتا اور اس کو آباد کیا اس سے زیادہ (جس قدر) انہوں

عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۗ فَمَا كَانَ اللّٰهُ

عَمَرُوْهَا	وَجَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَمَا + كَانَ	اللّٰهُ
انھوں نے اسے آباد کیا	اور ان کے پاس آئے	ان کے رسول	روشن دلائل کیساتھ	پس نہ تھا	اللہ

نے آباد کیا ہے۔ اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل کے ساتھ آئے پس اللہ (ایسا) نہ تھا

لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾

لِيَظْلِمَهُمْ	وَ	لٰكِنْ	كَانُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُوْنَ
کہ ان پر ظلم کرتا	اور	لیکن	وہ تھے	اپنی جانیں	ظلم کرتے

کہ ان پر ظلم کرتا اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿۸﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لِيَرْجِعُوْا
عَنْ غَفْلَتِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ
مُّسَمًّى ط لِذٰلِكَ تُفْنٰى عِنْدَ انْتِهَائِهٖ وَبَعْدَهُ
الْبَعْثُ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اَىْ كُفَّارِ
مَكَّةَ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ○ اَىْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

﴿۸﴾ کیا وہ لوگ اپنی جانوں میں غور نہیں کرتے جس سے ان کی غفلت دور ہو اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے پیدا کیا ساتھ حق کے اور ایک مدت مقرر تک کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے گی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اس کے بعد پھر زندہ ہونگی اور بیشک بہت آدمی یعنی کفار مکہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں یعنی بعد مرنے کے زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے۔

﴿۹﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
مِنَ الْاُمَمِ وَهِىَ اِهْلَاكُهُمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ
كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً كَعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَ
اَثَارُوا الْاَرْضَ حَرَثُوْهَا وَقَلَبُوْهَا لِلزَّرْعِ
وَالْغَرْسِ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا
اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ط بِالْحُجَجِ
الظَّاهِرَاتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ بِاِهْلَاكِهِمْ
بِغَيْرِ جُرْمٍ وَّلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ

﴿۹﴾ اور کیا وہ زمین میں نہیں چلے کہ دیکھتے کیونکر ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے امتیں گزریں یعنی یہ کہ وہ لوگ بسبب جھٹلانے اپنے پیغمبروں کے ہلاک کئے گئے جیسے قوم عاد اور ثمود۔ یہ لوگ ان مکہ کے کافروں سے زیادہ قوت والے تھے اور انھوں نے زمین کو کھودا کھیتی کے لئے اور درخت بونے کے لئے اور زمین کو آباد کیا اس سے زیادہ جو مکہ کے کافروں نے آباد کیا اور ان کے پاس انکے پیغمبر ظاہر دلیلیں لائے پس اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا کہ بدون قصور کے ان کو ہلاک کیا ہو ولیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے کہ اپنے پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے۔

تشریح

﴿۸﴾ آخرت کے دلائل ــ اندر بھی باہر بھی | انسان اگر خود اپنے اوپر غور و فکر کی نگاہ ڈالے تو اُسے معلوم ہوگا کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی یقیناً آنی چاہیئے ـــ انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس زمین پر بہت سی چیزیں انسان کے تصرف میں ہیں جن کو وہ جس طرح چاہتا ہے استعمال کرتا ہے ـــ دوسری بات یہ کہ انسان کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنا راستہ خود منتخب کرے ـــ تیسرے یہ کہ انسان کے اندر فطری طور پر اچھائی اور برائی کی حس موجود ہے جس سے وہ سمجھتا ہے کہ یہ چیز اچھی ہے یہ چیز بُری ہے۔

یہ تین خصوصیات ایسی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیئے کہ جب انسان سے پوچھا جائے کہ جن چیزوں پر اس کو تصرف کا اختیار دیا گیا تھا ان کا استعمال اس نے کس طرح کیا۔

ایک دن ایسا ہونا چاہیے جب اس کا حساب ہو کہ اس نے اپنی آزادیٔ عمل کو کس طرح استعمال کیا — ایک دن ایسا ہونا چاہیے جب یہ دیکھا جائے کہ اس نے جو عمل کئے وہ اچھے کئے یا بُرے کئے۔

اس جانچ کا وقت وہی ہوگا جب دفترِ عمل بند ہو جائے، اور اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے جہاں انسان کے اچھے برے اعمال کا اثر اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ یہ تو ہے انسان کی اندرونی شہادت جو آخرت کے آنے کا پتہ دیتی ہے۔

اسی طرح اگر انسان اس کائنات کے نظام پر غور کرے تو وہ دیکھے گا کہ یہ پورا نظام ایک نہایت سنجیدہ اور حکیمانہ نظام ہے۔ یہاں ہر چیز ایک مقصد کے ساتھ جُڑی ہوئی نظر آئے گی جب ہر چیز ایک مقصد کے ساتھ وابستہ ہے تو انسان جیسی اعلیٰ درجے کی مخلوق بے وجہ اور بے مقصد کیسے ہو سکتی ہے؟

دوسری چیز اس کائنات کے نظام میں نظر آئے گی کہ یہاں ہر چیز کے اندر ایک تغیر ہے اور ہر چیز کی ایک عمر مقرر ہے یعنی یہاں کی ہر طاقت محدود ہے لہٰذا ایک مقررہ وقت پر یہ عالم فنا ہوگا اور ایک دوسرا عالم قائم ہوگا جہاں انسان کو حساب کتاب دینا ہوگا کہ جو اس نے کیا ہے وہ اپنے مقصد کے مطابق ہے یا نہیں؟ لیکن پھر بھی لوگ ان دلائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد اپنے رب کے سامنے پیش ہونا نہیں ہے۔

۹ عقیدہ آخرت پر تاریخ کی گواہی | اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا جو نظام بنایا ہے وہ ایک تو تکوینی نظام ہے یعنی اللہ کے حکم سے حالات آتے ہیں، قوموں کا انقلاب برپا ہوتا ہے۔ دوسرا ایک اخلاقی نظام ہے یعنی یہ دنیا جس نظام پر چل رہی ہے اس میں کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے، فتنہ فساد برپا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہ مقرر کردہ نظام صحیح طریقے پر چلتا رہے۔

اس اخلاقی نظام میں انسان کا رول یہ ہے کہ وہ اللہ کی اس دنیا کو ٹھیک ڈھنگ پر چلنے دے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار اور آزادی دینے کے ساتھ کچھ ہدایات دی ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ان ہدایات پر عمل پیرا ہو تاکہ اللہ کی بنائی ہوئی یہ دنیا اسی طرح سجی بنی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبروں اور ان پر نازل کردہ کتابوں کے ذریعہ جو ہدایات دی ہیں ان میں ایک اہم ہدایت یہ ہے آخرت کا عقیدہ۔ یعنی یہ ماننا کہ انسان اس دنیا میں بے قید اور شترِ بے مہار نہیں ہے بلکہ اسے کائنات کے حاکم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے آخرت کا یہ عقیدہ انسان کو اس کی حدوں میں رکھتا ہے اور وہ ذمہ دار مخلوق کی طرح اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے بھی آخرت کا انکار کیا ان کے اخلاق بگڑے وہ غیر ذمہ دار بن گئے ظلم و فساد اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے اور اس طرح قوموں کی قومیں انکارِ آخرت کی بدولت تباہ ہوتی چلی گئیں۔

رہی یہ بات کہ بہت سی قوموں نے دنیا میں مادی ترقی کی عظیم الشان تعمیراتی کام انجام دئے۔ ایک شاندار تمدن کو جنم دیا — لیکن یہ مادی ترقی اخلاقِ صالح کے بغیر تھی اس لئے اس ظاہری ترقی کے باوجود وہ قومیں تباہ ہو گئیں اور تاریخ کی گرد میں گم ہو کر رہ گئیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا؟ ان سے پہلی قومیں مادی اعتبار سے ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں انھوں نے زمین کو خوب کنگھالا تھا۔ بڑی بڑی تعمیرات کی تھیں۔ لیکن یہ تعمیرات اور یہ ترقیات ان کے لئے اخلاق کا زوال بنتی چلی گئیں۔ کردار و عمل کے اعتبار سے یہ قومیں نہایت نچلی سطح پر پہونچ گئیں اور جب ان کے پاس پیغمبروں کو بھیجا گیا اور وہ روشن نشانیاں لیکر آئے تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا پھر جب یہ قومیں تباہ ہوئیں تو اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم کیا تھا بلکہ اس لئے کہ انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور ان کو ان کی غلط روی کے نتائج بھگتنے پڑے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوٓأَىٰٓ أَن كَذَّبُوا

اَنْ كَذَّبُوا	السُّوٓأٰى	اَسَآءُوا	الَّذِيْنَ	عَاقِبَةَ	كَانَ	ثُمَّ
کہ انھوں نے جھٹلایا	بُرا	بُرے کام کئے	وہ لوگ جنھوں نے	انجام	ہُوا	پھر

پھر جن لوگوں نے بُرے کام کئے ان کا انجام بُرا ہُوا، کہ انھوں نے اللہ کی

ع بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا

يَبْدَؤُا	اَللّٰهُ	يَسْتَهْزِءُوْنَ	بِهَا	وَكَانُوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
پہلی بار پیدا کرتا ہے	اللہ	مذاق بھی کرتے	اس سے	اور تھے	اللہ کی آیتوں کو

آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اُن کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اللہ پہلی بار خلقت کو پیدا کرتا ہے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾

	تُرْجَعُوْنَ	اِلَيْهِ	ثُمَّ	ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	الْخَلْقَ
	تم لوٹائے جاؤ گے۔	اس کی طرف	پھر	پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کریگا	خلقت

پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

(۱۰) ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوٓأٰى تانیث الاسوء الاقبح خبر کان علی رفع عاقبۃ واسم کان علی نصب عاقبۃ والمراد بہا جہنم و اساءتہم اَنْ ای بان كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ القرآن وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(۱۰) پھر انجام ان لوگوں کا جنھوں نے برائی کی برا ہوا

اس وجہ سے کہ انھوں نے اللہ کی آیتوں کو یعنی قرآن کو جھٹلایا اور وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔

(۱۱) اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ای ینشی خلق الناس ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ای خلقہم بعد موتہم ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ بالتاء والیاء

(۱۱) اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ الخ اللہ اول مرتبہ پیدا کرتا ہے آدمیوں کو پھر مرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کریگا پھر اسی کی طرف تم جاؤ گے۔

تشریح

(۱۰) اللہ کی نشانیاں جھٹلانیوالوں کا انجام | جن لوگوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور برائیوں میں مبتلا ہوئے تھے دنیا میں ان کا انجام تباہی اور بربادی کی صورت میں سامنے آیا اور اس جھٹلانے کی اور اللہ کی نشانیوں کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرنے کی آخرت میں جو سزا ہوگی وہ ہوگی ہی قوموں کے اس انجام سے عبرت پکڑنا ہی سمجھداری کی بات ہے۔

(۱۱) جس نے پہلی بار بنایا وہی دوسری بار بھی بنائے گا | جس نے اس کائنات کی تخلیق کی ابتدا کی اور جس نے انسان کو پیدا کیا اس کے لئے دوبارہ بنانا دشوار نہیں ہے۔ وہ موت کے بعد پھر زندہ کریگا اور پھر سب پلٹ کر اسی کے پاس جائیں گے۔

تخلیق کی ابتدا کو سب مانتے ہیں ایک وقت تھا کہ انسان نہیں تھا پھر وہ ہو گیا، پھر وہ نہیں رہا اور دوبارہ پھر وہ ہوگا۔ اللہ کے لئے یہ کچھ بھی ناممکن نہیں ہے اور نہ دشوار ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑫ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

وَيَوْمَ	تَقُوْمُ السَّاعَةُ	يُبْلِسُ	الْمُجْرِمُوْنَ	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهُمْ
اور جس دن	برپا ہو گی قیامت	ناامیدرہ جائینگے	مجرم (جمع)	اور نہ ہوں گے	ان کے لئے

اور جس دن قیامت برپا ہو گی مجرم ناامید ہو کر رہ جائیں گے اور نہ ہوں گے ان کے

مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑬

مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ		شُفَعٰٓؤُا	وَكَانُوْا	بِشُرَكَآئِهِمْ	كٰفِرِيْنَ
ان کے شریکوں میں سے		کوئی سفارشی	اور ہو جائیں گے	اپنے شریکوں کے	منکر

شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

⑫ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ يَسْكُتُ الْمُشْرِكُوْنَ لِانْقِطَاعِ حُجَّتِهِمْ

⑫ اور جب قیامت آجاوے گی مشرکین ناامید ہوں گے کہ ان کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔

⑬ وَلَمْ يَكُنْ اَیْ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ مِمَّنْ اَشْرَكُوْهُمْ بِاللّٰهِ وَهُمُ الْاَصْنَامُ لِيَشْفَعُوْا لَهُمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا اَیْ يَكُوْنُوْنَ بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

⑬ اور ان کے بت جن کو وہ اللہ کا شریک سمجھتے تھے ان کی سفارش نہ کریں گے اور اس وقت وہ ان اپنے معبودوں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔

تشریح

⑫ اللہ کے حضور پیشی کے وقت مجرم دم بخود رہ جائیں گے | ہر طرح کے مجرم اور گناہ گار جنھوں نے دنیا میں اللہ کے احکام ماننے سے انکار کیا اپنے نفس کی خواہشات پر چلتے رہے جان بوجھ کر نافرمانیاں کرتے رہے۔ جب یہ عالم آخرت میں جی اُٹھیں گے اور اللہ کے حضور میں ان کی پیشی ہو گی تو یہ دم بخود رہ جائیں گے۔

⑬ جن کو خدائی میں شریک سمجھا تھا پتہ لگے گا کہ یہ سب غلط تھا | اللہ تبارک وتعالیٰ یکتا اور بے مثال ہیں۔ کسی حیثیت سے بھی ان کے ساتھ کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ مگر جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کی خدائی میں شریک کیا ہے وہ جب روز قیامت دیکھیں گے کہ جن کو شریک ٹھہرایا تھا نہ ان کی سفارش چل سکتی ہے اور نہ وہ کوئی اختیار رکھتے ہیں اور وہ معتبر ہستیاں چاہے انبیاء ہوں فرشتے ہوں یا اولیاء اللہ ہوں جن کو زبردستی بغیر ان کی مرضی کے اللہ کا شریک سمجھا تھا وہ بھی صاف کہہ دیں گے کہ ہماری مرضی اور تعلیم اور ہدایت کے خلاف تم یہ سب کرتے رہے ہو تو یہ شریک ٹھہرانے والے بھی خود کہہ اٹھیں گے کہ واقعی غلطی ہماری تھی۔ ان میں سے کسی کا بھی خدائی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ⑭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

فَاَمَّا + الَّذِيْنَ	يَّتَفَرَّقُوْنَ	يَوْمَئِذٍ	السَّاعَةُ	تَقُوْمُ	وَيَوْمَ
پس جو لوگ	متفرق ہو جائیں گے	اس دن	قیامت	قائم ہوگی	اور جس دن

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (لوگ) متفرق (تتر بتر) ہو جائیں گے۔ پس جو لوگ ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ⑮

يُّحْبَرُوْنَ	فِيْ + رَوْضَةٍ	فَهُمْ	الصّٰلِحٰتِ	وَعَمِلُوْا	اٰمَنُوْا
خوشحال (آؤ بھگت) کیے جائیں گے	باغ میں	سو وہ	نیک	اور انہوں نے عمل کیے	ایمان لائے

لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے سو وہ باغ (جنت) میں آؤ بھگت کیے جائیں گے۔

⑭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ تاكيد يَّتَفَرَّقُوْنَ ○ اَيِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْكَافِرُوْنَ

⑭ جس دن قیامت ہوگی مسلمان اور کافر جُدے جُدے ہو جاویں گے۔

⑮ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ جَنَّةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○ يُسَرُّوْنَ

⑮ لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے جنت میں خوش رہیں گے۔

تشریح

⑭ نیک اور بد الگ الگ کر دیے جائیں گے | دنیا میں جتھے بندیاں دو طرح کی ہیں۔

○ ایک جتھے بندی تو وہ ہے جو قوم نسل زبان وطن قبیلے اور برادری اور معاشی و سیاسی مفادات کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔

○ دوسری جتھے بندی وہ ہے جو عقیدے، اخلاق، کردار اور عمل کی بنیاد پر بنتی ہے اور اسی بنیاد پر اللہ کی ہدایت کو ماننے والے ایک امت کہلاتے ہیں چاہے ان کی زبان کوئی ہو، رنگ و نسل کوئی ہو، قبیلہ اور برادری کوئی ہو۔ ان کی گروہ بندی کی بنیاد صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کو ماننے والے اور اس کی ہدایت پر چلنے والے انسانوں کا ایک گروہ ہے۔

اسلام اسی گروہ بندی اور جتھے بندی کو قبول کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے کہ حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں شامل ہو جاؤ اور رنگ و نسل وطن اور زبان اور سارے مفادات کے رشتوں کو نظر انداز کر دو۔

روز محشر میں یہی منظر ہوگا۔ نیک لوگ الگ کر دیئے جائیں گے بُرے لوگ الگ کر دیئے جائیں گے۔ پھر ہر گروہ میں ان کے اعمال کے اعتبار سے چھانٹ کر بھیڑ میں سے الگ کر لئے جائیں گے۔ اس طرح نیکوں کا ایک گروہ ہوگا اور مجرمین کے الگ الگ گروہ بن جائیں گے۔

⑮ مومنین صالحین کی تکریم | مومنین صالحین کا ٹھکانا ایسے اعلیٰ درجے کے باغ میں ہوگا جہاں ہر طرح کی لذتوں سے شادکام ہوں گے شان و شوکت کے ساتھ رہیں گے۔ عزت کے ساتھ خوش خرم بھی ہوں گے ہر طرح کی لذت اور سرور سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآیِٔ الْاٰخِرَۃِ فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ

فِی الْعَذَابِ	فَاُولٰٓئِکَ	الْاٰخِرَۃِ	وَلِقَآیِٔ	بِاٰیٰتِنَا	وَکَذَّبُوْا	کَفَرُوْا	وَاَمَّا الَّذِیْنَ
عذاب میں	پس یہی لوگ	آخرت	اور ملاقات کو	ہماری آیتوں کو	اور جھٹلایا	کفر کیا	اور جن لوگوں نے

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو، پس یہی لوگ عذاب میں گرفتار

مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾

تُصْبِحُوْنَ	وَحِیْنَ	تُمْسُوْنَ	حِیْنَ	اللّٰہِ	فَسُبْحٰنَ	مُحْضَرُوْنَ
تم صبح کرو (صبح کے وقت)	اور جب	تم شام کرو (شام کے وقت)	جب	اللہ	پس پاکیزگی (بیان کرو)	حاضر (گرفتار) کیے جائیں گے

کیے جائیں گے۔ پس اللہ کی پاکیزگی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت۔

(۱۶) وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اَلْقُرْاٰنَ وَلِقَآیِٔ الْاٰخِرَۃِ اَلْبَعْثَ وَغَیْرَہٗ فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

(۱۶) اور جو کافر ہوئے اور قرآن کا انکار کیا اور مرکر جینے وغیرہ امور آخرت کا انکار کیا وہ عذاب میں ڈالے جاویں گے۔

(۱۷) فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ اَیْ سَبِّحُوا اللّٰہَ بِمَعْنٰی صَلُّوْا حِیْنَ تُمْسُوْنَ اَیْ تَدْخُلُوْنَ فِی الْمَسَاءِ وَفِیْہِ صَلَاتَانِ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ تَدْخُلُوْنَ فِی الصَّبَاحِ وَفِیْہِ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ

(۱۷) پس تسبیح کرو تم اللہ کی شام اور صبح یعنی نماز پڑھو مغرب اور عشاء اور صبح کی۔

تشریح

(۱۶) سچائی کو جھٹلانے والوں کی حالت | نیک لوگوں کی اعلیٰ زندگی کے مقابلے میں سچائی کو جھٹلانے والوں اور حق سے روگردانی کرنے والوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ ہر وقت عذاب میں رہیں گے۔ ان کو کوئی لمحہ ایسا میسّر نہیں آئے گا جو تکلیف سے خالی ہو۔ جنھوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا پیغمبروں کو نہیں مانا آخرت کا انکار کیا۔ غرض ہر حقیقت اور ہر سچائی ان کے لئے ناقابل قبول تھی۔ آج اس کی سزا ان کو مل کر رہے گی۔

(۱۷) پس صبح شام اللہ کا ذکر کرتے رہو | جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ حق کو جھٹلانے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور حق پر چلنے کی جزا کیا ملے گی اور جب تمہیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ منکرین حق آخرت کی زندگی کا انکار کر کے گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے بُرے اعمال کی کوئی سزا نہ دیں گے پس تمہیں اگر جنت کی طلب ہے تو دل سے زبان سے بدن کے اعضاء سے اللہ کو یاد کرو۔ جس کی بہترین صورت نماز ہے اور نماز کے اوقات صبح شام یعنی فجر، مغرب، ظہر، عصر، عشاء نماز کے وہ اوقات ہیں جن میں اللہ کی قدرت وعظمت کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔

عالم اجسام میں سورج سب سے زیادہ روشن سیارہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے سورج کو دیکھ کر فرمایا تھا ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَا اَکْبَرُ اس عظیم کُرّے کی بے چارگی کا سب سے زیادہ اظہار ان پانچ وقتوں میں ہوتا ہے جو نماز کے ہیں اور سورج کی بے چارگی کو دیکھ کر پھر معبود حقیقی اور سورج اور زمین و آسمان کے خالق کی طرف دھیان جاتا ہے اور موحد اعظم حضرت ابراہیمؑ کی زبان پر بے اختیار جاری ہوتا ہے کہ۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ کوئی مجبور و عاجز مخلوق چاہے وہ دیکھنے میں کتنی ہی بڑی ہو معبود ہونے کا حق نہیں رکھتی۔ معبود وہی ہے جو تمام کائنات کا خالق و مربی ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ⑱

وَلَهُ	الْحَمْدُ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَعَشِيًّا	وَّحِيْنَ	تُظْهِرُوْنَ
اور اسی کے لئے	تمام تعریفیں	آسمانوں میں	اور زمین	اور بعد زوال (تیسرے پہر)	اور جب	تم ظہر کرتے ہو (ظہر کے وقت)

اور اسی کے لئے ہیں تمام تعریفیں آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔

⑱ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِعْتِرَاضٌ وَمَعْنَاهُ يَحْمَدُهُ اَهْلُهَا وَعَشِيًّا عَطْفٌ عَلٰى حِيْنٍ وَفِيْهِ صَلٰوةُ الْعَصْرِ وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ تَدْخُلُوْنَ فِي الظَّهِيْرَةِ وَفِيْهِ صَلٰوةُ الظُّهْرِ

⑱ اور وہی لائق حمد کے ہے آسمانوں اور زمینوں میں یعنی آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اسی کی حمد کرتے ہیں۔ اور تسبیح کرو اسی کی شام کو قبل غروب کے یعنی عصر کی نماز پڑھو اور جب دوپہر کرو یعنی نماز ظہر ادا کرو۔

تشریح

⑱ نماز کے اوقات | زمین و آسمان اور کائنات کی ہر ہر چیز اللہ کی تسبیح اور اس کی پاکی بیان کرنے میں مصروف ہے۔ خود انسانوں کو بھی حکم ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنی زبان اور اپنے عمل سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔ اللہ کے ذکر کی سب سے زیادہ پسندیدہ صورت نماز ہے جو ہر صاحب ایمان پر پانچ وقت فرض ہے۔ اوپر کی آیت میں صبح و شام تسبیح کی تاکید کر کے نماز کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آیت ہذا میں نماز کے چار اوقات کی طرف اشارہ ہے۔ وہ چار نمازیں فجر، مغرب، عصر، اور ظہر۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی نماز کے اوقات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں مثلاً سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۸ میں ہے کہ۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ

(نماز قائم کرو آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کی تاریکی تک اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا اہتمام کرو۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات سورج کے زوال سے لیکر عشاء تک ہیں اور اس کے بعد پھر فجر کا وقت ہے۔

سورہ ہود آیت ۱۱۴ میں ارشاد ہوا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ

(اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔) اس آیت میں دن کے دونوں سروں سے مراد صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے اوقات ہیں ـــ اور کچھ گزرنے پر سے مراد عشاء کا وقت ہے۔

اسی طرح سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰ میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ موجود ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ۔

(اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی کچھ گھڑیوں میں پھر تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر)

اس آیت میں سورج نکلنے سے پہلے سے مراد فجر کی نماز ہے اور سورج غروب ہونے سے قبل سے مراد عصر کی نماز ہے۔ رات کی گھڑیوں میں مغرب اور عشاء، دونوں شامل ہیں۔ اور دن کے کنارے تین ہیں ایک صبح دوسرے زوال آفتاب تیسرے مغرب۔ اس طرح قرآن مجید کی مختلف آیات میں نماز کے اوقات کی طرف اشارات موجود ہیں۔ لیکن ان آیات کے اشارات کی صاف طور پر تشریح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے فرمائی ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کی مراد کو پوری طرح سمجھا نہیں جاسکتا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

وَ يُحْيِ	مِنَ الْحَيِّ	الْمَيِّتَ	وَ يُخْرِجُ	مِنَ الْمَيِّتِ	الْحَيَّ	يُخْرِجُ
اور وہ زندہ کرتا ہے	زندہ سے	مردہ	اور نکالتا	مردے سے	زندہ	وہ نکالتا ہے

وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے، اور وہ زندہ کرتا ہے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ⑲ ع ۵ / ۹ / ۲

تُخْرَجُونَ	كَذَٰلِكَ	وَ	مَوْتِهَا	بَعْدَ	الْأَرْضَ
تم نکالے جاؤ گے	اسی طرح	اور	اس کا مرنا	بعد	زمین

زمین کو اس کے مرنے کے بعد اور اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

⑲ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ كَالْإِنْسَانِ مِنَ النُّطْفَةِ وَالطَّائِرِ مِنَ الْبَيْضَةِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ النُّطْفَةَ وَالْبَيْضَةَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بِالنَّبَاتِ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ أَيْ يُبْسِهَا وَكَذَٰلِكَ الْإِخْرَاجِ تُخْرَجُونَ ○ مِنَ الْقُبُورِ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ

⑲ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ منی سے اور پرند کو بیضہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ جیسے نطفہ اور بیضہ کو آدمی اور جانور سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو ساتھ سبزہ کے بعد اس کے خشک ہو جانے کے اور جس طرح اللہ تعالیٰ سبزہ کو نکالتا ہے اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

تشریح

⑲ **اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی مُردے سے زندہ اور زندہ سے مُردے کو پیدا کرنا** عبادت کا مستحق معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں وہ مرنے کے بعد انسان کو زندہ کریں گے۔ اور دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا حساب لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ زندہ سے مردے کو اور مردے سے زندہ کو پیدا کرتا ہے۔ انسان کا نطفہ بے جان ہے اس سے جاندار انسان پیدا ہوتا ہے۔ انسان جو جاندار ہے اس میں سے بے جان نطفہ نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جانور کو انڈے سے پیدا کرتے ہیں اور جانور کے اندر سے بے جان انڈہ نکلتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سوکھی زمین کو جو مردہ ہو جاتی ہے بارش برسا کر زندگی عطا فرماتے ہیں۔ غرض موت اور زندگی چاہے حقیقی ہو یا مجازی، حسی ہو یا معنوی سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مومن کے گھر میں کافر پیدا کر دیتا ہے اور کافر کے گھر میں مومن جنم لیتا ہے۔ جب سب اللہ کی قدرت میں ہے تو پھر انسانوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھانا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ

وَمِنْ + اٰيٰتِهٖٓ	اَنْ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ	تُرَابٍ	ثُمَّ	اِذَآ اَنْتُمْ	بَشَرٌ
اور اس کی نشانیوں سے	کہ	اس نے پیدا کیا تمہیں	سے	مٹی	پھر	ناگہاں تم	آدمی

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم ناگہاں (جابجا) پھیلے ہوئے

تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ

تَنْتَشِرُوْنَ	وَمِنْ اٰيٰتِهٖ	اَنْ	خَلَقَ	لَكُمْ	مِّنْ
پھیلے ہوئے	اور اس کی نشانیوں سے	کہ	اس نے پیدا کیا	تمہارے لئے	سے

آدمی (ہوگے) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے پیدا کئے تمہاری

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ

اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	لِّتَسْكُنُوْٓا	اِلَيْهَا	وَجَعَلَ	بَيْنَكُمْ	مَّوَدَّةً	وَّ
تمہاری جنس	جوڑے	تاکہ تم سکون حاصل کرو	انکی طرف (پاس)	اور اس نے کیا	تمہارے درمیان	محبت	اور

جنس سے جوڑے (بیویاں) تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے درمیان محبت اور مہربانی

رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

رَحْمَةً	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ
مہربانی	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کے لئے	وہ (غور) فکر کرتے ہیں

(پیدا) کی۔ بیشک اس میں البتہ ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ تعالى الدالة على قدرته تعالى اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ أي أصلكم آدم منه ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ من دم ولحم تَنْتَشِرُوْنَ ○ في الأرض

﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ الخ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جو اس کی کمال قدرت پر دلالت کرنے والے ہیں تمہارے باپ آدم کا مٹی سے پیدا کرنا پھر تم آدمی بن گئے گوشت اور خون سے کہ پھرتے ہو زمین میں۔

﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

﴿۲۱﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جانوں سے بیویوں کو بنایا چنانچہ حوّاء کو

فَخُلِقَتْ حَوَّاءُ مِنْ ضِلَعِ اٰدَمَ وَسَائِرُ النِّسَاءِ مِنْ نُطْفِ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ تَاْلَفُوْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ جَمِيْعًا مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِيْ صُنْعِ اللّٰهِ تَعَالٰى

آدم کی پسلی سے بنایا اور تمام عورتوں کو مردوں اور عورتوں کے نطفے سے تمہاری بیویوں کو اسلئے پیدا کیا کہ تم ان سے الفت کرو اور آرام حاصل کرو اور تمہارے اندر ایک دوسرے کی محبت اور مہربانی رکھ دی بیشک اس میں جو مذکور ہوا بڑی نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو اللہ کی کاریگری میں فکر کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں میں فکر کرتے ہیں

تشریح

(۲۰) اللہ کی قدرت کی نشانی۔ مٹی کے پتلے میں شعور و احساس | اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے خود انسان کی تخلیق ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ بے جان مٹی کے پتلے کو اللہ تعالیٰ زندگی دیتے ہیں جس میں شعور، احساس، جذبات، عقل اور خیالات کی ایسی عجیب قوتیں ہیں جو اس بے جان مٹی میں کہاں سے آگئیں پھر اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایسی تولیدی قوت دیدی جس کی بدولت کروڑوں، اربوں انسان بے شمار موروثی اور انفرادی خصوصیات لئے ہوئے پیدا ہو رہے ہیں۔ آدمؑ کا پتلا اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر کس طرح ان کی اولاد زمین پر پھیلتی چلی گئی اور کس طرح ان میں عجیب عجیب صلاحیتیں سامنے آرہی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کائنات نہ تو بغیر خدا کے ہے اور نہ اس کے بہت سے خدا ہیں۔ وہی ایک خدا خالق ہے مدبر ہے مالک اور فرماں روا ہے لہذا اس کا معبود بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

(۲۱) اللہ کی قدرت کی نشانی۔ اسی جنس سے عورت کی تخلیق | اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق مٹی سے کی پھر انہی سے اور ان کی جنس انسان سے ان کا جوڑا عورت کی شکل میں بنایا پھر مرد اور عورت میں عجیب انسیت رکھ دی تاکہ اس سے انسانی نسل پھیلے اور دونوں ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں جس سے انسانی کنبہ بنے۔ مرد اور عورت دونوں انسان ہیں مگر دونوں ایک دوسرے سے جسمانی بناوٹ میں مختلف، ذہنی اوصاف میں مختلف اور جذبات میں مختلف مگر دونوں میں حیرت انگیز مناسبت کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا پورا جوڑا ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر ادھورا ہے۔

پھر مرد اور عورت کی پیدائش میں شروع سے لے کر آج تک ایک خاص تناسب چلا آرہا ہے۔ کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ کسی بستی میں لڑکے ہی لڑکے پیدا ہو جائیں یا کسی بستی میں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں بلکہ ہمیشہ آبادی کا تناسب ایسا رہتا ہے کہ ضرورت کے مطابق لڑکے اور ضرورت کے مطابق لڑکیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا نظام کتنا حکیمانہ اور مدبرانہ اور مکمل ہے۔ پھر اللہ تو نے مرد اور عورت میں جنسی کشش کے ساتھ ایک دوسرے کی ہمدردی غم خواری ایسی رکھ دی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے شریک رنج و راحت بنے رہتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

سورۂ نساء میں اپنی اس قدرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد ہوا کہ:۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ

(اے انسانو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دئے۔)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

وَمِنْ + اٰيٰتِهٖ	خَلْقُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَ	اخْتِلَافُ
اور اس کی نشانیوں سے	اس نے پیدا کیا	آسمان (جمع)	اور زمین	اور	مختلف ہونا

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کو اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری

اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲

اَلْسِنَتِكُمْ	وَاَلْوَانِكُمْ	اِنَّ	فِيْ + ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّلْعٰلِمِيْنَ
تمہاری زبانیں	اور تمہارے رنگ	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	عالم (دانشمندوں) کے لئے

زبانوں اور تمہارے رنگوں کے مختلف ہونے میں (نشانیاں ہیں) بیشک اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(۲۲) وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ اَیْ لُغَاتِكُمْ مِنْ عَرَبِيَّةٍ وَعَجَمِيَّةٍ وَغَيْرِهِمَا وَاَلْوَانِكُمْ مِنْ بَيَاضٍ وَسَوَادٍ وَغَيْرِهِمَا وَاَنْتُمْ اَوْلَادُ رَجُلٍ وَاحِدٍ وَامْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰی قُدْرَتِهٖ تَعَالٰی لِّلْعٰلِمِيْنَ بِفَتْحِ اللَّامِ وَكَسْرِهَا اَیْ ذَوِی الْعُقُوْلِ وَاُولِی الْعِلْمِ

(۲۲) اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں کا اختلاف کہ کسی کی زبان عربی ہے کسی کی عجمی وغیرہ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا کسی کا رنگ سیاہ ہے کسی کا سفید اور اس کے سوا اور قسم کی رنگتیں حالانکہ تم سب ایک مرد و عورت کی اولاد ہو۔ بے شبہ اس مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے اس کے کمال قدرت پر۔

تشریح

(۲۲) اللہ کی قدرت کی نشانی۔ زمین و آسمان کی تخلیق اور انسانوں میں تنوع | زمین و آسمان کا عدم سے وجود میں آنا اور زمین و آسمان کا ایک ضابطے پر قائم ہونا اور ان میں بے شمار قوتوں کا ایک توازن کے ساتھ کام کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق اور اس کی تدبیر کرنے والا ایک ہی ہے، حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زمین اور دوسرے بہت سارے سیارے ان سب کے عناصر ایک ہیں اور ان میں ایک ہی قانون فطرت کارفرما ہے۔ جو وحدتِ الٰہ کی کھلی نشانی ہے۔

اسی طرح انسان کا مادہ ایک ہے۔ ان کی بناوٹ کا فارمولا ایک ہے مگر زبانوں میں رنگوں میں اتنا اختلاف اور تنوع ہے کہ زبان الگ نقش و نگار الگ، رنگ و روپ الگ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ دانشمند لوگ یہیں سے اپنے رب کو پا لیتے ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ

وَ	مِنْ اٰیٰتِهٖ	مَنَامُكُمْ	بِالَّیْلِ	وَالنَّهَارِ	وَابْتِغَآؤُكُمْ
اور	اسکی نشانیوں سے	تمہارا سونا	رات میں	اور دن	اور تمہارا تلاش کرنا

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات میں اور دن (کے وقت) میں اور تمہارا تلاش کرنا

مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

مِّنْ فَضْلِهٖ	اِنَّ	فِیْ	ذٰلِكَ	لَاٰیٰتٍ	لِّقَوْمٍ	یَّسْمَعُوْنَ
اس کے فضل سے	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	وہ سنتے ہیں

اس کے فضل (روزی) سے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

۲۳ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ بِاِرَادَتِهٖ تَعَالٰی رَاحَةً لَّكُمْ وَابْتِغَآؤُكُمْ بِالنَّهَارِ مِنْ فَضْلِهٖ اَیْ تَصَرُّفُكُمْ فِیْ طَلَبِ الْمَعِیْشَةِ بِاِرَادَتِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ○ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ وَّاعْتِبَارٍ

۲۳ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات اور دن میں تمہارے آرام حاصل کرنے کو اللہ کے ارادہ سے اور دن کو تمہارا روزی کی تلاش میں پھرنا اس کے ارادہ سے۔

بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عبرت اور غور سے سنتے ہیں۔

تشریح

۲۳ اللہ کی نشانیوں میں سے سونا جاگنا اور روزی تلاش کرنا اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانی ہے کہ انسان روزی کی تلاش میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو سو کر آرام کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی مخلوق پر نہایت شفیق و مہربان بھی ہے کہ محنت کے بعد اس کو آرام کے لئے سونے کا موقع ملتا ہے جس سے اس کی ساری تکان دور ہو جاتی ہے۔ نیند کا انسان کی ضرورت کے مطابق ہونا یہ تبلاتا ہے کہ یہ اس حکمت والے خالق کے منصوبے کا ایک حصہ ہے جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے۔

انسان کا رزق تلاش کرنا اور اس دنیا میں اپنی روزی حاصل کرنا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے کہ پروردگار نے انسان کے لئے رزق کے اسباب پیدا کر دئے ہیں اور زمین و آسمان کی طاقتیں اس میں لگی ہوئی ہیں۔ انسان روزی ڈھونڈتا ہے اور وہ اس کو مل جاتی ہے کیونکہ خالق کائنات نے رزق اور اسباب رزق مہیا کر رکھے ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ

وَ	مِنْ اٰیٰتِهٖ	یُرِیْكُمُ	الْبَرْقَ	خَوْفًا	وَّطَمَعًا	وَّیُنَزِّلُ	مِنَ
اور	اس کی نشانیوں سے	وہ دکھاتا ہے تمہیں	بجلی	خوف	اور امید کیلئے	اور وہ نازل کرتا ہے	سے

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے خوف اور امید کے لئے، اور نازل کرتا ہے

السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

السَّمَآءِ	مَآءً	فَیُحْیٖ + بِهٖ	الْاَرْضَ	بَعْدَ + مَوْتِهَا	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ
آسمان	پانی	پھر زندہ کرتا ہے اس سے	زمین	اس کے مرنے کے بعد	بیشک	اس میں

آسمان سے پانی پھر اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد۔ بیشک اس میں

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ

لَاٰیٰتٍ	لِّقَوْمٍ	یَّعْقِلُوْنَ	وَمِنْ اٰیٰتِهٖ	اَنْ	تَقُوْمَ	السَّمَآءُ
البتہ نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	عقل سے کام لیتے ہیں	اور اس کی نشانیوں سے	کہ	قائم ہیں	آسمان

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ

وَالْاَرْضُ	بِاَمْرِهٖ	ثُمَّ	اِذَا + دَعَاكُمْ	دَعْوَةً	مِّنَ + الْاَرْضِ
اور زمین	اس کے حکم سے	پھر	جب وہ تمہیں بلاوے گا	ایک ندا	زمین سے

زمین اور آسمان قائم ہیں۔ پھر جب وہ ایک ندا دے کر زمین سے بلائے گا تو

اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

اِذَآ	اَنْتُمْ	تَخْرُجُوْنَ	وَ لَهٗ	مَنْ	فِی السَّمٰوٰتِ
یک بارگی	تم	نکل آؤ گے	اور اس کے لئے	جو	آسمانوں میں

تم یک بارگی نکل آؤ گے اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾

وَالْاَرْضِ	كُلٌّ + لَّهٗ	قٰنِتُوْنَ	
اور زمین میں	سب اسی کے لئے	فرماں بردار	

اور زمین میں ہے سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

(۲۴) وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ اى اراءتكم الْبَرْقَ
خَوْفًا لِلْمُسَافِرِ مِنَ الصَّوَاعِقِ وَّطَمَعًا
لِلْمُقِيْمِ فِى الْمَطَرِ وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
اَىْ يُبْسِهَا بِاَنْ تَنْبُتَ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
الْمَذْكُوْرِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○
يَتَدَبَّرُوْنَ

(۲۴) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تم کو بجلی کا دکھلانا جس سے مسافروں کو ڈر ہوتا ہے اور شہر کے رہنے والوں کو بارش کی امید ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو سبزہ جاکر بعد اس کے خشک ہونے کے بے شبہ اس مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

(۲۵) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ
بِاِرَادَتِهٖ مِنْ غَيْرِ عَمَدٍ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً
مِّنَ الْاَرْضِ بِاَنْ يَّنْفُخَ اِسْرَافِيْلُ فِى الصُّوْرِ
لِلْبَعْثِ مِنَ الْقُبُوْرِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○
مِنْهَا اَحْيَاءً فَخُرُوْجُكُمْ مِنْهَا بِدَعْوَةٍ مِنْ اٰيَاتِهٖ تَعَالٰى۔

(۲۵) اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں بدون ستون کے۔ پھر جس وقت تم کو حق تعالیٰ زمین سے بلاوے گا اس طرح کہ اسرافیل صور پھونکے گا قبروں سے نکلنے کے لئے اس وقت تم زندہ ہوکر قبروں سے نکلوگے سو یہ تمہارا قبروں سے نکلنا حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے

(۲۶) وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مُلْكًا وَّخَلْقًا
وَّعَبِيْدًا كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○ مُطِيْعُوْنَ

(۲۶) اور اسی کے بندے اور ملک ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

تشریح

(۲۴) بجلی کی چمک اور بارش میں اللہ کی نشانیاں | آسمان پر چمکتی ہوئی بجلی ایک طرف بارش ہونے کی خبر لاتی ہے دوسری طرف اس کی چمک اور کڑک سے دلوں میں خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ پھر بارش برستی ہے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اسی طرح انسان بھی مرنے کے بعد زندہ ہوگا۔ پانی کا نظام اور زمین کی پیداوار کا منصوبہ پھر ان سب قوتوں میں ایک ہم آہنگی یہ بتلاتی ہے کہ یہ سب ایک ہی خالق کا کارنامہ ہے۔ کائنات کی ابتداء سے لیکر آج تک اس پورے نظام کا اس خوبی کے ساتھ چلتے رہنا اللہ کی قدرت کی وہ نشانی ہے جو اہل فکر کو متوجہ کرتی ہے۔

(۲۵) زمین و آسمان کا قائم رہنا اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے | یہی نہیں کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا کردیا اور ایک دفعہ یہ وجود میں آگئے بلکہ ان کا بغیر کسی ظاہری سہارے کے رہنا کہ یہ سب چیزیں اپنے مرکز پر پوری طرح قائم ہیں اور کیا مجال ہے ذرا سا اِدھر سے اُدھر ہوجائیں یہ اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

کائنات کے خالق و مدبر کے لئے تمہیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھانا کوئی بڑا کام نہیں ہے بس ایک پکار کافی ہوگی اور ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں سب ایک ساتھ زمین سے نکل کھڑے ہونگے اور پروردگار کے سامنے حاضر ہوجائیں گے۔

(۲۶) زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے | زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اس کی ملکیت ہے سب اس کے تابع فرمان ہیں سب اس کی پیدا کی ہوئی رعایا ہیں۔ کیا مجال ہے کہ اس کے تکوینی حکم سے کوئی سرتابی کرسکے۔

رہے اس کے تشریعی احکام تو صرف انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اختیار دیا ہے کہ چاہے ان تشریعی احکام پر عمل کرے چاہے نہ کرے مگر خالق کی رضا یہی ہے کہ انسان ان تشریعی احکام پر بھی اس طرح عمل کرے جس طرح تکوینی احکام پر عمل کرنا اس کی مجبوری ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ

وَلَهُ	عَلَيْهِ	اَهْوَنُ	وَهُوَ	ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	الْخَلْقَ	يَبْدَؤُا	وَهُوَ الَّذِىْ
اور اسی کیلئے	اس پر	بہت آسان	اور وہ (یہ)	پھر اس کو دوبارہ پیدا کریگا	خلقت	پہلی بار پیدا کرتا ہے	اور وہی ہے جو

اور وہی ہے جو خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے اور اسی کی ہے

الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ ع ۸

الْحَكِيْمُ	الْعَزِيْزُ	وَهُوَ	وَالْاَرْضِ	فِى السَّمٰوٰتِ	الْاَعْلٰى	الْمَثَلُ
حکمت والا	غالب	اور وہ	اور زمین	آسمانوں میں	بلند تر	شان

بلند تر شان آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

(۲۷) وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ لِلنَّاسِ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ بَعْدَ هِلَاكِهِمْ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ مِنَ الْبَدْءِ بِالنَّظَرِ اِلٰى مَا عِنْدَ الْمُخَاطَبِيْنَ مِنْ اَنَّ اِعَادَةَ الشَّىْءِ اَسْهَلُ مِنْ اِبْتِدَائِهٖ وَاِلَّا فَهُمَا عِنْدَهٗ تَعَالٰى سَوَاءٌ فِى السُّهُوْلَةِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَىِ الصِّفَةُ الْعُلْيَا وَهِىَ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَهُوَ الْعَزِيْزُ فِىْ مُلْكِهٖ الْحَكِيْمُ ○ فِىْ خَلْقِهٖ

(۲۷) اور اللہ وہ ہے جو آدمیوں کو اول مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر انکے مرنے کے بعد دوبارہ انکو زندہ کرے گا اور دوبارہ زندہ کرنا اس کو زیادہ سہل ہے اول مرتبہ بنانے سے لوگوں کے خیال کے موافق کہ انسان کے نزدیک دوبارہ بنانا کسی چیز کا آسان ہوتا ہے اول مرتبہ بنانے سے ورنہ حق تعالیٰ کو دونوں آسانی میں برابر ہیں۔ اور اسی کے لئے ہے اونچی مثال آسمانوں میں اور زمین میں یعنی وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنی مخلوق میں سے۔

تشریح

(۲۷) پہلی بار بھی اسی نے پیدا کیا اور دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت اتنی بڑی ہے کہ اس کے لئے پہلی بار یا دوسری بار پیدا کرنا آسان ہی آسان ہے لیکن تمہارے حساب سے بھی دیکھا جائے تو کسی چیز کو پہلی بار بنانا مشکل ہوتا ہے اور جب ایک مرتبہ بنا لیا تو دوبارہ بنانا آسان ہو جاتا ہے ۔۔۔ یہ تو سب مانتے ہیں کہ تخلیق کی ابتداء اللہ نے کی ہے وہی خالق ہے جس کا ثبوت خود انسان کا وجود ہے کہ پہلے وہ نہیں تھا اور اب ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بار پیدا کر دیا تو سیدھی سی بات ہے کہ اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ کوئی بھی چیز حسن و خوبی میں اللہ کے ساتھ میل نہیں کھاتی بلکہ جہاں بھی کوئی خوبی اور کمال ہے وہ اللہ کے کمال کا ایک ہلکا سا عکس ہے۔

اللہ کی پاکیزہ مخلوق فرشتے ہیں جو انسانی ضروریات کے محتاج نہیں ہیں اور سوائے بندگی کے ان کا کچھ کام نہیں ہے دوسری طرف انسان ہے جو کھانے پینے کا محتاج ہے مگر اللہ کی شان عالی نہ فرشتوں سے میل کھاتی ہے نہ انسانوں سے وہ ان سب سے برتر ہے۔ وہ کیسا ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے وہ ہمارے خیالوں سے بھی بلند ہے۔ ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے وہ ہماری عقل کے احاطے سے باہر ہے ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ

ضَرَبَ	لَكُمْ	مَّثَلًا	مِّنْ	اَنْفُسِكُمْ	هَلْ	لَّكُمْ
اس نے بیان کی	تمہارے لئے	ایک مثال	سے	تمہاری جانیں (حال)	کیا	تمہارے لئے

اس نے تمہارے لئے تمہارے حال سے ایک مثال بیان کی ، کیا تمہارے لئے ہے

مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ

مِّنْ	مَّا مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ	مِّنْ شُرَكَاۗءَ
سے	جو مالک ہوئے	تمہارے دائیں ہاتھ (غلام)	کوئی شریک

ان میں) سے جن کے تم مالک ہو (تمہارے غلاموں میں سے اس رزق میں کوئی

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

فِيْ	مَا رَزَقْنٰكُمْ	فَاَنْتُمْ	فِيْهِ	سَوَاۗءٌ	تَخَافُوْنَهُمْ
میں	جو ہم نے تمہیں رزق دیا	سو (تاکہ) تم	اس میں	برابر	(کیا) تم ان سے ڈرتے ہو

شریک ؟ جو ہم نے تمہیں دیا تاکہ تم سب آپس میں برابر ہو جاؤ ، کیا تم ان سے (اس طرح) ڈرتے

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

كَخِيْفَتِكُمْ	اَنْفُسَكُمْ	كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ
جیسے تم ڈرتے ہو	(اپنی جانیں (اپنوں سے)	اسی طرح	ہم کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیاں

ہو جیسے اپنوں سے ڈرتے ہو ؟ اسی طرح ہم عقل والوں کے لئے کھول کر نشانیاں

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

لِقَوْمٍ + يَّعْقِلُوْنَ	بَلِ	اتَّبَعَ	الَّذِيْنَ + ظَلَمُوْٓا
عقل والوں کے لئے	بلکہ	پیروی کی	جن لوگوں نے ظلم کیا

بیان کرتے ہیں ۔ بلکہ پیروی کی ظالموں نے بے جانے

اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ

اَهْوَاۗءَهُمْ	بِغَيْرِ + عِلْمٍ	فَمَنْ + يَّهْدِيْ	مَنْ	اَضَلَّ
اپنی خواہشات	بے جانے	تو کون ہدایت دے گا	جسے	گمراہ کرے

اپنی خواہشات کی ، تو جسے اللہ گمراہ کرے

اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

نّٰصِرِيْنَ	مِّنْ	لَهُمْ	وَ مَا	اللّٰهُ
مددگار	کوئی	ان کے لئے	اور نہیں	اللہ

(اُسے) کون ہدایت دے گا؟ اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار

(۲۸) ضَرَبَ جَعَلَ لَكُمْ اَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ
مَثَلًا كَائِنًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
وَهُوَ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَيْ مِنْ
مَمَالِيْكِكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ
لَكُمْ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ مِنَ
الْاَمْوَالِ وَغَيْرِهَا فَاَنْتُمْ
وَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ اَيْ
اَمْثَالَكُمْ مِنَ الْاَحْرَارِ
وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ
اَلْمَعْنٰى لَيْسَ مَمَالِيْكُكُمْ
شُرَكَاءَ لَكُمْ اِلٰى اٰخِرِهٖ
عِنْدَكُمْ فَكَيْفَ تَجْعَلُوْنَ
بَعْضَ مَمَالِيْكِ اللّٰهِ
شُرَكَاءَ لَهٗ كَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ نُبَيِّنُهَا
مِثْلَ ذٰلِكَ التَّفْصِيْلِ
لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ يَتَدَبَّرُوْنَ

(۲۸) ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ الخ
اللہ نے اے کافرو تمہارے لئے ایک مثال بیان کی تمہاری جانوں سے اور وہ مثال یہ ہے کہ آیا ہم نے جو کچھ تم کو مال وغیرہ دیا اس میں تمہارے غلام باندیاں شریک ہوتے ہیں کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو اور ان سے ایسے ہی ڈرتے ہو جیسے تم اپنے ہم مثل آزاد لوگوں سے ڈرتے ہو۔
حاصل معنی یہ ہے کہ جب تمہارے مملوک تمہارے اموال میں شریک نہیں پھر کیوں کہ تم اللہ کے بندوں کو اللہ کے شریک بناتے ہو۔

ہم اسی طرح کھول کر اپنی نشانیاں اور احکام بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

(۲۹) بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا بِالْاِشْرَاكِ
اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ

(۲۹) بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم مشرک لوگ بدون سمجھے اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔

عَلِمٍ ۚ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ اَیۡ لَا هَادِیَ لَهٗ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ۝ مَانِعِیۡنَ مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ

سو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس کوئی ہدایت نہیں کرسکتا

اور ان کے لیۓ کوئی مددگار اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہیں۔

تشریح

(۲۸) شرک کے بے اصل ہونے کی ایک مثال | امکان آخرت یعنی مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا اور اللہ کے روبرو پیش ہونا اس کے ساتھ توحید یعنی اللہ کا یکتا اور بے مثال ہونا مختلف دلائل اور اللہ کی نشانیوں کے ذریعے کھول کھول کر بیان کیا گیا۔

آیت ہذا میں توحید الٰہی کو بہت بڑی بلیغ مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے۔ مثال اللہ تعالےٰ یہ دے رہے ہیں کہ دیکھو تمہارے نوکر چاکر غلام ہوں گے جن کو تم اپنے مال میں سے ان کی ضرورت کے مطابق کھانا کپڑا وغیرہ دیتے ہو کیا کبھی تمہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے یہ نوکر چاکر ہمارے مال میں شریک ہوسکتے ہیں تمہیں کبھی ان کی طرف سے شرکت کے دعوے کا گمان تک نہیں ہوتا۔

حالانکہ تمہارے پاس جو مال ہے تم اس کے حقیقی مالک نہیں ہو پھر بھی اس کی عارضی ملکیت میں تمہارے نوکر دعویٰ کریں ایسا نہیں ہوتا۔

جب تمہارے معاملے میں ایسا نہیں ہوتا تو اللہ تعالےٰ جو ہر چیز کے خالق اور مالک حقیقی ہیں اور جس کو جتنا چاہتے ہیں دیتے رہتے ہیں۔ گویا تمام مخلوق ان کی غلام اور پیدائشی رعیت ہے۔ اس مخلوق میں سے کسی بھی مخلوق کو تم کس طرح اللہ کے ساتھ شریک کرسکتے ہو۔ جب تمہارا نوکر تمہارے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا تو اللہ کی مخلوق کس طرح اللہ کی شریک ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اسی طرح کھول کھول کر نشانیاں پیش کرتے ہیں اور دلائل دیتے ہیں ان لوگوں کے لیۓ جو سمجھ بوجھ سے کام لیں۔

(۲۹) جس کی عقل ہی الٹ جائے اُسے کون راہ پر لا سکتا ہے؟ | اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم دی ہے، شعور و آگہی دی ہے اگر وہ عقل سے کام لے تو سیدھی بات وہ خود بھی سمجھ سکتا ہے اور سمجھانے والے کے سمجھانے سے بھی بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ اس طرح معقول آدمی کو حق تک پہنچنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ مگر جب انسان نہ اپنی سمجھ سے کام لے اور نہ کسی کے سمجھانے سے سمجھے ایسے جاہل اور ضدی انسان کو کون سمجھا سکتا ہے۔

اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق اسی کو ہوتی ہے جو ہدایت طلب کرتا ہے اور جب انسان ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سچی طلب کے مطابق ہدایت کے اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص گمراہی کی دلدل سے نکلنا نہ چاہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس کو زبردستی ہدایت کی توفیق نہیں دیتے اور وہ گمراہی میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

جس کو اللہ تعالےٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمادیں اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے توفیقِ ہدایت نہ ہو کوئی مددگار اس کی مدد نہیں کرسکتا۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ

فَاَقِمْ	وَجْهَكَ	لِلدِّيْنِ	حَنِيْفًا	فِطْرَتَ
پس سیدھا رکھو	اپنا چہرہ	دین کے لئے	یک رُخ ہوکر	فطرت

پس (اللہ) کے دین کے لئے (سب سے کٹ کر) یک رُخ ہوکر اپنا چہرہ سیدھا رکھو۔ اللہ کی فطرت

اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ

اللّٰهِ	الَّتِيْ	فَطَرَ + النَّاسَ	عَلَيْهَا	لَا تَبْدِيْلَ
اللہ	جو (جس)	لوگوں کو پیدا کیا اس نے	اس پر	تبدیلی نہیں

ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اس کی خلق (بنائی ہوئی فطرت) میں کوئی

لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ

لِخَلْقِ + اللّٰهِ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ	الْقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ
اللہ کی خلق میں	یہ	دین	سیدھا	اور لیکن

کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ۙ

اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ	
اکثر	لوگ	وہ جانتے نہیں۔	

لوگ جانتے نہیں۔

(۳۰) فَاَقِمْ يَا مُحَمَّدُ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ مَائِلًا اِلَيْهِ اَيْ اَخْلِصْ دِيْنَكَ لِلّٰهِ اَنْتَ وَمَنْ تَبِعَكَ فِطْرَتَ اللّٰهِ خِلْقَتَهُ الَّتِيْ فَطَرَ خَلَقَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ وَهِيَ دِيْنُهُ اَيْ اَلْزِمُوْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ لِدِيْنِهِ اَيْ لَا

(۳۰) پس اے محمدؐ اپنا منہ سیدھا کر کے سچے دین کی طرف حاصل یہ کہ تو اور تیرے پیروی کرنے والے دین کو اخلاص سے پکڑ لو۔ اور کسی مذہب کی طرف توجہ نہ کرو۔

اللہ کے دین کو جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا لازم پکڑو

اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں یعنی تم اس کو نہ بدلو شرک

تَبْدِ لُوْهُ بِاَنْ تُشْرِكُوْا — ہے۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ الْمُسْتَقِيْمُ تَوْحِيْدُ اللهِ — اللہ کی توحید کا اقرار کرنا سیدھا راستہ ہے

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اَیْ كُفَّارِ مَكَّةَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ تَوْحِيْدَ اللهِ — ولیکن کفار مکہ اللہ کی توحید کو نہیں جانتے۔

تشریح

(۳۰) اسلام دین فطرت ہے | جو گمراہی سے نکلنا نہ چاہے اسے ہدایت کا راستہ کون دکھا سکتا ہے اُسے اُس کے حال پر چھوڑ کر تم اللہ کے سچے دین دین فطرت کو پوری طرح اپنا لو۔ اور ہر طرف سے یکسو ہو کر اپنا رُخ اسی کی طرف کر لو کیونکہ یہ دین "دینِ فطرت" ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کی جو فطرت بنائی ہے وہ سلیم اور بے عیب ہے جب تک یہ فطرت اپنی اصل پر رہتی ہے اور انسان اس کو بگاڑتا نہیں ہے یہ لپک کر اس سچائی کو قبول کر لیتی ہے۔ اسی بات کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح سمجھایا ہے کہ ہر بچہ اپنی اصل فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوتا ہے تو صحیح سالم پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے کان کاٹ دیئے جائیں، تو وہ پیدائش کے اعتبار سے صحیح سالم تھے بعد میں کاٹے گئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام انسان کی اصل فطرت ہے، اللہ نے انسان کو اپنا بندہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کے معبود ہیں اس حقیقت کو بدلا نہیں جا سکتا اور بدلنا نہیں چاہیئے۔ فطرت سلیمہ پر قائم رہنا یہی سیدھا اور صحیح طریقہ ہے مگر بہت سے لوگ اس نکتے کو نہیں سمجھتے۔

یہ فطرتِ انسانی کی یکسانیت ہی ہے کہ بہت سی باتوں کو سبھی لوگ تسلیم کرتے ہیں مثلاً سبھی اس بات کو جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اس کے برابر کوئی نہیں، کسی کو ستانا، کسی پر ظلم کرنا کسی کا حق دبانا اس کو سارے ہی انسان بُرا جانتے ہیں۔ غریبوں کی ہمدردی، سچ بولنا، کسی کے ساتھ دغا نہ کرنا یہ وہ باتیں ہیں جن کو وہ اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ سب فطری باتیں ہیں۔ بس اللہ نے پیغمبروں کی زبان سے ان کی تعلیم دی اور انسان کی فطرت نے ان کو قبول کر لیا۔ سچائی کا بیج انسان کی فطرت میں موجود ہے اگر انسان اس کو نہ بگاڑے تو وہ یقیناً پھلتا پھولتا ہے۔ انسان کی فطرت اسی طرح شفاف ہے جیسے ایک شیشہ صاف و شفاف ہوتا ہے البتہ اس پر کبھی غبار آکر اسے دھندلا کر دیتا ہے۔ وہ غبار شیشے کے اندر نہیں ہوتا مٹی کو ذرا صاف کر دو تو فطرت کا شیشہ پھر چمک اٹھتا ہے۔

اسی لیے پیغمبروں کا کام تذکیر اور یاد دہانی ہے کہ وہ سبق جو پروردگار نے پڑھایا تھا انسان اس کو بھول گیا ہے وہ بھولا ہوا سبق اس کو یاد دلا دیا جائے۔ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ۔

(آپ یاد دہانی کرائیں بے شک آپ یاد دہانی کرانے والے ہیں۔)

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَ

مُنِيبِينَ	إِلَيْهِ	وَاتَّقُوهُ	وَ أَقِيمُوا	الصَّلوٰةَ	وَ
رجوع کرنے والے	اس کی طرف	اور تم ڈرو اس سے	اور قائم رکھو تم	نماز	اور

سب اس کی طرف رجوع کرنے والے (رہو) اور اسی سے ڈرو، اور تم قائم رکھو نماز اور

لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ

لَا تَكُونُوا	مِنَ	الْمُشْرِكِينَ	مِنَ	الَّذِينَ
نہ ہو تم	سے	شرک کرنے والے	(ان میں) سے	جنھوں نے

تم شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو ان میں سے جنھوں نے

فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ

فَرَّقُوا	دِينَهُمْ	وَ	كَانُوا	شِيَعًا	كُلُّ حِزْبٍ
ٹکڑے ٹکڑے کرلیا	اپنا دین	اور	ہوگئے	فرقے فرقے	سب گروہ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ سب کے سب گروہ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ

بِمَا	لَدَيْهِمْ	فَرِحُونَ	وَ إِذَا	مَسَّ + النَّاسَ	ضُرٌّ
اس پر	ان کے پاس	خوش ہیں	اور جب	پہونچتی ہے لوگوں کو	کوئی تکلیف

اس پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے

دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ

دَعَوْا	رَبَّهُمْ	مُنِيبِينَ	إِلَيْهِ	ثُمَّ	إِذَا	أَذَاقَهُمْ	مِنْهُ
وہ پکارتے ہیں	اپنے رب کو	رجوع کرتے ہوئے	اس کی طرف	پھر	جب	وہ ان کو چکھادیتا ہے	اپنی طرف سے

تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنی طرف سے رحمت (کا مزہ) چکھا

رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

رَحْمَةً	إِذَا	فَرِيقٌ	مِنْهُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُونَ
رحمت	ناگہاں	ایک گروہ	ان میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شرک کرنے لگتے ہیں

دیتا ہے تو ناگہاں ایک گروہ (کے لوگ) ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

(۳۱) مُنِيْبِيْنَ رَاجِعِيْنَ اِلَيْهِ
تَعَالٰى فِيْمَا اَمَرَ بِهٖ
وَنَهٰى عَنْهُ حَالٌ مِنْ
فَاعِلِ اَقِمْ وَمَا اُرِيْدَ
بِهٖ اَیْ اَقِيْمُوْا وَاتَّقُوْهُ
خَافُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○
(۳۲) مِنَ الَّذِيْنَ بَدَلٌ
بِاِعَادَةِ الْجَارِّ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ
فِيْمَا يَعْبُدُوْنَهُ وَ
كَانُوْا شِيَعًا ط فِرَقًا فِيْ
ذٰلِكَ كُلُّ حِزْبٍ مِّنْهُمْ
بِمَا لَدَيْهِمْ عِنْدَهُمْ
فَرِحُوْنَ ○ مَسْرُوْرُوْنَ
وَفِيْ قِرَاءَةٍ فَارَقُوْا اَیْ
تَرَكُوْا دِيْنَهُمُ الَّذِیْ
(۳۳) اُمِرُوْا بِهٖ وَاِذَا مَسَّ
النَّاسَ اَیْ كُفَّارَ مَكَّةَ
ضُرٌّ شِدَّةٌ دَعَوْا رَبَّهُمْ
مُّنِيْبِيْنَ رَاجِعِيْنَ اِلَيْهِ
دُوْنَ غَيْرِهٖ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ
مِّنْهُ رَحْمَةً بِالْمَطَرِ
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ ○

(۳۰) تم لوگ اپنی توجہ مذہب حق کی طرف کرو اللہ کی طرف رجوع ہو کر یعنی جس چیز کا اس نے حکم فرمایا اس کو مانو اور جس چیز سے اس نے منع کیا اس کو چھوڑو

اور اسی سے ڈرو۔
اور نماز قائم کرو۔
اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔

(۳۱) جنھوں نے اختلاف کر کے اپنے دین میں تفریق کر دی

اور اس بارے میں وہ چند فرقے ہو گئے۔ کوئی بتوں کو پوجتا ہے کوئی ستاروں کو کوئی فرشتوں کو ان میں سے ہر ایک جماعت اس مذہب سے خوش ہے جس پر وہ قائم ہے۔

ایک قرأت میں بجائے فرّقوا کے فارقوا ہے اس وقت مطلب یہ ہے کہ انھوں نے چھوڑ دیا اس دین کو جس کی پیروی کا ان کو حکم ہوا تھا۔

(۳۲) اور جب کفار مکہ کو کوئی سختی پہنچتی ہے اس وقت وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

اسی کی طرف متوجہ ہو کر نہ اس کے غیر کی طرف پھر جب اللہ ان پر رحمت کرتا ہے یعنی مینھ برساتا ہے۔ اس وقت ایک جماعت ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے ہیں

تشریح

(۳۱) **مالک حقیقی کی طرف رجوع، اس کا خوف اور اقامت صلوٰۃ** انسان اللہ تعالیٰ کی پیدائشی رعیت (BORN SUBJECT) ہے۔ پیدائشی طور پر وہ اللہ کا بندہ ہے لیکن ایک محدود دائرے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ اختیارات دئے ہیں۔ محدود دائرے میں یہ اختیارات انسان کے اپنے حاصل کئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے (DELIGATED) ہیں۔ انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مالک کی فرماں برداری کرے یا نہ کرے اگرچہ پیدائشی رعیت ہونے کی حیثیت سے اسے فرماں برداری کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے جو فطرت اور حقیقت کا تقاضہ بھی ہے۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آزادی اور خود مختاری کا رویہ ترک کرکے بندگیٔ رب کی طرف پلٹ آئے اور اس کا بندہ بن جائے جس کا وہ حقیقت میں بندہ ہے۔

تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں اس بات کا خوف ہونا چاہیئے کہ اگر اس نے مالک حقیقی کے مقابلے میں خود مختاری کا رویہ اختیار کیا یا مالک حقیقی کی جگہ کسی اور کی بندگی کی تو اسے نمک حرامی اور غداری کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اللہ کی طرف رجوع اور اس کی ناراضگی کا ڈر یہ دونوں دل کی کیفیات ہیں دل کی ان کیفیات کے ظہور اور استحکام کے لئے ایسے جسمانی عمل کی ضرورت ہے جس سے دیکھنے والے کو معلوم ہوجائے کہ یہ شخص رب حقیقی کی وفاداری کی طرف پلٹ آیا ہے اور خود اس کے نفس میں بھی اس عمل کے ذریعے رجوع اور تقوی کی کیفیات مستحکم ہوجائیں۔

اس لئے فکر ونظر کی اس تبدیلی کے بعد کہ وہ اللہ کا وفادار بندہ بن گیا ہے اور اس میں وہ تقویٰ پیدا ہوا ہے جس سے اللہ کے غضب کا خوف ابھرتا ہے۔ فوراً ہی اللہ تعالیٰ نماز قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔

کیونکہ جب تک آدمی کے ذہن میں ایک خیال رہتا ہے تو صرف خیال رہنے سے پائیداری پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ خیال دھندلا جاتا ہے لیکن جب انسان اس خیال کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو جیسے جیسے عمل کرتا جاتا ہے وہ خیال مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ رجوع الی اللہ اور خوف خدا کو مستحکم کرنے کا سب سے مؤثر اور کامیاب ذریعہ نماز ہے۔ دوسری عبادات کے مقابلے میں نماز کا امتیاز یہ ہے کہ تبدیلی کے فوراً بعد ہی اس پر عمل شروع ہوجاتا ہے۔ دوسرے ایمان اور اسلام کا پورا سبق اس عبادت کے اندر سمیٹا ہوا ہے۔ جس کو آدمی بار بار دہراتا رہتا ہے۔

نماز سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ انسانی آبادی میں سے کن لوگوں نے اللہ کی اطاعت اختیار کرلی ہے تاکہ نماز باجماعت کے ذریعہ ان کی ایک الگ سوسائٹی بن سکے اور باہمی تعاون کی راہیں کھل سکیں۔

نماز کو دیکھ کر غیر وفادار لوگوں کی سوئی ہوئی فطرت جاگ سکے اور فرماں برداروں کی سرگرمیٔ عمل کو دیکھ کر ان میں بھی انقلاب کی صدائیں اٹھ سکیں۔

اصل دین، دینِ فطرت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بڑا اہم ذریعہ نماز قائم کرنا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا کھلا اعلان ہے۔ نماز بتاتی ہے کہ یہ جماعت مشرکین کی جماعت سے ایک الگ جماعت ہے۔

(۳۲) **ان لوگوں میں شامل مت ہو جنھوں نے اصل دین فطرت کو چھوڑ کر بہت سے فرقے بنالئے۔** اوپر کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اصل دین جو دین فطرت ہے اور جو اللہ تبارک تعالیٰ نے شروع سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے بتایا ہے وہ دین ہمیشہ سے ایک ہے اور ایک ہی رہے گا مگر ہُوا یہ ہے کہ اللہ کے دین میں کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ باتیں شامل کرلیں اور جب ان کو بتایا گیا کہ یہ شامل کی ہوئی باتیں اصل دین میں ملاوٹ ہیں تو کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ اس طرح

نہ ماننے والوں کے راستے الگ ہوگئے، ان کے الگ الگ دین الگ الگ فرقے بنتے چلے گئے اور ہر گروہ کے پاس جو کچھ رسوم اور رواج کا سرمایہ ہے بس وہ اسی میں مگن ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جب چشمے میں سے پانی نکلتا ہے تو وہ بالکل صاف ستھرا اور بے میل ہوتا ہے جب وہ بلندی سے بہتا ہوا نشیب میں جاتا ہے تو راستے کا کوڑا کرکٹ مٹی اور غبار اس میں مل جاتا ہے ـــــــ گنگا میلی نظر آنے لگتی ہے۔ وہ اصل میں میلی نہیں ہوتی اصل تو وہی صاف وشفاف ہوتی ہے۔

اسی طرح اللہ کا دین بالکل خالص اور بے میل ہوتا ہے لوگ اپنے خیالات اس میں ملا دیتے ہیں وہ اصل دین کا حصہ نہیں ہوتے ان خیالات اور رسوم کو لے کر الگ الگ مذہب اور طریقے بنتے چلے جاتے ہیں۔

اب اگر اصل دین کو دیکھنا ہو تو ان تمام اضافوں سے اس کو الگ کر کے اصل حقیقت کو دیکھنا ہوگا یہی دعوت ہے جو قرآن دنیا کے تمام انسانوں کو دیتا ہے کہ اس کائنات کا رب بھی ایک ہے رب کا بھیجا ہوا دین بھی ایک ہے اور انسان بھی ایک ہے اس میں طبقاتی تفریق اور اونچ نیچ نہیں ہے ـ وہ دعوت دیتا ہے کہ اصل حقیقت کی طرف پلٹو اور دین فطرت کو اپناؤ. پروردگار نے تو ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ بنایا ہے. یہ جو بہت سے مذہب نظر آتے ہیں انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں۔

(۲۳) اصل دین فطرت اسلام ہے اس کی دلیل | قرآن مجید کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے نہیں ہوتا. اور دلیل بھی وہ ہوتی ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دعویٰ یہ ہے کہ دین توحید انسان کی فطرت ہے. اس کی دلیل کیا ہے؟ ـــ دلیل یہ ہے کہ جب انسان کسی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے تمام ظاہری سہارے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تو پھر وہ اندر سے صرف اللہ کو پکارتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بگڑی اگر کوئی بنا سکتا ہے تو صرف وہی جو فرماں روائے کائنات ہے ـــ یہ اس کی فطرت کی پکار ہوتی ہے جو اس کے اندر سے نکلتی ہے۔

معاملے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کا ذائقہ چکھا دیتے ہیں تو وہی انسان جو تڑپ تڑپ کر پروردگار کو پکار رہا تھا وہی انسان ناشکری پر اُتر آتا ہے اور وہ لوگ بھی ہیں جو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔

تاریخ کے واقعات دیکھ لیجئے کہ فرعون جیسا سرکش مصیبت کے وقت خدائے واحد کو پکار رہا ہے جس کی طرف انسانی فطرت رہنمائی کرتی ہے مگر انسان زیادہ دیر تک اس حالت پر قائم نہیں رہتا. جہاں مصیبت دور ہوئی پھر وہی جھوٹے دیوتاؤں کے بھجن شروع ہوجاتے ہیں۔

اصل میں انسانی ضمیر جب بیدار ہوتا ہے تو وہ بالکل سچ کہتا
ہے. اور جب اس پر جھوٹے خیالات کے پردے
پڑ جاتے ہیں تو پھر اس کی آواز
دب کر رہ جاتی ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوا ۟ وقفه فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ

لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ	فَتَمَتَّعُوْا	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ	اَمْ
کہ ناشکری کریں	اسکی جو ہم نے انھیں دیا	سو فائدہ اٹھالو تم	پھر عنقریب	تم جان لوگے	کیا

کہ وہ اس کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دیا سوتم (چندروز) فائدہ اٹھالو پھر عنقریب (تم اس کا انجام) جان لوگے۔ کیا

اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ

اَنْزَلْنَا	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنًا	فَهُوَ + يَتَكَلَّمُ	بِمَا	كَانُوْا	بِهٖ	يُشْرِكُوْنَ	وَاِذَآ
ہم نے نازل کی	ان پر	کوئی سند	کہ وہ بتلاتی ہے	وہ جو	ہیں	اسکے ساتھ	شریک کرتے ہیں	اور جب

ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے؟ کہ وہ بتلاتی ہے جس کے ساتھ یہ شریک کرتے ہیں۔ اور جب ہم

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

اَذَقْنَا	النَّاسَ	رَحْمَةً	فَرِحُوْا + بِهَا	وَاِنْ	تُصِبْهُمْ	سَيِّئَةٌ
ہم چکھائیں	لوگ	رحمت	تو وہ خوش ہوں اس سے	اور اگر	پہنچے انہیں	کوئی برائی

چکھائیں لوگوں کو (رحمت کا مزہ) تو اس سے خوش ہوں اور اگر انہیں اس کے سبب کوئی برائی پہنچے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	اِذَا + هُمْ	يَقْنَطُوْنَ	
اس کے سبب جو	آگے بھیجا	ان کے ہاتھ	ناگہاں وہ	مایوس ہوجاتے ہیں	

جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (ان کے اعمال سے) تو وہ ناگہاں مایوس ہوجاتے ہیں۔

﴿۳۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ اُرِيْدَ
بِهِ التَّهْدِيْدُ فَتَمَتَّعُوْا
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○
عَاقِبَةَ تَمَتُّعِكُمْ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ
عَنِ الْغَيْبَةِ

﴿۳۴﴾ چاہیئے کہ وہ ناشکری کریں (یہ امر ہے تہدیدًا) پس فائدہ اٹھاؤ تم سو عنقریب تم اس فائدہ حاصل کرنے کا انجام جان لوگے۔

﴿۳۵﴾ اَمْ بِمَعْنٰی هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ
اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
حُجَّةً وَكِتَابًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ
تَكَلُّمَ دَلَالَةٍ بِمَا كَانُوْا
بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ○ اَيْ يَاْمُرُهُمْ
بِالْاِشْرَاكِ ۔ لَا

﴿۳۵﴾ کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اور کتاب نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کا حکم کرتی ہے۔ نہیں

(۳۶) وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ کفارِ مکۃ وَغیرھم
رَحْمَۃً نِعمَۃً فَرِحُوْا بِھَا فرح
بَطَرٍ وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَیِّئَۃٌ
شِدَّۃٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ
اِذَا ھُمْ یَقْنَطُوْنَ ○ یَیْئَسُوْنَ
مِنَ الرَّحْمَۃِ وَمِنْ شَانِ
الْمُؤْمِنِ اَنْ یَّشْکُرَ عِنْدَ
النِّعْمَۃِ وَیَرْجُوْ رَبَّہٗ عِنْدَ الشِّدَّۃِ۔

(۳۶) اور جب ہم کفار مکہ وغیرہ کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں وہ اس سے ازراہِ تکبر خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کو کوئی سختی پہنچتی ہے بہ سبب ان کے اعمال کے جو انھوں نے پہلے کئے ناگاہ وہ رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں۔
حالانکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ نعمت کے آنے پر شکر کرے اور سختی کے وقت اپنے رب سے امیدوار رحمت رہے۔

تشریح

(۳۴) ناشکری کا نتیجہ جلد سامنے آجائیگا | اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی صاف اور کھری بنائی ہے کہ وہ اچھائی برائی کو خوب سمجھتا ہے جس طرح اس کو سونگھنے کی طاقت، بدبو اور خوشبو کو محسوس کرلیتی ہے اسی طرح اس کا دل اچھائی اور برائی کو پہچانتا ہے جیساکہ اوپر بیان ہوا اللہ تع کی طرف انسان کا رجوع ہونا یہ بھی اس کی فطرت ہے۔ جب انسان کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو خود بخود اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

مگر اسی انسان کے اندر یہ کمزوری بھی ہے کہ انسان اس حالت پر دیر تک قائم نہیں رہتا جیسے ہی پریشانی دور ہوئی پھر ناشکری پر اتر آتا ہے اور اللہ کے احسانات کو بھول جاتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں کچھ دن مزے کرلو اگر تمہاری یہی ناسپاسیاں ہیں کہ دے ہم رہے ہیں گن کسی کے گا رہے ہو تو اس کا نتیجہ جلد ہی تمہارے سامنے آجائے گا۔

(۳۵) شرک کی صداقت پر کوئی دلیل نہیں ہے | اللہ تعالیٰ تنہا اس پوری کائنات کے خالق مالک اور مدبر ہیں۔ وہی اپنی حکمت سے اس کے نظام کو چلا رہے ہیں۔ کائنات کا یہ نظم و ضبط اور یہ بہترین انتظام پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کا چلانے والا ایک ہے کئی نہیں ہیں ورنہ یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ توحید کے دلائل ذرے ذرے میں بکھرے ہوئے ہیں لیکن شرک ایک بے دلیل عقل سلیم اور فطرت کے خلاف ہے۔ انسان کی عقل اور فطرت شرک کو رد کرتی ہے۔ بتائیے کوئی حجت اور دلیل ہے جو یہ بتا سکے کہ خدا کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک ہے۔ کس دلیل سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے ٹالنے والے اللہ نہ نہیں ہیں بلکہ دوسری ہستیاں ہیں نہ عقل اس کی شہادت دیتی ہے نہ فطرت اور نہ کوئی اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب اور اس کے مقرر کئے ہوئے پیغمبر تو پھر کہاں سے یہ پتہ لگا کہ فلاں ہستی کو معبود بننے کا حق ہے۔

(۳۶) انسان کی کمزوری کہ وہ کم ظرف ہوتا ہے | انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے تو اس میں شکر گزاری اور اللہ پر توکل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ میرے پروردگار کی عطا کردہ نعمت ہے۔

لیکن بے بہرہ انسان جہالت، حماقت ناشکری کے ساتھ کم ظرفی میں بھی مبتلا ہوتا ہے ذرا سی دولت طاقت اور عزت ملی بھول جاتا ہے کہ یہ سب پروردگار کا دیا ہوا ہے۔ فخر و غرور میں مبتلا ہو کر کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ لیکن ذرا سی چوٹ لگی نہیں کہ سارا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ توکل کی کیفیت تو ہوتی ہی نہیں یہ تو جانتا ہی نہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے رب کی طرف سے ہوتا ہے حالات ذرا سے بگڑے نہیں کہ دل توڑ بیٹھے اور بات خودکشی تک پہونچ جاتی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

أَوَ	لَمْ يَرَوْا	أَنَّ اللَّهَ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ
کیا	انہوں نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	کشادہ کرتا ہے	رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾

وَيَقْدِرُ	إِنَّ	فِي	ذَٰلِكَ	لَآيَاتٍ	لِقَوْمٍ + يُؤْمِنُونَ
اور تنگ کرتا ہے	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

تنگ کرتا ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

﴿۳۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا يَعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
يُوَسِّعُهُ لِمَنْ يَشَاءُ
اِمْتِحَانًا وَيَقْدِرُ
يُضَيِّقُهُ لِمَنْ يَشَاءُ اِبْتِلَاءً
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۞ بہا

﴿۳۷﴾ اور کیا وہ جانتے اس بات کو کہ اللہ جس کے لئے چاہے روزی فراخ کرتا ہے از راہ آزمائش کے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے واسطے آزمانے کے۔

بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

تشریح

﴿۳۷﴾ رزق کی تنگی اور کشادگی سب میں اللہ کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ نے جن کو ایمان کی نعمت عطا کی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں رزق کی کشادگی یا تنگی حالات کی سختی اور نرمی، روزی کا گھٹانا یا بڑھانا یہ سب اللہ کے قبضے میں ہے اور اس میں اللہ کی بہت سی حکمتیں ہیں — اس لئے بندے کو شکر اور صبر کے ساتھ اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نعمت عطا کریں رب کا شکر ادا کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ یہ نعمت کہیں واپس نہ لے لی جائے اور حالات اگر تنگ ہوں تو صبر سے کام لیں اور اللہ کے فضل سے امید رکھیں کہ وہ اپنی عنایت سے سختی کو دور کر دے گا۔ یہ اخلاق اور یہ شکر گزاری اسی میں ہوگی جو اللہ پر ایمان رکھنے والا ہوگا۔ ایک صاحب ایمان اخلاقی طور پر اتنا بلند ہوتا ہے کہ تنگی میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتا اور دیانت امانت اور خودداری کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے اللہ کے کرم پر آس لگائے رکھتا ہے۔ اہل ایمان اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ دو طرح کے انسانوں میں یہ اخلاقی فرق کیسے واقع ہوتا ہے۔ جو شخص ایمان سے خالی ہو اس میں کبھی وہ اخلاقی بلندی نہ ہوگی جو ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ

فَاٰتِ	ذَاالْقُرْبٰى	حَقَّهٗ	وَالْمِسْكِيْنَ	وَابْنَ السَّبِيْلِ	ذٰلِكَ	خَيْرٌ
پس دو تم	قرابت دار	اس کا حق	اور محتاج	اور مسافر	یہ	بہتر

پس تم قرابت دار کو اس کا حق دو اور محتاج اور مسافر کو یہ ان کے لئے

لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

لِلَّذِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ	وَجْهَ اللّٰهِ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ
ان لوگوں کے لئے جو	وہ چاہتے ہیں	اللہ کی رضا	اور وہی لوگ	وہ	فلاح پانے والے

بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ فلاح (دوجہان کی کامیابی) پانے والے ہیں۔

(۳۸) فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى اَلْقَرَابَةَ
حَقَّهٗ مِنَ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
اَلْمُسَافِرَ مِنَ الصَّدَقَةِ وَاُمَّةُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَبَعٌ لَهٗ فِىْ ذٰلِكَ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ اَىْ ثَوَابَهٗ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَلْفَائِزُوْنَ

(۳۸) سو دے تو رشتہ دار کو حق اس کا یعنی اس کے ساتھ سلوک کر، اور صلہ رحمی کر اور مسکین اور مسافر کو صدقہ دے (یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور آپ کی امت اس بارہ میں آپ کے تابع ہے)

یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے عملوں سے اللہ سے ثواب چاہتے ہیں۔

اور وہی ہیں نجات پانے والے۔

تشریح

(۳۸) مال میں غریب رشتہ داروں اور حاجت مندوں کا حق | جب فطرت کی شہادت سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کا مالک اور پروردگار صرف اللہ ہے اور تمام نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں تو جن کو اللہ تعالیٰ نے خوشحالی دی ہے ان کے مال میں غریب رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کا حق ہے اور یہی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو خوشحالی عطا کرتے ہیں اور کسی کو تنگی تاکہ خوش حال لوگ اپنے مال کے ذریعہ تنگ دست لوگوں کی دست گیری کریں۔ ورنہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتے تو سبھی کو رزق کی فراوانی عطا فرما سکتے تھے اور ان کے لئے یہ بھی دشوار نہ تھا کہ سارے انسان تنگ دستی میں مبتلا رہیں مگر یہاں کسی کو خوش حالی اور کسی کو تنگ دستی دیکر دونوں کا ہی امتحان لیا گیا ہے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

جن کو اللہ نے رزق کی فراوانی دی ہے ان کے مالوں میں حق ہے کہ وہ اپنے غریب رشتے داروں معاشرے کے ضرورت مندوں اور مسافروں کی مدد کریں اور اس طرح مالی عبادت کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ ایسے ہی بندوں کو دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاْ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

وَمَآ	اٰتَیْتُمْ	مِّنْ	رِّبًا	لِّیَرْبُوَاْ	فِیْٓ	اَمْوَالِ	النَّاسِ	فَلَا
اور جو	تم دو	سے	سود	تاکہ بڑھے	میں	مال (جمع)	لوگ (جمع)	تو نہیں

اور جو تم سُود دو کہ لوگوں کے مال بڑھیں (اضافہ ہو) تو (یہ) اللہ کے

یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ

یَرْبُوْا	عِنْدَ اللّٰهِ	وَمَآ	اٰتَیْتُمْ	مِّنْ	زَكٰوةٍ	تُرِیْدُوْنَ
بڑھتا	اللہ کے ہاں	اور جو	تم دو	سے	زکوٰۃ	چاہتے ہو

ہاں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (۳۹)

وَجْهَ اللّٰهِ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُضْعِفُوْنَ
اللہ کی رضا	تو وہی لوگ	وہ	چند در چند کرنے والے

دیتے ہو تو یہی لوگ ہیں (اپنا مال اور اجر) چند در چند کرنے والے

(۳۹) وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا بِاَنْ یُّعْطٰی شَیْئًا هِبَةً اَوْ هَدِیَّةً لِیُطْلَبَ اَكْثَرُ مِنْهُ فَسُمِّیَ بِاسْمِ الْمَطْلُوْبِ مِنَ الزِّیَادَةِ فِی الْمُعَامَلَةِ لِّیَرْبُوَاْ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ الْمُعْطِیْنَ اَیْ یَزِیْدُ فَلَا یَرْبُوْا یَزْكُوْا عِنْدَ اللّٰهِ اَیْ لَا ثَوَابَ فِیْهِ لِلْمُعْطِیْنَ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ صَدَقَةٍ تُرِیْدُوْنَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ○ ثَوَابَهُمْ بِمَا اَرَادُوْهُ فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ

(۳۹) اور جو کچھ تم مال بطور ہبہ یا ہدیہ کے دیتے ہو زیادتی طلب کرنے کو تاکہ دینے والوں کا مال بڑھے تو جان لو کہ اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا یعنی دینے والوں کو اس طرح دینے میں کچھ ثواب نہیں۔

اور جو کچھ تم صدقہ دیتے ہو کہ رضائے الٰہی اس سے حاصل کرو سو انہیں کو دوچند ثواب ملے گا بسبب ان کی نیک نیتی کے۔

تشریح

(۳۹) سود سے مال بڑھتا نہیں ہے زکوٰۃ سے بڑھتا ہے | اللہ کی حکمت ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے کسی کو مال کی خوب فراوانی اور خوشحالی عطا فرماتے ہیں اور اس میں حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے مال میں انسان ضرورت مندوں کا حق پہچانے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اس میں شکر گزاری اور اخلاقی بلندی پیدا ہو۔

مال میں ایک خاص حق جو لازم اور ضروری ہے وہ زکوٰۃ کا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے دل مال کی محبت سے پاک ہوتا ہے اور مال کا حق جو اللہ نے فرض قرار دیا ہے ادا ہوتا ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ مال میں سے زکوٰۃ نکلے گی تو مال گھٹے گا۔

اس کے مقابلے میں سود اور بیاج جس میں مال سے مال کمایا جاتا ہے اس میں ایسا لگتا ہے کہ مال بڑھ رہا ہے۔ کسی چیز کے گھٹنے اور بڑھنے کی حقیقت کیا ہے اس کو ہم ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کسی آدمی کے بدن پر ورم آ جائے بدن سوج جائے تو بظاہر ایسا لگتا ہے کہ بدن بڑھ گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بدن بڑھا نہیں بلکہ بیماری بڑھی ہے۔

اگر کسی شخص کو صفائی کی دوا دی جائے جس سے وہ تھوڑی دیر کے لئے دبلا معلوم ہونے لگے تو بظاہر لگتا ہے کہ بدن گھٹا ہے مگر حقیقت میں بدن گھٹا نہیں بلکہ صحت میں اضافہ ہوا ہے۔

یہی معاملہ سود اور زکوٰۃ کا ہے سود معاشرے کی بیماری کو بڑھاتا ہے، اخلاق کو بگاڑتا ہے، دلوں میں سختی پیدا کرتا ہے، ہمدردی اور محبت کے بجائے مال کی محبت غالب رہتی ہے۔

اس کے مقابلے میں زکوٰۃ سماج کو پاکیزہ بناتی ہے، اونچ نیچ کم ہوتی ہے، پیسے کا سرکولیشن بڑھتا ہے جیسے رگوں میں خون دوڑتا ہے اور اس سے تندرستی اچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح معاشرے کی رگوں میں یہ خون گردش کرتا ہوا ہر ایک کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو سود تم دیتے ہو اس سے مال بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی کے لئے دیتے ہو حقیقت میں مال اس سے بڑھتا ہے۔

سود کی برائی کے سلسلے میں یہ قرآن مجید کی پہلی آیت ہے جس میں اتنا بتا دیا گیا کہ سود سے دولت کی حقیقی افزائش نہیں ہوتی بلکہ حقیقی افزائش زکوٰۃ سے ہوتی ہے۔

اس کے بعد دوسرا حکم نازل ہوا جس میں سود در سود کو منع کیا گیا۔ ارشاد ہوا۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝" (پارہ ۴ سورہ ۳ آل عمران۔ آیت ۱۳۰)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو امید ہے فلاح پاؤ گے)

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ۔

"یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ" (آیت ۲۷۶ سورۂ بقرہ)

(اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے۔)

آخر سود کی حرمت کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ ارشاد ہوا۔ "وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (سورۂ بقرہ آیت ۲۷۵)

(اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے۔) ——— زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ دنیا میں خیر و برکت کی صورت میں اور آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں ہوتا ہے اور اس اضافے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جتنی نیت خالص ہوگی اور جتنی رضائے الٰہی کی طلب ہوگی اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق راہ خدا میں دینے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

يُمِيْتُكُمْ	ثُمَّ	رَزَقَكُمْ	ثُمَّ	خَلَقَكُمْ	اَللّٰهُ + الَّذِيْ
وہ تمہیں موت دیتا ہے	پھر	اس نے تمہیں رزق دیا	پھر	پیدا کیا تمہیں	اللہ ہے جس نے

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے۔

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ

مِنْ	يَّفْعَلُ	مَّنْ	شُرَكَآئِكُمْ	مِنْ	هَلْ	يُحْيِيْكُمْ	ثُمَّ
سے	کرے	جو	تمہارے شریک (جمع)	سے	کیا	وہ تمہیں زندہ کرے گا	پھر

پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے (کوئی ہے) جو ان کاموں میں سے

ع۴ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۴۰)

يُشْرِكُوْنَ	عَمَّا	وَتَعٰلٰى	سُبْحٰنَهٗ	مِّنْ شَيْءٍ	ذٰلِكُمْ
وہ شریک ٹھہراتے ہیں	اس سے جو	اور برتر	وہ پاک ہے	کچھ بھی	ان (کاموں) میں

کچھ بھی کرے؟ وہ پاک ہے اور برتر اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۴۰) اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مِمَّنْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ لَا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(۴۰) اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر اس نے تم کو روزی دی پھر وہ تم کو مارتا ہے پھر زندہ کریگا۔ کیا جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے ان میں سے کوئی ہے جو کسی چیز کو ان میں سے کر سکے؟ نہیں۔ وہ ذات پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔

تشریح

(۴۰) موت وحیات اور روزی دینا یہ سب اللہ کے قبضے میں ہیں | جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کرتے ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جس کے اختیار میں موت وحیات اور روزی دینا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے قبضے میں زندگی بھی ہے اور زندگی کے سامان بھی۔ وہ زمین میں رزق کے ذرائع فراہم کرتا ہے اور اس نے ایسا انتظام کیا ہے کہ رزق کی گردش سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ تاہنچ جاتا ہے۔ زندگی کے بعد پھر موت دینا یہ بھی اللہ ہی کے قبضے میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے بغیر کسی کی مدد کے انجام دیتے ہیں۔ پھر دوسروں کو اس کے ساتھ معبود ہونے میں شریک کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔ وہ بے اختیار ہستیاں جو خود محتاج ہیں کسی کی حاجت روا کیسے بن سکتی ہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ

اَيْدِى النَّاسِ	كَسَبَتْ	بِمَا	وَالْبَحْرِ	فِى الْبَرِّ	الْفَسَادُ	ظَهَرَ
لوگوں کے ہاتھ	کمایا	اس سے جو	اور دریا (تری)	خشکی میں	فساد	ظاہر ہوگیا

فساد خشکی اور تری میں ظاہر ہوگیا (پھیل گیا) اس سے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے (انکے اعمال کے سبب)

لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۴۱)

يَرْجِعُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	الَّذِىْ + عَمِلُوْا	بَعْضَ	لِيُذِيْقَهُمْ
باز آجائے	شاید وہ	انہوں نے کیا (اعمال)	بعض	تاکہ وہ انہیں (مزہ) چکھائے

تاکہ وہ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے انہیں۔ شاید وہ باز آجائیں۔

(۴۱) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ اَىِ الْقِفَارِ بِقَحْطِ الْمَطَرِ وَقِلَّةِ النَّبَاتِ وَالْبَحْرِ اَىِ الْبِلَادِ الَّتِىْ عَلَى الْاَنْهَارِ بِقِلَّةِ مَائِهَا بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ مِنَ الْمَعَاصِىْ لِيُذِيْقَهُمْ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا اَىْ عُقُوْبَتَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ يَتُوْبُوْنَ

(۴۱) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ الخ ظاہر ہوا فساد خشک زمین میں (خشک زمین کا فساد سبزہ کا نہ جمنا اور بارش کا نہ ہونا ہے) اور ظاہر ہوا فساد ان شہروں میں کہ جو نہروں کے پاس ہیں۔ (ان شہروں کے فساد سے مراد نہروں کا پانی کم ہونا ہے) یہ فساد خشکی اور تری کا بسبب آدمیوں کے گناہوں کے ہے تاکہ ہم ان کو چکھادیں سزا بعض ان اعمال کی جو انھوں نے کئے تاکہ وہ توبہ کریں۔

تشریح

(۴۱) شامت اعمال کے نتائج دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت انسان کو پیدا کیا اور کچھ محدود اختیارات اور آزادی دیکر اس زمین پر بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو آزادی دی اسی کے ساتھ اس کو علم وفہم کی نعمت بھی عطا کی تاکہ وہ اس صلاحیت سے کام لے کر اچھائی اور برائی کی تمیز کرے اور صحیح راستہ اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ جو ہدایت کا راستہ بتایا ہے اس کے اختیار کرنے میں دنیا کا نظام بھی درست ہوتا ہے اور آخرت بھی سنورتی ہے ــــ لیکن جب انسان غلط راہ پر پڑتا ہے تو اس کی شامتِ اعمال کی وجہ سے دنیا میں بھی فساد برپا ہوتا ہے۔ یہ فساد بر و بحر میں ہل چل پیدا کردیتا ہے جنگ و جدال ہوتی ہے، امن چین اٹھ جاتا ہے۔ یہ حالات اس لئے بھی پیدا کئے جاتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے اپنی غلطی کو محسوس کرے اور اس صحیح عقیدے کی طرف رجوع کرے جس کی طرف اللہ کے پیغمبر اور اس کی کتابیں دعوت دیتی رہی ہیں۔ اس دعوت کا خلاصہ یہ ہے:۔

"کہ اس کائنات کا رب ایک ہی ہے۔ انسان اس کو اپنا معبود اپنا آقا اور مالک اور اپنا حاکم تسلیم کرکے اس کی فرماں برداری اختیار کرے اور اپنی زندگی کی بنیاد اس سچائی پر رکھے کہ اس دنیا سے ایک دن اس کو جانا ہے۔ اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور جزا و سزا کے مرحلے سے گزرنا ہے۔"

آخرت پر ایمان انسان کی دنیا بھی بناتا ہے اور آخرت بھی سنوارتا ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

عَاقِبَةُ	كَانَ	كَيْفَ	فَانْظُرُوْا	الْأَرْضِ	فِي	سِيْرُوْا	قُلْ
انجام	ہوا	کیسا	پھر دیکھو	زمین	میں	تم چلو پھرو	آپ فرمادیں

آپ فرمادیں تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو ان کا انجام کیسا ہوا؟

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

مُّشْرِكِيْنَ	اَكْثَرُهُمْ	كَانَ	مِنْ قَبْلُ	الَّذِيْنَ
شرک کرنے والے	ان کے اکثر	تھے	پہلے (تھے)	ان کا جو

جو پہلے تھے ان کے اکثر شرک کرنے والے تھے

﴿۴۲﴾ قُلْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝ فَاُهْلِكُوْا بِاِشْرَاكِهِمْ وَمَسَاكِنُهُمْ وَمَنَازِلُهُمْ خَاوِيَةٌ

﴿۴۲﴾ کہہ دے کفار مکہ سے کہ چلو تم زمین میں بس دیکھو کہ کیوں کر ہوا انجام ان لوگوں کا جو پہلے گزرے

اکثر ان کے مشرک تھے سو وہ ہلاک کئے گئے بسبب اپنے شرک کے اور ان کے مکانات ویران پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح

﴿۴۲﴾ شرک نے ہمیشہ تباہی مچائی ہے | جہاں توحید یعنی ایک اللہ کا خالق اور مالک ہونا ایک صداقت ہے ایک حقیقت ہے اور ناقابلِ انکار سچائی۔ وہاں شرک یعنی اللہ کے ساتھ کسی بھی حیثیت سے کسی دوسری ہستی کو شریک اور ساجھی سمجھنا دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ، سب سے بڑا ظلم اور خود اپنے اوپر سب سے بڑی زیادتی ہے۔ یہ ایسی خلافِ حقیقت بات ہے جس کی کوئی دلیل نہ عقل سے دی جا سکتی ہے اور نہ فطرت سے۔

جب انسان ایک رب کا ہو کر اس کی فرماں برداری اختیار کرتا ہے تو وہ سیدھی راہ اور صراطِ مستقیم پر اپنا قدم رکھ دیتا ہے۔ جہاں اس کے بھٹکنے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ جب کہ شرک ایسی بے اصل اور کمزور چیز ہے کہ جیسے کسی کو آسمان سے دھکا دیدیا جائے اور وہ خلا میں ہاتھ پیر مار رہا ہو اور اسے کوئی سہارا نہ مل رہا ہو۔

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو سب سے زیادہ تباہی شرک نے مچائی ہے۔ یہ تباہ شدہ بستیاں، یہ کھنڈرات یہ سب ان لوگوں کے کارنامے ہیں جنھوں نے توحید کے صحیح راستے کو چھوڑ کر شرک اختیار کیا تھا توحید امن ہے سلامتی ہے اور شرک تباہی اور بربادی ہے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

فَاَقِمْ	وَجْهَكَ	لِلدِّيْنِ + الْقَيِّمِ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	يَّاْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا
پس سیدھا رکھو	اپنا چہرہ	دین راست	اس سے قبل	کہ	آجائے	وہ دن	نہیں

پس اپنا چہرہ دین دِین راست کی طرف سیدھا رکھو اس سے قبل کہ وہ دن آجائے جس کو اللہ (کی طرف)

مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

مَرَدَّ	لَهٗ	مِنَ اللّٰهِ	يَوْمَئِذٍ	يَّصَّدَّعُوْنَ	مَنْ كَفَرَ	فَعَلَيْهِ
ٹلنا	اس کے لئے	اللہ سے	اس دن	جُدا جُدا ہو جائیں گے	جس نے کفر کیا	تو اسی پر

سے ٹلنا نہیں اس دن (سب) جدا جدا ہو جائیں گے جس نے کفر کیا تو اس پر پڑے گا

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ

كُفْرُهٗ	وَمَنْ عَمِلَ	صَالِحًا	فَلِاَنْفُسِهِمْ	يَمْهَدُوْنَ	لِيَجْزِيَ
اس کا کفر	اور جس نے کیے	اچھے عمل	تو وہ اپنے لئے	سامان کر رہے ہیں	تاکہ جزا دے

اس کے کفر (کا وبال) اور جس نے اچھے عمل کیے تو وہ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں تاکہ (اللہ) ان لوگوں کو جزا دے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٥﴾

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	مِنْ فَضْلِهٖ	اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الْكٰفِرِيْنَ
ان لوگوں کو جو ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	اپنے فضل سے	بیشک وہ	پسند نہیں کرتا	کافر (جمع)

جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے اپنے فضل سے (جزا دے) بیشک اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿٤٣﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ
دِيْنَ الْاِسْلَامِ مِنْ قَبْلِ
اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ
مِنَ اللّٰهِ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ
يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ○ فِيْهِ
اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي
الصَّادِ يَتَفَرَّقُوْنَ بَعْدَ الْحِسَابِ
اِلَى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

﴿٤٣﴾ پس متوجہ ہو دینِ اسلام کی طرف سیدھا۔ پہلے اس سے کہ آوے وہ دن اللہ کی طرف سے کہ اس کو کوئی لوٹا نہیں سکتا (مراد اس سے دن قیامت کا ہے)
اس دن لوگ منفرق ہوں گے۔ بعد حساب کے بعض جنت کی طرف بعض دوزخ میں جائیں گے۔

﴿٤٤﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ
وَبَالُ كُفْرِهٖ هُوَ النَّارُ وَمَنْ

﴿٤٤﴾ جو کوئی کافر ہوا اسی پر ہے وبال اس کے کفر کا۔ یعنی دوزخ اس کے لئے تیار ہے۔

عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ يُوَطِّئُوْنَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ فِي الْجَنَّةِ

اور جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے جنت میں مکان تیار کرتا ہے۔

(۴۵) لِيَجْزِيَ مُتَعَلِّقٌ بِيَصَّدَّعُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ يُثِيْبُهُمْ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ أَيْ يُعَاقِبُهُمْ

(۴۵) قیامت کے دن لوگ متفرق ہو جائیں گے تاکہ اللہ جزا دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اپنے فضل سے بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو۔ یعنی ان کو عذاب کرے گا۔

تشریح

(۴۳) دنیا کے فساد کا علاج دینِ قیم کا قیام | دنیا میں فتنہ و فساد کی اصل جڑ شرک ہے تو اس کا علاج یہ ٹھہرا کہ اللہ کا بھیجا ہوا دین قیم جو عین فطرت کے مطابق ہے وہ قائم ہو تاکہ سب خرابیوں کا علاج ہو سکے۔ کیونکہ ایک دن تو آنا ہے جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور اعمال کا محاسبہ ہوگا وہ دن اٹل ہے نہ اللہ تعالیٰ اس دن کو ٹالیں گے اور نہ اس نے ایسی تدبیر کی کوئی گنجائش رکھی ہے کہ وہ دن ٹل سکے۔ جب اللہ کے دین کا غلبہ ہوگا تو دنیا میں بھی لوگ سزا پانے والے اور اللہ کے مقبول بندے ایک دوسرے سے کٹ کر الگ الگ ہو جائیں گے اور یہی حال یوم حساب میں بھی ہوگا کہ ایک طرف فرماں بردار بندے ہوں گے اور دوسری طرف نافرمان۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (شوریٰ)

(ایک گروہ تو جنت میں جاتا ہے اور دوسرا گروہ دوزخ میں۔)

(۴۴) نافرمانوں کی نافرمانی کا وبال ان پر ہوگا اور نیک لوگ اپنی فلاح کا سامان کر رہے ہیں۔ | اچھائی اور برائی نیکی اور بدی خیر اور شر ان دونوں راستوں کی طرف اللہ نے رہنمائی کر دی ہے نشاندہی فرما دی ہے کہ یہ راستہ خیر کا ہے اور یہ شر کا، اب جو نافرمانی کرتا ہے کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کے کفر کا ہی اس پر وبال پڑتا ہے وہ سارے نقصانات خود اس کی اپنی کرتوت کا نتیجہ ہیں۔

؎ جانِ من خود کردۂ ✣ خود کردہ را درمان نیست

(میری جان تونے جو کیا ہے خود کیا ہے۔ اپنے کئے کا کیا علاج ہے ؟)

اور جو لوگ نیکی کا راستہ اختیار کر رہے ہیں وہ خود اپنی فلاح کا سامان کر رہے ہیں دنیا میں بھی وہ اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے اور آخرت میں بھی ان کے اعمال کا وبال ان پر پڑے گا۔

(۴۵) نیک بندوں کو اللہ اپنے فضل سے نوازنا چاہتا ہے | اللہ تعالیٰ اپنے مومن اور صالح بندوں کو اپنے فضل سے نوازنا چاہتے ہیں بغیر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے کوئی بھی جنت میں نہ جائیگا۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی جنت میں جائیگا وہ اللہ کی رحمت سے جائے گا۔ اس پر کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں جائیں گے ؟ نبی ؐ یہ سوال سنکر کچھ دیر خاموشی کے ساتھ سر جھکائے رہے پھر آپؐ نے سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا بے شک محمد کا داخلہ بھی جنت میں اللہ کی رحمت سے ہی ہوگا۔

بے شک اللہ نے انسان کو آزادی دی ہے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا ہے مگر وہ نافرمانوں کو پسند نہیں فرماتے جو اللہ کو نہ بھائے اس کا کہاں ٹھکانا ؟

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ

وَلِتَجْرِيَ	مِنْ رَّحْمَتِهٖ	وَلِيُذِيْقَكُمْ	مُبَشِّرٰتٍ	الرِّيَاحَ	اَنْ يُّرْسِلَ	وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
اور تاکہ چلیں	سے (اپنی) اپنی رحمت	اور تاکہ وہ تمہیں چکھائے	خوشخبری دینے والی	ہوائیں	کہ وہ بھیجتا ہے	اور اس کی نشانیوں سے

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہوائیں خوش خبری دینے والی اور وہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

تَشْكُرُوْنَ	وَلَعَلَّكُمْ	فَضْلِهٖ	مِنْ	وَلِتَبْتَغُوْا	بِاَمْرِهٖ	الْفُلْكُ
شکر کرو	اور تاکہ تم	اس کا فضل	سے	اور تاکہ تم تلاش کرو	اسکے حکم سے	کشتیاں

کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل (رزق) اور تاکہ تم شکر کرو

(۴۶) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ تعالیٰ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ بمعنی لِتُبَشِّرَكُمْ بِالْمَطَرِ وَّلِيُذِيْقَكُمْ بِهَا مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اَلْمَطَرَ وَالْخِصْبَ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ السُّفُنُ بِهَا بِاَمْرِهٖ بِاِرَادَتِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا تَطْلُبُوْا مِنْ فَضْلِهٖ الرِّزْقَ بِالتِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ هٰذِهِ النِّعَمَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ فَتُوَحِّدُوْنَهٗ

(۴۶) اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ وہ چلاتا ہے ہواؤں کو جو تم کو بارش کی خوش خبری دیتی ہیں اور تاکہ وہ تم کو عطا کرے بارش اور ارزانی اپنی رحمت سے۔

اور تاکہ چلیں کشتیاں ان ہواؤں سے حکم الٰہی سے،

اور تاکہ تم روزی طلب کرو دریا میں ساتھ تجارت کے

اور تاکہ تم شکر کرو ان نعمتوں کا اے اہل مکہ پس اللہ کی توحید کا اقرار کرو۔

تشریح

(۴۶) اللہ کی قدرت اور اس کی نعمتیں | انسان اللہ کی بے پناہ قدرت اور اس کی بے شمار نعمتوں اور مخلوق پر اس کے احسانات پر غور کرے تو خود بخود سرِ نیاز اس کے سامنے جھک جاتا ہے مگر انسان ایسا ناشکرا اور نا احسان شناس ہے کہ اسی مالک کی نافرمانی کر کے بر و بحر میں فساد مچاتا ہے۔

اللہ کی قدرت پر غور کرو پہلے دھول بھری آندھیاں چلتی ہیں تو اس کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہوائیں بارانِ رحمت کی بشارت لے کر آتی ہیں۔ سمندر کے راستے سفر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ ایسی ہوائیں چلاتا ہے جو اُن کے سفر کو آسان کر دیتی ہیں اور وہ سمندر کے راستے سے کاروبار اور تجارت کر کے اللہ کا فضل حاصل کرتے ہیں۔ اگر انسان ان چیزوں پر غور کرے تو کفرانِ نعمت سے باز آ کر اللہ کا شکر گزار بن کر رہے۔ اس طرح اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بن جائے۔ اور اللہ تو بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے دونوں جہان کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوں اور اسی کے لئے وہ اپنے پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

وَلَقَدْ + اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	رُسُلًا	اِلٰى	قَوْمِهِمْ	فَجَآءُوْهُمْ
اور تحقیق ہم نے بھیجے	آپ سے پہلے	بہت سے رسول	طرف	ان کی قومیں	پس وہ انکے پاس آئے

اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان کی قوموں کی طرف پس وہ ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۗ وَكَانَ حَقًّا

بِالْبَيِّنٰتِ	فَانْتَقَمْنَا	مِنَ	الَّذِيْنَ + اَجْرَمُوْا	وَكَانَ	حَقًّا
کھلی نشانیوں کے ساتھ	پھر ہم نے انتقام لیا	سے	وہ جنھوں نے جرم کیا (مجرم)	اور ہے	حق (ذمے)

کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے۔ پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا۔ اور ہمارے ذمہ ہے

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ

عَلَيْنَا	نَصْرُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اَللّٰهُ	الَّذِيْ + يُرْسِلُ	الرِّيٰحَ	فَتُثِيْرُ
ہم پر (ہمارا)	مدد	مومن (جمع)	اللہ	جو بھیجتا ہے	ہوائیں	تو وہ ابھارتی ہیں

مومنوں کی مدد کرنا۔ اللہ (ہی ہے) جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل ابھارتی

سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

سَحَابًا	فَيَبْسُطُهٗ	فِي السَّمَآءِ	كَيْفَ	يَشَآءُ	وَيَجْعَلُهٗ	كِسَفًا
بادل	پھر وہ (بادل) پھیلاتا ہے	آسمان میں	جیسے	وہ چاہتا ہے	اور وہ اسے کر دیتا ہے	ٹکڑے ٹکڑے

ہیں، پھر وہ بادل پھیلاتا ہے آسمان میں، جیسے وہ چاہتا ہے اور وہ اُسے (بادل) کو ٹکڑے ٹکڑے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ

فَتَرَى	الْوَدْقَ	يَخْرُجُ	مِنْ خِلٰلِهٖ	فَاِذَآ	اَصَابَ بِهٖ	مَنْ
پھر تو دیکھے	مینہ	نکلتا ہے	اس کے درمیان سے	پھر جب	وہ اسے پہنچا دیتا ہے	جسے

پھر تو دیکھے کہ اس کے درمیان سے مینہ نکلتا ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جسے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ كَانُوْا

يَشَآءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ	اِذَا هُمْ	يَسْتَبْشِرُوْنَ	وَاِنْ	كَانُوْا
وہ چاہتا ہے	سے	اپنے بندے	اچانک وہ	خوشیاں منانے لگتے ہیں	اور اگرچہ	تھے

چاہے وہ پہنچا دیتا ہے تو وہ اچانک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگرچہ اس سے قبل کہ (بارش)

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾

مِنْ قَبْلِ	اَنْ + يُّنَزَّلَ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ قَبْلِهٖ	لَمُبْلِسِيْنَ
اس سے قبل	کہ وہ نازل ہو	ان پر	پہلے (ہی) سے	البتہ مایوس (جمع)

ان پر نازل ہو وہ پہلے ہی سے مایوس ہو رہے تھے۔

۴۷ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَاتِ
عَلٰى صِدْقِهِمْ فِیْ رِسَالَتِهِمْ
اِلَيْهِمْ فَكَذَّبُوْهُمْ فَانْتَقَمْنَا
مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
اَهْلَكْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْهُمْ
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ
الْمُؤْمِنِيْنَ ○ عَلَى الْكَافِرِيْنَ
بِاِهْلَاكِهِمْ وَاِنْجَاءِ
الْمُؤْمِنِيْنَ

۴۷ اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے بہت پیغمبر بھیجے ان کی اقوام میں سو وہ پیغمبر ان کے پاس اپنے سچے ہونے کی ظاہر دلیلیں لائے جو ان کی رسالت کو ثابت کرتی تھیں۔

پھر انھوں نے ان پیغمبروں کو جھٹلایا۔ سو ہم نے بدلہ لیا گناہگاروں سے یعنی جھٹلانے والوں کو ہلاک کیا۔

اور ہمارا ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو کافروں پر غلبہ دیں کہ کفار کو ہلاک کریں اور ایمان والوں کو نجات دیں۔

۴۸ اَللّٰهُ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ
فَتُثِيْرُ سَحَابًا تُزْعِجُهٗ
فَيَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَيْفَ
يَشَآءُ مِنْ قِلَّةٍ وَكَثْرَةٍ
وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا بِفَتْحِ السِّيْنِ
وَسُكُوْنِهَا قِطَعًا مُتَفَرِّقَةً
فَتَرَى الْوَدْقَ الْمَطَرَ
يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ اَیْ
وَسْطِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ بِالْوَدْقِ
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ يَفْرَحُوْنَ

۴۸ اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ ہوائیں ابر کو اٹھاتی ہیں پھر حق تعالیٰ اس ابر کو تمام آسمان میں جس طرح چاہے پھیلاتا ہے کہیں تھوڑا، کہیں زیادہ

اور اس کو متفرق ٹکڑے کرتا ہے۔

پس دیکھے تو بارش کو اس کے بیچ میں سے نکلتی ہے

پس جب حق تعالیٰ اس بارش کو جس اپنے بندے پر چاہے پہنچاتا ہے تو اس بارش سے وہ خوش ہوتے ہیں۔

بالمطر

(۴۹) وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ تاکیداً لَمُبْلِسِينَ ○ آئسین من انزالہ

(۴۹) اور بے شک وہ پہلے بارش کے آنے کے مینہ برسنے سے ناامید تھے۔

تشریح

(۴۷) رسولوں کی آمد بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے | اللہ کی نشانیاں ایک نشانیاں تو وہ ہیں جو کائنات میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ ہواؤں کا چلنا، بارش کا ہونا یہ وہ فطری نشانیاں ہیں جن سے انسان اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ سب اس کے پروردگار کی عطا کردہ نعمتوں میں سے چند نعمتیں ہیں۔

دوسری نشانیاں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ دنیا کے آغاز سے رسولوں کی شکل میں انسانوں کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ رسولوں کو دئے گئے معجزے ان پر نازل کردہ اللہ کا کلام اسی طرح اللہ کے رسولوں کی پاکیزہ سیرتیں اور پھر انسانی سوسائٹی پر اس کے اچھے اثرات یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ توحید الٰہی کی جو تعلیم اللہ کے نبی دیتے رہے ہیں وہ تعلیم برحق ہے۔

یہ دونوں نشانیاں فطرت کی نشانیاں اور رسولوں کی آمد کی نشانیاں دونوں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ کائنات کی نشانیاں انبیاء کے بیان کی صداقت کو بتاتی ہیں اور انبیاء کرام کی لائی ہوئی نشانیاں اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہیں جس کی طرف کائنات کی نشانیاں اشارے کر رہی ہیں۔

جب دونوں طرح کی نشانیوں سے حق واضح ہو گیا تو جو لوگ ان دونوں نشانیوں سے انکار کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کا مزہ چکھانا اور اہل ایمان کی مدد کرنا یہ ہم پر حق تھا تاکہ اللہ کا دین غالب آئے اور سب کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

(۴۸) باران رحمت سے زمین کی سیرابی اور باران وحی سے دلوں کی زندگی | جب زمین خشک ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سوکھی زمین کو زندہ کرنے کے لئے ہواؤں کو بھیجتے ہیں ہوائیں اپنے دوش پر بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں وہ بادل آسمان میں پھیل جاتے ہیں پھر ان میں سے بارش کے قطرے زمین کو تر کر دیتے ہیں۔

جس طرح بارش کا یہ نظام زمین کو زندگی دیتا ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ بارانِ وحی کے ذریعہ مُردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ وحی آسمانی کے نازل ہونے سے اخلاق اور روحانیت کی کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔ دنیا میں نیکیاں پھیلتی ہیں، اچھائیوں کا فروغ ہوتا ہے۔ اب یہ انکار کرنے والوں کی اپنی بدقسمتی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کو اپنے لئے زحمت سمجھتے ہیں۔

(۴۹) رحمت کی بارش دلوں کو مسرور کر دیتی ہے | بارش سے پہلے زمین خشک ہوتی ہے چہروں پر مایوسی ہوتی ہے لیکن جب اللہ چاہتے ہیں اور رحمت کی بارش برستی ہے تو بندے خوش ہو جاتے ہیں جس طرح آسمان سے رحمت کی بارش مسرت کا پیغام لے کر آتی ہے اسی طرح اللہ کی طرف سے ہدایت کا نازل ہونا اللہ کے بندوں کے لئے نیکی کی بشارت ہوتا ہے جس سے برائیاں ختم ہوتی ہیں اور نیکیاں پھیلتی ہیں۔ اخلاق حمیدہ، اخلاق رذیلہ کی جگہ لیتے ہیں اور انسانی آبادی کے لئے امن و سکون کا پیغام ملتا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ

فَانْظُرْ	اِلٰٓى	اٰثٰرِ	رَحْمَتِ	اللّٰهِ	كَيْفَ يُحْيِ	الْاَرْضَ
پس دیکھ تو	طرف	آثار	رحمت	اللہ کی	وہ کیسے زندہ کرتا ہے	زمین

پس تو آثار (نشانیوں) کی طرف دیکھ اللہ کی رحمت کی، وہ کیسے زمین کو اس کے

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ

بَعْدَ	مَوْتِهَا	اِنَّ	ذٰلِكَ	لَمُحْيِ	الْمَوْتٰى	وَهُوَ
بعد	اس کے مرنے	بے شک	وہی	البتہ زندہ کرنے والا	مُردے	اور وہ

مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے! بیشک وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا

عَلٰي	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	وَلَىِٕنْ	اَرْسَلْنَا	رِيْحًا
پر	ہر چیز	قدرت رکھنے والا	اور اگر	ہم بھیجیں	ہوا

ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر ہم ہوا بھیجیں پھر

فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱

فَرَاَوْهُ	مُصْفَرًّا	لَّظَلُّوْا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	يَكْفُرُوْنَ
پھر وہ اسے دیکھیں	زرد شدہ	ضرور ہو جائیں	اس کے بعد	ناشکری کرنے والے

وہ اسے زرد شدہ دیکھیں تو وہ ضرور ہو جائیں اس کے بعد ناشکری کرنے والے

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

فَاِنَّكَ	لَا تُسْمِعُ	الْمَوْتٰى	وَلَا تُسْمِعُ	الصُّمَّ
پس بیشک آپ	نہیں سنا سکتے	مُردوں	اور نہیں سنا سکتے	بہروں

پس بیشک آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہیں

الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲

الدُّعَاۗءَ	اِذَا	وَلَّوْا	مُدْبِرِيْنَ
آواز	جب	وہ پھر جائیں	پیٹھ دے کر

جب وہ پیٹھ دے کر پھر جائیں

(۵۰) فَانْظُرُوْٓا اِلٰٓى اَثَرِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ اَیْ نِعْمَتِهٖ بِالْمَطَرِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اَیْ یُبْسِهَا بِاَنْ تَنْبُتَ اِنَّ ذٰلِكَ اَلْمُحْیِ الْاَرْضِ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

(۵۰) پس دیکھ تو اللہ کی نعمت کے اثر کو کہ وہ بارش برسا کر کس طرح زمین کو زندہ کرتا ہے ساتھ سبزہ کے بعد اس کے خشک ہونے کے۔

بے شک جو زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۵۱) وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ اَرْسَلْنَا رِیْحًا مُضِرَّةً عَلَى النَّبَاتِ فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا صَارُوْا جَوَابُ الْقَسَمِ مِنْۢ بَعْدِهٖ اَیْ بَعْدَ اِصْفِرَارِهٖ یَكْفُرُوْنَ ۝ یَجْحَدُوْنَ النِّعْمَةَ بِالْمَطَرِ

(۵۱) اور بالتحقیق اگر ہم کوئی ایسی ہوا چلائیں جو سبزہ کو مضر ہو جس سے وہ دیکھیں کہ کھیتی زرد ہو گئی تو وہ اس زرد ہونے کے، اللہ کی نعمت یعنی بارش کی ناشکری کرتے ہیں۔

(۵۲) فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَتَسْهِیْلِ الثَّانِیَةِ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْیَاءِ وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝

(۵۲) سو بات یہ ہے کہ تو کسی طرح مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکے جبکہ وہ پشت دیکر بھاگیں۔

تشریح

(۵۰) مردہ زمین کی طرح اللہ تعالیٰ مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا | جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کرتے ہیں اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں موت بھی ان کے قبضے میں ہے زندگی بھی بارش کا برسانا بھی اور کھیتوں کا اُگانا بھی۔

(۵۱) زوالِ نعمت کے بعد ناشکری پر اتر آتے ہیں | بارانِ رحمت کے بعد سوکھی زمین پر کھیتیاں لہلہانے لگیں جس کو دیکھ کر خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اب اگر اس کے بعد ایسی ہوا چلے کہ ہری بھری کھیتیاں اجڑ جائیں اور وہی ہریالی جو آنکھوں کو تراوٹ دے رہی تھی زردی میں بدل جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر اتر آتے ہیں اور اللہ کے گذشتہ سب احسانوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی احسان مندی یا ناشکری سب دنیاوی اغراض کی وجہ سے ہے۔ اپنی غرض پوری ہو گئی تو خوش۔ غرض پوری نہ ہوئی تو اللہ سے ناراض۔ جب اللہ نے اپنی نعمت کی بارش کی تھی تو ناقدری کی، اور نعمت چلی گئی تو مایوس ہو گئے اور ہمت ہار کر بیٹھ رہے۔

(۵۲) آپ نہ مُردوں کو سنا سکتے ہیں، اور نہ بہروں کو جو سننا نہ چاہیں۔

اللہ کے پیغمبر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہیں اور حق بات لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہیں لیکن جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں اور جن کی ضد اور ہٹ دھرمی نے قبول حق کی صلاحیت ہی ختم کر دی ہے یا وہ لوگ جنھوں نے اپنے دلوں پر تالے ڈال لئے ہیں اور سُن کر بھی وہ سننا نہیں چاہتے اور اللہ کی طرف بلانے والے کی شکل دیکھ کر ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں آپ۔ ایسے مُردوں کو اور ایسے بہروں کو زبردستی حق کی طرف نہیں لا سکتے اور نہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

اللہ کو سب کچھ قدرت ہے وہ مُردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے ان کو سُنوا بھی سکتا ہے، بہروں کو بھی سنا سکتا ہے اور اندھوں کو بھی دکھا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کا طریقہ نہیں ہے کہ جو خود سُننا اور دیکھنا اور قبول کرنا نہ چاہے اس کو زبردستی سنوا دے اور دکھا دے۔

○ اس آیت میں کیونکہ یہ بات آئی ہے کہ اے نبی آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔ تو اس سے یہ بحث پیدا ہوئی ہے کہ آیا وہ لوگ، جو دنیا سے جا چکے ہیں وہ سنتے ہیں یا نہیں؟ "سماعِ موتیٰ" یعنی مُردوں کا سننا ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یعنی یہ بات عام عادت، اور ظاہری اسباب کے خلاف ہے کہ آپ بولیں اور مُردہ آپ کی بات سُن لے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو قدرت ہے کہ اگر وہ سنوانا چاہے تو سنوا سکتا ہے۔

دنیا میں کوئی کام اللہ کی مشیت، اس کے ارادے اور اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مگر آدمی جو کام اسباب کے ذریعہ عادت کے مطابق کرتا ہے وہ اس کرنے والے آدمی کی طرف منسوب ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی کے گولی ماری اور وہ مرگیا تو عام کہیں گے کہ فلاں نے گولی ماری اس کی گولی سے آدمی مرا۔ اور یہ گولی مارنے والا قاتل ہے۔ کیونکہ یہ قتل عام اسباب کے تحت ہوا ہے اس لئے قاتل کی طرف ہی نسبت کریں گے۔

اور فرض کیجئے کسی نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کر کسی لشکر کی طرف پھینکیں اور وہ لشکر تباہ ہو گیا تو کہا جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے لشکر کو تباہ کر دیا۔

حالانکہ گولی سے مارنا بھی اللہ کی مشیت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور کنکریوں سے لشکر کی ہلاکت یہ بھی اللہ کی مشیت ہے لیکن عام عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی جیسا کہ ارشاد ہوا، سورۃ انفال میں ہے:-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(آیت ۱۷ پارہ ۹ رکوع ۲)

(بس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا۔ اور اے نبی! آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا)

یعنی غزوۂ بدر کے موقعہ پر جب حضورؐ نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں لے کر "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" کہتے ہوئے مخالفین کی طرف پھینکی۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہاتھ تو رسول کا تھا مگر ضرب اللہ کی طرف سے تھی۔

اس لئے آیت میں اگر اسماع کی نفی ہے تو اس سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ عادتاً آپ مُردوں کو سنا نہیں سکتے لیکن اگر اللہ چاہے تو مُردوں کا سننا بھی ناممکن نہیں ہے۔

وَمَا اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

وَمَا اَنْتَ	بِهٰدِ	الْعُمْيِ	عَنْ + ضَلٰلَتِهِمْ	اِنْ + تُسْمِعُ	اِلَّا	مَنْ
اور آپ نہیں	ہدایت دینے والے	اندھا	اس کی گمراہی سے	آپ نہیں سنا سکتے	مگر	جو

اور آپ اندھے کو اس کی گمراہی سے ہدایت دینے والے نہیں ، نہیں سُنا سکتے مگر (صرف) اسے جو

ع ۵ ۱۲ ۸ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

يُؤْمِنُ	بِاٰيٰتِنَا	فَهُمْ	مُسْلِمُوْنَ	اَللّٰهُ	الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ	مِنْ
ایمان لاتا ہے	ہماری آیتوں پر	پس وہ	فرماں بردار ہیں	اللہ	وہ جس نے	تم کو پیدا کیا	سے (سے)

ہماری آیتوں پر ایمان لاتا ہے بس وہی فرماں بردار ہیں ۔ اللہ ہی ہے وہ جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا

ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا

ضَعْفٍ	ثُمَّ + جَعَلَ	مِنْ + بَعْدِ	ضَعْفٍ	قُوَّةً	ثُمَّ جَعَلَ	مِنْ بَعْدِ	قُوَّةٍ	ضَعْفًا
کمزوری	پھر اس نے بنایا (دی)	بعد	کمزوری	قوت	پھر اس نے کر دیا	بعد	قوت	کمزوری

کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور

وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾

وَّشَيْبَةً	يَخْلُقُ	مَا يَشَآءُ	وَهُوَ	الْعَلِيْمُ	الْقَدِيْرُ
اور بڑھاپا	وہ پیدا کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	اور وہ	علم والا	قدرت والا

بڑھاپا (دیا) ۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم والا قدرت والا ہے ۔

﴿۵۳﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ
عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ مَا تُسْمِعُ
سِمَاعَ اِفْهَامٍ وَقُبُوْلٍ
اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
اَلْقُرْاٰنِ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
مُخْلِصُوْنَ بِتَوْحِيْدِ اللّٰهِ

﴿۵۳﴾ اور تو اندھوں کو راہ پر نہیں لا سکتا انکی گمراہی سے ۔
تیری بات ازراہِ قبول اور سمجھ کر وہی سنتے ہیں جو ہماری
آیتوں یعنی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں
سو یہ لوگ اللہ کی توحید کے اخلاص کے ساتھ
مُقر ہیں ۔

﴿۵۴﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ضُعْفٍ مَاءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ اٰخَرَ

﴿۵۴﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ
ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً الخ
اللہ وہ ذاتِ پاک ہے جس نے تم کو حقیر پانی سے پیدا

وَهُوَ ... ضُعْفٍ النُّطْفَةِ لِيِّنَة
قُوَّةً أَيْ قُوَّةَ الشَّبَابِ
ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ
قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً ضَعْفَ
الْكِبَرِ وَشَيْبَ الْهَرَمِ وَالضُّعْفُ فِي
الثَّلٰثَةِ بِضَمِّ أَوَّلِهِ وَفَتْحِهِ
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ مِنَ الضُّعْفِ وَ
الْقُوَّةِ وَالشَّبَابِ وَالشَّيْبَةِ وَهُوَ
الْعَلِيْمُ بِتَدْبِيْرِ خَلْقِهِ
الْقَدِيْرُ ○ عَلٰى مَا يَشَاءُ

کیا پھر ضعف لڑکپن کے بعد تم کو قوت جوانی کی دی
پھر بعد قوت کے ضعف اور بڑھاپا دیا وہ جو کچھ چاہتا
ہے پیدا کرتا ہے
کبھی ضعف
کبھی قوت
کبھی بڑھاپا
کبھی جوانی دیتا ہے۔
وہ اپنی مخلوق کی تدبیر سے واقف ہے۔
جو چاہتا ہے بنا سکتا ہے۔

تشریح

(۵۳) جو آنکھوں سے کام لینا نہ چاہیں ۔ اللہ کے رسول دین کی دعوت دیتے ہیں اللہ کی نشانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں لیکن انہیں نبی راہ نہیں دکھا سکتے ۔ جو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھے بنے رہیں اور اللہ کی نشانیاں دیکھنا نہ چاہیں ان کو ساری عمر ہاتھ پکڑ کر چلایا نہیں جا سکتا۔ جو رہنمائی حاصل کرنا نہ چاہے ان کی رہنمائی کرنا نبی کے بس کا کام نہیں ہے نبی تو ان ہی کو راستہ دکھا سکتے ہیں، جو دیکھنا چاہیں انہی کو سنا سکتے ہیں جو سننا چاہیں اور جو ایمان لانا چاہیں اور اللہ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیں وہی نبی کی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۵۴) زندگی کے مختلف مرحلوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔ بچپن جوانی اور پھر بڑھاپا انسانی زندگی کے عام طور پر یہ تین مرحلے ہیں۔ پیدائش کے وقت بچہ بہت کمزور ہوتا ہے پھر اس کی ناتوانی آہستہ آہستہ قوت میں بدلنے لگتی ہے یہاں تک جوانی کے وقت اس کا زور پورے شباب پر ہوتا ہے پھر جوانی کے بعد عمر کا ڈھلاؤ شروع ہوتا ہے کمزوری کے آثار شروع ہو جاتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے جس میں بدن کے اعضاء ڈھیلے پڑنے لگتے ہیں اور وہی انسان جو دورِ شباب میں پوری قوت پر تھا کمزوری کے دور میں داخل ہو جاتا ہے ۔ عمر کے ان تمام مرحلوں میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں کمزور پیدا کریں جس کو چاہیں، جوانی میں موت دیدیں جس کو چاہیں لمبی عمر میں بھی تندرست و توانا رکھیں، اور جس کو چاہیں شاندار جوانی کے بعد عبرتناک بڑھاپے سے دوچار کر دیں۔ غرض زندگی کے یہ اتار چڑھاؤ سب اللہ کی مشیت پر موقوف ہیں اور سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کا یہ معاملہ جس طرح افراد کے ساتھ ہے اسی طرح قوموں کے ساتھ بھی ہے۔ قومیں کمزوری سے طاقت کی طرف بڑھتی ہیں اور طاقت کے بعد پھر کمزور ہو جاتی ہیں۔ قوموں کی زندگی کا یہ اتار چڑھاؤ خاص اسباب کے تحت ہوتا ہے۔

یہ اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح انسان پیدائش کے وقت کمزور ہوتا ہے اور پھر جوان ہوتا ہے اسی طرح "دین" اگر کمزور نظر آرہا ہے تو بھی ایک وقت آئیگا کہ جوانوں کی طرح قوت حاصل کرے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ قوت کے بعد پھر اس میں ضعف آئے۔ قوموں کا عروج و زوال ایک مستقل فلسفہ ہے جس میں عبرت کی بہت سی داستانیں نظر آتی ہیں۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا

وَيَوْمَ	تَقُوْمُ	السَّاعَةُ	يُقْسِمُ	الْمُجْرِمُوْنَ	مَا لَبِثُوْا
اور جس دن	قائم ہوگی	قیامت	قسم کھائیں گے	مجرم (جمع)	وہ نہیں رہے

اور جس دن قیامت قائم ہوگی قسم کھائیں گے مجرم کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ

غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾

غَيْرَ + سَاعَةٍ	كَذٰلِكَ	كَانُوْا	يُؤْفَكُوْنَ
ایک گھڑی سے زیادہ	اسی طرح	وہ تھے	اوندھے جاتے

نہیں رہے، اسی طرح وہ اوندھے جاتے تھے

﴿۵۵﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ يحلف الْمُجْرِمُوْنَ ۙ الکافرون مَا لَبِثُوْا فی القبور غَيْرَ سَاعَةٍ قال تعالیٰ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ يصرفون عن الحق البعث كما صرفوا عن الحق الصدق فی مدة اللبث

﴿۵۵﴾ اور جس دن قیامت آوے گی کافرین قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم قبروں میں ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھیرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ لوگ قبور کے ٹھہرنے کی مدت میں ناحق پر ہیں اسی طرح یہ حشر و نشر میں خلاف حق کہتے ہیں۔

تشریح

﴿۵۵﴾ عالم آخرت میں دنیا کی زندگی کے بارے میں احساس یہ ہے دنیا کی زندگی بچپن، جوانی، بڑھاپا اور پھر موت۔ یہاں تک کہ قیامت کا وقت آجائے گا اور جب قیامت قائم ہوگی تو وہ لوگ، جو دنیا کی زندگی پر فریفتہ تھے اور دنیا کی عزت و جاہ کو بہت بڑی چیز سمجھتے تھے۔ ان کا دنیا کی زندگی اور عالم برزخ کے بارے میں یہ احساس ہوگا کہ ہمیں تو دنیا میں گھڑی بھر سے زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا۔ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ پلک جھپکتے ہی سارا وقت گزر گیا۔ دنیا میں بھی یہ ان کے غلط اندازے تھے کہا کرتے تھے کوئی قیامت ویامت نہیں آنی ہے، کوئی حساب کتاب نہیں ہونا ہے۔ وہی غلط اندازے جو دنیا میں تھے آج وہی خلاف حقیقت باتیں یہاں بھی ہیں۔ نہ وہ وہاں صحیح تھے اور نہ یہاں صحیح ہیں۔ صحیح بات وہی ہے جو حقیقت پسند صاحب ایمان لوگ سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِيۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ كِتٰبِ

وَقَالَ	الَّذِيۡنَ	اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ	وَالۡاِيۡمَانَ	لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ	فِیۡ كِتٰبِ
اور کہا، کہیں گے	وہ لوگ جنھیں	علم دیا گیا	اور ایمان	یقیناً تم رہے ہو	میں کتاب (نوشتہ)

اور کہیں گے جنھیں علم اور ایمان دیا گیا یقیناً تم نوشتۂ الٰہی کے مطابق

اللّٰهِ اِلٰی يَوۡمِ الۡبَعۡثِ فَهٰذَا يَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَلٰكِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾

اللّٰهِ	اِلٰی	يَوۡمِ الۡبَعۡثِ	فَهٰذَا	يَوۡمُ الۡبَعۡثِ	وَلٰكِنَّكُمۡ	كُنۡتُمۡ	لَا تَعۡلَمُوۡنَ
الٰہی	تک	جی اٹھنے کا دن	پس یہ ہے	جی اٹھنے کا دن	اور لیکن تم	تم	نہ جانتے تھے

جی اٹھنے کے دن تک رہے ہو پس یہ ہے جی اٹھنے کا دن لیکن تم جانتے نہ تھے۔

(۵۶) وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِيۡمَانَ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَغَيۡرِهِمۡ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ كِتَابِ اللّٰهِ فِيۡمَا كَتَبَهٗ فِیۡ سَابِقِ عِلۡمِهٖ اِلٰی يَوۡمِ الۡبَعۡثِ فَهٰذَا يَوۡمُ الۡبَعۡثِ الَّذِیۡ اَنۡكَرۡتُمُوۡهُ وَلٰكِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وُقُوۡعَهٗ

(۵۶) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا فرشتے وغیرہم وہ کہیں گے کہ بیشک تم قبور میں قیامت کے دن تک رہے موافق تقدیر الٰہی اور اس کے علم کے۔

سو یہ دن قیامت کا ہے جس کے تم منکر تھے ولیکن تم کو معلوم نہ تھا کہ قیامت بھی آوے گی۔

تشریح

(۵۶) اہل ایمان کا قول۔ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا علم اور ایمان کی دولت دی ہے وہ کہیں گے کہ یہ وہی قیامت کا حشر کا دن ہے جس کا وعدہ اللہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ تم سب اللہ کے علم اور اس کی خبر کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے اور آج اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ اگر اس وقت قیامت کے دن کا یقین کرتے اور اس کے لئے تیاری کرتے تو یہاں کی مسرتیں دیکھ کر تمہارا احساس یہ ہوتا کہ یہ دن بڑے انتظار اور بڑے شوق کے بعد آیا ہے اور اس کے آنے میں بڑی دیر لگی ہے

یعنی ایک احساس تو ان لوگوں کا ہوگا جو یوم آخرت پر ایمان نہ رکھتے تھے اور دوسرا احساس ان لوگوں کا ہوگا جن کا آخرت پر یقین تھا دونوں کے احساسات میں یہ فرق نمایاں ہوگا جس کا ذکر اوپر کی آیات میں آیا ہے۔

صاحب ایمان بڑے شوق کے ساتھ اس دن کے منتظر ہوں گے جب حشر قائم ہو حساب کتاب ہو صاحب ایمان اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہوں اور اس کی رضا کی دولت حاصل کریں۔

جب کہ یوم آخرت پر ایمان نہ لانے والے مایوس و دل گرفتہ اور اس دن کے آنے سے وحشت زدہ اور یہ سوچتے ہوئے کہ دنیا کی لذتیں اتنی جلدی ختم بھی ہوگئیں حسرت و افسوس کرتے ہوئے ہوں گے۔

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا

فَیَوْمَئِذٍ	لَّا یَنْفَعُ	الَّذِیْنَ	ظَلَمُوْا	مَعْذِرَتُهُمْ	وَ لَا
پس اس دن	نفع نہ دے گی	وہ لوگ جو	جنہوں نے ظلم کیا	ان کی معذرت	اور نہ

پس اس دن نفع نہ دیگی ان لوگوں کو ان کی معذرت (عذرخواہی) جنھوں نے ظلم کیا، اور نہ ان سے

هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ

هُمْ	یُسْتَعْتَبُوْنَ	وَ لَقَدْ	ضَرَبْنَا	لِلنَّاسِ	فِیْ
وہ	راضی کرنا چاہا جائیگا	اور تحقیق	ہم نے بیان کیں	لوگوں کے لئے	میں

(اللہ کو) راضی کرنا چاہا جائے گا۔ اور تحقیق ہم نے بیان کیں لوگوں کے لیے اس

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ

هٰذَا	الْقُرْاٰنِ	مِنْ + كُلِّ	مَثَلٍ	وَ لَئِنْ	جِئْتَهُمْ	بِاٰیَةٍ
اس	قرآن	ہر قسم	مثالیں	اور اگر	تم لاؤ انکے پاس	کوئی نشانی

قرآن میں ہر قسم کی مثالیں، اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو

لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

لَیَقُوْلَنَّ	الَّذِیْنَ + كَفَرُوْۤا	اِنْ + اَنْتُمْ	اِلَّا	مُبْطِلُوْنَ
تو ضرور کہیں گے	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	تم نہیں ہو	مگر (صرف)	جھوٹ بناتے ہو

کافر ضرور کہیں گے تم صرف جھوٹ بناتے ہو۔

كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾

كَذٰلِكَ	یَطْبَعُ + اللّٰهُ	عَلٰى	قُلُوْبِ	الَّذِیْنَ	لَا یَعْلَمُوْنَ
اسی طرح	اللہ مہر لگا دیتا ہے	پر	دل (جمع)	جو لوگ	نہیں جانتے

اسی طرح اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو سمجھ نہیں رکھتے۔

﴿۵۷﴾ سو اس دن ظلم کرنے والوں کو قیامت کے انکار میں ان کا عذر کام نہ آدے گا اور نہ ان سے اس امر کی طلب ہوگی کہ تم حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں سعی کرو۔

(۵۷) فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ فِیْ اِنْكَارِهِمْ لَهٗ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ○ لَا یُطْلَبُ مِنْهُمْ

الْعُتْبٰی اَیِ الرَّجُوْعُ اِلٰی مَا یَرْضَی اللّٰہُ	اور اللہ کو خوش کرو۔
۵۸ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا جَعَلْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ تَنْبِیْهًا لَهُمْ	۵۸ اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک طرح کی مثال بیان کی جس سے ان کو تنبیہ ہو۔
وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ جِئْتَهُمْ یَا مُحَمَّدُ بِاٰیَةٍ مِثْلَ الْعَصَا وَالْیَدِ لِمُوْسٰی لَیَقُوْلَنَّ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِی النُّوْنَاتِ وَالْوَاوُ ضَمِیْرُ الْجَمْعِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَیْنِ	اور بے شک اگر تو اے محمدؐ ان کے پاس کوئی نشانی لاوے جیسے عصائے موسیٰ اور ید بیضا تو جو ان میں سے کافر ہیں وہ کہنے لگیں گے۔
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ مَا اَنْتُمْ اَیْ مُحَمَّدٌ وَاَصْحَابُهٗ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ○ اَصْحَابُ اَبَاطِیْلَ	اے محمدؐ! تو اور تیرے ہمراہی سب باطل پر ہیں۔
۵۹ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ التَّوْحِیْدَ كَمَا طَبَعَ عَلٰی قُلُوْبِ هٰؤُلَاءِ	۵۹ اللہ اسی طرح مہر لگاتا ہے ان لوگوں کے دلوں پر جو اللہ کی توحید کو نہیں جانتے جیسے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

تشریح

۵۷ قیامت کے دن معذرت اور توبہ کا کوئی موقع نہ ہوگا | کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی یہ زندگی امتحان اور آزمائش کے لئے رکھی ہے اس لئے مرنے سے پہلے پہلے اس بات کا موقعہ ہے کہ انسان اللہ کی ہدایت کو قبول کرلے پروردگار کو راضی کرے اور اپنے کئے پر شرمندہ اور نادم ہوکر توبہ واستغفار کرے۔
لیکن قیامت کے روز نہ ظالموں کی معذرت اور ان کی حسرت وندامت ان کو کوئی فائدہ دے گی نہ وہ کوئی معقول عذر پیش کرسکیں گے جو اُن کے کام آسکے۔ اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا کہ تم معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کرلو کیونکہ امتحان کا وقت ختم ہوکر فیصلے کی گھڑی آچکی ہوگی۔

۵۸ قرآن نے حق وصداقت واضح کرنے کا ہر اسلوب اختیار کیا | اس وقت قیامت کے دن تو حق کا انکار کرنے والے پچھتائیں گے لیکن جب ماننے کا موقع تھا اس وقت مان کر نہ دیا حالانکہ قرآن نے سمجھانے کا کوئی طریقہ اور کوئی اسلوب ایسا نہیں چھوڑا کہ کھول کھول کر حق کو واضح نہ کیا گیا ہو مگر کتنی ہی نشانیاں ان کے سامنے رکھی گئیں اور وہ یہی کہتے رہے کہ یہ سب جھوٹ ہے بناوٹ ہے۔

۵۹ جاہلانہ ضد دلوں پر مہر لگا دیتی ہے | جاہلانہ ضد اور ہٹ کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ قبول حق کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ دل سخت ہو جاتے ہیں اور کسی بات کا اثر نہیں ہوتا ایسا لگتا ہے جیسے دلوں پر مہر لگ گئی ہے کہ اب کچھ بھی کہہ لو کسی طرح بھی سمجھالو ماننا ہے ہی نہیں۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

فَاصْبِرْ	اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ	وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ	الَّذِيْنَ	لَا يُوْقِنُوْنَ
پس آپ صبر کریں	بیشک	اللہ کا وعدہ	سچا	اور وہ ہرگز (کسی طور) سُبک کردیں آپکو	جو لوگ	یقین نہیں رکھتے

پس آپ صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ کسی طور آپ کو سُبک (برداشت نہ کرنے والا) نہ کردیں

(۶۰) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بِنَصْرِكَ عَلَيْهِمْ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ○ بِالْبَعْثِ اَيْ لَا يَحْمِلَنَّكَ عَلَى الْخِفَّةِ وَالطَّيْشِ بِتَرْكِ الصَّبْرِ اَيْ لَا تَتْرُكَنَّهُ

(۶۰) سو اے محمدؐ تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ تیرے غالب کرنے کا کفار پر سچا ہے اور تجھ کو بے صبر نہ بنادیں وہ لوگ جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یعنی ان کے ابھارنے سے تو صبر کو نہ چھوڑ۔

تشریح

(۶۰) یہ بے یقین لوگ آپؐ کو ہلکا نہ پائیں | اللہ کے مقرر کئے ہوئے نبی اور رسول جب اللہ کی نشانیاں معجزوں کی صورت میں لے کر آتے ہیں۔ کلام الٰہی کی صورت میں اور اپنی غیر معمولی پاکیزہ سیرت کی شکل میں حق و صداقت کو پیش کرتے ہیں تو اگر اس وقت انکے ساتھ تضحیک کا معاملہ کیا جائے اور ان کی بات کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے اس کا مذاق اڑایا جائے تو یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو حق تعالےٰ معاف نہیں کرتے۔ بغاوت کی سزا مل کر رہتی ہے اور حق غالب آکر رہتا ہے۔

اللہ تعٰ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ جب بھی رسولوں کی لائی ہوئی روشن نشانیوں کا مقابلہ ہٹ دھرمی کے ساتھ کیا ہے تو اللہ تعٰ نے مجرموں کو سزا دی ہے۔ اور مومنین کی مدد فرمائی ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعٰ اپنے نبی کو تسلی دے رہے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ پورا ہو کر رہیگا آپ صبر و تحمل کے ساتھ دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہیئے۔ مخالفوں کی مخالفت اور ان کی پھبتیوں سے پست ہمت نہ ہوں، وہ لوگ، آپ کو کسی میدان میں ہلکا محسوس نہ کریں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی خوف آپ کو ڈرا نہیں سکتا کسی قیمت پر آپ کو خریدا نہیں جا سکتا، کسی فریب سے آپ کو بہکایا نہیں جا سکتا۔ دین کے معاملے میں آپ سے کوئی سودا نہیں ہو سکتا۔ کوئی خطرہ کوئی نقصان اور کسی تکلیف کا اندیشہ آپ کو اپنی راہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ چنانچہ نبیؐ نے اپنے کردار کی عظمت اپنی شخصیت کی بلندی اور اپنے پیغام کی سحر انگیزی سے وہ انقلاب برپا کرکے دکھا دیا۔ جس کو روکنے کے لئے عرب کی ساری طاقت اور مخالفین کے سارے حربے بے کار ثابت ہوئے اور سب کو معلوم ہو گیا کہ

"پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔"

۳۱

لُقمَان

○ ترتیب تلاوت ——— ۳۱	○ ترتیب نزول ——— ۵۷
○ مکی / مدنی ——— مکّی	○ تعداد رکوعات ——— ۴
○ تعداد آیات ——— ۳۴	○ تعداد الفاظ ——— ۵۵۴
○ تعداد حروف ——— ۲۲۱۷	

○ حضرت لُقمانؑ حکیم اپنے علم و حکمت اور دانش مندی کی وجہ سے عرب میں معروف تھے اور ان کا نام ادب واحترام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ اس سورت میں ان کی بعض نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں اور اس مناسبت سے اس سورت کا نام "سورۂ لقمان" رکھا گیا ہے۔

○ اس سورت کا مرکزی موضوع اور مضمون یہ ہے کہ شرک ایک نامعقول اور لغو عقیدہ ہے۔ حقیقت، صداقت اور معقولیت یہ ہے کہ اس کائنات کا رب صرف ایک ہے۔

○ اس سورت میں دعوت دی گئی ہے کہ باپ دادا کی اندھی تقلید اور تمام تعصبات سے الگ ہو کر اس تعلیم پر غور کریں

جو حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے پیش کر رہے ہیں اور آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ہر طرف کائنات میں اور خود ان کے اندر اس کی سچائی کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔

○ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ماں باپ کا حق پہچاننا چاہیئے اور ماں کا حق باپ سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر ماں باپ اولاد کو یہ کہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے، تو ان کی یہ بات اولاد کو نہیں ماننی چاہیئے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہیئے۔

○ حضرت لقمان صبر و تحمل، متانت، میانہ روی اور تواضع کی نصیحت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ساری مخلوق کو نوع انسانی کی خدمت اور آسائش کے لیے مقرر کیا ہے۔ مگر خود انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی عظمت و جلال کے آگے جھک جائے اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کے احکام کی تعمیل کرے۔

○ حضرت لقمان نصیحت کرتے ہیں کہ انسان کو کبھی تکبر نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کو فخر و تکبر سخت ناپسند ہے۔

○ وہ کہتے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی مگر کب آئے گی یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ماں کے پیٹ میں پلنے والا بچہ اپنی صفات کے اعتبار سے کیسا ہوگا۔ شقی ہوگا یا سعید اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

غرض سورۂ لقمان بہترین نصیحتوں اور اعلیٰ تعلیم کا ایک گنجینہ ہے اور مجسم دعوتِ عمل ہے اور دونوں جہاں کی فلاح کی راہ دکھاتی ہے۔

اٰیاتہا ۳۴	۳۱ سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ ۵۷	رُکُوْعَاتُہَا ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

الٓمّٓ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ + الْحَكِيْمِ	هُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّلْمُحْسِنِيْنَ
الٓمّٓ	یہ	آیتیں	پُر حکمت کتاب	ہدایت	اور رحمت	نیکو کاروں کیلئے

الف ۔ لام ۔ میم ۔ یہ آیتیں ہیں پُرحکمت کتاب کی ہدایت اور رحمت نیکو کاروں کے لئے

سُوْرَةُ لُقْمَانَ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الْاٰيَتَيْنِ فَمَدَنِيَّتَانِ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) الٓمّٓ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ

(۲) تِلْكَ اَيْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ ذِي الْحِكْمَةِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ هُوَ

(۳) هُدًى وَّرَحْمَةٌ بِالرَّفْعِ لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○ وَفِيْ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ بِالنَّصْبِ حَالًا مِنَ الْاٰيَاتِ الْعَامِلُ فِيْهَا مَا فِيْ تِلْكَ مِنْ مَعْنَى الْاِشَارَةِ

سورہ لقمان مکی ہے مگر وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الخ دو آیتیں مدنی ہیں۔ اور اس سورت میں چونتیس ۳۴ آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۱) الٓمّٓ ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

(۲) یہ آیتیں قرآن حکمت والے کی آیتیں ہیں۔

(۳) وہ ہدایت اور رحمت ہیں نیکو کاروں کے لئے۔

تشریح

(۱) **حروف مقطعات** | الف ۔ لام ۔ میم ۔ یہ حروف مقطعات ہیں ان کو اگرچہ ملا کر لکھا جاتا ہے مگر پڑھا الگ الگ جاتا ہے۔ یہ ایک انداز و اسلوب ہے قرآن کا اعجاز بھی اور کلام کی شوکت بھی۔

(۲) **حکمت والی کتاب** | قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت سے لبریز ہیں جس کی ہر بات حکیمانہ ہے اس میں نصیحت کی وہ وہ باتیں ہیں جو تمام مخلوق کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔

(۳) **نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت** | جو لوگ نیکی کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب رحمت ہے اور ان کی رہنمائی کرتی ہے ان کو راستہ دکھاتی ہے اور اگر کوئی نیکی کے راستے پر چلنا ہی نہ چاہے تو وہ کسی چیز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جیسے سورج کی روشنی سارے عالم کو منور کرتی ہے لیکن اگر کوئی کمرہ بند کر کے بیٹھ جائے اور سورج کی روشنی کو اندر نہ آنے دے تو وہ اس کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح قرآن مجید کتاب ہدایت ہے ہر دل کو روشن اور ہر دماغ کو منور کرتی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اَلَّذِيْنَ	يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ	وَيُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ
جو لوگ	قائم کرتے ہیں	نماز	اور ادا کرتے ہیں	زکوٰۃ

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	يُوْقِنُوْنَ	
اور وہ	آخرت پر	وہ	یقین رکھتے ہیں۔	

اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

(۴) اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ بیانٌ لِلْمُحْسِنِيْنَ — (۴) وہ جو نماز پوری طرح ادا کرتے ہیں۔

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ — اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ هُمْ الثانی تاکید" — اور آخرت کے ہونے کا ان کو پورا یقین ہے۔

تشریح

(۴) نیکوکار کون ہیں ؟ | اللہ کی یہ کتاب قرآن مجید ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو نیک بننا چاہتے ہیں۔ جنھیں بھلائی کی جستجو ہے۔ جب ان کے سامنے نیکی کا راستہ رکھا جائے تو وہ اس پر چلتے ہیں اور جب انھیں برائیوں سے روکا جائے تو وہ رکتے ہیں۔

نیکی پر چلنے والوں کی تین خاص صفتیں ہیں جن پر ساری نیکیوں کا مدار ہے۔

۱ ــــ پہلی نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں یعنی خدا پرستی اور خداترسی ان کی عادت میں شامل ہے۔

۲ ــــ دوسری نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں جس سے ان میں مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے دنیا کی محبت سے دل پاک ہوتا ہے اور رضائے الٰہی کی طلب پیدا ہوتی ہے۔

۳ ــــ تیسری نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں جس سے ان میں ذمہ داری اور جوابدہی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے اپنے ہر عمل کے لئے اپنے آقا اور مالک کے سامنے جواب دینا ہے۔

۴ ـ نیکی کی یہ تین خصوصیات ان میں ایسے اخلاق پیدا کرتی ہیں جس سے ان کی زندگی حسن عمل کی پابند اور اللہ کے ضابطے کے مطابق ہوتی ہے۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ

أُولَٰٓئِكَ	عَلَىٰ	هُدًى	مِّن رَّبِّهِمْ	وَ	أُولَٰٓئِكَ
یہی لوگ	پر	ہدایت	اپنے رب سے	اور	یہی لوگ

یہی لوگ اپنے رب (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح (دوجہان کی کامیابی)

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي

هُمُ	الْمُفْلِحُونَ	وَ مِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يَشْتَرِي
وہ	فلاح پانے والے	اور کوئی	لوگ	جو	خریدتا ہے

پانے والے ہیں۔ اور کوئی (بدنصیب بھی) ہے جو خریدتا ہے

لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا

لَهْوَ + الْحَدِيثِ	لِيُضِلَّ	عَنْ	سَبِيلِ + اللَّهِ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	وَيَتَّخِذَهَا
کھیل کی (بیہودہ) باتیں	تاکہ وہ گمراہ کرے	سے	اللہ کا راستہ	بے سمجھے	اور وہ اسے ٹھہراتے ہیں

بیہودہ باتیں تاکہ وہ بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے۔ اور وہ اُسے ہنسی مذاق

هُزُوًا ۚ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٦﴾ وَ

هُزُوًا	أُولَٰٓئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	مُّهِينٌ	وَ
ہنسی مذاق	یہی لوگ	ان کے لئے	عذاب	ذلت والا	اور

ٹھہراتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ذلت والا عذاب ہے۔ اور جب اس پر

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا

إِذَا	تُتْلَىٰ	عَلَيْهِ	آيَاتُنَا	وَلَّىٰ	مُسْتَكْبِرًا
جب	پڑھی جاتی ہیں	اس پر	ہماری آیتیں	وہ منہ موڑ لیتا ہے	تکبر کرتے ہوئے

ہماری آیتیں پڑھی (سنائی) جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے منہ موڑ لیتا ہے۔

كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ

كَأَنْ	لَمْ يَسْمَعْهَا	كَأَنَّ	فِي	أُذُنَيْهِ	وَقْرًا
گویا	اس نے اسے سنا نہیں	گویا	میں	اس کے کانوں	گرانی

گویا اس نے اسے سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں گرانی ہے۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ⑦

فَبَشِّرْهُ	بِعَذَابٍ	اَلِیْمٍ
پس اسے خوشخبری دو	عذاب کی	دردناک

پس اسے دردناک عذاب کی خوش خبری دو۔

⑤ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ○ الْفَائِزُوْنَ

⑤ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی جانب سے اور انہیں کو رستگاری ہے۔

⑥ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ
لَهْوَ الْحَدِیْثِ اَیْ مَا یُلْهِیْ
مِنْهُ عَنْ مَا یَعْنِیْ
لِیُضِلَّ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّهَا
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ طَرِیْقِ
الْاِسْلَامِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ
یَتَّخِذَهَا بِالنَّصَبِ عَطْفًا
عَلٰی یُضِلَّ وَبِالرَّفْعِ عَطْفًا
عَلٰی یَشْتَرِیْ هُزُوًا مَهْزُوًّا
بِهَا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِیْنٌ ○ ذُوْ اِهَانَةٍ

⑥ اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ نکمی باتیں جو شرع میں ممنوع ہیں مول لیتے ہیں۔

تاکہ طریق اسلام سے لوگوں کو گمراہ کریں،

بغیر سمجھے۔

اور ہماری آیتوں سے استہزاء کریں۔

انہیں لوگوں کے لئے ہے عذاب اہانت والا۔

⑦ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا
الْقُرْاٰنُ وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا
مُتَكَبِّرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا
كَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقْرًا
صَمَمًا وَجُمْلَتَا التَّشْبِیْهِ
حَالَانِ مِنْ ضَمِیْرِ وَلّٰی
اَوِ الثَّانِیَةُ بَیَانٌ لِلْاُوْلٰی
فَبَشِّرْهُ اَعْلِمْهُ بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ ○ مُؤْلِمٍ وَذِكْرُ
الْبِشَارَةِ تَهَكُّمٌ بِهٖ وَهُوَ النَّضْرُ
بْنُ الْحَارِثِ كَانَ یَاْتِی الْحِیْرَةَ

⑦ اور جب اس پر قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ایمان سے منھ پھیرتا ہے تکبر کی راہ سے
گویا اس نے اس کو سنا ہی نہیں۔
گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے یعنی گویا اس کے کان بہرے ہیں۔

سو بشارت دے ایسے شخص کو عذاب دردناک کی۔ (عذاب کی خبر کو تحکماً بشارت سے تعبیر کیا۔) اور یہ حال جوان آیتوں میں بیان ہوا۔ نضر بن حارث کا ہے وہ حیرہ میں تجارت کرنے جاتا تھا وہاں سے عجمیوں کے قصوں کی کتابیں

يَتَّجِرُ فَيَشْتَرِي كُتُبَ اَخْبَارِ الْاَعَاجِمِ وَيُحَدِّثُ بِهَا اَهْلَ مَكَّةَ وَيَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّدًا يُحَدِّثُكُمْ اَحَادِيْثَ عَادٍ وَثَمُوْدَ وَاَنَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ فَيَسْتَمْلِحُوْنَ حَدِيْثَهُ وَيَتْرُكُوْنَ اِسْتِمَاعَ الْقُرْاٰنِ۔

خرید کرلاتا تھا۔
اور مکہ والوں سے بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ محمدؐ تم سے عاد و ثمود کے قصے بیان کرتا ہے

اور میں تم کو فارس اور روم کے قصے سناتا ہوں۔
سو اہل مکہ اس کی باتوں کو پسند کرتے تھے اور قرآن کا سننا چھوڑ دیتے تھے۔

تشریح

(۵) دونوں جہان میں فلاح پانے والے | یہ لوگ قرآنی فکر کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہدایت یافتہ ایک مثالی انسان ہوتے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور اس راستے کو چھوڑنے والے فلاح سے محروم ہیں۔ قرآن میں فلاح کا تصور بڑا وسیع ہے۔ دونوں جہان کی فلاح و کامیابی۔ دنیا میں دل کا سکون و اطمینان۔ نہ کہ صرف مادی خوش حالی۔ اور آخرت میں اللہ کی رضا اور اس کی نعمتیں۔

(۶) حقیقت پسندی کے مقابلے میں کھیل تماشے | ایک طرف اللہ کے دین کی یہ حقیقت پسندانہ اور سنجیدہ دعوت ہے جو انسان کو دونوں جہان کی فوز و فلاح کا راستہ دکھاتی ہے۔ انسان کو صحیح معنیٰ میں انسان بناتی ہے اس کے اندر اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار پیدا کرتی ہے ——— اس حدیث حق کا مقابلہ کرنے کے لئے اور زندگی کے بنیادی اور سنجیدہ مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے کچھ لوگ ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں جس میں آدمی مشغول ہوکر ہر دوسری چیز سے غافل ہوجائے۔ چاہے وہ کلچر اور ثقافت کے نام پر رقص و سرود ہوں یا کھیل کود کے وہ مشغلے جس میں الجھ کر انسان بنیادی معاملات سے غافل ہوجاتا ہے۔ وہ لاعلمی کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ جو میں کر رہا ہوں وہ اچھا کر رہا ہوں ان کو ثقافتی سرگرمیوں کا خوبصورت عنوان دیکر اللہ کے دین کی دعوت کو مذاق میں اڑا دیا جاتا ہے۔

روح المعانی میں لہو الحدیث کی تشریح حضرت حسن رضہ سے یہ منقول ہے:۔

كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا

(یعنی لہو الحدیث ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو مثلاً فضول قصہ گوئی ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔)

ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے کیونکہ ان کا جرم اسی کا تقاضہ کرتا ہے۔

(۷) گھمنڈ کی وجہ سے اللہ کی آیتیں سننے سے انکار | یہ لوگ جنھوں نے اللہ کے دین کی دعوت کے مقابلے میں ان باتوں کو فروغ دیا ہے جن سے لوگ حدیث حق کو چھوڑ کر حدیث باطل کی طرف لگ جائیں ان کے تکبر اور گھمنڈ کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کی آیتیں ان کو سنائی جاتی ہیں تو سُنی اَن سُنی کرکے اس طرح رُخ پھیر کر چل دیتے ہیں جیسے ان کے کان بہرے ہوگئے ہوں۔ جان بوجھ کر بہرہ بننے والوں کو ہماری طرف سے دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ چند روزہ دنیا کی زندگی گزار کر جب رب کے سامنے پیش ہوں گے تب انہیں احساس ہوگا کہ وہ اپنے غرور میں مبتلا ہوکر کیسی خطا کرچکے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۙ ⑧

اِنَّ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَهُمْ	جَنّٰتُ + النَّعِيْمِ
بیشک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	ان کے لئے	نعمت کے باغات

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے نعمت کے باغات ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقًّا	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
ہمیشہ رہیں گے	اس میں	اللہ کا وعدہ	سچا	اور وہ	غالب	حکمت والا

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

⑧ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ○

⑧ بے شبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے جنت میں نعمتیں ہیں۔

⑨ خَالِدِينَ فِيهَا حَالٌ مُقَدَّرَةٌ أَيْ مُقَدَّرًا خُلُودُهُمْ فِيهَا إِذَا دَخَلُوهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ أَيْ وَعَدَهُمُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَحَقَّهُ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الَّذِي لَا يَغْلِبُهُ شَيْءٌ فَيَمْنَعُهُ عَنْ إِنْجَازِ وَعْدِهٖ وَوَعِيدِهٖ الْحَكِيمُ ○ الَّذِي لَا يَضَعُ شَيْئًا إِلَّا فِي مَحَلِّهٖ.

⑨ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے ان سے سچا وعدہ کیا ہے اس میں خلاف نہ ہوگا۔

اور وہ غالب ہے کہ اس پر کوئی چیز غالب نہیں کہ وہ اس کو روکے۔ وعدہ ثواب اور عذاب کے پورا کرنے سے۔

حکمت والا ہے کہ ہر چیز کو اس کے موقع مناسب پر رکھتا ہے۔

تشریح

⑧ **ایمان اور نیک عمل والوں کے لئے اللہ کی نعمتیں** دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جو نہ صرف یہ کہ ایمان لائے بلکہ ایمان کے تقاضے کے مطابق نیک عمل بھی کئے ان کے لئے نعمت بھری جنتیں ہوں گی۔ ان جنتوں پر اور ان کی نعمتوں پر ان نیک بندوں کا حق ہوگا اور وہ ان سے پوری طرح لطف اندوز ہوں گے۔

⑨ **اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوگا** اللہ کے وہ بندے جو ایمان لائے اور نیکی کی راہ پر چلتے رہے ان کے لئے اللہ کی طرف سے نعمتوں سے بھرپور جنتیں ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ کوئی طاقت اس کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب اور زبردست اختیار والا ہے۔ اور نہ وہ بے موقع کسی سے وعدہ کرتا ہے کیونکہ وہ نہایت حکمت والا ہے اس کے یہاں کوئی غلط بخشش نہیں ہوگی کہ مستحق کو محروم رکھا جائے اور جو مستحق نہ ہوں ان پر نوازشیں کی جائیں۔ اب اس سے آگے توحید کی دعوت اور شرک کی تردید پر سلسلہ کلام شروع ہو رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ

اَنْ	رَوَاسِىَ	فِى الْاَرْضِ	وَاَلْقٰى	تَرَوْنَهَا	بِغَيْرِ عَمَدٍ	السَّمٰوٰتِ	خَلَقَ
کہ	پہاڑ (جمع)	زمین میں	اور اس نے ڈالے	تم انہیں دیکھتے ہو	بغیر ستون	آسمان (جمع)	اس نے پیدا کیا

اس نے ستون کے بغیر آسمانوں کو پیدا کیا، تم انہیں دیکھتے ہو اور اس نے ڈالے زمین میں پہاڑ کہ

تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

مَآءً	مِنَ السَّمَآءِ	وَاَنْزَلْنَا	دَآبَّةٍ	مِنْ كُلِّ	فِيْهَا	وَبَثَّ	تَمِيْدَ ، بِكُمْ
پانی	آسمان سے	اور ہم نے اتارا	جانور	ہر قسم	اس میں	اور پھیلائے	جھک (نہ) جائے تمہارے ساتھ

تمہارے ساتھ جھک نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ

فَاَرُوْنِىْ	خَلْقُ ، اللّٰهِ	هٰذَا	كَرِيْمٍ	زَوْجٍ	مِنْ كُلِّ	فِيْهَا	فَاَنْۢبَتْنَا
پس تم مجھے دکھاؤ	خلقت (بنایا ہوا) اللہ کا	یہ	عمدہ	جوڑے	ہر قسم	اس میں	پھر ہم نے اگائے

پھر ہم نے اُگائے اس میں ہر قسم کے عمدہ جوڑے ۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا ہے، پس تم مجھے دکھاؤ

ع ۱۰ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ	فِىْ	الظّٰلِمُوْنَ	بَلِ	مِنْ دُوْنِهٖ	الَّذِيْنَ	خَلَقَ	مَاذَا
کھلی گمراہی	میں	ظالم (جمع)	بلکہ	اس کے سوا	وہ جو	پیدا کیا	کیا

کیا پیدا کیا انھوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ۔

⑩ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اَىِ الْعَمَدُ جَمْعُ عِمَادٍ وَهُوَ الْاُسْطُوَانَةُ وَهُوَ صَادِقٌ بِاَنْ لَا عَمَدَ اَصْلًا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ جِبَالًا مُرْتَفِعَةً اَنْ لَا تَمِيْدَ تَتَحَرَّكَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

⑩ اللہ نے آسمانوں کو پیدا کیا بدون ستونوں کے جو نظر آتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ آسمان میں ستون ہی نہیں ہیں جو نظر آویں۔ اگر ہوتے تو نظر آتے

اور اس نے زمین پر اونچے اونچے پہاڑ رکھدئے کہ اس میں حرکت نہ ہو اور اس کی حرکت سے تم کو حرکت نہو۔

اور اس نے زمین میں ہر ایک قسم کے جانور پھیلائے۔

اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا،

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ صِنْفٍ حَسَنٍ

سو اس سے جما یا ہر ایک قسم کے درختوں کو۔

(۱۱) هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ اَیْ مَخْلُوْقُهٗ فَاَرُوْنِیْ اَخْبِرُوْنِیْ یَا اَهْلَ مَكَّةَ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ غَيْرِهٖ اَیْ اٰلِهَتُكُمْ حَتّٰی اَشْرَكْتُمُوْهَا بِهٖ تَعَالٰی وَمَا اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ مُبْتَدَاٌ وَّذَا بِمَعْنَی الَّذِیْ بِصِلَتِهٖ خَبَرُهٗ وَاَرُوْنِیْ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ وَمَا بَعْدَهٗ سَدَّ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ بَلْ لِلْاِنْتِقَالِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ بِاِشْرَاكِهِمْ وَاَنْتُمْ مِنْهُمْ

(۱۱) یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ سو اے مکہ والو تم مجھ کو بتلاؤ کہ تمہارے معبودوں نے جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے کیا پیدا کیا جس کی وجہ سے تم نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔

بلکہ ظلم کرنے والے ظاہر گمراہی میں ہیں کہ شرک کرتے ہیں اور تم بھی انھیں میں ہو۔

تشریح

(۱۰) اللہ کی تخلیق، قدرت اور حکمت کے مناظر ذرا آسمانوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو، یہ آسمان اور عالم افلاک میں بے شمار تارے اور سیارے اپنے اپنے مدار پر بغیر ستونوں کے اور بغیر ان سہاروں کے جو نظر آئیں گردش کر رہے ہیں۔ اللہ کا بنایا ہوا قانون جذب وکشش بغیر کسی تار کے ان سب کو جوڑے ہوئے ہے کیا تمہیں اس میں اللہ کی خلاقیت اس کی قدرت اور حکمت نظر نہیں آتی۔؟

○ اب ذرا زمین پر نظر ڈالو اس نے زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑدیں تاکہ زمین ڈھلک نہ جائے اس کا بیلنس قائم رہے اور وہ اپنے مدار پر جمی ہوئی گردش کرتی رہے کیا تمہیں اس میں اللہ کی قدرت کا کوئی کرشمہ نظر آتا ہے۔

○ اب ذرا زمین میں پھیلے ہوئے قسم قسم کے جانوروں کو دیکھو، ہزار ہا قسم کے جانور ان کی پرورش ان کی نسل کی افزائش اور پھر ان کا اتنا ہی پیدا ہونا کہ وہ حد سے آگے نہ نکل جائیں کیا تمہیں اس میں پروردگار کی کوئی حکمت نظر آتی ہے ؟

○ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے بارش ہوتی ہے اور اس سے زمین پر قسم قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگتی ہیں خوش منظر اور پر رونق درخت زمین کو حسن وجمال اور مخلوق کو غذا دیتے ہیں۔ کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کوئی کرشمہ تمہیں نظر آتا ہے ؟ آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کے بعد اب اور کس نشانی کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ ایک ایک چیز زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا خالق اور میرا رب اللہ ہے۔ صرف اللہ۔

(۱۱) ذرا معبودان باطل کی کوئی تخلیق دکھاؤ آسمان زمین، بارش کا برسانا اور طرح طرح کی چیزیں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں آیا کہ ان کا خالق اور رب اللہ ہے۔ معبود حقیقی اللہ کی تخلیق اس کی قدرت اور حکمت کی نشانیاں ہیں ——— اب ذرا معبودانِ باطل نے جو پیدا کیا اور بنایا وہ بھی دکھاؤ۔ وہ ہستیاں جن کو تم اپنی قسمتوں کا بنانے والا اور بگاڑنے والا سمجھتے ہو۔ اور جن کی بندگی بجالاتے ہو کچھ ان کا کارنامہ بھی دکھاؤ کہ انھوں نے کیا چیز بنائی اگر ان کی کسی تخلیق کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی تو پھر ان کو خدا کی خدائی میں کسی طرح بھی شریک ماننے کا کیا مطلب ہے ؟ کیا یہ کھلی گمراہی نہیں ہے ؟ مگر ان ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کوئی سروکار نہیں ہے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ اب آگے حضرت لقمان کی وہ نصیحتیں نقل کی جارہی ہیں جو انھوں نے اللہ کی طرف سے دانائی اور حکمت پاکر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	لُقْمٰنَ	الْحِكْمَةَ	اَنِ	اشْكُرْ	لِلّٰهِ	وَمَنْ
اور البتہ ہم نے دی	لقمان	حکمت	کہ	شکر کر	اللہ کا	اور جو

اور البتہ ہم نے دی لقمان کو حکمت (اور فرمایا) کہ اللہ کا شکر کرو اور جو

يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

يَّشْكُرْ	فَاِنَّمَا	يَشْكُرُ	لِنَفْسِهٖ	وَمَنْ	كَفَرَ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَنِيٌّ
شکر کرتا ہے	تو اسکے سوا نہیں (کہ)	وہ شکر کرتا ہے	اپنے لئے	اور جس نے	ناشکری کی	تو بیشک اللہ	بے نیاز

شکر کرتا ہے تو وہ صرف اپنے (ہی بھلے کے) لئے کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک اللہ بے نیاز

حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا

حَمِيْدٌ	وَاِذْ	قَالَ	لُقْمٰنُ	لِابْنِهٖ	وَهُوَ + يَعِظُهٗ	يٰبُنَيَّ	لَا
ستودہ صفات	اور جب	کہا	لقمان نے	اپنے بیٹے کو	اور وہ اسے نصیحت کر رہا ہے	اے میرے بیٹے	نہ

ستودہ صفات ہے اور (یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے بیٹے

تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ⑬

تُشْرِكْ	بِاللّٰهِ	اِنَّ	الشِّرْكَ	لَظُلْمٌ	عَظِيْمٌ
تو شریک ٹھہرا	اللہ کے ساتھ	بیشک	شرک	البتہ ظلم	عظیم

تو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا بے شک شرک ایک ظلم عظیم ہے۔

⑫ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ مِنْهَا
الْعِلْمُ وَالدِّيَانَةُ وَالْاِصَابَةُ فِي
الْقَوْلِ وَحِكَمُهٗ كَثِيْرَةٌ مَاْثُوْرَةٌ
كَانَ يُفْتِيْ قَبْلَ بَعْثِ دَاوٗدَ وَاَدْرَكَ
زَمَنَهٗ وَاَخَذَ مِنْهُ الْعِلْمَ وَتَرَكَ
الْفُتْيَا وَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ اَلَا اَكْتَفِيْ
اِذَا كُفِيْتُ وَقِيْلَ لَهٗ اَيُّ النَّاسِ
شَرٌّ قَالَ الَّذِيْ لَا يُبَالِيْ اَنْ
رَاٰهُ النَّاسُ مُسِيْئًا اَنْ اَيْ
وَقُلْنَا لَهٗ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ عَلٰى

⑫ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ الخ
اور تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (اس کی حکمت کی
بہت سی باتیں ہیں جو منقول ہیں۔ اور لوگوں میں معروف منجملہ
حکمتوں کے ہے اس کا علم، اور دیانت اور ٹھیک بات
جس میں غلطی نہ ہوتی تھی۔ لقمان فتویٰ دیتا تھا اور لوگوں کو
مسائل بتلاتا تھا داؤد کے مبعوث ہونے سے پہلے اس
نے داؤد کا زمانہ پایا اور اس سے علم حاصل کیا۔ اور بعد داؤد
کے مبعوث ہونے کے فتویٰ چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ میں کیوں نہ سبکدوش
ہوں جبکہ میں سبکدوش کیا گیا۔ اور اس سے کہا گیا کون زیادہ برا آدمی ہے
اس نے جواب دیا کہ بدترین ناس وہ ہے جس کو آدمی برائی میں دیکھیں اور اس کو
اس کی پرواہ نہ ہو۔ اور ہم نے لقمان سے کہا کہ اللہ کا شکر کر اس پر جو

مَا اَعْطَاكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ لِاَنَّ ثَوَابَ شُكْرِهٖ لَهٗ وَمَنْ كَفَرَ النِّعْمَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ خَلْقِهٖ حَمِيْدٌ ○ مَحْمُوْدٌ فِيْ صُنْعِهٖ

اس نے تجھ کو حکمت عطا کی۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے پس وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے کیونکہ اس کے شکر کا اسی کو ملے گا اور جو کوئی نعمت کی ناشکری کرتا ہے پس بے شبہ اللہ اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے اس کے افعال لائق تعریف ہیں۔

۱۳ وَاذْكُرْ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ تَصْغِيْرُ اِشْفَاقٍ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ فَرَجَعَ اِلَيْهِ وَاَسْلَمَ

۱۳ اور یاد کر جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا بیشک اللہ کے لئے شریک بنانا سخت ظلم ہے سو لقمان کے بیٹے نے نصیحت سنکر کفر سے توبہ کی اور اسلام لایا۔

تشریح

۱۲ حضرت لقمان کی نصیحت کہ اللہ کے شکر گزار بن کر رہو | حضرت لقمان ایک فہیم دانا، عقل مند، پاکباز اور متقی انسان کی حیثیت سے عرب میں معروف تھے۔ ان کے شخصی حالات زیادہ روشنی میں نہیں ہیں وہ نسل کے اعتبار سے حبشی تھے اور حضرت داؤدؑ کے عہد میں ہوئے تھے۔ انہوں نے عقل و حکمت کی وہ قیمتی باتیں بیان کی ہیں جو پیغمبروں کی تعلیم کے موافق تھیں۔ اللہ رب العزت نے ان کی باتوں کا حصہ اپنے کلام میں نقل فرما کر اس کی قدر و قیمت میں اضافہ فرما دیا۔ اب بتانا یہ ہے کہ شرک جس طرح انسانی فطرت کے خلاف ہے اللہ کی وحی اور انبیاء کی دعوت سے شرک کا غلط ہونا ثابت ہے اسی طرح دنیا کے عاقل و دانا لوگ بھی یہ معقول باتیں بتاتے چلے آئے ہیں۔

حضرت لقمان نے یہ حکیمانہ بات ارشاد فرمائی کہ انسان کو اپنے مالک حقیقی اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ بندہ کبھی بھی اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ شکر کے محتاج نہیں ہیں جو اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے وہ دراصل اپنے ہی لئے ہوتا ہے سمجھداری اور دانائی کا تقاضہ یہ ہے کہ ناشکری کو چھوڑے، احسان مندی اور اعتراف نعمت کا رویہ اختیار کرے نہ کہ کفرانِ نعمت کا۔ اللہ تعالیٰ کسی کے شکر کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ان کو کسی کی تعریف کی ضرورت ہے وہ بے نیاز ہیں اور بندہ ہر آن اُن کا محتاج ہے۔

۱۳ حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحت کہ بیٹا شرک کبھی نہ کرنا | حضرت لقمان کی وہ بات یاد کرو جب وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے کہ دیکھو میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی اور شریک مت کرنا۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اس سے بڑا حق مارنا کیا ہوگا کہ ان ہستیوں کو خالق کے برابر میں لاکر کھڑا کر دیا جائے جن کا تخلیق میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کو رازق مانا جائے جن کا رزق پہنچانے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ان کو منعم قرار دیا جائے جن کا نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی حصہ نہیں ہے اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہو سکتی ہے۔ ایک اولاد کے لئے ماں باپ کی محبت اور ان کا خلوص اور ان کی خیر خواہی کا جو تقاضہ ہے وہ حضرت لقمان کی زبان سے اپنی اولاد کے لئے ادا ہو رہا ہے۔ آدمی ہمیشہ اپنی اولاد کا بھلا چاہتا ہے حضرت لقمان بھی اپنے بیٹے کی بھلائی کے لئے اس کو اچھائی برائی سے آگاہ کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی بندگی کرنا سب سے بڑی زیادتی ہے اور دیکھو تم اس زیادتی سے بچتے رہنا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَّ

وَوَصَّيْنَا	الْإِنْسَانَ	بِوَالِدَيْهِ	حَمَلَتْهُ	أُمُّهُ	وَهْنًا	عَلَىٰ وَهْنٍ	وَّ
اور ہم نے تاکید کردی	انسان	اس کے ماں باپ کے بارے میں	اسے پیٹ میں رکھا	اسکی ماں	کمزوری	پر کمزوری	اور

اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (احسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری (جھیلتے ہوئے) اسے پیٹ میں

نصف

فِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ (۱۴)

فِصَالُهُ	فِي عَامَيْنِ	أَنِ اشْكُرْ لِي	وَلِوَالِدَيْكَ	إِلَيَّ	الْمَصِيرُ
اس کا دودھ چھڑانا	دو سال میں	کہ میرا شکر کر	اور اپنے ماں باپ کا	میری طرف	لوٹ کر آنا

رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا، کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا میری طرف (ہی) لوٹ کر آنا ہے

(۱۴) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
أَمَرْنَاهُ أَنْ يَبَرَّهُمَا
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ فَوَهَنَتْ
وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ أَيْ ضَعُفَتْ
لِلْحَمْلِ وَضَعُفَتْ لِلطَّلْقِ
وَضَعُفَتْ لِلْوِلَادَةِ وَّفِصَالُهُ
فِطَامُهُ فِي عَامَيْنِ وَقُلْنَا
لَهُ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ
إِلَيَّ الْمَصِيرُ ○ أَيِ الْمَرْجِعُ

(۱۴) اور ہم نے انسان کو یہ نصیحت کی ہے کہ اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کرے اس کے ماں باپ نے اس کو پیٹ میں رکھا سو وہ ضعیف ہوئی کے مرتبہ۔ اول جب حمل کے ضعیف ہوئے پھر درد زہ میں اس کو ضعف اور تکلیف پہنچی پھر بوقت ولادت اس کو ضعف ہوا۔
اور دو برس کے بعد اس کا دودھ چھڑایا
اور ہم نے آدمی کو کہا کہ
میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر میری ہی طرف تجھ کو آنا ہے۔

تشریح

(۱۴) **اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ دیکھو اپنے والدین کا اور خاص طور پر اپنی ماں کا حق پہچانو** اوپر حضرت لقمان کی نصیحت گزری جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ حق شناسی انسان کی بڑی صفت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے خود انسان کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین کا حق پہچانے اور خاص طور پر ماں کا جس نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اُسے اپنے پیٹ میں رکھا پھر دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔ حمل کا پیٹ میں رہنا اور پھر دودھ چھوٹنا اس میں تقریباً تیس مہینے لگتے ہیں اس عرصے میں کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے اپنا آرام اس پر قربان کرتی ہے اس لئے انسان پر لازم ہے کہ پہلے اپنے پروردگار کا حق پہچانے پھر ماں باپ کا اور خصوصاً ماں کا۔

اللہ کا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت کرے، ماں باپ کا حق یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کی خدمت اور اطاعت میں لگا رہے۔ ماں باپ کا کہنا مانے، جہاں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کا حق سب سے مقدم ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرماں برداری نہیں ہے۔ (لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

وَاِنْ	جَاهَدٰكَ	عَلٰٓى	اَنْ + تُشْرِكَ	بِىْ	مَا لَيْسَ	لَكَ	بِهٖ
اور اگر	وہ تیرے ساتھ کوشش کریں	پر (کہ)	کہ تو شریک ٹھہرائے	میرا	جس کا نہیں	تجھے	اس کا

اور اگر وہ دونوں تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم (سند)

عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّ

عِلْمٌ	فَلَا تُطِعْهُمَا	وَصَاحِبْهُمَا	فِى الدُّنْيَا	مَعْرُوْفًا	وَّ
کوئی علم	تو ان دونوں کا کہا نہ مان	اور ان کے ساتھ بسر کر	دنیا میں	اچھے طریقے سے	اور

نہیں، تو ان کا کہا نہ مان اور دنیا (کے معاملات) میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بسر کر اور

اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

اتَّبِعْ	سَبِيْلَ	مَنْ	اَنَابَ	اِلَىَّ	ثُمَّ	اِلَىَّ	مَرْجِعُكُمْ	فَاُنَبِّئُكُمْ
اور پیروی کر	راستہ	جو	رجوع کرے	میری طرف	پھر	میری طرف	تمہیں لوٹ کر آنا ہے	سو میں تمہیں آگاہ کروں گا

اور اس کے راستے کی پیروی کر، جو رجوع کرے میری طرف، پھر تمہیں میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے سو میں تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَىَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	يٰبُنَىَّ	اِنَّهَآ	اِنْ + تَكُ	مِثْقَالَ + حَبَّةٍ
جو کچھ	تم کرتے تھے۔	اے میرے بیٹے	بیشک وہ	اگر ہو	وزن (برابر) دانہ

آگاہ کروں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے! اگر (برائی) ایک رائی کے دانہ کے برابر (بھی) ہو، پھر وہ

مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى

مِّنْ	خَرْدَلٍ	فَتَكُنْ	فِىْ	صَخْرَةٍ	اَوْ	فِى السَّمٰوٰتِ	اَوْ	فِى
سے (کے)	رائی	پھر وہ ہو	میں	سخت پتھر	یا	آسمانوں میں	یا	میں

کسی سخت پتھر (چٹان) میں (پوشیدہ) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں

الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾

الْاَرْضِ	يَاْتِ	بِهَا اللّٰهُ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَطِيْفٌ	خَبِيْرٌ
زمین	لے آئیگا	اسے اللہ	بیشک	اللہ	باریک بین	خبردار

(پوشیدہ ہو) اللہ اسے لے آئیگا (حاضر کردیگا) بیشک اللہ باریک بین باخبر ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

يٰبُنَيَّ	اَقِمِ ، الصَّلٰوةَ	وَاْمُرْ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَانْهَ	عَنِ	الْمُنْكَرِ
اے میرے بیٹے	قائم کر نماز	اور حکم دے	اچھے کام	اور روک	سے	بُری بات،

اے میرے بیٹے نماز قائم کر اور اچھے کاموں کا حکم دے اور بری باتوں سے روک۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ج ⑰

وَاصْبِرْ	عَلٰى	مَاۤ اَصَابَكَ	اِنَّ ذٰلِكَ	مِنْ	عَزْمِ + الْاُمُوْرِ
اور صبر کر	پر	جو تجھ پر پہونچے	بیشک یہ	سے	بڑی ہمت کے کام

اور تجھ پر جو (افتاد) پہنچے اس پر صبر کر بیشک، یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

⑮ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنْ
تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ
بِهٖ عِلْمٌ مُوَافِقَةً لِلْوَاقِعِ
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى
الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اَىْ بِالْمَعْرُوْفِ
اَلْبِرُّ وَالصِّلَةُ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ
طَرِيْقَ مَنْ اَنَابَ رَجَعَ اِلَيَّ
بِالطَّاعَةِ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
فَاُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ وَجُمْلَةُ
الْوَصِيَّةِ وَمَا بَعْدَهَا اِعْتِرَاضٌ
⑯ يَا بُنَيَّ اِنَّهَاۤ اَىِ الْخَصْلَةُ
السَّيِّئَةُ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ
فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ
اَوْ فِى الْاَرْضِ اَىْ فِىْ اَخْفٰى
مَكَانٍ مِنْ ذٰلِكَ يَاْتِ
بِهَا اللّٰهُ فَيُحَاسِبُ عَلَيْهَا
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ بِاسْتِخْرَاجِهَا
خَبِيْرٌ ○ بِمَكَانِهَا

⑮ اور اگر تیرے ماں باپ تجھ پر یہ مشقت ڈالیں کہ تو بتوں
کو میرا شریک بنا دے جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اس امر میں ان
کا کہنا نہ مان۔
اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کر اور صلہ رحمی اور سلوک
کر۔
اور پیروی کر اس کے طریق کی جو میری طرف رجوع کرے
اور میری فرماں برداری کرے۔
پھر میری طرف تم سب کو آنا ہے سو میں تم کو خبر کر دوں گا تمہارے
اعمال کی
پھر تم کو اس کے مطابق بدلہ دونگا۔ یہ جملہ معترضہ تھا پھر نصیحت
لقمان کی شروع ہوئی
⑯ اے میرے پیارے بیٹے بیشک اگر برائی رائی کے دانہ
ہو پھر وہ پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں یا اس سے
بھی زیادہ پوشیدہ تر جگہ میں ہو اللہ اس کو ظاہر کر دے
گا اور اس کا حساب کرے گا

بیشک اللہ باریک بین ہے چھوٹی سی چیز بھی اس سے
پوشیدہ نہیں جانتا ہے اس کی جگہ کو۔

(۱۷) یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ بِسَبَبِ الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ اِنَّ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ اَیْ مَعْزُوْمَاتِهَا الَّتِیْ یُعْزَمُ عَلَیْهَا لِوُجُوْبِهَا

(۱۷) اے میرے پیارے فرزند نماز کو پوری طرح ادا کر اور بھلی بات کا حکم کر اور برائی سے منع کر اور جو کچھ تجھ کو تکلیف بہ سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پہنچے اس پر صبر کر۔ بیشک یہ جو کچھ مذکور ہوا۔ ضروری باتوں میں سے ہے جن کا لازم پکڑنا ضروری ہے

تشریح

(۱۵) اللہ تعٰ کا ارشاد کہ شرک میں والدین کی بات نہ مانی جائے۔ | حضرت لقمان نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے شرک سے باز رہنے کی نصیحت کی تھی۔ انھوں نے ماں باپ کا حق بیان نہیں کیا تھا کہ شاید اپنی غرض نہ معلوم ہو۔ اللہ تعٰ نے درمیان میں ماں باپ کا حق بتلایا اور ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اگر ماں باپ اللہ کے ساتھ کسی ہستی کو شریک کرنے کے لئے کہیں اور تو نہیں جانتا کہ وہ ہستی کون ہے تو شک وشبہ میں بھی والدین کی یہ بات بھی مت ماننا۔ البتہ دنیا میں دستور کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا۔

ان لوگوں کے راستے پر چلنا جو میرے دین پر چل رہے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر اور مخلص بندوں کا راستہ اختیار کرنا تمہیں اور تمہارے ماں باپ سب کو لوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے اور وہاں پہنچ کر کیا ماں باپ کیا اولاد سب کو حقیقت کا پتہ لگ جائیگا۔

(۱۶) حضرت لقمان کی دوسری نصیحت کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے | حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ بیٹا کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور پہاڑ کی کسی چٹان میں یا آسمان وزمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو تو اللہ اس کو نکال لائے گا۔ چٹان میں ایک چھوٹا سا دانہ تمہاری نگاہوں سے چھپ سکتا ہے مگر اللہ کی نگاہ سے نہیں چھپ سکتا۔ زمین وآسمان میں کوئی ذرہ تم سے دور ہو سکتا ہے مگر وہ اللہ کے بالکل قریب ہے۔ زمین کی تہہ میں پڑی ہوئی کوئی چیز تمہارے لئے اندھیرے میں ہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ روشن ہے تم کہیں بھی کسی حال میں بھی کوئی کام کروگے وہ اللہ سے چھپ نہیں سکتا۔ حساب کے وقت تمہارے اعمال کا پورا ریکارڈ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انتہائی باریک بیں اور بہت باخبر ہیں۔

تم کوئی کام لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کرسکتے ہو مگر اللہ سے چھپ کر نہیں کرسکتے۔

دل پر اللہ کی یہ پہرے داری انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانے کا سب سے زیادہ با اثر طریقہ ہے۔ ہر لمحہ یہ احساس کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے وہ ہماری ہر بات سے باخبر ہے اور ہمیں اس کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔

(۱۷) حضرت لقمان کی بیٹے کو تیسری نصیحت کہ اللہ کی بندگی کرو | حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ اللہ کے شکر گزار رہنے اور اور شرک سے بچنے کے ساتھ اللہ پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کی جائے۔ اللہ کی.... عبادت میں بڑی اہم عبادت نماز ہے لہذا بیٹا نماز قائم کرنا۔ خود بھی نیکی پر چلنا اور دوسروں کو بھی نیکی پر چلانے کی کوشش کرنا۔ اور برائیوں سے روکنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حوصلہ مند لوگوں کا کام ہے۔ اس راہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنا۔ ان کاموں کے لئے بڑی تاکید کی گئی ہے اور یہ کام کم ہمت لوگوں کا نہیں ہے اس کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ مخالفتوں سے گھبرا کر ہمت ہار دینا بہادروں کا کام نہیں ہے۔ اس لئے مخلوق کی اصلاح کے سلسلے میں جو بھی رکاوٹیں پیش آئیں ان کو ہمت کے ساتھ برداشت کرنا۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ

الْأَرْضِ	فِي	وَلَا تَمْشِ	لِلنَّاسِ	خَدَّكَ	وَلَا تُصَعِّرْ
زمین	میں	اور نہ چل	لوگوں سے	اپنا رخسار	اور تو ٹیڑھا نہ کر

اور تو لوگوں سے (بات کرتے ہوئے) اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر، اور زمین میں اِتراتا ہوا نہ چل

مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (۱۸)

فَخُوْرٍ	مُخْتَالٍ	كُلَّ	لَا يُحِبُّ	اِنَّ اللّٰهَ	مَرَحًا
خود پسند	اِترانے والے	ہر کسی	پسند نہیں کرتا	بیشک اللہ	اِتراتا

بیشک اللہ پسند نہیں کرتا کسی اِترانے والے خود پسند کو

(۱۸) وَلَا تُصَعِّرْ وَفِي قِرَاءَةٍ تُصَاعِرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ لَا تُمِلْ وَجْهَكَ عَنْهُمْ تَكَبُّرًا وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا اَيْ خُيَلَاءَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ مُتَبَخْتِرٍ فِي مَشْيِهِ فَخُوْرٍ ۝ عَلَى النَّاسِ

(۱۸) اور نہ موڑ اپنے چہرے کو لوگوں سے تکبر کی راہ سے اور زمین میں اترا کر نہ چل

بیشک اللہ کسی تکبر کی چال والے کو محبوب نہیں رکھتا جو لوگوں پر فخر کرے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے۔

تشریح

(۱۸) حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو چوتھی نصیحت اچھے اخلاق اختیار کرو غرور مت کرو

حضرت لقمان نے عقائد کے ساتھ اپنے بیٹے کو حسنِ اخلاق کی بھی تعلیم دی اور فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ منہ پھلا کر بات مت کیا کرو یعنی تمہاری گفتگو میں عاجزی شائستگی اور شیرینی ہونی چاہیئے۔ اور فرمایا کہ زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ اللہ تعالیٰ خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، چال میں اکڑ کا ہونا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ چلنے میں میانہ روی بات میں متانت آواز نہ اونچی ہو اور نہ ایسی کہ سنائی نہ دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم کی رفتار ایسی تھی جیسے کوئی بلندی سے نیچے اُتر رہا ہو۔ آپ جب گفتگو فرماتے تو نہ آواز اتنی بلند ہوتی کہ سننے والے کو گراں گزرے اور نہ اتنی ہلکی کہ سنائی نہ دے۔ ایک ایک لفظ واضح اور صاف ہوتا تھا

آیت میں "مختال" اور "فخور" دو لفظ آئے ہیں۔ مختال کا مطلب ہے کہ وہ شخص جو اپنی دانست میں اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتا ہو۔ اور فخور کا مطلب ہے جو اپنی بڑائی دوسروں پر ظاہر کرے۔ چال میں اکڑ اور اتراہٹ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی کے دماغ میں تکبر ہوتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کو بڑا سمجھیں۔ یہ دونوں ہی باتیں اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔ اس لئے حضرت لقمان نے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹے تمہارے اخلاق اچھے ہونے چاہئیں لوگوں سے منہ پھیر کر بات مت کرو۔ تمہاری چال میں تکبر اور بڑائی محسوس نہ ہو اس کے بجائے تواضع اور عاجزی کا اظہار ہو۔

حدیث میں ہے کہ:- مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

(جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اونچا اٹھاتے ہیں۔)

یعنی لوگوں کی نظروں میں اسکی عزت بڑھ جاتی ہے۔

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ

مِنْ + صَوْتِكَ	وَاغْضُضْ	مَشْیِكَ	فِیْ	وَاقْصِدْ
اپنی آواز کو	اور پست کر	اپنی رفتار	میں	اور میانہ روی کر

اور اپنی رفتار میں میانہ روی (اختیار) کر اور اپنی آواز کو پست رکھ۔

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ ع

ع ۸ ۱۱

الْحَمِیْرِ	لَصَوْتُ	الْاَصْوَاتِ	اَنْكَرَ	اِنَّ
گدھا	آواز	آوازیں	سب سے ناپسندیدہ	بیشک

بیشک آوازوں میں سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔

۱۹ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ تَوَسَّطْ فِیْهِ بَیْنَ الدَّبِیْبِ وَالْاِسْرَاعِ وَعَلَیْكَ السَّكِیْنَةَ وَالْوَقَارَ وَاغْضُضْ اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ اَقْبَحَهَا لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ○ اَوَّلُهٗ زَفِیْرٌ وَّاٰخِرُهٗ شَهِیْقٌ

۱۹ اور بیچ کی چال اختیار کر نہ بہت آہستہ کیڑے کی چال چل اور نہ دوڑ اور لازم پکڑ آہستگی اور بردباری کو

اور اپنی آواز کو پست کر بیشک سب سے زیادہ بری آواز گدھے کی ہے کہ اول بہت سخت ہوتی ہے اور آخر میں وہ شدت نہیں رہتی۔ پر ہر حال میں مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ جیسے دوزخیوں کا چلّانا اور آواز کرنا۔

تشریح

۱۹ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو پانچویں نصیحت رفتار اور بول چال میں میانہ روی اختیار کرو

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اولاد پر شفقت اور باپ کی مرحمت کی وجہ سے پانچویں نصیحت یہ کی کہ بیٹے تواضع، متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کرو۔ تمہارا چلنا ایک سیدھے سادے معقول اور شریف آدمی جیسا ہو۔ نہ تو اس میں اینٹھ اور اکڑ پن ہو، نہ مریل پن۔ اور نہ ریاکارانہ زہد و انکسار۔ دوسری بات گفتگو کے متعلق فرمائی کہ بے ضرورت مت بولو اور بولتے وقت حد سے زیادہ مت چلاؤ۔ اگر اونچی آواز سے بولنا کوئی کمال ہوتا تو ذرا خیال کرو گدھے کی آواز کتنی زور کی نکلتی ہے مگر وہ بڑی کریہہ اور کرخت ہوتی ہے۔ بے ڈھنگی اور بے سُری آواز گلا پھاڑ کر چلّانا گدھے کی سی آواز میں بولنا ہے۔

حضرت لقمان کا ناصحانہ کلام یہاں تک مکمل ہوا۔ پھر آگے حق تعہ کی عظمت و جلال اور اس کے احسانات اور بندوں پر اسکے انعامات کو یاد دلا کر توحید کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

اَلَمْ تَرَوْا	اَنَّ اللّٰهَ	سَخَّرَ	لَكُمْ	مَّا	فِي السَّمٰوٰتِ
کیا تم نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	مسخر کیا	تمہارے لئے	جو کچھ	آسمانوں میں

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ

وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَاَسْبَغَ	عَلَيْكُمْ	نِعَمَهٗ	ظَاهِرَةً	وَّ
اور جو کچھ	زمین میں	اور بھرپور دیں	تم پر (تمہیں)	اپنی نعمتیں	ظاہر	اور

اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمہیں اپنی ظاہر اور پوشیدہ نعمتیں بھرپور دیں۔ اور

بَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ

بَاطِنَةً	وَمِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يُّجَادِلُ	فِي + اللّٰهِ
پوشیدہ	اور بعض	لوگ	جو	جھگڑتا ہے	اللہ (کے بارہ) میں

لوگوں میں بعض (ایسے ہیں) جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ⑳

بِغَيْرِ	عِلْمٍ	وَّلَا هُدًى	وَّلَا	كِتٰبٍ	مُّنِيْرٍ
بغیر	علم	اور بغیر ہدایت	اور بغیر	کتاب	روشن

بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ

وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمُ	اتَّبِعُوْا	مَآ اَنْزَلَ	اللّٰهُ	قَالُوْا	بَلْ
اور جب	کہا جائے	ان سے	تم پیروی کرو	جو نازل کیا	اللہ	وہ کہتے ہیں	بلکہ

اور جب ان سے کہا جائے جو اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں بلکہ

نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

نَتَّبِعُ	مَا وَجَدْنَا	عَلَيْهِ	اٰبَآءَنَا	اَوَ لَوْ	كَانَ
ہم پیروی کریںگے	جو ہم نے پایا	اس پر	اپنے باپ دادا	کیا اگر	ہو

ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا (اس صورت میں بھی کہ)

الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

السَّعِيْرِ	عَذَابِ	اِلٰى	يَدْعُوْهُمْ	الشَّيْطٰنُ
دوزخ	عذاب	طرف	انکو بلاتا	شیطان

اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو

۲۰ اَلَمْ تَرَوْا تَعْلَمُوْنَ يَا مُخَاطَبِيْنَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُوْمِ لِتَنْتَفِعُوْا بِهَا وَمَا فِى الْاَرْضِ مِنَ الثِّمَارِ وَالْاَنْهٰرِ وَالدَّوَابِّ وَاَسْبَغَ اَوْسَعَ وَاَتَمَّ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَهِىَ حُسْنُ الصُّوْرَةِ وَتَسْوِيَةُ الْاَعْضَاءِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ وَّبَاطِنَةً وَهِىَ الْمَعْرِفَةُ وَغَيْرُهَا وَمِنَ النَّاسِ اَىْ اَهْلِ مَكَّةَ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى مِّنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ بَلْ بِالتَّقْلِيْدِ

۲۰ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً الخ

کیا اے مخاطبین تم نہیں جانتے کہ اللہ نے تمہارے تابع کیا ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں جیسے سورج اور چاند اور ستارے تاکہ تم کو ان سے نفع حاصل ہو اور تابع کیا تمہارے ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔ یعنی ان کو تمہارے کام کے لئے بنایا جیسے پھل اور نہریں اور چارپائے۔ اور پوری کی تم پر اپنی نعمت ظاہری اور باطنی۔ ظاہری نعمت یہ ہے صورت کا اچھا ہونا، اعضا کا مناسب و موزوں ہونا اور باطنی نعمت معرفت حق تعالیٰ کی اور اس کے سوا دیگر کمالاتِ باطنی۔ اور کفار مکہ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بدون اس کے کہ انکے پاس کوئی علم اور پیغمبر کی ہدایت اور کتاب روشن ہو۔ جو اللہ نے اتاری ہو بلکہ جھگڑا ان کا محض تقلید کی راہ سے ہے

۲۱ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا قَالَ تَعَالٰى اَيَتَّبِعُوْنَهٗ وَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ اَىْ مُوْجِبَاتِهٖ

۲۱ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس کی جو اللہ نے اتارا وہ کہتے ہیں بلکہ ہم پیروی کریں گے اس چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ پھر بھی اس کی پیروی کریں گے اگرچہ شیطان ان کو ایسے امور کی طرف بلاوے جو باعث عذاب دوزخ کا ہو۔

تشریح

(۲۰) زمین و آسمان کی کل مخلوق انسان کی خادم مگر خالق کے بارے میں بے علمی کی باتیں — اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی کل مخلوق انسان کے کام میں لگا دی ہے کہ وہ اس کی خدمت کر رہی ہے پھر انسان اپنے مالک و خالق کے کام میں کیوں نہیں لگتا اللہ نے کچھ چیزیں انسان کے تابع کر دی ہیں کہ وہ جس طرح چاہے انہیں استعمال کرے مثلاً ہوا، پانی، مٹی، آگ زمین سے اُگنے والی چیزیں، معدنیات، مویشی اور جانور ایسی بے شمار چیزیں ہیں کہ ہم ان سے کام لیتے ہیں۔

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے فائدہ کے لئے کام کرتی ہیں جیسے چاند سورج کہ ہمارے فائدے کے لئے خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں انسان کے اوپر تمام کر دی ہیں۔ کھلی نعمتیں تو وہ ہیں جو کسی نہ کسی طرح محسوس ہوتی ہیں اور انسان کے علم میں ہیں اور بے تکلف سمجھ میں آجاتی ہیں ۔ چھپی ہوئی نعمتیں بے حد و حساب وہ ہیں جو انسان کے جسم میں اور اس کے باہر کی دنیا میں انسان کے فائدے کے لئے کام کر رہی ہیں مگر انسان کو اس کا پتہ تک نہیں ہے انسان کی حفاظت کے لئے اس کے لئے سامانِ رزق پہنچانے کے لئے انسان کی نشوونما کے لئے بے شمار نعمتیں ہیں جن کا انسان کو ابھی تک بھی پتہ نہیں ہے وہ غور و فکر سے سمجھ میں آتی ہیں۔ ان میں اللہ کی وہ باطنی اور روحانی نعمتیں بھی ہیں جن میں اپنے پیغمبر مبعوث کرنا، اپنی کتاب نازل کرنا اور انسان کو اچھائی کی توفیق دینا یہ وہ باطنی نعمتیں ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں۔

اللہ کے ان تمام احسانات اور نعمتوں کے باوجود پھر بھی انسانوں میں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور بحثیں کرتے ہیں کہ وہ ہے یا نہیں، وہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی شریک ہیں اس کی کیا صفات ہیں۔ ان کی یہ بحثیں بے علمی کی وجہ سے ہیں نہ ان کے پاس وہ علم ہے کہ وہ عقل اور سمجھ سے کام لے کر اللہ کی معرفت حاصل کریں اور نہ وجدانی بصیرت ہے اور نہ ان کے پاس کوئی روشن کتاب ہے یعنی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی دلیل۔ اور بلاوجہ کی بحثیں کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ غور کیا جائے تو اللہ کی معرفت کے لئے اللہ کے احسانات اور اس کے انعامات ہی کافی ہیں۔

(۲۱) اللہ کی کتاب کی پیروی یا باپ دادا کی اندھی تقلید — ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کو جب دعوت دی جاتی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے تو اللہ کی نازل کردہ ہدایت پر چلنے کے بجائے ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہر قوم کے باپ دادا حق پر ہوں یہ ضروری ہے؟ ہو سکتا ہے کہ ایک غلط بات چل پڑی ہو اور لوگ دیکھا دیکھی ویسا ہی کرنے لگے ہوں۔ تحقیق یہ کرنی چاہئے کہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ راستہ صحیح ہے یا نہیں اور تحقیق کے بعد ہی اس راستے کو اختیار کرنا چاہئے کیونکہ صرف باپ دادا کی اندھی تقلید ہو سکتا ہے کہ شیطان ان کو بھٹکا رہا ہو اور بھٹکا کر ان کو عذاب میں مبتلا کر رہا ہو۔

اس لئے حق و صداقت کو جانچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک فہم و بصیرت دی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے پیغمبروں کو بھیجا ہے، اپنی کتابیں نازل کی ہیں۔ ان کی روشنی میں انسان اپنی زندگی کے سفر کی راہ متعین کرے۔

یعنی ہر رسم اور طریقہ جو چلا آرہا ہو برا نہیں ہوتا۔ مگر ہر رسم صحیح ہو یہ ضروری نہیں ہے اسی لئے انسان کو فہم و بصیرت اور اللہ کی ہدایت کو سامنے رکھنا چاہئے۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ

وَمَنْ	يُّسْلِمْ	وَجْهَهٗٓ	اِلَى + اللّٰهِ	وَهُوَ	مُحْسِنٌ	فَقَدِ
اور جو	جھکادے	اپنا چہرہ	اللہ کی طرف	اور وہ	نیکوکار	تو بیشک

اور جو جھکادے اپنا چہرہ (سرتسلیم خم کردے) اللہ کی طرف اور وہ نیکوکار ہو تو بیشک

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

اسْتَمْسَكَ	بِالْعُرْوَةِ	الْوُثْقٰى	وَاِلَى + اللّٰهِ	عَاقِبَةُ
اس نے تھاما	حلقہ	مضبوط	اور اللہ کی طرف	انتہا

اس نے مضبوط حلقہ (دست آویز) تھام لیا اور اللہ کی طرف (ہی) تمام کاموں

الْاُمُوْرِ ۝۲۲ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ

الْاُمُوْرِ	وَمَنْ	كَفَرَ	فَلَا يَحْزُنْكَ	كُفْرُهٗ
تمام کام (جمع)	اور جو	کفر کرے	تو آپ کو غمگین نہ کردے	اس کا کفر

کی انتہا ہے اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کردے ۔ انہیں

اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

اِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ	فَنُنَبِّئُهُمْ	بِمَا عَمِلُوْا	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ
ہماری طرف	ان کا لوٹنا	پھر ہم انہیں ضرور جتلائیں گے	وہ جو کرتے تھے	بیشک اللہ	جاننے والا

ہماری طرف (ہی) لوٹنا ہے، پھر ہم انہیں ضرور جتلائیں گے وہ جو وہ کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کے بھید

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴

بِذَاتِ + الصُّدُوْرِ	نُمَتِّعُهُمْ	قَلِيْلًا	ثُمَّ + نَضْطَرُّهُمْ	اِلٰى	عَذَابٍ	غَلِيْظٍ
دلوں کے بھید	ہم انہیں فائدہ دینگے	تھوڑا	پھر ہم انہیں کھینچ لائیں گے	طرف	عذاب	سخت

جاننے والا ہے۔ ہم انہیں تھوڑا (چندروزہ) فائدہ دیں گے پھر ہم انہیں کھینچ لائیں گے سخت عذاب کی طرف

۲۲ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ
اَيْ يُقْبِلُ عَلٰى طَاعَتِهٖ
وَهُوَ مُحْسِنٌ مُوَحِّدٌ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى ، بِالطَّرَفِ الْاَوْثَقِ

۲۲ اور جو شخص اپنے چہرے کو اللہ کی طرف متوجہ کرے یعنی اس کی بندگی کی طرف رجوع کرے اور وہ موحد ہو تو اس نے مضبوط جانب کو پکڑا کہ جس کے ٹوٹنے کا خوف

الَّذِی لَا یَخَافُ انْقِطَاعَہٗ وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۞ مَرْجِعُهَا

نہیں ہے۔ اور اللہ کی طرف سب کام رجوع ہوتے ہیں۔

(۲۳) وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ يَا مُحَمَّدُ كُفْرُهٗ لَا تَهْتَمَّ بِكُفْرِهٖ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ اَیْ بِمَا فِیْهَا كَغَیْرِهٖ فَمُجَازٍ عَلَیْهِ

(۲۳) اور جو شخص کافر ہو تو اے محمدؐ تو ان کے کفر کی وجہ سے غمگین نہ ہو۔ ہماری طرف ان کو آنا ہے سو ہم ان کو خبر کردیں گے جو کچھ انھوں نے کیا بیشک اللہ جانتا ہے دل کی باتوں کو۔ جیسے اور چیزوں کو جانتا ہے۔ پھر ان کو بدلہ دینے والا ہے۔

(۲۴) نُمَتِّعُهُمْ فِي الدُّنْيَا قَلِيْلًا اَیَّامَ حَیٰوتِهِمْ ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۞ وَهُوَ عَذَابُ النَّارِ لَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا

(۲۴) ہم ان کو دنیا میں تھوڑی مدت فائدہ دیتے ہیں یعنی بقدر ان کی حیات کے پھر آخرت میں ان کو ڈالیں گے سخت عذاب یعنی دوزخ میں کہ وہ اس سے کہیں بھاگ نہ سکیں گے۔

تشریح

(۲۲) **اللہ کی ہدایت کا راستہ سب سے مضبوط اور بے خطر راستہ ہے**۔ بجائے اس کے کہ انسان آنکھیں بند کر کے حق و ناحق کی تمیز کے بغیر پرانے وقتوں کے چلے ہوئے راستے پر چلتا رہے۔ انسان کے لئے سب سے محفوظ اور بے خطر راستہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی ہدایت قبول کر کے پورے طور پر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردے اور اپنے سارے معاملات اللہ کی ہدایت کی روشنی میں چلائے۔ یہ بات زبان کی حد تک نہ ہو بلکہ عملاً پورے اخلاص کے ساتھ وہ اللہ کا بندہ بن جائے تو یہ سمجھ لو کہ اس نے اپنے آپ کو ہر خطرہ سے محفوظ کرلیا اور ایسا بھروسے کے قابل سہارا اس کو مل گیا کہ اب اسے غلط رہنمائی کا کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں رہا۔

ہر طرف سے کٹ کر اسے اللہ کی ہدایت کے مضبوط سہارے کو کیوں تھامنا چاہیئے اس لئے کہ سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پس جو اس کی رسی کو پکڑے رہے گا وہ بے خوف و خطر منزل تک پہونچ جائے گا۔ بیشک انسان عقل و فہم سے کام لے لیکن عقل و فہم کو ہدایت الٰہی کے تابع بنادے۔

(۲۳) **اے نبیؐ جو آپ کی بات نہیں مانتا وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑتا اپنا ہی بگاڑ رہا ہے۔** بندوں کی ہدایت و رہنمائی کا یہ راستہ جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کو بتایا ہے اور اس کے لئے سب کے آخیر میں حضرت محمد رسول اللہؐ کو مبعوث فرمایا ہے جن پر دین ہر طرح سے مکمل ہوگیا اور کوئی گوشہ اس کا باقی نہیں رہا۔ اب اگر کوئی آپ کی بات نہیں مانتا اس کا یہ انکار اے نبیؐ آپ کو غم میں مبتلا نہ کرے آپ اس کے انکار پر رنجیدہ نہ ہوں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اپنا ہی بگاڑ رہا ہے۔ آخر تمام انسانوں کو پلٹ کر ہماری ہی طرف آنا ہے اس وقت سب کیا دھرا سامنے آجائیگا۔ وہ اپنے کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے۔

(۲۴) **دنیا کے مزے تھوڑے دن کے ہیں** اگر اللہ کی ہدایت سے منہ موڑنے والے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم دنیا میں خوب مزے کر رہے ہیں تو ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں۔ یہ عیش اور بے فکری چند دن کی ہے مہلت ختم ہونے پر سخت عذاب کے نیچے کھینچے چلے آئیں گے ان کی کیا مجال ہے کہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ کر نکل جائیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَلَئِنْ	سَاَلْتَهُمْ	مَّنْ خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضَ
اور اگر	تم ان سے پوچھو	کس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور	زمین

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ ؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۵

لَيَقُوْلُنَّ	اللّٰهُ	قُلِ	الْحَمْدُ لِلّٰهِ	بَلْ اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
تو وہ یقیناً کہیں گے	اللہ	فرمادیں	تمام تعریفیں اللہ کے لئے	بلکہ ان کے اکثر	جانتے نہیں

تو وہ یقیناً کہیں گے "اللہ نے" آپ فرمادیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

۲۵ وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِي الْاَمْثَالِ وَوَاوُ الضَّمِيْرِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ظُهُوْرِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ بِالتَّوْحِيْدِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وُجُوْبَهُ عَلَيْهِمْ

۲۵ اور بیشک اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

اے محمد کہہ کہ تمام تعریفیں اللہ کو ہیں کہ ان پر دلیل توحید کی ظاہر ہوئی۔ اور وہ انکار توحید میں مغلوب ہوئے بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے کہ اقرار توحید ان کو لازم ہے۔

تشریح

۲۵ **جب خالق اللہ ہے تو معبود دوسرا کیسے ہوسکتا ہے** انسانوں میں سے کسی انسان سے بھی آپ یہ سوال کرکے دیکھیں کہ بتاؤ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ خالق کائنات کون ہے کیا اس کائنات کی تخلیق میں اللہ کے سوا کسی اور کا حصہ ہے؟ تو ہر شخص یہی کہے گا کہ نہیں خالق تو وہی ہے۔ آپ کہیں، اللہ کا شکر ہے اتنی بات کا اعتراف تو سبھی کو ہے۔ کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا اللہ کے سوا کسی کا کام نہیں۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور انتہائی مضبوطی اور حکمت کے ساتھ اس کائنات کے نظام کو چلانا بغیر قدرت، بغیر علم و حکمت کے ممکن ہے؟۔ جب ہم اس کو خالق تسلیم کرینگے تو لازماً اس کے لئے قدرت علم، اختیار تمام صفات ماننی پڑیں گی کیونکہ ان صفات کے بغیر نہ زمین و آسمان اور کائنات کا پیدا کرنا ممکن ہے اور نہ ان کے نظام کو چلانا۔ اللہ کو خالق ماننے کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ وہی الٰہ اور رب ہے وہی عبادت اطاعت اور بندگی کا تنہا مستحق ہے۔ حمد و ثنا کے لائق صرف وہی ہے، وہی حاجت روا ہے اسی سے مانگنا چاہیے۔ وہی حاکم ہے اور وہی اپنے بندوں کے لئے زندگی کا قانون دینے والا ہے۔ سر نیاز اسی کے آگے جھکنا چاہیے۔ اسی کو حاکم ذی اختیار مقتدر اعلیٰ اور مطاع مطلق تسلیم کرنا چاہیے مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ خالق ماننے کے تقاضے کیا ہیں۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

لِلّٰهِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	اِنَّ	اللّٰهَ	هُوَ
اللہ کیلئے	جو کچھ	آسمانوں میں	اور زمین	بیشک	اللہ	وہ

اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ وہ

الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ

الْغَنِیُّ	الْحَمِیْدُ	وَلَوْ	اَنَّ	مَا	فِی الْاَرْضِ	مِنْ
بے نیاز	ستودہ صفات	اور اگر	یہ ہو کہ	جو	زمین میں	سے ۔ کوئی

بے نیاز ستودہ صفات ہے اور اگر یہ ہو کہ زمین میں جو بھی درخت

شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ

شَجَرَةٍ	اَقْلَامٌ	وَّالْبَحْرُ	یَمُدُّهٗ	مِنْۢ بَعْدِهٖ	سَبْعَةُ	اَبْحُرٍ
درخت	قلمیں	اور سمندر	اسکی سیاہی	اس کے بعد	سات	سمندر (جمع)

ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی (بن جائیں) اور اس کے بعد سات سمندر

مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾

مَّا نَفِدَتْ	كَلِمٰتُ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِیْزٌ	حَكِیْمٌ
تو بھی ختم نہ ہوں	اللہ کی باتیں	بیشک اللہ	غالب	حکمت والا

(اور ہوں) تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے

﴿۲۶﴾ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا فَلَا یَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ فِیْهِمَا غَیْرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ عَنْ خَلْقِهٖ الْحَمِیْدُ الْمَحْمُوْدُ فِیْ صُنْعِهٖ

﴿۲۶﴾ اللہ ہی کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

پس کوئی مستحق عبادت کا نہیں آسمانوں میں اور زمین میں اس کے سوا۔ بیشک اللہ غنی ہے اپنی مخلوق سے اس کے افعال پسندیدہ ہیں۔

﴿۲۷﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ

﴿۲۷﴾ اور بے شبہ اگر تمام زمین کے درخت قلم ہوں اور ساتوں دریاؤں کا پانی سیاہی ہو۔

عَطْفٌ عَلٰی اِسْمِ اَنَّ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مِّدَادًا مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اَلْمُعَبَّرُ بِهَا عَنْ مَعْلُوْمَاتِهٖ بِكَتْبِهَا بِتِلْكَ الْاَقْلَامُ بِذٰلِكَ الْمِدَادِ وَلَا بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّ مَعْلُوْمَاتُهٗ تَعَالٰى غَيْرُ مُتَنَاهِيَةٍ

تو اللہ کی باتیں یعنی اس کی معلومات تمام نہ ہوں بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ قلم اور سیاہی ہو جب بھی تمام نہ ہوں کیونکہ معلومات اللہ تعٰالی غیر متناہی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ لَا يُعْجِزُهٗ شَىْءٌ

بیشک اللہ غالب ہے کہ کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کر سکتی

حَكِيْمٌ ○ لَا يَخْرُجُ شَىْءٌ عَنْ عِلْمِهٖ وَ حِكْمَتِهٖ

حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اس کے علم و حکمت سے باہر نہیں ہے۔

تشریح

(۲۶) اللہ خالق ہی نہیں مالک بھی ہے | اللہ تعالیٰ جہاں زمین و آسمان اور اس میں تمام چیزوں کے خالق اور پیدا کرنے والے ہیں۔ خالق ہونے کے ساتھ وہ تمام چیزوں کے مالک بھی ہیں۔ کائنات کی ہر ہر چیز اس کی ملک ہے۔ ہر چیز اس کی محتاج ہے اپنے وجود میں بھی اور وجود کے تقاضوں میں بھی۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ بالذات خود بخود سب عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے وہ آپ سے آپ محمود ہے کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے۔ ذرّہ ذرّہ اس کے کمال اس کے جمال اس کی خلاقی کی شہادت دے رہا ہے ہر مخلوق زبانِ حال سے اس کی حمد بجا لا رہی ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

(۲۷) اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں | زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب کے سب کاٹ کر تراش کر ان کے قلم بنا لئے جائیں اور جتنے سمندر ہیں ان میں مزید سات سمندر ملا کر روشنائی بنا لی جائے اور اللہ کی ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق اللہ کی وہ باتیں لکھنے لگے جس سے اس کے تخلیقی کام اس کی قدرت و حکمت کے کرشمے اس کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں اور یہ باتیں کیا اگر موجوداتِ عالم کی فہرست ہی بنانے لگیں تو ان کا بھی شمار نہیں کیا جا سکتا۔ قلم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے سیاہی ختم ہو جائے گی مگر اللہ کی تعریفیں اور اس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ؎ ما ہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

(دفتر کے دفتر ختم ہو گئے اور عمر پوری ہو گئی —— اور ہم ابھی تک آپ کا پہلا وصف بھی بیان نہیں کر سکے۔)

ابو داؤد کی حدیث شریف ہے:۔

"اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ"

(اے اللہ میں آپکی پوری تعریف نہیں کر سکتا، بس تو ایسا ہی ہے جیسا کہ خود تو نے اپنی تعریف فرمائی۔)

جو خدا اتنی بڑی کائنات کو پیدا کرنے والا اور اس کا نظام چلانے والا ہے اور اس کے ایک ایک جزء سے پوری طرح واقف ہے۔ مخلوقات میں سے کون ہے جس کے بارے میں اس کی ادنیٰ سی برابری کا تصور بھی کیا جا سکے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ

مَا خَلْقُكُمْ	وَلَا بَعْثُكُمْ	اِلَّا	كَنَفْسٍ + وَّاحِدَةٍ	اِنَّ
نہیں تم سب کا پیدا کرنا	اور نہیں تمہارا اٹھانا	مگر	جیسے ایک شخص	بیشک

نہیں ہے تم سب کا پیدا کرنا اور نہیں ہے تمہارا جی اٹھانا مگر جیسے ایک شخص (کا پیدا کرنا) بیشک

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٢٨﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	بَصِيْرٌ	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ	يُوْلِجُ	الَّيْلَ	فِي
اللہ	سننے والا	دیکھنے والا	کیا تو نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	داخل کرتا ہے	رات	میں

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ

النَّهَارِ	وَيُوْلِجُ	النَّهَارَ	فِي الَّيْلِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ
دن	اور داخل کرتا ہے	دن	رات میں	اور اس نے مسخر کیا	سورج	اور چاند	ہر ایک

دن میں اور دن کو داخل کرتا ہے رات میں اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک

يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٩﴾

يَّجْرِيْٓ	اِلٰٓى	اَجَلٍ	مُّسَمًّى	وَّاَنَّ	اللّٰهَ	بِمَا + تَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
چلتا رہے گا	طرف	مدت	مقررہ	اور یہ کہ	اللہ	اس سے جو کچھ تم کرتے ہو	خبردار

چلتا رہے گا مدت مقررہ (روز قیامت تک) اور یہ کہ جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

﴿٢٨﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ خَلْقًا وَّبَعْثًا لِاَنَّهٗ بِكَلِمَةِ كُنْ فَيَكُوْنُ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ يَسْمَعُ كُلَّ مَسْمُوْعٍ بَصِيْرٌ ○ يُبْصِرُ كُلَّ مُبْصَرٍ لَا يَشْغَلُهٗ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ

﴿٢٩﴾ اَلَمْ تَرَ تَعْلَمْ يَا مُخَاطَبًا

﴿٢٨﴾ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کر کے اٹھانا اللہ کے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ ایک جان کا پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا اسلئے کہ تمام مخلوق کا پیدا کرنا ایک مرتبہ کُن کے کہنے سے ہوگا۔ بیشک اللہ سننے والا ہے ہر ایک سننے کی بات کو سنتا ہے۔
دیکھنے والا ہے ہر ایک دیکھنے کی چیز کو دیکھتا ہے اس کو کوئی چیز کسی چیز سے مشغول نہیں کر سکتی۔

﴿٢٩﴾ اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ داخل کرتا ہے

اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ یُدْخِلُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ یُدْخِلُهٗ فِی الَّیْلِ فَیَزِیْدُ کُلٌّ مِّنْهُمَا بِمَا نَقَصَ مِنَ الْاٰخَرِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ کُلٌّ مِّنْهُمَا یَجْرِیْ فِیْ فَلَکِهٖ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی هُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

رات کو دن میں اور دن کو رات میں

سو جس قدر رات کم ہوتی ہے دن زیادہ ہوجاتا ہے اور جس قدر دن کم ہوتا ہے رات بڑھ جاتی ہے اور اللہ نے تابع کیا سورج اور چاند کو ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ میں چلتا ہے مدت معین تک یعنی قیامت تک اسی طرح چلتا رہے گا۔
اور بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

تشریح

(۲۸) اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصارت | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عالم یہ ہے کہ اس کے لئے ایک انسان کا پیدا کرنا اور جتنے انسان پیدائش کے آغاز سے لے کر پیدا ہوئے ہیں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہوں گے اس کے لئے آن کی آن میں ان کا پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ ایک انسان کے بنانے میں لگا ہوا ہے تو اس وقت دوسرے انسان نہیں بنا سکتا، ایک انسان ہو یا کھربوں انسان اس کے لئے آن کی آن میں بنا دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح موت کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کرنے میں بس صرف ارادہ کرنے کی دیر ہے۔ ادھر اللہ نے ارادہ کیا اور انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ ○ یہی حال اس کی سماعت اور بصارت کا ہے وہ بیک وقت ساری کائنات کی آوازیں الگ الگ سن رہا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ ایک آواز کے سننے میں وہ اس طرح مشغول ہو جائے کہ دوسری چیزیں نہ سن سکے۔

اسی طرح وہ ساری کائنات اور اس کی ایک ایک چیز کو بیک وقت پوری تفصیل کے ساتھ دیکھ رہا ہے اور کسی چیز کے دیکھنے میں اس کی بینائی اس طرح مشغول نہیں ہوتی کہ وہ دوسری چیزوں کو نہ دیکھ سکے۔

اللہ تعالیٰ کو تمام اولین و آخرین اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکانے میں کوئی مشکل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہماری تمام باتوں کو سنتا ہے اور ہمارے سارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں ہے۔

(۲۹) دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت | کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اس نے سورج اور چاند اور تمام سیاروں اور ستاروں کو اٹل ضابطے میں کس رکھا ہے جس سے وہ ایک بال برابر ہٹ نہیں سکتے۔ جو خود اتنے مجبور ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں ___ ؟

اور یہ چاند اور سورج اور تمام تارے اور سیارے اور یہ زبردست نظام فلکی ان سب کی ایک عمر مقرر ہے جب تک مدت ہے یہ چل رہے ہیں ان میں نہ کوئی چیز ازلی ہے اور نہ ابدی۔ ان میں ہر چیز پہلے موجود نہ تھی۔ ان کا ایک آغاز ہے اور پھر موجود نہ رہے گی ان کا ایک انجام ہے ___ جو خود فانی ہے وہ بھلا معبود کیسے ہو سکتا ہے ___ ؟

حقیقت تو یہ ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے تو پھر اس کے لئے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا اور تمہارا حساب کتاب لینا کیا مشکل ہے۔؟

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

ذٰلِكَ	بِاَنَّ + اللّٰهَ	هُوَ الْحَقُّ	وَاَنَّ	مَا	يَدْعُوْنَ
یہ	اس لئے کہ اللہ	وہی برحق	اور یہ کہ	جو جس	وہ پرستش کرتے ہیں

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ اس کے سوا جس کی پرستش کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ

مِنْ + دُوْنِهٖ	الْبَاطِلُ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	الْعَلِيُّ
اس کے سوا	باطل	اور یہ کہ	اللہ	وہی	بلند مرتبہ

سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلند مرتبہ بڑائی

ع ۲ / ۱۲ — الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ

الْكَبِيْرُ	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ	الْفُلْكَ	تَجْرِيْ
بڑائی والا	کیا تونے نہیں دیکھا	کہ	کشتی	چلتی ہے

والا ہے ۔ کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ کی نعمتوں کے ساتھ کشتی

فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ

فِي الْبَحْرِ	بِنِعْمَتِ اللّٰهِ	لِيُرِيَكُمْ	مِّنْ اٰيٰتِهٖ	اِنَّ	فِيْ
دریا میں	اللہ کی نعمتوں کے ساتھ	تاکہ وہ تمہیں دکھادے	اس کی نشانیاں	بیشک	میں

دریا میں چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اس کی نشانیاں دکھادے ۔ بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ	صَبَّارٍ	شَكُوْرٍ
اس	البتہ نشانیاں	واسطے ہر	بڑے صبر والے	بڑے شکر گزار

اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں ۔

(۳۰) ذٰلِكَ المذکور بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الثَّابِتُ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ بِالياءِ

(۳۰) یہ جو کچھ مذکور ہوا اس لئے کہ اللہ موجود اور قائم ہے اور جن کی وہ لوگ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ سب

دَالتَّاءِ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ
الْبَاطِلُ الزَّائِلُ وَاَنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ عَلٰى خَلْقِهٖ
بِالْقَهْرِ الْكَبِيْرُ ○ اَلْعَظِيْمُ

باطل اور نابود ہیں.
اور بیشک اللہ اپنی مخلوق پر غالب اور بلند ہے بڑائی والا ہے.

(۳۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ السُّفُنُ
تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ
لِيُرِيَكُمْ يَا مُخَاطَبِيْنَ بِذٰلِكَ
مِّنْ اٰيَاتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
عِبَرًا لِّكُلِّ صَبَّارٍ عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ
شَكُوْرٍ ○ لِنِعَمِهٖ

(۳۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ الخ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں دریاؤں میں چلتی ہیں یہ اللہ کا تم پر انعام ہے تاکہ اے مخاطبین وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلا دے۔ بے شبہ اس میں جو مذکور ہوا عبرت ہے ہر ایک گناہوں سے بچنے والے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے والے کے لئے۔

تشریح

(۳۰) معبود برحق صرف اللہ ہے | حقیقت میں فاعل مختار پیدا کرنے والا اور تدبیر کے اختیارات کا اصل مالک صرف اللہ ہے اس لئے معبود حقیقی وہی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود اور موجود بالذات ہے۔ اپنے وجود کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے جب کہ ہر چیز اپنے وجود کے لئے اللہ کی محتاج ہے۔ اس لئے اللہ کو چھوڑ کر جو لوگ دوسری چیزوں کو پکارتے ہیں وہ سب خیالی چیزیں ہیں یعنی فرض کر لیا کہ فلاں ہستی کا خدائی میں دخل ہے، فلاں ہستی مشکل کشا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی ہستی نہ خدائی میں دخل رکھتی ہے نہ مشکل کشائی میں نہ حاجت روائی میں یہ سب فرضی اور خیالی باتیں ہیں۔ اللہ تو ہر چیز سے بالاتر ہے۔ سب چیزیں اس کے سامنے پست ہیں وہ تمام چیزوں سے برتر ہے، بزرگ ہے۔ اس کے سامنے ہر چیز چھوٹی ہے لہذا بندے کی انتہائی پستی اور تذلل جس کا نام عبادت ہے اس کی ہر قسم صرف اللہ اور اللہ ہی کے لئے ہونی چاہیئے۔

(۳۱) سمندر کا سفر۔ اللہ کی نشانیاں۔ صبر و شکر کے مواقع | گھر پر اور امن و اطمینان کی حالت میں انسان کے خیالات کچھ بھی ہوں لیکن سمندر کے سفر میں بہترین حفاظتی تدبیروں کے باوجود جن حالات سے سابقہ پڑتا ہے وہ انسان کے صبر اور شکر دو جذبوں کا امتحان ہوتے ہیں۔

پہلا جذبہ ہے انسان کا کہ وہ بڑا صبّار صبر کرنے والا ثابت قدم رہنے والا اور مشکل حالات میں جمنے والا ہو۔ دوسرے وہ شکور انتہائی شکر کرنے والا احسان پہچاننے والا نعمت کی قدر کرنے والا ہو۔

جس میں یہ دو صفات ہوں گی وہ سمندر کے سفر سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔

خود کشتیوں کا اور جہازوں کا سمندر میں چلنا بذاتِ خود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کیسے کیسے بھاری بھاری جہاز بھاری سے بھاری سامان لاد کر سمندر کی موجوں کو چیرتے پھاڑتے چلے جاتے ہیں۔

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

وَإِذَا	غَشِيَهُمْ	مَّوْجٌ	كَالظُّلَلِ	دَعَوُا + اللّٰهَ	مُخْلِصِيْنَ
اور جب	ان پر چھا جاتی ہے	موج	سائبانوں کی طرح	وہ اللہ کو پکارتے ہیں	خالص کرکے

اور جب موج ان پر سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص کرکے اسی کے

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ

لَهُ + الدِّيْنَ	فَلَمَّا	نَجّٰهُمْ	إِلَى الْبَرِّ	فَمِنْهُمْ	مُّقْتَصِدٌ
اس کے لئے دین (عبادت)	پھر جب	اس نے انہیں بچا لیا	خشکی کی طرف	تو ان میں کوئی	میانہ رو

لئے عبادت۔ پھر جب اس نے انہیں خشکی کی طرف بچا لیا تو ان میں کوئی میانہ رو رہتا ہے

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

وَمَا + يَجْحَدُ	بِاٰيٰتِنَآ	إِلَّا	كُلُّ	خَتَّارٍ	كَفُوْرٍ	يٰٓاَيُّهَا
اور انکار نہیں کرتا	ہماری آیتوں کا	سوائے	ہر	عہد شکن	ناشکرا	اے

اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتا سوائے ہر عہد شکن ناشکرے کے۔ اے

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ

النَّاسُ	اتَّقُوْا	رَبَّكُمْ	وَاخْشَوْا	يَوْمًا	لَّا يَجْزِيْ	وَالِدٌ
لوگو	تم ڈرو	اپنا پروردگار	اور خوف کرو	وہ دن	نہ کام آئے گا	کوئی باپ

لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو (جس دن) نہ کام آئے گا کوئی

عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ إِنَّ

عَنْ	وَّلَدِهٖ	وَلَا مَوْلُوْدٌ	هُوَ	جَازٍ	عَنْ	وَّالِدِهٖ	شَيْـًٔا	إِنَّ
سے۔کے	اپنے بیٹے	اور نہ کوئی بیٹا	وہ	کام آئے گا	سے۔کے	اپنے باپ	کچھ	بیشک

باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ بے شک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا

وَعْدَ + اللّٰهِ	حَقٌّ	فَلَا + تَغُرَّنَّكُمُ	الْحَيٰوةُ + الدُّنْيَا	وَلَا
اللہ کا وعدہ	سچا	سو تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے	دنیا کی زندگی	اور نہ

اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ دے ولاالشیطان

يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿۳۳﴾ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ

يَغُرَّنَّكُمْ	بِاللّٰهِ	الْغَرُوْرُ	اِنَّ + اللّٰهَ	عِنْدَهٗ	عِلْمُ
تمہیں ہرگز دھوکہ دے	اللہ سے	دھوکہ دینے والا	بیشک اللہ	اس کے پاس	علم

تمہیں ہرگز اللہ سے دھوکہ نہ دے بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا

السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي

السَّاعَةِ	وَيُنَزِّلُ	الْغَيْثَ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي الْاَرْحَامِ	وَمَا تَدْرِيْ
قیامت	اور وہ نازل کرتا ہے	بارش	اور وہ جانتا ہے	جو	(ماں کے) رحم میں	اور نہیں جانتا

علم، وہی بارش نازل کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو (ماں کے) رحم میں ہے اور نہیں جانتا

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ

نَفْسٌ	مَّاذَا	تَكْسِبُ	غَدًا	وَمَا	تَدْرِيْ	نَفْسٌ
کوئی شخص	کیا	وہ کرے گا	کل	اور نہیں	جانتا	کوئی شخص

کوئی شخص کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ

بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۴ ۱۳

بِاَيِّ	اَرْضٍ	تَمُوْتُ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	خَبِيْرٌ	
کس	زمین	وہ مرے گا	بیشک	اللہ	علم والا	خبردار	

کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ علم والا خبردار ہے۔

﴿۳۲﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ اَیْ عَلَا الْكُفَّارِ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ كَالْجِبَالِ الَّتِیْ تَظِلُّ مِنْ تَحْتِهَا دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ اَیِ الدُّعَاءُ بِاَنْ يُّنَجِّيَهُمْ اَیْ لَا يَدْعُوْنَ مَعَهٗ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ وَمِنْهُمْ بَاقٍ عَلٰى كُفْرِهٖ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ

﴿۳۲﴾ اور جب کافروں پر موج مثل پہاڑوں کے چھا جاتی ہے اس وقت وہ اللہ کو خالص جی سے پکارتے ہیں تاکہ ان کو نجات دے یعنی اس وقت اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے۔

پھر جب ان کو نجات دیکر خشکی میں پہنچاتا ہے سو بعض ان میں سے کفر و ایمان میں مذبذب رہتے ہیں اور بعض مرحج کفر پر باقی رہتے ہیں۔

ہماری ان نشانیوں کا جن میں سے موج دریا سے نجات دینا بھی

وَمِنْهَا الَّا نُجَاءُ مِنَ الْمَوْجِ اِلَّا
كُلُّ خَتَّارٍ غَدَّارٍ كَفُوْرٍ ○ لِنِعَمِ اللهِ

ہے وہی انکار کرتا ہے جو دھوکے باز اللہ کی نعمتوں کا ناشکرا ہے

(۳۳) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ
اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا
يَجْزِىْ يُغْنِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ
فِيْهِ شَيْئًا وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ
عَنْ وَّالِدِهٖ فِيْهِ شَيْئًا اِنَّ
وَعْدَ اللهِ بِالْبَعْثِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
بِاللهِ فِىْ حِلْمِهٖ وَاَمْهَالِهٖ
الْغَرُوْرُ ○ الشَّيْطَانُ

(۳۳) اے لوگو (یہ خطاب مکہ والوں کو ہے) اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف رکھو جس میں نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا نہ بیٹا باپ کے کام آوے گا۔

بیشک اللہ کا وعدہ قیامت کے ہونے کا سچا ہے۔
پس تم کو زندگی دنیا کی اسلام سے نہ روکے اور دھوکے میں نہ ڈالے اور اللہ کی بردباری اور مہلت دینے سے شیطان دھوکے باز تم کو دھوکے میں نہ رکھے

(۳۴) اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
مَتٰى تَقُوْمُ وَيُنَزِّلُ بِالتَّخْفِيْفِ وَ
التَّشْدِيْدِ الْغَيْثَ بِوَقْتٍ يَعْلَمُهٗ
وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ اَذَكَرٌ
اَمْ اُنْثٰى وَلَا يَعْلَمُ وَاحِدًا
مِنَ الثَّلَاثَةِ غَيْرُ اللهِ تَعَالٰى
وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا
تَكْسِبُ غَدًا مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ يَعْلَمُهٗ
اللهُ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ وَيَعْلَمُهُ اللهُ اِنَّ اللهَ
عَلِيْمٌ بِكُلِّ شَىْءٍ خَبِيْرٌ ○
بِبَاطِنِهٖ كَظَاهِرِهٖ رَوَى الْبُخَارِىُّ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثُ مَفَاتِيْحُ
الْغَيْبِ خَمْسَةٌ اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ
السَّاعَةِ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

(۳۴) بیشک اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کا آنا اور وہی بارش اتارتا ہے۔ اس وقت میں جو اس کو معلوم ہے۔

اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے آیا لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور ان تینوں چیزوں میں کسی ایک کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ آئندہ کیا عمل کرے گا بُرا یا بھلا۔
اور نہیں جانتا کوئی آدمی کہ کہاں مرے گا۔ اور اس کو اللہ جانتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کی ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے

اور امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے یہ حدیث روایت کی کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں اور یہ آیت آپ نے پڑھی اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ

تشریح

(۳۲) **طوفان کے وقت صرف اللہ کو پکارتا ہے** | سمندر میں کس طرح سے حوادث پیش آتے ہیں کس طرح طوفانوں سے گزرنا پڑتا ہے اور جب طوفان آتا ہے تو سمندر میں بڑے سے بڑے جہاز کی حیثیت ایک تنکے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ طوفانوں میں گھرا ہوا انسان سب کچھ بھول کر صرف اللہ کو پکارتا ہے۔ بڑی ناشکری ہوگی کہ ساحل پر قدم رکھنے کے بعد وہ اپنے اس محسن

کو بھول جائے جس نے اُسے طوفانوں سے نکالا ہے۔

(۳۳) سمندر کے طوفان سے بڑا طوفان "قیامت" | سمندر میں طوفان آتا ہے تو جہاز کے مسافروں میں افراتفری پھیل جاتی ہے ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اس طوفان میں ماں باپ اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتے بلکہ ایک دوسرے کو بچانے کی فکر کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات والدین کی محبت کا تقاضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان قربان کرکے بھی اپنی اولاد کو بچالیں۔

سمندری طوفان سے ایک اور بڑا طوفان بھی انسانیت کو گھیرنے والا ہے اور وہ ہولناک اور ہوشربا دن قیامت کا ہوگا۔ جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ اولاد اور ماں باپ کے رشتے، شوہر اور بیوی کا تعلق سب بے معنیٰ ہو کر رہ جائیں گے اور کوئی دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ یہ دن آ کر رہے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا کی چند روزہ بہار سے دھوکا نہ کھاؤ شیطان کی دغابازی سے ہوشیار رہو۔ جو اللہ کا نام لیکر تمہیں دھوکا دینا چاہتا ہے وہ تمہارے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اللہ غفور الرحیم ہے سب بخش دے گا کیوں فکر میں مرے جاتے ہو۔ کبھی اس طرح بہکاتا ہے کہ میاں جو مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا گھبرانے کی کیا بات ہے؟ غرض مختلف لوگوں کو مختلف انداز میں دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳۴) قیامت آئے گی مگر کب آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے | قیامت کا آنا یقینی ہے اللہ کا یہ فیصلہ ٹلنے والا نہیں ہے مگر جو لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قیامت کی گھڑی کا صحیح علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

○ انسان دنیا کی وقتی بہار پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن اس بہار کا سرا بھی اللہ کے قبضے میں ہے دنیا کی شادابی کا بہت کچھ حصہ بارش پر ہے لیکن بارش کا برسانا، کہاں اور کتنی بارش ہو یہ فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

○ عورت اور مرد کے نطفے سے حمل قرار پاتا ہے مگر پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ کیسا ہوگا، کن بھلائیوں کو لے کر آئیگا نہ تمہیں معلوم، نہ اس کو جس کے پیٹ میں بچہ پرورش پا رہا ہے۔

○ تمہیں یہ تک معلوم نہیں کہ کل تمہارے ساتھ کیا پیش آنا ہے۔ کوئی بھی حادثہ تمہاری تقدیر بدل سکتا ہے مگر ایک منٹ پہلے بھی تمہیں اس کی خبر نہیں ہوتی۔

○ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہاری زندگی کا خاتمہ کہاں ہوگا کس طرح ہوگا؟

یہ ساری معلومات اللہ نے اپنے پاس ہی رکھی ہیں ان میں سے کسی کا بھی علم اس نے کسی کو نہیں دیا۔ تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان معاملات میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اسی طرح دنیا کا خاتمہ کب ہوگا اس معاملے میں بھی اللہ کے فیصلہ پر اعتماد کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارا کام اتنا ہی ہے کہ اپنے جیسی تدبیر کئے جائیں اور باقی معاملات اللہ کے سپرد کردیں۔

۳۲

السجدہ

ترتیب تلاوت ۳۲	ترتیب نزول ۷۵
مکّی / مدنی مکّی	تعداد رکوعات ۳
تعداد آیات ۳۰	تعداد الفاظ ۳۷۴
تعداد حروف ۱۵۷۷	

اس سورت کی آیت ۱۵ میں ہے:

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ٥

(ہماری آیات پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنھیں یہ آیات سنا کر جب نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔)

اس آیت میں سجدہ کا مضمون آیا ہے اور اسی کو سورت کا عنوان بنا دیا گیا ہے ــــــ یہ آیت سجدہ ہے اس کو پڑھنے والا اور سننے والا عملاً سجدہ کر کے اپنی اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔

○ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ کا متوسط دور ہے جب کہ اسلام کی مخالفت میں وہ شدت پیدا نہیں ہوئی جو آخری دور میں پائی جاتی تھی۔

○ اس سورت کا مرکزی مضمون توحید، رسالت اور آخرت کے تعلق سے لوگوں کے شکوک وشبہات کو دور کرتے ہوئے ان کو ان تینوں باتوں کی دعوت دینا ہے۔

○ قرآن مجید چونکہ توحید، رسالت اور آخرت کی دعوت دیتا ہے اس لئے بتایا گیا ہے کہ بلاشبہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اسی لئے نازل کیا گیا ہے کہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو جگا یا جائے ــ ان سے کہا گیا ہے قرآن جو باتیں تمہارے سامنے رکھ رہا ہے ان میں سے کون سی بات ایسی ہے جو عقل اور صداقت کے خلاف ہو۔
زمین و آسمان کی بناوٹ اس کے انتظام پر نگاہ ڈالو، پھر خود اپنی پیدائش پر غور کرو کیا یہ سارا نظام ایک پروردگار کی گواہی نہیں دے رہا ہے۔ کیا تمہاری عقل یہ گواہی دیتی ہے کہ جس پروردگار نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا۔؟

○ بتایا گیا ہے کہ کسی پیغمبر کا آنا اور اس پر اللہ کا کلام نازل ہونا کوئی پہلی بار تو نہیں ہوا ہے کیا اس سے پہلے پیغمبر نہیں آئے ہیں کیا ان پر کتابیں نازل نہیں ہوئی ہیں؟ پھر بتایا گیا ہے کہ جو اللہ کی کتاب کو مانیں گے اور اس کو اپنا رہنما بنائیں گے وہی دنیا کے رہنما بنیں گے۔

○ متوجہ کیا گیا ہے کہ ذرا چل پھر کر تباہ شدہ بستیوں کا منظر بھی دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو کہ جن قوموں نے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا ان کا انجام کیا ہوا۔

○ اس سورت کے تمام مضامین کا حاصل یہ ہے کہ:۔

۱ــ قرآن کریم اللہ رب العالمین کا کلام ہے اس کو جھٹلانے کا انجام گزری ہوئی قوموں کے انجام میں دیکھ لو۔

۲ــ اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ ایمان والے اور ایمان نہ لانے والے ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ اس کے ساتھ خاص طور پر آخر شب کی نماز تہجد کی فضیلت اور اس کے فائدے بتائے گئے ہیں۔

۳ــ اہل ایمان کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ حق و باطل کا آخری فیصلہ قیامت کے روز ہوگا جب وہ دن آئے گا تو توبہ کرنا کسی کام نہ آئے گا۔ ماننا ہے تو اب مان لو، آخری فیصلے کا انتظار کرنا ہے تو بس انتظار ہی کرتے رہوگے۔

اٰیاتُہا ۳۰	۳۲ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۷۵	رُکُوعَاتُہا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۭ ﴿۲﴾

الٓمّٓ	تَنْزِیْلُ	الْکِتٰبِ	لَا رَیْبَ	فِیْہِ	مِنْ	رَّبِّ	الْعٰلَمِیْنَ
الٓمّٓ	نازل کرنا	کتاب	کوئی شبہ نہیں	اس میں	سے	پروردگار	تمام جہان

الف۔ لام۔ میم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب (قرآن) کا نازل کرنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الٓمّٓ ○ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ
(۲) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ الْقُرْاٰنِ مُبْتَدَأٌ لَا رَیْبَ فِیْہِ خَبَرٌ اَوَّلُ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ خَبَرٌ ثَانٍ

سورۂ سجدہ مکی ہے اس میں تیس آیتیں ہیں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الٓمّٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔
(۲) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ الخ قرآن کو جہان کے رب نے اتارا ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔

تشریح

(۱) حروف مقطعات | الف۔ لام۔ میم۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ ان کو الگ الگ کرکے پڑھا جاتا ہے۔

(۲) یہ خداوند عالم کا کلام ہے | یہ کتاب مقدس رب العلمین نے اتاری ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی دھوکا ہے۔

سورت کا یہ تمہیدی جملہ دعویٰ بھی ہے اور دعویٰ کی دلیل بھی۔ دعویٰ یہ ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے خداوند عالم کا کلام ہے اس کے مُنزّل من اللہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کتاب جس کی زبان سے پیش کی جارہی ہے اس کی پوری زندگی اس وقت کے لوگوں کے سامنے بھی تھی اور آج کے لوگوں کے سامنے بھی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جو شخص اس دعوے کے ساتھ قرآن کو پیش کررہا ہے کہ یہ میرا نہیں انسانوں کے رب کا کلام ہے وہ کتنا سچا سنجیدہ اور پاک سیرت انسان ہے۔ نبوت کے دعوے سے پہلے کسی نے اس کی زبان سے وہ باتیں نہیں سنی تھیں جو اس نے نبوت کے بعد بیان کرنی شروع کیں۔ اس شخص کی اپنی زبان طرز بیان اور اسلوب اور قرآن کی زبان اور طرز بیان میں ایک نمایاں فرق ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص بیک وقت دو طرح کی زبانیں اور اسلوب استعمال کرسکے۔

پھر اس کے معجزانہ ادب اور اس کے پاکیزہ مضامین جو انتہائی بلند پایہ ہیں۔ پھر اس کلام کی اثر انگیزی اور اس کے ماننے والوں کی زندگیوں میں صالح انقلاب یہ سب کچھ دعویٰ بھی ہے اور اپنے اندر دلیل دعویٰ بھی۔ اس لئے کوئی شک نہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیائے انسانیت عاجز تھی عاجز ہے اور عاجز رہے گی۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَاهُ	بَلْ	هُوَ الْحَقُّ	مِن	رَّبِّكَ	لِتُنذِرَ	قَوْمًا	مَّا
کیا	وہ کہتے ہیں	یہ اس نے گھڑ لیا ہے	بلکہ	یہ حق ہے	سے	تمہارا رب	تاکہ تم ڈراؤ	اس قوم کو	نہیں

کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ اس نے گھڑ لیا ہے (نہیں) بلکہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تاکہ تم اس قوم کو ڈراؤ جس کے

أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ③

أَتَاهُم	مِّن	نَّذِيرٍ	مِّن قَبْلِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَهْتَدُونَ
انکے پاس آیا	کوئی	ڈرانے والا	تم سے پہلے	تاکہ وہ	ہدایت پالیں۔

پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تم سے پہلے تاکہ وہ ہدایت پالیں

③ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ج مُحَمَّدٌ
لَا بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ
لِتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا مَّا نَافِيَةٌ
أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن
قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ○
بِإِنذَارِكَ

③ بلکہ کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنالیا ہے یہ قول کفار کا غلط ہے بلکہ یہ قرآن سچی کتاب ہے تیرے رب کی اتاری ہوئی تاکہ تو ڈراوے اس سے اس قوم کو کہ جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔
شاید وہ تیرے ڈرانے سے راہ پر آجاویں۔

تشریح

③ قرآن بلاشبہ وحی الٰہی ہے | قرآن کا کلام برحق ہونا اتنا واضح اور روشن ہے جیسے دن میں سورج نکل رہا ہو اور کوئی ہٹ دھرم کہہ دے کہ نہیں یہ دن نہیں ہے رات ہے — تعجب ہے اگر لوگ یہ الزام لگائیں کہ یہ کلام، محمدؐ نے خود لکھ کر جھوٹ موٹ اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کلام برحق ہے وحی الٰہی ہے یہ اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ جس قوم کے پاس ایک عرصے سے کوئی ہدایت دینے والا نہیں آیا شاید وہ اس کے ذریعے سے ہدایت پاجائے۔ عرب میں سب سے پہلے دین حق کی روشنی حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کے ذریعے پہونچی تھی اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ ہوئے جنھوں نے مکہ میں بیت اللہ کی تعمیر کی۔ عرب میں سب سے اخیر میں آنے والے پیغمبر جو حضرت محمدؐ سے تقریباً دو ہزار سال پہلے گزر چکے تھے وہ حضرت شعیبؑ تھے۔ قریب کی سرزمین میں آنے والے انبیاء حضرت موسیٰؑ، حضرت داودؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے واسطے سے بھی وہ توحید سے ناآشنا نہیں تھے۔ اگرچہ توحید کی دھندلی دھندلی روشنی کہیں کہیں چمکتی تھی۔ اور عرب کے لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ مگر ایک عرصہ گزرنے کے بعد اصل دین ابراہیمی کے نقوش بھی دھندلا گئے تھے اور شرک بت پرستی عام ہوچکی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجیں اور ان پر اپنا کلام نازل کریں تاکہ عالمی ہدایت کا سلسلہ مرکزِ ابراہیمی سے شروع ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ

اَللّٰهُ	الَّذِیْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَیْنَهُمَا	فِیْ
اللہ	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور جو	انکے درمیان	میں

اللہ (وہی ہے) جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان ہے

سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ

سِتَّةِ	اَیَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوٰی	عَلَی الْعَرْشِ	مَا لَكُمْ	مِّنْ
چھ	دن	پھر	اس نے قرار کیا	عرش پر	تمہارے لئے نہیں	کے

چھ دن میں پھر اس نے عرش پر قرار کیا ، تمہارے لئے اس کے سوا نہیں

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

دُوْنِهٖ	مِنْ	وَّلِیٍّ	وَّلَا شَفِیْعٍ	اَفَلَا	تَتَذَكَّرُوْنَ
سوا اس	سے۔ کوئی	مددگار	اور نہ سفارش کرنے والا	سو کیا تم	غور نہیں کرتے۔

کوئی مددگار ، اور نہ سفارش کرنے والا۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے۔؟

(۴) اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَهُوَ فِی اللُّغَةِ سَرِیْرُ الْمَلِكِ اِسْتِوَاءً یَّلِیْقُ بِهٖ مَا لَكُمْ یَا كُفَّارَ مَكَّةَ مِّنْ دُوْنِهٖ غَیْرِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ اِسْمُ مَا بِزِیَادَةِ مِنْ اَیْ نَاصِرٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یَدْفَعُ عَنْكُمْ عَذَابَهٗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ

(۴) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا پہلا دن تھا اور آخر ان میں سے جمعہ پھر حق تعالیٰ مستوی ہوا عرش پر جو استواء کہ اس کی شان کے مناسب ہے۔
تمہارے لئے اے کفار مکہ اللہ کے سوا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہیں جو تم سے عذاب الٰہی کو دفع کر سکے سو کیا تم اس میں غور نہیں کرتے کہ ایمان لاؤ۔

تشریح

(۴) اللہ ہی خالق کائنات ہے | پہلے کچھ بھی نہیں تھا اللہ نے تخلیق کا آغاز کیا تو زمین و آسمان اور اس کے درمیان جتنی چیزیں ہیں مختلف مرحلوں میں ان کی تخلیق فرمائی اور تخلیق کے وہ مرحلے اس کے اپنے مقررہ پیمانے کے مطابق چھ دن میں مکمل ہوئے۔ تخلیق کے ان مرحلوں سے زمین و آسمان گزرے تو یہ پوری کائنات اللہ کے تصرف و اختیار میں تھی۔ جب ہر طرف اسی کا تصرف و اختیار ہے اور وہ شاہانہ طور پر ہر چیز پر حکم چلا رہا ہے تو اس کے سوا نہ کوئی تمہارا حامی اور مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے آگے سفارش کرنے والا ہے اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں ان کی حیثیت مخلوق کی ہے وہ اپنی وسیع و عریض سلطنت میں ایک با اختیار حاکم و فرماں روا ہے۔ اگر اللہ تمہاری مدد نہ کرے تو کس کی طاقت ہے کہ تمہاری مدد کر سکے۔ اور اگر تمہیں پکڑے تو کس کا زور ہے کہ تمہیں چھڑا سکے۔ تم کس خام خیالی میں مبتلا ہو کیا تمہیں اب بھی ہوش نہیں آئے گا؟۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

يَعْرُجُ	ثُمَّ	الْاَرْضِ	اِلَى	السَّمَآءِ	مِنَ	الْاَمْرَ	يُدَبِّرُ
وہ رجوع کریگا	پھر	زمین	تک	آسمان	سے	تمام کام	وہ تدبیر کرتا ہے

وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک پھر (وہ کام) اس کی طرف رجوع

اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

تَعُدُّوْنَ	مِمَّا	اَلْفَ + سَنَةٍ	مِقْدَارُهٗ	كَانَ	فِىْ يَوْمٍ	اِلَيْهِ
تم شمار کرتے ہو	اس سے جو	ایک ہزار سال	اس کی مقدار	ہے	ایک دن میں	اسکی طرف

کرے گا ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے اس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶﴾

الرَّحِيْمُ	الْعَزِيْزُ	وَالشَّهَادَةِ	الْغَيْبِ	عٰلِمُ	ذٰلِكَ
مہربان	غالب	اور ظاہر	پوشیدہ	جاننے والا	وہ

وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے غالب مہربان

(۵) يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ مُدَّةَ الدُّنْيَا ثُمَّ يَعْرُجُ يَرْجِعُ الْاَمْرُ وَالتَّدْبِيْرُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ فِى الدُّنْيَا وَفِىْ سُوْرَةِ سَالَ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لِشِدَّةِ اَهْوَالِهٖ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْكَافِرِ وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَكُوْنُ اَخَفَّ عَلَيْهِ مِنْ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ يُصَلِّيْهَا فِى الدُّنْيَا كَمَا جَآءَ فِى الْحَدِيْثِ۔

(۵) اللہ تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک یعنی مدت دنیا میں قیامت تک ہر امر کی تدبیر فرماتا رہے گا پھر اس دن میں کہ جس کی مقدار ہزار برس کی ہے تمہاری گنتی اور شمار کے موافق ہر ایک کام کی تدبیر وہی فرما دے گا۔
(مراد ہزار برس کے دن سے قیامت کا دن ہے۔)

دوسری سورت میں پچاس ہزار برس کا فرمایا۔ یہ درازی قیامت کے دن کی کافروں کو معلوم ہوگی بسبب شدت ہول قیامت کے اور اہل ایمان پر وہ دن نماز فرض کے ادا کرنے کے وقت سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

۶ ذٰلِكَ الْخَالِقُ الْمُدَبِّرُ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَیْ مَا غَابَ عَنِ الْخَلْقِ وَمَا حَضَرَ الْعَزِيْزُ اَلْمَنِيْعُ فِیْ مُلْكِهٖ الرَّحِيْمُ ○ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ	۶ اللہ جو خالق تدبیر والا ہے جانتا ہے اس چیز کو جو مخلوق سے پوشیدہ ہے اور جو کچھ ظاہر ہے۔ غالب ہے اپنی بادشاہت میں قوت والا مہربان ہے ان پر جو اس کی بندگی کرتے ہیں۔

تشریح

۵ زمین سے آسمان تک تمام معاملات کی تدبیر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ زمین سے آسمان تک جملہ معاملات میں تدبیر فرماتے ہیں کہ ان کو کس طرح سے انجام دینا ہے اس کے لئے ظاہری اور معنوی ہر طرح کے اسباب کام میں لگ جاتے ہیں آخر وہ کام اللہ کے انتظام اور اس کی مشیت اور حکمت کے مطابق مدتوں جاری رہتے ہیں پھر اس کی تمام روداد کارکنانِ قضاء و قدر اللہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اس کام کے بعد دوسرے دن کا کام اللہ تعالیٰ سپرد فرماتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک دن کا کام دنیا کے حساب سے ایک ہزار سال کی تاریخ ہے۔ یعنی اللہ کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حساب کے پیمانے وہ نہیں ہیں جو ہمارے اس دنیا میں ہیں۔ اس طرح کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک دن ہمارے یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہے چنانچہ سورہ حج کی آیت ۴۷ میں ارشاد ہے

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

(یہ لوگ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں۔ اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تم لوگوں کے شمار سے ہزار برس جیسا ہوا کرتا ہے)

سورہ معارج میں ارشاد ہے کہ:

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ○ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ (المعارج آیات ۱ تا ۷)

(پوچھنے والا پوچھتا ہے اس عذاب کو جو واقع ہونے والا ہے کافروں کے لئے جس کو دفع کرنے والا کوئی نہیں ہے اس خدا کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے (یعنی درجہ بدرجہ کام کرنے والا ہے) چڑھتے ہیں اس کی طرف ملائکہ اور روح ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے پس اے نبی صبر جمیل سے کام لو۔ یہ لوگ اسے دور سمجھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔)

یعنی انسانی تاریخ میں خدا کے فیصلے دنیا کی گھڑیوں اور جنتریوں کے لحاظ سے نہیں ہوتے۔ اس لئے نتائج کے ظہور کے لئے دنیا کے اعتبار سے دن اور مہینے نہیں بلکہ سال اور صدیاں لگ جاتی ہیں۔

۶ کائنات کا نظام چلانے والی بلند و بالا ہستی | اس عظیم الشان کائنات کا انتظام چلانا اور اس کی تدبیر قائم کرنا اس بلند ہستی کا ہی کام ہے جو ہر ہر چیز کا جاننے والا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں ہے جو ہو چکا، جو ہے، اور جو ہوگا سب اس پر عیاں ہے۔ ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کی خبر رکھنے کے ساتھ وہ ہر چیز پر غالب اور زبردست ہے کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس کی راہ روک سکے۔ اس غلبے اور طاقت کے باوجود وہ ظالم و جابر نہیں ہے بلکہ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان اور رحیم و شفیق ہے۔ یہ اعلیٰ صفات رکھنے والی ہستی ہی اس کائنات کے نظام کو بخوبی چلا سکتی ہے۔

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

مِنْ	الْاِنْسَانِ	خَلْقَ	وَبَدَاَ	خَلَقَهٗ	کُلَّ + شَیْءٍ	اَحْسَنَ	الَّذِیْٓ
سے	انسان	پیدائش	اور ابتدا کی	جو اس نے پیدا کی	ہر چیز	خوب بنائی	وہ جس نے

وہ جس نے ہر شے خوب بنائی جو اس نے پیدا کی اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی

طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۚ ﴿۸﴾

مَّهِیْنٍ	مَّآءٍ	مِّنْ	مِنْ + سُلٰلَةٍ	نَسْلَهٗ	جَعَلَ	ثُمَّ	طِیْنٍ
حقیر (بے قدر)	پانی	سے	خلاصہ سے	اس کی نسل	بنایا	پھر	مٹی

سے کی پھر اس کی نسل کو بے قدر پانی کے خلاصہ سے بنایا۔

﴿۷﴾ اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ بِفَتْحِ اللَّامِ فِعْلًا مَاضِیًا صِفَةٌ وَ بِسُکُوْنِهَا بَدَلُ اِشْتِمَالٍ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ اٰدَمَ مِنْ طِیْنٍ ○

﴿۷﴾ وہ جس نے ہر چیز کو عمدہ طرح پیدا کیا اور آدمؑ کی پیدائش مٹی سے کی۔

﴿۸﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ ذُرِّیَّتَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ عَلَقَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ○ ضَعِیْفٍ هُوَ النُّطْفَةُ

﴿۸﴾ پھر اس کی اولاد کو قطرۂ منی سے بنایا جو گوشت کا ٹکڑا ہوا۔

تشریح

﴿۷﴾ اللہ کی ہر تخلیق لاجواب ۔ اور انسانی تخلیق کا آغاز | اللہ کی وسیع و عریض کائنات میں بیشمار مخلوقات ہیں مگر اللہ کی ہر تخلیق لاجواب اپنی جگہ موزوں اور متناسب ہے ہر چیز ایسی ہے جیسے اس کو ہونا چاہیئے نہ کوئی چیز بے ڈھنگی ہے نہ بے تکی ہے۔ ہر چیز کی بناوٹ اتنی موزوں اور اتنی متناسب کہ اس سے زیادہ موزونیت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کی بنائی ہوئی کسی چیز کے نقشے میں کسی کمی کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تو بار بار چیلنج کرتے ہیں کہ ہماری بنائی ہوئی ایک ایک چیز کو دیکھو کیا تمہیں اس میں کوئی کمی نظر آتی ہے؟ پھر دوبارہ پلٹ کر دیکھو کہیں کوئی کمی معلوم ہوتی ہے۔ ہر ہر چیز حسن تخلیق کا شاہکار نظر آتی ہے۔

اب اللہ کی بے شمار تخلیقات میں اس کی سب سے اہم مخلوق انسان کو لیجیئے۔ انسانی تخلیق کا آغاز اس طرح ہوا کہ اللہ نے سب سے پہلے انسان کو اپنے براہ راست تخلیقی عمل سے مٹی کے گارے سے تیار کیا پھر خود اسی انسان کے اندر توالد و تناسل کی ایسی صلاحیت رکھدی کہ اس کے نطفے سے انسان پیدا ہوتے چلے جائیں۔

﴿۸﴾ انسان اللہ کے تخلیقی عمل کا شاہکار | پہلا کمال یہ تھا کہ زمین سے کچھ مادے لیکر انسان جیسی حیرت انگیز صاحب شعور و عقل مخلوق بنا دی۔ دوسرا کمال یہ دکھایا کہ خود انسان ہی کے اندر انسان کی پیدائش کے لئے صلاحیت رکھ دی کہ اس سے دوسرے انسان پیدا ہوتے چلے جائیں زندگی کوئی حادثہ نہیں ہے بلکہ خالق کے تخلیقی عمل کا شاہکار ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

ثُمَّ - سَوّٰىهُ	وَنَفَخَ	فِيْهِ	مِنْ	رُّوْحِهٖ	وَجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ
پھر اسکے اعضاء کو ٹھیک کیا	اور پھونکی	اس میں	سے	اپنی روح	اور بنائے	تمہارے لئے	کان

پھر اس نے اس کے اعضاء کو ٹھیک کیا اور اس میں پھونکی اپنی (طرف سے) اپنی روح اور بنائے تمہارے لئے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨

وَالْاَبْصَارَ	وَالْاَفْـِٕدَةَ	قَلِيْلًا	مَّا	تَشْكُرُوْنَ	
اور آنکھیں	اور دل (جمع)	بہت کم	جو	تم شکر کرتے ہو	

اور آنکھیں اور دل ، تم بہت کم ہو جو تم شکر کرتے ہو۔

⑨ ثُمَّ سَوّٰىهُ اَیْ خَلَقَ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ اَیْ جَعَلَهٗ حَيًّا حَسَّاسًا بَعْدَ اَنْ كَانَ جَمَادًا وَجَعَلَ لَكُمُ اَیْ الذُّرِّيَّةَ السَّمْعَ بِمَعْنَى الْاَسْمَاعِ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ اَلْقُلُوْبَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ مَا زَائِدَةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلْقِلَّةِ

⑨ پھر آدم کو پیدا کیا درست اور اس میں اپنی روح ڈالی یعنی اس کو زندہ متحرک کر دیا بعد اس کے کہ وہ بے جان مٹی تھے۔
اور تمہارے لئے اے اولاد آدم کان اور آنکھیں اور دل بنایا۔
تم لوگ بہت ہی کم شکر گزار ہو۔

تشریح

⑨ انسانی تخلیق اپنی ابتداء سے کمال تک، اور پھر اس کا مقصد یہ ماء مہین حقیر سا پانی جو مختلف غذاؤں کا نچوڑ ہے۔ عورت اور مرد کا نطفہ یہ آپس ملتا ہے رحم مادر میں پہونچتا ہے۔ جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرتا ہے پھر وہ گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے تب پروردگار اس کو نک سُک سے درست کرتے ہیں ایک متناسب اعضاء والا بدن تیار ہو جاتا ہے۔ اب اس مادی بدن میں اللہ تعالٰی اپنی روح پھونکتے ہیں۔ "اپنی روح" یہ جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اس کو اپنا کہا عزت بڑھانے کے لئے بھی اور اس لئے بھی کہ یہ روح۔ صرف وہ زندگی نہیں ہے جس سے بدن کی مشین حرکت کرتی ہے بلکہ یہ روح وہ جوہر خاص ہے جس سے انسان فکر و شعور عقل وغیرہ اور فیصلے اور اختیار کا حامل ہوتا ہے اس کو اس لئے اپنی روح کہا کہ انسان کے یہ اوصاف اللہ کی صفات کا پرتو ہیں۔ اللہ کے علم سے انسان کو علم ملا ہے، اللہ کی حکمت سے انسان کو دانائی ملی ہے، اللہ کے اختیار سے انسان کو اختیار ملا ہے۔ اب یہ جیتا جاگتا انسان بن گیا جو سنتا ہے دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے۔

پروردگار نے انسان کو زبان دی! اور خطاب انسان سے براہِ راست ہو رہا ہے کہ ہم نے تم کو کان دیئے تم کو آنکھیں دیں تم کو دل دیئے، یہ سب طاقتیں ہم نے تمہیں کیوں دیں یہ بلند پایہ اوصاف ہم نے تم کو کیوں عطا کئے — تمہیں آنکھیں دیں کہ ان سے بصیرت حاصل کرو، تمہیں کان دیئے کہ ان سے حقیقت کی باتیں سنو، تمہیں دل دیئے کہ ان سے صداقت کو سمجھو اور صحیح راستہ فکر و عمل کا اختیار کرو اور سراپا شکر گزار بن کر رہو۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ

وَقَالُوْٓا	ءَاِذَا	ضَلَلْنَا	فِی	الْاَرْضِ	ءَاِنَّا	لَفِیْ	خَلْقٍ جَدِیْدٍ
اور انہوں نے کہا	کیا جب	ہم گم ہو جائینگے	میں	زمین	کیا ہم	تو۔ میں	پیدائش نئی۔

اور انہوں نے کہا کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا نئی پیدائش میں (آئیں گے) ؟

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

بَلْ	هُمْ	بِلِقَآئِ	رَبِّهِمْ	كٰفِرُوْنَ	
بلکہ	وہ	ملاقات سے	اپنا رب	منکر (جمع)	

بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں۔

۱۰ وَقَالُوْٓا اَیْ مُنْكِرُوا الْبَعْثِ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ غِبْنَا فِیْهَا بِاَنْ صِرْنَا تُرَابًا مُّخْتَلِطًا بِتُرَابِهَا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَتَسْهِیْلِ الثَّانِیَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَیْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَیْنِ فِی الْمَوْضِعَیْنِ قَالَ تَعَالٰی بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ بِالْبَعْثِ كٰفِرُوْنَ ○

۱۰ اور ان لوگوں نے جو حشر و نشر کے منکر ہیں کیا ہم جس وقت مٹی میں مل جائیں گے اس وقت پھر از سر نو زندہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ یہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں یعنی قیامت کے ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔

تشریح

۱۰ کیا مٹی میں ملنے کے بعد ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائیگا رسالت اور توحید پر نہ ماننے والوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اسلام کے تیسرے بنیادی عقیدے آخرت پر ان کے اعتراض کا جواب دیا جارہا ہے۔

نہ ماننے والوں کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ جواب دیا گیا کہ ذرا اس کلام کو دیکھو جو اُن پر نازل ہو رہا ہے۔ یہ خالق کا کلام ہے اور محمد کی رسالت کی تصدیق ہے۔

دوسرا اعتراض تھا کہ اللہ معبود واحد نہیں ہے۔ جواب میں کائنات کی تخلیق اس کے تدبر اور انتظام کو سامنے رکھ دیا گیا جو اللہ کے معبود اور اس کے واحد ہونے کی دلیل ہے۔

اب تیسرا اعتراض کہ ہم نہیں مانتے کہ ہم مرکر دوبارہ زندہ ہوں گے۔ جب ہم مٹی میں مل گئے تو کیا ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ جواب دیا گیا کہ تم مٹی ہی سے پیدا ہوئے تھے اس لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ پھر یہ کہ مٹی سے تم نہیں پیدا ہوئے تمہارا بدن پیدا ہوا۔ موت کے بعد بدن مٹی میں ملا تم مٹی میں نہیں ملے۔ تم تو جوں کے توں اپنے رب کے پاس چلے گئے اس لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوبارہ تو تمہارا بدن بنایا جائے گا۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ

قُلْ	يَتَوَفّٰىكُمْ	مَلَكُ الْمَوْتِ	الَّذِىْ	وُكِّلَ	بِكُمْ
فرما دیں	تمہاری روح قبض کرتا ہے	موت کا فرشتہ	وہ جو کہ	مقرر کیا گیا ہے	تم پر

آپ فرما دیں موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

ع ۱ / ۱۴
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ

ثُمَّ	اِلٰى + رَبِّكُمْ	تُرْجَعُوْنَ	وَلَوْ	تَرٰى	اِذِ	الْمُجْرِمُوْنَ
پھر	تم اپنے رب کی طرف	لوٹائے جاؤ گے	اور اگر	تم دیکھو	جب	مجرم (جمع)

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اگر تم دیکھو جب مجرم اپنے

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

نَاكِسُوْا	رُءُوْسِهِمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	رَبَّنَآ	اَبْصَرْنَا	وَسَمِعْنَا	فَارْجِعْنَا
جھکائے ہونگے	اپنے سر	اپنے رب کے سامنے	اے ہمارے رب	ہم نے دیکھ لیا	اور ہم نے سن لیا	پس ہمیں لوٹا دے

رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب! (اب) ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا پس ہمیں لوٹا دے

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

نَعْمَلْ	صَالِحًا	اِنَّا	مُوْقِنُوْنَ	وَلَوْ شِئْنَا	لَاٰتَيْنَا	كُلَّ نَفْسٍ
ہم کریں	اچھے عمل	بیشک ہم	یقین کرنے والے	اور اگر ہم چاہتے	ہم ضرور دیتے	ہر شخص

کہ ہم اچھے عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ضرور ہر شخص کو اسکی ہدایت

هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ

هُدٰىهَا	وَلٰكِنْ	حَقَّ	الْقَوْلُ	مِنِّىْ	لَاَمْلَئَنَّ + جَهَنَّمَ
اس کی ہدایت	اور لیکن	ثابت ہو چکی ہے	بات	میری طرف سے	البتہ میں ضرور بھروں گا جہنم

دے دیتے لیکن (یہ) بات ثابت ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں البتہ جہنم کو ضرور بھر دوں گا

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

مِنَ	الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	اَجْمَعِيْنَ
سے	جنوں	اور انسان	اکٹھے

اکٹھے جنوں اور انسانوں سے۔

(۱۱) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ
اَیْ بِقَبْضِ اَرْوَاحِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ اَحْيَاءً
فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ

(۱۱) ان سے کہہ دے کہ تم کو وفات دیگا وہ فرشتہ جو تمہارے روحوں کے قبض کرنے پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف زندہ کرکے لوٹائے جاؤ گے۔

پس وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۱۲) وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ الْكَافِرُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ مُطَاطِئُوْهَا حَيَاءً يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا مَا اَنْكَرْنَا مِنَ الْبَعْثِ وَسَمِعْنَا مِنْكَ
تَصْدِيْقَ الرُّسُلِ فِيْمَا كَذَّبْنَاهُمْ فِيْهِ فَارْجِعْنَا
اِلَى الدُّنْيَا نَعْمَلْ صَالِحًا فِيْهَا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○
اَلْاٰنَ فَمَا يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ وَلَا يَرْجِعُوْنَ وَجَوَابُ
لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا فَظِيْعًا
قَالَ تَعَالٰى

(۱۲) وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ الخ
اور اگر تو دیکھے جبکہ کافر اپنے رب کے سامنے شرمندگی سے سر جھکائے ہونگے یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا وہ جس کے ہم منکر تھے یعنی مر کر جینے کے۔
اور ہم نے سُن لیا تجھ سے پیغمبروں کا سچا ہونا ان امور میں جن میں ہم ان کو جھوٹا سمجھتے تھے۔
سو ہم کو لوٹا دنیا کی طرف کہ ہم وہاں جا کر نیک عمل کریں

بیشک اب ہم کو یقین ہو گیا۔
پھر ان کو ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور وہ دنیا کی طرف نہ لوٹائے جائیں گے
تو ان کی اس حالت کو دیکھ کر گھبرا جاوے اور بڑے خوف ناک امر کو دیکھے

(۱۳) وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا فَتَهْتَدِيْ
بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ بِاخْتِيَارٍ مِّنْهَا وَلٰكِنْ
حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ وَهُوَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ
الْجِنِّ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

(۱۳) اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک جان کو اس کی ہدایت دیتے جس سے وہ راہ پر آجاتا اور ایمان لاتا اور بندگی کرتا اپنے اختیار سے
ولیکن بات یہ ہے کہ میرا کلام حق ہے اور میرا وعدہ سچا ہے وہ یہ کہ میں دوزخ کو بھروں گا جنات اور آدمیوں سے سب سے۔

تشریح

(۱۱) موت کی حقیقت | تم محض بدن اور دھڑ نہیں ہو کہ مٹی میں مل کر مٹی بن گئے بلکہ تم حقیقت میں جان اور روح ہو جسے موت کا فرشتہ پورا کا پورا اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ اسی کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا موت کی حقیقت یہ ہے کہ جسم اور روح کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ روح بدن سے نکلنے کے بعد جوں کی توں باقی رہتی ہے۔ موت کے وقت جو چیز قبضے میں لی جاتی ہے وہ انسان کی جان اور روح ہے اور اسی سے اس کی شخصیت کا

تعلق ہے جس کو انا (ego) کہا جاتا ہے۔ اور اسی کو ہم، تم اور میں کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۱۲) میدان حشر کا منظر۔ جب مجرم سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اوپر کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ موت بدن پر طاری ہوتی ہے اور انسانی روح اور اس کی وہ انا اور خودی جو اعمال سے تیار ہوئی جوں کی توں رب کے حضور میں پیش ہو جاتی ہے۔ اسی روح کو میدان حشر میں سابقہ بدن کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا وہ لوگ جو دنیا میں موت کے بعد زندگی اور آخرت کے حساب کتاب کا انکار کرتے ہیں وہ مجرم بنے اللہ کے حضور میں سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور گڑگڑا رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب اب ہم نے حقیقت کا مشاہدہ کر لیا ہے خوب دیکھ اور سن لیا ہے۔ حق وہی ہے جو آپ نے پیغمبروں کے ذریعہ بتایا۔ اب آپ ہمیں ایک مرتبہ واپس بھیج دیں تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ اب سب باتوں پر ہمیں یقین آگیا ہے۔

(۱۳) اللہ کی طرف سے جواب دیا جائیگا۔ مشاہدہ کرانا کب تھا حقیقت کو مخفی رکھ کر تمہارا امتحان لینا تھا۔ اس بات کے جواب میں کہ اب ہم نے سب کچھ سن لیا اور دیکھ لیا ہے اور حقیقت ہمارے سامنے آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائیگا کہ ہم نے تمہیں دنیا میں امتحان اور آزمائش کے لئے بھیجا تھا۔ امتحان یہ تھا کہ حقیقت کو مخفی رکھ کر عقل اور دلائل سے اور علامات سے اور ہماری نشانیوں سے سچائی کو سمجھو اس کو مانو اور پھر نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھ کر ہمارے احکام کی تعمیل کرو۔

اگر مشاہدۂ حق کرانا ہوتا تو دنیا میں ہی کرا دیا جاتا ان تمام بکھیڑوں کی کتابوں کے نازل کرنے، پیغمبروں کے بھیجنے اور تمہیں سمجھانے بجھانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اب تم کہتے ہو کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجو تو ہم نیک بن کے دکھا دیں گے۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ تمہیں دنیا میں بھیجا جائے جو کچھ تم نے دیکھا سنا ہے وہ سب تمہیں یاد ہو اس صورت میں امتحان کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تمہیں کچھ یاد نہ ہو تمہاری شخصیت بالکل ایک نئی قسم کی شخصیت ہو اس صورت میں نتیجہ وہی ہوگا جو آج ہوا ہے۔

جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوا۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ (پارہ ۷ رکوع ۳ آیت ۲۸)

(ورنہ اگر انھیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا۔)

سب کو زبردستی راہ ہدایت پر قائم کرنا حکمت کے خلاف تھا لہذا وہ بات پوری ہوئی جو تخلیق آدم کے وقت ابلیس کو خطاب کرکے ارشاد فرمائی گئی تھی۔ ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور نسل آدم کو بہکانے کے لئے قیامت تک کی مہلت مانگی ابلیس کا دعویٰ تھا۔

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (سورہ ص رکوع ۵ آیت ۸۲ تا آیت ۸۵)

ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ، تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ

فَذُوْقُوْا	بِمَا	نَسِيْتُمْ	لِقَآءَ	يَوْمِكُمْ	هٰذَا	اِنَّا + نَسِيْنٰكُمْ
پس چکھو تم	وہ جو	تم نے بھلادیا تھا	ملاقات	اپنے دن	اس	بیشک ہم نے تم کو بھلادیا

بس تم اس کا (مزہ) چکھو جو تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات (حاضری) کو ہم نے (بھی) تمہیں بھلا دیا

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑭ اِنَّمَا

وَذُوْقُوْا	عَذَابَ + الْخُلْدِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	اِنَّمَا
اور چکھو تم	ہمیشہ کا عذاب	اس کا بدلہ جو	تم کرتے تھے	اس کے سوا نہیں ۔

جو تم کرتے تھے، اس کے بدلے ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ اس کے سوا نہیں کہ

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

يُؤْمِنُ	بِاٰيٰتِنَا	الَّذِيْنَ	اِذَا	ذُكِّرُوْا	بِهَا	خَرُّوْا سُجَّدًا
ایمان لاتے ہیں	ہماری آیتوں پر	وہ جو	جب	یاد دلائی جاتی ہیں	وہ	گر پڑتے ہیں سجدوں میں

ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدوں میں گر پڑتے ہیں۔ اپنے

السجدۃ ۹

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ⑮ السجدة

وَسَبَّحُوْا	بِحَمْدِ	رَبِّهِمْ	وَهُمْ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں	تعریف کے ساتھ	اپنا رب	اور وہ	تکبر نہیں کرتے

رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے ہوئے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

تَتَجَافٰى	جُنُوْبُهُمْ	عَنِ	الْمَضَاجِعِ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ
الگ رہتے ہیں	ان کے پہلو	سے	خوابگاہوں (بستروں)	وہ پکارتے ہیں	اپنا رب

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⑯

خَوْفًا	وَّطَمَعًا	وَّمِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ	
ڈر	اور امید	اور اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	وہ خرچ کرتے ہیں	

ڈر اور امید سے اور ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

⑭ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اَیْ بِتَرْكِكُمُ الْاِيْمَانَ

⑭ اور دوزخ کے فرشتے ان سے کہیں گے جب وہ اس میں ڈالے جاویں گے کہ چکھو تم اس عذاب کو اس سبب سے کہ تم بھولے اس

بِہٖ اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ تَرَکْنٰکُمْ فِی الْعَذَابِ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ الدَّائِمِ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْکُفْرِ وَالتَّکْذِیْبِ

دن کے آنے کو کہ تم ایمان نہ لائے اور آخرت کا یقین نہ کیا اس کو ہم نے تم کو عذاب میں چھوڑ دیا۔ اور چکھو تم عذاب ہمیشہ کا بہ سبب اپنے انکار اور جھٹلانے کے۔

۱۵ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الْقُرْاٰنِ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا وُعِظُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا مُتَلَبِّسِیْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ اَیْ قَالُوْا سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ عَنِ الْاِیْمَانِ وَالطَّاعَۃِ

۱۵ ہماری آیتوں یعنی قرآن پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب ان کو قرآن سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور حمد کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہیں اور ایمان اور بندگی سے تکبر نہیں کرتے

۱۶ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ تَرْتَفِعُ عَنِ الْمَضَاجِعِ مَوَاضِعِ الْاِضْطِجَاعِ بِفُرُشِھَا لِصَلٰوتِھِمْ بِاللَّیْلِ تَھَجُّدًا یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا مِّنْ عِقَابِہٖ وَّطَمَعًا فِیْ رَحْمَتِہٖ وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ یَتَصَدَّقُوْنَ

۱۶ ان کی کروٹیں خوابگاہوں سے جُدی رہتی ہیں تہجد کی نماز کے لئے اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید کر کے۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔

تشریح

۱۴ تم نے بدلے کے دن کو بھلا دیا تھا اب ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔ | تم یہ بھول گئے تھے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جو بھی تم عمل کرو گے تمہیں اس کا حساب دینا ہے اور تمہیں اس کا بدلہ ملنا ہے۔ اب تم نے جیسے عمل کئے ان کا مزا چکھو۔ ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا یعنی تم ہماری رحمت سے محروم ہو گئے۔ اب تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

مجرمین کے مقابلے میں اب آگے مومنین کا حال بیان ہوتا ہے۔

۱۵ اہل ایمان کا خوف وخشیت | مجرمین کے مقابلے میں جن میں سرکشی اور تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور جو شیطان کے پیرکار بنے ہوئے تھے۔ اہل ایمان کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے غلط خیالات کو چھوڑ کر اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت کو اپنی شان کے خلاف نہیں سمجھتے نفس کی بڑائی انہیں حق کو قبول کرنے اور رب کی اطاعت سے نہیں روکتی زبان سے بھی اللہ کی تسبیح اور اس کا ذکر اور اس کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں (اس آیت پر سجدہ کرنا عملاً بھی اللہ کی اطاعت کا اظہار ہے۔

۱۶ اہل ایمان راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں | اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ دن بھر محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ رزق حلال کے لئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور ان کی راتیں عیش وعشرت میں نہیں بلکہ اللہ کی عبادت میں گذرتی ہیں۔ نفس کا حق ادا کرتے ہوئے آرام بھی کرتے ہیں اور رات کا ایک حصہ اللہ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور جو اللہ نے ان کو رزق حلال عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں یعنی جان اور مال ہر طرح سے اللہ کی اطاعت ان کی زندگی ہوتی ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ

فَلَا تَعْلَمُ	نَفْسٌ	مَّآ	اُخْفِیَ	لَهُمْ	مِّنْ	قُرَّةِ اَعْیُنٍ
سو نہیں جانتا	کوئی شخص	جو	چھپا رکھا گیا	ان کے لئے	سے	آنکھوں کی ٹھنڈک

سو کوئی شخص نہیں جانتا جو چھپا رکھا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ

جَزَآءً	بِمَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	اَفَمَنْ	كَانَ
جزا	اس کا	جو وہ	کرتے تھے	تو کیا جو	ہو

اس کی جزا جو وہ کرتے ہیں۔ تو کیا جو مومن ہو

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا

مُؤْمِنًا	كَمَنْ	كَانَ	فَاسِقًا	لَا يَسْتَوٗنَ	اَمَّا
مومن	اس کے مانند جو	ہو	فاسق (نافرمان)	وہ برابر نہیں ہوتے	رہے

وہ اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو؟ (فرمادیں) وہ برابر نہیں ہوتے۔ رہے وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	فَلَهُمْ	جَنّٰتُ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	تو ان کے لئے	باغات

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے تو ان کے لئے رہنے کے

الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

الْمَاْوٰى	نُزُلًا	بِمَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ
رہنے کے	مہمانی	اس کے (صلہ میں) جو	وہ	کرتے تھے۔

باغات ہیں اس کے صلہ میں جو وہ کرتے تھے

﴿۱۷﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ خُبِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ مَا تَقَرُّ بِهٖ اَعْیُنُهُمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنٍ

﴿۱۷﴾ سو کوئی آدمی نہیں جانتا کہ جو کچھ ان کے لئے ٹھنڈک آنکھوں کی پوشیدہ رکھی گئی ہے عوض ان کے اعمال کا

۱۸ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ○ ای المؤمنون والفاسقون

(۱۸) سو کیا وہ شخص جو مومن ہے مثل اس کے ہے جو اللہ کی بندگی سے باہر ہے۔ ہرگز یہ دونوں برابر نہیں۔

۱۹ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا وهو ما يعد للضيف بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(۱۹) لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے سو ان کے لئے جنت میں ٹھکانا اور مہمانداری ہے۔ بہ سبب ان کے عملوں کے۔

تشریح

(۱۷) نیک بندوں کے لئے جنت کی خاص نعمتیں | اللہ کے وہ نیک بندے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس سے رحمت کی امید لگائے ہوئے ہیں چپکے چپکے رات کو اٹھ کر اس کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ان بندوں کے لئے جنت کی وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کوئی انسان ان نعمتوں کا تصور کر سکا۔

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں:۔ عَدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ۔ کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی کسی کان نے سنا، نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا۔ (راوی حضرت ابوہریرہ۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مسند احمد)

یہی حدیث تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ ساعدی نے بھی حضورؐ سے روایت کی ہے جسے مسلم، احمد، ابن جریر اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱۸) فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے | ایک وہ شخص جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کے قانون کو مان کر اس کی فرماں برداری کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو کھلی نافرمانیوں میں مبتلا ہے اور اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ نفس کی خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہے یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

اگر ایمان دار اور بے ایمان کا انجام اللہ کے یہاں ایک جیسا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اندھیر نگری اور چوپٹ راج ہوا۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔

(۱۹) اہل ایمان کے لئے جنت کا ٹھکانا | جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اللہ کے فضل و کرم سے ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے جنت ان کا ٹھکانا ہو گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ

كُلَّمَا	النَّارُ	فَمَاْوٰىهُمُ	فَسَقُوْا	الَّذِيْنَ	وَ اَمَّا
جب بھی	جہنم	تو ان کا ٹھکانا	نافرمانی کی	وہ جنہوں نے	اور رہے

اور رہے وہ جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہ جب بھی

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ قِيْلَ

وَقِيْلَ	فِيْهَا	اُعِيْدُوْا	مِنْهَآ	اَنْ يَّخْرُجُوْا	اَرَادُوْٓا
اور کہا جائے گا	اس میں	لوٹا دیے جائیں گے	اس سے	کہ وہ نکلیں	وہ ارادہ کریں گے

اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیے (دھکیل دیے) جائیں گے اور انہیں کہا جائیگا

لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

بِهٖ	كُنْتُمْ	الَّذِيْ	النَّارِ	عَذَابَ	ذُوْقُوْا	لَهُمْ
اس کو	تم تھے	وہ جو	دوزخ	عذاب	تم چکھو	انہیں

دوزخ کا عذاب چکھو، وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

الْاَدْنٰى	الْعَذَابِ	مِّنَ	وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ	تُكَذِّبُوْنَ
نزدیک	عذاب	کچھ	اور البتہ ہم انہیں ضرور چکھائینگے	جھٹلاتے

اور البتہ ہم انہیں ضرور چکھائیں گے کچھ عذاب نزدیک (دنیا) کا

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

يَرْجِعُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	الْاَكْبَرِ	الْعَذَابِ	دُوْنَ
لوٹ آئیں	شاید وہ	بڑا	عذاب	سوائے (پہلے)

(آخرت کے) بڑے عذاب سے پہلے شاید وہ لوٹ آئیں

﴿۲۰﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا بالکفر والتکذیب فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

﴿۲۰﴾ اور لیکن وہ لوگ جو فاسق و کافر ہیں بہ سبب تکذیب کے سو ان کے لئے دوزخ ہے۔ جب وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں ڈھکیل دیے جاوینگے اور ان سے کہا جاوے گا کہ:۔

لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○

چکھو عذاب دوزخ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے

(۲۱) وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى عَذَابَ الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَالْجَدْبِ سِنِيْنَ وَالْاَمْرَاضِ دُوْنَ قَبْلَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ لَعَلَّهُمْ اَيْ مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ اِلَى الْاِيْمَانِ

(۲۱) اور البتہ ہم ان کو چکھادیں گے عذاب دنیا میں ساتھ قتل اور قید اور برسوں کی قحط سالی اور بیماریوں کے۔
پہلے عذاب آخرت سے جو نہایت سخت ہے۔
تاکہ جو لوگ ان میں سے باقی رہیں ایمان کی طرف رجوع کریں۔

تشریح

(۲۰) ایمان نہ لانے والوں کا ٹھکانہ دوزخ | اہل ایمان کے مقابلے میں وہ لوگ جنھوں نے فسق کا رویہ اختیار کیا ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب کبھی وہ ان سے نکلنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں دھکیل دئے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ چکھو اب اسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

(۲۱) آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا میں چھوٹے چھوٹے عذاب تنبیہ کے لئے نازل ہوتے رہیں گے۔ | اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں آزمائش کے لئے اور امتحان کے لئے بھیجا ہے اور اس کو محدود دائرے میں عمل کی آزادی اور اختیار دیا ہے اور انسان کو ایسی صلاحیتیں دی ہیں کہ وہ علم اور عقل کی روشنی میں اپنے لئے صحیح فیصلہ کر سکے۔ ان انتظامات کے ساتھ پروردگار نے انسان کی ہدایت کے لئے اندرونی اور بیرونی بہت سے انتظامات کئے ہیں مگر بہرحال ارادہ اور اختیار انسان کو دیا ہے اور اس پر کوئی جبر نہیں کیا البتہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے کہ میرے بندے میری رضا کا راستہ اختیار کر کے میری نعتوں سے سرفراز ہوں۔ اس کے انصاف کا تقاضہ یہ ہے اور وہ تقاضہ پورا ہوگا کہ اچھوں کو اچھا اور بروں کو برا بدلہ ملے

اللہ کی رحمت اور شفقت کا ایک انداز یہ ہے کہ آخرت کی بڑی سزا سے بچانے کے لئے دنیا میں مختلف انداز سے اپنے بندوں کو اجتماعی اور انفرادی طور پر تنبیہ کرتا رہتا ہے تاکہ ان کو احساس ہو کہ ان کے اختیار کا دائرہ لامحدود نہیں ہے اور ان سے اوپر ایک بڑی طاقت ہے جو اُن پر کنٹرول کر رہی ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر انسان مختلف پریشانیوں دکھوں اور آزمائشوں سے گزرتا رہتا ہے۔

اسی طرح اجتماعی طور پر زلزلے، قحط سالی حادثات وغیرہ پیش آتے رہتے ہیں تاکہ انسان محسوس کرلے کہ وہ ایک عظیم طاقت کے سامنے کتنا بے بس ہے۔ اور راہِ راست اختیار کرے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں کسی نہ کسی چھوٹے عذاب کا مزا انہیں چکھاتے رہیں گے کہ شاید یہ اپنی باغیانہ روش سے باز آجائیں اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق ہوجائے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ

وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	ذُكِّرَ	بِاٰيٰتِ + رَبِّهٖ	ثُمَّ	اَعْرَضَ	عَنْهَا	اِنَّا	مِنَ
اور کون	بڑا ظالم	اس سے جو	نصیحت کی گئی	اس کے رب کی آیات سے	پھر	اس نے منہ پھیر لیا	اس سے	بیشک ہم	سے

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اس سے منہ پھیر لیا بیشک ہم

ع ۲ ۱۱ ۱۵

الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ

الْمُجْرِمِيْنَ	مُنْتَقِمُوْنَ	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	الْكِتٰبَ	فَلَا تَكُنْ	فِيْ
مجرم (جمع)	انتقام لینے والے	اور تحقیق ہم نے دی	موسیٰ	کتاب (توریت)	تو تم نہ رہو	میں

مجرموں سے انتقام (بدلہ) لینے والے ہیں اور تحقیق ہم نے موسیٰ ؑ کو توریت عطا کی تو تم اس کے ملنے کے متعلق

مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾

مِرْيَةٍ	مِّنْ لِّقَآئِهٖ	وَجَعَلْنٰهُ	هُدًى	لِّبَنِيْٓ + اِسْرَآءِيْلَ	
شک	اس کا ملنا	اور ہم نے بنایا اسے	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے	

شک میں نہ رہو۔ اور ہم نے اسے بنا دیا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے۔

(۲۲) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ القرآن ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اي لا احد اظلم منه اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ اي المشركين مُنْتَقِمُوْنَ ○

(۲۳) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ التوراة فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ شك مِّنْ لِّقَآئِهٖ وقد التقيا ليلة الاسرى وَجَعَلْنٰهُ اي موسى او الكتاب هُدًى هاديا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

(۲۲) اور اس سے زیادہ کون ناانصاف ہے جو اپنے رب کی آیتوں یعنی قرآن کے ساتھ نصیحت کیا جاوے۔ پھر اس سے منہ پھیرے۔ یعنی کوئی زیادہ ظالم اس سے نہیں بیشک ہم مشرکین سے بدلہ لینے والے ہیں۔

(۲۳) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ الخ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو توراۃ دی سو تو اے محمد ﷺ اس کے ملنے سے شک میں نہ رہ اور بیشک وہ دونوں ملے شب معراج میں۔ اور ہم نے موسیٰ کو یا توراۃ کو بنی اسرائیل کے واسطے ہادی بنایا۔

تشریح

(۲۲) پروردگار کی نشانیوں سے منہ پھیرنے والا سزا پا کر رہے گا اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور اس کی رہنمائی کے لئے اپنی نشانیاں کائنات میں بکھیر کر رکھ دی ہیں جو یہ بتا رہی ہیں کہ یہ کائنات نہ تو بے خدا ہے اور نہ اس کے بہت سے خدا ہیں۔

○ یہ نشانیاں زمین سے آسمان تک کائنات کے مجموعی نظام میں بکھری ہوئی ہیں۔ یہ کائنات کیسے وجود میں آئی اس پر

کیسی کیسی کاری گریاں ہیں، خالق کی قدرت کے نمونے ہیں۔ پھر یہ پورا نظام کتنا گٹھا بندھا ہوا اور منظم ہے انسان ذرا سا غور کرے تو اس کے لئے خالق کو پہچاننا کوئی مشکل نہیں ہے۔

○ دوسری وہ نشانیاں ہیں جو انسان کی اپنی پیدائش اس کی بناوٹ اور اس کے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ انسان کس طرح ایک حقیر پانی سے پیدا ہوتا ہے، رحم مادر میں پرورش پاتا ہے۔ اس کے متناسب اعضاء اس کا سراپا کون بناتا ہے۔ پھر اس میں کون جان ڈالتا ہے۔ پھر اس کی ایک فطرت اس کا ایک مزاج اس کا ایک ذوق اور طرح طرح کی صلاحیتیں اور گُن جو انسان اپنے ساتھ لے کر آتا ہے آخر یہ سب کس کی دین ہے؟ پھر پیدائش سے لیکر موت تک اس کی پرورش اور نگہبانی اور تمام ضروریات کی کفالت کون کرتا ہے۔ کیا انسان کا اپنا وجود خالق کی گواہی نہیں دے رہا ہے۔

○ پھر ذرا انسان اپنے دماغ اپنے وجدان اور اپنے شعور کو دیکھے یہ سب کس کی دین ہے؟ اچھائی اور برائی کی تمیز اس کے اخلاقی تصورات جو تمام جانداروں سے اس کو ممتاز کرتے ہیں یہ سب کس کی قدرت ہے؟۔

○ پھر وہ کھلی کھلی نشانیاں جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ بھیجتا ہے تاکہ انسان سمجھ سکے کہ اس کے پیغمبر جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں وہ کس درجہ معقول اور صحیح بات ہے۔

ان تمام نشانیوں کو نظر انداز کر کے جو شخص منہ پھیر کر چل دیتا ہے اس سے بڑا مجرم کون ہوگا یہ سب سے بڑھ کر ظالم ہے جو سمجھنے کے باوجود بھی نہیں سمجھتا۔ یہ اللہ کی گرفت سے کیسے بچ سکتا ہے۔

آگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ کو بھی کتاب دی تھی جس کی پیروی کر کے بڑے بڑے پیشوا اور امام بنے ہیں۔ آپ کو بھی اللہ کی طرف سے ایک عظیم کتاب ملی ہے جس سے ایک بڑی مخلوق ہدایت پائے گی اور بنی اسرائیل سے بڑھ کر آپ کی امت میں امام اور پیشوا ہوں گے۔

رسولوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی آتے رہے ہیں اور ان پر کتابوں کا نازل ہونا یہ بھی اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

(۲۳) اس سے پہلے حضرت موسیٰ پر کتاب نازل کر چکے ہیں۔ اور وہی کتاب بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنی۔

کسی پیغمبر پر کتاب کا نازل ہونا کوئی نرالہ واقعہ نہیں ہے اللہ کے بہت سے پیغمبروں میں سے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ پر ہم اس سے پہلے کتاب نازل کر چکے ہیں اور یہی کتاب بنی اسرائیل کی ہدایت اور ان کے عروج کا ذریعہ بنی۔

بنی اسرائیل کئی صدیوں سے مصر میں انتہائی ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے فرعونوں نے پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا تھا یہاں تک کہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور عورتوں کو کنیز بنا لیتا تھا۔ اس طرح ان کی نسل کشی کی جارہی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اسی قوم میں سے حضرت موسیٰؑ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا اور ان پر اپنی کتاب توریت نازل فرمائی اور اس کے فیض سے ایک دبی پسی قوم ہدایت پاکر قوموں کی امامت کے درجے کو پہونچی۔ اب اسی طرح کی چیز اللہ تعالےٰ نے مکہ معظمہ میں اپنے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی تو اب اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور اس کو کوئی انوکھا واقعہ قرار دینا تاریخ کی سچائیوں کا انکار کرنا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

وَجَعَلْنَا	مِنْهُمْ	اَئِمَّةً	يَّهْدُوْنَ	بِاَمْرِنَا	لَمَّا
اور ہم نے بنایا	ان سے	(جمع امام) پیشوا	وہ رہنمائی کرتے	ہمارے حکم سے	جب

اور جب ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے، وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے، جب انھوں

صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾

صَبَرُوْا	وَكَانُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يُوْقِنُوْنَ
انھوں نے صبر کیا	اور وہ تھے	ہماری آیتوں پر	یقین کرتے

نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین کرتے تھے۔

﴿٢٤﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ يَاءً قَادَةً يَّهْدُوْنَ النَّاسَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا عَلٰى دِيْنِهِمْ وَعَلَى الْبَلَاءِ مِنْ عَدُوِّهِمْ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا الدَّالَّةِ عَلٰى قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا يُوْقِنُوْنَ ○ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ

﴿٢٤﴾ اور بنی اسرائیل میں سے ہم نے پیشوا بنائے جبکہ انھوں نے مصیبتوں پر اور دشمنوں کی سختیوں پر صبر کیا اور اپنے دین میں پختہ رہے وہ ہدایت کرتے ہیں لوگوں کو ہمارے حکم سے۔

اور وہ ہماری وحدانیت اور نشانیوں کا یقین رکھتے ہیں

تشریح

﴿٢٤﴾ بنی اسرائیل کے حق پرستوں کو پیشوائی کا درجہ حاصل ہوا جب کسی قوم میں کوئی پیغمبر آتا ہے اور اس پر کتاب نازل ہوتی ہے تو قوم کے لئے ایک آزمائش ہوتی ہے۔ اگر قوم اس پر ایمان لائے اور اللہ کے احکام کی پیروی میں ثابت قدمی دکھائے اور حق پرستی میں ہر خطرے اور نقصان کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ ان امتحانات سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے بعد اس قوم کو پیشوائی کا درجہ ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا یقین کیا ایمان پر ثابت قدم رہے تو پھر ان میں سے ایسے پیشوا اور رہنما پیدا ہوئے جن کو رہنمائی کا مقام ملا۔

اب یہی معاملہ یہاں بھی ہوگا۔ یہ پیغمبر تمہارے سامنے ہیں۔ ان پر اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے۔ جو لوگ ان کے احکامات کی پیروی کریں گے اور اس کے لئے ہر طرح کی سختیاں برداشت کریں گے، تو انھیں عزت اور رہنمائی کا مقام ملے گا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	يَفْصِلُ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ + الْقِيٰمَةِ
بیشک	تمہارا رب	وہ	فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	قیامت کے دن

بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

فِيْمَا	كَانُوْا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ	
اس میں	وہ تھے	اس میں	اختلاف کرتے	

جس (بات) میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

﴿۲۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ

﴿۲۵﴾ بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت کے دن ان باتوں میں جن میں وہ دین کے بارے میں اختلاف کرتے تھے۔

تشریح

﴿۲۵﴾ آخری فیصلہ قیامت کے دن ہوگا! دنیا میں اللہ تعالیٰ ایسے واقعات دکھاتا رہتا ہے جنہیں دیکھ کر اور سمجھ کر انسان عبرت حاصل کرسکتا ہے۔ عاد اور ثمود کی تباہ شدہ بستیاں جن پر سفر کے دوران اہل عرب گزرتے رہتے ہیں گواہی دے رہی ہیں کہ جن لوگوں نے حق کا انکار کیا ان کا کیا انجام ہوا۔ باقی اہل حق اور منکرین کے درمیان آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔

روز قیامت اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا کہ ہر فرقہ اور ہر مسلک والا جو اپنے آپ کو اہل حق میں سمجھتا ہے ان میں سے کون حق پر ہے۔ دنیا میں دلائل عقلی اور نقلی کے ذریعہ حق و باطل کا فرق سمجھا جا سکتا ہے بشرطیکہ انسان سمجھنا چاہے لیکن جب انسان ایک خاص نقطۂ نظر اختیار کر لیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس میں تنگ نظری پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے حق کا سمجھنا کافی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے حق تک پہنچنے کے لئے دماغ کی کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رہنی چاہئیں۔ اور انسان کو پورے خلوص کے ساتھ حق تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

اَلْقُرُوْنِ	مِّنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَمْ اَهْلَكْنَا	لَهُمْ	لَمْ يَهْدِ	اَوَ
امتیں	سے	ان سے قبل	ہم نے کتنی ہلاک کیں	انکے لئے	ہدایت نہ ہوئی	کیا

کیا ان کے لئے (یہ حقیقت) موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے قبل کتنی (ہی) امتیں ہلاک کیں

يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

	اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ	لَاٰيٰتٍ	فِىْ ذٰلِكَ	اِنَّ	مَسٰكِنِهِمْ	فِىْ	يَمْشُوْنَ
	تو کیا وہ سنتے نہیں۔	البتہ نشانیاں	اس میں	بیشک	انکے گھر (جمع)	میں	وہ چلتے ہیں

وہ ان کے گھروں میں چلتے (پھرتے) ہیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں

(۲۶) اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ اَىْ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ اِهْلَاكُنَا كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرُوْنِ الْاُمَمِ بِكُفْرِهِمْ يَمْشُوْنَ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ لَهُمْ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ فِىْ اَسْفَارِهِمْ اِلَى الشَّامِ وَغَيْرِهَا فَيَعْتَبِرُوْا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰى قُدْرَتِنَا اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ○ سَمَاعَ تَدَبُّرٍ وَّاتِّعَاظٍ

(۲۶) کیا مکہ کے کافروں کو ظاہر نہیں ہوا کہ ہم نے بہت جماعتوں کو ہلاک کیا

بہ سبب ان کے کفر کے
جب مکہ والے شام وغیرہ کی طرف سفر کرتے ہیں

ان کے نشانات دیکھتے ہیں۔ سو چاہیئے کہ ان سے عبرت پکڑیں
بیشک اس میں جو مذکور ہوا نشانیاں ہیں ہماری قدرت کی سو کیا یہ لوگ غور کے ساتھ نہیں سنتے۔
اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

تشریح

(۲۶) رسول کو جھٹلانے کے بعد کوئی قوم بچ نہیں سکی | رسول کی بعثت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا وہ اللہ کی زمین پر اللہ کی کامل حجت بن کر آتے ہیں۔ اس لئے جس قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا وہ قوم بچ نہیں سکی۔ ان میں سے صرف وہی لوگ بچے ہیں جو اس پر ایمان لائے، رسول کو جھٹلانے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا سامان بن کر رہ گئے۔ کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

کیا ان واقعات میں انہیں کوئی ہدایت نہیں ملی؟ یہ اتنی بڑی بڑی نشانیاں، قوموں کی بستیوں کے کھنڈرات کیا ان سے کچھ نہیں کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ بہرے ہیں سنتے نہیں ہیں۔ کیا یہ اندھے ہیں دیکھتے نہیں ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ

أَوَ + لَمْ يَرَوْا	أَنَّا + نَسُوقُ	الْمَاءَ	إِلَى	الْأَرْضِ	الْجُرُزِ	فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا	تَأْكُلُ
کیا انہوں نے نہیں دیکھا	کہ ہم چلاتے ہیں	پانی	طرف	زمین	خشک	پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی	کھاتے ہیں

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی چلاتے ہیں (رواں کرتے ہیں) پھر اس سے ہم کھیتی نکالتے ہیں اس سے ان کے

مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ (۲۷) وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ

مِنْهُ	أَنْعَامُهُمْ	وَأَنْفُسُهُمْ	أَفَلَا يُبْصِرُونَ	وَيَقُولُونَ	مَتَى	هَذَا	الْفَتْحُ
اس سے	ان کے مویشی	اور وہ خود	تو کیا وہ دیکھتے نہیں	اور وہ کہتے ہیں	کب	یہ	فتح (فیصلہ)

مویشی کھاتے ہیں اور وہ خود (بھی) تو کیا وہ دیکھتے نہیں ؟ اور وہ کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا ۔ اگر

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۲۸) قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا

إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ	قُلْ	يَوْمَ + الْفَتْحِ	لَا يَنْفَعُ	الَّذِينَ + كَفَرُوا
اگر	تم ہو	سچے	فرما دیں	فتح (فیصلے) کے دن	نفع نہ دیگا	جنہوں نے کفر کیا (کافر)

تم سچے ہو ۔ آپؐ فرما دیں فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان (لانا) نفع نہ

إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۲۹) فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ

إِيمَانُهُمْ	وَلَا هُمْ	يُنْظَرُونَ	فَأَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَانْتَظِرْ
ان کا ایمان	اور نہ وہ	مہلت دئے جائیں گے	پس منہ پھیر لو تم	ان سے	اور تم انتظار کرو

دے گا اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے پس تم ان سے منہ پھیر لو اور تم انتظار کرو

ع ۳ ۸ ۱۶

إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ (۳۰) ع

إِنَّهُمْ	مُنْتَظِرُونَ
بیشک وہ	منتظر ہیں ۔

بیشک وہ بھی منتظر ہیں ۔

(۲۷) أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ أَلْيَابِسَةِ الَّتِي لَا نَبَاتَ فِيهَا فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ○ هَذَا فَيَعْلَمُونَ أَنَّا نَقْدِرُ عَلَى إِعَادَتِهِمْ

(۲۷) اور کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم خشک زمین میں پانی جاری کرتے ہیں جہاں بالکل گھاس نہیں۔ پس نکلتی ہے اس پانی سے کھیتی کہ اس میں سے آدمی اور انکے جانور کھاتے ہیں سو کیا یہ لوگ اس کو نہیں دیکھتے جس سے جان لیویں ہماری قدرت کو ان کے دوبارہ زندہ کرنے پر۔

(۲۸) وَيَقُولُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ

(۲۸) کافرین کہتے ہیں اہل ایمان سے کہ ہم میں اور تم میں کب فیصلہ ہوگا اگر

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

تم سچے ہو۔

(۲۹) قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ بِاِنْزَالِ الْعَذَابِ بِهِمْ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ يُمْهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ

(۲۹) کہدے کہ جس دن ان پر عذاب آکر فیصلہ ہوگا۔ اس وقت کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور نہ ان کو توبہ اور عذر کرنے کی مہلت ملے گی۔

(۳۰) فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنْزَالَ الْعَذَابِ بِهِمْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ○ بِكَ حَادِثَ مَوْتٍ اَوْ قَتْلٍ فَيَسْتَرِيْحُوْنَ مِنْكَ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِقِتَالِهِمْ

(۳۰) سو ان سے اعراض کر اور ان پر عذاب کے آنے کا منتظر رہ بیشک وہ لوگ بھی اس امر کے منتظر ہیں کہ تجھ پر حادثہ موت یا قتل ہونے کا پیش آوے تو ان کو تیری طرف سے اطمینان ہو جاوے اور راحت ملے (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا)

تشریح

(۲۷) اللہ کے دین کا فروغ دیکھ کر تم دنگ رہ جاؤ گے | بارہا ایسا ہوتا ہے اور کتنے لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہوگا کہ زمین بنجر پڑی ہوئی ہے بے آب وگیاہ، کسی کو یہ خیال بھی نہیں گزرتا کہ اس بنجر زمین پر کبھی کوئی تنکا بھی اُگے گا۔ مگر ہوتا کیا ہے کہ بارش برسی پانی کا ایک ریلہ اس بنجر زمین کی طرف بہتا ہوا چلا گیا اور اب اس زمین کا رنگ ہی بدل گیا وہاں سبزہ لہلہا رہا ہے ہری بھری کھیتی نگاہوں کو تازگی دے رہی ہے، فصلیں اُگ رہی ہیں جس سے وہ خود بھی کھا رہے ہیں اور جانوروں کو بھی چارہ مل رہا ہے۔

اس مثال کو سامنے رکھ کر اللہ کے دین کی دعوت پر غور کرو۔ آج تمہیں اللہ کا دین، بنجر زمین کی طرح بے کشش نظر آرہا ہے جس کو چند ماننے والے بھی میسر نہیں ہیں مگر جس طرح بنجر زمین برسات کے پانی سے سیراب ہو کر اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اسی طرح اللہ کا دین اللہ کے فضل وکرم سے قوت حاصل کرکے وہ فروغ حاصل کرے گا کہ تمہاری آنکھیں خیرہ ہو جائیں گے۔ مُردوں کو زندگی دینا اللہ کی قدرت سے کب باہر ہے جس طرح مُردہ زمین میں وہ جان ڈال سکتا ہے اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے اور کمزور قوموں کو طاقت ور بنا سکتا ہے۔ آج اگر اسلام کے ماننے والے تمہیں کمزور نظر آرہے ہیں تو کل تم ان کی طاقت پر رشک کرتے نظر آؤ گے۔

(۲۸) پوچھتے ہیں کہ آخر وہ فیصلے کا دن کب آئے گا | کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ آخر وہ فیصلے کا دن کب آئے گا جس میں جھوٹ اور سچ کا فیصلہ ہو جائے گا؟ قیامت قیامت کہتے رہتے ہو بتاؤ نہ کب آئے گی قیامت؟ کب ہونگے فیصلے؟

(۲۹) جانتے ہو کہ وہ وقت آئے گا تو کیا ہوگا | بڑی بے چینی لگی ہوئی ہے پوچھتے رہتے ہیں کہ کب آئے گی قیامت، کب آئیگی قیامت کب ہوگا فیصلہ؟۔ قیامت آگئی یا خدا کا عذاب آگیا تو سنبھلنے کا موقع نصیب نہیں ہوگا۔ عذاب سامنے دیکھ کر ایمان لاؤ گے تو وہ ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جو مہلت ملی ہوئی ہے اس کو غنیمت جانو اور اس کا فائدہ اُٹھالو۔

(۳۰) اپنی ذمہ داری ادا کرکے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے | اے پیغمبر! ایسے لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے متھا مارا جائے اور ان کا غم کھایا جائے۔ آپ اپنی ذمہ داری ادا کرکے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ آپ بھی انتظار کیجئے یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

۳۳

اَلْاَحْزَابُ

ترتیب تلاوت — ۳۳	ترتیب نزول — ۹۰
مکّی / مدنی — مدنی	تعداد رکوعات — ۹
تعداد آیات — ۷۳	تعداد الفاظ ۱۲۱۰
تعداد حروف — ۵۹۰۹	

- اس سورت کی آیت نمبر ۲۰ میں ہے کہ:-

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ

(سمجھ رہے ہیں کہ حملہ آور گروہ ابھی گئے نہیں ہیں۔)

اس سورت میں لفظ اَلْاَحْزَابُ کو لے کر سورت کا نام "الاحزاب" رکھا گیا ہے۔

- اس سورت میں اسلامی تاریخ کے تین اہم واقعات زیر بحث آئے ہیں۔ پہلا واقعہ، غزوۂ احزاب یا غزوہ خندق کا ہے۔ غزوۂ احزاب سنہ ۵ھ میں پیش آیا تھا۔

دوسرا واقعہ غزوۂ بنی قریظہ کا ہے جو ذی قعدہ سنہ ۵ھ میں ہوا تھا۔

تیسرا واقعہ نبی ﷺ کا حضرت زینب سے نکاح ہے۔ یہ نکاح ذی قعدہ ۵ھ میں ہوا تھا۔
ان واقعات سے متعین ہو جاتا ہے کہ یہ سورت پانچویں اور ساتویں ہجری کے درمیان نازل ہوئی ہے۔

○ غزوۂ احزاب (یا خندق)

شوال ۳ھ میں جنگ احد کے موقع پر نبی ﷺ کے مقرر کیے ہوئے تیر اندازوں کی غلطی سے لشکر اسلام کو جس شکست اور نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا اس کی وجہ سے مشرکین عرب، یہود اور منافقین کی ہمتیں بہت بڑھ گئی تھیں اور انہیں امید بندھ چلی تھی کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان بڑھے ہوئے حوصلوں کا اندازہ ان واقعات سے ہوتا ہے جو احد کے بعد پہلے سال ہی پیش آئے۔

نبی ﷺ کے سامنے ایک طرف تو اس نئے مسلم معاشرے کی تعمیر اور اصلاح کا کام تھا۔ معیشت اور معاشرے کے بہت سے ضابطے نافذ کیے جا رہے تھے، قوانین نکاح و طلاق جاری کیے گئے۔ وراثت کا قانون نازل ہوا۔ شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا۔ پردے کے احکام آنے شروع ہوئے۔

دوسری طرف یہ ضروری تھا کہ احد کے واقعے سے جو منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو دور کیا جائے۔ عربوں نے اہل مدینہ کا معاشی مقاطعہ کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اہل مدینہ کے لیے جینا دشوار ہو رہا تھا۔ گرد و پیش کے تمام مشرک قبائل چیرہ دست ہو رہے تھے۔ خود مدینے کے اندر یہود اور منافقین مار آستین بنے ہوئے تھے۔ مگر ان مٹھی بھر مومنین صادقین نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں پے در پے ایسے اقدامات کیے جن سے عرب میں اسلام کا رعب بحال نہیں ہو گیا بلکہ پہلے سے بڑھ گیا۔

قریش اور قبائل عرب یہ سمجھ چکے تھے کہ مدینہ میں جو زبردست طاقت ابھری ہے اس کا مقابلہ کرنا اب دو ایک قبیلوں کے بس کی بات نہیں رہ گئی۔ غزوۂ احزاب بہت سے قبیلوں کا ایک مشترکہ حملہ تھا جو مدینے کی اس طاقت کو کچل دینے کے لیے کیا گیا تھا۔

اصل میں یہ تحریک یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر کے ان لوگوں کی تھی جو مدینے سے جلاوطن ہو کر خیبر میں رہنے لگے تھے۔ انھوں نے دورے کر کے قریش، غطفان، ہذیل اور دوسرے قبیلوں کو اس پر آمادہ کیا کہ سب مل کر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مدینہ پر ٹوٹ پڑیں۔

شوال ۵ھ میں —— شمال سے بنو نضیر اور بنو قینقاع۔ مشرق سے غطفان کے قبیلے (بنو سُلیم، فزارہ، مُرّہ، اشجع، سعد اور راسد وغیرہ)۔ جنوب سے قریش اپنے حلیفوں کے ساتھ آگے بڑھے اور اس طرح دس بارہ ہزار کا لشکر جرار مدینے پر حملہ آور ہو گیا۔

اصولی اور نظریاتی تحریک اور قوم پرست تحریک میں بنیادی فرق ہوتا ہے ———— نظریاتی تحریک ہر سمت بڑھتی ہے ہر جتھے میں نفوذ کرتی ہے —— وہ ایک قوم میں محدود نہیں رہتی —— اسلام کو ماننے والے اور اس سے متاثر ہونے والے اب ہر قبیلے اور گروہ میں تھے۔ وہ آپ کو ہر نقل و حرکت سے مطلع کرتے رہتے تھے اور آپ اپنے طور پر بھی گرد و پیش کے حالات سے پوری طرح باخبر رہتے تھے۔

اس سے پہلے کہ یہ جم غفیر مدینہ پہنچتا آپ ﷺ نے چھ دن کے اندر اندر مدینے کے شمال غربی رُخ پر ایک خندق کھدوالی اور کوہ سلع کو پشت پر لے کر تین ہزار کی فوج کے ساتھ خندق کی پناہ میں مدافعت کے لیے تیار ہو گئے۔

مدینہ کی پوزیشن یہ تھی کہ اس کا جنوبی حصّہ باغات کی کثرت کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مشرق اور مغربی جنوبی سمت میں لاوے کی چٹانیں ہیں ـــــ اب صرف احد کے مشرقی اور مغربی حصوں سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس جانب خندق کھدوا کر شہر چاروں طرف سے محفوظ ہو گیا تھا۔

اہل عرب کے لئے یہ بالکل نئی چیز تھی ـــــ ناچار جاڑے کے زمانے میں ایک طویل محاصرہ کے لئے تیار ہونا پڑا جس کے لئے وہ گھروں سے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔

اس کے بعد کفار کے لئے ایک تدبیر باقی رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ بنی قریظہ کے یہودی قبیلہ کو غداری پر آمادہ کریں جو مدینہ طیبہ کے جنوب مشرقی گوشے میں رہتا تھا۔ چونکہ اس قبیلہ سے مسلمانوں کا باقاعدہ حلیفانہ معاہدہ تھا جس کی روسے مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدافعت کرنے کا پابند تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اس طرف سے بےفکر ہو کر اپنے بال بچے ان گڑھیوں میں بھجوا دئے تھے جو بنی قریظہ کی جانب تھیں۔ اور ادھر مدافعت کا کوئی انتظام نہ کیا تھا۔

کفار نے بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کو بنی قریظہ کے پاس بھیجا تاکہ انہیں معاہدہ توڑ کر جنگ میں شامل ہونے پر آمادہ کرے۔ شروع شروع میں انہوں نے بدعہدی سے انکار کیا۔ لیکن ابن اخطب نے ان سے کہا کہ دیکھو میں عرب کی متحدہ طاقت چڑھا لایا ہوں، یہ اسلامی طاقت کو ختم کر دینے کا نادر موقع ہے۔ اگر تم نے اسے کھو دیا تو پھر ایسا موقعہ نہ مل سکے گا ـــــ تو یہودی ذہن کی اسلام دشمنی تمام عہد و معاہدہ پر غالب آ گئی اور بنو قریظہ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔

نبی ؐ کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی اور آپ نے انصار کے سرداروں سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیرہ کو بنو قریظہ کے پاس بھیجا ـــــ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ اگر بنو قریظہ عہد پر قائم ہوں تو علی الاعلان یہ خبر سنا دینا اور اگر وہ بدعہدی پر اصرار کریں تو صرف مجھے اشارتاً بتا دینا تاکہ عام مسلمان یہ سنکر پست ہمت نہ ہو جائیں۔

یہ حضرات بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہیں پوری خباثت پر آمادہ پایا۔ انھوں نے صاف کہہ دیا ـــ لَا عَهْدَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ ـــــ ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔

سردارانِ انصار بنو قریظہ کے اس جواب کو سنکر لشکر اسلام میں واپس آئے اور اشارۃً حضور ؐ سے عرض کر دیا "عَضَلٌ وَقَارَةٌ" یعنی قبیلہ عضل و قارہ نے رجیع کے مقام پر مبلغینِ اسلام کے ساتھ جو غداری کی تھی وہی پھر اب بنو قریظہ کر رہے ہیں۔

کوشش کے باوجود یہ خبر چھپ نہ سکی اور مدینہ کے مسلمانوں میں پھیل گئی اور ان کے اندر اس سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا کیونکہ اب وہ دونوں طرف سے گھیرے میں آ گئے تھے اور ان کے شہر کا وہ حصّہ خطرہ میں پڑ گیا جدھر دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور سب کے بال بچے بھی اسی جانب تھے۔

اس صورت میں منافقین کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں اور انھوں نے اہل ایمان کے حوصلے پست کرنے کے لئے طرح طرح کے نفسیاتی حملے شروع کر دیئے ـــــ کسی نے کہا ہم سے وعدے تو قیصر و کسریٰ کے ملک فتح ہو جانے کے کئے جا رہے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لئے بھی نہیں نکل سکتے ـــــ کسی نے یہ کہہ کر خندق کے محاذ سے رخصت مانگی کہ اب تو ہمارے گھر بھی خطرے میں پڑ گئے ہمیں جا کر ان کی حفاظت کرنی ہے۔

کسی نے یہاں تک خفیہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حملہ آوروں سے اپنا معاملہ درست کر لو اور محمدؐ کو ان کے حوالے کر دو

قرآن مجید میں ہے :-

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ (الاحزاب ۱۰-۱۱)

(جب وہ اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے، جب وہ خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منھ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت ایمان لانے والے تو آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔)

یہ ایسی شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر اس شخص کا پردہ فاش ہو گیا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی نفاق موجود تھا۔ صرف صادق اور مخلص اہل ایمان ہی تھے جو اس کڑے وقت میں بھی فداکاری کے عزم پر ثابت قدم رہے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

(یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے)

وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۝

(جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو تمہارے لئے اب ٹھیرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے، پلٹ چلو۔)

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۚ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ (احزاب — ۱۳)

(جب ان کا ایک فریق یہ کہہ کر نبیؐ سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں۔ حالانکہ ان کے گھر خطرے میں نہ تھے۔ دراصل وہ (محاذ جنگ سے) بھاگنا چاہتے تھے۔)

بنو قریظہ کی بدعہدی سے جو خطرہ پیدا ہوا تھا اس سے بچاؤ کی تدبیر کرنا حضورؐ کا کام تھا نہ کہ فوج کے ایک فرد کا، اور آپ اس کا انتظام فرما رہے تھے۔ پھر یہ گھبراہٹ کا اظہار میدانِ جنگ سے بھاگنے کا ایک بہانہ ہی تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔

○ حالات کے اس نازک موڑ پر نبیؐ نے بنی غطفان سے صلح کی بات چیت شروع کی اور ان کو اس پر آمادہ کرنا چاہا کہ مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ لے کر واپس چلے جائیں

لیکن جب آپ نے اس صلح کی بابت انصار کے سرداران سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ سے مشورہ کیا تو انھوں نے عرض کیا،

یارسول اللہ! یہ آپ کی خواہش ہے کہ ہم ایسا کریں۔ یا اللہ کا حکم ہے کہ ہمارے لئے اسے قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں — ؟ یا آپ صرف ہمیں بچانے کے لئے یہ تجویز فرما رہے ہیں۔

آپ نے جواب دیا ــــ " میں صرف تم لوگوں کو بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب متحد ہوکر تم پر پل پڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک دوسرے سے توڑ دوں۔"
اس پر دونوں سرداروں نے بالاتفاق کہا کہ ــــ اگر آپ ہماری خاطر یہ معاہدہ کر رہے ہیں تو اسے ختم کردیجئے۔ یہ قبیلے ہم سے اس وقت بھی ایک حبہ خراج کے طور پر نہ لے سکے تھے جب ہم مشرک تھے اور اب تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا شرف ہمیں حاصل ہے۔ کیا یہ ہم سے خراج لیں گے ــــ؟ ہمارے اور ان کے درمیان اب صرف تلوار ہے۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کردے۔

○ اسی دوران قبیلہ غطفان کی شاخ اشجع کے ایک صاحب نعیم بن مسعود مسلمان ہوکر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابھی تک کسی کو بھی میرے قبولِ اسلام کا علم نہیں ہے آپ مجھ سے اس وقت جو خدمت لینا چاہیں میں اسے انجام دے سکتا ہوں۔
حضورؐ نے فرمایا تم جاکر دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کرو۔
چنانچہ نعیم بن مسعود پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے جن سے ان کا بہت میل جول تھا اور ان سے کہا کہ:
" قریش اور غطفان تو محاصرے سے تنگ آکر واپس بھی جا سکتے ہیں۔ ان کا کچھ نہ بگڑے گا مگر تمہیں مسلمانوں کے ساتھ اسی جگہ رہنا ہے۔ وہ لوگ اگر چلے گئے تو تمہارا کیا بنے گا؟ میری رائے یہ ہے کہ تم اس وقت تک جنگ میں حصہ نہ لو جب تک ان سے باہر سے آئے ہوئے قبائل کے چند نمایاں آدمی تمہارے پاس یرغمال کے طور پر نہ بھیج دیئے جائیں۔
یہ بات بنو قریظہ کے دل میں اُتر گئی اور انھوں نے متحدہ محاذ کے قبائل سے یرغمال طلب کرنے کا فیصلہ کرلیا۔
پھر یہ صاحب قریش اور غطفان کے سرداروں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بنی قریظہ کچھ ڈھیلے پڑتے نظر آرہے ہیں۔ بعید نہیں کہ وہ تم سے یرغمال کے طور پر کچھ آدمی مانگیں اور انہیں محمدؐ کے حوالے کرکے اپنا معاملہ صاف کرلیں اس لئے ذرا ان سے ہوشیاری سے معاملہ کرنا۔
اس سے متحدہ محاذ کے لیڈر بنی قریظہ سے کھٹک گئے اور انھوں نے قرظی سرداروں کو پیغام بھیجا کہ اس طویل محاصرے سے اب ہم تنگ آگئے ہیں۔ اب ایک فیصلہ کن جنگ ہونی چاہیئے۔ کل تم ادھر سے حملہ کرو اور ہم ادھر سے یکبارگی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔
بنی قریظہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ لوگ جب تک اپنے چند نمایاں آدمی یرغمال کے طور پر ہمارے حوالے نہ کردیں ہم جنگ کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔
اس جواب سے متحدہ محاذ کے لیڈروں کو یقین آگیا کہ نعیم کی بات سچی تھی۔ انھوں نے یرغمال دینے سے انکار کردیا اور اس سے بنو قریظہ نے سمجھ لیا کہ نعیم نے ہم کو ٹھیک مشورہ دیا تھا۔
اس طرح یہ جنگی چال بہت کامیاب ہوئی اور اس نے دشمنوں کے کیمپ میں پھوٹ ڈال دی۔ اسی موقعہ پر نبی ؐ نے فرمایا " الحرب خدعۃ "

○ اب محاصرہ ۲۵ دن سے زیادہ طویل ہوچکا تھا۔ سردی کا زمانہ تھا اتنے بڑے لشکر کے لئے پانی اور غذا اور چارے کی فراہمی بھی مشکل تر ہوتی جارہی تھی اور پھوٹ پڑنے سے بھی محاصرین کے حوصلے پست ہوچکے تھے۔
اس حالت میں ایک رات یکایک سخت آندھی آئی جس میں سردی، کڑک اور چمک تھی اور اتنا اندھیرا تھا کہ ہاتھ

کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

آندھی کے زور سے دشمنوں کے خیمے الٹ گئے اور ان کے اندر شدید افراتفری برپا ہوگئی۔ قدرت خداوندی کا یہ کاری وار وہ نہ سہہ سکے اور راتوں رات ہر ایک نے اپنے گھر کی راہ لی اور صبح جب مسلمان اٹھے تو میدان میں ایک شخص بھی موجود نہ تھا۔

قرآن مجید میں ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (احزاب - ۹)

(اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اللہ وہ سب دیکھ رہا تھا جو تم لوگ اس وقت کر رہے تھے۔)

انسان واقعات و حوادث کو صرف ان کے ظاہری اسباب پر محمول کرتا ہے لیکن اندر ہی اندر غیر محسوس طریقہ پر جو قوتیں کام کرتی ہیں وہ اس کے حساب میں نہیں آتیں۔ حالانکہ اکثر حالات میں ان ہی طاقتوں کی کارفرمائی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کو دشمنوں سے خالی دیکھ کر ارشاد فرمایا، "لن تغزوکم قریش بعد عامکم ھذا ولکن تغزونھم" یعنی اب قریش کے لوگ تم پر کبھی چڑھائی نہ کرسکیں گے، اب تم ان پر چڑھائی کرو گے۔

یہ حالات کا بالکل صحیح اندازہ تھا۔ قریش ہی نہیں سارے دشمن قبائل متحد ہو کر اسلام کے خلاف اپنا آخری داؤ چل چکے تھے (OFFENSIVE) کی قوت دشمنوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو چکی تھی۔

○ بنی قریظہ

بنی قریظہ کا معاملہ انتہائی سنگین تھا، انھوں نے عین بیرونی حملے کے موقع پر بدعہدی کر کے اہل مدینہ کو تباہ کرنے کا سامان کیا تھا۔

خندق سے پلٹ کر جب حضورؐ گھر پہونچے تو ظہر کے وقت حضرت جبرئیلؑ نے آکر حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں۔ بنی قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے، ان سے اسی وقت نمٹ لینا چاہیئے، —— یہ حکم پاتے ہی حضورؐ نے فوراً اعلان فرمایا کہ —— جو کوئی سمع وطاعت پر قائم ہو وہ عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک دیار بنی قریظہ پر نہ پہنچ جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی آپ نے حضرت علیؓ کو ایک دستہ کے ساتھ مقدمۃ الجیش کے طور پر بنی قریظہ کی طرف روانہ فرما دیا۔

وہ جب وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کوٹھوں پر چڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ لیکن یہ بدزبانی ان کو اس جرم عظیم سے کیسے بچا سکتی تھی کہ انھوں نے عین لڑائی کے وقت معاہدہ توڑ ڈالا اور حملہ آوروں سے مل کر پوری آبادی کو ہلاکت کے خطرے میں مبتلا کر دیا۔

حضرت علیؓ کے دستے کو دیکھ کر وہ سمجھے تھے کہ یہ محض دھمکانے آئے ہیں۔ لیکن حضورؐ کی قیادت میں پورا

اسلامی لشکر وہاں پہونچ گیا اور ان کی بستی کا محاصرہ کر لیا گیا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ محاصرے کی شدت کو وہ دو تین ہفتوں سے زیادہ برداشت نہ کرسکے اور آخر کار انھوں نے اس شرط پر اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردیا کہ قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ ان کے حق میں جو بھی فیصلہ کریں گے اسے فریقین مان لیں گے۔

انھوں نے حضرت سعدرضؓ کو اس امید پر حکم بنایا تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں اوس اور بنی قریظہ کے درمیان جو حلیفانہ تعلقات مدتوں سے چلے آرہے تھے وہ ان کا لحاظ کریں گے اور انھیں بھی اس طرح مدینے سے نکل جانے دیں گے جس طرح بنی قینقاع اور بنی نضیر کو نکل جانے دیا گیا تھا۔ خود قبیلہ اوس کے لوگ بھی حضرت سعدؓ سے تقاضا کررہے تھے کہ اپنے حلیفوں کے ساتھ نرمی برتیں۔

لیکن حضرت سعدرضؓ ابھی دیکھ چکے تھے کہ پہلے جن دو یہودی قبیلوں کو مدینہ سے نکل جانے کا موقعہ دیا گیا وہ کس طرح گردوپیش کے قبیلوں کو بھڑکا کر مدینہ میں دس بارہ ہزار کا لشکر چڑھا لائے تھے اور ان کی عین لڑائی کے وقت بدعہدی کا جرم معمولی نہ تھا۔

حضرت سعدرضؓ نے فیصلہ دیا کہ —— بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کردئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے —— اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کردی جائیں —— اس فیصلہ پر عمل کیا گیا۔

اور جب مسلمان بنی قریظہ کی گڑھیوں میں داخل ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ جنگ احزاب میں حصہ لینے کے لئے ان غداروں نے پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔ اگر اللہ کی تائید مسلمانوں کے شاملِ حال نہ ہوتی تو یہ سارا جنگی سامان عین اس وقت مدینہ پر عقب سے حملہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا جب کہ مشرکین یک بارگی خندق پار کرکے ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کررہے تھے۔

اس انکشاف کے بعد تو اس امر میں شک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی کہ حضرت سعدرضؓ نے ان لوگوں کے معاملہ میں جو فیصلہ دیا وہ بالکل حق تھا۔

○ حضرت زینبؓ سے نکاح

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک طرف تو دارورسن کی یہ آزمائشیں، بیرونی اور اندرونی خطرات تھے —— دوسری طرف اصل کام اس نظام اسلام کو عملی طور پر قائم کرنا تھا جس کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ یہ نظام چھومنتر اور دعاؤں سے قائم نہیں ہوسکتا تھا —— بگڑے ہوئے عقیدوں اور غلط رسوم ورواج کو ختم کرکے ان کی جگہ صحیح چیزوں کو جاری کرنا آسان کام نہ تھا۔ حکمت اور تدبر کے ساتھ انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک ایک قدم اٹھایا جارہا تھا —— ہرپہلو سے زندگی کی اصلاح کا کام جاری تھا اور جنگی مصروفیات کے باوجود آپ ایک لمحے کے لئے بھی اس سے غافل نہیں تھے۔

نکاح اور طلاق کے قانون قریب قریب مکمل ہوچکے تھے۔ وراثت اور ترکہ کی تقسیم کا ضابطہ آچکا تھا عبادت نماز، روزے کا نظام قائم ہوچکا تھا —— ادھر جوئے اور شراب جیسی اخلاق بگاڑنے والی چیزوں کو حرام کردیا گیا تھا —— بد اخلاقی کے دروازے ہر طرف سے بند کرنے کے لئے پردے کے احکام کی طرف اشارے ہوچکے تھے —— عرب معاشرے کی رگ وپے میں بسا ہوا ایک زبردست مسئلہ تھا گود لینے اور بیٹا بنانے کا مسئلہ —— اس مسئلے کی جڑیں سماج کے اندر تک اتری ہوئی تھیں جن کا اکھاڑنا آسان نہ تھا۔

○ عرب کے لوگ جس بچے کو متبنیٰ بنا لیتے تھے وہ ان کی حقیقی اولاد کی طرح سمجھا جاتا تھا، اسے وراثت ملتی تھی اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں وہی خلاملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ منہ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس کے مرجانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منہ بولا بیٹا مرجائے یا اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ منہ بولے باپ کے لئے وہ عورت سگی بہو کی طرح سمجھی جاتی تھی۔

یہ رسم قدم قدم پر نکاح، طلاق اور وراثت کے ان قوانین سے ٹکراتی تھی جو اسلام نے حقیقی رشتوں کی بنا، پر مقرر کئے تھے۔ جو لوگ حقیقت میں وراثت کے حق دار تھے یہ رسم ان کا حق مار کر ایک ایسے شخص کو دلواتی تھی جو سرے سے کوئی حق نہ رکھتا تھا۔ اسلامی قانون کی رو سے جن عورتوں اور مردوں کے درمیان رشتہ، نکاح حلال تھا یہ رسم ان کے باہمی نکاح کو حرام کرتی تھی۔

اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلامی قانون جن بداخلاقیوں کا سدباب کرنا چاہتا تھا یہ رسم ان کے پھیلنے میں مددگار تھی کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کردیا جائے، بہر حال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن اور منہ بولی بیٹی حقیقی ماں، بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہوسکتی۔ ان مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کرکے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا سا خلاملا ہو تو وہ برے نتائج پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان وجوہات کا تقاضا یہ تھا کہ اس تخیل کو جڑ سے اکھاڑا جائے۔

لیکن صدیوں کے جمے ہوئے رسوم ورواج محض کہہ دینے سے ختم نہیں ہوسکتے ـــــ اگر حکماً لوگ مان بھی لیں گے تب بھی دلوں میں اس کے لئے کراہت کا اثر باقی رہے گا اور جڑیں نہیں نکل سکیں گی۔

○ آگے بڑھنے سے پہلے ایک بار رُک کر غور کیجئے کہ اس کے لئے صرف پند و نصائح یا قانونی آرڈیننس سے کام نہیں لیا جارہا ہے بلکہ ایک تو ذہن و فکر کو آمادہ کیا جارہا ہے۔ دوسرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ پھر رسول اللہؐ ہی کو آگے بڑھا رہے ہیں کہ پہلے وہ خود اس پر عمل کریں ـــــ ایک مشکل کام اور رسولؐ سماج کے نشانے پر۔

○ پہلا کام خود رسول کے گھر سے یہ شروع ہوا کہ بچوں کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے پکارا جائے اور خود آپؐ کے منہ بولے فرزند کو زید بن محمد کے بجائے زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں ہے:۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب ـ ۵)

"منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے"۔

بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔

"جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا درآں حالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے، اس پر جنت حرام ہے۔"

اس مصنوعی نسبت کو بول چال میں بھی ختم کردینے سے ذہن دوسری طرف متوجہ ہوا۔ اس بات کی تشریح کردی گئی کہ کسی کو پیار سے یا اخلاقاً بیٹا کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس کو باقاعدہ بیٹا بنا لینا اور مصنوعی رشتہ کو حقیقی رشتے کی جگہ دینا غلط ہے ـــــ بیٹوں یا بیٹیوں جیسا حسن سلوک کرنا اور قانونی طور پر اس کو حقیقی رشتہ کی جگہ

دینا اس میں فرق ہے۔ قرآن مجید میں ہے :۔

وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَأْتُمْ بِہٖ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (احزاب - ۵)

" نادانستہ جو بات تم کہو اس کے لئے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے لیکن اس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو۔ اللہ درگزر کرنے والا رحیم ہے۔"

اس طرح ہلکی سی ضرب اس رسم پر لگا دی گئی ــــــ اور ذہنوں کو تیار کر دیا گیا۔ اب اس کو جڑ سے اکھاڑنے کی عملی ابتدا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائی گئی۔

○ زید قبیلہ کلب کے ایک شخص حارثہ بن شراحیل کے بیٹے تھے اور ان کی ماں سُعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ ــ "بنی معن" ــ سے تھیں۔ جب یہ آٹھ سال کے بچے تھے اس وقت ان کی ماں انھیں میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی قین بن جسر کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں حضرت زید رضؓ بھی تھے۔ پھر انھوں نے طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں لے جا کر ان کو بیچ دیا۔ خریدنے والے حضرت خدیجہ رضؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام تھے۔ انھوں نے لا کر اپنی پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں نذر کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت خدیجہ رضؓ کا نکاح ہوا تو حضورؐ نے ان کے یہاں زید دیکھا اور ان کی عادت واطوار آپؐ کو اس قدر پسند آئیں کہ آپؐ نے انھیں حضرت خدیجہؓ سے مانگ لیا۔ اس طرح یہ خوش نصیب لڑکا اس خیر الخلائق ہستی کی خدمت میں پہنچ گیا جسے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نبی بنانے والا تھا۔ اس وقت حضرت زید کی عمر ۱۵ سال تھی۔ کچھ مدت کے بعد ان کے باپ اور چچا کو پتہ چلا کہ ہمارا بچہ مکہ میں ہے وہ انھیں تلاش کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو فدیہ چاہیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارا بچہ ہمیں دے دیں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور اس کی مرضی پر چھوڑے دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے یا میرے پاس رہنا پسند کرتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہیگا تو میں کوئی فدیہ نہ لوں گا اور اسے یوں ہی چھوڑ دوں گا۔ لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہتا ہو اسے خواہ مخواہ نکال دوں۔

انھوں نے کہا یہ تو آپ نے انصاف سے بھی بڑھ کر درست بات فرمائی۔ آپ بچے کو بلا کر پوچھ لیجئے۔ حضورؐ نے زید کو بلایا، اور ان سے کہا ـــ ان دونوں صاحبوں کو جانتے ہو ؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں۔ یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔

آپؐ نے فرمایا، اچھا تم ان کو بھی جانتے ہو اور مجھے بھی۔ اب تمہیں پوری آزادی ہے کہ چاہو ان کے ساتھ چلے جاؤ، اور چاہو تو میرے ساتھ رہو۔

انھوں نے جواب دیا ـــــ میں آپ کو چھوڑ کر کسی کے پاس جانا نہیں چاہتا۔

ان کے باپ اور چچا نے کہا ـــــ زید کیا تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اپنے ماں باپ اور خاندان کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے ؟

انھوں نے جواب دیا کہ ـــ میں نے اس شخص کے جو اوصاف دیکھے ہیں ان کا تجربہ کر لینے کے بعد میں اب دنیا میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زید کا یہ جواب سنکر ان کے باپ اور چچا بخوشی راضی ہو گئے۔
حضورؐ نے اسی وقت زید کو آزاد کر دیا ـــــ اور حرم میں جا کر ـــــ مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ "آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے، یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے۔"
اس بنا پر لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے ـــــ یہ سب واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو چار ہستیاں ایسی تھیں جنھوں نے ایک لمحہ شک و تردد کے بغیر آپؐ سے نبوت کا دعویٰ سنتے ہی اسے تسلیم کر لیا ـــــ ایک حضرت خدیجہؓ۔ دوسرے حضرت زیدؓ، تیسرے حضرت علیؓ اور چوتھے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔
اس وقت حضرت زیدؓ کی عمر تیس سال تھی اور ان کو حضورؐ کی خدمت میں رہتے ہوئے ۱۵ سال گزر چکے تھے۔
ہجرت کے بعد ۴ھ میں نبیؐ نے حضرت زید کے لئے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب حضورؐ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا ـــــ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حضورؐ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ نَسَبًا (میں اس سے نسب میں بہتر ہوں)
ابن سعد کا بیان ہے کہ انھوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ لَا اَرْضَاہُ لِنَفْسِی وَاَنَا اَیِّمُ قُرَیْشٍ (میں اسے اپنے لئے پسند نہیں کرتی، میں قریش کی شریف زادی ہوں۔)
کیونکہ حضرت زیدؓ نبیؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی غیر نہیں بلکہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور اس کا پیغام آپ اپنے آزاد کردہ غلام کے لئے دے رہے ہیں۔ مگر اسلام غلام اور آزاد کو ایک صف میں کھڑا کرنا چاہتا تھا۔ اس پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔ (احزاب ۳۶)

(کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔)
اللہ کے اس حکم کو سنتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے سر اطاعت بلا تأمل خم کر دیا۔ اس کے بعد نبیؐ نے ان کا نکاح پڑھایا۔ خود حضرت زید کی طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا اور گھر بسانے کے لئے ان کو ضروری سامان عنایت فرمایا۔
حضرت زینبؓ نے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مان کر زید کے نکاح میں جانا قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے دل سے اس احساس کو کسی طرح نہ مٹا سکیں کہ زید ایک آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کے اپنے خاندان کے پروردہ ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے زید سے ان کے ازدواجی تعلقات کبھی خوشگوار نہ ہو سکے۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ مدت گزری تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی ـــــ اسی زمانے میں جب حضرت زید اور حضرت زینب کے درمیان تلخی بڑھتی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیؐ کو اشارہ ہو چکا تھا کہ زید اپنی بیوی کو جب طلاق دیں تو ان کی مطلقہ بیوی سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔

حضورؐ جانتے تھے کہ عرب کی اس سوسائٹی میں منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے اسلام کے خلاف ہنگامہ اٹھانے کے لئے منافقین، یہود اور مشرکین کو، جو پہلے ہی بھرے بیٹھے ہیں ایک زبردست خوشہ ہاتھ آجائے گا۔ اس بنار پر جب حضرت زیدؓ نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دو۔ آپ کا منشایہ تھا کہ یہ شخص طلاق نہ دے تو میں اس بلا میں پڑنے سے بچ جاؤں ورنہ اس کے طلاق دینے کی صورت میں مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی اور پھر مجھ پر وہ کیچڑ اچھالی جائے گی کہ پناہ بخدا۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اولوالعزمی کے اعلیٰ مرتبے پر دیکھنا چاہتا تھا اور ایک بڑی مصلحت کی خاطر آپ سے یہ کام لینا چاہتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے:۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ (احزاب ـ ۳۷)

(اے نبی یاد کرو وہ مواقع جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ ـــــ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر۔" اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ کھولنا چاہتا تھا تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔)

آخر نوبت طلاق تک آگئی اور عدت پوری ہونے کے بعد نبیؐ نے اللہ کے حکم سے حضرت زینب سے نکاح کیا ـــــ لوگ منہ بولے رشتوں کے معاملہ میں محض جذباتی بنیادوں پر جس قسم کے نازک اور گہرے تصورات رکھتے تھے وہ اس وقت تک ہرگز نہ مٹ سکتے تھے جب تک آپ خود آگے بڑھ کر اس رسم کو نہ توڑیں۔ قرآن مجید میں ہے

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (احزاب ـ ۳۷)

(جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکے (یعنی عدت پوری ہوگئی) تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیئے تھا۔)

کہنے والوں کا ایک کہنا یہ تھا کہ اچھا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ صرف جائز ہے ضروری تو نہیں ـــــ پھر ایسا کرنا ضروری کیوں تھا؟ اس کا جواب قرآن مجید میں دیا گیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (احزاب ـ ۴۰)

(لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔)

ایک تو یہ ہے کہ ان کے کوئی بیٹا نہیں ہے اس لئے ان کی بہو کہاں ہوئی۔ دوسرے یہ کہ وہ رسول ہیں اس حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے،

اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کردیں اور اس کے حلال ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں ـــــ تیسرے یہ کہ وہ خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد نہ کوئی رسول آنے والا ہے اور نہ کوئی نبی کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کردے۔

اس طرح جاہلیت کے اس بت کو ایک کاری ضرب سے توڑ کر رکھ دیا گیا۔

○ مذکورہ تین اہم معاملات کے علاوہ اس سورت میں معاشرتی اصلاح کے تعلق سے کئی اہم امور بیان ہوئے ہیں۔ پردے کے احکام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں غیر مردوں کی آمدرفت پر پابندی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکاح کا خاص ضابطہ کہ حضور ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو ازدواجی زندگی کے معاملے میں عام مسلمانوں پر عائد کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ طلاق کا ایک خاص قانون اور اس بات پر مسلمانوں کو تنبیہ کہ وہ نکتہ چینی سے اپنا دامن بچائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں یہ حکم کہ وہ مسلمانوں کے لئے ماں کی طرح حرام ہیں اور حضورﷺ کے بعد بھی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ نبیﷺ کی ازواج کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ عسرت اور تنگی کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتیں تو ان کو بخوشی نبیﷺ کے گھر سے رخصت کردیا جائے گا۔ وہ دنیا اور اس کی زینت، خدا رسول اور آخرت ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلیں ـــــ ازواج نے بخوشی آپ کی رفاقت کو پسند کیا۔

غرض یہ سورت اہم ترین معاشرتی معاملات میں رہنمائی کرتی ہے۔

آیاتہا ۷۳	سورۃ الاحزاب مدنیۃ ۳۳ - ۹۰	رکوعاتہا ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ۱

حَكِيْمًا	عَلِيْمًا	كَانَ	اِنَّ اللّٰهَ	وَالْمُنٰفِقِيْنَ	الْكٰفِرِيْنَ	وَلَا تُطِعِ	اتَّقِ اللّٰهَ	يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ
حکمت والا	جاننے والا	ہے	بیشک اللہ	اور منافقوں	کافروں	اور کہا نہ مانیں	اللہ سے ڈرتے رہیں	اے نبیؐ

اے نبیؐ! اللہ سے ڈرتے رہیں، اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مانیں بیشک اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ دُمْ عَلٰى تَقْوَاهُ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ فِيْمَا يُخَالِفُ شَرِيْعَتَكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا بِمَا يَكُوْنُ قَبْلَ كَوْنِهٖ حَكِيْمًا ۝ فِيْمَا يَخْلُقُهٗ

سورہ احزاب مدنی ہے اس میں تہتر آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

۱ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا الخ اے پیغمبر، ڈر اللہ سے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان جو تیری شریعت کے خلاف ہو۔

بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ آگے کو ہوگا پہلے اس کے ہونے سے۔

حکمت والا ہے اس چیز میں جو پیدا کرتا ہے۔

تشریح

۱ دین کی مصلحت کس میں ہے، یہ اللہ زیادہ جانتے ہیں آں حضرتؐ کی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اللہ کے حکم پر آں حضرتؐ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ سے ہوا مگر دونوں کے تعلقات خوش گوار نہ رہ سکے اور حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ آں حضرتؐ اللہ تعالیٰ کے اس اشارے کو سمجھ رہے تھے کہ زید کے طلاق دینے کے بعد وہ خود حضرت زینب سے نکاح کرلیں تاکہ جاہلیت کی یہ رسم ختم ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح اور اس کی بیوی کو حقیقی بہو کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

آں حضرتؐ کا میلان یہ تھا کہ مخالفین کے پروپیگنڈے سے بہت سے لوگ متاثر ہو جائیں گے اور اس سے اسلام کے بڑے مقصد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اندیشوں کو ختم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دین کی مصلحت کس میں ہے، یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں جیسا اب تک آپ کا معمول رہا ہے آپ کفار و منافقین کی باتوں پر دھیان نہ دیں اور صرف اللہ کی مرضی کے مطابق کام کریں کیونکہ ڈرنے کے لائق وہی ہے۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ

إِنَّ	مِنْ + رَّبِّكَ	إِلَيْكَ	مَا يُوحَىٰ	وَاتَّبِعْ
بیشک	آپ کے رب کی طرف سے	آپ کی طرف	جو وحی کیا جاتا ہے	اور پیروی کریں آپ

اور جو آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اس کی پیروی کریں بے شک

اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٢﴾ وَتَوَكَّلْ

تَوَكَّلْ	وَ	خَبِيرًا	تَعْمَلُونَ	بِمَا	كَانَ	اللَّهَ
بھروسہ رکھیں آپ	اور	خبردار	تم کرتے ہو	اس سے جو	ہے	اللہ

اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو اور آپؐ اللہ پر بھروسہ رکھیں

عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٣﴾

	وَكِيلًا	بِاللَّهِ	كَفَىٰ	وَ	عَلَى + اللَّهِ
	کارساز	اللہ	کافی ہے	اور	اللہ پر

اور کافی ہے اللہ کارساز

(۲) وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ أَيِ الْقُرْآنُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَّةِ

(۲) اور پیروی کر قرآن کی جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا بے شبہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے

(۳) وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ فِي أَمْرِكَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ حَافِظًا لَكَ وَأُمَّتُهُ تَبَعٌ لَهُ فِي ذَٰلِكَ كُلِّهِ

(۳) اور اے محمدؐ اپنے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کی نگہبانی تجھ کو کافی ہے (یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیں اور آپ کی امت اس میں آپ کے تابع ہے یعنی ان کو بھی یہی حکم ہیں۔)

تشریح

(۲) آپ صرف اللہ کے حکم کی پیروی کریں۔ اللہ ہر ایک کے عمل سے خوب واقف ہے

اے پیغمبرؐ! آپ صرف اللہ کے حکم کی پیروی کریں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں جو نکتہ چینی کا خطرہ ہے آپ اس پر صبر کریں وہ اہل ایمان جو آپ کی پیروی میں ثابت قدم رہیں گے اللہ کو ان کے عمل کی بھی خبر ہے اور جو اہل ایمان آپ کے

عمل سے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونگے ان کا حال بھی اللہ سے چھپا نہیں ہے۔ اور آپ کے مخالف جو آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اللہ تعالیٰ اس سے بھی باخبر رہیں گے۔ اس لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا اور سزا مل جائے گی۔ آپ اللہ کے حکم پر پوری طرح ثابت قدم رہیں جیسا کہ اب تک آپ کا طریقہ رہا ہے۔

۳ کارسازی کے لئے اللہ کافی ہے | دوسرے کی خدمت انجام دینے کے لئے عربی میں دو لفظ ہیں ایک رسول دوسرے وکیل
آپ اس پر بھروسہ رکھیں | رسول اور وکیل کا تصرف اپنے لئے نہیں ہوتا دوسرے کے لئے ہوتا ہے مگر رسول اور وکیل میں فرق یہ ہے کہ رسول صرف اس امانت کے پہنچا دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ جب کہ وکیل اپنے مؤکل کی طرف سے مختار ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو بطور خود بھی کچھ کر سکتا ہے۔

قرآن کریم نے کئی جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جنھیں ہم بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے ہمارے وکیل نہیں ہوں گے۔ سب کا وکیل خود اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کسی بڑے سے بڑے انسان کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے وکیل ہونے یعنی کارسازی کی ذمہ داری لے سکے۔ کارخانۂ عالم کی ذمہ داری، اس کی کارسازی اس کی ذرہ ذرہ کی کفالت اور وکالت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لے لی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اس بات کا صاف صاف اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ:-

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ (زمر۔ آیت ۶۲)

(اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا کارساز ہے۔)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

(نساء آیت ۱۳۲)

(آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے لئے خدا کی ذات کارساز کافی ہے۔)

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا (بنی اسرائیل آیت ۲)

(میرے سوا کسی اور کو اپنا وکیل و کارساز مت بناؤ۔)

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (انعام آیت ۶۶)

(آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا رسول مقرر ہوا ہوں۔)

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔

(جو راہ یاب ہوا، اپنے فائدے کے لئے اور جس نے گمراہی اختیار کی اپنا ہی نقصان کیا اور میں تو تم پر وکیل و مختار مقرر نہیں ہوا کہ جواب دہی میرے سر ہو۔)

ساری خیر اور مصلحت اللہ کے حکم کی تعمیل میں ہے۔ اللہ کے اعتماد پر صرف تعمیل ارشاد کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کے ضامن ہیں کہ اس کی رہنمائی میں کام کرنے والا برے نتائج سے دوچار نہ ہوگا۔ جب اس پر بھروسہ رکھوگے تو وہ سارے کام اپنی قدرت سے بنا دے گا۔ تنہا اسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا

مَا جَعَلَ	اللّٰهُ	لِرَجُلٍ	مِّنْ + قَلْبَيْنِ	فِىْ + جَوْفِهٖ	وَمَا
نہیں بنائے	اللہ	کسی آدمی کیلئے	دو دل	اس کے سینے میں	اور نہیں

اللہ نے نہیں بنائے کسی آدمی کے لئے اس کے سینے میں دو دل ، اور تمہاری

جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

جَعَلَ	اَزْوَاجَكُمُ	الّٰٓـِٔیْ	تُظٰهِرُوْنَ	مِنْهُنَّ	اُمَّهٰتِكُمْ
بنایا	تمہاری بیویاں	وہ جنہیں	تم ماں کہہ بیٹھتے ہو	ان سے	تمہاری مائیں

ان بیویوں جنھیں تم ماں کہہ بیٹھتے ہو نہیں بنایا تمہاری مائیں ۔ اور

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ

وَمَا جَعَلَ	اَدْعِيَآءَ كُمْ	اَبْنَآءَ كُمْ	ذٰلِكُمْ	قَوْلُكُمْ	بِاَفْوَاهِكُمْ
اور نہیں بنایا	تمہارے منہ بولے بیٹے	تمہارے بیٹے	یہ تم	تمہارا کہنا	اپنے منہ (جمع)

تمہارے منہ بولے (لے پالکوں کو) (سچ مچ) تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ (صرف) تمہارے منہ سے کہنے (کی بات ہے) اور

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ④

وَاللّٰهُ	يَقُوْلُ	الْحَقَّ	وَهُوَ	يَهْدِىْ	السَّبِيْلَ
اور اللہ	فرماتا ہے	حق	اور وہ	ہدایت دیتا ہے	راستہ

اللہ حق فرماتا ہے اور وہ راستہ کی ہدایت دیتا ہے۔

④ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ رَدًّا عَلٰى مَنْ قَالَ مِنَ الْكُفَّارِ اَنَّ لَهٗ قَلْبَيْنِ يَعْقِلُ بِكُلٍّ مِّنْهُمَا اَفْضَلَ مِنْ عَقْلِ مُحَمَّدٍ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اللَّائِىْ بِهَمْزَةٍ وَيَاءٍ وَبِلَا يَاءٍ تُظٰهِرُوْنَ بِلَا اَلِفٍ قَبْلَ الْهَاءِ وَبِهَا وَالتَّاءُ الثَّانِيَةُ فِى الْاَصْلِ مُدْغَمَةٌ

④ اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے (اس میں رد ہے اس شخص پر جو کافروں میں سے یہ کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں ہر ایک دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل سے زیادہ سمجھتا ہوں۔)

اور اللہ نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا۔ یعنی اپنی بیوی کو یہ لفظ کہنے سے کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ جس کا حاصل یہ ہے کہ تو میرے اوپر ایسے ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت۔ وہ بیوی مثل ماں کے حرام

فِي الظِّهَاءِ مِنْهُنَّ بِقَوْلِ الْوَاحِدِ مَثَلًا لِزَوْجَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي **أُمَّهَاتِكُمْ** ج أَيْ كَالْأُمَّهَاتِ فِي تَحْرِيمِهَا بِذٰلِكَ الْمُعَدِّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ طَلَاقًا وَإِنَّمَا تَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ بِشَرْطِهِ كَمَا ذُكِرَ فِي سُورَةِ الْمُجَادِلَةِ

نہیں ہوتی۔

جیسا کہ اہل جاہلیت اس کو طلاق سمجھتے تھے بلکہ حکم ظہار کا یہ ہے کہ اس میں کفارہ آتا ہے۔ شرائط معینہ کے ساتھ جس کا مفصل بیان سورۃ مجادلہ میں آوے گا۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ جَمْعُ دَعِيٍّ وَهُوَ مَنْ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ ابْنًا لَهُ **أَبْنَاءَكُمْ** حَقِيقَةً **ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ** أَيِ الْيَهُودُ وَالْمُنَافِقِينَ قَالُوا لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ امْرَأَةَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ الَّذِي تَبَنَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا تَزَوَّجَ مُحَمَّدٌ امْرَأَةَ ابْنِهِ فَأَكْذَبَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي ذٰلِكَ **وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ** فِي ذٰلِكَ **وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ** ○ سَبِيلَ الْحَقِّ

اور جن کو تم متبنیٰ بناتے ہو اللہ نے ان کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا۔

یہ تمہاری بات ہے جو تم زبان سے بکتے ہو اس کی کچھ اصل عنداللہ نہیں ہے۔ یعنی تم نے اے یہود اور منافقین جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا جو بیوی تھی زید بن حارث کی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنیٰ بنایا تھا کہ محمدؐ نے اپنے فرزند کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات میں جھوٹا فرمایا کہ متبنیٰ مثل حقیقی بیٹے کے نہیں اور اللہ جو کچھ اس بارے میں فرماتا ہے وہ ٹھیک ہے اور وہی تمہاری رہنمائی کرتا ہے راہ راست کی۔

تشریح

(۴) ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے۔ ایک آدمی کی دو مائیں نہیں ہوتیں۔ ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے | ایک آدمی کے سینے میں ایک ہی دل ہوتا ہے دو دل نہیں ہوتے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک دل میں اخلاص ہو، دوسرے دل میں ریاکاری۔ بیک وقت ایک مومن بھی ہو اور غیر مومن بھی۔ بیک وقت ایک آدمی ڈرنے والا بھی ہو اور بے خوف بھی۔

اسی طرح اگر کوئی اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تمہاری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو اس کہنے سے تمہاری بیوی تمہاری ماں نہیں بن جاتی۔

اسی طرح ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے۔ اگر تم کسی کو بیٹا بنا لیتے ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں باپ بن گیا اور حقیقی باپ حقیقی باپ نہ رہا۔

یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے منھ سے نکال دیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ وہی بات ارشاد فرماتے ہیں جو حقیقت میں اور اصلیت میں ہے اور وہی صرف صحیح طریقے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ

فَاِنْ	عِنْدَ اللّٰهِ	اَقْسَطُ	هُوَ	لِاٰبَآئِهِمْ	اُدْعُوْهُمْ
پھر اگر	اللہ کے نزدیک	زیادہ انصاف	یہ	ان کے باپوں کی طرف	انہیں پکارو

انہیں ان ہی کے باپوں کی طرف (منسوب کرکے) پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ (قرینِ) انصاف ہے پھر اگر

لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

الدِّيْنِ	فِي	فَاِخْوَانُكُمْ	اٰبَآءَهُمْ	لَّمْ تَعْلَمُوْٓا
دین	میں	تو وہ تمہارے بھائی	ان کے باپوں کو	تم نہ جانتے ہو

تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ

فِيْمَآ	جُنَاحٌ	عَلَيْكُمْ	وَلَيْسَ	مَوَالِيْكُمْ	وَ
اس میں جو	کوئی گناہ	تم پر	اور نہیں	تمہارے رفیق	اور

اور تمہارے رفیق ہیں اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو تم سے بھول

اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ

قُلُوْبُكُمْ	مَّا تَعَمَّدَتْ	وَلٰكِنْ	بِهٖ	اَخْطَاْتُمْ
اپنے دل	جو ارادے سے	اور لیکن	اس سے	تم سے بھول چوک ہو چکی

چوک ہو چکی، لیکن (ہاں) جو اپنے دل کے ارادے سے کرو، اور

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

	رَّحِيْمًا	غَفُوْرًا	اللّٰهُ	وَكَانَ
	مہربان	بخشنے والا	اللہ	اور ہے

اللہ بخشنے والا مہربان ہے

۵ لٰكِنْ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ اَعْدَلُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا

۵ بلکہ تم کو چاہیے کہ فرزندانِ متبنّی کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی ہے پھر اگر تم ان کے باپ کو نہ جانتے ہو تو تمہارے دینی بھائی اور

أٰبَآءَهُمْ فَـاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ	چچا کی اولاد ہیں۔ اسی رشتہ سے ان کو پکارو۔
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ	اور جو کچھ تم نے اس بارے میں بھولے سے کہدیا اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا	اور اللہ بخشنے والا ہے تمہارے اس کلام کو جو ممانعت سے پہلے تم سے سرزد ہوئے۔ تم پر مہربان ہے اس بارے میں۔

تشریح

۵ بیٹوں کو حقیقی باپ کی نسبت سے پکارا کرو منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے اگر کسی نے کسی کو لے پالک بنا لیا تو وہ واقعی اس کا باپ نہیں بن گیا۔ یوں شفقت اور محبت سے کسی کو مجازاً بیٹا یا باپ کہہ دینا الگ بات ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے تھے مگر اس حکم کے آنے کے بعد ان کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔

بخاری مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ:-

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

(جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا درآں حالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے۔)

اور اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو بہر حال وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں ان کو اسی لقب سے یاد کرو چنانچہ نبی ﷺ نے زید بن حارثہ کو فرمایا:- اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔ (تم ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھی ہو۔)۔ اخلاقاً ان الفاظ کا استعمال کوئی گناہ نہیں ___ لیکن اس ارادے سے یہ بات کہنا کہ جسے بیٹا یا بیٹی کہا جائے اس کو واقعی وہی حیثیت دی جائے جو ان رشتوں کی ہے اور اس کے وہی حقوق اور تعلقات ہوں جو ان رشتہ داریوں کے ہیں یہ بات قابل گرفت ہوگی۔ اگر بلا ارادہ یا صرف اخلاقاً ایسی بات کہی جائے جس کی ظاہری صورت اس فعل کی ہو جس سے منع کیا گیا ہے مگر درحقیقت اس منع کردہ فعل کی نہ ہو تو محض فعل کی ظاہری صورت پر اللہ تعالیٰ سزا نہیں دیں گے۔ اور اس حکم کے آنے سے پہلے جو کہا گیا اس پر بھی کوئی گرفت نہ ہوگی۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

اَلنَّبِیُّ	اَوْلٰی	بِالْمُؤْمِنِیْنَ	مِنْ	اَنْفُسِهِمْ	وَاَزْوَاجُهٗٓ
نبی	زیادہ (حقدار)	مومنوں کے	سے	اُن کی جانیں	اور اس کی بیبیاں

نبی ۲؎ مومنوں کے (امور کے تصرف میں) اُن کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور اس کی بیبیاں

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ

اُمَّهٰتُهُمْ	وَاُولُوْا + الْاَرْحَامِ	بَعْضُهُمْ	اَوْلٰی	بِبَعْضٍ
اُن کی مائیں	اور قرابت دار	ان میں سے بعض	نزدیک تر	بعض (دوسروں) سے

ان کی مائیں ہیں اور قرابت دار اللہ کی کتاب میں ان میں سے بعض (عام) مسلمانوں

فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا

فِیْ	کِتٰبِ + اللّٰهِ	مِنَ	الْمُؤْمِنِیْنَ	وَالْمُهٰجِرِیْنَ	اِلَّآ + اَنْ	تَفْعَلُوْٓا
میں	اللہ کی کتاب	سے	مسلمانوں	اور مہاجروں	مگر یہ کہ	تم کرو

اور مہاجروں کی نسبت ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک (فائق) ہیں مگر یہ کہ تم کرو اپنے

اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾

اِلٰٓی	اَوْلِیٰٓئِکُمْ	مَّعْرُوْفًا	کَانَ	ذٰلِکَ	فِی الْکِتٰبِ	مَسْطُوْرًا
طرف (ساتھ)	اپنے دوست (جمع)	حسنِ سلوک	ہے	یہ	کتاب میں	لکھا ہوا

دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک، یہ (اللہ کی) کتاب میں لکھا ہوا ہے

(۶) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ فِیْمَا دَعَاهُمْ
اِلَیْهِ وَدَعَتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ
اِلٰی خِلَافِهٖ وَاَزْوَاجُهٗٓ
اُمَّهٰتُهُمْ ؕ فِیْ حُرْمَةِ
نِکَاحِهِنَّ عَلَیْهِمْ وَاُولُوا
الْاَرْحَامِ ذَوُو الْقَرَابَاتِ
بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِی
الْاِرْثِ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ

(۶) پیغمبر صاحب کی فرماں برداری ایمان والوں کو ان کی جانوں سے بھی مقدم ہے یعنی اگر رسول اللہ ﷺ ایک امر فرما دیں اور خواہش نفسانی اس کی خلاف کی طرف بلا دے تو فرمانبرداری رسول اللہ ﷺ کے حکم کی چاہیے۔ اور پیغمبر کی بیویاں ایمان والوں کی ماں ہیں یعنی ان سے نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسا اپنی ماؤں سے اور رشتہ دار باہم ایک دوسرے کی میراث پانے کے زیادہ مستحق ہیں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے یعنی شروع اسلام میں جو بوجہ ایمان اور ہجرت کے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا اگرچہ ان میں کوئی قرابت

الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اَىْ مِنَ الْاِرْثِ بِالْاِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ الَّذِىْ كَانَ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ فَنُسِخَ اِلَّآ لٰكِنْ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا بِوَصِيَّةٍ فَجَائِزٌ كَانَ ذٰلِكَ اَىْ نَسْخُ الْاِرْثِ بِالْاِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ بِاِرْثِ ذَوِى الْاَرْحَامِ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ○ وَاُرِيْدَ بِالْكِتٰبِ فِى الْمَوْضِعَيْنِ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ

نہ ہو اور رشتہ دار محروم ہوتے تھے وہ حکم اب منسوخ ہوگیا یہ حکم ہے کتاب اللہ کا۔
نہیں تم اگر اپنے دوستوں کو کچھ مال کی وصیت کردو یہ جائز ہے۔ یہ جو حکم ایمان و ہجرت کی وجہ سے میراث پانے کا منسوخ ہوا اور ذوی الارحام کی وراثت مقرر ہوئی
لوح محفوظ میں اسی طرح تھا۔

تشریح

(۶) نبی اور ازواج نبی کا مومنین سے تعلق | حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آفتاب نبوت ہیں اس نور اعظم سے جو کرن پھوٹی ہے اور مومنوں کے دلوں کو روشن کیا ہے وہ اس نور اعظم کی ایک شعاع ہے۔ اس لئے حقیقت یہ کہ نبی ﷺ کا مبارک وجود ہماری ہستی سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس روحانی تعلق کی بنیاد پر نبی ﷺ مومنین کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں بلکہ باپ سے بھی بڑھ کر شفیق اور ہماری ذات سے بھی بڑھ کر ہمارے خیرخواہ ہیں۔ نبی ﷺ کا اہل ایمان پر یہ حق ہے کہ وہ آپ کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد، اپنی جان اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ ﷺ کو عزیز رکھیں۔ اپنی رائے پر آپ ﷺ کی رائے کو، اپنے فیصلے پر آپ ﷺ کے فیصلے کو مقدم سمجھیں اور آپ ﷺ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری و مسلم)
(تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔)

سنن ابی داؤد میں نبی ﷺ کا ارشاد منقول ہے۔ فرمایا:۔
اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ
(میں تمہارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں۔)

باپ بیٹے کا تعلق کیا ہے۔ یہی کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم کا ایک حصہ ہے اور باپ کی تربیت اور شفقت اوروں سے بڑھ کر ہے۔ نبی اور امتی کے تعلق میں امتی کا ایمانی وجود نبی کی روحانیت کا ایک پرتو ہوتا ہے اور جو شفقت اور تربیت نبی کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔
ازواج مطہرات تعظیم اور احترام میں مومنین کی دینی مائیں ہیں اور بعض احکام میں جو ان کے لئے شریعت سے ثابت ہوں وہ ماں کے درجے میں ہیں۔ کل احکام میں ماں کی طرح نہیں ہیں — مثلاً پردہ ازواج مطہرات سے بھی اسی طرح سے ہوگا جس طرح دوسری عورتوں سے کیا جاتا ہے۔
اسی طرح رشتہ داروں کا حق وراثت میں اور صلہ رحمی میں تمام مومنین سے زیادہ ہے۔ البتہ اچھا سلوک ہر شخص سے کیا جائے گا۔
یہ حکم قرآن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا گیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَ

وَاِذْ	اَخَذْنَا	مِنَ	النَّبِیّٖنَ	مِیْثَاقَهُمْ	وَمِنْكَ	وَمِنْ نُّوْحٍ	وَّاِبْرٰهِیْمَ	وَ
اور جب	ہم نے لیا	سے	نبیوں	ان کا عہد	اور تم سے	اور نوح سے	اور ابراہیم	اور

اور (یاد کرو) جب ہم نے لیا نبیوں سے ان کا عہد اور تم سے (بھی لیا) اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور

مُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۟ۙ (۷)

مُوْسٰى	وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ	وَاَخَذْنَا	مِنْهُمْ	مِّیْثَاقًا	غَلِیْظًا
موسیٰ	اور مریم کے بیٹے عیسیٰ	اور ہم نے لیا	ان سے	عہد	پختہ

موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔

(۷) وَاذْكُرْ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ حِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ كَالذَّرِّ جَمْعُ ذَرَّةٍ وَهِیَ اَصْغَرُ النَّمْلِ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ بِاَنْ یَّعْبُدُوا اللّٰهَ وَیَدْعُوا النَّاسَ اِلٰى عِبَادَتِهٖ وَذِكْرُ الْخَمْسَةِ مِنْ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ○ شَدِیْدًا بِالْوَفَاءِ بِمَا حَمَلُوْهُ وَهُوَ الْیَمِیْنُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ اَخَذَ الْمِیْثَاقَ

(۷) اور یاد کر جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا جبکہ وہ آدمؑ کی پشت سے نکلے مثل چیونٹیوں کے اور تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے تم سب سے یہ عہد لیا کہ

اللہ کی عبادت کرو۔ اور لوگوں کو حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائیو۔

ان پانچوں پیغمبروں کو علیحدہ ذکر کرنا حالانکہ تمام پیغمبروں میں یہ بھی داخل تھے طریق عطف خاص علی العام ہے۔ اور ہم نے ان کو ان سے اس عہد کے پورا کرنے کا سخت مضبوط اقرار لیا کہ جو کچھ تم کو حکم ہوا اس کو پورا کرے۔ مضبوط قرار سے مراد اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔

تشریح

(۷) اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے اور کرانے کا قول و قرار اے نبیؐ اللہ تعالیٰ آپ سے اور دوسرے پیغمبروں مثلاً نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) سے قول و قرار لے چکا ہے کہ آپ خود بھی اللہ کے احکام کی اطاعت کریں گے اور دوسروں سے بھی اس کی اطاعت کرائیں گے۔ اللہ کی باتوں کو بے کم و کاست پہنچائیں گے اور انہیں عملاً نافذ کرنے اور قائم کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس عہد کا ذکر قرآن مجید میں متعدد

مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ
وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (الشوریٰ۔ آیت ۱۳)

(اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تمہارے لئے وہ دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوح ؑ کو اور جس کی وحی کی گئی (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف اور جس کی ہدایت کی گئی ابراہیم ؑ اور موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ کو۔ اس تاکید کے ساتھ کہ تم لوگ قائم کرو اس دین کو اور اس میں تفرقہ نہ کرو۔)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ
لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران۔ ۱۸۷)

(اور یاد کرو اس بات کو کہ اللہ نے عہد لیا تھا ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم لوگ اس کی تعلیم کو بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ (البقرہ۔ ۸۳)

(اور یاد کرو کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو گے۔)

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ
اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الاعراف۔ آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱)

(کیا اُن سے کتاب کا عہد نہیں لیا گیا تھا؟ ——— مضبوطی کے ساتھ تھامو اس چیز کو جو ہم نے تمہیں دی ہے اور یاد رکھو اس ہدایت کو جو اس میں ہے، توقع ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو گے۔)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ
بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ (المائدہ ـ ۷)

(اور اے مسلمانو! یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے، اور اس عہد کو جو اس نے تم سے لیا ہے جب کہ تم نے کہا "ہم نے سنا اور اطاعت کی"۔)

پیغمبروں کو یہ اعلیٰ رتبہ ملا کہ وہ اہل ایمان پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔ یہ مرتبہ بلند جو پیغمبروں کو ملا ہے اس لئے ملا ہے کہ ان کی محنت اور ذمہ داری بھی سب سے بڑھ کر ہے۔ اکیلے ساری مخلوق سے مقابلہ کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا کوئی خوف اور امید نہ رکھنا پیغمبروں کے سوا اور کس کا کام ہو سکتا ہے۔ پانچ اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبران کا نام خاص طور پر لیا گیا کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا موجود ہے ان کی تعلیم کا اثر رہے گا۔ ان پیغمبروں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی سب سے پہلے لیا گیا۔ آپ کا ظہور اگرچہ بعد میں ہوا ہے مگر درجے میں آپ سب سے پہلے ہیں اور عالم غیب میں آپ کا وجود مسعود بھی سب سے مقدم ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔ میں نبی تھا جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مرحلے میں ہی تھے۔

یہ عہد آپ کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ وہ جھجک جو آپ کو حضرت زینب سے نکاح کرنے میں تھی دور ہو جائے۔ آپ یہ خیال فرما رہے تھے کہ معاملہ ایک خاتون سے شادی کا ہے کیسی ہی نیک نیتی ہو مگر نفس پرستی کا الزام لگ سکتا ہے جس سے اصل دعوتی کام متاثر ہونے کا ڈر ہے۔

لِيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

لِيَسْـَٔلَ | الصّٰدِقِيْنَ | عَنْ | صِدْقِهِمْ | وَاَعَدَّ | لِلْكٰفِرِيْنَ

تاکہ وہ سوال کرے | سچے | سے | ان کی سچائی | اور اس نے تیار کیا | کافروں کے لئے

تاکہ وہ (ان) سچوں سے ان کی سچائی (کے بارے میں) سوال کرے۔ اور اس نے کافروں کے لئے

ع عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

عَذَابًا | اَلِيْمًا | يٰٓاَيُّهَا | الَّذِيْنَ + اٰمَنُوا | اذْكُرُوْا

عذاب | دردناک | اے | ایمان والو | یاد کرو

دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا

نِعْمَةَ + اللّٰهِ | عَلَيْكُمْ | اِذْ | جَآءَتْكُمْ | جُنُوْدٌ | فَاَرْسَلْنَا

اللہ کی نعمت | اپنے اوپر | جب | تم پر (چڑھ) آئے | لشکر (جمع) | ہم نے بھیجی

نعمت (اس کا احسان) یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

عَلَيْهِمْ | رِيْحًا | وَّجُنُوْدًا | لَّمْ تَرَوْهَا | وَ | كَانَ | اللّٰهُ | بِمَا

ان پر | آندھی | اور لشکر | تم نے انہیں نہ دیکھا | اور | ہے | اللہ | سے جو

آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے جو

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٩﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ

تَعْمَلُوْنَ | بَصِيْرًا | اِذْ | جَآءُوْكُمْ | مِّنْ | فَوْقِكُمْ | وَ

تم کرتے ہو | دیکھنے والا | جب | وہ تم پر آئے | سے | تمہارے اوپر | اور

تم کرتے ہو۔ جب وہ تم پر (چڑھ) آئے تمہارے اوپر (کی طرف) سے اور

مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

مِنْ | اَسْفَلَ | مِنْكُمْ | وَ اِذْ | زَاغَتِ + الْاَبْصَارُ | وَبَلَغَتِ

سے | نیچے | تمہارے | اور جب | کج ہوئیں (چندھیا گئیں) آنکھیں | اور پہنچ گئے

تمہارے نیچے (کی طرف) سے اور جب آنکھیں چندھیا گئیں اور دل گلوں میں

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ⑩

الْقُلُوْبُ	الْحَنَاجِرَ	وَتَظُنُّوْنَ	بِاللّٰهِ	الظُّنُوْنَا
دل (جمع)	گلے	اور تم گمان کرتے تھے	اللہ کے بارے میں	بہت سے گمان

(کلیجے منھ کو) آنے لگے اور تم اللہ کے بارے میں (طرح طرح کے) گمان کر رہے تھے

⑧ لِيَسْئَلَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ
صِدْقِهِمْ فِيْ تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ
تَبْكِيْتًا لِلْكٰفِرِيْنَ بِهِمْ وَاَعَدَّ تَعَالٰى
لِلْكٰفِرِيْنَ بِهِمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○
مُؤْلِمًا هُوَ عَطْفٌ عَلٰى اَخَذْنَا

⑧ پھر یہ عہد لینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سچوں سے ان کے سچ کو پوچھے کہ احکام رسالت پہنچا بھی دئے۔ غرض اس سے کافروں کو سرزنش اور مغلوب کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے منکروں کے لئے عذاب دردناک تیار کیا ہے۔

⑨ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ
جُنُوْدٌ مِنَ الْكُفَّارِ مُتَحَزِّبُوْنَ
اَيَّامَ حَفْرِ الْخَنْدَقِ فَاَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
مَلَائِكَةً وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بِالتَّاءِ مِنْ حَفْرِ
الْخَنْدَقِ وَبِالْيَاءِ مِنْ تَحْزِيْبِ
الْمُشْرِكِيْنَ بَصِيْرًا ○

⑨ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا الخ اے ایمان والو اللہ کے انعام کو یاد کرو جبکہ کفار کا لشکر تم سے لڑنے کو آیا خندق کے کھودنے کے دن۔ سو بھیجی ہم نے ان پر ہوا اور فرشتوں کا لشکر جس کو تم نہ دیکھتے تھے اور اللہ دیکھتا تھا جو کچھ تم کرتے تھے خندق کا کھودنا وغیرہ اور جو کچھ تم کرتے تھے جماعت جماعت ہو کر تمہارے لڑائی کے لئے آنا۔

⑩ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ
اَسْفَلَ مِنْكُمْ مِنْ اَعْلَى الْوَادِيْ وَاَسْفَلِهٖ
مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَاِذْ زَاغَتِ
الْاَبْصَارُ مَالَتْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰى
عَدُوِّهَا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ
وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
جَمْعُ حَنْجَرَةٍ وَهِيَ مُنْتَهَى
الْحُلْقُوْمِ مِنْ شِدَّةِ الْخَوْفِ
وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○
الْمُخْتَلِفَةَ بِالنَّصْرِ
وَالْيَاْسِ

⑩ جبکہ آئے کفار تمہارے پاس اوپر نیچے سے یعنی وادی کے اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے غرض یہ ہے کہ مشرق اور مغرب ہر طرف سے فوج فوج آئے۔ اور وہ وقت وہ تھا کہ آنکھوں کو کچھ نظر نہ آتا تھا بجز دشمن کے ہر طرف سے دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے۔

اور دل گلے میں اٹکے تھے بوجہ شدت خوف کے

اور اللہ پر تم کو طرح طرح کے گمان تھے کہ ہم کو فتح ہوگی یا نہ ہوگی۔

تشریح

(۸) اللہ کے احکام پہنچانا مخلوق پر اتمام حجت | اللہ نے اپنے پیغمبروں سے جو قول و قرار لیا کہ وہ اللہ کے احکام پر خود بھی عمل کریں گے اور مخلوقِ خدا تک ان احکام کو پورا کا پورا پہنچا دیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے اتمام حجت ہے کہ جب پہنچانے والوں نے پہنچا دیا تو دیکھتے ہیں کون ان پر عمل کرتا ہے تاکہ سچے لوگوں کا سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو جائے اور سچائی سے انکار کرنے والوں کو ان کے انکار کی سزا دی جائے۔

آگے کی آیات میں جنگِ احزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے اللہ کے سچے پیغمبر اور ان پر خلوص کے ساتھ ایمان لانے والوں کے حالات اور ان کے مقابلے میں جھوٹے اور منکرین کے اعمال اور اس کے ثمرات اور نتائج کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔

(۹) غزوۂ احزاب کے موقعہ پر اہل ایمان کی نصرت | غزوۂ احزاب یا خندق کے موقعہ پر جب دشمنوں کے متحدہ لشکر نے مدینہ پر چڑھائی کی اور ایک مہینے تک انکی فوجیں مدینہ کا محاصرہ کئے رہیں، تو ایک رات ایسی سخت آندھی آئی جس میں سردی بھی تھی کڑک بھی اور چمک بھی، اور ایسا اندھیرا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ آندھی کے زور سے دشمنوں کے خیمے اُلٹ گئے اور ان کے اندر ایسی افراتفری پیدا ہو گئی کہ انھوں نے راتوں رات اپنے گھر کی راہ لی۔ صبح جب مسلمان اٹھے تو میدان خالی تھا۔ انسان واقعات کو اس کے ظاہری اسباب سے دیکھتا ہے لیکن اندر اندر جو غیر محسوس طاقتیں کام کرتی ہیں وہ اس کے حساب میں نہیں آتیں۔ حالانکہ اکثر انہی غیر محسوس طاقتوں کی کارفرمائی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ یہ طاقتیں کیونکہ اللہ کے فرشتوں کی ماتحتی میں اللہ کے حکم سے کام کرتی ہیں اسی لئے فوجوں سے مراد فرشتے بھی لئے جا سکتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے اللہ تعالےٰ اس وقت سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ کیا تمہیں اللہ کی یہ نصرت اور اس کی یہ نعمت یاد ہے۔؟

(۱۰) جب بنو قریظہ کی بدعہدی سے حالات انتہائی نازک موڑ پر پہنچ گئے | غزوۂ احزاب یا خندق مدینے کی اسلامی ریاست کے خلاف ایک زبردست معرکہ تھا اس لئے کہ عرب کی متحدہ فوجوں نے مل کر اب مدینے سے آر پار کی جنگ کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نازک موقعہ پر نبیؐ نے مدینے کے شمال غربی رُخ پر چھ دن کے اندر اندر ایک خندق کھدوائی اور سَلع پہاڑ کو پشت پر لے کر تین ہزار کی فوج کے ساتھ دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔

مدینے کا جنوبی حصہ باغوں کی کثرت کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مشرق اور مغربی جنوبی سمت میں لاوے کی چٹانیں ہیں۔ اب صرف احد کے مشرقی اور مغربی حصوں سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس طرف خندق کھدوا کر شہر چاروں طرف سے محفوظ ہو گیا تھا۔

عرب والوں کے لئے جنگ کا یہ طریقہ بالکل نیا تھا۔ جاڑے کے زمانے میں انہیں ایک طویل محاصرے کے لئے مجبور ہونا پڑا جس کے لئے وہ تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔

اب دشمنوں کے پاس صرف ایک ہی تدبیر رہ گئی تھی کہ بنو قریظہ کے یہودی قبیلے کو غداری کے لئے آمادہ کریں۔ ان کی بدعہدی نے زبردست خطرہ پیدا کر دیا۔ اور اہل ایمان میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

افواہوں کے بازار گرم تھے۔ شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر شخص کا پردہ فاش ہو گیا۔ قرآن مجید کی ان آیتوں میں اسی کا منظر بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ دشمن اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے، جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ⑪

هُنَالِكَ	ابْتُلِيَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	وَزُلْزِلُوْا	زِلْزَالًا	شَدِيْدًا
یہاں	آزمائے گئے	مومن (جمع)	اور وہ ہلائے گئے	ہلایا جانا	شدید

یہاں (اس موقع پر) مومن آزمائے گئے اور وہ شدید ہلائے (جھنجھوڑے) گئے

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

وَاِذْ	يَقُوْلُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
اور جب	کہنے لگے	منافق (جمع)	اور وہ جن کے	میں	دلوں	(مرض) روگ

اور جب کہنے لگے منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے ہم سے

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫

مَّا وَعَدَنَا	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ	اِلَّا	غُرُوْرًا
جو ہم سے وعدہ کیا	اللہ	اور اس کا رسول	مگر (صرف)	دھوکہ دینا

اللہ اور اسکے رسول ص نے جو وعدہ کیا وہ صرف دھوکہ تھا۔

⑪ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ اُخْتُبِرُوْا لِيَتَبَيَّنَ الْمُخْلِصُ مِنْ غَيْرِهٖ وَزُلْزِلُوْا حُرِّكُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ مِنْ شِدَّةِ الْفَزَعِ

⑪ اس وقت ایمان والوں پر آزمائش تھی تاکہ اہل اخلاص جُدی ہو جاویں غیر اخلاص والوں سے اور مسلمانوں پر اس وقت سخت زلزلہ تھا شدتِ خوف سے۔

⑫ وَ اذْكُرْ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ضُعْفُ اِعْتِقَادٍ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ بِالنَّصْرِ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ بَاطِلًا

⑫ اور یاد کر جبکہ کہتے تھے منافقین اور ضعیف الاعتقاد آدمی کہ اللہ نے ہم سے جو کچھ وعدہ مدد کا فرمایا ہے غلط ہے۔

تشریح

⑪ اہل ایمان کی سخت آزمائش | اس نازک موقع پر وہ سچے اہل ایمان بھی تھے جو ہر طرح سے اللہ کے رسول کا ساتھ دے رہے تھے ان کی بھی خوب خوب آزمائش کی گئی کہ بری طرح ہلا کر رکھ دیئے گئے۔ مگر وہ اس کڑے وقت میں بھی فداکاری کے عزم پر ثابت قدم رہے۔

⑫ منافقین کے تبصرے | منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا تبصرے کرنے لگے کہ لیجئے صاحب ہم سے وعدے تو قیصر و کسریٰ کے ملک فتح ہو جانے کے لئے جا رہے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لئے بھی گھر سے باہر نہیں نکل سکتے اس طرح کے نفسیاتی حملوں سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوں۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ

وَاِذْ	قَالَتْ	طَآئِفَةٌ	مِّنْهُمْ	يٰٓاَهْلَ + يَثْرِبَ	لَامُقَامَ
اور جب	کہا	ایک گروہ	ان میں سے	اے یثرب (مدینہ) والو	کوئی جگہ نہیں

اور جب ایک گروہ نے کہا ان میں سے، اے مدینے والو! تمہارے لئے کوئی جگہ (ٹھکانا)

لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ

لَكُمْ	فَارْجِعُوْا	وَيَسْتَاْذِنُ	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمُ	النَّبِيَّ	يَقُوْلُوْنَ	اِنَّ
تمہارے لئے	لہٰذا تم لوٹ چلو	اور اجازت مانگتا تھا	ایک گروہ	ان میں سے	نبی سے	وہ کہتے تھے	بیشک

نہیں لہٰذا تم لوٹ چلو۔ اور ان میں سے ایک گروہ اجازت مانگتا تھا نبی سے وہ کہتے تھے کہ بیشک

بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾

بُيُوْتَنَا	عَوْرَةٌ	وَمَا هِيَ	بِعَوْرَةٍ	اِنْ + يُّرِيْدُوْنَ	اِلَّا	فِرَارًا
ہمارے گھر	غیر محفوظ	حالانکہ وہ نہیں	غیر محفوظ	وہ نہیں چاہتے	مگر (صرف)	فرار

ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں۔ وہ تو صرف فرار چاہتے ہیں۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ

وَلَوْ	دُخِلَتْ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ	اَقْطَارِهَا	ثُمَّ	سُئِلُوْا	الْفِتْنَةَ
اور اگر	داخل ہو جائیں	ان پر	سے	اس (مدینہ) کے اطراف	پھر	ان سے چاہا جائے	فساد

اور اگر ان پر مدینہ کے اطراف سے داخل ہو جائیں (آگھسیں) پھر ان سے فساد چاہا جائے (کہا جائے)

لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿١٤﴾

لَاٰتَوْهَا	وَمَا	تَلَبَّثُوْا	بِهَآ	اِلَّا + يَسِيْرًا
تو وہ ضرور اسے دینگے	اور نہ	دیر لگائیں گے	اس (گھر) میں	مگر (صرف) تھوڑی سی

تو وہ اسے ضرور دیں گے (منظور کرلیں گے) اور گھروں میں صرف تھوڑی سی دیر لگائیں گے۔

(۱۳) وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَىِ الْمُنَافِقِيْنَ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ هِىَ اَرْضُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ تَنْصَرِفْ لِلْعَلَمِيَّةِ وَوَزْنِ الْفِعْلِ لَامُقَامَ لَكُمْ بِضَمِّ الْمِيْمِ

(۱۳) اور جبکہ کہا منافقین کی ایک جماعت نے ' اے مدینہ والو! یہاں تمہارے ٹھہرنے کا موقع نہیں پس چلے جاؤ تم اپنے گھروں کو۔

وَفَتْحِهَا اَیْ لَا اِقَامَةَ وَلَا مَكَانَةَ
فَارْجِعُوْا اِلٰى مَنَازِلِكُمْ
مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَكَانُوْا خَرَجُوْا
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِلٰى سَلْعَ جَبَلٍ خَارِجَ الْمَدِيْنَةِ
لِلْقِتَالِ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمُ النَّبِیَّ فِی الرُّجُوْعِ
يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا
عَوْرَةٌ ؕ غَيْرَ حَصِيْنَةٍ نَخْشٰى
عَلَيْهَا قَالَ تَعَالٰى وَمَا
هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ مَا
يُرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○
مِنَ الْقِتَالِ

یہ ان لوگوں سے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے باہر پہاڑ کی طرف جس کا نام سلع تھا نکلے تھے کافروں سے لڑنے کو۔

اور منافقوں میں سے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہتی تھی واپس ہونے کی یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر پر کوئی نہیں وہاں دشمنوں کا خوف ہے۔

حالانکہ ان کے گھر ضعیف نہ تھے ان کا ارادہ صرف لڑائی سے بھاگنے کا تھا۔

(۱۴) وَلَوْ دُخِلَتْ اَیِ الْمَدِيْنَةُ
عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا
نَوَاحِيْهَا ثُمَّ سُئِلُوا اَیْ
سَاَلَهُمُ الدَّاخِلُوْنَ الْفِتْنَةَ
الشِّرْكَ لَاٰتَوْهَا بِالْمَدِّ وَ
الْقَصْرِ اَیْ اَعْطُوْهَا وَفَعَلُوْهَا
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَا اِلَّا يَسِيْرًا ○

(۱۴) اور اگر مدینہ میں ان کے پاس اطراف مدینہ سے لشکر آجائے۔
پھر وہ ان سے شرک چاہے۔
تو فوراً مشرک ہو جاویں اور اس میں کچھ دیر نہ کریں۔

تشریح

(۱۳) منافقین کے ایک گروہ کا بہانہ کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں | منافقین کے ایک گروہ کو بنو قریظہ کی بدعہدی کی وجہ سے میدانِ جنگ چھوڑ کر جانے کا بہانہ مل گیا کہ صاحب کیا کریں اب ٹھہرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے شہر کی طرف چلو اب تو ہمارے گھر ہی خطرہ میں ہیں۔ حالاں کہ گھروں کی حفاظت کی ذمہ داری نبی م کی تھی نہ کہ فوج کے ایک ایک فرد کی۔ بہانے بنا کر اجازت لے رہے تھے اور حضور نبی م بھی ان کو اجازت دیتے رہے۔ آپ جانتے تھے کہ یہ میدان جنگ سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف باہر کے خطرات تھے دوسری طرف اندر کی آزمائشیں تھیں۔ اللہ کی مدد شاملِ حال نہ ہوتی تو سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

(۱۴) منافقین کے جھوٹے حیلے بہانے | منافق جو دکھاوے کے لئے اسلام لے آئے تھے ذرا سی آزمائش نے ان کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ان کے ایمان کا حال یہ تھا کہ اگر شہر کے اطراف سے دشمن شہر میں گھس آئے اور ان سے کہے کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کا صفایا کرو، تو فوراً تیار ہو جاتے۔ اس وقت نہ گھروں کی حفاظت کا خیال آتا اور نہ اس بات کا کہ وہاں عورتیں اور بچے خطرے میں ہیں انہیں اس مہم میں جو اسلام کے خلاف ہوتی شریک فتنہ ہونے میں ذرا دیر نہ لگتی۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ

وَلَقَدْ + كَانُوْا عَاهَدُوْا	اللّٰهَ	مِنْ قَبْلُ	لَا يُوَلُّوْنَ
حالانکہ وہ عہد کرچکے تھے	اللہ	اس سے پہلے	نہ پھیریں گے

حالانکہ وہ اس سے پہلے اللہ سے عہد کرچکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ

الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ

الْاَدْبَارَ	وَكَانَ	عَهْدُ اللّٰهِ	مَسْئُوْلًا	قُلْ	لَنْ يَّنْفَعَكُمُ
پیٹھ	اور ہے	اللہ کا وعدہ	پوچھا جانے والا	فرمادیں	تمہیں ہرگز نفع نہ دیگا

پھیریں گے اور اللہ کا (سے کیا ہوا) وعدہ پوچھا جانے والا ہے۔ آپ فرمادیں فرار تمہیں ہرگز

الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا

الْفِرَارُ	اِنْ	فَرَرْتُمْ	مِّنَ + الْمَوْتِ	اَوِ	الْقَتْلِ	وَاِذًا	لَّا
فرار	اگر	تم بھاگے	موت سے	یا	قتل	اور اس صورت میں	نہ

نفع دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگے اور اس صورت میں تم صرف تھوڑا

تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ

تُمَتَّعُوْنَ	اِلَّا + قَلِيْلًا	قُلْ	مَنْ + ذَا	الَّذِيْ + يَعْصِمُكُمْ	مِّنَ
فائدہ دیے جاؤ گے	مگر (صرف) تھوڑا	فرمادیں	کون جو	وہ جو تمہیں بچا سکے	سے

(چند دن) فائدہ دیے جاؤ گے۔ آپ فرمادیں کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے؟ اگر

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا

اللّٰهِ	اِنْ اَرَادَ + بِكُمْ	سُوْٓءًا	اَوْ	اَرَادَ	بِكُمْ	رَحْمَةً	وَلَا
اللہ	اگر وہ چاہے تم سے	برائی	یا	چاہے	تم سے	مہربانی	اور نہ

وہ تم سے برائی (کرنا) چاہے، یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور وہ اپنے

يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

يَجِدُوْنَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيْرًا
وہ پائیں گے	اپنے لئے	اللہ کے سوا	کوئی دوست	اور نہ مددگار

لئے اللہ کے سوا کوئی دوست نہ پائیں گے اور نہ (مددگار پائیں گے)

(۱۵) وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ○ عن الوفاء به

(۱۵) اور بیشک انہوں نے اللہ سے پہلے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے
اور اللہ کا عہد پوچھا جاوے گا کہ اس کو پورا بھی کیا

(۱۶) قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا ان فررتم لَّا تُمَتَّعُونَ في الدنيا بعد فراركم إِلَّا قَلِيلًا ○ بقية آجالكم

(۱۶) اے محمدؐ کہدے کہ تم کو بھاگنا فائدہ نہ دیگا اگر تم موت سے یا مقتول ہونے سے بھاگو۔ اور اگر تم بھاگو گے تو اس کے بعد تم کو دنیا میں فائدہ حاصل نہ ہوگا مگر تھوڑا۔ یعنی صرف اسی قدر فائدہ اٹھاؤ گے جو تمہاری زندگی باقی رہی ہے۔

(۱۷) قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ يجيركم مِّنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اهلاكا أو هزيمة أَوْ يصيبكم بسوء إِنْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً خيرا وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ أي غيره وَلِيًّا ينفعهم وَلَا نَصِيرًا ○ يدفع الضر عنهم

(۱۷) کہدے کہ اگر اللہ تم کو ہلاک کرنا یا شکست دینا چاہے تو کون تم کو اس سے بچا سکتا ہے۔ یا اگر اللہ تم پر بھلائی کرنا چاہے تو کون برائی پہنچا سکتا ہے اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار جو ان کے کام آوے اور ان کی مدد کرے کہ عذاب سے ان کو بچاوے نہ پاویں گے۔

تشریح

(۱۵) کیسے کیسے جھوٹے وعدے کئے تھے | حالاں کہ اس سے پہلے جنگ احد کے موقع پر جو کمزوری دکھائی تھی اس کے بعد انہوں نے اقرار کیا تھا کہ اب وہ کبھی بھی پیٹھ نہ پھیریں گے اور کوئی آزمائش کا موقعہ آیا تو اپنی اس کوتاہی کی تلافی کر دیں گے لیکن اللہ تم کو باتوں سے دھوکا نہیں دیا جا سکتا جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ عہد کو آزمانے کا موقعہ مل جائے۔ اور جھوٹ کی پول کھل جائے۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہونی ہی تھی اور اب غزوۂ خندق ہی میں اس کا دوبارہ موقع آگیا تھا۔

(۱۶) موت سے بھاگنا ممکن نہیں ہے | موت کے ڈر سے اگر میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوگا۔ موت تو اپنے وقت پر آ کر ہی رہے گی۔ اور بھاگ کر اگر جیو گے بھی تو چند ہی سال۔ آخر موت تو آنی ہی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اگر قسمت میں موت لکھی ہے تو بھاگ کر جان نہیں بچ سکتی قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ جائے گی اور اگر موت کا وقت نہیں آیا تو میدان جنگ میں بھی موت نہیں آئے گی۔ کیا جنگ کے میدان میں سب مارے ہی جاتے ہیں۔

(۱۷) اللہ کا ارادہ ہر حال میں پورا ہو کر رہتا ہے | کوئی طاقت اللہ کے ارادے کو روک نہیں سکتی اور کوئی تدبیر اور حیلہ اللہ کے مقابلے میں کام نہیں آسکتا۔ انسان صرف اللہ پر بھروسہ رکھے اور اس کی مرضی کا طلبگار رہے اس کے علاوہ نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی حامی اور مددگار۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ

قَدْ يَعْلَمُ	اللّٰهُ	الْمُعَوِّقِيْنَ	مِنْكُمْ	وَالْقَآئِلِيْنَ	لِاِخْوَانِهِمْ	هَلُمَّ	اِلَيْنَا
خوب جانتا ہے	اللہ	روکنے والے	تم میں سے	اور کہنے والے	اپنے بھائیوں سے	آجاؤ	ہماری طرف

اللہ خوب جانتا ہے تم میں سے (دوسروں کو جہاد سے) روکنے والوں کو اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہماری طرف آجاؤ

وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ

وَلَا يَاْتُوْنَ	الْبَاْسَ	اِلَّا	قَلِيْلًا	اَشِحَّةً	عَلَيْكُمْ	فَاِذَا جَآءَ	الْخَوْفُ
اور نہیں آتے	لڑائی	مگر	بہت کم	بخل کرتے ہیں	تمہارے متعلق	پھر جب آئے	خوف

اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم ۔ تمہارے متعلق بخیلی کرتے ہوئے، پھر جب خوف آئے تو تم

رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ

رَاَيْتَهُمْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَيْكَ	تَدُوْرُ	اَعْيُنُهُمْ	كَالَّذِيْ	يُغْشٰى	عَلَيْهِ	مِنَ
تم دیکھو گے انہیں	وہ دیکھنے لگتے ہیں	تمہاری طرف	گھوم رہی ہیں	انکی آنکھیں	اس شخص کی طرح	غشی آتی ہے	اس پر	سے

انہیں دیکھو گے وہ تمہاری طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں (جیسے) انکی آنکھیں گھوم رہی ہیں اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی

الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً

الْمَوْتِ	فَاِذَا	ذَهَبَ	الْخَوْفُ	سَلَقُوْكُمْ	بِاَلْسِنَةٍ	حِدَادٍ	اَشِحَّةً
موت	پھر جب	چلا جائے	خوف	تمہیں طعنے دینے لگیں گے	زبانوں سے	تیز	بخیلی لالچ کرتے ہوئے

(طاری) ہو پھر جب خوف چلا جائے تو تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال پر بخیلی

عَلَى الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ

عَلَى الْخَيْرِ	اُولٰٓئِكَ	لَمْ يُؤْمِنُوْا	فَاَحْبَطَ + اللّٰهُ	اَعْمَالَهُمْ
مال پر	یہ لوگ	نہیں ایمان لائے	تو اکارت کر دیئے اللہ نے	ان کے عمل

کرتے ہوئے ۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے اکارت کر دیے انکے عمل

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

وَكَانَ	ذٰلِكَ	عَلَى	اللّٰهِ	يَسِيْرًا
اور ہے	یہ	پر	اللہ	آسان

اور اللہ پر یہ آسان ہے۔

(۱۸) قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ الْمُثَبِّطِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ تَعَالَوْا اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ الْقِتَالَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ رِيَاءً وَسُمْعَةً

(۱۸) بیشک اللہ جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو دوسروں کو ایمان سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر سنانے اور دکھلانے کو۔

(۱۹) اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ بِالْمُعَاوَنَةِ جَمْعُ شَحِيْحٍ وَهُوَ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ يَاْتُوْنَ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ كَنَظْرِ اَوْ كَدَوَرَانِ الَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ اَيْ سَكَرَاتِهٖ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ وَحِيْزَتِ الْغَنَائِمُ سَلَقُوْكُمْ اٰذَوْكُمْ وَضَرَبُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اَيِ الْغَنِيْمَةِ يَطْلُبُوْنَهَا ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا حَقِيْقَةً فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ الْاِحْبَاطُ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ بِاِرَادَتِهٖ

(۱۹) تمہاری اعانت سے بخل کرنے والے۔ سو جس وقت کوئی امر خوف کا پیش آتا ہے تو ان کو دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے وہ شخص دیکھے جس پر سکرات موت کا غلبہ ہو۔

پھر جس وقت خوف جاتا رہتا ہے اور مال غنیمت اکٹھا ہو جاتا ہے اس وقت تم کو ایذا پہنچاتے ہیں اور تم پر تیز زبانی کر کے مال غنیمت کی حرص کرتے ہیں اور مانگتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت میں ایمان نہیں لائے۔ سو اللہ نے ان کے عمل باطل کئے اور اللہ پر ان کے اعمال کا کھو دینا آسان ہے اس کا ارادہ غالب ہے۔

تشریح

(۱۸) اللہ تعالیٰ جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے | اللہ تم ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جہاد کے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ کہاں حق و صداقت کے چکر میں پڑے ہو اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال رہے ہو تم ہماری جماعت میں شامل ہو جاؤ اور عافیت کوشی کی وہ پالیسی اختیار کرو جو ہم نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ لوگ اگر جہاد میں شرکت کرتے بھی ہیں تو بس نام چارے کو، کبھی شرما شرمی میدان میں آکر کھڑے ہو جاتے ہیں ورنہ عموماً گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں

(۱۹) گرم دم گفتگو۔ نرم دم جستجو | ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ایک طرف تو مخلص اہل ایمان سب کچھ اللہ کی راہ میں کھپا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ دکھاوے کے مسلمان جان کھپانا اور خطرے برداشت کرنا تو بڑی بات ہے کسی کام میں بھی کھلے دل سے اہل ایمان کا ساتھ دینا نہیں چاہتے۔ جب کوئی خطرے کا وقت آتا ہے تو لگتا ہے موت کے ڈر سے غشی طاری ہو رہی ہے مگر جب خطرہ ٹل جاتا ہے تو زبانیں قینچی کی طرح چلتی ہیں بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہیں ان کے نیک کام جو بظاہر نیک ہیں ان کی نمازیں، ان کے روزے ان کی عبادتیں اللہ کے یہاں کوئی وزن اور قیمت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اللہ کے یہاں اعمال کا فیصلہ ان کی ظاہری شکل پر نہیں ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ اعمال کی تہہ میں کتنا ایمان اور خلوص ہے اور حق و باطل کی کشمکش میں کتنی وفاداری دکھائی ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ

الْاَحْزَابُ	وَاِنْ + يَّاْتِ	لَمْ يَذْهَبُوْا	الْاَحْزَابَ	يَحْسَبُوْنَ
لشکر	اور اگر آئیں	نہیں گئے ہیں	لشکر (جمع)	وہ گمان کرتے ہیں

وہ گمان کرتے ہیں کہ کافروں کے لشکر (ابھی) نہیں گئے ہیں اور اگر لشکر (دوبارہ) آئیں تو وہ

يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ

اَنْۢبَآئِكُمْ	عَنْ	يَسْاَلُوْنَ	فِي + الْاَعْرَابِ	بَادُوْنَ	لَوْ اَنَّهُمْ	يَوَدُّوْا
تمہاری خبریں	سے	پوچھتے رہتے	دیہات میں	باہر نکلے ہوتے	کہ کاش وہ	وہ تمنا کریں

تمنا کریں کہ کاش وہ دیہات میں باہر نکلے ہوتے (صحرا نشین ہوتے) تمہاری خبریں پوچھتے رہتے

وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع

ع ۲ ۱۲ ۱۸

قَلِيْلًا	اِلَّا	مَّا قٰتَلُوْا	فِيْكُمْ	كَانُوْا	وَلَوْ
بہت کم	مگر	جنگ نہ کریں	تمہارے درمیان	ہوں	اور اگر

اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو جنگ نہ کریں مگر بہت کم

﴿۲۰﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ مِنَ الْكُفَّارِ لَمْ يَذْهَبُوْا اِلٰى مَكَّةَ لِخَوْفِهِمْ مِنْهُمْ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ كَرَّةً اُخْرٰى يَوَدُّوْا يَتَمَنَّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ اَيْ كَائِنُوْنَ فِي الْبَادِيَةِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ اَخْبَارِكُمْ مَعَ الْكُفَّارِ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ هٰذِهِ الْكَرَّةَ مَا قٰتَلُوْا اِلَّا قَلِيْلًا رِيَاءً وَخَوْفًا مِنَ التَّعْيِيْرِ

﴿۲۰﴾ یہ منافقین کافروں کی جماعتوں کو سمجھتے ہیں کہ وہ مکہ میں واپس ہو کر نہیں گئے کہ ان کے دل میں خوف کفار غالب ہے اور اگر کوئی لشکر دوبارہ آدے تو منافقین اس بات کی تمنا کریں کہ کاش ہم لوگ یہاں نہیں رہتے کسی گاؤں میں چلے جاتے کہ وہاں تمہارا حال پوچھتے رہتے کہ لشکر کفار سے کیونکر معاملہ ہوا اور اگر اس دفعہ وہ منافقین تمہارے پاس بھی ہوتے تو نہ لڑتے مگر تھوڑا یعنی دکھلانے کو اور عار کے خوف سے لڑتے، اگر لڑتے۔

تشریح

﴿۲۰﴾ منافقین کی بزدلی کی حقیقت | ان دکھاوے کے ایمان والوں کی بزدلی کا حال یہ ہے کہ دشمنوں کی فوجیں ناکام چلی گئیں لیکن ان کو ابھی یقین نہیں آرہا ہے کہ فوجیں اس طرح ناکام ہو کر جا چکی ہیں۔

اور فرض کرو اگر دشمن کی فوجیں پلٹ کر پھر حملہ آور ہو جائیں تو یہ دکھاوے کے مسلمان شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور کہیں گاؤں میں بیٹھ کر صحرا میں بدّوؤں کے ساتھ باتیں بنا رہے ہوں گے اور وہیں پوچھ رہے ہوں گے کہ ہاں بھئی بتاؤ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟

اور اگر یہ تمہارے بیچ رہے بھی اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتائی تو بھی لڑائی میں کم ہی حصہ لیں گے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

لَقَدْ + كَانَ	لَكُمْ	فِيْ	رَسُوْلِ + اللّٰهِ	اُسْوَةٌ	حَسَنَةٌ
البتہ ہے	تمہارے لئے	میں	اللہ کا رسول	مثال (نمونہ)	اچھا

البتہ تمہارے لئے ہے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک اچھا نمونہ (ہر) اس

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

لِّمَنْ	كَانَ + يَرْجُوا	اللّٰهَ	وَالْيَوْمَ + الْاٰخِرَ	وَ ذَكَرَ اللّٰهَ	كَثِيْرًا
اسکے لئے جو	امید رکھتا ہے	اللہ	اور روز آخرت	اور اللہ کو یاد کرتا ہے	کثرت سے

شخص کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر امید رکھتا ہے، اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔

(۲۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَضَمِّهَا حَسَنَةٌ اِقْتِدَاءً بِهٖ فِي الْقِتَالِ وَالثَّبَاتِ فِيْ مَوَاطِنِهٖ لِّمَنْ بَدَلٌ مِنْ لَكُمْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ يَخَافُهٗ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ بِخِلَافِ مَنْ لَيْسَ كَذٰلِكَ

(۲۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الخ بیشک تم کو اے ایمان والو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی عمدہ طرح کرنی چاہیئے جہاد میں اور وہاں ثابت قدم رہنے میں۔

جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اور پچھلے دن کا خوف رکھتے ہیں اور اللہ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں۔ ان کو اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لازم ہے بخلاف ان لوگوں کے جو ایسے نہیں کہ وہ آپ کی پیروی نہیں کرتے۔

تشریح

(۲۱) آنحضرت ﷺ کی زندگی بہترین نمونۂ عمل | حضرت محمد ﷺ کی حیات پر نظر ڈالو، آپ کے شب و روز دیکھو۔ آپ کے استقلال کو دیکھو اور آپ کے صبر اور ثابت قدمی پر نگاہ ڈالو۔ جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس برکات کا منبع اور بہترین نمونہ ہے انہیں چاہیئے کہ ہر معاملے میں ہر حرکت و سکون میں ہر نشست و برخاست میں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کو دیکھیں اور ہمت واستقلال میں انکی پیروی کریں۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا

مَا	هٰذَا	قَالُوْا	الْاَحْزَابَ	رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ	وَلَمَّا
جو	یہ ہے	وہ کہنے لگے	لشکروں کو	مومنوں نے دیکھا	اور جب

اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو وہ کہنے لگے یہ ہے جس کا

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫

وَرَسُوْلُهٗ	اللّٰهُ	وَصَدَقَ	وَرَسُوْلُهٗ	اللّٰهُ	وَعَدَنَا
اور اس کا رسول	اللہ	اور سچ کہا تھا	اور اس کا رسول	اللہ	ہم کو وعدہ دیا

ہمیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۭ (۲۲)

	وَّتَسْلِيْمًا	اِيْمَانًا	اِلَّاۤ	زَادَهُمْ	وَمَا
	اور فرماں برداری	ایمان	مگر	ان کا زیادہ کیا	اور نہ

اور (اس صورت حال نے) ان میں نہ زیادہ کیا مگر ایمان اور (جذبۂ) فرماں برداری

(۲۲) وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ مِنَ الْكُفَّارِ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنَ الْاِبْتِلَاءِ وَالنَّصْرِ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فِى الْوَعْدِ وَمَا زَادَهُمْ ذٰلِكَ اِلَّاۤ اِيْمَانًا تَصْدِيْقًا بِوَعْدِ اللّٰهِ وَّتَسْلِيْمًا لِاَمْرِهٖ

(۲۲) اور ایمان والے جب کافروں کے لشکر کو دیکھتے ہیں کہتے ہیں یہ وہی جو ہم سے اللہ اور اس کے پیغمبر نے وعدہ کیا کہ تم کو کفار سے مقابلہ پیش آئے گا اور تم کو ہی غلبہ رہے گا۔

اور اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ سچا ہوا اور جہاد کے پیش آنے سے ان کا ایمان بڑھتا ہے اور اللہ کے وعدہ کی زیادہ تصدیق ہو جاتی ہے۔ اور اس کے حکم کو دل و جان سے مانتے ہیں۔

تشریح

(۲۲) صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ | رسول اللہؐ کے نمونہ عمل کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے طرز عمل کو نمونے کے طور پر پیش فرما رہے ہیں۔

وہ پکے سچے مسلمان جب انہوں نے دیکھا کہ دشمن کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے پریشان

ہونے کے ان کا جذبۂ ایمان اور جذبۂ وفاداری اور اطاعت شعاری اور زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے کہ یہ تو وہی بات ہے جس کی خبر اللہ اور رسول نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ اور جس کے متعلق وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے :۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۚ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ (البقرہ۔ آیت ۲۱۴)

(کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں بس یوں ہی داخل ہو جاؤ گے ؟ حالانکہ ابھی وہ حالات تو تم پر گزرے ہی نہیں جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکے ہیں۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں آئیں اور وہ ہلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھی پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد۔ سنو اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔)

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ ۔

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ (صٓ۔ آیت ۱۱)

(یہ تو جتھوں میں سے ایک چھوٹا سا جتھہ ہے جو اسی جگہ شکست کھانے والا ہے ۔)

واضح رہے کہ سورۂ صٓ مکی سورت ہے اور اس میں مکہ معظمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ جہاں یہ لوگ باتیں بنا رہے ہیں اسی جگہ یہ شکست کھانے والے ہیں اور یہیں وہ وقت آنے والا ہے جب یہ منہ لٹکائے اس شخص کے سامنے کھڑے ہوں گے جسے آج یہ تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا :۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۔ (العنکبوت آیت ۲ - ۳)

(کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بس یہ کہنے پر وہ چھوڑ دیئے جائیں گے کہ " ہم ایمان لائے "۔ اور انہیں آزمایا نہ جائے گا ؟ حالانکہ ہم نے ان سب لوگوں کو آزمایا ہے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو یہ ضرور دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

اللہ اور اس کے رسول کے مخلص وفاداروں میں جب دشمنوں نے اس سیلاب بلا کو دیکھا کہ ان کے ایمان متزلزل ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئے اور وہ اپنا سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جہاں تک ایمان کا تعلق ہے ایک ہی اقرار اور تصدیق ہے جس سے کوئی انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور جب تک وہ اپنے اقرار پر قائم ہے مسلمان مانا جاتا ہے لیکن دنیا کی زندگی میں قدم قدم پر ایسے مواقع سامنے آتے رہتے ہیں جہاں اسلام کسی چیز کا حکم دیتا ہے یا کسی چیز سے منع کرتا ہے۔ ایسے موقع پر جتنی اطاعت مکمل ہوگی دین حق کی سربلندی کے لئے لگن تیز ہوگی اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام میں جو لوگ پورے خلوص کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے قدم قدم پر مکمل اطاعت اور وفاداری کا ثبوت دیا ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ عام مسلمان ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے رسول کو نمونۂ عمل قرار دیا اس کے ساتھ ہی صحابہ کرام کے عمل کو بھی بطور اسوۂ حسنہ کے پیش کیا ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا

مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	رِجَالٌ	صَدَقُوْا	مَا	عَاهَدُوا
سے (میں)	مومن (جمع)	ایسے آدمی	انھوں نے سچ کردکھایا	جو	انھوں نے عہد کیا

مومنوں میں کچھ ایسے آدمی ہیں کہ انھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کردکھایا

اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ

اللّٰهَ	عَلَيْهِ	فَمِنْهُمْ	مَنْ	قَضٰى	نَحْبَهٗ	وَ	مِنْهُمْ
اللہ	اس پر	سو ان میں سے	جو	پورا کرچکا	نذر اپنی	اور	ان میں سے

سو ان میں سے (کچھ ہیں) جو اپنی نذر پوری کر چکے اور ان میں سے (کچھ ہیں)

مَنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ (۲۳) لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ

مَنْ	يَّنْتَظِرُ	وَ مَا بَدَّلُوْا	تَبْدِيْلًا	لِّيَجْزِيَ	اللّٰهُ
جو	انتظار میں ہے	اور انھوں نے تبدیلی نہیں کی	کچھ بھی تبدیلی	تاکہ جزا دے	اللہ

جو انتظار میں ہیں اور انھوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی (یہ اس لئے ہوا) کہ اللہ جزا دے

الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ

الصّٰدِقِيْنَ	بِصِدْقِهِمْ	وَيُعَذِّبَ	الْمُنٰفِقِيْنَ	اِنْ شَآءَ	اَوْ
سچے لوگ	ان کی سچائی کی	اور وہ عذاب دے	منافقوں	اگر وہ چاہے	یا

سچے لوگوں کو ان کی سچائی کی اور اگر وہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے، یا وہ

يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ (۲۴)

يَتُوْبَ + عَلَيْهِمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
وہ ان کی توبہ قبول کرے	بیشک	اللہ	ہے	بخشنے والا	مہربان

ان کی توبہ قبول کرلے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲۴) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ مِنَ الثَّبَاتِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۴) مسلمانوں میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے سچ کردکھلایا جو کچھ اللہ سے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کا اور ثابت قدم رہنے کا۔

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ مَاتَ اَوْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سو بعض ان میں سے وہ ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کی یعنی مرگئے یا اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ اور بعض ان میں سے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ذٰلِكَ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ فِى الْعَهْدِ وَهُمْ بِخِلَافِ حَالِ الْمُنَافِقِيْنَ

وہ ہیں جو ابھی منتظر ہیں اور انھوں نے اپنے عہد اور اقرار کو بالکل نہیں بدلا۔ بخلاف منافقوں کے حال کے

(۲۴) لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ بِاَنْ يُّمِيْتَهُمْ عَلٰى نِفَاقِهِمْ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنْ شَاءَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا لِمَنْ تَابَ رَّحِيْمًا ۝ بِهٖ

(۲۴) تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو عذاب دے۔ اور ان کو نفاق پر مارنا چاہے یا ان کی توبہ قبول کرے اور ان کو توبہ کی توفیق دے اگر چاہے، بیشک اللہ بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کو اور ان پر مہربان ہے۔

تشریح

(۲۳) صحابہ کرام کا بے مثال عزم | جنگ احد کے بعد منافقین نے قول و قرار کیا تھا کہ ہم آئندہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے جس کا ذکر اسی سورۂ احزاب کی آیت ۱۵ میں آچکا ہے کہ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ (ان لوگوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ یہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔)

جب اس وعدہ کی سچائی کے جانچنے کا موقع آیا تو غزوۂ احزاب یا خندق کے موقعہ پر منافقین اپنا وعدہ توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔

یہ حال تو منافقین کا تھا۔ دوسری طرف وہ اہل ایمان تھے جو اپنے ایمان پر پختگی کے ساتھ قائم تھے۔ انتہائی سختیوں کے باوجود وہ دین کی حمایت اور رسول اللہ کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔ ان میں کچھ تو وہ ہیں جو جام شہادت نوش کرکے سرخروئی حاصل کر چکے۔ کچھ وہ ہیں جو بڑے شوق کے ساتھ شہادت کا رتبہ حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔

ان میں سے ایک بزرگ حضرت طلحہؓ ایسے بھی ہیں جن کو اللہ کے رسول ان کی زندگی ہی میں شہادت کی بشارت دے چکے ہیں۔ یہ رسول اللہ کی حفاظت کے لئے آپ کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے یہاں تک کہ ہاتھ شل ہوگیا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ (یہ ان میں سے ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(خاک و خون میں تڑپنے کا کیا پیارا طریقہ ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ طینت عاشقوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔)

انھوں نے اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور ذرہ بھر اپنی بات سے نہیں بدلے۔

(۲۴) غزوۂ احزاب سچوں اور جھوٹوں کا امتحان تھا | اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت سے حق و باطل کے درمیان کش مکش کے ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ سچ اور جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔

غزوہ احزاب میں حق پرستوں کی صداقت ابھر کر سامنے آگئی تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی سچائی کی جزا ان کو عطا فرمائے۔

رہا دکھاوے کے مسلمان منافقین کا معاملہ اب چاہیں تو اللہ تعالیٰ انکو سزا دیں اور چاہیں تو ان کی توبہ قبول فرمائیں بیشک اللہ تو بہت مغفرت فرمانے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے وہ توبہ کی توفیق دے کر معاف بھی فرما سکتے ہیں ان کی مہربانی سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى

وَرَدَّ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	بِغَيْظِهِمْ	لَمْ يَنَالُوْا	خَيْرًا	وَكَفَى
اور لوٹا دیا	اللہ	ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا (کافر)	اُن کے غصّے میں بھرے ہوئے	انہوں نے نہ پائی	کوئی بھلائی	اور کافی ہے

اور اللہ نے کافروں کو لوٹا دیا ان کے (اپنے) غصہ میں بھرے ہوئے انھوں نے کوئی بھلائی نہ پائی۔ اور

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

اللّٰهُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	الْقِتَالَ	وَكَانَ	اللّٰهُ	قَوِيًّا	عَزِيْزًا	
اللہ	مومن (جمع)	جنگ	اور ہے	اللہ	توانا	غالب	

جنگ (کے معاملہ میں) مومنوں کے لئے اللہ کافی ہے اور اللہ ہے توانا اور غالب۔

﴿۲۵﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَيِ الْاَحْزَابَ بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ مُرَادُهُمْ مِنَ الظَّفَرِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِالرِّيْحِ وَالْمَلَائِكَةِ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَلٰى اِيْجَادِ مَا يُرِيْدُهٗ عَزِيْزًا ۝ غَالِبًا عَلٰى اَمْرِهٖ

﴿۲۵﴾ اور اللہ نے پسپا کر دیا کافروں کو وہ اپنے دل میں غصہ لے کر گئے یعنی کینہ نہ نکال سکے نہ اپنی مراد کو حاصل کر سکے یعنی مسلمانوں پر غلبہ نہ حاصل کر سکے۔
اور اللہ مسلمانوں کی طرف سے کفار کی لڑائی کو کافی ہو گیا اور فرشتے بھیج کر ان کی مدد کی۔
اور اللہ قوت والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے اپنے حکم میں غالب ہے۔

تشریح

﴿۲۵﴾ مخالفین کی ذلت آمیز شکست | غزوۂ احزاب میں جب کہ دشمنوں کو سخت سردی کے زمانے میں محاصرہ کئے پچیس[۲۵] سے زیادہ دن ہو چکے تھے۔ ایک رات اچانک سخت آندھی آئی جس میں سردی کے علاوہ بجلی کی کڑک اور چمک تھی اور اتنا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا، آندھی کے زور سے دشمنوں کے خیمے الٹ گئے اور افراتفری کی حالت میں پورا لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جس کا ذکر اسی سورت کی آیت ۹ میں آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا منہ پھیر دیا نہ فتح ملی نہ مال غنیمت۔ اپنے دل کی جلن لئے اپنے گھروں کو پلٹ گئے۔ اہل ایمان کی طرف سے اللہ کے لشکر کی مدد ہی کافی ہو گئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی طاقت والے اور زبردست ہیں۔
اس جنگ میں دشمنوں کا ایک بڑا نامور سوار عمرو بن عبدود جس کو ایک ہزار سواروں کے برابر گنتے تھے حضرت علی رضہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ مخالفین نے درخواست کی کہ دس ہزار لیکر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے آپ نے بغیر کچھ لئے ہوئے اس کی لاش حوالے کر دی اور فرمایا کہ ہم مُردوں کے پیسے نہیں کھاتے۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

وَ اَنْزَلَ	الَّذِيْنَ	ظَاهَرُوْهُمْ	مِنْ	اَهْلِ الْكِتٰبِ	مِنْ
اور اتار دیا	ان لوگوں کو	جنھوں نے انکی مدد کی	سے	اہل کتاب	سے

اور اہل کتاب میں سے جنھوں نے ان کی مدد کی تھی، ان کے قلعوں سے انہیں اتار دیا۔

صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ

صَيَاصِيْهِمْ	وَقَذَفَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	الرُّعْبَ	فَرِيْقًا	تَقْتُلُوْنَ	وَ
ان کے قلعے	اور ڈال دیا	میں	ان کے دل	رعب	ایک گروہ	تم قتل کرتے ہو	اور

اور ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور

تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا

تَاْسِرُوْنَ	فَرِيْقًا	وَ اَوْرَثَكُمْ	اَرْضَهُمْ	وَدِيَارَهُمْ	وَاَمْوَالَهُمْ	وَاَرْضًا
اور تم قید کرتے ہو	ایک گروہ	اور تمہیں وارث بنا دیا	ان کی زمین	اور ان کے گھر (جمع)	اور انکے مال (جمع)	اور وہ زمین

ایک گروہ کو قید کرتے ہو اور تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور انکے مالوں کا

لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۳ ۱۹

لَمْ تَطَئُوْهَا	وَ كَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرًا
تم نے وہاں قدم نہیں رکھا	اور ہے	اللہ	پر	ہر	چیز (شے)	قدرت رکھنے والا

اور اس زمین کا جہاں تم نے قدم نہیں رکھا تھا، اور اللہ ہے ہر شے پر قدرت رکھنے والا۔

﴿۲۶﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اَيْ قُرَيْظَةَ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ حُصُوْنِهِمْ جَمْعُ صِيْصِيَةٍ وَهُوَ مَا يُتَحَصَّنُ بِهٖ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ الْخَوْفَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ مِنْهُمْ وَهُمُ الْمُقَاتِلَةُ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ○ مِنْهُمْ اَيِ الذَّرَارِيْ

﴿۲۶﴾ اور اُتارا ان لوگوں کو جنھوں نے کفار کی اعانت کی اہل کتاب میں سے یعنی بنی قریظہ کو ان کے مضبوط قلعوں سے اور ان کے دل میں خوف ڈال دیا۔

جو ان میں لڑے ان کو تم نے مارا اور بچوں اور عورتوں کو قید کیا۔

(۲۷) وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا

بَعْدُ وَهِيَ خَيْبَرُ اُخِذَتْ بَعْدَ قُرَيْظَةَ

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

(۲۷) اور ان کی زمین اور مکانات اور مالوں کا تم کو وارث کیا۔ اور تم کو وہ زمین دی جس میں تم اب تک نہیں چلے۔ مراد اس سے خیبر ہے جو قریظہ کے بعد ہاتھ آیا

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تشریح

(۲۶) یہود کے قبیلے بنو قریظہ کا معاملہ مدینے کے مشرقی جانب یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کی آبادی تھی اور ان کا ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا صلح کا معاملہ تھا کہ کسی بھی بیرونی حملے کے موقعہ پر سب مل کر دفاع کریں گے۔ مگر غزوۂ احزاب کے موقعہ پر بنو قریظہ نے بد عہدی کی اور بنی نظیر کے سردار "حی بن اخطب" کے اُکسانے پر بنو قریظہ بدعہدی کے لئے تیار ہوگئے۔

جنگ احزاب سے فارغ ہو کر جب حضورؐ ظہر کے وقت گھر پہنچے تو حضرت جبرئیلؑ نے آکر اللہ کا حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں۔ بنو قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔ نہایت تیزی کے ساتھ اسلامی فوجوں نے بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ چوبیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر تنگ آکر بنو قریظہ نے پیغام بھیجا کہ ہم اپنے آپ کو اس شرط پر حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو حکم بنایا جائے وہ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔

حضرت سعد نے تورات کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمایا تورات کی کتاب استثناء، اصحاح ۲۰ آیت ۱۰ میں ہے کہ،

"جب کسی شہر پر تو حملہ کرنے کے لئے جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے۔ اگر وہ صلح تسلیم کرلیں اور تیرے لئے دروازے کھول دیں تو جتنے لوگ وہاں موجود ہوں گے سب تیرے غلام ہو جائیں گے۔ لیکن اگر صلح نہ کریں تو ان کا محاصرہ کر لو اور جب تیرا خدا تجھ کو ان پر قبضہ دلادے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کردے۔ باقی بچے، عورتیں، جانور اور جو چیزیں شہر میں موجود ہوں سب تیرے لئے مال غنیمت ہوں گے۔"

اس حکم کے مطابق حضرت سعدؓ نے فیصلہ دیا کہ بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کردئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کردی جائیں۔

آیت مذکورہ میں اسی واقعہ کا بیان ہے کہ پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے یعنی بنو قریظہ نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ اللہ ان کی گڑھیوں اور قلعوں سے ان کو اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔

(۲۷) بنو قریظہ کی زمین مہاجرین میں تقسیم کردی گئی بنو قریظہ کی زمین جو چھوڑ کر گئے تھے، ان کے گھر ان کے اموال وہ سب مہاجرین میں تقسیم کر دئے گئے جس سے مہاجرین کے گزارے کا سامان ہو گیا اور انصار پر جو بوجھ تھا وہ ہلکا ہو گیا اللہ تعالٰے نے کامیابی بھی عطا کی اور آسودگی بھی بے شک اللہ تعالٰے ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ وہ غالب کو مغلوب اور مغلوب کو غالب کر سکتے ہیں ——— اور بدحال کو خوش حال بنانا اللہ تعالٰے کے اختیار میں ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

وَ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	تُرِدْنَ	كُنْتُنَّ	اِنْ	لِّاَزْوَاجِكَ	قُلْ	يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ
اور	دنیا کی زندگی	چاہتی ہو	تم ہو	اگر	اپنی بیبیوں سے	فرمادیں	اے نبی ؐ

اے نبی ؐ ! اپنی بیبیوں سے فرمادیں ، اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت

زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

جَمِيْلًا	سَرَاحًا	وَ اُسَرِّحْكُنَّ	اُمَتِّعْكُنَّ	فَتَعَالَيْنَ	زِيْنَتَهَا
اچھی	رخصت	اور تمہیں رخصت کردوں	میں تمہیں کچھ دے دوں	تو آؤ	اس کی زینت

چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور رخصت کردوں اچھی طرح رخصت

﴿۲۸﴾ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وهن تسع وطلبن منه من زينة الدنيا ما ليس عنده اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ اى متعة الطلاق وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ اطلقكن من غير ضرار

﴿۲۸﴾ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ سے دنیا کی زیبائش کا سوال کیا جو آپ کے پاس موجود نہ تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اے پیغمبر کہدے اپنی بیویوں کو (جو نو تھیں) کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیبائش چاہتی ہو تو لو یہ کپڑے متعہ کے اور میں تم کو چھوڑے دیتا ہوں اچھی طرح یعنی تم کو طلاق دینے سے میری غرض تم کو ضرر پہنچانا نہیں۔

تشریح

﴿۲۸﴾ حضورؐ کی خانگی زندگی کا مسئلہ | ایک طرف تو نبی ؐ اس کارِ عظیم میں مشغول تھے جو دین کو پروان چڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ ڈالا تھا دوسری طرف جب کہ آپ کو گھریلو زندگی میں سکون کی ضرورت تھی ایک خانگی مسئلے نے آپ کو الجھن میں مبتلا کردیا مسئلہ یہ تھا کہ نبی ؐ اس وقت مالی حیثیت سے انتہائی تنگ دست تھے اگرچہ ۴ھ میں بنو نظیر کی جلاوطنی کے بعد ان کی چھوڑی زمینوں کی آمدنی کا ایک حصہ اللہ کے حکم سے آپ کے لئے مخصوص کردیا گیا تھا مگر وہ آپ کے کنبے کے لئے کافی نہ تھا منصبِ رسالت کے فرائض اتنے بھاری تھے کہ آپ فکرِ معاش کے لئے کوئی وقت نہیں نکال پاتے تھے۔ ان حالات میں جب آپ کی ازواجِ مطہرات خرچ کی تنگی کی شکایت کرتی تھیں تو آپ کے ذہن پر دوہرا بار پڑتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"اے نبی ؐ اپنی بیویوں سے کہو کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرلو۔ اگر دنیا کی آسودگی چاہتی ہو تو میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کردوں۔"

اس ایک جملہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کی طرف سے مزید خرچ کے تقاضے مزاجِ مبارک پر کیا اثر ڈال رہے تھے۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ

وَ اِنْ	كُنْتُنَّ + تُرِدْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَالدَّارَ + الْاٰخِرَةَ
اور اگر	تم چاہتی ہو	اللہ	اور اس کا رسول	اور آخرت کا گھر

اور اگر تم اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو، تو

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

فَاِنَّ	اللّٰهَ	اَعَدَّ	لِلْمُحْسِنٰتِ	مِنْكُنَّ	اَجْرًا	عَظِيْمًا
پس بیشک	اللہ	تیار کیا ہے	نیکی کرنے والیوں کیلئے	تم میں سے	اجر	بڑا

بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ

يٰنِسَآءَ + النَّبِيِّ	مَنْ	يَّاْتِ	مِنْكُنَّ	بِفَاحِشَةٍ
اے نبی کی بیبیو	جو کوئی	لائے (مرتکب ہو)	تم میں سے	بیہودگی کے ساتھ

اے نبیؐ کی بیبیو! جو کوئی تم میں کھلی بیہودگی کی مرتکب ہو تو اس کے لئے

مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ

مُّبَيِّنَةٍ	يُّضٰعَفْ	لَهَا	الْعَذَابُ	ضِعْفَيْنِ	وَ كَانَ
کھلی	بڑھایا جائیگا	اس کیلئے	عذاب	دوچند	اور ہے

عذاب دوچند بڑھا دیا جائے گا اور یہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ذٰلِكَ	عَلَى	اللّٰهِ	يَسِيْرًا	
یہ	پر	اللہ	آسان	

اللہ پر آسان ہے۔

﴿۲۹﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اَيِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

﴿۲۹﴾ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی رضا طلب کرتی ہو اور جنت چاہتی ہو تو بے شبہ اللہ نے بڑا ثواب یعنی جنت تیار کر رکھی ہے ان کے لیے جو تم

لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ بِاِرَادَةِ الْاٰخِرَةِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ اَىِ الْجَنَّةِ فَاخْتَرْنَ الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا

میں نیکی کر کے آخرت کا ثواب چاہتی ہیں یہ سن کر آپ کی ازواج مطہرات نے آخرت کو پسند کیا دنیا پر۔

۳۰ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَكَسْرِهَا اَىْ بُيِّنَتْ اَوْ هِىَ بَيِّنَةٌ يُّضٰعَفْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ يُضَعَّفُ بِالتَّشْدِيْدِ وَفِىْ اُخْرٰى نُضَعِّفُ بِالنُّوْنِ مَعَهُ وَنَصْبِ الْعَذَابِ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ضِعْفَىْ عَذَابِ غَيْرِهِنَّ اَىْ مِثْلَيْهِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

۳۰ اے پیغمبر کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے ظاہر برائی کرے اس کو بہ نسبت دوسروں کے دوہرا عذاب کیا کیا جاوے گا۔

اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

تشریح

۲۹ اجر آخرت چاہیئے تو وہ بھی اللہ کے پاس وافر موجود ہے | اگر تم دنیا کی خوش حالی اور آسودگی کے بجائے اللہ اور اس کے رسول، دارِ آخرت کی طلبگار رہو تو تم میں سے جو نیکوکار رہیں اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

○ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں اس وقت حضورؐ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ حضرت سودہؓ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ۔ ان میں سے بعض نے آں حضرتؐ سے گفتگو کی کہ ہم کو مزید اخراجات دیئے جائیں تاکہ ہم آرام کی زندگی بسر کرسکیں۔

نبیؐ کو ان کا یہ مطالبہ بار خاطر ہوا۔ اور آپ نے قسم کھالی کہ ایک مہینہ گھر میں نہیں جائیں گے۔ مسجد کے قریب ایک بالا خانے میں علیحدہ رہنے لگے۔ صحابہ کرام آپ کی طرف سے بڑے فکر مند تھے اور چاہتے تھے کہ قلب مبارک سے یہ بوجھ ہلکا ہو۔ خاص طور پر حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اپنی بیٹیوں عائشہؓ اور حفصہؓ کی طرف سے بہت فکر مند تھے۔ ایک مہینے کے بعد اللہ کی طرف سے یہ مذکورہ آیتیں ۲۸ اور ۲۹ نازل ہوئیں۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے گفتگو کی اور فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اپنے والدین کی رائے لے لو پھر فیصلہ کرنا۔ پھر حضورؐ نے اللہ کی طرف سے جو حکم آیا تھا ان کو سُنا دیا۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اس معاملے میں مجھے اپنے والدین سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔

اس کے بعد حضورؐ باقی ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے یہاں گئے اور ہر ایک سے یہی بات

فرمائی اور ہر ایک نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رض نے دیا تھا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل مسند احمد، مسلم اور نسائی میں موجود ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضور م کے گھرانے کی اخلاقی زندگی کا معیار اللہ تعالیٰ بہت بلند دیکھنا چاہتے تھے تاکہ وہ پوری امت اور عالم انسانیت کے لئے ان کے اعمال اور ان کے اخلاق نمونہ بنیں۔

اس لئے دنیا کے عیش و عشرت کا تصور بہت دور رہتا تھا اور جو کچھ آتا تھا وہ اپنے سے زیادہ دوسروں پر خرچ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جو اجر عظیم آپ کے گھرانے کو عطا فرمانا چاہتے تھے دنیا کی دولت اس کے سامنے کچھ نہ تھی۔

(۳۰) ازواجِ مطہرات کے رتبے کی بلندی | اسلامی معاشرے میں جو کہ اخلاقی اعتبار سے بہت اونچا ہوتا ہے سب سے بلند اور پاکیزہ مقام آنحضرت صلعم کی ازواجِ مطہرات کا ہے کیونکہ ان کو پوری امت کے لئے اور پوری امت کے گھرانوں کے لئے ایک نمونہ بننا ہے جس کا رتبہ جتنا اونچا ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی نازک ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے مرتبے کے لحاظ سے کوئی کام ذرا بھی مقام بلند سے فروتر ہو جائے تو ان پر گرفت بھی اوروں سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے ازواجِ مطہرات کو اور ان کے واسطے سے پوری امت کو یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مرتبے اور اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ رکھیں ان کا اخلاق اور ان کا کردار اتنا بلند ہونا چاہئے جو پورے معاشرے کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ اور اس کا خیال رہے کہ کوئی بات تمہارے مرتبے سے کمتر سرزد نہ ہو ورنہ اللہ کے لئے گرفت کرنا کوئی دشوار نہیں ہے۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

صَالِحًا	وَتَعْمَلْ	وَرَسُوْلِهٖ	لِلّٰهِ	مِنْكُنَّ	يَّقْنُتْ	وَمَنْ
نیک	اور عمل کرے	اور اس کا رسول	اللہ کی	تم میں سے	اطاعت کرے	اور جو

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور نیک عمل کرے

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

رِزْقًا + كَرِيْمًا	لَهَا	وَاَعْتَدْنَا	مَرَّتَيْنِ	اَجْرَهَا	نُّؤْتِهَا
عزت کا رزق	اسکے لئے	اور ہم نے تیار کیا	دوہرا	اس کا اجر	ہم دینگے اسکو

ہم اسے اس کا دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق تیار کیا ہے۔

(۳۱) وَمَنْ يَّقْنُتْ يُطِعْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ اَىْ مِثْلَىْ ثَوَابِ غَيْرِهِنَّ مِنْ نِسَآءٍ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِيَةِ فِىْ تَعْمَلْ وَنُؤْتِهَا وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○ فِى الْجَنَّةِ زِيَادَةً

(۳۱) وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا الخ

اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرماں برداری اور نیک عمل کرے گا اس کو بہ نسبت اور عورتوں کے دوہرا ثواب ملے گا۔ اور یہ اور زیادتی کہ جنت میں اس کے لئے عمدہ رزق تیار ہے۔

تشریح

(۳۱) **ازواجِ مطہرات کو اطاعت پر دوہرا اجر** اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو معاشرے میں امتیازی مرتبہ عطا فرماتے ہیں عام طور پر لوگ برائی اور اچھائی میں ان کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ اگر وہ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو ان کی دیکھا دیکھی بہت سے لوگ بگڑ جاتے ہیں اس طرح وہ اپنے بگاڑ کے ساتھ دوسروں کے بگاڑ کی بھی سزا پاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ اچھے کام کرتے ہیں تو ان کو دیکھ کر بہت سے لوگ وہ کام کرنے لگتے ہیں اور ان کی انفرادی بھلائی بہت سے انسانوں کی فلاح کا سبب بنجاتی ہے۔ اس طرح ان کی نیکی کے اجر کے علاوہ وہ دوسرے لوگوں کی نیکی کے اجر میں بھی شریک ہوجاتے ہیں۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کریگی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے۔ مزید برآں خاص روزی عزت کی عطا ہوگی۔ رزقِ کریم اور عزت کی روزی اللہ کا خاص عطیہ ہے۔

ازواجِ مطہرات جو مزید اخراجات کا مطالبہ کررہی تھیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے رزقِ کریم کا وعدہ کرکے مطمئن فرمادیا۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ	لَسْتُنَّ	كَاَحَدٍ	مِّنَ النِّسَآءِ	اِنِ	اتَّقَيْتُنَّ	فَلَا تَخْضَعْنَ
اے نبیؐ کی بیبیو	نہیں ہو تم	کسی ایک کی طرح	عورتوں میں سے	اگر	تم پرہیزگاری کرو	تو ملائمت نہ کرو

اے نبیؐ کی بیبیو! عورتوں میں سے تم کسی ایک کی طرح (بھی) نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو گفتگو میں ملائمت

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

بِالْقَوْلِ	فَيَطْمَعَ	الَّذِيْ	فِيْ قَلْبِهٖ	مَرَضٌ	وَّقُلْنَ	قَوْلًا	مَّعْرُوْفًا
گفتگو میں	کہ لالچ کرے	وہ جو	اس کے دل میں	روگ (کھوٹ)	اور بات کرو	بات	اچھی (معقول)

نہ کرو کہ جس کے دل میں کھوٹ ہے وہ لالچ (خیال فاسد) کرے اور بات کرو معقول بات۔

﴿۳۲﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ كَجَمَاعَةٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ اللّٰهَ فَاِنَّكُنَّ اَعْظَمُ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ لِلرِّجَالِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ نِفَاقٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ مِنْ غَيْرِ خُضُوْعٍ

﴿۳۲﴾ اے پیغمبر کی بیبیو! تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو تمہارا مرتبہ بہت بڑا ہے سو تم کو چاہیے کہ مردوں کے سامنے نرمی سے کلام نہ کرو۔ کہ جس کے دل میں نفاق ہے وہ تم کو بری نظر سے نہ دیکھے۔ اور جو بات کسی سے کرتی ہو اچھی طرح سے صاف کہہ دو ایسی نرم آواز سے نہ کہو جس سے کسی بدطینت کو بدخیال پیدا ہو۔

تشریح

﴿۳۲﴾ نبیؐ کا گھر سارے گھروں کے لئے قابل تقلید | اسلام جو پاکیزہ طرز زندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے اس کے لئے خطاب نبیؐ کی ازواج مطہرات سے کیا گیا ہے تاکہ آپؐ کے گھر کی تقلید کرتے ہوئے تمام مسلم گھرانے اور اہل ایمان کی خواتین اسی نمونے کی تقلید کریں۔

اسلامی معاشرت میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ اگر بوقت ضرورت عورت کو کسی غیر مرد سے جو اس کا محرم نہیں ہے بات چیت کی ضرورت پیش آئے تو عورت کا لہجہ اور انداز گفتگو ایسا ہونا چاہیے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں یہ خیال تک نہ آسکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع قائم کی جاسکتی ہے۔ اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو جو سننے والے کے جذبات میں انگیخت پیدا کرے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت بڑھائے منشاء یہ ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیوروں کی جھنکار سے غیر مردوں کو متوجہ نہ کریں۔ اور کسی اجنبی آدمی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو پوری احتیاط کے ساتھ بات کریں۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

وَقَرْنَ	فِيْ	بُيُوْتِكُنَّ	وَ لَا تَبَرَّجْنَ	تَبَرُّجَ	الْجَاهِلِيَّةِ	الْاُوْلٰى
اور قرار پکڑو	میں	اپنے گھروں	اور بناؤ سنگھار کا اظہار کرتی نہ پھرو	بناؤ سنگھار	(زمانۂ) جاہلیت	اگلا

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔ اور اگلے زمانۂ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کا اظہار کرتی نہ پھرو

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ

وَاَقِمْنَ	الصَّلٰوةَ	وَاٰتِيْنَ	الزَّكٰوةَ	وَاَطِعْنَ	اللّٰهَ
اور قائم کرو	نماز	اور دیتی رہو	زکوٰۃ	اور اطاعت کرو	اللہ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو ، اور اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

وَرَسُوْلَهٗ	اِنَّمَا	يُرِيْدُ + اللّٰهُ	لِيُذْهِبَ	عَنْكُمُ	الرِّجْسَ
اور اس کا رسول	اس کے سوا نہیں	اللہ چاہتا ہے	کہ دور فرمادے	تم سے	آلودگی

کی اطاعت کرو ، اس کے سوا نہیں کہ اللہ چاہتا ہے اے اہلِ بیت ! کہ تم سے

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ ۳۳

اَهْلَ الْبَيْتِ	وَيُطَهِّرَكُمْ	تَطْهِيْرًا ۳۳
اے اہل بیت	اور تمہیں پاک صاف رکھے	خوب پاک

آلودگی دور کرے اور تمہیں خوب (ہر طرح سے) پاک صاف رکھے

۳۳ وَقِرْنَ بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا
فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنَ الْقَرَارِ
وَاَصْلُهٗ اِقْرِرْنَ بِكَسْرِ
الرَّاءِ وَفَتْحِهَا مِنْ قَرِرْتُ
بِفَتْحِ الرَّاءِ وَكَسْرِهَا نُقِلَتْ
حَرْكَةُ الرَّاءِ اِلَى الْقَافِ وَ
حُذِفَتْ مَعَ هَمْزَةِ الْوَصْلِ
وَلَا تَبَرَّجْنَ بِتَرْكِ اِحْدَى
التَّائَيْنِ مِنْ اَصْلِهٖ تَبَرُّجَ

۳۳ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو کہیں باہر نہ نکلو ــــــ

اور جاہلیت کی رسم کے موافق اپنی زیبائش مردوں
کو نہ دکھلاؤ اور جس قدر بدن کا کھولنا

الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اَىْ مَا قَبْلَ الْاِسْلَامِ مِنْ اِظْهَارِ النِّسَاءِ مَحَاسِنِهِنَّ لِلرِّجَالِ وَالْاِظْهَارُ بَعْدَ الْاِسْلَامِ مَذْكُوْرٌ فِىْ اٰيَةِ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

بعد اسلام کے جائز ہے وہ آیت کریمہ :- وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الا میں مذکور ہے)

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ

اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو

وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَلْاِثْمَ يَآ اَهْلَ الْبَيْتِ اَىْ نِسَاءَ النَّبِيِّ وَيُطَهِّرَكُمْ مِنْهُ تَطْهِيْرًا ۝

اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مانو۔ اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت، یعنی پیغمبر کی بیبیو! تم کو گناہوں سے پاک اور خوب صاف اور ستھرا کردے۔

تشریح

(۳۳) عورت کا اصل دائرۂ عمل اس کا گھر ہے | اس آیت کا منشا یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔ عورت کو اسی دائرہ میں رہ کر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینا چاہیے اور گھر سے باہر بضرورت ہی نکلنا چاہیے۔ حافظ ابوبکر بزار حضرت انس رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے گئے۔ وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کونسا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ — جواب میں نبی صلعم نے فرمایا جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔ (مَنْ قَعَدَتْ مِنْكُنَّ فِىْ بَيْتِهَا فَاِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِيْنَ) یعنی مجاہد جہاد میں اطمینان کے ساتھ جب ہی حصہ لے سکتا ہے جب اسے اپنے گھر کی طرف سے پورا اطمینان ہو کہ اس کی بیوی اس کے گھر اور بچوں کو سنبھالے بیٹھی ہے۔ جو ایسا کرے گی وہ مرد کے جہاد میں برابر کی حصہ دار ہوگی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضہ سے روایت ہے نبی صلعم نے ارشاد فرمایا: عورت چھپے رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے، اور اللہ کی رحمت سے قریب تر وہ اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر میں ہو۔ (ترمذی) — اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر پھرتی تھیں اور اپنے بدن اور لباس کی آرائش کا مظاہرہ کرتی تھیں، اسلام نے اس بداخلاقی اور بے حیائی سے روکا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھیریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ امہات المومنین کا فرض اس معاملے میں بھی دوسری عورتوں سے بڑھ کر ہوگا۔ باقی کسی شرعی اور طبعی ضرورت کی وجہ سے زیب و زینت کا اظہار کئے بغیر پردے میں باہر نکلنا اس کی اجازت دی گئی ہے اور خاص ازواج مطہرات کے حق میں بھی اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

○ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی ؐ کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کروا کر خوب پاک وصاف کر دے اور ان کے رتبے کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی پاکیزگی عطا فرمائے جو دوسروں سے بڑھ کر ہو تاکہ تہذیب نفس، قلب کی صفائی اور باطن کے تزکیے کا وہ اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جو اللہ کے خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ حاصل ہونے کے بعد نبی ؐ کے گھر والے معصوم تو نہیں مگر محفوظ کہلائیں گے۔ جیسا کہ آیت میں یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ فرمانا اور اَرَادَ اللّٰہُ نہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لئے عصمت ثابت نہیں۔ عصمت شان ہے صرف انبیاء کرام کی۔

○ اہل بیت کا مطلب آیت میں وہی ہے جس کو ہم اردو میں 'گھر والوں' سے تعبیر کرتے ہیں۔ گھر والوں میں بیوی، اولاد یہ سب شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو الگ کر کے گھر والے یا اہلِ خانہ کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اہل بیت سے مراد بیوی بچے ہیں۔

سورہ ہود میں ہے، جب فرشتے حضرت ابراہیم ؑ کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اس کو سُن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے یہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں:-
اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ۔ (کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اِس گھر کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔)

سورہ قصص میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں، اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انّا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰ کی بہن جا کر کہتی ہیں کہ:-
ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ۔ کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کا ذمہ لیں؟

سورہ طلاق میں ہے وَلَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ (اور ان کو مت نکالو ان کے گھروں سے) یہ اس عورت سے متعلق ہے جس کو طلاق ہو چکی اور ابھی وہ طلاق کی عدت گزار رہی ہے اس لئے عدت ختم ہونے سے پہلے گھر کی نسبت گھر والی کی طرف کی گئی ہے۔ اسی طرح سورہ یوسف میں ہے وَرَاوَدَتۡہُ الَّتِیۡ ہُوَ فِیۡ بَیۡتِہَا (آیت ۲۳) (جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی۔) یہاں بیت کو عزیز مصر کی بیوی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

بہر حال آیت میں اہل بیت میں ازواجِ مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے۔ بلکہ آیت کا خطاب اولاً ان ہی سے ہے لیکن چونکہ اولاد اور داماد خود گھر والوں میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ حضرت علی رضؓ حضرات حسنؓ حسینؓ کو ایک چادر میں لے کر فرمایا کہ اَللّٰہُمَّ ہٰٓؤُلَاۤءِ اَہۡلُ بَیۡتِیۡ۔ (اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں)
اور حضرت فاطمہ رضؓ کے مکان کے قریب گزرتے ہوئے یہ فرمانا کہ:-
اَلصَّلٰوۃُ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ
اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج مطہرات کے حق میں ہوا اور خطاب بھی ان ہی سے ہو رہا ہے مگر یہ حضرات داماد اور اولاد بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت کے اہل ہیں۔ باقی چونکہ ازواج مطہرات اولین مخاطب تھیں اس لئے ان کے لئے اس طرح کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

وَاذْكُرْنَ	مَا يُتْلٰى	فِيْ	بُيُوْتِكُنَّ	مِنْ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ
اور تم یاد رکھو	جو پڑھا جاتا ہے	میں	تمہارے گھر (جمع)	سے	اللہ کی آیتیں	اور

اور تم یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت (دانائی) کی باتیں پڑھی

ع الْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ ع اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ

الْحِكْمَةِ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	لَطِيْفًا	خَبِيْرًا	اِنَّ	الْمُسْلِمِيْنَ
حکمت	بیشک اللہ	ہے	رازدان	خبردار	بیشک	مسلمان مرد

جاتی ہیں۔ بیشک اللہ رازدان خبردار ہے۔ بے شک مسلمان مرد

وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَ

وَالْمُسْلِمٰتِ	وَالْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	وَالْقٰنِتِيْنَ	وَ
اور مسلمان عورتیں	اور مومن مرد	اور مومن عورتیں	اور فرماں بردار مرد	اور

اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور

الْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

الْقٰنِتٰتِ	وَالصّٰدِقِيْنَ	وَالصّٰدِقٰتِ	وَالصّٰبِرِيْنَ	وَالصّٰبِرٰتِ
فرماں بردار عورتیں	اور راست گو مرد	اور راست گو عورتیں	اور صبر کرنے والے مرد	اور صبر کرنے والی عورتیں

فرماں بردار عورتیں اور راست گو مرد اور راست گو عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَ

وَالْخٰشِعِيْنَ	وَالْخٰشِعٰتِ	وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ	وَالْمُتَصَدِّقٰتِ	وَ
اور عاجزی کرنے والے مرد	اور عاجزی کرنے والی عورتیں	اور صدقہ کرنے والے مرد	اور صدقہ کرنے والی عورتیں	اور

اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور

الصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

الصَّآئِمِيْنَ	وَالصّٰٓئِمٰتِ	وَالْحٰفِظِيْنَ	فُرُوْجَهُمْ	وَالْحٰفِظٰتِ
روزہ رکھنے والے مرد	اور روزہ رکھنے والی عورتیں	اور حفاظت کرنے والے مرد	اپنی شرم گاہیں	اور حفاظت کرنے والی عورتیں

روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شرمگاہوں کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰہُ

اَعَدَّ اللّٰہُ	وَّالذّٰکِرٰتِ	کَثِیْرًا	اللّٰہَ	وَالذّٰکِرِیْنَ
اللہ نے تیار کیا	اور یاد کرنے والی عورتیں	بکثرت	اللہ	اور یاد کرنے والے مرد

اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور (اللہ کو) یاد کرنے والی عورتیں ، اللہ نے ان سب کے لئے تیار کی

لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

عَظِیْمًا	وَّاَجْرًا	مَّغْفِرَۃً	لَھُمْ
عظیم	اور اجر	بخشش	ان کے لئے

ہے مغفرت (بخشش) اور اجر عظیم ۔

(۳۴) وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ
اللّٰہِ اَلْقُرْاٰنِ وَالْحِکْمَۃِ اَلسُّنَّۃِ اِنَّ
اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا بِاَوْلِیَاءِہٖ خَبِیْرًا ○
بِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ

(۳۵) اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ اَلْمُطِیْعَاتِ
وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ فِی الْاِیْمَانِ وَ
الصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ عَلَی الطَّاعَاتِ وَ
الْخٰشِعِیْنَ اَلْمُتَوَاضِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ اَلْمُتَوَاضِعَاتِ
وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَ
الْحٰفِظٰتِ عَنِ الْحَرَامِ وَالذّٰکِرِیْنَ
اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ
اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً لِلْمَعَاصِیْ وَّاَجْرًا
عَظِیْمًا ○ عَلَی الطَّاعَاتِ

(۳۴) اور یاد کرو کہ تمہارے گھروں میں کیا کچھ آیتیں قرآن شریف کی اور حکمت کی باتیں یعنی حدیث شریف پڑھی جاتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر مہربان اور جمیع مخلوق کے احوال سے خبردار ہے ۔

(۳۵) اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ بیشک فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور عاجزی کے ساتھ بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور ایمان میں سچے مرد اور عورتیں اور اللہ کی عبادت پر مستقیم رہنے والے مرد اور عورتیں اور تواضع کرنے والے مرد اور عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں اور روزہ دار مرد اور عورتیں اور حرام سے اپنی شرم گاہوں کو بچانے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں حق تعالیٰ نے ان سب کے لئے تیار کی ہے بخشش گناہوں سے اور بہت بڑا ثواب عبادتوں پر ۔

تشریح

(۳۴) اے نبی کے گھروالو ! قرآن وسنت کی باتیں سمجھو اور سمجھاؤ اللہ نے اپنی مہربانی سے تمہیں اس خدمت کے لئے چنا ہے ۔ اے نبی ﷺ کے گھروالو! تمہارا گھرانہ کوئی معمولی گھرانہ نہیں ہے تمہارے گھر میں قرآن وسنت کے جو احکام اور دانائی کی باتیں بتائی جاتی ہیں ان کو سیکھو، یاد کرو اور دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے اس احسان کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا ہے جو ہدایت کا سرچشمہ اور حکمت کا خزانہ ہے ۔ اللہ کے فیصلے بڑے اہم ہوتے ہیں ان میں بڑی باریکیاں ہوتی ہیں وہی جانتا ہے کہ کون اس امانت کے اٹھانے کا اہل ہے ۔

یہ اس کی عنایت ہے کہ اس نے محمدؐ کو اپنی رسالت کے لئے اور تمہیں ان کی زوجیت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ کیوں کہ وہ ہر ایک کے احوال سے اور اس کی صلاحیت سے باخبر ہے اللہ کا کوئی کام حکمت ومصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔

(۳۵) مسلم معاشرے کی خصوصیات | نبیؐ کے گھرانے کو نمونۂ عمل بنا کر جو مسلم معاشرہ تشکیل پائے اس معاشرے کے مرد وعورت کا کردار کیسا ہونا چاہئے اور ان میں کیا صفات اور خصوصیات ہونی چاہئیں جو ان کو عام سماج سے ممتاز کرتی ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جنھوں نے اسلام کو زندگی کے ضابطے کے طور پر اختیار کر لیا ہے جن کے فکر و عمل میں یہ بات سما گئی ہے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرنی ہے جو صحیح معنیٰ میں مسلم ہو چکے ہیں۔

○ وہ مرد وعورت جن کا اسلام ظاہری نہیں ہے بلکہ ان کے قلب و ذہن میں اُتر چکا ہے اور وہ پکے مومن بن چکے ہیں ان کا حال یہ ہو چکا ہے کہ حدیث کے الفاظ میں انھوں نے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین، حضرت محمدؐ کو اللہ کا سچا رسول مان کر ایمان کی لذت حاصل کرلی ہے۔ اور جن کا حال یہ ہے کہ ان کی تمام چاہتیں اس چیز کے تابع ہو چکی ہیں جس کو اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔

○ وہ مسلم اور مومن ہونے کے علاوہ پوری طرح عملاً اطاعت کرنے والے ہیں۔

○ وہ مرد وعورت گفتار کے علاوہ معاملات میں بھی پوری طرح کھرے ہیں۔ جب معاملہ کرتے ہیں تو پوری دیانت داری کے ساتھ کرتے ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جو اللہ کے دین کے راستے میں پوری طرح ثابت قدم رہنے والے ہیں کوئی بھی مشکل کوئی بھی خطرہ ان کو اللہ کے دین کے راستے سے ہٹا نہیں سکتا۔

○ وہ مرد وعورت جن پر اللہ کا خوف غالب رہتا ہے ان کے رویّے سے کبھی ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ کسی بڑائی اور گھمنڈ میں مبتلا ہیں۔ تکبر اور غرور نفس سے ہمیشہ دور رہتے ہیں۔

○ صرف جان سے ہی اللہ کے عبادت گذار نہیں ہیں بلکہ مالی عبادت میں بھی آگے آگے رہتے ہیں اللہ کے راستے میں کھلے دل سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

○ روزے رکھنے والے ہیں فرض روزوں کے علاوہ بھی نفلی روزے شوق سے رکھتے ہیں۔

○ وہ مرد وعورت جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں صرف یہی نہیں کہ وہ ناجائز تعلقات سے بچتے ہیں بلکہ عریانی اور عریاں لباس اور ایسے لباس سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو باریک ہونے کی وجہ سے یا چُست ہونے کی وجہ سے جسم کے نشیب و فراز کو نمایاں کرے۔

○ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد وعورت۔ جب انسان کے تحت الشعور میں پروردگار کا تصور بسا رہتا ہے تو ہر وقت اس کی زبان پر اسی کا نام رہتا ہے۔ کام کرے گا تو بسم اللہ کہہ کر، فارغ ہوگا تو الحمدللہ کہے گا، سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے ۔ اللہ کا ذکر ایک ایسی عبادت ہے جو مستقل طور پر بندے کا رشتہ پروردگار سے جوڑے رکھتی ہے۔

اللہ تعالٰے کے یہاں اصل قدر وقیمت ان ہی مرد و عورت کی ہے — یہ اسلام کی وہ بنیادی اقدار ہیں جن کو اللہ تعالٰے اپنے مومن بندوں اور بندیوں میں دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔

اس آیت میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ عورتوں کو تسکین ہو کہ ہمارا ذکر بھی الگ سے کیا گیا ہے ورنہ عام طور پر جو احکام قرآن مجید میں مردوں کے لئے ہیں خصوصی احکام کے علاوہ وہ عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ چونکہ اوپر کی آیات میں نبیؐ کی ازواج مطہرات کا ذکر آچکا تھا اس لئے عام مومنات صالحات کا ذکر بھی اللہ تعالٰے نے فرما دیا اس سے یہ بتانا ہے کہ مردوں کی طرح روحانی اور اخلاقی ترقی کے دروازے عورتوں کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ

وَ مَا كَانَ	لِمُؤْمِنٍ	وَّلَا مُؤْمِنَةٍ	إِذَا	قَضَى	اللّٰهُ	وَرَسُولُهٗٓ
اور نہیں ہے	کسی مومن مرد کے لئے	اور نہ کسی مومن عورت کے لئے	جب	فیصلہ کردیں	اللہ	اور اس کا رسول

اور گنجائش نہیں ہے کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کے لئے کہ جب فیصلہ کردیں اللہ اور اس کے رسول ؐ

أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

أَمْرًا	أَنْ يَّكُونَ	لَهُمُ	الْخِيَرَةُ	مِنْ أَمْرِهِمْ	وَمَنْ	يَّعْصِ	اللّٰهَ
کسی کام	کہ (باقی) ہو	انکے لئے	کوئی اختیار	ان کے کام میں	اور جو	نافرمانی کرے گا	اللہ

کسی کام کا کہ ان کے لئے ان کے کام میں کوئی اختیار باقی ہو، اور جو نافرمانی کرے گا اللہ

وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾

وَرَسُولَهٗ	فَقَدْ ضَلَّ	ضَلٰلًا	مُّبِينًا	
اور اس کا رسول	تو البتہ وہ گمراہی میں جا پڑا	گمراہی	صریح	

اور اس کے رسول کی تو البتہ وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔

﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ
إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا
أَنْ يَّكُونَ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ الْاِخْتِيَارُ مِنْ
أَمْرِهِمْ خِلَافَ أَمْرِ اللّٰهِ
وَرَسُولِهٖ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ جَحْشٍ وَأُخْتِهٖ زَيْنَبَ
خَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَنَى لِزَيْدِ بْنِ
حَارِثَةَ فَكَرِهَا ذٰلِكَ حِيْنَ
عَلِمَاهُ لِظَنِّهِمَا قَبْلُ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَطَبَهَا لِنَفْسِهٖ ثُمَّ رَضِيَا
لِلْاٰيَةِ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ
رَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا

(۳۶) اور کسی ایمان دار مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم فرما دیں تو وہ اس کا خلاف کرے اور اپنی رائے پر عمل کرے بلکہ اس کو اطاعت حکم خدا اور رسول کی لازم ہے۔ یہ آیت عبداللہ بن جحش اور اس کی بہن زینب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور قصہ ان کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے نکاح کا پیغام بھیجا اور غرض آپ کی زید بن حارث سے ان کا نکاح کر دینا تھا۔ زینب اور اس کے بھائی عبداللہ بن جحش کو جب یہ معلوم ہوا تو ان کو برا معلوم ہوا کیونکہ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ آپ اپنا نکاح زینب سے کریں گے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ دونوں راضی ہو گئے۔

اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو ظاہر گمراہی میں رہا۔

مُبِيْنًا ○ بَيِّنَا فَزَوَّجَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدٍ ثُمَّ بَصُرَهُ عَلَيْهَا بَعْدَ حِيْنٍ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِهِ مُحِبُّهَا وَفِيْ نَفْسِ زَيْدٍ كَرَاهَتُهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ كَمَا قَالَ تَعَالٰى

پس جب زینب اور اس کا بھائی راضی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا۔ پھر بعد ایک عرصہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک زینب پر پڑی اس کو دیکھ کر آپ کے جی میں زینب کی محبت واقع ہوئی اور زید کو اس سے نفرت ہو گئی چنانچہ پھر زید نے حضرت سے عرض کیا کہ میں زینب کو چھوڑنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو کیوں چھوڑتا ہے اس کو اپنے نکاح میں رکھ جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے

تشریح

(۳۶) حضرت زینب کا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ | آنحضرت ص کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی اُمیمہ حضرت زینب کی والدہ تھیں۔ اس طرح حضرت زینب آں حضرت ص کی پھوپھی کی لڑکی اور قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھیں۔

جس وقت نبی ص کا نکاح حضرت خدیجہ رض سے ہوا تو انھوں نے آپ کی خدمت کے لئے اپنے ایک غلام حضرت زید کو پیش کیا۔ حضرت زید عرب کے شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کو پکڑ کر بطور غلام بیچ دیا گیا تھا۔ جب حضرت زید کے گھر والوں کو پتہ لگا کہ ان کا بیٹا زید مکّے میں ہے تو وہ آں حضرت ص کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا بیٹا آپؐ کے پاس ہے آپ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ زید اگر آپ لوگوں کے ساتھ جانا چاہیں تو بخوشی جا سکتے ہیں۔ مگر حضرت زید نے گھر والوں کے مقابلے میں آں حضرت ص کے پاس رہنا پسند کیا۔ آپؐ نے زید کے گھر والوں کی دلداری کے لئے حضرت زید کو آزاد کر کے ان کو اپنا بیٹا (متبنّیٰ) بنا لیا اس وقت کے رواج کے مطابق لوگ زید کو زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔

اس کے بعد اللہ کا حکم نازل ہوا کہ:۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب آیت ۵)

(منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔)

اس وقت سے زید (زید بن محمد) کی جگہ پھر زید بن حارثہ ہو گئے۔ حضرت زید کو یہ شرف حاصل ہے کہ قرآن مجید میں ان کا نام اللہ تعالیٰ نے صراحتاً لیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا (احزاب - ۳۷)

(پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا۔)

کیونکہ حضرت زینب کی خاندانی حیثیت بہت اونچی تھی اور زید پر غلامی کا داغ لگ چکا تھا اس لئے حضرت زینب کی مرضی ان سے نکاح کرنے کی نہ تھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کو منظور تھا کہ اس طرح کے خاندانی تصورات نکاح کے راستے میں نہ آئیں اس لئے آپ نے زینب اور ان کے بھائی پر زور دیا کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیں اور حضرت زینب نے اپنی مرضی کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی پر قربان کر دیا۔

اس لئے ارشاد ہوا کہ کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر انھیں اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تامل سر اطاعت خم کر دیا۔ اس کے بعد نبی ص نے ان کا نکاح پڑھایا۔ اور خود حضرت زید کی طرف سے دس دینار اور ساٹھ درہم مہر ادا کیا۔ کچھ کپڑے دیئے کچھ سامان خوراک وغیرہ کا گھر کے خرچ کے لئے بھجوایا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ

وَاِذْ تَقُوْلُ	لِلَّذِیْٓ	اَنْعَمَ اللّٰهُ	عَلَیْهِ	وَاَنْعَمْتَ	عَلَیْهِ	اَمْسِكْ
اور (یاد کرو) جب آپ فرماتے تھے	اس شخص کو	اللہ نے انعام کیا	اس پر	اور آپ نے انعام کیا	اس پر	روکے رکھ

اور (یاد کرو) جب آپؐ اس شخص (زید بن حارثہؓ) کو فرماتے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے (بھی) اس پر انعام کیا کہ اپنی بیوی (زینبؓ) کو

عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ

عَلَیْكَ	زَوْجَكَ	وَاتَّقِ ۔ اللّٰهَ	وَتُخْفِیْ	فِیْ	نَفْسِكَ	مَا اللّٰهُ	مُبْدِیْهِ
اپنے پاس	اپنی بیوی	اور ڈر اللہ سے	اور آپ چھپاتے تھے	میں	اپنے دل	جو اللہ	اس کو ظاہر کرنے والا

اپنے پاس روکے رکھ اور اللہ سے ڈر، اور تم چھپاتے تھے اپنے دل میں وہ (بات) جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔

وَتَخْشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا

وَتَخْشَی	النَّاسَ	وَاللّٰهُ	اَحَقُّ	اَنْ	تَخْشٰهُ	فَلَمَّا
اور آپ ڈرتے تھے	لوگ	اور اللہ	زیادہ سزاوار	کہ	تم اس سے ڈرو	پھر جب

اور آپؐ لوگوں کے طعن سے ڈرتے تھے اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب

قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ

قَضٰی	زَیْدٌ	مِّنْهَا	وَطَرًا	زَوَّجْنٰكَهَا	لِكَیْ	لَا یَكُوْنَ
پوری کرلی	زید	اس سے	اپنی حاجت	ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا	تاکہ	نہ رہے

زیدؓ نے اس (زینبؓ) سے اپنی حاجت پوری کرلی (طلاق دے دی) تو ہم نے اسے آپؐ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر

عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ

عَلَی	الْمُؤْمِنِیْنَ	حَرَجٌ	فِیْٓ + اَزْوَاجِ	اَدْعِیَآئِهِمْ
پر	مومنوں	کوئی تنگی	بیویوں میں	اپنے لے پالک

کوئی تنگی نہ رہے اپنے لے پالکوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں جب وہ ان سے

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

اِذَا	قَضَوْا	مِنْهُنَّ	وَطَرًا	وَكَانَ	اَمْرُ اللّٰهِ	مَفْعُوْلًا
جب وہ	پوری کرچکیں	ان سے	اپنی حاجت	اور ہے	اللہ کا حکم	ہوکر رہنے والا

اپنی حاجت پوری کرلیں (طلاق دیدیں) اور اللہ کا حکم (پورا ہو کر) رہنے والا ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ

مَا كَانَ	عَلَى	النَّبِيِّ	مِنْ	حَرَجٍ	فِيمَا	فَرَضَ
نہیں ہے	پر	نبی	کوئی	حرج	اس میں جو	مقرر کیا

نبی پر اس کام میں کوئی حرج (تنگی) نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے

اللّٰهُ لَهُ ۗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ

اللّٰهُ	لَهُ	سُنَّةَ + اللّٰهِ	فِي	الَّذِينَ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلُ
اللہ	اس کے لئے	اللہ کا دستور	میں	وہ جو	گزرے	پہلے

مقرر کیا اللہ کا (یہی) دستور (رہا ہے) ان میں جو پہلے گزرے ہیں

وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُورًا (٣٨) زلا

وَ كَانَ	أَمْرُ اللّٰهِ	قَدَرًا	مَقْدُورًا	
اور ہے	اللہ کا حکم	مقرر کیا ہوا	اندازے سے	

اور اللہ کا حکم (صحیح) اندازے سے مقرر کیا ہوا ہے۔

(٣٧) وَإِذْ منصوب باذكر تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بالإسلام وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ بالإعتاق وهو زيد بن حارثة كان من سبي الجاهلية اشتراه رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل البعثة أعتقه وتبناه أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ في أمر طلاقها وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ مظهره من محبتها وأن لو فارقها زيد تزوجتها وَتَخْشَى النَّاسَ أن يقولوا تزوج محمد زوجة ابنه وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ في كل شيء وتزوجها ولا عليك من قول الناس ثم طلقها زيد وانقضت عدتها قال الله تعالى فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا حاجة زَوَّجْنَاكَهَا فدخل عليها النبي صلى الله عليه وسلم بغير إذن وأشبع المسلمين خبزا ولحما لِكَيْلَا

(۳۷) اور یاد کر جب کہ تو کہتا تھا اس شخص کو جس کو اللہ نے اسلام کی نعمت دی ہے اور تو نے اس پر یہ انعام کیا کہ اس کو آزاد کیا (مراد اس سے زید بن حارث ہے وہ جاہلیت کے قیدیوں میں سے تھا اس کو خرید لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبعوث ہونے سے پہلے اور آزاد کر کے متبنیٰ بنا لیا) کہ نہ چھوڑ تو اپنی بیوی کو اور اللہ سے ڈر اس کو طلاق نہ دے حالاں کہ اے محمد تو اپنے جی میں پوشیدہ رکھتا تھا اس امر کو جس کو اللہ ظاہر فرمانے والا ہے یعنی زینب کا محبوب رکھنا اور یہ کہ اگر زید اس کو چھوڑ دے گا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا۔ اور اس امر میں تو لوگوں سے ڈرتا تھا کہ وہ یوں کہیں گے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کر لیا۔

حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے ہر امر میں اور اس نکاح میں بھی اور لوگوں کے کہنے سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے پھر زید نے زینب کو طلاق دے دی اور اس کی عدت بھی گزر گئی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس جب پوری کر چکا زید حاجت اپنی زینب سے ہم نے اس سے تیرا نکاح کر دیا سو داخل ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے پاس بدون اذن کے اور اس کے ولیمہ میں تمام مسلمانوں کو پیٹ بھر کے گوشت اور روٹی کھلائی۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○

مسلمانوں کو اپنے متبنّٰی بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کچھ تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان کو طلاق دے دیں اور اللہ جو حکم فرماتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

(۳۸) مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ

اَیْ کَسُنَّۃِ اللّٰہِ مَنْصُوْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ

فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ

اَنْ لَا حَرَجَ عَلَیْھِمْ فِیْ ذٰلِكَ تَوْسِعَۃً

لَھُمْ فِی النِّکَاحِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ فِعْلَہٗ

قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ○ مَقْضِیًّا

(۳۸) پیغمبر پر کچھ گناہ اور تنگی نہیں ہے اس امر میں جو اس کے لئے اللہ نے حلال کر دیا مثل طریقہ اللہ تعالیٰ کے

ان انبیاء میں جو پہلے گزرے کہ ان پر بھی اس بارہ میں تنگی نہ تھی نکاح میں۔ ان کو وسعت دی گئی تھی اور اللہ کے کام وقت پر مقدر ہوتے ہیں۔

تشریح

(۳۷) **زید کے طلاق دینے کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زینب کا نکاح** | حضرت زینب کا زید سے نکاح تو ہو گیا مگر دونوں کے مزاج میں موافقت پیدا نہ ہوئی۔ ایک دوسرے سے شکایت رہتی اور زید آ کر آں حضرت سے کہتے رہتے۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ مدت گزری تھی کہ نوبت طلاق تک آ گئی۔ آں حضرت م چاہتے تھے کہ زید طلاق نہ دیں اسی کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ـــــ اے نبی! یاد کرو وہ موقع جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا (یعنی زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا) کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ اس وقت تم وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا۔

وہ بات جو آپ چھپائے ہوئے تھے اور اللہ کھولنا چاہتا تھا، کیا تھی؟ ـــــ وہ بات یہ تھی کہ آپ اس شدید آزمائش میں پڑنے سے ہچکچا رہے تھے کہ زید کے طلاق دینے پر خود آپ کو زینب سے نکاح کرنا ہوگا۔ آزمائش میں پڑنے کی ہچکچاہٹ کی وجہ آپ کا یہ خیال تھا کہ اس سے دین کی دعوت کو ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ تھا کہ بہت سے اپنے بھی یا غیر جانب دار لوگ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

مگر اللہ کو منظور تھا کہ یہ کام حضور ہی کریں تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے یہ ایسی ضرورت اور مصلحت تھی جو اس تدبیر کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے پوری نہ ہو سکتی تھی۔ عرب میں منہ بولے رشتوں کے بارے میں جو غلط رسمیں رائج ہو گئی تھیں ان کے توڑنے کی صورت کوئی اس کے سوا نہ تھی کہ اللہ کے رسول خود آگے بڑھ کر ان رسموں کو توڑیں لہٰذا یہ نکاح ایک اہم ترین ضرورت تھی۔

اور فرمایا زَوَّجْنٰكَهَا (ہم نے اس خاتون کا تم سے نکاح کر دیا) یعنی یہ نکاح نبی م نے اپنی خواہش کی بناء پر نہیں بلکہ اللہ کے حکم پر کیا۔

(۳۸) **انبیاء پر اللہ کے حکم پر عمل کرنا لازم ہے۔** | انبیاء کرام کے لئے ہمیشہ سے اللہ کا ضابطہ یہی رہا ہے کہ جب کوئی حکم اللہ کی طرف سے آ جائے تو چاہے ساری دنیا ان کی مخالفت کرے ان کے لئے اللہ کے اس حکم پر عمل کرنا لازم ہے۔ اور زینبؓ سے آپؐ کا نکاح اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہو چکا تھا جسے آپ نے کرنا ہی کرنا تھا اور اس کی حکمتیں اور مصلحتیں اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

الَّذِيْنَ	يُبَلِّغُوْنَ	رِسٰلٰتِ	اللّٰهِ	وَيَخْشَوْنَهٗ	وَلَا يَخْشَوْنَ
وہ جو	پہنچاتے ہیں	پیغامات	اللہ	اور اس سے ڈرتے ہیں	اور وہ نہیں ڈرتے

وہ جو اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

اَحَدًا	اِلَّا اللّٰهَ	وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	حَسِيْبًا
کسی سے	اللہ کے سوا	اور کافی ہے	اللہ	حساب لینے والا

کسی سے نہیں ڈرتے، اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

(۳۹) اَلَّذِيْنَ نَعْتٌ لِلَّذِيْنَ قَبْلَهٗ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ فَلَا يَخْشَوْنَ مَقَالَةَ النَّاسِ فِيْمَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ حَافِظًا لِاَعْمَالِ خَلْقِهٖ وَمُحَاسِبِهِمْ

(۳۹) وہ انبیاء سابقین کہ جو اللہ کے پیغام پہنچاتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے جو چیز اللہ نے ان کے لئے حلال کردی اس میں وہ لوگوں کے طعن و تشنیع کا باک نہ کرتے تھے۔

اور اللہ اپنی مخلوق کے عملوں کا پورا نگہبان اور حساب لینے والا ہے۔

تشریح

(۳۹) اللہ کا پیغام پہنچانے والے اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے | اللہ کے نبی اور رسول بغیر کسی ڈر کے اللہ کا پیغام دنیا میں پہنچاتے رہے ہیں اور خود حضرت محمدؐ نے بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں نہ کسی کی پرواہ کی اور نہ کسی کہنے سننے سے متاثر ہوئے پھر اس نکاح کے معاملے میں جس کا حکم اللہ کی طرف سے آچکا تھا کیوں کسی سے ڈریں۔ آگے بتایا جارہا ہے کہ زید بن حارثہ جن کو آپ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ بیٹا بنانے سے وہ واقعی آپ کے بیٹے نہیں ہوگئے تھے کہ ان کی مطلقہ بیوی سے آپ نکاح نہ کرسکیں۔ پچھلے پیغمبروں میں حضرت داؤدؑ کی سو بیویاں تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کی کثرتِ ازواج مشہور ہے ــــــــ جو الزام نادان لوگ آپ کو دے سکتے تھے پچھلے پیغمبروں کی زندگی میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔
حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی باز پرس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ

مَا كَانَ	مُحَمَّدٌ	اَبَآ	اَحَدٍ	مِّنْ	رِّجَالِكُمْ	وَ
نہیں ہیں	محمدؐ	باپ	کسی کے	سے	تمہارے مردوں	اور

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور

لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ

لٰكِنْ	رَّسُوْلَ	اللّٰهِ	وَخَاتَمَ	النَّبِيّٖنَ	وَكَانَ
لیکن	رسول	اللہ	اور مہر	نبیوں	اور ہے

لیکن وہ اللہ کے رسول اور (سب) نبیوں پر مہر (آخری نبی) ہیں۔ اور

ع ۵

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللّٰهُ	بِكُلِّ + شَيْءٍ	عَلِيْمًا	يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ
اللہ	ہر شے کا	جاننے والا	اے	وہ جو

اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

اٰمَنُوا	اذْكُرُوْا	اللّٰهَ	ذِكْرًا	كَثِيْرًا	وَّسَبِّحُوْهُ
ایمان لائے	یاد کرو	اللہ	یاد	بکثرت	اور پاکیزگی بیان کرو اسکی

(مومنو!) اللہ کو یاد کرو بکثرت اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾

بُكْرَةً	وَّ	اَصِيْلًا	
صبح	اور	شام	

اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

(۴۰) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ فَلَيْسَ اَبَا زَيْدٍ اَيْ وَالِدَهٗ فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ التَّزَوُّجُ بِزَوْجَتِهٖ زَيْنَبَ وَلٰكِنْ كَانَ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

(۴۰) محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کا باپ ہی نہیں سو اس پر زینب، اس کی بیوی حرام نہیں۔

ولیکن محمدؐ اللہ کا پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہے سو اس کے

وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ ۔ فَلَا يَكُونُ لَهُ ابْنُ رَجُلٍ يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا وَفِي قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ التَّاءِ كَآلَةِ الْخَتْمِ أَيْ بِهِ خُتِمُوا

کوئی بیٹا نہ ہوگا جو اس کے بعد پیغمبر ہو۔

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا مِنْهُ بِأَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِذَا نَزَلَ السَّيِّدُ عِيسَى يَحْكُمُ بِشَرِيعَتِهِ

اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے یعنی یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔

(۴۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ○

(۴۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ اے ایمان والو ذکر کرو اللہ کا بہت۔

(۴۲) وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ○ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ

(۴۲) اور اس کی پاکی بیان کرو صبح اور شام۔

تشریح

(۴۰) حضرت محمد ﷺ رتبی اور زمانی ہر لحاظ سے خاتم النبیین ہیں اس لئے اس جاہلانہ رسم کو آپ کے ہی ہاتھوں ختم ہونا تھا | محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں کیونکہ آپ کی اولاد میں جو لڑکے ہوئے وہ بچپن میں گزر گئے۔ اور بعض اس آیت کے نازل ہونے کے وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یا پھر آپ کی بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہ رض کی اولاد دنیا میں پھیلی۔ اس لئے وہ مومنین کے روحانی باپ تو ہیں مگر حقیقی باپ کسی بیٹے کے نہیں ہیں۔ رہے زید تو بیٹا بنانے سے وہ حقیقی بیٹے نہیں ہو گئے کہ ان کی مطلقہ بیوی سے نکاح جائز نہ ہو۔ البتہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور مہر لگا دی گئی ہے کہ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ ؑ بھی آخری زمانے میں ایک امتی کی حیثیت سے آئیں گے نہ کہ نبی کی حیثیت سے۔ اصل میں تو نبی ﷺ رتبی اور زمانی ہر اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ جس طرح رات کو چاند چمکتا ہے مگر وہ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ رات کو سورج دکھائی نہیں دیتا مگر چاند ستاروں کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہوتی ہے اسی طرح نبوت اور رسالت کے تمام کمالات نبی ﷺ پر ختم ہو جاتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے اگر یہ حدیث بھی پیش نظر رہے تو بات واضح ہو جائے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ اللہ تعالے ہر چیز کے جاننے والے ہیں جس کو چاہا رتبہ بلند عطا کر دیا۔

(۴۱) ایمان والو اللہ کو بکثرت یاد کرو | تمہیں اللہ تعالے ایسے رتبے والے پیغمبر دیے ہیں جو انتہائی تکلیفیں اٹھا کر اللہ کے احکام کو پورا کر رہے ہیں اس وقت میں تم اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تمہارے دل میں اللہ کا خیال رہے اور زبان پر اس کا پاک نام رہے۔

(۴۲) صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو | صبح و شام اللہ کی پاکیزگی اس کی تسبیح بطور شکر تمہاری زبان پر رہے۔ اس منعمِ حقیقی کو کبھی نہ بھولو جس نے تمہاری ہدایت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ

هُوَ + الَّذِیْ	یُصَلِّیْ	عَلَیْكُمْ	وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ	لِیُخْرِجَكُمْ	مِّنَ
وہی جو	رحمت بھیجتا ہے	تم پر	اور اس کے فرشتے	تاکہ وہ نکالے	سے

وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمْ

الظُّلُمٰتِ	اِلَى + النُّوْرِ	وَ كَانَ	بِالْمُؤْمِنِیْنَ	رَحِیْمًا	تَحِیَّتُهُمْ
اندھیرے	نور کی طرف	اور ہے	مومنوں پر	مہربان	انکی دعا

نور کی طرف نکال لائے ، اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے ان کی دعا

یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾ یٰۤاَیُّهَا

یَوْمَ	یَلْقَوْنَهٗ	سَلٰمٌ	وَ اَعَدَّ	لَهُمْ	اَجْرًا	كَرِیْمًا	یٰۤاَیُّهَا
جس دن	وہ ملیں گے اسکو	سلام	اور تیار کیا اس نے	انکے لئے	اجر	بڑا اچھا	اے

جس دن وہ اس کو ملیں گے "سلام" ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا اچھا اجر تیار کیا ہے ۔ اے

النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا

النَّبِیُّ	اِنَّاۤ	اَرْسَلْنٰكَ	شَاهِدًا	وَّ مُبَشِّرًا	وَّ نَذِیْرًا	وَّ دَاعِیًا
نبی ﷺ	بیشک	ہم نے آپ کو بھیجا	گواہی دینے والا	اور خوشخبری دینے والا	اور ڈرسنانے والا	اور بلانے والا

نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اس کے

اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾

اِلَى اللّٰهِ	بِاِذْنِهٖ	وَ سِرَاجًا	مُّنِیْرًا	
اللہ کی طرف	اس کے حکم سے	اور چراغ	روشن	

حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ ۔

﴿۴۳﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ اَیْ یَرْحَمُكُمْ
وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اَیْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَكُمْ
لِیُخْرِجَكُمْ یُدِیْمُ اِخْرَاجَهٗ
اِیَّاكُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اَیِ
الْكُفْرِ اِلَى النُّوْرِ اَیِ الْاِیْمَانِ

﴿۴۳﴾ وہی ہے کہ تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے استغفار کرتے ہیں تاکہ اللہ تم کو کفر سے جدا کر کے ایمان میں رکھے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○

اور اللہ مسلمانوں پر مہربان ہے ۔

(۴۴) تَحِيَّتُهُمْ مِنْهُ تَعَالٰى يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ بِلِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○ هُوَ الْجَنَّةُ

(۴۴) جب وہ اللہ سے ملیں گے ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی زبانی مبارک باد دی جائے گی اور حق تعالیٰ کا ان پر سلام ہوگا اور ان کے واسطے بڑا ثواب یعنی جنت تیار کر رکھی ہے ۔

(۴۵) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا عَلٰى مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَيْهِمْ وَّمُبَشِّرًا مَنْ صَدَّقَكَ بِالْجَنَّةِ وَّنَذِيْرًا ○ مَنْ كَذَّبَكَ بِالنَّارِ

(۴۵) اے پیغمبر ہم نے تجھ کو بھیجا گواہ بنا کر ان لوگوں پر جن کی طرف تو بھیجا گیا اور خوشخبری سنانے والا جنت کی ان لوگوں کو جنھوں نے تجھ کو سچا پیغمبر سمجھا اور ڈرانے والا دوزخ سے ان لوگوں کو

(۴۶) وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ اِلٰى طَاعَتِهٖ بِاِذْنِهٖ بِاَمْرِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ اَیْ مِثْلُهٗ فِی الْاِهْتِدَاءِ بِهٖ

(۴۶) اور اللہ کی عبادت کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور چراغ روشن یعنی جیسے چراغ سے راہ پاتے ہیں اسی طرح آپ سے ہدایت پاتے ہیں۔

تشریح

(۴۳) **اللہ کی رحمت کا وعدہ** اللہ کو بکثرت یاد کرنے اور اس کا شکر ادا کرتے رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اس کی رحمتیں اس کے فرشتوں کے ذریعہ تم پر نازل کی جاتی ہیں۔ اسی رحمت کا نتیجہ ہے کہ تمہیں ہدایت نصیب ہوئی ایمان کی دولت نصیب ہوئی اُسی کی رحمت کی برکت سے ایمان والوں کو احسان کی راہوں میں ترقی نصیب ہوتی ہے ان کے اخلاق بلند ہوتے ہیں ان کا وجود دنیا والوں کے لئے باعثِ رحمت ہوتا ہے ۔

(۴۴) **آخرت میں مومنین کا اعزاز** دنیا میں عزت و ناموری کے علاوہ آخرت میں مومنین کا اعزاز یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجیں گے ۔جیسا کہ سورۂ یٰسٓ میں فرمایا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (آیت ۵۸)

اللہ تعالیٰ خود سلام کے ساتھ ان کا استقبال فرمائیں گے۔ فرشتے خود سلام کرتے ہوئے ان کے پاس آئیں گے جیسا کہ سورۂ نحل میں ارشاد ہوا۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (آیت ۳۲)

(جن لوگوں کی روحیں ملائکہ اس حالت میں قبض کریں گے کہ وہ پاکیزہ لوگ تھے ان سے وہ کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں اپنے ان نیک اعمال کی بدولت جو تم دنیا میں کرتے تھے ۔)

اور مومنین آپس میں بھی ایک دوسرے کو سلام کریں گے جیسا کہ سورۂ یونس میں فرمایا ۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (آیت ۱۰) (وہاں ان کی صدا یہ ہوگی خدایا پاک ہے تیری ذات، ان کا تحیہ ہوگا سلام اور ان کی تان ٹوٹے گی اس بات پر کہ ساری تعریف اللہ رب العلمین ہی کے لئے ہے ۔)

(۴۵) **آنحضرت ؐ کے بلند مرتبے** اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کو بلند ترین مقام پر سرفراز فرمایا ہے ۔آپ کا ایک رتبہ تو یہ ہے کہ آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ نے گواہ بنا کر بھیجا ہے —— آپ کی ایک شہادت اپنے قول سے ہے کہ جو کچھ آپ ارشاد فرما رہے ہیں جس کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دے رہے ہیں وہ بالکل برحق ہے ۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی اس کو غلط کہنے لگے تب بھی نبی ؐ کی زبان سے یہی بات ارشاد ہوگی کہ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں وہ بالکل برحق ہے ۔

آپ کی دوسری شہادت اپنی سیرت اور کردار اور اپنے عمل سے کہ آپ کا ایک ایک عمل حق کا گواہ ہے جس چیز کو وہ حق فرمارہے ہیں جس کو اپنے عمل سے جاری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ان کا عمل ایسا نمونہ ہے جسے دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے کہ جس دین کی طرف دعوت دی جارہی ہے وہ اس معیار کا انسان بنانا چاہتا ہے۔

آپ کی تیسری شہادت آخرت میں ہوگی کہ جو ذمہ داری اللہ نے آپ کو آپ کے سپرد کی تھی اس کو آپ نے پورا پورا پہنچادیا۔ اور اپنے قول اور عمل سے حق کو پوری طرح واضح کردیا۔ آپ کی اسی گواہی پر فیصلہ کیا جائے گا کہ ماننے والے کس جزا کے اور نہ ماننے والے کس سزا کے مستحق ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مقام شہادت پر فائز ہونا کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔

انبیاء کرام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بندوں تک اللہ کی بات پہنچادیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی آخرت میں بھی اسی پر ہوگی کہ آپ نے دین حق کی قولی اور عملی شہادت پیش کرنے میں کوئی ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔

رہا بندوں کے اعمال کا معاملہ تو اس کے لئے اللہ کے فرشتے نامۂ اعمال تیار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ کے دین پر لوگوں نے عمل کیا یا نہیں اور کس حد تک عمل کیا اس کا تعلق انبیاء کرام سے نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ ارشاد ہوا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ
قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ (المائدہ — ۱۰۹)

(جس روز اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا پھر پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا گیا تو وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں تمام غیب کی باتوں کو جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔)

حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے کہ جب ان سے ان کی امت کی گمراہی کے بارے میں سوال ہوگا تو وہ عرض کریں گے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ
اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (المائدہ - آیت ۱۱۷)

(میں جب تک ان کے درمیان تھا اسی وقت تک ان پر گواہ تھا جب آپنے مجھے اٹھالیا تو آپ ہی نگراں تھے۔)

دوسرا رتبۂ بلند آپ کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔ آپ اچھے اعمال پر بشارت دیتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک یہ کام پسندیدہ اور اجر کا مستحق ہے اور برے کام کے انجام کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کام سے منع کر رہے ہیں اور اس کا کرنے والا سزا کا مستحق ہوگا۔

(۴۶) اللہ نے آپکو سراج منیر بنایا | آپ کے مرتبے کی بلندی جہاں یہ ہے کہ اللہ نے آپکو حق کا گواہ بنایا ہے اور بشیر ونذیر بنایا ہے آپ کے مرتبے کی بلندی یہ بھی ہے آپ اللہ تعہ کی طرف سے دعوت دینے والے بنائے گئے ہیں یعنی آپ کا سرکاری منصب ایک داعی کا منصب ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا کو دین حق کی دعوت دے۔ آپ اللہ کے حکم سے دین حق کے داعی ہیں۔ دوسرے اللہ نے آپ کو روشن چراغ بنایا ہے جس سے کتنے ہی چراغ روشن ہوئے کتنے ہی دیئے جلے اور حق کی روشنی ہر طرف پھیلتی چلی گئی۔

قرآن مجید کی سورۂ نوح میں ارشاد ہے کہ، جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ٥

(اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔)

سورج کے طلوع ہونے کے بعد دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں سب روشنیاں اسی روشنی میں سما گئی ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	بِاَنَّ	لَهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	فَضْلًا	كَبِيْرًا	وَلَا تُطِعِ	الْكٰفِرِيْنَ
اور خوشخبری دیں	مومنوں (جمع)	یہ کہ	ان کے لئے	اللہ (کی طرف) سے	فضل	بڑا	اور کہا نہ مانیں	کافر (جمع)

اور مومنوں کو خوشخبری دیں یہ کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور آپ کہا نہ مانیں کافروں کا

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾

وَالْمُنٰفِقِيْنَ	وَدَعْ	اَذٰىهُمْ	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ	وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	وَكِيْلًا
اور منافق (جمع)	اور خیال نہ کریں	ان کا ایذا دینا	اور بھروسہ کریں	اللہ پر	اور کافی	اللہ	کارساز

اور منافقوں کا اور ان کے ایذا دینے کا خیال نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں اور کافی ہے اللہ کارساز

﴿٤٧﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○ هُوَ الْجَنَّةُ

﴿٤٨﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ فِيْمَا يُخَالِفُ شَرِيْعَتَكَ وَدَعْ اُتْرُكْ اَذٰىهُمْ لَا تُجَازِهِمْ عَلَيْهِ اِلٰى اَنْ تُؤْمَرَ فِيْهِمْ بِاَمْرٍ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ كَافِيْكَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ مُفَوَّضًا اِلَيْهِ

﴿٤٧﴾ اور اے محمد مسلمانوں کو خوشخبری سنا اس امر کی کہ ان کے واسطے اللہ کی طرف سے بڑی بزرگی اور ثواب ہے یعنی جنت۔

﴿٤٨﴾ اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان اس امر میں کہ تیری شریعت کے خلاف ہے اور درگزر کر ان کی ایذا رسانی سے یعنی ان کی ایذارسانی پر ان کو کچھ عوض نہ دے جبتک کہ ان کے بارے میں تجھ کو کچھ حکم نہ ہو۔

اور اللہ پر بھروسہ کر کہ وہی تجھ کو کافی ہے اور سب کام اللہ کے سپرد کرنے چاہئیں وہ کافی ہے۔

تشریح

﴿٤٧﴾ **امت محمدیہ کی برتری** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء افضل الانبیاء اور تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں آپ کو اللہ نے سراج منیر بنایا ہے جس طرح تمام پیغمبروں میں آپ کو فضیلت و برتری ہے اسی طرح تمام امتوں میں آپ کے طفیل دنیا اور آخرت میں امت محمدؐ کی فضیلت اور برتری ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ آپ پر ایمان لانے والے تمام امتوں پر بزرگی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے واسطے سے یہ بشارت دی گئی ہے۔

﴿٤٨﴾ **آپ منافقین کی بے ہودگیوں کی بالکل پرواہ نہ کریں** جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے کمالات عطا فرمائے ہیں اور آپ پر ایمان لانے والی امت کو ایسی فضیلت دی ہے تو آپ اپنے معمول کے مطابق دعوت کے فریضے کو ادا کرتے رہیں مخالفین کی اذیت رسانی کی بالکل پرواہ نہ کریں اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ آپ کی مدد کے لئے اللہ ہی کافی ہیں آپ اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دیں اور اللہ کے احکام کی بجا آوری میں کسی کے کہنے سننے کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ آپ کی کارسازی اور کامیابی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	نَكَحْتُمُ	الْمُؤْمِنٰتِ	ثُمَّ
اے	وہ جو	ایمان لائے	جب	تم نکاح کرو	مومن عورتوں	پھر

اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انھیں

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَمَسُّوْهُنَّ	فَمَا لَكُمْ	عَلَيْهِنَّ
تم انہیں طلاق دو	پہلے	کہ	تم انھیں ہاتھ لگاؤ	تو نہیں تمہارے لئے	ان پر

اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم انھیں ہاتھ لگاؤ تو ان پر تمہارا (کوئی حق) نہیں کہ

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

مِنْ عِدَّةٍ	تَعْتَدُّوْنَهَا	فَمَتِّعُوْهُنَّ	وَسَرِّحُوْهُنَّ	سَرَاحًا
کوئی عدت	کہ پوری کراؤ اس سے	پس تم انہیں کچھ متاع دو	اور انھیں رخصت کردو	رخصت

ان کی عدت پوری کراؤ پس انھیں کچھ متاع دے دو اور رخصت کردو اچھی رخصت

جَمِيْلًا ۝۴۹ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ

جَمِيْلًا	يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ	اِنَّآ + اَحْلَلْنَا	لَكَ	اَزْوَاجَكَ	الّٰتِيْٓ
اچھی طرح	اے	نبی ﷺ	ہم نے حلال کیں	تمہارے لئے	تمہاری بیبیاں	وہ جو کہ

اے نبی ﷺ ہم نے تمہارے لئے حلال کیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم نے

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

اٰتَيْتَ	اُجُوْرَهُنَّ	وَمَا مَلَكَتْ	يَمِيْنُكَ	مِمَّآ	اَفَآءَ اللّٰهُ	عَلَيْكَ
تم نے دے دیا	ان کا مہر	اور جو مالک ہوا	تمہارا داہنا ہاتھ	ان سے جو	اللہ نے ہاتھ لگا دیں	تمہارے

ان کا مہر دے دیا اور تمہاری کنیزیں ان میں سے جو اللہ نے (غنیمت میں سے) تمہارے ہاتھ لگا دیں

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

وَبَنٰتِ عَمِّكَ	وَ	بَنٰتِ عَمّٰتِكَ	وَبَنٰتِ خَالِكَ	وَ	بَنٰتِ خٰلٰتِكَ
اور تمہارے چچا کی بیٹیاں	اور	تمہاری پھوپی کی بیٹیاں	اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں	اور	تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں

اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپی کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں

الَّتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا

الّتی	ھاجرن	معک	وامراۃ + مؤمنۃ	ان + وھبت	نفسھا
وہ جنھوں نے	انھوں نے ہجرت کی	تمہارے ساتھ	اور مومن عورت	اگر وہ بخش دے (نذر کردے)	اپنے آپ کو

وہ جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی، اور وہ مومن عورت جو اپنے آپ کو نبیﷺ کی نذر کردے

لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ

للنبی	ان	اراد النبی	ان	یستنکحھا	خالصۃ	لک
نبیؐ کے لئے	اگر	چاہے نبی	کہ	اسے نکاح میں لے لے	خاص	تمہارے لئے

اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے، یہ عام مومنوں کے علاوہ

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْٓ

من دون	المؤمنین	قد علمنا	ما فرضنا	علیھم	فی
علاوہ	مومنوں	البتہ ہمیں معلوم ہے	جو ہم نے فرض کیا	ان پر	میں

خاص تمہارے لئے ہے۔ البتہ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان کی عورتوں اور کنیزوں

اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ

ازواجھم	وما	ملکت + ایمانھم	لکیلا یکون	علیک
ان کی عورتیں	اور جو	مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ (کنیزیں)	تاکہ نہ رہے	تم پر

(کے بارے) میں ان پر فرض کیا ہے۔ تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ

حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۰﴾

حرج	وکان	اللہ	غفورا	رحیما	
کوئی تنگی	اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان	

رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿۴۹﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ
فِیْ قِرَاءَةٍ تُمَاسُّوْهُنَّ اَیْ
تُجَامِعُوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ

﴿۴۹﴾ اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو
پھر ان کو طلاق دو جماع سے پہلے سو اس صورت میں تمہارے
واسطے ان پر کوئی عدت نہیں۔

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا تُحْصُوْنَهَا
بِالْاَقْرَاءِ اَوْ غَيْرِهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ
اَعْطُوْهُنَّ مَا يَتَمَتَّعْنَ بِهٖ
اَيْ اِنْ لَّمْ يُسَمِّ لَهُنَّ اَصْدِقَةً
وَاِلَّا فَلَهُنَّ نِصْفُ الْمُسَمّٰى فَقَطْ
قَالَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍؓ وَعَلَيْهِ
الشَّافِعِيُّؒ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا
جَمِيْلًا ۝ خَلُّوْا سَبِيْلَهُنَّ مِنْ
غَيْرِ اِضْرَارٍ

جس کو تم شمار کرو حیض وغیرہ سے۔ پس اس وقت اگر ان کے لئے کچھ مہر مقرر نہ ہوا تھا تو ان کو متعہ دو یعنی وہ کپڑے جس سے وہ نفع اٹھاویں۔ اور اگر مہر مقرر ہوا تھا اور پھر قبل جماع طلاق دی تو صرف آدھا مہر ان کو دیا جاوے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے)

اور ان کو چھوڑ دو اچھی طرح یعنی طلاق سے ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(۵۰) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ
اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ
مُهُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ
يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
مِنَ الْكُفَّارِ بِالسَّبْيِ كَصَفِيَّةَ
وَجُوَيْرِيَةَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ
وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ
خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ
هَاجَرْنَ مَعَكَ بِخِلَافِ مَنْ
لَمْ يُهَاجِرْنَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً
اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ
اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا
يَطْلُبُ نِكَاحَهَا بِغَيْرِ صَدَاقٍ
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ النِّكَاحُ بِلَفْظِ
الْهِبَةِ مِنْ غَيْرِ صَدَاقٍ
قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ
اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ
مِنَ الْاَحْكَامِ بِاَنْ لَّا يَزِيْدُوْا
عَلٰى اَرْبَعِ نِسْوَةٍ وَّلَا يَتَزَوَّجُوْا
اِلَّا بِوَلِيٍّ وَّشُهُوْدٍ وَّمَهْرٍ
وَفِيْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

(۵۰) اے پیغمبر ہم نے کیں تیرے لئے حلال تیری وہ بیبیاں جن کو تو نے مہر دیا اور وہ عورتیں جو تیری مملوکہ ہیں یعنی وہ باندیاں جو کافروں سے قید میں ہاتھ آئیں جیسے صفیہ اور جویریہ۔

اور ہم نے تیرے لئے حلال کیں تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموؤں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں۔ جنھوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی۔ بخلاف ان کے جنھوں نے تیرے ساتھ ہجرت نہیں کی کہ ان سے نکاح حلال نہیں۔ اور حلال کی ہم نے تیرے لئے وہ عورت مسلمان کہ وہ اپنی جان ہبہ کردے آپ کے لئے اگر پیغمبر چاہے کہ بدون مہر کے اس کو نکاح میں لاوے تو وہ خاص تیرے لئے درست ہے نہ اور ایمان والوں کے لئے یعنی نکاح بدون مہر کے لفظ ہبہ کے ساتھ خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

بے شک ہم نے جان لیا جو کچھ ہم نے احکام نکاح کے ان کی بیبیوں کے بارے میں مقرر اور لازم کئے ایمان والوں پر کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح نہ کریں اور بدون ولی کے نکاح نہ کریں اور نہ بدون گواہوں اور مہر کے نکاح کریں۔

اور جو احکام ان کی باندیوں میں مقرر کئے خواہ ان باندی

مِنَ الْاِمَاءِ بِشِرَاءٍ اَوْ غَيْرِهٖ بِاَنْ تَكُوْنَ الْاَمَةُ مِمَّنْ تَحِلُّ لِمَا لِكِهَا كَالْكِتَابِيَّةِ بِخِلَافِ الْمَجُوْسِيَّةِ وَالْوَثَنِيَّةِ وَاَنْ تُسْتَبْرَأَ قَبْلَ الْوَطْئِ لِكَيْلَا مُتَعَلِّقٌ بِمَا قَبْلَ ذٰلِكَ يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ضَيْقٌ فِى النِّكَاحِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا فِيْمَا يَعْسُرُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ رَّحِيْمًا ○ بِالتَّوْسُعَةِ فِىْ ذٰلِكَ.

کو خریدا ہو یا اور کسی طرح ان کی مِلک میں آئی ہوں. باندیوں کے احکام یہ کہ وہ باندی ان میں سے ہو جو اپنے مالک کو حلال ہو جیسے کتابیہ ہو آتش پرست اور بُت پرست نہ ہو کہ وہ حلال نہیں. اور یہ کہ وطی سے پہلے اس کا رحم پاک کیا جائے یعنی اس کو ایک حیض آجائے تاکہ تجھ پر اے محمدؐ نکاح کے بارے میں تنگی نہ ہو.

اور اللہ بخشنے والا ہے اس امر کو جس سے بچنا دشوار ہے

مہربانی والا ہے کہ اس بارے میں وسعت فرمائی.

تشریح

(۴۹) عدت کا ایک مسئلہ | عدت کے معنیٰ لغت میں تعداد اور گنتی کے ہیں. شریعت کی اصطلاح میں اس انتظار اور رُکنے کو عدت کہتے ہیں جو نکاح کے ختم ہونے کی وجہ سے عورت پر لازم ہوتا ہے. عدت کا مقصد برأت رحم بھی ہے اور نعمت نکاح کے چلے جانے پر اظہار افسوس بھی. عدت شوہر کا بھی حق ہے کہ اگر اس کا بچہ ہے تو اس کو ملے گا عدت اولاد کا بھی حق ہے کہ اس کا نسب اپنے باپ سے صحیح ثابت ہونے پر وہ اپنے حقوق وراثت کی بھی حق دار ہوگی. اور عدت شریعت کا بھی حق ہے تاکہ اس کے قانون کے مطابق اولاد اور باپ دونوں کو ان کے حقوق دلوائے جائیں اور عدت نکاح کا بھی حق ہے کہ وہ محافظ قلعہ نہ رہا جو عورت کا محافظ ہے.

آن حضرتؐ کی ازواج مطہرات کا ذکر چل رہا تھا بیچ میں اور مسائل آگئے. پھر اسی مسئلے کی طرف لوٹتے ہوئے آپ کے لئے بھی اور دیگر اہل ایمان کے لئے عدت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے اور ارشاد ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے — اور ممکن ہے اہل کتاب کی عورتوں سے — نکاح کرو، اور نکاح کے بعد ابھی تم نے ان کو چھوا نہیں ہے اور نہ ایسی تنہائی ہوئی ہے جس میں چھونے کا موقعہ ملے — جس کو خلوتِ صحیحہ کہتے ہیں. اور تم نے ان کو طلاق دے دی تو تمہاری طرف سے ان پر عدت لازم نہیں ہے جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کرو.

اگر مہر مقرر ہوا ہے تو آدھا مہر دے دو، اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تب بھی کچھ نہ کچھ دے کر خوبصورتی کے ساتھ بھلے طریقے سے شریفانہ انداز سے رخصت کردو. بلاوجہ جھگڑا کرنے اور الزام تراشیوں کی ضرورت نہیں ہے. اس لئے کہ اسلام کی نظر میں طلاق خود مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک مسئلے کا حل ہے کہ اگر کسی وجہ سے بات آگے نہیں چل پا رہی ہے تو بہتر ہے کہ دونوں اپنے اپنے راستے الگ کریں.

(۵۰) نکاح کے سلسلے میں نبیؐ کی خصوصیات | عام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالےٰ کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو عدل کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے.

لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی خصوصیات میں سے نکاح کے سلسلے میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ بیک وقت چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں۔ چنانچہ جب آپؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تو اس وقت آپ کی چار بیویاں پہلے سے موجود تھیں۔ حضرت زینب آپ کی پانچویں بیوی تھیں۔ ——— اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ پہلی وہ چار بیویاں بھی جن کے مہر آپ دے چکے ہیں اور یہ پانچویں بیوی بھی ہم نے آپ کے لئے حلال کردی ہے۔

اس کے علاوہ وہ عورتیں آپ کے لئے حلال ہیں جو اللہ کی عطاکردہ لونڈیوں میں سے آپ کی ملکیت میں آئیں۔

اس اجازت کے مطابق غزوۂ بنی قریظہ میں حضرت ریحانہ، غزوہ بنی مصطلق میں حضرت جویریہؓ غزوہ خیبر میں حضرت صفیہؓ اور مصر کے بادشاہ مقوقس کی بھیجی ہوئی حضرت ماریہ قبطیہ ان کو آپؐ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا اور ان میں سے تین کو آزاد کرکے ان سے نکاح کیا۔ حضرت ماریہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپؐ نے ان سے ملکِ یمین کی بنیاد پر تعلق قائم فرمایا یا ان کو آزاد کرکے ان سے نکاح کیا۔

○ اس کے علاوہ آپ کی چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جو ہجرت کرکے آئی ہوں ان سے بھی آپ نکاح کرسکتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے اس اجازت کے مطابق ۷ھ میں حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا۔

○ نکاح کے سلسلے میں آپ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی مومن عورت بغیر مہر کے اپنے آپ کو نبیؐ کے لئے ہبہ کرے اور آپ اسے قبول فرمائیں تو بغیر مہر کے بھی نکاح کرسکتے ہیں۔ اس اجازت کی بنا پر آپؐ نے شوال ۷ھ میں حضرت میمونہ کو اپنی زوجیت میں لیا مگر آپ نے ان کے مطالبہ کے بغیر ان کو مہر عطا فرمایا۔ یہ اجازت نبیؐ کے لئے خاص طور پر ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے نکاح میں مہر دینا لازم ہے۔

○ نبیؐ کی چار سے زائد شادیوں میں بہت سی دینی، دعوتی مصلحتیں تھیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مرد وعورت سب کے لئے معلم بناکر بھیجا تھا۔ عورتوں کی تعلیم کی صرف یہی شکل تھی کہ آپ مختلف طبقات کی عورتوں سے نکاح کریں ان کو دین سکھائیں اور ان کے ذریعہ دوسری عورتوں تک دین پہنچے۔ اس کے لئے آپؐ نے شہری، دیہاتی، کم عمر، زیادہ عمر مختلف قسم کی عورتوں سے نکاح کیا۔

اس کے علاوہ اس میں سیاسی اور اجتماعی مصلحت بھی تھی، عرب کی قبائلی زندگی میں اگر کسی قبیلے کی عورت کا نکاح دوسرے قبیلے میں ہوجاتا تھا تو اس کا شوہر پورے قبیلے کا داماد بن جاتا تھا۔ آپ نے ان شادیوں کے ذریعہ عرب کے مختلف قبیلوں سے تعلقات استوار کرلئے

اس طرح متعدد عورتوں سے آپ کا نکاح اسلام کی دعوت اور عالم نسوانیت کے لئے رحمت بن گیا۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ آپ کی گھریلو زندگی کا ایک مکمل نمونہ لوگوں کے سامنے آگیا۔ جہاں ایک یا دو چار نہیں بلکہ نو یا گیارہ عورتیں آپ کے اخلاق آپ کی مروت اور آپ کی گھریلو زندگی کی گواہ بن گئیں۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ سب بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف کی مکمل کوشش کے باوجود اگر کوئی معمولی کمی رہ جائے اور دلی رجحان ایک طرف زیادہ ہو تو یہ ایک بے اختیاری بات ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ

تُرْجِيْ	مَنْ تَشَآءُ	مِنْهُنَّ	وَتُؤْوِيْ	اِلَيْكَ	مَنْ تَشَآءُ	وَمَنِ
دُور رکھیں	جس کو آپ چاہیں	ان میں سے	اور پاس رکھیں	اپنے پاس	جسے آپ چاہیں	اور جس کو

آپ جس کو چاہیں دور رکھیں ان میں سے اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور ان میں سے جس کو

ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

ابْتَغَيْتَ	مِمَّنْ	عَزَلْتَ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكَ	ذٰلِكَ + اَدْنٰٓى	اَنْ
آپ طلب کریں	ان میں جو	دور کر دیا تھا آپ نے	تو کوئی تنگی نہیں	آپ پر	یہ زیادہ قریب ہے	کہ

آپ نے دُور کر دیا تھا (پھر) طلب کریں تو کوئی تنگی (حرج) نہیں آپ پر، یہ زیادہ قریب ہے کہ (اس سے)

تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَ

تَقَرَّ + اَعْيُنُهُنَّ	وَلَا يَحْزَنَّ	وَيَرْضَيْنَ	بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ	كُلُّهُنَّ	وَ
ٹھنڈی رہیں ان کی آنکھیں	اور وہ آزردہ نہ ہوں	اور وہ راضی رہیں	اس پر جو آپ انھیں دیں	وہ سب کی سب	اور

ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ آزردہ نہ ہوں، اور وہ اس پر راضی رہیں جو آپ انھیں دیں وہ سب کی سب اور

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

اللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَلِيْمًا
اللہ	جانتا ہے	جو تمہارے دلوں میں	اور ہے	اللہ	جاننے والا	بُردبار

اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ جاننے والا بُردبار ہے۔

(۵۱) تُرْجِيْ بِالْهَمْزَةِ وَالْيَاءِ بَدَلَهٗ تُؤَخِّرُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ اَيْ اَزْوَاجَكَ عَنْ نُوْبَتِهَا وَتُؤْوِيْ تَضُمُّ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ فَتَاتِيْهَا وَمَنِ ابْتَغَيْتَ طَلَبْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ مِنَ الْقِسْمَةِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فِيْ طَلَبِهَا وَضَمِّهَا اِلَيْكَ خُيِّرَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ كَانَ الْقَسْمُ وَاجِبًا عَلَيْهِ ذٰلِكَ التَّخْيِيْرُ اَدْنٰٓى اَقْرَبُ اِلٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ

(۵۱) اے محمدؐ تو اپنی بیبیوں میں سے جس کی نوبت کو چاہے مؤخر کرے اور جس کو چاہے صحبت کرے یعنی تجھ پر مساوات کرنا لازم نہیں اور جس کو تو نے قسمت سے جُدا کر دیا ہے اس کو طلب کرنے اور اس سے صحبت کرنے میں تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔

اول آپ پر مساوات کرنا بیبیوں میں واجب تھا پھر منسوخ ہو گیا اور آپ کو اختیار دیا گیا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہوا

یہ اختیار دینا نزدیک تر ہے اس امر کے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہوں اور وہ سب خوش رہیں اس سے کہ جو تو نے ان کو دیا۔ کیونکہ جب کسی کا کوئی حق واجب نہیں تو

مَا ذَكَرَ الْمُخَيَّرُ فِيْهِ كُلُّهُنَّ تَاكِيْدٌ لِلْفَاعِلِ فِيْ يَرْضَيْنَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ مِنْ اَمْرِ النِّسَاءِ وَالْمَيْلِ اِلٰى بَعْضِهِنَّ وَاِنَّمَا خَيَّرْنَاكَ فِيْهِنَّ تَيْسِيْرًا عَلَيْكَ فِيْ كُلِّ مَا اَرَدْتَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ حَلِيْمًا ○ عَنْ عِقَابِهِمْ

جس سے صحبت کی جاوے گی باعث اس کی خوشنودی اور رضا کا ہوگا کہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے عورتوں کے بارے میں کہ بعض کی طرف زیادہ رغبت اور محبت ہوتی ہے بہ نسبت بعض کے اور ہم نے اے محمدؐ تجھ کو عورتوں کے بارے میں اس لئے اختیار دیا کہ تجھ پر آسانی ہو جو امر تو چاہے کرے دشواری پیش نہ آوے اور اللہ اپنی مخلوق کا حال جانتا ہے بردبار ہے۔ ان کو عذاب دینے میں۔

تشریح

(۵۱) آں حضرتؐ نے اپنی مرضی سے ازواج کے درمیان عدل ومساوات کا رویہ اختیار فرمایا | اللہ تعالیٰ دعوتِ دین اور احکام شریعت کا جو عظیم کام آپ سے لینا چاہتے تھے اور مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اس دین کی تعلیم کی ضرورت تھی اس کے لئے اللہ تعہ نے آپ کو خصوصی اجازت دی کہ آپ بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں چنانچہ وفات کے وقت آں حضرتؐ کی ۹ ازواج حیات تھیں۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے خانگی الجھنوں سے آپ کو آزاد رکھتے ہوئے یہ خصوصی اجازت دی کہ آپ اپنی ازواج میں سے جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں جس کو چاہیں چھوڑ دیں۔ آپ کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام ازواج کے ساتھ برابری کا سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے باوجود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ازواج کے درمیان عدل وانصاف سے کام لیتے تھے۔ ہر ایک کے لئے باری مقرر تھی۔ سب کی دل داری، سب کے ساتھ حسن سلوک آپ کا طریقہ رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ متعدد عورتوں سے آپ کا نکاح ایک دینی دعوتی، سماجی اور سیاسی ضرورت تھی ورنہ جو آپ کا دورِ شباب تھا اس میں آپ نے ایک ایسی خاتون سے شادی کی جس کے پہلے دو شوہر رہ چکے تھے اور جو عمر میں آپ سے بڑی تھیں اور ترپین ۵۳ سال کی عمر تک آپ نے تنہا اسی خاتون پر اکتفا کیا اور حسن سلوک وفاداری محبت وایثار کا دونوں طرف سے وہ بہترین نمونہ سامنے آیا جس کی مثال نہیں ملتی اس لئے اگر اہل ایمان کے دلوں میں آپ کی گھریلو زندگی کے بارے میں کوئی شک پیدا ہو تو وہ خوب سمجھ لے کہ اللہ تعہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خوب جانتا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے اگر دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اسے فوراً دور کردے اللہ کے یہاں معافی کی امید ہے۔

دوسرا پہلو دیکھئے کہ عیش وعشرت تو کجا آپ کے گھروں میں کئی کئی دنوں تک چولہا نہیں جلتا تھا آپ خود بھی فقروفاقہ سے بسر کرتے تھے۔ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرتے تھے۔ دوسری طرف آپ کی ازواج کی زندگی ایثار وقربانی اسلامی اخلاق محبت ومروت اور اس کے ساتھ دین کی تعلیم اور خواتین کو مسائل شریعت سے آگاہ کرنے کے گویا مراکز بنے ہوئے تھے۔ آپ کی ازواج کے لئے یہ فخر کوئی کم نہ تھا کہ وہ آنحضرت کے نکاح میں رہ کر دین کی اس مہم میں آپ کی رفاقت کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پھر کون بدبخت ہوگا جو یہ سوچے کہ متعدد شادیاں صرف نفسانی اغراض کا ذریعہ تھیں۔ آپ کی اور آپ کی ازواج کی پاکیزہ زندگیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ مومنین کے لئے آپ کی خانگی زندگی ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ

لَا یَحِلُّ	لَکَ	النِّسَآءُ	مِنْۢ بَعْدُ	وَلَآ	اَنْ تَبَدَّلَ	بِهِنَّ
حلال نہیں	آپ کے لئے	عورتیں	اس کے بعد	اور نہ	یہ کہ بدل لیں	ان سے

حلال نہیں آپ کے لئے اس کے بعد (اور) عورتیں، نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں بدل لیں

مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

مِنْ	اَزْوَاجٍ	وَّلَوْ	اَعْجَبَكَ	حُسْنُهُنَّ	اِلَّا	مَا + مَلَكَتْ
سے (اور)	عورتیں	اگرچہ	آپ کو اچھا لگے	ان کا حسن	سوائے	جس کا مالک ہو

اگرچہ آپ کو اچھا لگے، ان کا حسن سوائے آپ ﷺ کی کنیز کے

ع ۶ ۱۲ یَمِیْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ﴿۵۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا

یَمِیْنُكَ	وَ كَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ شَیْءٍ	رَّقِیْبًا	یٰۤاَیُّهَا
تمہارا ہاتھ (کنیز)	اور ہے	اللہ	پر	ہر شے	نگہبان	اے

اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ

الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَدْخُلُوْا	بُیُوْتَ	النَّبِیِّ	اِلَّآ	اَنْ	یُّؤْذَنَ
ایمان والو	نہ داخل ہو	گھر (جمع)	نبی	سوائے	یہ کہ	اجازت دی جائے

ایمان والو نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہو سوائے اس کے تمہیں اجازت

لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ

لَكُمْ	اِلٰى	طَعَامٍ	غَیْرَ نٰظِرِیْنَ	اِنٰىهُ	وَلٰكِنْ	اِذَا	دُعِیْتُمْ
تمہارے لئے	طرف (لئے)	کھانا	نہ راہ تکو	اس کا پکنا	اور لیکن	جب	تمہیں بلایا جائے

دی جائے کھانے کے لئے، اس کے پکنے کی راہ نہ تکو لیکن جب تمہیں بلایا جائے

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ

فَادْخُلُوْا	فَاِذَا	طَعِمْتُمْ	فَانْتَشِرُوْا	وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ
تو تم داخل ہو	پھر جب	تم کھا لو	تو تم منتشر ہو جایا کرو	اور نہ جی لگا کر بیٹھے رہو

تو تم داخل ہو پھر جب تم کھانا کھا لو تو منتشر ہو جایا کرو اور باتوں کے لئے جی لگا کر

لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

لِحَدِيثٍ	إِنَّ	ذَٰلِكُمْ	كَانَ + يُؤْذِي	النَّبِيَّ
باتوں کے لئے	بیشک	یہ تمہاری بات	ایذا دیتی ہے	نبی م

نہ بیٹھے رہو بے شک تمہاری یہ بات نبی م کو ایذا دیتی ہے

فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا

فَيَسْتَحْيِي	مِنْكُمْ	وَاللَّهُ	لَا يَسْتَحْيِي	مِنَ الْحَقِّ	وَإِذَا
پس وہ شرماتے ہیں	تم سے	اور اللہ	نہیں شرماتا	حق (بات) سے	اور جب

پس وہ تم سے شرماتے ہیں، اور اللہ حق بات (فرمانے) سے نہیں شرماتا اور جب تم

سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ

سَأَلْتُمُوهُنَّ	مَتَاعًا	فَاسْأَلُوهُنَّ	مِنْ وَرَاءِ	حِجَابٍ	ذَٰلِكُمْ
تم ان سے مانگو	کوئی سے	تو ان سے مانگو	پیچھے سے	پردہ	تمہاری یہ بات

ان (نبی م کی بیبیوں) سے کوئی سے مانگو تو ان سے پردہ کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمہارے اور

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا

أَطْهَرُ	لِقُلُوبِكُمْ	وَقُلُوبِهِنَّ	وَمَا كَانَ	لَكُمْ	أَنْ تُؤْذُوا
زیادہ پاکیزگی	تمہارے دل کے لئے	اور ان کے دل	اور (جائز) نہیں	تمہارے لئے	کہ تم ایذا دو

ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی (کا ذریعہ) ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول م

رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ

رَسُولَ اللَّهِ	وَلَا	أَنْ تَنْكِحُوا	أَزْوَاجَهُ	مِنْ بَعْدِهِ
اللہ کا رسول	اور نہ	یہ کہ تم نکاح کرو	اس کی بیبیاں	ان کے بعد

کو ایذا دو، اور نہ یہ کہ تم ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو

أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾

أَبَدًا	إِنَّ	ذَٰلِكُمْ	كَانَ	عِنْدَ اللَّهِ	عَظِيمًا
کبھی	بیشک	تمہاری یہ بات	ہے	اللہ کے نزدیک	بڑا

بیشک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

(۵۲) لَا يَحِلُّ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ التِّسْعِ
اللَّاتِي اخْتَرْنَكَ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ
بِتَرْكِ إِحْدَى التَّائَيْنِ فِي
الْأَصْلِ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ
بِأَنْ تُطَلِّقَهُنَّ أَوْ بَعْضَهُنَّ
وَتَنْكِحَ بَدَلَ مَنْ طَلَّقْتَ
وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا
مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِنَ الْإِمَاءِ
فَتَحِلُّ لَكَ وَقَدْ مَلَكَ بَعْدَهُنَّ
مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةَ وَوَلَدَتْ
لَهُ إِبْرَاهِيمَ وَمَاتَ فِي
حَيٰوتِهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ رَّقِيبًا ○ حَفِيظًا

(۵۲) اے محمدؐ تجھ کو بعد ان نوؐ بیبیوں کے جنھوں نے تجھ کو اختیار کیا اور کسی عورت سے نکاح کرنا درست نہیں اور نہ یہ کہ تو ان سب یا بعض کو چھوڑ کر ان کے عوض اور عورت سے نکاح کرے۔

اگرچہ ان کا حسن تجھ کو خوش آوے مگر باندیاں کہ وہ تجھ کو حلال ہیں چنانچہ آپ ان نو بیبیوں کے بعد ماریہ قبطیہ کے مالک ہوئے۔ اور اس سے آپ کا فرزند ابراہیمؑ تولد ہوا اور وہ آپ کی حیات ہی میں مرا۔

اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

(۵۳) يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا
تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ
إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ فِي
الدُّخُوْلِ بِالدُّعَاءِ إِلٰى
طَعَامٍ فَتَدْخُلُوْا غَيْرَ نَاظِرِيْنَ
مُنْتَظِرِيْنَ إِنٰىهُ نُضْجَهُ
مَصْدَرُ أَنٰى يَأْنِيْ وَلٰكِنْ
إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا تَمْكُثُوْا
مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط مِنْ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ إِنَّ ذٰلِكُمُ
الْمُكْثُ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ
فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُخْرِجَكُمْ
وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ
أَنْ يُخْرِجَكُمْ أَيْ لَا يَتْرُكُ
بَيَانَهُ وَقُرِئَ يَسْتَحِيْ بِيَاءٍ
وَاحِدَةٍ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ

(۵۳) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنٰىهُ
اے ایمان والو پیغمبر کے گھر میں نہ جاؤ مگر یہ کہ تم کو اندر آنے کی اجازت دی جاوے اور کھانے کے لئے بلایا جاوئے تو چلے جاؤ۔ پر کھانے کے پکنے کے انتظار میں وہاں نہ بیٹھے رہو۔ ولیکن جس وقت تم کو بلایا جائے چلے جاؤ اور

پھر جب کھانا کھا چکو تو علیحدہ ہو جاؤ اور آپس میں باتیں دل لگا کر وہاں ٹھہر کر نہ کرو بے شک وہاں تمہارا زیادہ ٹھہرنا پیغمبر کو تکلیف دیتا ہے سو پیغمبر تمہارے نکالنے سے حیا کرتا ہے۔ اور اللہ حق بات سے یعنی تمہارے باہر نکالنے کا حکم بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔
حاصل یہ کہ حق تعالےٰ حق بات کو بیان فرماتا ہے اس کو ترک نہیں کرتا۔

اور جب پیغمبر کی بیبیوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ

أَيْ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ سِتْرٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ مِنَ الْخَوَاطِرِ الْمُرِيبَةِ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ بِشَيْءٍ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ ذَنْبًا عَظِيمًا ○

سے باہر کھڑے ہو کر مانگو۔

یہ امر تمہارے اور پیغمبر کی بیبیوں کے دلوں کو زیادہ پاک کرنے والا ہے کہ کوئی وسوسہ شک ڈالنے والا پیدا نہ ہو۔

اور تم کو یہ روا نہیں کہ کسی قسم کی تکلیف اللہ کے پیغمبر کو پہنچاؤ۔ اور نہ یہ کہ اس کے بعد اس کی بیبیوں سے کبھی نکاح کرو۔ بے شبہ یہ امر اللہ کے نزدیک موجب عظیم گناہ کا ہے۔

تشریح

(۵۲) ازواج کے سلسلے میں نبی ؐ کو اللہ کا حکم | اللہ تعالیٰ نے نبی ؐ کو یہ اجازت دی تھی کہ آپ موجودہ بیویوں میں سے جن کو رکھنا چاہیں رکھ لیں جن کو چھوڑنا چاہیں چھوڑ دیں اور اگر ایک بیوی کے بدلے دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہیں تو اس کی بھی آپ کو اجازت ہے۔

اس خصوصی اجازت کے بعد حضور نبی کریم ؐ نے پہلے کی طرح اپنی ازواج کے ساتھ حسن سلوک فرمایا اور ازواج نے بھی پوری طرح ایثار و قربانی سے کام لیا اور آپ ؐ کا ساتھ دیا۔

اس آیت میں اب یہ اجازت ختم ہوگئی ہے اور یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے جو عورتیں حلال کی گئی ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کے بعد دوسری عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت ہے۔ کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری کسی عورت سے نکاح کریں۔ البتہ لونڈیوں کی اور کنیزوں کی اجازت ہے اور اس کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ اس حکم کے بعد آپ نے کوئی اور نکاح نہیں فرمایا۔

جو اللہ کے احکام اور اس کی حدود کی پابندی کرتے ہیں وہ سب اللہ کی نگاہ میں ہیں۔

○ غلاموں اور کنیزوں کا معاملہ یہ ہے کہ اگر جنگ میں کچھ مرد اور عورتیں گرفتار ہو کر آئیں اور نہ ان کا کچھ تبادلہ ہو سکا ہو اور نہ رہائی ہو سکی ہو تو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان غلام یا باندیوں کو مختلف لوگوں کی ملکیت میں دے دے اور ایسی عورتوں سے تمتع کرنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ ان کا وجود معاشرے کے لئے اخلاقی فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لیکن اسلام نے بڑی حسن تدبیر کے ساتھ غلاموں اور باندیوں کو اسلامی معاشرے میں جذب کیا ہے اور اس مسئلہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ حل کیا ہے۔ باندیوں کے ساتھ فائدہ اٹھانے کی اجازت بڑی مصلحت پر مبنی ہے۔ اسلام چوری چھپے تعلقات کو گوارا نہیں کرتا اگر اس سے اولاد ہو جائے تو اس کے مستقل حقوق متعین کرتا ہے اور اس کی آزادی کی راہیں نکالتا ہے۔

(۵۳) اسلام کے بعض اہم معاشرتی احکام | عرب معاشرے میں عام طریقہ تھا کہ ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر آواز دیئے اور بغیر اجازت لئے گھسے چلے جاتے تھے اور اس سے بعض اوقات بڑی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے سب سے

پہلے نبیؐ کے گھر پر یہ پابندی لگائی گئی کہ بغیر اجازت لئے نبیؐ کے گھر مت جایا کرو، چاہے وہ کتنا قریبی دوست یا دور یرے کا رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔ شروع میں یہ قاعدہ نبیؐ کے گھر کے لئے مخصوص تھا پھر ایک سال کے بعد سورۂ نور میں اس حکم کو تمام مومنین کے لئے عام کر دیا گیا کہ بلا اجازت گھروں میں داخل نہ ہوں۔

○ عرب معاشرے میں دوسری غیر مہذب عادت یہ تھی کہ اپنے کسی دوست اور ملنے والے کے گھر عین کھانے کے وقت پہنچ جاتے یہاں تک کہ کھانے کا وقت ہو جاتا۔ گھر والا مشکل میں پڑ جاتا کہ کیا کرے نہ تو یہ کہہ سکتا تھا کہ چلے جاؤ۔ اور بعض اوقات اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ بغیر بلائے کسی کے گھر کھانے پر مت جاؤ اور نہ یہ کرو کہ دعوت تو کسی اور کی ہے اور ساتھ میں طفیلی بن کر تم بھی چلے گئے ہاں اگر بلایا جائے تو ضرور جاؤ۔

○ تیسری بری عادت یہ تھی کہ کھانا کھانے کے بعد بیٹھے رہتے باتیں کرتے رہتے اور کسی صورت جانے کے لئے تیار نہ ہوتے گھر والے پریشان ہو جاتے۔ نبیؐ کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا کہ آ کر بیٹھ گئے کھانا کھا لیا اور باتیں بنا رہے ہیں نبیؐ اتنے بلند اخلاق اور باحیا تھے کہ اپنے اوپر تکلیف گوارا فرما لیتے مگر کسی کو جانے کے لئے نہ کہتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ بات نبی کو تکلیف دیتی ہے وہ اپنے اخلاق کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے مگر اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ جب کھانے سے فارغ ہو جایا کرو تو بس اپنے اپنے گھروں کو چلے جایا کرو۔

○ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ محرم مردوں کے سوا کوئی مرد حضور کے گھر میں نہ آئے اور جس کو خواتین سے کوئی کام ہو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرے۔ اس حکم کے بعد ازواجِ مطہرات کے گھروں میں پردے لٹکا دیئے گئے اور اس طرح حضرت عمرؓ کی یہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ آنحضرتؐ سے کئی مرتبہ عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ آپ کے یہاں اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں۔ آں حضرتؐ انتظار میں تھے کہ اللہ کی طرف سے حکم آئے تو اس پر عمل فرمائیں۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے پردے کا حکم دیا گیا اور آپؐ کے گھر کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹکا دیئے گئے۔ فرمایا کہ دل کی پاکیزگی کے لئے یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

○ کسی صاحب ایمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اللہ کے رسول کو ذرا سی بھی ایذا پہنچائے آپ کے مخالفین کی الزام تراشیاں کیسی بھی ہوں مگر کسی صاحب ایمان کے دل میں آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے تعلق سے کوئی وسوسہ بھی دل میں نہیں آنا چاہیئے۔

○ آں حضرتؐ کی ازواجِ مطہرات کی عظمت اور ان کے رتبے کا تقاضا یہ ہے کہ چوں کہ آپ کی ازواج مومنین کی روحانی مائیں ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ممنوع اور ناجائز ہے۔ ان سے نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اپنی ماں سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے۔ اللہ نے آپ کی ازواج کو ایک بڑے مقصد کے لئے منتخب کیا تھا اور اس صاحبِ خُلقِ عظیم کی زوجیت میں دیا تھا جس کے اخلاق و کردار سے دنیا کو روشناس کرانا تھا۔

آپؐ کی محترم ازواج آپ کی وفات کے بعد بھی دین کے احکام کی اشاعت اور اسلام کی خدمت میں لگی رہیں اور انھیں کبھی بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کے گھر والوں کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ

إِنْ تُبْدُوا	شَيْئًا	أَوْ تُخْفُوهُ	فَإِنَّ	اللَّهَ	كَانَ	بِكُلِّ
اگر تم ظاہر کرو	کوئی بات	یا اسے چھپاؤ	تو بیشک	اللہ	ہے	ہر

اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ تو بیشک اللہ ہر شے کو جاننے

شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا

شَيْءٍ	عَلِيمًا	لَا جُنَاحَ	عَلَيْهِنَّ	فِي	آبَائِهِنَّ	وَلَا
شے	جاننے والا	گناہ نہیں	عورتوں پر	میں	اپنے باپ	اور نہ

والا ہے۔ عورتوں پر گناہ نہیں (پردہ نہ کرنے میں) اپنے باپ، اور نہ

أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ

أَبْنَائِهِنَّ	وَلَا إِخْوَانِهِنَّ	وَلَا	أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ
اپنے بیٹوں	اور نہ اپنے بھائی	اور نہ	اپنے بھائیوں کے بیٹے

اپنے بیٹوں اور نہ اپنے بھائیوں اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں

وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ

وَلَا	أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ	وَلَا نِسَائِهِنَّ	وَلَا	مَا مَلَكَتْ	أَيْمَانُهُنَّ
اور نہ	اپنی بہنوں کے بیٹے	اور نہ اپنی عورتیں	اور نہ	جس کے مالک ہوئے	ان کے ہاتھ (کنیزیں)

اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں، اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنی کنیزوں سے۔

وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾

وَاتَّقِينَ	اللَّهَ	إِنَّ	اللَّهَ	كَانَ	عَلَى	كُلِّ	شَيْءٍ	شَهِيدًا
اور ڈرتی رہو	اللہ	بیشک	اللہ	ہے	پر	ہر	شے	گواہ (موجود)

(اے عورتو) اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر شے پر گواہ (موجود) ہے۔

﴿٥٤﴾ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ
مِنْ نِكَاحِهِنَّ بَعْدَهُ
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا ○ فَيُجَازِيكُمْ عَلَيْهِ

﴿٥٤﴾ اگر تم ظاہر کرو گے یا جی میں رکھو گے اس امر کو کہ بعد پیغمبرؐ کے اس کی بیبیوں سے نکاح کرو تو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے پس وہ تم کو اس کا بدلہ دے گا۔

۵۵ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ اَی الْمُؤْمِنَاتِ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ مِنَ الْاِمَاءِ وَالْعَبِيْدِ اَنْ يَّرَوْهُنَّ وَيُكَلِّمُوْهُنَّ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ فِيْمَا اُمِرْتُنَّ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

۵۵ عورتوں پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ وہ اپنے باپ اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور مسلمان عورتوں

اور اپنے غلام باندیوں کے سامنے آدیں اور ان کو دیکھیں اور ان سے بات کریں بدون پردہ کے۔

اور ڈرو تم اللہ سے اُس امر میں جو تم کو حکم کیا گیا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

تشریح

۵۴ | آں حضرت ؐ اور آپ کی ازواج کے متعلق دل میں بھی کوئی برُا خیال نہ آنے پائے |

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج کا اتنا احترام ہونا چاہیئے کہ زبان سے کہنا تو کجا دل میں بھی کوئی برا خیال نہ رکھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

۵۵ | محارم وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ نہیں ہے |

اوپر بیان ہو چکا کہ آنحضرت ؐ کی ازواج مطہرات کو مردوں کے سامنے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ازواج مطہرات یا عام مسلمان عورتیں ان سب کو پردے کا حکم ہے البتہ وہ محارم اور قریبی رشتہ دار جن سے پردہ نہیں ہے ان کا بیان اس آیت میں کیا جا رہا ہے اور سورۂ نور میں بھی ان کا بیان آچکا ہے وہ محارم اور قریبی رشتہ دار یہ ہیں:۔

۱۔ باپ اور اس میں نسبی اور رضاعی دونوں رشتے شامل ہیں۔ چچا اور ماموں کیونکہ بمنزلہ باپ کے ہیں اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ویسے بھی جب بھانجے اور بھتیجے کا ذکر آگے آرہا ہے تو اس میں چچا اور ماموں خود بخود شامل ہو گئے۔

۲۔ اپنے بیٹوں سے پردہ نہیں ہے ——— ۳۔ اپنے بھائیوں سے پردہ نہیں ہے۔

۴۔ اپنے بھائی کے بیٹوں یعنی بھتیجوں سے پردہ نہیں ہے۔

۵۔ اپنی بہن کے بیٹوں یعنی بھانجوں سے پردہ نہیں ہے۔

۶۔ ان کے میل جول کی شریف عورتیں

۷۔ اپنے مملوک یعنی غلام باندی جو عام طور پر گھروں میں آتے جاتے ہیں۔

اللہ کی نافرمانی سے بچے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اللہ سے تمہارا حال چھپا ہوا نہیں ہے يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا

اِنَّ + اللّٰہَ	وَمَلٰٓئِکَتَہٗ	یُصَلُّوْنَ	عَلَی	النَّبِیِّ	یٰٓاَیُّہَا
بیشک اللہ	اور اس کے فرشتے	درود بھیجتے ہیں	پر	نبی ﷺ	اے

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ، اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْا	صَلُّوْا	عَلَیْہِ	وَسَلِّمُوْا	تَسْلِیْمًا	اِنَّ	الَّذِیْنَ
ایمان والو	درود بھیجو	اس پر	اور سلام بھیجو	خوب سلام	بیشک	جو لوگ

ایمان والو ! تم (بھی) اس پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو بیشک جو لوگ

يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ

یُؤْذُوْنَ	اللّٰہَ	وَرَسُوْلَہٗ	لَعَنَہُمُ	اللّٰہُ	فِی الدُّنْیَا	وَ
ایذا دیتے ہیں	اللہ	اور اس کا رسول ﷺ	ان پر لعنت کی	اللہ	دنیا میں	اور

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں

الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

الْاٰخِرَۃِ	وَاَعَدَّ	لَہُمْ	عَذَابًا + مُّہِیْنًا	وَالَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ
آخرت	اور تیار کیا اس نے	اُن کے لئے	رُسوا کرنے والا عذاب	اور جو لوگ	ایذا دیتے ہیں

لعنت کی (اپنی رحمت سے محروم کر دیا) اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا۔ اور جو لوگ مومن مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

الْمُؤْمِنِیْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	بِغَیْرِ	مَا اکْتَسَبُوْا	فَقَدِ احْتَمَلُوْا
مومن مرد (جمع)	اور مومن عورتیں	بغیر	کہ انھوں نے کمایا (کیا)	البتہ انھوں نے اٹھایا

اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو، تو البتہ انھوں نے اٹھایا

ع بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع

بُہْتَانًا	وَّاِثْمًا	مُّبِیْنًا	
بہتان	اور گناہ	صریح ۔	

(اپنے سر لیا) بہتان اور صریح گناہ ۔

۵۶ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اَىْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ	۵۶ بے شبہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو یعنی کہو " اللھم صل علی محمد وسلم"
۵۷ إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَهُمُ الْكُفَّارُ يَصِفُوْنَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ مُنَزَّهٌ عَنْهُ مِنَ الْوَلَدِ وَالشَّرِيْكِ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَبْعَدَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ ذَا اِهَانَةٍ وَهُوَ النَّارُ	۵۷ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں یعنی کافر جو اللہ کی طرف اولاد کو نسبت کرتے ہیں اور اس کے لئے شریک سمجھتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں ان کو اللہ نے اپنی رحمت سے دُور کیا دنیا اور آخرت میں اور ان پر لعنت کی اور ان کے واسطے عذاب ذلیل کرنے والا تیار کیا یعنی دوزخ ۔
۵۸ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا يَرْمُوْنَهُمْ بِغَيْرِ مَا عَمِلُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا تَحَمَّلُوْا كَذِبًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ بَيِّنًا	۵۸ اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں اس فعل کی جو انھوں نے نہیں کئے اور اس سبب سے انکو تکلیف پہنچاتے ہیں سو بے شبہ انھوں نے جھوٹ بولا ۔ اور ظاہر گناہ میں مبتلا ہوئے ۔

تشریح

۵۶ نبیؐ پر درُود وسلام | اللہ کی طرف سے اپنے نبیؐ پر صلوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ وہ آپ پر بے حد مہربان ہے، آپ کی تعریف فرماتا ہے آپ کے کام میں برکت دیتا ہے آپ کا نام بلند کرتا ہے اور آپؐ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے ــــــ ملائکہ کی طرف سے آپؐ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ سے غایت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے آپ کے دین کو سر بلند کرے آپ کی شریعت کو فروغ بخشے اور آپ کو مقام محمود پر پہنچائے ۔

جب دشمنانِ اسلام اس دین مبین کے فروغ پر اپنے دل کی جلن نکالنے کے لئے حضورؐ کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کر رہے تھے اور اپنے نزدیک یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح کیچڑ اچھال کر وہ آپؐ کے اس اخلاقی اثر کو ختم کر دیں گے جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے قدم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے تھے ۔ ان حالات میں آیت نازل کر کے اللہ تعٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ کفار و مشرکین اور منافقین میرے نبیؐ کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی چاہیں کوشش کر دیکھیں آخر کار وہ منہ کی کھائیں گے اس لئے کہ میں اس پر مہربان ہوں اور ساری کائنات کا نظم و نسق جن فرشتوں کے ذریعہ سے چل رہا ہے وہ سب اس کے حامی اور ثناخواں ہیں وہ اس کی مذمت کر کے کیا پا سکتے ہیں جب کہ میں اس کا نام بلند کر رہا ہوں اور میرے فرشتے اس کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں ۔ وہ اپنے اوچھے ہتھیاروں سے اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جب کہ میری رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور میرے فرشتے شب و روز دعا کر رہے ہیں کہ رب العٰلمین محمدؐ کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو اور زیادہ فروغ دے ۔

تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو ــــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو جن کو محمدؐ کی بدولت راہ راست نصیب ہوئی ہے تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے احسانِ عظیم کا حق ادا کرو ۔ تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، انھوں نے تمہیں علم کی روشنی دی ۔ تم اخلاق کی پستیوں میں گرے ہوئے تھے انھوں نے تمہیں اٹھایا تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے انھوں نے تم کو بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا ۔ کفر کی دُنیا اسی لئے اُن پر

خار کھا رہی ہے کہ انھوں نے یہ احسانات تم پر کیے۔ ورنہ انھوں نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہ کی تھی۔ اس لئے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جتنا بغض وہ اس خیر مجسّم کے خلاف رکھتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ محبت تم ان سے رکھو، جتنی وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ، جتنی وہ ان کی مذمت کرتے ہیں اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کی تعریف کرو۔ جتنے وہ ان کے بدخواہ ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کے خیر خواہ بنو اور ان کے حق میں وہی دعا کرو جو اللہ کے فرشتے شب و روز اس کے لئے کر رہے ہیں کہ اے رب دوجہاں! جس طرح تیرے نبیؐ نے ہم پر بے پایاں احسانات فرمائے ہیں تو بھی ان پر بے حد و بے حساب رحمت فرما، ان کا رتبہ دنیا میں بھی سب سے زیادہ بلند کر اور آخرت میں بھی انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب عطا فرما۔

اس آیت میں مسلمانوں کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے: ایک "صَلُّوا عَلَیْہِ" دوسرے "سَلِّمُوا تَسْلِیْمًا"۔ صلوٰۃ کا لفظ جب عَلیٰ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنیٰ ہوتے ہیں۔ ایک کسی پر مائل ہونا۔ اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر جھکنا۔ دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا۔ یہ لفظ جب اللہ کے لئے بولا جائے گا تو ظاہر ہے تیسرے معنیٰ میں نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابل تصور ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ صرف پہلے دو معنیٰ میں ہوگا۔ لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لئے بولا جاتا ہے خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان تو وہ تینوں معنیٰ میں ہوگا۔ اس میں محبت کا بھی مفہوم ہوگا، مدح و ثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی۔

لہٰذا اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "صلوا علیہ" کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ، ان کی مدح و ثنا کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔

"سلام" کا مطلب ہے ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا جیسے ہم اردو میں سلامتی کا لفظ بولتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "سَلِّمُوا تَسْلِیْمًا" کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو۔ تم پوری طرح دل و جان سے ان کا ساتھ دو، ان کی مخالفت سے پرہیز کرو اور ان کے سچے فرماں بردار بن کر رہو۔

(۵۷) **اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے ملعون ہیں** | اور یہ حکم دیا گیا کہ اہل ایمان نبیؐ کی تعظیم و تکریم کریں ان پر درود و سلام بھیجیں۔ اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائیں گے وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملعون اور رسواکن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کے نبی کو ستانا ان کو تکلیف دینا ان کے بارے میں غیر مناسب باتیں کہنا یہ اللہ ہی کو ستانا ہے اس لئے کہ پیغمبر کی تکلیف سے اللہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ رسول کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اور رسول کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

(۵۸) **اہل ایمان پر بہتان تراشی کرنے والے** | اسلام جس اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور جس قسم کا پاکیزہ مزاج بنانا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں، حسن ظن ہو، بدگمانیاں نہ ہوں۔ عیب جوئی اور الزام تراشیاں نہ ہوں۔ اس لئے جو لوگ بے قصور مومن مرد اور عورتوں پر بہتان تراشی کرتے ہیں وہ ایک بڑے گناہ کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں۔ غیبت ایک گھناؤنا اخلاقی جرم ہے اور کسی پر جھوٹا الزام لگانا ایک اخلاقی گناہ ہے جس کی سزا آخرت میں بھی ہے اور دنیا میں بھی۔ بہتان تراشی اور کسی کو بدنام کرنا ایک قابل سزا جرم ہے اس لئے کہ اس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور دوسرے شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ	قُلْ	لِّاَزْوَاجِكَ	وَبَنٰتِكَ	وَنِسَآءِ	الْمُؤْمِنِيْنَ
اے	نبیؐ	فرمادیں	اپنی بیبیوں کو	اور بیٹیوں کو	اور عورتوں کو	مومنوں

اے نبیؐ اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو فرمادیں کہ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

يُدْنِيْنَ	عَلَيْهِنَّ	مِنْ	جَلَابِيْبِهِنَّ	ذٰلِكَ
ڈال لیا کریں	اپنے اوپر	سے	اپنی چادریں	یہ

وہ اپنے اوپر اپنی چادریں ڈال لیا کریں (گھونگھٹ نکال لیا کریں) یہ

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ

اَدْنٰٓى	اَنْ	يُّعْرَفْنَ	فَلَا يُؤْذَيْنَ	وَ	كَانَ
قریب تر	کہ	ان کی پہچان ہوجائے	تو انہیں نہ ستایا جائے	اور	ہے

(اس سے) قریب ہے کہ اُن کی پہچان ہوجائے، تو انہیں نہ ستایا جائے، اور اللہ

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ

اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا	لَئِنْ	لَّمْ يَنْتَهِ	الْمُنٰفِقُوْنَ
اللہ	بخشنے والا	مہربان	اگر	باز نہ آئے	منافق (جمع)

بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اگر باز نہ آئے منافق اور

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي

وَالَّذِيْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	وَّالْمُرْجِفُوْنَ	فِي
اور وہ جو	میں	ان کے دل (جمع)	روگ	اور جھوٹی افواہیں اڑانے والے	میں

وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ ج قطع

الْمَدِيْنَةِ	لَنُغْرِيَنَّكَ	بِهِمْ	ثُمَّ	لَا يُجَاوِرُوْنَكَ	فِيْهَآ	اِلَّا	قَلِيْلًا
مدینہ	ہم تمہیں ضرور ان کے پیچھے لگادیں گے	ان کے	پھر	تمہارے ہمسایہ نہ رہیں گے	اس شہر میں	مگر	چند دن

اڑانے والے تو ہم ضرور تمہیں ان کے پیچھے لگادیں گے پھر وہ اس شہر (مدینہ) میں چند دن کے سوا تمہارے ہمسایہ (پاس) نہ رہیں گے

مَلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا (۶۱)

مَلْعُوْنِیْنَ	اَیْنَمَا	ثُقِفُوْٓا	اُخِذُوْا	وَقُتِّلُوْا	تَقْتِیْلًا
پھٹکارے ہوئے	جہاں کہیں	وہ پائے جائیں	پکڑے جائیں گے	اور مارے جائیں گے	بُری طرح مارا جانا

پھٹکارے ہوئے وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بُری طرح مارے جائیں گے۔

(۵۹) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ
یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ
جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ جمعُ جِلْبَابٍ
وَهِیَ الْمِلْحَفَةُ الَّتِیْ
تَشْتَمِلُ بِهَا الْمَرْاَةُ اَیْ
یُرْخِیْنَ بَعْضَهَا عَلَى الْوُجُوْهِ
اِذَا خَرَجْنَ لِحَاجَتِهِنَّ
اِلَّا عَیْنًا وَاحِدَةً ذٰلِكَ اَدْنٰٓى
اَقْرَبُ اِلٰٓى اَنْ یُّعْرَفْنَ
بِاَنَّهُنَّ حَرَائِرُ فَلَا یُؤْذَیْنَ
بِالتَّعَرُّضِ لَهُنَّ بِخِلَافِ
الْاِمَاءِ فَلَا یُغَطِّیْنَ وُجُوْهَهُنَّ
وَكَانَ الْمُنَافِقُوْنَ یَتَعَرَّضُوْنَ
لَهُنَّ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
لِمَا سَلَفَ مِنْهُنَّ مِنْ
تَرْكِ السَّتْرِ رَّحِیْمًا ۝ بِهِنَّ
اِذَا سَتَرَهُنَّ
(۶۰) لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ لَّمْ یَنْتَهِ
الْمُنٰفِقُوْنَ عَنْ نِفَاقِهِمْ
وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ بِالزِّنَا وَالْمُرْجِفُوْنَ
فِی الْمَدِیْنَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ
بِقَوْلِهِمْ قَدْ اَتَاكُمْ

(۵۹) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ الخ

اے پیغمبر اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدے کہ اپنے چہروں پر اپنی چادر کا پلہ ڈال کر نکلیں جب کسی کام کو نکلیں لیکن دیکھنے کے لئے ایک آنکھ اگر کھولے رکھیں تو کچھ حرج نہیں۔

اس طرح پردہ کے ساتھ نکلنا نزدیک تر ہے اس بات کے کہ وہ پہچانی جاویں کہ آزاد ہیں تاکہ ان سے کوئی تعرض نہ کرے اور ایذا نہ دے۔

بخلاف باندیوں کے کہ وہ اپنے چہرے کھلے رکھیں اور وجہ اس حکم کی یہ ہے کہ منافقین ان سے تعرض کیا کرتے تھے۔ اور اللہ بخشنے والا ہے اس گناہ کو جو اُن سے پہلے سرزد ہوا پردہ نہ کرنا۔ ان پر مہربان ہے کہ ان کو پردہ کا حکم کیا۔

(۶۰) البتہ اگر منافقین اپنے نفاق سے اور جن کے دلوں میں زنا کا مرض ہے اور وہ لوگ مدینہ میں مسلمانوں پر جھوٹی باتیں لگاتے ہیں اپنے افعال سے باز نہ آویں گے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ بے سبب تم پر دشمن آگیا اور تمہارے

الْعَدُوِّ وَسَرَايَاكُمْ
قُتِلُوْا أَوْ هُزِمُوا
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ لَنُسَلِّطَنَّكَ
عَلَيْهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ
يُسَاكِنُوْنَكَ فِيْهَآ إِلَّا
قَلِيْلًا ○ ثُمَّ يُخْرَجُوْنَ
(۶۱) مَلْعُوْنِيْنَ ج مُبْعِدِيْنَ
عَنِ الرَّحْمَةِ أَيْنَمَا
ثُقِفُوْا وُجِدُوْا أُخِذُوْا
وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○ أَيِ
الْحُكْمُ فِيْهِمْ هٰذَا عَلٰى
جِهَةِ الْأَمْرِيَّةِ

لشکر کو شکست ہوئی یا وہ مقتول ہوگئے۔

تو بے شک ہم تجھ کو اے محمدؐ ان پر مسلط کردیں گے، پھر وہ تیرے پاس مدینہ میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑی مدت اس کے بعد وہ مدینہ سے نکال دئے جائیں گے۔

(۶۱) رحمت الٰہی سے دور پڑے ہوئے۔ ان کے بارے میں حکم خداوند عالم یہ ہے کہ جس جگہ وہ ملیں پکڑے جاویں اور مقتول کئے جاویں۔

تشریح

(۵۹) عورتوں کو پردے کا حکم | اے نبیؐ! اپنی بیویوں بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ بدن ڈھانکنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیں۔ ابن عباسؓ سے اس آیت کی یہ تفسیر منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ تاکہ ان کو اس سادہ اور حیادار لباس میں دیکھ کر ہر دیکھنے والا جان لے کہ یہ شریف اور باعصمت خواتین ہیں۔ اور باوجود اہتمام کے اگر کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے یا۔ اس جاہلیت کے زمانے میں جو غلطیاں ہوچکی ہیں اب اس صاف صاف ہدایت کے مل جانے کے بعد تم اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلو اور جان بوجھ کر اس کے خلاف نہ کرو تو امید ہے اللہ اپنی مہربانی سے معاف فرمادیں گے۔

(۶۰) بدنظر اور جھوٹی خبریں اڑانے والے | ازواج مطہرات اور اہل ایمان کی عورتیں پردے کا اہتمام کریں رہے وہ بدنظر جن کے دلوں میں ناپاک خیالات بسے ہوئے ہیں اور ان کی ذہنیت مجرمانہ ہے اور وہ لوگ جو جھوٹے پروپیگنڈے کرنے کے عادی ہیں، اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تمہیں کھڑا کردیں گے پھر وہ اس شہر میں بمشکل ہی رہ پائیں گے کیوں کہ جب اسلامی نظام قائم ہوجائے گا تو خدائی شریعت ایسے لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئے گی ان کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا اور ان کو اپنی روش بدلنی ہوگی۔ کیونکہ پردے کا مقصد ہی ایک صاف ستھرا پاکیزہ معاشرہ بنانا ہے اور اس میں مجرمانہ ذہنیت کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاسکتا۔

(۶۱) اسلامی معاشرے کو ایسے مذموم لوگوں سے پاک کیا جائے گا | یہ پھٹکارے ہوئے ملعون لوگ جن کا کام ہی فساد پھیلانا اور پاک دامن عورتوں کی عزت اچھالنا اور افواہیں پھیلانا ہے۔ یہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ان کو پکڑا جائے گا اور بری طرح مارا جائے گا اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا یہی حشر ہوگا۔ اس آیت میں یہودیوں پر مسلمانوں کے غلبے کی پیشین گوئی ہے اور یہی ہوا کہ یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

سُنَّةَ + اللّٰهِ	فِی + الَّذِیْنَ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلُ	وَلَنْ تَجِدَ	لِسُنَّةِ
اللہ کا دستور	ان لوگوں میں جو	گزرے	ان سے پہلے	اور تم ہرگز نہ پاؤ گے	دستور میں

اللہ کا (یہی) دستور رہا ہے ان لوگوں میں جو گزرے ہیں ان سے پہلے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی

اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾ یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا

اللّٰهِ	تَبْدِیْلًا	یَسْـَٔلُكَ	النَّاسُ	عَنِ	السَّاعَةِ	قُلْ	اِنَّمَا
اللہ	کوئی تبدیلی	آپ سے سوال کرتے ہیں	لوگ	سے (متعلق)	قیامت	فرمادیں	اس کے سوا نہیں

تبدیلی نہ پاؤ گے ۔ آپ سے لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں ۔ فرمادیں اس کے سوا نہیں کہ

عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ﴿۶۳﴾

عِلْمُهَا	عِنْدَ اللّٰهِ	وَمَا	یُدْرِیْكَ	لَعَلَّ	السَّاعَةَ	تَكُوْنُ	قَرِیْبًا
اس کا علم	اللہ کے پاس	اور کیا	تمہیں خبر	شاید	قیامت	ہو	قریب

اس کا علم اللہ کے پاس ہے ۔ اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب (ہی) ہو ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِیْنَ

اِنَّ + اللّٰهَ	لَعَنَ	الْكٰفِرِیْنَ	وَاَعَدَّ	لَهُمْ	سَعِیْرًا	خٰلِدِیْنَ
بیشک اللہ	لعنت کی	کافروں	اور تیار کیا اس نے	ان کے لئے	بھڑکتی ہوئی آگ	ہمیشہ رہیں گے

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لئے (جہنم کی) بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے ۔ وہ اس میں ہمیشہ

فِیْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۶۵﴾ ۚ

فِیْهَا	اَبَدًا	لَا یَجِدُوْنَ	وَلِیًّا	وَ لَا	نَصِیْرًا	
اس میں	ہمیشہ	وہ نہ پائیں گے	کوئی دوست	اور نہ	کوئی مددگار	

ہمیشہ رہیں گے وہ نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار ۔

(۶۲) سُنَّةَ اللّٰهِ اَیْ سَنَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ فِیْ مُنَافِقِیْهِمُ الْمُرْجِفِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ○ مِنْهُ

(۶۲) اللہ نے یہ ہی طریقہ جاری رکھا ہے پہلی امتوں کے منافقوں کے بارے میں جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالتے تھے اور جھوٹی خبریں اڑاتے تھے اور تو اللہ کے طریق کو بدلا ہوا نہ پاوے گا ۔

(۶۳) یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ

(۶۳) اہل مکہ تجھ سے اے محمد قیامت کا حال پوچھتے ہیں کہ کب

عَنِ السَّاعَةِ ۭ مَتٰى تَكُوْنُ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ يُعْلِمُكَ بِهَا اَىْ اَنْتَ لَا تَعْلَمُهَا لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ تُوجَدُ قَرِيْبًا ○

ہوگی۔ کہہ دے کہ بات یہ ہے کہ قیامت کے ہونے کا وقت اللہ ہی جانتا ہے اور تو نہیں جانتا شاید قیامت نزدیک ہی ہو۔

(۶۴) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ اَبْعَدَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○ نَارًا شَدِيْدَةً يَدْخُلُوْنَهَا

(۶۴) بے شبہ اللہ نے اپنی رحمت سے دور کردیا کافروں کو اوران کے واسطے تیار کی ہے سخت آگ کہ وہ اس میں داخل ہوں گے۔

(۶۵) خٰلِدِيْنَ مُقَدَّرًا خُلُوْدُهُمْ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا يَحْفَظُهُمْ عَنْهَا وَّلَا نَصِيْرًا ○ يَدْفَعُهَا عَنْهُمْ

(۶۵) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے کوئی اپنا ایسا دوست نہ پاویں گے جو اُن کو دوزخ سے بچادے گا۔ اور نہ کوئی مددگار جو اُن سے عذاب دُور کردے۔

تشریح

(۶۲) اللہ کی عادت یہی رہی ہے | اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت یہی رہی ہے کہ جنھوں نے پیغمبروں کے مقابلے میں شرارتیں کیں اور فساد پھیلائے، جب اسلامی شریعت کا نظام قائم ہوا تو ایسے لوگوں سے معاشرے کو پاک کیا گیا۔ پہلے ان کو تنبیہ کی گئی اور جب باز نہ آئے تو پھر سختی کے ساتھ نپٹا گیا۔ اس سے پہلے بھی ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور تم اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

(۶۳) قیامت کا صحیح وقت اللہ ہی کو معلوم ہے | اسلام کے عقیدوں کا انکار کرنے والے اور ان کو دل سے نہ ماننے والے اکثر آپ سے یہ سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی اس سے ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ قیامت کے بارے میں علم حاصل کر کے اس کی تیاری کریں بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ بار بار قیامت کے آنے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عالم فنا ہوجائے گا اور آخرت میں حساب کتاب ہوگا۔ آخر وہ حساب کتاب کا دن کب آئے گا — اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ قیامت کی گھڑی کا ٹھیک علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم ہو سکتا ہے وہ قریب ہی آ لگی ہو جیسا کہ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ"، آپ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی جیسے بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے تھوڑی سی آگے کو نکلی ہوئی ہے اسی طرح میرے آنے کے بعد قیامت بہت قریب ہے

(۶۴) حق کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت | وہ لوگ جو حق کی مخالفت کرتے ہیں نہ خود قبول کرتے ہیں نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں حق کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے اللہ نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے یہ لوگ بے کار کے سوال کرتے ہیں اور اپنے انجام کی فکر نہیں کرتے۔

(۶۵) حق کے منکر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے | یہ لوگ جو حق سے منہ موڑتے ہیں اور حق و صداقت کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا جس میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کا کوئی حامی ہوگا اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا

أَطَعْنَا	يٰلَيْتَنَا	يَقُولُونَ	فِي النَّارِ	وُجُوهُهُمْ	تُقَلَّبُ	يَوْمَ
ہم نے اطاعت کی ہوتی	اے کاش ہم	وہ کہیں گے	آگ میں	ان کے چہرے	الٹ پلٹ کیے جائیں گے	جس دن

جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے ، وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اطاعت کی ہوتی

اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا

أَطَعْنَا	إِنَّا	رَبَّنَا	وَقَالُوا	الرَّسُولَا	وَأَطَعْنَا	اللّٰهَ
ہم نے اطاعت کی	بیشک ہم	اے ہمارے رب	اور وہ کہیں گے	رسول	اور اطاعت کی ہوتی	اللہ

اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی رسول ﷺ کی۔ اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بیشک ہم نے اطاعت کی

سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾

السَّبِيلَا	فَأَضَلُّونَا	وَكُبَرَاءَنَا	سَادَتَنَا
راستہ	تو انھوں نے بھٹکایا ہمیں	اور اپنے بڑوں	اپنے سردار

اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی تو انھوں نے ہمیں راستہ سے بھٹکا یا۔

(۶۶) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لِلتَّنْبِيهِ لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ○

(۶۶) اس دن میں کہ ان کے چہرے آگ میں پلٹے جاویں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور اس کے پیغمبر کا حکم مانتے۔

(۶۷) وَقَالُوا أَيِ الْأَتْبَاعُ مِنْهُمْ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَفِي قِرَاءَةٍ سَادَاتِنَا جَمْعُ الْجَمْعِ وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○ طَرِيقَ الْهُدٰى

(۶۷) اور پیروی کرنے والے اپنے بڑوں کی کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی پیروی کی سو انھوں نے ہم کو بہکا دیا راہ ہدایت سے۔

تشریح

(۶۶) منکرین حق کی حسرت | حق کا یہ انکار کرنے والے اور دوسروں کو حق سے روکنے والے اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے اور انکو اچھی طرح آگ میں الٹا پلٹا جائے گا۔ اس وقت یہ حسرت کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ کی اور اللہ کے رسول کی بات مانی ہوتی ان کے کہنے پر چلے ہوتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

(۶۷) ہمارے چودھریوں نے ہمیں گمراہ کیا | اور یہ حق کا انکار کرنے والے جب ان کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم اپنے چودھریوں اور سرداروں کے پیچھے لگے اور انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ بھلا ان کو جب اللہ نے عقل اور سمجھ دی تھی تو اپنی سمجھ سے کیوں کام نہیں لیا اور بے سمجھے بوجھے دوسروں کے پیچھے کیوں لگے جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

ع ۸ ۱۰ ۵

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ ع

رَبَّنَآ	اٰتِهِمْ	ضِعْفَيْنِ	مِنَ + الْعَذَابِ	وَالْعَنْهُمْ	لَعْنًا	كَبِيْرًا
اے ہمارے رب	دے انہیں	دوگنا	عذاب	اور لعنت کر ان پر	لعنت	بڑی

اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	اٰذَوْا	مُوْسٰى
اے	ایمان والو	نہ ہونا	ان لوگوں کی طرح	انھوں نے ستایا	موسیٰ

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنھوں نے موسیٰؑ کو (الزام لگاکر) ستایا

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا

فَبَرَّاَهُ	اللّٰهُ	مِمَّا	قَالُوْا	وَكَانَ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَجِيْهًا	يٰٓاَيُّهَا
بری کردیا اس کو	اللہ	اس سے جو	انھوں نے کہا	اور وہ تھے	اللہ کے نزدیک	باآبرو	اے

ھیں بری کردیا اللہ نے اس سے جو انھوں نے کہا (الزام لگایا) اور وہ اللہ کے نزدیک باآبرو تھے۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾

الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	اتَّقُوْا + اللّٰهَ	وَقُوْلُوْا	قَوْلًا	سَدِيْدًا
ایمان والو	اللہ سے ڈرو	اور کہو	بات	سیدھی

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

(۶۸) رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ اَیْ مِثْلَیْ عَذَابِنَا وَالْعَنْهُمْ عَذِّبْهُمْ لَعْنًا كَثِيْرًا ۝ عَدَدُهٗ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْمُوَحَّدَةِ اَیْ عَظِيْمًا۔

(۶۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا مَعَ نَبِيِّكُمْ كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى بِقَوْلِهِمْ مَثَلًا مَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا بِاَنْ وَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ لِيَغْتَسِلَ فَفَرَّ

(۶۸) اے ہمارے رب ان کو ہم سے دوگنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔ یعنی ان کو بہت زیادہ سخت عذاب میں مبتلا فرما۔

(۶۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا الخ

اے ایمان والو اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسی طرح معاملہ نہ کرو جیسے وہ لوگ تھے جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دی چنانچہ موسیٰ کی شان میں انھوں نے یہ کہا کہ موسیٰ ہمارے ساتھ اس وجہ سے عریاں ہو کر غسل نہیں کرتا کہ اس کی خصیہ پھولی ہوئی ہیں۔ سو موسیٰ کو بری کر دیا اللہ نے ان کے بہتان سے اس طرح کہ ایک دفعہ موسیٰؑ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھے

الْحَجَرُ بِهٖ حَتّٰى وَقَفَ بَيْنَ
مَلَاءٍ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَاَدْرَكَهٗ
مُوْسٰى فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَاسْتَتَرَ
بِهٖ فَرَاَوْهُ لَا اُدْرَةَ بِهٖ وَهِىَ
نَفْخَةٌ فِى الْخُصْيَةِ وَكَانَ عِنْدَ
اللّٰهِ وَجِيْهًا ○ ذَا جَاهٍ. وَمِمَّا اُوْذِىَ
بِهٖ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ
قَسَمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ
هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا
وَجْهُ اللّٰهِ فَغَضِبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ يَرْحَمُ
اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِىَ
بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ
رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

تاکہ غسل کرے سو وہ پتھر اس کے کپڑوں کو لے کر بھاگا یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس ٹھیرا، سو موسیٰ وہاں جا پہنچے اور اپنا کپڑا اٹھا کر بدن چھپا لیا پس بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیکھا کہ اس کے خصیہ بڑے نہیں اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

اور موسیٰ اللہ کے نزدیک وجاہت وعزت والا تھا۔ اور منجملہ ان ایذاؤں کے جو ہمارے پیغمبر کو پہنچائی گئی یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا سو ایک آدمی نے کہا کہ یہ تقسیم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں یعنی اس میں غرض نفسانی شامل ہے سو آپ کو یہ سن کر غصہ آیا اور یہ فرمایا اللہ رحمت کرے موسیٰ پر کہ بے شبہ اس کو اس سے زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں پر اس نے صبر کیا۔ اس قصہ کو بخاری نے روایت کیا۔

(۷۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ صَوَابًا

(۷۰) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہو۔

تشریح

(۶۸) پروردگار ان سرداروں کو دوہرا عذاب دیجئے | اور اس وقت غصے میں کہیں گے کہ یہ ہمارے چودھری اور مذہبی پیشوا انھوں نے فریب دے کر ہمیں پھنسایا اگر ہم سزا کے مستحق ہیں تو ان کو دوہری سزا ملنی چاہیئے اور ان پر زیادہ سے زیادہ پھٹکار پڑنی چاہیئے کیوں کہ انھوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا ہے۔

(۶۹) بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کو اذیت رسانی | حضرت موسیٰ ؑ بنی اسرائیل کے بہت ہی بڑے محسن تھے۔ بنی اسرائیل مصر میں ذلت کی زندگی گزار رہے تھے فرعون کے غلام بنے ہوئے تھے وہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا، لڑکیوں کو باندیاں بنا لیتا تھا اور ان سے بے گاریں لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ کی بدولت اس قوم کو باعزت مقام ملا اور قوموں کی امام بن گئی مگر اپنے اس محسن کے ساتھ اس قوم کا سلوک کبھی اچھا نہیں رہا۔

یہاں مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ دیکھو تمہاری روش حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ نہیں ہونی چاہیئے جو بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ تھی۔ انھوں نے طرح طرح سے حضرت موسیٰ کو ستایا، حالانکہ وہ اللہ کے یہاں بڑے باعزت تھے۔

اگر تم نے نبی کو تکلیف پہنچائی تو ان کا تو کچھ نہ بگڑے گا کیونکہ اللہ کے یہاں ان کا رتبہ بہت بلند ہے اور اللہ کی نصرت ان کے ساتھ ہے لیکن تمہاری دنیا بھی بگڑ جائے گی اور آخرت بھی برباد ہوگی۔

(۷۰) پرہیزگاری اور سیدھی سچی بات | ایک صاحب ایمان کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور سیدھی سچی بات کیا کرے — جو بات اس کی زبان سے نکلے پختہ اور مضبوط بات ہو اور جو کہے اس پر عمل کرے ایسا کرنے والوں کو اچھے اعمال کی توفیق ملتی ہے اور اُن کی کوتاہیاں معاف کی جاتی ہیں۔

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

يُّصْلِحْ	لَكُمْ	اَعْمَالَكُمْ	وَيَغْفِرْ	لَكُمْ	ذُنُوْبَكُمْ	وَمَنْ	يُّطِعِ اللّٰهَ
وہ سنوار دے گا	تمہارے لئے	تمہارے عمل	اور بخش دے گا	تمہارے لئے	تمہارے گناہ	اور جو جس	اللہ کی اطاعت کی

وہ تمہارے لئے تمہارے عمل سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى

وَرَسُوْلَهٗ	فَقَدْ فَازَ	فَوْزًا + عَظِيْمًا	اِنَّا	عَرَضْنَا	الْاَمَانَةَ	عَلَى
اور اس کا رسول	تو وہ مراد کو پہنچا	بڑی مراد	بیشک ہم	ہم نے پیش کیا	امانت	پر

کی اطاعت کی تو وہ بڑی مراد کو پہنچا۔ بیشک ہم نے اپنی امانت (ذمہ داری کو) پیش کیا آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَالْجِبَالِ	فَاَبَيْنَ	اَنْ يَّحْمِلْنَهَا	وَاَشْفَقْنَ
آسمان (جمع)	اور زمین	اور پہاڑ	تو انھوں نے انکار کیا	کہ وہ اسے اٹھائیں	اور وہ ڈر گئے

اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لا

مِنْهَا	وَحَمَلَهَا	الْاِنْسَانُ	اِنَّهٗ	كَانَ	ظَلُوْمًا	جَهُوْلًا
اس سے	اور اسے اٹھایا	انسان	بیشک وہ	تھا	ظالم	بڑا نادان

اور انسان نے اسے اٹھالیا، بیشک وہ ظالم، بڑا نادان تھا۔

﴿۷۱﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ يَتَقَبَّلُهَا وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ نَالَ غَايَةَ مَطْلُوْبِهٖ

﴿۷۱﴾ جس سے اللہ تمہارے عمل درست کرے اور قبول ہونے کے لائق کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرماں برداری کرتا ہے سو وہ پہنچا اپنے مطلب کو۔

﴿۷۲﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اَلصَّلٰوٰتِ مِمَّا فِيْ فِعْلِهَا مِنَ الثَّوَابِ وَتَرْكِهَا مِنَ الْعِقَابِ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ بِاَنْ خَلَقَ فِيْهَا فَهْمًا وَنُطْقًا فَاَبَيْنَ

﴿۷۲﴾ بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر سو ان سب نے اس بار امانت کے اٹھانے سے انکار کیا۔
(مراد امانت سے نمازیں اور ان کے سوا دیگر عبادات ہیں جن کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عذاب ہے)

أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ خِفْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ	اور جب وہ امانت آدم کو پیش کی تو اس نے اس کو اٹھایا۔
آدَمُ بَعْدَ عَرَضِهَا عَلَيْهِ	
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا لِنَفْسِهِ بِمَا حَمَلَهُ جَهُولًا ۝ بِهِ	بے شک وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے کہ ایسے بوجھ کو اٹھالیا جاہل ہے اس سے۔

تشریح

(۷۱) اللہ اور رسول کی اطاعت میں دونوں جہان کی کامیابی | حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اور سیدھی سچی بات کرتا ہے اللہ تعہ اس کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اور اس کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتے ہیں، اور اس کی کوتاہیاں معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری میں دونوں جہان کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ جس نے یہ راستہ اختیار کرلیا سمجھ لو کہ منزلِ مراد کو پہونچ گیا۔

(۷۲) اسلام میں امانت کا تصور | اس کائنات میں انسان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اللہ تعہ نے انسان کو فرماں برداری اور نافرمانی کی آزادی دی ہے اور اس آزادی کے استعمال کرنے کے لئے اپنی بے شمار مخلوقات پر اس کو تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اس آزادی کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے مگر یہ اختیارات اور یہ آزادی خود انسان کی حاصل کی ہوئی نہیں ہے بلکہ اللہ کی عطا کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس آزادی کے صحیح اور غلط استعمال پر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اللہ تعہ نے جن چیزوں پر انسان کو تصرف کا اختیار دیا ہے بحیثیت خلیفہ ہونے کے وہ اس کے پاس بطور امانت کے ہیں۔ یہ امانت یا خلافت ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور صرف انسان میں ہی اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اس ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکے۔

ے آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ؎ قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

امانت ایمان و ہدایت کا وہ بیج ہے جس کو بنی آدم کے دلوں میں بویا گیا ہے اس بیج کی نگہداشت کرنے سے ایمان کا درخت اُگتا ہے۔

یوں سمجھ لو کہ انسانوں کے دل اللہ کی زمینوں کی طرح ہیں اس میں ہدایت کا بیج اللہ نے بودیا ہے۔ بارش برسانے کے لئے رحمت کے بادل بھی وہی بھیجتا ہے۔ اب آدمی کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو اللہ کی امانت ہے ضائع نہ ہونے دے۔

یہی وہ بات ہے جس کو حدیث میں جس کی روایت حضرت حذیفہ رض سے ہے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"إِنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ الخ"

(یہ امانت وہی تخم ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں بویا گیا ہے۔ پھر قرآن و سنت کے علوم کی بارش ہوئی جس سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو ایمان کا پودا اُگے گا بڑھے گا پھلے پھولے گا اور آدمی کو اس کے شیریں پھل سے لذت اٹھانے کا موقع ملے گا۔)

یہی وہ امانت تھی جو اللہ تعہ نے زمین آسمان اور پہاڑوں کو دکھائی مگر ان میں اس امانت کو اٹھانے کی استعداد نہ تھی۔

ظلوم اور جہول جو ظالم اور جاہل سے بنا ہے، وہ کہلاتا ہے جو اس وقت عدل سے اور علم سے خالی ہو مگر ان صفات کی صلاحیت اور استعداد رکھتا ہو۔

امانت کا حق ادا کرنے کی استعداد اور صلاحیت پورے طور پر انسان ہی میں تھی اس لئے اللہ تعہ نے امانت کی یہ ذمہ داری انسان کے سپرد کی۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَ

لِيُعَذِّبَ	اللّٰهُ	الْمُنٰفِقِيْنَ	وَالْمُنٰفِقٰتِ	وَالْمُشْرِكِيْنَ	وَالْمُشْرِكٰتِ	وَ
تاکہ عذاب دے	اللہ	منافق مردوں	اور منافق عورتوں	اور مشرک مردوں	اور مشرک عورتوں	اور

تاکہ عذاب دے اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو ، اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور

يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹ ۵ ۶

يَتُوْبَ	اللّٰهُ	عَلَى	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
توبہ قبول کرے	اللہ	پر۔کی	مومن مردوں	اور مومن عورتوں	اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان

اللہ توبہ قبول کرے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی ، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۷۳) لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ اَللَّامُ مُتَعَلِّقَةٌ بِعَرَضْنَا الْمُتَرَتِّبُ عَلَيْهِ حَمْلُ اٰدَمَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ اَلْمُضَيِّعِيْنَ الْاَمَانَةَ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ اَلْمُؤَدِّيْنَ الْاَمَانَةَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ رَّحِيْمًا بِهِمْ

(۷۳) تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں کو جنھوں نے امانت کو ضائع کیا۔

اور تاکہ رجوع فرمائے اللہ تعالیٰ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر جو اس امانت کے ادا کرنے والے ہیں۔ اور اللہ مسلمانوں کو بخشنے والا ان پر مہربان ہے۔

تشریح

(۷۳) امانت میں خیانت کا نتیجہ | کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا بیج ہر بنی آدم کی دل کی زمین میں بو دیا ہے اور اوپر سے اپنی ہدایت کی بارش بھی برسا رہا ہے۔ اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس امانت کی نگہداشت کرے تاکہ ایمان کا یہ بیج دل کی زمین سے پھوٹے اور پروان چڑھے۔

اگر انسان نے غفلت کی اور اس کی ذمہ داری خود انسان پر ہے تو وہ امانت میں خیانت کے جرم میں سزا کا مستحق ہوگا۔ ایسے منافق مردوں اور عورتوں اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے مردوں اور عورتوں کو سزا دی جائے گی۔

اور مومن مردوں اور عورتوں کے حال پر اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ توجہ فرمائیں گے اور اگر کوئی کوتاہی انجانے میں ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ درگذر اور رحم فرمانے والے ہیں۔

۳۴

سَبَا

ترتیب تلاوت ـــــ ۳۴	ترتیبِ نزول ـــــ ۵۸
مکیّ / مدنی ـــــ مکیّ	تعدادِ رکوعات ـــــ ۶
تعدادِ آیات ـــــ ۵۴	تعداد الفاظ ـــــ ۸۹۶
تعداد حروف ـــــ ۳۶۳۶	

○ اس سورت کی آیت ۱۵ میں لفظ "سَبَا" آیا ہے۔
لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ
(سبا کے لئے ان کے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی ـــــ)
اس میں لفظ سبا کو لے کر سورت کا نام سورۂ سبا رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس میں سبا کا ذکر آیا ہے۔

○ اس سورت کا اصل موضوع یہ ہے کہ وہ زندگی جو توحید اور آخرت پر ایمان اور اللہ کی نعمت کے شکر کے جذبے سے بنتی ہے وہ زندگی اس زندگی کے مقابلے میں کہیں بہتر

ہے جو انکار آخرت اور دنیا پرستی کی بنیاد پر بنتی ہے۔

اس بات کو واضح کرنے کے لئے دو واقعے تاریخ کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ ایک حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ کا واقعہ۔ جن کو طاقت اور حکومت ملی تو وہ اللہ کے شکرگزار بندے بن کر رہے۔

دوسرے قوم سبا کا واقعہ جس کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو بجائے شکرگزاری اور احسان مندی کے انھوں نے تکبّر کا رویّہ اختیار کیا۔

آج قومِ سبا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر چکی ہے جب کہ حضرت داودؑ اور حضرت سلیمانؑ کا نام آج بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔

اس سورت میں ان الزامات کا جواب دیا گیا ہے جو مکّے کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور آپ کی دعوتِ توحید و آخرت پر کرتے تھے۔

یہ سورت جب نازل ہوئی تو دعوتِ اسلامی کا وہ دور چل رہا تھا کہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے تھے جھوٹے الزام لگاتے تھے اور طرح طرح کی افواہیں پھیلا کر لوگوں کو بھٹکانے کی کوشش کرتے تھے اس لئے ان کے جوابات میں نرمی کے ساتھ سمجھانے اور دلیل کے ساتھ ان کے اعتراضات کو دُور کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

اٰیاتھا ۵۴	سُوْرَۃُ السَّبَا مَکِّیَّۃٌ ۳۴ ۱-۵۸	رُکُوْعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰہِ	الَّذِیْ لَہٗ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَلَہٗ
تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس کے لئے	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اور اسی کے لئے

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کے لئے

الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ ؕ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ① یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی

الْحَمْدُ	فِی الْاٰخِرَۃِ	وَھُوَ	الْحَکِیْمُ	الْخَبِیْرُ	یَعْلَمُ	مَا یَلِجُ	فِی
ہر تعریف	آخرت میں	اور وہ	حکمت والا	خبر رکھنے والا	وہ جانتا ہے	جو داخل ہوتا ہے	میں

ہر تعریف ہے آخرت میں اور وہ حکمت والا خبر رکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا

الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ

الْاَرْضِ	وَمَا یَخْرُجُ	مِنْھَا	وَمَا یَنْزِلُ	مِنَ السَّمَآءِ	وَمَا یَعْرُجُ
زمین	اور جو نکلتا ہے	اس سے	اور جو نازل ہوتا ہے	آسمان سے	اور جو چڑھتا ہے

ہے (مثلاً پانی) اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا

فِیْھَا ؕ وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ②

فِیْھَا	وَھُوَ	الرَّحِیْمُ	الْغَفُوْرُ
اس میں	اور وہ	مہربان	بخشنے والا۔

ہے۔ اور وہ مہربان ہے بخشنے والا۔

سُوْرَۃُ السَّبَا مَکِّیَّۃٌ "اِلَّا وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ" الْاٰیَۃَ وَھِیَ اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① اَلْحَمْدُ حَمِدَ اللّٰہُ تَعَالٰی نَفْسَہٗ بِذٰلِکَ اَلْمُرَادُ بِہِ الثَّنَاءُ بِمَضْمُوْنِہٖ مِنْ ثُبُوْتِ الْحَمْدِ وَھُوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِیْلِ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا

سورۃ السبا مکی ہے مگر یہ آیت "ویری الذین اوتوا العلم" الخ

اس سورۃ میں چون یا پچپن آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

① اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ الخ شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کو ہیں جس کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین

فِی الْاَرْضِ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ كَالدُّنْیَا یَحْمَدُهُ اَوْلِیَاءُهُ اِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ وَهُوَ الْحَكِیْمُ فِیْ فِعْلِهٖ الْخَبِیْرُ ○ بِخَلْقِهٖ

(۲) یَعْلَمُ مَا یَلِجُ یَدْخُلُ فِی الْاَرْضِ كَمَاءٍ وَّغَیْرِهٖ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا كَنَبَاتٍ وَّغَیْرِهٖ وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِّزْقٍ وَّغَیْرِهٖ وَمَا یَعْرُجُ یَصْعَدُ فِیْهَا مِنْ عَمَلٍ وَّغَیْرِهٖ وَهُوَ الرَّحِیْمُ بِاَوْلِیَائِهٖ الْغَفُوْرُ ○ لَهُمْ

میں۔ اور اسی کی تعریف ہوگی آخرت میں جیسا کہ دنیا میں بھی اسی کی تعریف ہوتی ہے۔ یعنی جب اللہ کے خالص بندے جنت میں جائیں گے تو وہاں اس کی حمد کریں گے اور اس کے افعال حکمت کے ہیں وہ خبردار ہے اپنی مخلوق کے حال سے۔

(۲) جانتا ہے وہ اس چیز کو جو اندر ہے زمین کے جیسے پانی وغیرہ اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے جیسے سبزہ وغیرہ اور جانتا ہے اس کو جو آسمان سے اُترتا ہے رزق وغیرہ اور جو کچھ آسمان کی طرف چڑھتا ہے بندوں کے اعمال وغیرہ وہ مہربان ہے اپنے دوستوں پر ان کو بخشنے والا ہے۔

تشریح

(۱) حمد و شکر خالق و مالک دو جہاں کے لئے ہے | دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی ہے سب کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جمال و کمال اور قدرت وکاری گری کی جو شان بھی نظر آتی ہے اس کے لئے تعریف اور شکر کا مستحق وہی ہے۔

اس نے دنیا کا یہ نظام فضول اور بے کار نہیں بنایا۔ وہ ایسا حکیم و دانا ہے کہ کوئی فضول کام اس کے شایان شان ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اس دنیا کا نظام آخر کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچے گا۔ جس نتیجے پر یہ نظام پہنچے گا اسی کا نام آخرت ہے۔ جس طرح دنیا میں وہ اکیلا تمام ستائش کا مستحق ہے آخرت میں بھی صرف اسی کی حمد و ثنا کے گُن گائے جائیں گے۔ ہر طرف اسی کی تعریف کے ترانے ہوں گے۔ یہاں دنیا میں تو جھوٹے معبودوں کی بھی تعریف ہو جاتی ہے مگر وہاں عالم آخرت میں اس کے سوا کسی کی تعریف نہ ہوگی۔

اس کے تمام کام حکیمانہ ہیں اور وہ اپنی مخلوق کی ہر ضرورت سے باخبر ہے اور ان کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے | جہاں اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے خالق اور مالک ہیں اور ان کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے اور حمد و ثنا کے مستحق وہی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا علم ہر ہر چیز کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے ـــ جو چیزیں زمین کے اندر جاتی ہیں جیسے جانور کیڑے مکوڑے جو زمین کے اندر ہوتے ہیں۔ اسی طرح نباتات اور ان کے بیج، بارش کا پانی جو اندر جاتا ہے اور میت جس کو زمین کے اندر دفن کر دیا جاتا ہے، زمین کے اندر خزانے جو چھپے ہوئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اسی طرح زمین سے نکلنے والی چیزیں جیسے کھیتی درخت ان سب کا اللہ کو علم ہے۔

اسی طرح آسمان سے اترنے والی چیزیں جیسے بارش، اللہ کی وحی، تقدیر جو اللہ نے لکھ دی ہے، فرشتے، ـــ اسی طرح وہ چیزیں جو اوپر کو چڑھتی ہیں جیسے روح، دُعا، انسان کے عمل اور فرشتے ان سب طرح کی چیزوں اور ان کی تمام جزئیات ایک ایک چیز کا اللہ کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے۔

بندوں کی ناشکری اور حق ناشناسی پر اگر اللہ تعالیٰ فوراً گرفت فرمائیں تو جہاں کی یہ ساری رونق دم بھر میں ختم ہو جائے۔

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (سورۂ فاطر آیت ۴۵)

(اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا۔) مگر اس کی رحمت اور بخشش کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے اور اگر معافی کے طلبگار ہوں تو ان کو معاف فرما دیتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لَا تَاْتِيْنَا	السَّاعَةُ
اور کہا (کہتے ہیں)	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	ہم پر نہیں آئے گی	قیامت

اور کہتے ہیں کافر کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا

قُلْ	بَلٰى	وَرَبِّيْ	لَتَاْتِيَنَّكُمْ	عٰلِمِ	الْغَيْبِ	لَا
فرما دیں	ہاں	قسم میرے رب کی	البتہ تم پر ضرور آئے گی	جاننے والا	غیب	نہیں

آپ فرما دیں ہاں! میرے رب کی قسم! البتہ وہ تم پر ضرور آئے گی۔ اور وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اس سے

يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

يَعْزُبُ	عَنْهُ	مِثْقَالُ + ذَرَّةٍ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَلَا	فِي
پوشیدہ	اس سے	ایک ذرہ کے برابر	میں	آسمانوں	اور نہ	میں

ایک ذرہ کے برابر بھی پوشیدہ نہیں، آسمانوں میں اور نہ زمین

الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

الْاَرْضِ	وَلَآ	اَصْغَرُ	مِنْ + ذٰلِكَ	وَلَآ اَكْبَرُ	اِلَّا فِيْ	كِتٰبٍ
زمین	اور نہ	چھوٹا	اس سے	اور نہ بڑا	مگر میں	کتاب

میں اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر (سب کچھ) روشن کتاب

مُّبِيْنٍ ۙ ۝۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

مُّبِيْنٍ	لِّيَجْزِيَ	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ
روشن	تاکہ جزا دے	ان لوگوں کو جو ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیک

میں ہے تاکہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ	كَرِيْمٌ	
یہی لوگ	ان کے لئے	بخشش	اور روزی	عزت	

یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

(۳) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ الْقِيَامَةُ قُلْ لَهُمْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۚ بِالْجَرِّ صِفَةٌ وَالرَّفْعِ خَبَرُ مُبْتَدَأٍ وَفِي قِرَاءَةٍ عَلَّامِ بِالْجَرِّ لَا يَعْزُبُ يَغِيبُ عَنْهُ مِثْقَالُ وَزْنُ ذَرَّةٍ أَصْغَرُ نَمْلَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ

(۳) اور کافروں نے کہا ہم پر قیامت نہ آئے گی۔ ان سے کہدے ضرور تم پر قیامت آوے گی۔ قسم ہے میرے رب کی جو جانتا ہے چھپی باتوں کو۔

اس سے پوشیدہ نہیں مقدار ذرہ کے آسمانوں میں اور زمین میں اور ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

(۴) لِيَجْزِيَ فِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ حَسَنٌ فِي الْجَنَّةِ

(۴) بالضرور قیامت آنے والی ہے تاکہ اللہ بدلہ دیوے اس وقت ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو۔
انہیں کے لئے ہے بخشش اور عمدہ رزق جنت میں۔

تشریح

(۳) قیامت ضرور آئے گی | جو لوگ آخرت کے اور قیامت کے منکر ہیں وہ استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ کیا بات ہے ہم پر قیامت نہیں آرہی ہے؟ اے پیغمبر آپ ان کو کہہ دیں کہ عالم الغیب میرے پروردگار کی قسم قیامت آکر رہے گی یعنی قیامت کا آنا تو یقینی ہے مگر اس کا ٹھیک ٹھیک وقت عالم الغیب اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اس عالم الغیب سے زمین و آسمان میں کوئی چیز چاہے ایک ذرّے کے برابر ہو یا اس سے چھوٹی یا بڑی چھپی ہوئی نہیں ہے سب کچھ اس کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ کون سی چیز کہاں ہے؟ اس لئے مرنے کے بعد بدن کے اجزاء منتشر ہو جائیں گے۔ پانی پانی میں، ہوا ہوا میں، مٹی مٹی میں اور آگ آگ میں چلی جائے گی۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کون سا جز کہاں ہے۔ وہ ان اجزاء کو پھر اکٹھا کرے گا۔ اس لئے اس کے لئے یہ سب کوئی دشوار نہیں ہے۔

(۴) قیامت کیوں آئے گی | قیامت ضرور آئے گی اور اس کا صحیح وقت اللہ کو معلوم ہے۔ مگر قیامت کیوں آئے گی کیوں ایسا ہو گا کہ یہ زمین و آسمان کی بساط لپیٹ دی جائے۔ قیامت اس لئے آئے گی تاکہ اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ ہے۔ تاکہ اللہ کی بخشش اس کی مغفرت اور اس کے انعامات کا اظہار ہو۔ اگر قیامت نہ آئے آخرت برپا نہ ہو تو جن لوگوں نے اللہ کی فرماں برداری کی ہے اس کے وفادار رہے ہیں ان کے اعمال کی بہترین جزاء کیسے ملے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو حیات ابدی اور جنت دائمی عطا کی جائے اور وہ اللہ کی نعمتوں سے ہمیشہ ہمیشہ لطف اٹھاتے رہیں۔

وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ

والذین	سعوا	فی ایتنا	معجزین	اولٰئک	لهم	عذاب	من رجز
اور وہ لوگ جو	انھوں نے کوشش کی	ہماری آیتوں میں	ہرانے کے لئے	یہی لوگ	ان کے لئے	عذاب	سخت سے

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی ہرانے کے لئے انہی لوگوں کے لئے سخت دردناک عذاب

اَلِیْمٌ ۵ وَیَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ

الیم	ویری	الذین	اوتوا	العلم	الذی	انزل	الیک	من
دردناک	اور وہ دیکھتے ہیں	وہ لوگ جنہیں	دیا گیا	علم	وہ جو کہ	نازل کیا گیا	تمہاری طرف	سے

ہے اور جنہیں علم دیا گیا وہ دیکھتے (جانتے) ہیں کہ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا

رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۶ وَ

ربک	هو الحق	ویهدی	الی	صراط	العزیز	الحمید	و
تمہارا رب	وہ حق	اور وہ رہنمائی کرتا ہے	طرف	راستہ	غالب	سزاوار تعریف	اور

گیا ہے وہ حق ہے اور (اللہ) غالب، سزاوار تعریف کے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا

قال	الذین + کفروا	هل	ندلکم	علی	رجل	ینبئکم	اذا
کہا (کہتے ہیں)	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کیا	ہم بتلائیں تمہیں	پر۔کا	ایسا آدمی	وہ خبر دیتا ہے تمہیں	جب

اور کافر کہتے ہیں کیا ہم تمہیں ایسے آدمی کا (پتہ) بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۷

مزقتم	کل + ممزق	انکم	لفی	خلق + جدید
تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے	پوری طرح ریزہ ریزہ	بیشک تم	البتہ میں	نئی زندگی

پوری طرح ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو بیشک تم نئی زندگی میں (آؤ گے)

۵ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اِبْطَالِ اٰیٰتِنَا الْقُرْاٰنِ مُعٰجِزِیْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ هُنَا وَفِیْمَا یَاْتِیْ مُعَاجِزِیْنَ اَیْ مُقَدِّرِیْنَ عِجْزَنَا اَوْ مُسَابِقِیْنَ لَنَا فَیَفُوْتُوْنَا لِظَنِّهِمْ اَنْ لَا بَعْثَ وَلَا عِقَابَ

۵ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں یعنی قرآن کے باطل کرنے میں سعی کی ہم کو عاجز سمجھ کر کہ وہ ہمارے عذاب سے چھوٹ جاویں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حشر و نشر اور عذاب نہ ہوگا۔

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ سیٔ العَذَابِ أَلِيمٌ ○ مُؤْلِمٌ بِالجَرِّ وَالرَّفْعِ صِفَةٌ لِرِجْزٍ أَوْ عَذَابٍ

انہیں کے لئے ہے بد تر عذاب دردناک.

(۶) وَيَرَى يَعْلَمُ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مُؤْمِنُوا أَهْلِ الْكِتَابِ كَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَأَصْحَابِهٖ الَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ أَيِ الْقُرْآنُ هُوَ فَصْلُ الْحَقَّ لا وَيَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَاطِ طَرِيقِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ○ أَيِ اللهِ ذِي الْعِزَّةِ الْمَحْمُودِ

(۶) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا یعنی مومنین اہل کتاب جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی وہ جانتے ہیں کہ قرآن جو تیرے رب کے پاس سے آیا سچی کتاب ہے اور اللہ عزت والے تعریف کئے گئے کے راستہ کی ہدایت کرتا ہے

(۷) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَيْ قَالَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ جِهَةِ التَّعَجُّبِ لِبَعْضٍ هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ هُوَ مُحَمَّدٌ يُّنَبِّئُكُمْ يُخْبِرُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ قُطِّعْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ بِمَعْنَىٰ تَفْرِيقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ○

(۷) اور کافر از راہ تعجب باہم ایک دوسرے سے کہتے ہیں آیا ہم تم کو بتلا دیں ایک شخص کا حال (مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) کہ وہ تم کو خبر دیتا ہے اس امر کی کہ جب تم بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے بے شبہ پھر تم از سر نو پیدا کئے جاؤ گے.

تشریح

(۵) قیامت آئے گی تا کہ نافرمانوں کو سزا دی جائے | آخر قیامت کیوں نہ آئے، صالحین کو ان کی نیکی کا بدلہ کیوں نہ ملے اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا کیوں نہ دی جائے۔ جن لوگوں نے ہماری کھلی کھلی نشانیاں دیکھیں اور ان کو ماننے کے بجائے اپنی طاقتیں ان کے جھٹلانے میں لگا دیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے. دین حق کے مقابلے میں معاندانہ روش اختیار کرنا، نہ صرف یہ کہ خود نہ ماننا بلکہ دین حق کو مٹانے کے لئے زور لگانا، یہ ایسا جرم ہے کہ جس کی دردناک سزا ملنی چاہیے تا کہ جن لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ قیامت آئے گی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں.

(۶) اہل علم حق کو پہچانتے ہیں | حق کے دشمن اور مخالف، حق کو باطل ثابت کرنے کے لئے چاہے کتنا زور لگالیں وہ جاہلوں کو دھوکا دے سکتے ہیں مگر جن کو اللہ نے علم دیا ہے وہ خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ بالکل برحق ہے اور خدائے عزیز و حمید کے راستے کی رہنمائی کرنے والا ہے اور قیامت میں جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو جن کو یقین تھا انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا کہ واقعی اللہ کی کتاب میں جو بتایا گیا تھا وہ بالکل درست تھا.

(۷) آخرت کا مذاق | یہ لوگ جو حق کا انکار کرنے والے تھے سچائیوں کا کیسا مذاق اڑاتے تھے اس کی ایک مثال اس آیت میں دی گئی ہے کہ حق کا انکار کرنے والے مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ آؤ تمہیں ایسے شخص کا پتہ بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ بکھر چکا ہو گا تو پھر تم نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے.

اَفۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَمۡ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ

الَّذِیۡنَ	بَلِ	جِنَّۃٌ	بِہٖ	اَمۡ	کَذِبًا	عَلَی اللّٰہِ	اَفۡتَرٰی
وہ لوگ جو	بلکہ	جنون	اُسے	یا	جھوٹ	اللہ پر	اس نے باندھا

اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون (ہے)، (نہیں) بلکہ جو لوگ

لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ⑧

الۡبَعِیۡدِ	وَالضَّلٰلِ	فِی الۡعَذَابِ	بِالۡاٰخِرَۃِ	لَا یُؤۡمِنُوۡنَ
دُور	اور گمراہی	عذاب میں	آخرت پر	ایمان نہیں رکھتے

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور دُور کی (شدید) گمراہی میں ہیں۔

⑧ اَفۡتَرٰی بِفَتۡحِ الۡهَمۡزَةِ لِلۡاِسۡتِفۡهَامِ وَاسۡتَغۡنٰی بِهَا عَنۡ هَمۡزَةِ الۡوَصۡلِ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فِیۡ ذٰلِکَ اَمۡ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ جُنُوۡنٌ تَخَیَّلُ بِہٖ ذٰلِکَ قَالَ تَعَالٰی بَلِ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ اَلۡمُشۡتَمِلَۃُ عَلَی الۡبَعۡثِ وَالۡحِسَابِ فِی الۡعَذَابِ فِیۡهَا وَالضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ○ مِنَ الۡحَقِّ فِی الدُّنۡیَا

⑧ اس امر میں یہ شخص بالکل جھوٹا ہے اللہ پر بہتان باندھا۔

یا اس کو جنون ہے جو اس کے دل میں ایسے خیالات ڈالتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں کرتے جو شامل ہے حشر و نشر اور حساب کو وہ عذاب کے مستحق اور گمراہی میں ہیں حق سے دُور پڑے ہوئے۔

تشریح

⑧ **دوبارہ زندہ کرنے والی بات کہنے والا پتہ نہیں جھوٹا ہے یا پاگل!**

جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ جب تم ذرّہ ذرّہ ہو کر بکھر جاؤ گے تو تمہیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا پتہ نہیں یہ آدمی اللہ کے نام پر جھوٹ گھڑتا ہے یا پھر اسے جنون کی قسم کی کوئی چیز ہو گئی ہے۔ نبی ﷺ کے بارے میں عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ آپ ﷺ انتہائی صادق اور سچے انسان ہیں۔ آپ ﷺ کی صداقت کی وجہ سے آپ کا لقب "الصادق" ہو گیا تھا۔ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ پاگل پن کیسا ہوتا ہے۔ ایک انتہائی شریف سنجیدہ اور دانشور انسان اس کو پاگل کہنے والا خود پاگل ہو گا۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ وہ جھوٹا اور پاگل ہے بلکہ ایک اچنبھے کا انداز اختیار کیا کہ موت کے بعد دوبارہ ہونا ایسے اچنبھے اور حیرت کی بات ہے کہ یہ کہنے والا کوئی جھوٹا یا پاگل ہی ہو سکتا ہے۔

مگر بات یہ ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں جس نے پہلی بار پیدا کیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسی مشکل بات ہے۔ عقل تو ان کی ماری گئی ہے جو اس بات کو نہیں مانتے۔ بہکے ہوئے تو وہ ہیں جو اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے اور وہی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ

اَفَلَمْ یَرَوْا	اِلٰی	مَا	بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ	مِّنَ
کیا انھوں نے نہیں دیکھا	طرف	جو	ان کے آگے	اور جو	ان کے پیچھے	سے

کیا انھوں نے نہیں دیکھا اس کی طرف جو اُن کے آگے اور ان کے پیچھے ہے۔ یعنی

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ

السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اِنْ نَّشَاْ	نَخْسِفْ + بِهِمُ	الْاَرْضَ
آسمان	اور زمین	اگر ہم چاہیں	اُنھیں دھنسا دیں	زمین

آسمان اور زمین، اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں

أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اَوْ نُسْقِطْ	عَلَیْهِمْ	کِسَفًا	مِّنَ السَّمَآءِ	اِنَّ	فِیْ + ذٰلِکَ
یا گرادیں	اُن پر	ٹکڑا	آسمان سے	بیشک	اس میں

یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرادیں بے شک اس میں

ع لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا

لَاٰیَةً	لِّکُلِّ	عَبْدٍ	مُّنِیْبٍ	وَلَقَدْ + اٰتَیْنَا	دَاوٗدَ	مِنَّا
البتہ نشانی	لئے ہر	بندہ	رجوع کرنے والا	اور تحقیق ہم نے دیا	داؤد	اپنی طرف سے

نشانی ہے ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے۔ اور تحقیق ہم نے داؤدؑ کو اپنی طرف

فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ

فَضْلًا	یٰجِبَالُ	اَوِّبِیْ	مَعَهٗ	وَالطَّیْرَ	وَاَلَنَّا	لَهٗ
فضل	اے پہاڑو	تسبیح کرو	اس کے ساتھ	اور پرندے	اور ہم نے نرم کردیا	اس کے لئے

سے فضل عطا کیا۔ اے پہاڑو اس کے ساتھ تسبیح کرو، اے پرندو (تم بھی) اور ہم نے اس کے لئے

الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَ

الْحَدِیْدَ	اَنِ	اعْمَلْ	سٰبِغٰتٍ	وَّقَدِّرْ	فِی السَّرْدِ	وَ
لوہا	کہ	بناؤ	کشادہ زرہیں	اور اندازہ رکھو	کڑیوں کے جوڑنے میں	اور

لوہے کو نرم کردیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ رکھو اور

اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۱۱)

اعْمَلُوْا	صَالِحًا	اِنِّیْ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ	۵
عمل کرو	اچھے	بیشک	تم جو کچھ کرتے ہو اس کو	دیکھ رہا ہوں	۵

اچھے عمل کرو، تم جو کچھ کرتے ہو بیشک میں اس کو دیکھ رہا ہوں

(۹) اَفَلَمْ یَرَوْا یَنْظُرُوْا اِلٰی مَا
بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
مَا فَوْقَهُمْ وَمَا تَحْتَهُمْ
مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ
نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا بِسُكُوْنِ
السِّیْنِ وَفَتْحِهَا قِطْعَةً مِّنَ
السَّمَآءِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ فِی الْاَفْعَالِ
الثَّلٰثَةِ بِالْیَاءِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الْمَرْئِیِّ
لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ○ رَاجِعٍ
اِلٰی رَبِّهٖ تَدُلُّ عَلٰی قُدْرَةِ اللّٰهِ
عَلَی الْبَعْثِ وَمَا یَشَآءُ
(۱۰) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا نُبُوَّةً
وَّكِتَابًا وَقُلْنَا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ
رَجِّعِیْ مَعَهٗ بِالتَّسْبِیْحِ وَالطَّیْرَ
بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی مَحَلِّ الْجِبَالِ
اَیْ وَدَعَوْنَاهَا لِلتَّسْبِیْحِ مَعَهٗ
وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ○ فَكَانَ
فِیْ یَدِهٖ كَالْعَجِیْنِ وَقُلْنَا
(۱۱) اَنِ اعْمَلْ مِنْهُ سٰبِغٰتٍ
دُرُوْعًا كَوَامِلَ یَجُرُّهَا لَابِسُهَا
عَلَی الْاَرْضِ وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ
اَیْ نَسْجِ الدُّرُوْعِ قِیْلَ
لِصَانِعِهَا سَرَّادًا اَیْ اِجْعَلْهُ
بِحَیْثُ یَتَنَاسَبُ حِلَقَهٗ وَاعْمَلُوْا

(۹) سو کیا وہ نہیں دیکھتے اپنے آگے اور پیچھے، نیچے اور
اور اوپر آسمان سے اور زمین سے کہ اگر ہم چاہیں ان
ان کو زمین میں دھنسا دیں، اور آسمان سے
ان پر ٹکڑے برسا دیں۔

بے شبہ یہ جو کچھ نظر آتا ہے اس میں نشانی ہے
ہر ایک بندہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے
کو جو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت، حشر و نشر پر اور اس چیز
پر جس کو وہ پیدا کرنا چاہے دلالت کرتی ہے۔

(۱۰) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا الخ اور بے شک ہم نے
داؤد کو اپنے پاس سے پیغمبری اور کتاب دی اور ہم نے کہا کہ
اے پہاڑو اور پرند جانورو، داؤد کے ساتھ مل کر اللہ کی
تسبیح کرو۔

اور ہم نے داؤد کے واسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ وہ اس
کے ہاتھ میں ایسا تھا جیسا آٹا۔ اور ہم نے کہا کہ
(۱۱) اس لوہے سے بڑی بڑی زرہ بنا جن کا پہننے والا ان
کو زمین میں لٹکا کر چلے یعنی ایسی بڑی ہوں کہ نیچے لٹکتی رہیں
اور زرہ کی بناوٹ باریک اور مناسب حلقوں کی ہو۔

اور اے آلِ داؤد تم بھی داؤد کے ساتھ نیک

اِعۡمَلُوۡا اٰلَ دَاوٗدَ مَعَهٗ صَالِحًا اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ فَاُجَازِیۡکُمۡ بِهٖ

عمل میں مشغول رہو بے شبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو دیکھتا ہوں۔ سو میں اس کا عوض دوں گا۔

تشریح

(۹) خالق ارض وسما کی قدرت سے گھری ہوئی یہ کائنات | مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا، ایک دن قیامت کا آنا اور نظامِ کائنات کی بساط کا الٹ جانا، اس کی دلیل خود اس کائنات کے اندر ہی موجود ہے۔ یہ زمین جس پر انسان رہتا بستا ہے، یہ آسمان جس کی چھت کے نیچے انسان آرام کر رہا ہے ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین و آسمان کا پورا نظام اس کی قدرت سے گھرا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ذرا سی دیر میں ہر چیز تلپٹ ہو سکتی ہے۔ یہ زمین تمہارے لئے قید خانہ بن سکتی ہے، یہ آسمان تمہارے لئے آگ کے شعلے برسا سکتا ہے۔ اس نظام میں ذرا سی تبدیلی تمہارے لئے خطرات ہی خطرات پیدا کر سکتی ہے۔ جب یہ سب کچھ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے تو اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ بکھرے ہوئے اجزاء کو دوبارہ جمع کر کے تمہیں زندہ کر دے ۔ ۔ ۔ ۔ جو صاحب فکر و دانش اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کے لئے اس پورے نظام میں نشانی موجود ہے وہ جانتے ہیں کہ پروردگار کی قدرت سے یہ کچھ بھی باہر نہیں ہے اور آخر یہ نظام ایک نہ ایک دن کسی اعلیٰ نتیجے پر پہنچنے والا ہے اسی نتیجے کا نام دار آخرت ہے ۔ وہ اللہ کے بندے اس دن کا تصور کر کے اپنے خالق کی طرف جھکتے ہیں دل سے اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان سے جو نعمتیں ان کو ملتی ہیں ان کی وہ قدر کرتے ہیں۔ ایسے ہی شکر گزار کچھ بندوں کا ذکر آگے کیا جا رہا ہے۔

(۱۰) حضرت داؤدؑ | اللہ کے وہ بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے نوازا تھا اور اللہ کے فضل کو پا کر وہ اس کے شکر گزار رہے، ان میں ایک حضرت داؤدؑ بھی تھے جن کو اللہ نے نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤدؑ بیت اللحم کے رہنے والے ایک قبیلے یہوداہ کے نوجوان تھے۔ انھوں نے ایک معرکے میں جالوت جیسے زبردست دشمن کو قتل کر دیا تھا۔ پھر طالوت کی وفات کے بعد وہ حبرون کے فرماں روا بنائے گئے۔ چند سال کے بعد بنی اسرائیل کے تمام قبیلوں نے مل کر ان کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ انھوں نے یروشلم کو فتح کر کے اس کو سلطنتِ اسرائیل کا پایۂ تخت بنایا۔ ان کی قیادت میں پہلی مرتبہ ایسی عظیم الشان سلطنت وجود میں آئی جس میں بندگانِ خدا کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوتا تھا۔

حضرت داؤدؑ بہت زیادہ اللہ کو یاد کرنے والے تھے جب خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے تو ان کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح پڑھنے لگتے تھے اور پرندے ان کے گرد جمع ہو کر ان کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے تھے۔ لحن داؤدی اچھی اور مؤثر آواز کے لئے ایک محاورہ بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ اللہ کی ان تمام عنایتوں کے باوجود اور ایک عظیم الشان سلطنت کے بادشاہ ہوتے ہوئے ان میں ذرا بھی تکبر و غرور نہیں تھا بلکہ نہایت متواضع تھے اور اللہ کی عنایات پر اس کے شکر گزار رہتے تھے۔

(۱۱) حضرت داؤد کی صفت لوہے کی زرہیں بنانا | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہ معجزہ کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اس ہدایت کے ساتھ عطا فرمایا کہ تم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارے کے لئے لوہے کی زرہیں بنایا کرو۔ سلطنت کے بیت المال پر اپنے اخراجات کا بار مت ڈالو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو پہلی بار ایسی زرہیں بنانے کا طریقہ سکھایا جس میں لوہے کی کڑیاں مناسب انداز میں بڑی اور چھوٹی لگائی جائیں تاکہ زرہ کشادہ رہے۔ حضرت داؤدؑ محنت کرتے تھے۔ زرہیں بناتے تھے اور اس کے حلقے اور کڑیاں ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق چھوٹی بڑی، پتلی یا موٹی لگاتے تھے آپ کی بنائی ہوئی زرہیں بڑی اعلیٰ درجے کی ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی ہدایت دی کہ دیکھو اس صنعت اور کام میں پڑ کر منعم حقیقی کو مت بھول جانا۔ ہمیشہ اچھے کام کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ گویا عمل صالح کے ساتھ بادشاہ ہوتے ہوئے اپنی محنت کی کمائی کا ایک بہترین نمونہ حضرت داؤدؑ کی حیات صالحہ میں ملتا ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَّاَسَلْنَا

وَلِسُلَيْمٰنَ	الرِّيْحَ	غُدُوُّهَا	شَهْرٌ	وَّرَوَاحُهَا	شَهْرٌ	وَّاَسَلْنَا
اور سلیمان کے لئے	ہَوا	اس کی صبح کی منزل	ایک ماہ	اور شام کی منزل	ایک ماہ	اور ہم نے بہایا

اور سلیمان کے لئے ہَوا (کو مسخر) کیا اس کی صبح کی منزل ایک ماہ (کی راہ ہوتی) اور شام کی منزل ایک ماہ (کی راہ) اور ہم نے اس کے

لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۗ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

لَهٗ	عَيْنَ + الْقِطْرِ	وَمِنَ	الْجِنِّ	مَنْ يَّعْمَلُ	بَيْنَ يَدَيْهِ
اس کے لئے	تانبے کا چشمہ	اور سے	جن	وہ کام کرتے	اس کے سامنے

لئے تانبے کا چشمہ بہایا۔ اور جنات میں سے (بعض) اس کے سامنے کام کرتے تھے اس کے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۗ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ

بِاِذْنِ	رَبِّهٖ	وَمَنْ	يَّزِغْ	مِنْهُمْ	عَنْ + اَمْرِنَا	نُذِقْهُ
حکم سے	اس کے رب کے	اور جو	کجی کرے گا	ان میں سے	ہمارے حکم سے	ہم اس کو چکھائیں گے

رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے کجی کرے گا ہم اسے دوزخ کے عذاب

مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ

مِنْ	عَذَابِ	السَّعِيْرِ	يَعْمَلُوْنَ	لَهٗ	مَا يَشَآءُ	مِنْ
سے۔ کا	عذاب	آگ۔ (دوزخ)	وہ بناتے	اس کے لئے	جو وہ چاہتے	سے

کا مزہ چکھائیں گے۔ وہ (جنات) جو وہ (سلیمانؑ) چاہتے وہ اس کے لئے

مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۗ

مَّحَارِيْبَ	وَتَمَاثِيْلَ	وَجِفَانٍ	كَالْجَوَابِ	وَقُدُوْرٍ	رّٰسِيٰتٍ
بڑی عمارتیں (قلعے)	اور تصویریں	اور لگن	حوض جیسے	اور دیگیں	ایک جگہ جمی ہوئی

قلعے بناتے اور تصویریں (مورتیاں) اور حوض جیسے لگن، اور ایک جگہ جمی ہوئی دیگیں

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۗ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

اِعْمَلُوْٓا	اٰلَ + دَاوٗدَ	شُكْرًا	وَقَلِيْلٌ	مِّنْ	عِبَادِيَ	الشَّكُوْرُ
تم عمل کرو	اے خاندان داؤد	شکر بجالا کر	اور تھوڑے	سے	میرے بندے	شکر گزار

اے خاندانِ داؤدؑ! تم شکر بجالا کر عمل کیا کرو، اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔

۱۲ وَسَخَّرْنَا لِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ وَفِي قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ بِتَقْدِيرِ تَسْخِيرِ غُدُوُّهَا سَيْرُهَا مِنَ الْغُدْوَةِ بِمَعْنَى الصَّبَاحِ إِلَى الزَّوَالِ شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا سَيْرُهَا مِنَ الزَّوَالِ إِلَى الْغُرُوبِ شَهْرٌ أَيْ مَسِيرَتُهُ وَأَسَلْنَا أَذَبْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ أَيِ النُّحَاسِ فَأُجْرِيَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَيَالِيهِنَّ كَجَرْيِ الْمَاءِ وَعَمَلُ النَّاسِ إِلَى الْيَوْمِ مِمَّا أُعْطِيَ سُلَيْمَانُ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ بِأَمْرِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ يَعْدِلْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا لَهُ بِطَاعَتِهِ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ○ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ وَقِيلَ فِي الدُّنْيَا بِأَنْ يَضْرِبَهُ مَلَكٌ بِسَوْطٍ مِنْهَا ضَرْبَةً تُحْرِقُهُ

۱۲ اور ہم نے سلیمان کے تابع کیا ہوا کو کہ وہ صبح سے زوال تک ایک مہینہ کی راہ پر اور دوپہر سے شام تک ایک مہینہ کی راہ پر سلیمان کو پہنچادیتی تھی۔

اور ہم نے سلیمان کے واسطے تانبہ کا چشمہ جاری کر دیا سو تانبا تین دن رات اس طرح جاری رہا جیسے پانی اور آج تک جو کچھ چیزیں تانبے کی آدمی بناتے ہیں اس میں سے ہے جو سلیمان کو دیا گیا تھا۔

اور جنّات میں سے وہ تھے جو سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے اس کے رب کے حکم سے۔ اور جو کوئی ان میں سے ہماری حکم عدولی اور نافرمانی کرے گا اس کو ہم آخرت میں دوزخ میں مبتلا کرینگے اور کہا گیا کہ مراد دنیا کا عذاب ہے اس طرح کہ اگر کوئی جن نافرمانی کرتا تو فرشتے اس کے آگ کا کوڑا مارتے جس سے وہ جل جاتا۔

۱۳ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ أَبْنِيَةٍ مُرْتَفِعَةٍ يُصْعَدُ إِلَيْهَا بِدَرَجٍ وَتَمَاثِيلَ جَمْعُ تِمْثَالٍ وَهُوَ كُلُّ شَيْءٍ مَثَّلْتَهُ بِشَيْءٍ أَيْ صُوَرٍ مِنْ نُحَاسٍ وَزُجَاجٍ وَرُخَامٍ وَلَمْ يَكُنِ اتِّخَاذُ الصُّوَرِ حَرَامًا فِي شَرِيعَتِهِ وَجِفَانٍ جَمْعُ جَفْنَةٍ كَالْجَوَابِ جَمْعُ جَابِيَةٍ وَهِيَ حَوْضٌ كَبِيرٌ يَجْتَمِعُ عَلَى الْجَفْنَةِ أَلْفُ رَجُلٍ يَأْكُلُونَ مِنْهَا وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ثَابِتَاتٍ لَهَا قَوَائِمُ لَا تَتَحَرَّكُ عَنْ أَمَاكِنِهَا تُتَّخَذُ مِنَ الْجِبَالِ بِالْيَمَنِ يُصْعَدُ إِلَيْهَا بِالسَّلَالِمِ وَقُلْنَا اعْمَلُوا يَا آلَ دَاوُدَ بِطَاعَةِ اللَّهِ شُكْرًا لَهُ عَلَى مَا آتَاكُمْ وَقَلِيلٌ

۱۳ وہ جنّات سلیمان ؑ کے لئے بناتے تھے جو وہ چاہتا تھا اونچے اونچے مکانات کہ جن پر سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھ سکیں اور تصویریں تانبے اور شیشے اور پتھر کی۔ اور سلیمان کی شریعت میں تصویروں کا بنانا حرام نہ تھا۔

اور بڑی بڑی رکابیاں پیالے جیسے بڑا حوض کہ ایک ایک پیالہ رکابی میں ہزار آدمی کھانا کھالیویں۔ اور بناتے تھے ہانڈیاں ایک جگہ ٹھہرنے والی کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے تھے ان میں پایہ لگے ہوئے تھے۔ یمن کے پہاڑوں سے بنائے جاتے تھے بدون سیڑھیوں کے ان ہانڈیوں کی طرف نہ پہنچ سکتے تھے۔

اور ہم نے کہا اے آل داؤد اس نعمت کے شکریہ میں جو ہم نے تم کو دی اللہ کی بندگی کرو۔

اور کم ہیں میرے بندوں سے شکر گزار کہ جو

مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ — میری نعمتوں کے شکر میں میری اطاعت کریں۔
اَلْعَامِلُ بِطَاعَتِیْ شُکْرًا لِنِعْمَتِیْ

تشریح

(۱۲) **حضرت سلیمانؑ** اللہ کے وہ نیک بندے جو اللہ کی نعمتیں پاکر اس کے شکر گزار رہے ان میں حضرت داودؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ بھی تھے۔ جن کو اللہ نے نبوت کے ساتھ ایک بے مثال سلطنت عطا فرمائی تھی۔ کہ ان کی حکومت ہواؤں پر، جنوں پر اور پرندوں پر بھی تھی۔ دنیا کی تاریخ میں آج تک اتنی عظیم سلطنت حضرت سلیمانؑ کے علاوہ کسی کو نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ ہوا کو حضرت سلیمانؑ کے لئے اس طرح تابع کر دیا گیا تھا کہ ان کی مملکت سے ایک مہینہ کی راہ تک کے مقامات کا سفر بسہولت کیا جا سکتا تھا۔ جانے میں بھی ہمیشہ انکی مرضی کے مطابق ہوا چلتی تھی اور واپسی پر بھی اسی طرح موافق ہوا ملتی تھی۔ بطور معجزہ ہوا پر اللہ نے حضرت سلیمان کو اقتدار عطا کیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے بہا دئے تھے ان کے زمانے کی جو بھٹی ملی ہے جس میں تانبہ پگھلا کر استعمال کیا جاتا تھا اس کے مقابلے کی کوئی بھٹی اب تک دریافت نہیں ہو سکی۔ اندازہ یہ ہے کہ آدوم کے علاقہ میں عزبہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبہ لایا جاتا تھا اور اسے بڑی بڑی بھٹیوں میں پگھلا کر جہاز سازی میں بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

حضرت سلیمانؑ کو اللہ نے یہ بھی معجزہ دیا تھا کہ جنّات ان کے تابع تھے جنّات میں ایسے جن جو مسخر تھے پروردگار کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے۔ اگر کوئی ان کے حکم سے سرتابی کرتا تو اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھنا پڑتا۔

اتنی عظیم الشان سلطنت اور اتنی طاقت کے باوجود حضرت سلیمانؑ بھی اللہ کی نعمتیں پاکر ہمیشہ اس کے شکر گزار رہتے تھے۔

(۱۳) **حضرت سلیمانؑ جنات سے بڑے بھاری کام لیتے تھے** اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ جنات جو حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے اور ان کے خدمت گار کے طور پر کام کرتے تھے حضرت سلیمانؑ ان سے اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے۔ بے جان چیزوں کی تصویریں بنواتے تھے اور بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بڑی بڑی دیگیں، کیونکہ حضرت سلیمانؑ کے یہاں بہت مہمان داری ہوتی تھی سیکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے اس لئے حوض جیسے لگن بنوائے گئے تھے جن میں کھانا نکال کر رکھا جائے بڑی بڑی دیگیں بنوائی گئی تھیں جن میں بیک وقت ہزاروں آدمیوں کا کھانا بن سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے داؤد کے گھر والو! ہمارے ان احسانات پر کامل شکر گزار بن کر رہو اور میرے بندوں میں کم ہی ایسے ہیں جو میری نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے ہوں۔

حضرت داؤدؑ اور ان کے گھر والے زبان سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی اللہ کی نعمتوں کا اعتراف و اقرار کرتے تھے ان کے دستر خوان پر ہزاروں مہمان اور غریب غربا کھانا کھاتے تھے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا وہی استعمال کرتے تھے جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو۔ حضرت داؤدؑ اور ان کے اہل خانہ مہمان داری کے ساتھ ساتھ عبادت الٰہی میں بھی مشغول رہتے تھے انھوں نے اوقات کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ دن اور رات میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب حضرت داؤدؑ کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ ہو۔

آیت میں لفظ "تماثیل" آیا ہے یہ تمثال کی جمع ہے تمثال ہر اس تصویر کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی صورت پر بنائی گئی ہو کیونکہ حضرت داودؑ اور حضرت سلیمانؑ شریعت موسوی کے پیرو تھے اور توارت میں جان دار کی تصویر اسی طرح حرام قرار دی گئی ہے جس طرح شریعت محمدی میں اس لئے یہ تصویریں بے جان چیزوں کی ہی ہو سکتی ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ

فَلَمَّا + قَضَيْنَا	عَلَيْهِ	الْمَوْتَ	مَا دَلَّهُمْ	عَلٰى + مَوْتِهٖٓ	اِلَّا	دَآبَّةُ +
پھر جب ہم نے حکم جاری کیا	اس پر	موت	انہیں پتہ نہ دیا	اس کی موت کا	مگر	گھن کا +

پھر جب ہم نے اس کی موت کا حکم جاری کیا، انہیں (جنوں کو) اس کی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کی طرح کیڑے

الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

الْاَرْضِ	تَاْكُلُ	مِنْسَاَتَهٗ	فَلَمَّا	خَرَّ	تَبَيَّنَتِ	الْجِنُّ	اَنْ	لَّوْ كَانُوْا
کیڑا	وہ کھاتا تھا	اس کا عصا	پھر جب	وہ گر پڑا	حقیقت کھلی	جن	اگر	وہ ہوتے

(دیمک) نے وہ اس کا عصا کھاتا تھا، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر حقیقت کھلی، اگر وہ غیب

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

يَعْلَمُوْنَ	الْغَيْبَ	مَا لَبِثُوْا	فِى الْعَذَابِ	الْمُهِيْنِ	
جانتے	غیب	وہ نہ رہتے	میں عذاب	ذلت	

جانتے ہوتے تو وہ نہ رہتے ذلت کے عذاب میں

﴿۱۴﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ عَلٰى سُلَيْمَانَ
الْمَوْتَ اَیْ مَاتَ وَمَكَثَ قَآئِمًا
عَلٰى عَصَاهُ حَوْلًا مَيِّتًا وَالْجِنُّ
تَعْمَلُ تِلْكَ الْاَعْمَالَ الشَّاقَّةَ
عَلٰى عَادَتِهَا لَا تَشْعُرُ بِمَوْتِهٖ
حَتّٰى اَكَلَتِ الْاَرَضَةُ عَصَاهُ
فَخَرَّ مَيِّتًا مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ
اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ مَصْدَرُ
اُرِضَتِ الْخَشَبَةُ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ
اَكَلَتْهَا الْاَرَضَةُ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ
بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهٖ بِاَلِفٍ عَصَاهُ
لِاَنَّهَا يُنْسَاُ يُطْرَدُ وَيُزْجَرُ بِهَا
فَلَمَّا خَرَّ مَيِّتًا تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ
اِنْكَشَفَ لَهُمْ اَنْ مُخَفَّفَةٌ اَیْ
اَنَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ

﴿۱۴﴾ پس جس وقت حکم کیا ہم نے سلیمان پر موت کا یعنی جب وہ مر گیا اور ایک برس تک اپنی لاٹھی کے سہارے مُردہ کھڑا رہا اور جنات بدستور وہی دشوار مشقت کے کام اپنی عادت کے موافق کرتے رہے ان کو سلیمان کی موت معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ کیڑے نے اس کی لاٹھی کو کھا لیا تو اس وقت سلیمان گر گیا۔

مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ

جنات کو سلیمان کی موت کی خبر نہ ہوئی مگر کیڑے سے کہ اس نے سلیمان کی لاٹھی کو کھا لیا جس سے سلیمان گر گیا۔

پس جس وقت سلیمان گرا جنوں کو ظاہر ہوئی یہ بات

کہ اگر ہم غیب کے جانتے تو ان سخت تکالیف اور اعمال شاقہ

وَمِنْهُمْ مَا غَابَ عَنْهُمْ مِنْ مَوْتِ سُلَيْمَانَ

مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ○ اَلْعَمَلُ الشَّاقُ لَهُمْ لِظَنِّهِمْ حَيَاتَهُ خِلَافَ ظَنِّهِمْ عِلْمَ الْغَيْبِ وَ عُلِمَ كَوْنُهُ سَنَةً بِحِسَابِ مَا أَكَلَتْهُ الْأَرْضَةُ مِنَ الْعَصَا بَعْدَ مَوْتِهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً مَثَلًا

میں نہ رہتے کیونکہ سلیمان کی موت بھی ہم کو معلوم ہو جاتی سلیمان کی موت کی ہم کو خبر نہ ہونے سے ظاہر ہوا کہ ہم غیب کو نہیں جانتے۔ اور اعمال شاقہ وہ سلیمان کو زندہ سمجھ کر کرتے تھے۔ تو ان کا گمان جو غیب دانی کا تھا غلط ہوا۔ اور یہ جاننا کہ سلیمان کی موت کو ایک برس گزرا اس طرح ہوا کہ کیڑے نے لاٹھی کو رات دن میں جس قدر کھایا اس سے حساب کر لیا گیا۔

تشریح

(۱۴) حضرت سلیمانؑ کی وفات کا عجیب واقعہ جس سے معلوم ہوا کہ جنّات کو علم غیب نہیں ہوتا | حضرت سلیمانؑ کی وفات کا واقعہ بڑے عجیب طریقے سے پیش آیا اور اس واقعہ نے بتادیا کہ جنّات کی غیب دانی کے واقعات اور ان سے متعلق عقیدے قطعی طور پر افسانے اور غلط ہیں جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ جنات کے بارے میں لوگوں نے کیسے کیسے خیالات قائم کر رکھے تھے۔ اس کا کچھ بیان قرآن مجید میں ہے :۔ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ۔ (الجن آیت ۶)

(اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے۔)

جنّوں کے تعلق سے یہ غلط عقیدہ بھی قائم کر رکھا تھا کہ وہ اللہ کی اولاد ہیں حالانکہ اللہ نے ہی جنّوں کو بھی پیدا فرمایا ہے جن اس کی مخلوق ہیں نہ کہ نعوذ باللہ اللہ کی اولاد۔ قرآن مجید میں ہے :۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۰)

(اور انھوں نے جنّوں کو اللہ کا شریک ٹھیرا لیا حالانکہ اسی نے ان کو پیدا کیا ہے۔)

دوسری جگہ فرمایا :۔ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔ (الصّٰفّٰت ۔ آیت ۱۵۸)

(اور انھوں نے اللہ کے اور جنّوں کے درمیان نسبی تعلق تجویز کر لیا۔)

حضرت سلیمانؑ کی وفات کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت سلیمانؑ جنوں کے ذریعے بیت المقدس کی مسجد نئے سرے سے بنوا رہے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے تو انھوں نے جنات کو مسجد کا نقشہ بنا دیا اور اپنے آپ کو ایک شیشے کے مکان میں بند کر کے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے ۔۔ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں تنہائی میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ۔۔ اسی حالت میں موت کے فرشتے نے آپ کی روح قبض کر لی اور آپ کی نعش مبارک لکڑی کے سہارے کھڑی رہی، کسی کو آپ کی وفات کا پتہ نہ چل سکا۔ وفات کے بعد مدت تک جنات مسجد کی تعمیر میں لگے رہے۔ جب تعمیر پوری ہو گئی تو حضرت سلیمان جس لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ گھن کھانے سے گر پڑی اور لکڑی کے گرنے سے آپ کی نعش بھی نیچے گر گئی اس وقت سب کو آپ کی وفات کا پتہ لگا۔ اب جنات کو پتہ لگ گیا کہ ان کی غیب دانی کی حقیقت کیا ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جنات کو غیب کا علم ہوتا ہے انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ اگر جنوں کو غیب کا علم ہوتا تو وہ کیوں حضرت سلیمان کو زندہ سمجھ کر کام میں لگے رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جنات کی تسخیر حضرت سلیمانؑ کا کوئی اپنا کمال نہ تھا اللہ نے اپنے فضل سے جنات کو ان کی خدمت پر مامور کر رکھا تھا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے پیغمبر دین کی خدمت کا جو سلسلہ شروع کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی تدبیر سے پورا فرما دیتے ہیں۔

یہاں تک اللہ کے شکر گزار کچھ بندوں کا ذکر تھا اب آگے ایسی قوم کا ذکر ہے جو اللہ کی ناشکری میں تباہ و برباد کی گئی۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ

لَقَدْ كَانَ	لِسَبَاٍ	فِيْ مَسْكَنِهِمْ	اٰيَةٌ	جَنَّتٰنِ	عَنْ يَّمِيْنٍ	وَّ
البتہ تھی	(قوم) سبا کے لئے	ان کی آبادی میں	ایک نشانی	دو باغ	دائیں سے	اور

البتہ قوم سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی ، دو باغ دائیں اور

شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ

شِمَالٍ	كُلُوْا	مِنْ	رِّزْقِ رَبِّكُمْ	وَاشْكُرُوْا	لَهٗ	بَلْدَةٌ	طَيِّبَةٌ
بائیں	تم کھاؤ	سے	اپنے رب کے رزق	اور شکر ادا کرو	اس کا	شہر	پاکیزہ

بائیں (ہم نے کہہ دیا کہ) اپنے پروردگار کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو شہر ہے پاکیزہ اور

وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۵ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

وَّرَبٌّ	غَفُوْرٌ	فَاَعْرَضُوْا	فَاَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ	سَيْلَ الْعَرِمِ
اور پروردگار	بخشنے والا	پھر انھوں نے منہ موڑ لیا	تو ہم نے بھیجا	ان پر	سیلاب بند سے (رُکا ہوا)

پروردگار ہے بخشنے والا۔ پھر انھوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان پر (بند توڑ کر) زور کا سیلاب بھیجا

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ

وَبَدَّلْنٰهُمْ	بِجَنَّتَيْهِمْ	جَنَّتَيْنِ	ذَوَاتَيْ	اُكُلٍ	خَمْطٍ
اور ہم نے انھیں بدل دیے	ان کے دو باغوں کے بدلے	دو باغ	والے	میوہ	بدمزہ

اور ان دو باغوں کے بدلے (اور) دو باغ دیے بدمزہ میوہ والے اور کچھ

وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝۱۶ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ

وَّاَثْلٍ	وَّشَيْءٍ	مِّنْ سِدْرٍ	قَلِيْلٍ	ذٰلِكَ	جَزَيْنٰهُمْ
اور جھاڑ	اور کچھ	بیریاں	تھوڑی	یہ	ہم نے ان کو سزا دی

جھاڑ اور تھوڑی سی بیریاں۔ یہ ہم نے انھیں سزا دی اس لئے کہ

بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۷

بِمَا	كَفَرُوْا	وَهَلْ	نُجْزِيْ	اِلَّا	الْكَفُوْرِ
اس کے سبب جو	انھوں نے ناشکری کی	اور نہیں	ہم سزا دیتے	مگر صرف	ناشکرا

انھوں نے ناشکری کی اور ہم ناشکرے کو سزا دیتے ہیں ۔

(۱۵) لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ بِالصَّرْفِ وَعَدَمِهٖ قَبِيْلَةٌ سُمِّيَتْ بِاسْمِ جَدٍّ لَهُمْ مِنَ الْعَرَبِ فِيْ مَسْكَنِهِمْ بِالْيَمَنِ اٰيَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى قُدْرَةِ اللّٰهِ جَنَّتٰنِ بَدَلٌ عَنْ يَمِيْنٍ وَّشِمَالٍ عَنْ يَمِيْنِ وَادِيْهِمْ وَشِمَالِهٖ وَقِيْلَ لَهُمْ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ عَلٰى مَا رَزَقَكُمْ مِنَ النِّعْمَةِ فِيْ اَرْضِ سَبَإٍ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ لَيْسَ بِهَا سِبَاخٌ وَلَا بَعُوْضَةٌ وَلَا ذُبَابَةٌ وَلَا بُرْغُوْثٌ وَلَا عَقْرَبٌ وَلَا حَيَّةٌ وَيَمُرُّ الْغَرِيْبُ بِهَا وَفِيْ ثِيَابِهٖ قَمْلٌ فَيَمُوْتُ لِطِيْبِ هَوَائِهَا وَاللّٰهُ رَبٌّ غَفُوْرٌ ○

(۱۵) بے شک قوم سبا کو اپنے مکانات میں جو یمن میں تھے حق تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی بڑی نشانی تھی۔ سبا ایک عرب کا قبیلہ تھا۔

جنّتان عن یمین و شمال۔ وہ نشانی یہ تھی کہ ان کے جنگلوں میں داہنے اور بائیں دو باغ تھے۔

اور ان سے کہا گیا کہ

کھاؤ تم، جو کچھ تمہارے رب نے تم کو روزی دی اور اس انعام پر اللہ کا شکر کرو۔

زمین سبا پاک صاف شہر تھا کہ وہاں کی زمین نہ شور تھی وہاں مچھر، نہ پسو نہ مکھی نہ بچھو نہ سانپ۔ اور اگر کوئی مسافر وہاں کو گزرتا تھا اور اس کے کپڑوں میں جوں ہوتی تھی تو وہاں کی ہوا کی خوبی سے جوں مر جاتی تھی۔

اور اللہ ان کا رب گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

(۱۶) فَاَعْرَضُوْا عَنْ شُكْرِهٖ وَكَفَرُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ جَمْعُ عَرِمَةٍ وَهُوَ مَا يُمْسِكُ الْمَاءَ مِنْ بِنَاءٍ وَغَيْرِهٖ اِلٰى وَقْتِ حَاجَتِهٖ اَيْ سَيْلَ وَادِيْهِمُ الْمَمْسُوْكَ بِمَا ذُكِرَ فَاَغْرَقَ جَنَّتَيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ تَثْنِيَةُ ذَوَاتٍ مُفْرَدٌ عَلَى الْاَصْلِ اُكُلٍ خَمْطٍ مُرٍّ بَشِعٍ بِاِضَافَةِ اُكُلٍ بِمَعْنٰى مَاْكُوْلٍ وَتَرْكِهَا وَيُعْطَفُ عَلَيْهِ وَاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ○

(۱۶) سو اس قوم نے اپنے رب کے شکر سے منھ پھیرا اور ناشکری کی پس چھوڑی ہم نے ان پر زور پانی کی ہوئی کی جو نہایت زور آور اور تیز چلتی ہے۔ سو بہا دیا اور غرق کر دیا اس نے ان کے دونوں باغوں اور مالوں کو۔

اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے عوض دو باغ کر دیے بدمزہ اور جھاؤ کے درختوں کے بدل دیے اور کسی قدر درخت بیری کے۔

(۱۷) ذٰلِكَ الْتَّبْدِيْلُ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ط بِكُفْرِهِمْ وَهَلْ يُجْزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ○ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَنَصْبِ الْكَفُوْرِ اَيْ مَا يُنَاقِشُ اِلَّا هُوَ

(۱۷) یہ بدل ہماری طرف سے ان کے کفر کی سزا تھی اور ہم سخت گیری کافر ہی سے کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۵) قوم سبا کا واقعہ، قانون مکافات کی شہادت | قوم سبا جس علاقے میں آباد تھی وہ بڑا سرسبز و شاداب علاقہ تھا دائیں بائیں جدھر نگاہ ڈالو باغات ہی باغات نظر آتے تھے۔ اصل میں انھوں نے آب پاشی کا ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا تھا کہ جگہ جگہ پہاڑوں کی وادیوں میں بند بنائے تھے اور پانی کو روک کر پھر بقدر ضرورت آب پاشی کے کام میں لاتے تھے۔ اسی طرح کا ایک مشہور بند سد مآرب کے نام سے بنایا تھا جو اُن کے دارالحکومت مآرب کے جنوب میں واقع تھا۔ اصل میں مآرب کے جنوب میں دائیں اور بائیں دو پہاڑ ہیں جن کا نام کوہ ابلق ہے۔ قوم سبا نے ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۸۰۰ ق م میں سد مآرب کی تعمیر کی تھی یہ بند ۱۵۰ فٹ لمبی اور ۵۰ فٹ چوڑی ایک دیوار ہے اس دیوار کا ایک حصہ اب بھی باقی ہے اس دیوار پہ جگہ جگہ کتبے لگے ہوئے ہیں وہ بھی پڑھے گئے ہیں۔ اس دیوار پر اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو ضرورت کے مطابق کھولی اور بند کی جا سکتی تھیں۔ دیوار کے بائیں اور دائیں مشرق اور مغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ آب پاشی کے اس نظام کی بدولت اس ریگستانی علاقے میں تین سو مربع میل تک باغوں کی قطاریں تیار ہو گئی تھیں جن میں طرح طرح کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیت ۔ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ، میں اسی طرف اشارہ ہے۔

یہ سرسبزی اور شادابی اس بات کی نشانی تھی کہ یہ جو کچھ ان کو میسر ہے یہ اللہ کا دیا ہوا ہے اور اس کا تقاضا تھا کہ وہ اس پروردگار کا شکر بجا لائیں جس نے ان کو یہ نعمتیں عطا کی ہیں مگر ہوا یہ کہ انھوں نے بندگی اور شکرگزاری کے بجائے نافرمانی اور نمک حرامی کی روش اختیار کی۔

(۱۶) قوم سبا کی ناشکری کا انجام | یہ قوم اللہ کی شکرگزار ہونے کے بجائے اس کی نافرمانی اور ناشکری کرتی رہی۔ آخر اُن پر ایک عذاب آیا اور عذاب اس شکل میں تھا کہ پانی کا سیلاب تمام بندوں کو توڑتا ہوا چلا گیا اور خوبصورت باغات دیکھتے دیکھتے تباہ و برباد ہو گئے۔ پہاڑوں کے درمیان بند بنا کر جو نہریں جاری کی تھیں وہ سب ختم ہو گئیں آب پاشی کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا۔ اور وہی علاقہ جو کبھی جنت نظیر بنا ہوا تھا خودرو جنگلی درختوں سے بھر گیا اور اگر اس میں کھانے کے قابل کوئی چیز باقی رہ گئی تو وہ جھاڑی کے بیر تھے۔ قوم سبا یہ بھول گئی تھی کہ یہ نعمت ختم بھی ہو سکتی ہے۔ اس واقعہ میں تاریخی شہادت موجود ہے کہ اللہ کی سلطنت میں نیکی اور بدی کا انجام یکساں نہیں ہوتا۔

(۱۷) قوم سبا کی ناشکری کا بدلہ | قوم سبا کی ناشکری اور نافرمانی کا یہ بدلہ دنیا میں بھی سامنے آیا اور ایسا بدلہ ناشکرے انسانوں کو یہاں بھی مل جاتا ہے۔

ملکہ بلقیس کے بعد بھی اس قوم میں شرک باقی رہا ہوگا۔ خود ملکہ بلقیس کے زمانے میں یہ لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ نمل میں ارشاد ہوا ،

" وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ ۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى

وَجَعَلْنَا	بَيْنَهُمْ	وَبَيْنَ	الْقُرَى	الَّتِي	بٰرَكْنَا	فِيهَا	قُرًى
اور ہم نے (آباد) کر دئے	ان کے درمیان	اور درمیان	بستیاں	وہ جنہیں	ہم نے برکت دی	اس میں	بستیاں

اور ہم نے آباد کر دیں ان کے درمیان اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان جنہیں ہم نے برکت دی ہے ایک دوسرے سے

ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

ظَاهِرَةً	وَّقَدَّرْنَا	فِيهَا + السَّيْرَ	سِيرُوا	فِيهَا	لَيَالِيَ	وَأَيَّامًا
ایک دوسرے سے متصل	اور ہم نے مقرر کر دیا	ان میں آمد و رفت	تم چلو (پھرو)	ان میں	راتوں	اور دنوں

متصل بستیاں۔ اور ہم نے ان میں آمد و رفت مقرر کر دی تم ان میں چلو پھرو، راتوں اور دنوں

اٰمِنِينَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا

اٰمِنِينَ	فَقَالُوا	رَبَّنَا	بٰعِدْ	بَيْنَ + أَسْفَارِنَا	وَظَلَمُوا
امن سے (بے خوف و خطر)	وہ کہنے لگے	اے ہمارے رب	دوری پیدا کر دے	ہمارے سفروں کے درمیان	اور انھوں نے ظلم کیا

بے خوف و خطر۔ وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفروں کے درمیان دوری پیدا کر دے اور انھوں نے اپنی جانوں

أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ

أَنْفُسَهُمْ	فَجَعَلْنٰهُمْ	أَحَادِيثَ	وَمَزَّقْنٰهُمْ	كُلَّ + مُمَزَّقٍ
اپنی جانوں پر	تو ہم نے بنا دیا انہیں	افسانے	اور ہم نے انہیں پراگندہ کر دیا	پوری طرح پراگندہ

پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں بنا دیا افسانے اور ہم نے انہیں پوری پوری طرح پراگندہ کر دیا۔

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ

إِنَّ	فِي + ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ + صَبَّارٍ	شَكُورٍ	وَلَقَدْ	صَدَّقَ
بیشک	اس میں	نشانیاں	ہر بڑے صبر کرنے والے	شکر گزار	اور البتہ	سچ کر دکھایا

بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور البتہ ابلیس نے

عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾

عَلَيْهِمْ	إِبْلِيسُ	ظَنَّهُ	فَاتَّبَعُوهُ	إِلَّا	فَرِيقًا	مِّنَ	الْمُؤْمِنِينَ
ان پر	ابلیس	اپنا گمان	پس انھوں نے اس کی پیروی کی	سوائے	ایک گروہ	سے۔ کا	مومن (جمع)

ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس مومنوں کے ایک گروہ کے سوا انھوں نے اس کی پیروی کی۔

(۱۸) وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ بَيْنَ سَبَا وَهُمْ
بِالْيَمَنِ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي
بٰرَكْنَا فِيهَا بِالْمَاءِ وَالشَّجَرِ
وَهِيَ قُرَى الشَّامِ الَّتِي يَسِيرُونَ
إِلَيْهَا لِلتِّجَارَةِ قُرًى ظَاهِرَةً
مُتَوَاصِلَةً مِنَ الْيَمَنِ إِلَى
الشَّامِ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ
بِحَيْثُ يَقِيلُونَ فِي وَاحِدَةٍ
وَيَبِيتُونَ فِي أُخْرَى إِلَى انْتِهَاءِ
سَفَرِهِمْ وَلَا يَحْتَاجُونَ فِيهِ إِلَى
حَمْلِ زَادٍ وَمَاءٍ وَقُلْنَا سِيرُوا
فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ○
لَا تَخَافُونَ فِي لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ

(۱۸) اور ہم نے بنائے یمن سے جو سبا کے رہنے کی جگہ تھی ملک شام تک کہ جہاں وہ تجارت کے لئے جاتے تھے بہت گاؤں ایک دوسرے سے قریب۔ حاصل یہ کہ یمن سے شام تک برابر آبادی اور بستیاں تھیں۔

اور ہم نے اندازہ کر دیا سفر کا یعنی یہ آسانی کہ ایک گاؤں میں دوپہر کو آرام کریں اور رات دوسرے گاؤں میں گزاریں برابر تمام سفر کو اس طرح طے کریں نہ توشہ ساتھ لینے کی حاجت نہ پانی لے چلنے کی ضرورت۔

اور ہم نے کہا سفر کرو ان بستیوں میں کو رات دن امن سے۔ نہ رات کو کوئی خوف نہ دن کو کچھ اندیشہ۔ سو انھوں نے اس نعمت کی ناشکری کی اور یہ کہا۔

(۱۹) فَقَالُوا رَبَّنَا بٰعِدْ وَفِي قِرَاءَةٍ
بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا إِلَى الشَّامِ
اِجْعَلْهَا مَفَاوِزَ لِيَتَطَاوَلُوا عَلَى
الْفُقَرَاءِ بِرُكُوبِ الرَّوَاحِلِ وَحَمْلِ
الزَّادِ وَالْمَاءِ فَبَطِرُوا النِّعْمَةَ
وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ بِالْكُفْرِ
فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ لِمَنْ
بَعْدَهُمْ فِي ذٰلِكَ وَمَزَّقْنٰهُمْ
كُلَّ مُمَزَّقٍ ط فَرَّقْنَاهُمْ بِالْبِلَادِ
كُلَّ التَّفْرِيقِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ
الْمَذْكُورِ لَآيٰتٍ عِبَرًا لِكُلِّ
صَبَّارٍ عَنِ الْمَعَاصِي شَكُورٍ ○
عَلَى النِّعَمِ

(۱۹) اے ہمارے رب دوری کر ہمارے سفروں میں یعنی ملک شام تک برابر جنگل اور میدان کر دے یہ بستیاں جو پاس پاس ہیں نہ رہیں تاکہ ہم فقیروں پر فخر اور تکبر کریں کہ ہمارے پاس سواریاں اور توشہ اور پانی ہوگا اور فقیر پیادہ یا تنگدست تکلیف اٹھاویں گے۔

اور ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کفر اور ناشکری کر کے پس کر دیا ہم نے ان کو قصہ اور کہانیاں پچھلوں کے واسطے۔

اور متفرق اور پریشان کر دیا ہم نے ان کو شہروں میں نہایت درجہ۔

بے شک اس میں جو ذکر کیا گیا بڑی نشانیاں اور عبرتیں ہیں ہر ایک اس آدمی کے لئے جو گناہوں سے بچنے والا نعمتوں پر شکر کرنے والا ہے۔

(۲۰) وَلَقَدْ صَدَّقَ بِالتَّخْفِيفِ
وَالتَّشْدِيدِ عَلَيْهِمْ أَيِ الْكُفَّارِ
مِنْهُمْ سَبَا إِبْلِيسُ ظَنَّهُ
أَنَّهُمْ بِإِغْوَائِهِ يَتَّبِعُونَهُ
فَاتَّبَعُوهُ فَصَدَقَ بِالتَّخْفِيفِ

(۲۰) اور بے شبہ شیطان نے کافروں پر جن میں سے اہل سبا بھی ہیں اپنا گمان سچ کر دکھلایا۔ گمان شیطان کا ان میں یہ تھا کہ یہ لوگ میرے بہکانے سے بہک جاویں گے۔ اور میری پیروی کریں گے چنانچہ انھوں نے اس کی پیروی کی لیکن

فِیۡ ظَنَّہٗ اَیۡ صَدَّقَ بِالتَّشۡدِیۡدِ ظَنَّہٗ اَیۡ وَجَدَہٗ صَادِقًا اِلَّا بِمَعۡنٰی لٰکِنۡ فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ لِلۡبَیَانِ اَیۡ ھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَمۡ یَتَّبِعُوۡہٗ

ایمان والوں کی جماعت نے اس کی پیروی نہ کی وہ اس کے جال سے بچے رہے۔

تشریح

(۱۸) قوم سبا کی خوش حالی | قوم سبا کی خوش حالی کی وجہ ان کی تجارت تھی۔ یمن ایک طرف ہندوستان کے ساحلوں کے مقابلے پر ہے دوسری طرف افریقہ کے ساحل بھی یمن کے سامنے ہیں۔ سونا، قیمتی پتھر، مصالحے، خوشبوئیں، ہاتھی دانت یہ سب چیزیں حبش اور ہندوستان سے یمن آکر اترتی تھیں اور وہاں سے سبا کے لوگ ان چیزوں کو اونٹوں پر لاد کر بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز سے گزر کر شام اور مصر لاتے تھے۔ قرآن مجید نے اس راستے کو امام مبین (کھلے راستے) کا نام دیا ہے اور اسی سفر کا تذکرہ "رحلۃ الشتاء والصیف" کے عنوان سے ہے، جس کو قریش نے جاری کیا تھا۔ ان تجارتی قافلوں کے آنے جانے کی وجہ سے یمن سے لے کر شام تک آبادیوں کا ایک سلسلہ قائم تھا جہاں بے خوف و خطر سفر ہو سکتا تھا۔ برکت والی بستیوں سے مراد شام کی بستیاں ہیں یعنی یمن سے لے کر شام تک پورا راستہ مامون و محفوظ تھا اور سڑک کے کنارے کنارے آبادیوں کا سلسلہ ایسے انداز میں چلا گیا تھا کہ مسافر کو ہر منزل پر کھانے پینے کا سامان ملتا تھا اور آرام کی جگہ میسر آتی تھی۔ آبادیوں کے قریب قریب ہونے اور جلد جلد نظر آنے کی وجہ سے مسافر کا دل لگتا تھا، سفر کیا تھا ایک طرح کی سیر و تفریح تھی۔ یہ تھی وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو عطا کی تھی مگر اس نعمت پر شکر گزاری کے بجائے انہوں نے ناشکری کا رویہ اختیار کیا۔

(۱۹) قوم سبا کا زوال | اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو سفر کی یہ سہولتیں اور خوش حالی نصیب فرمائی تھی مگر انھوں نے اللہ کی ان نعمتوں کی قدر نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا وہ شان دار تمدن جس پر ان کو ناز تھا وہ شان و شکوہ جس پر وہ فخر کرتے تھے ملک کی وہ خوش حالی اور شادابی جس پر وہ اتراتے تھے وہ سب خاک میں مل گئی۔ اسباب اس کے کچھ بھی ہوئے ہوں تاریخ بتلاتی ہے کہ یونانیوں اور رومیوں نے مصر اور شام پر قبضہ کر کے ہندوستان اور افریقہ کی تجارت کو خشکی کے راستے کے بجائے سمندر کے راستے کی طرف منتقل کر دیا اور ہند و افریقہ کا وہ مال جو بری راستے سے شام پہنچتا تھا کشتیوں کے ذریعے بحر احمر کے راستے سے مصر اور شام جانے لگا۔ اس طرح سبا کی نوآبادیاں تباہ ہو گئیں، یہ قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی۔ آج صرف اس قوم کی کہانیاں کتابوں میں پڑھی جاتی ہیں اور افسانہ بن کر رہ گئی ہیں۔

اللہ کے شکر گزار بندوں کے لئے جو اللہ کی طرف سے نعمتیں پاکر آپے سے باہر نہ ہو جائیں اور پروردگار کو بھول نہ جائیں ان کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے۔

(۲۰) قوم سبا کی اکثریت شیطان کی پیروی کرنے لگی | قوم سبا کے زوال کا اصل سبب یہ تھا کہ ان کے اکثر لوگ شیطان کے پیروکار بن گئے تھے جب ان کی نعمت کا زوال شروع ہوا تو مختلف قبیلے اپنا وطن چھوڑ کر ادھر ادھر جا بسے ان میں تھوڑا سا ایک عنصر تھا جو خدائے واحد کا پرستار تھا یہ لوگ صدیوں تک یمن میں موجود رہے تاریخ کے مختلف کتبات سے ان کی یمن میں موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ

وَمَا كَانَ	لَهٗ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ + سُلْطٰنٍ	اِلَّا	لِنَعْلَمَ
اور نہ تھا	اسے (ابلیس کو)	ان پر	کوئی غلبہ	مگر	تاکہ ہم معلوم کریں

اور ابلیس کو ان پر کوئی غلبہ نہ تھا مگر (ہم چاہتے تھے) کہ جو آخرت پر

مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَ

مَنْ + يُّؤْمِنُ	بِالْاٰخِرَةِ	مِمَّنْ	هُوَ	مِنْهَا	فِيْ شَكٍّ	وَ
جو ایمان رکھتا ہے	آخرت پر	اس سے جو	وہ	اس سے	شک میں	اور

ایمان رکھتا ہے اس سے (جدا کرکے) معلوم کرلیں جو اس کے بارے میں شک میں ہے اور

رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ۲ع ۸

رَبُّكَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	حَفِيْظٌ	قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ
تیرا رب	پر	ہر	شے	نگہبان	فرمادیں	پکارو	ان کو جنھیں

تیرا رب ہر شے پر نگہبان ہے آپ فرمادیں انہیں پکارو جنہیں تم

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

زَعَمْتُمْ	مِّنْ + دُوْنِ + اللّٰهِ	لَا يَمْلِكُوْنَ	مِثْقَالَ
گمان کرتے ہو	اللہ کے سوا	وہ مالک نہیں ہیں	برابر

اللہ کے سوا (معبود) گمان کرتے ہو، وہ (تو) ایک ذرّہ کے برابر بھی

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ

ذَرَّةٍ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَلَا	فِي	الْاَرْضِ	وَمَا	لَهُمْ
ایک ذرہ	میں	آسمان (جمع)	اور نہ	میں	زمین	اور نہیں	ان کا

مالک نہیں (اختیار نہیں رکھتے) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ (آسمان وزمین میں)

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

فِيْهِمَا + مِنْ شِرْكٍ	وَّمَا + لَهٗ	مِنْهُمْ	مِّنْ + ظَهِيْرٍ
ان (آسمان وزمین) میں کوئی ساجھا	اور نہیں اس (اللہ) کا	ان میں سے	کوئی مددگار

ان کا کوئی ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی (اللہ کا) مددگار ہے۔

(۲۱) وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍ تَسْلِيْطٌ مِنَّا اِلَّا لِنَعْلَمَ
عِلْمَ ظُهُوْرٍ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا
فِيْ شَكٍّ فَنُجَازِيْ كُلًّا
مِنْهُمَا وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
حَفِيْظٌ ○ رَقِيْبٌ

(۲۱) اور ہم نے شیطان کو ان پر اس لئے تسلط اور غلبہ دیا تاکہ ہم ظاہر کر دیں اس شخص کو جو ان میں سے آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتا بلکہ تردد اور شک میں ہے آخرت کے ہونے سے پھر ہر ایک کو موافق اس کے عمل کے مکافات کریں اور تیرا رب ہر ایک چیز پر نگہبان ہے۔

(۲۲) قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارِ
مَكَّةَ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
اَيْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرَهٗ
لِيَنْفَعُوْكُمْ بِزَعْمِكُمْ قَالَ تَعَ
فِيْهِمْ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
وَزْنَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ
وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ شِرْكَةٍ
وَمَا لَهٗ تَعَالٰى مِنْهُمْ مِنَ الْاٰلِهَةِ مِّنْ
ظَهِيْرٍ ○ مُعِيْنٍ

(۲۲) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ الخ اے محمدؐ کفار مکہ سے کہدے کہ پکارو ان کو جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اور تمہارا گمان ہے کہ وہ تمہاری سفارش کریں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ان کو ذرہ برابر بھلائی برائی کا اختیار نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کو کچھ شرکت ہے آسمان و زمین میں اور نہ اللہ تعالیٰ کا ان معبودوں میں سے کوئی معین و مددگار ہے

تشریح

(۲۱) شیطان بہکا سکتا ہے زبردستی نہیں کر سکتا | شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ زبردستی کسی کا ہاتھ پکڑ کر نافرمانی کے راستے پر لگالے۔ ہاں وہ بہکا سکتا ہے لیکن ان ہی لوگوں کو جو اس کے پیچھے لگنا چاہیں لیکن جو لوگ آخرت کو ماننے والے ہیں اور جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور وہاں اپنے اعمال کا اللہ کے سامنے حساب دینا ہے وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں نہ آسکیں گے۔ شیطان کو بہکانے کی طاقت دی ہے اس کا زور انہیں پر چلتا ہے جن کو آخرت کے بارے میں شک ہو اور وہ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہوں ورنہ جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ کبھی آخرت کی دائمی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قربان کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے اللہ نے جس کو جتنی آزادی دے رکھی ہے وہ حکمت اور مصلحت کی بنا پر ہے۔

(۲۲) فرضی معبودوں کو کوئی اختیار نہیں | اللہ تبارک وتعالےٰ انسانوں اور قوموں کی قسمتوں کے مالک ہیں جس کو چاہیں عزت دیں جس کو چاہیں ذلت دیں۔ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کو اللہ نے بلند رتبہ عطا فرمایا۔ قوم سبا جس نے اللہ کی ناشکری کی وہ کس طرح بلندی سے پستی میں آگئی۔ لیکن یہ فرضی معبود جن کو مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ زمین و آسمان میں کسی چیز کے ذرہ برابر مالک نہیں ہیں نہ کسی چیز میں ان کی شرکت ہے نہ ان کا کوئی اختیار ہے نہ وہ کسی کی قسمت بنا سکتے ہیں نہ بگاڑ سکتے ہیں ان فرضی معبودوں میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔ آڑے وقت میں ان کو پکارو تو وہ کسی کام نہیں آسکتے۔ اللہ کے سوا دوسری چیزوں پر خدائی کا گمان کرنا خود کو دھوکا دینا ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا

وَلَا تَنْفَعُ	الشَّفَاعَةُ	عِنْدَهٗٓ	اِلَّا	لِمَنْ + اَذِنَ	لَهٗ	حَتّٰٓى اِذَا
اور نفع نہیں دیتی	شفاعت	اس کے پاس	سوائے	جسے اجازت دے دے	اس کو	یہاں تک جب

اور شفاعت (سفارش) نفع نہیں دیتی اس کے پاس سوائے اس کے جسے وہ اجازت دے دے، یہاں تک کہ

فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ

فُزِّعَ	عَنْ	قُلُوْبِهِمْ	قَالُوْا	مَاذَا	قَالَ	رَبُّكُمْ
دور کر دی جاتی ہے	سے	ان کے دلوں	کہتے ہیں	کیا	کہا	تمہارے رب نے

جب ان کے دلوں سے (گھبراہٹ) دور کر دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کیا کہا ہے تمہارے رب نے

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ

قَالُوا	الْحَقَّ	وَهُوَ	الْعَلِيُّ	الْكَبِيْرُ	قُلْ	مَنْ
وہ کہتے ہیں	حق	اور وہ	بلند مرتبہ	بزرگ قدر	فرما دیں	کون

وہ (فرشتے) کہتے ہیں حق (فرمایا ہے) اور وہ بلند مرتبہ بزرگ قدر ہے۔ آپ فرما دیں کون تمہیں

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ

يَرْزُقُكُمْ	مِّنَ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	قُلِ	اللّٰهُ	وَاِنَّآ
تمہیں رزق دیتا ہے	سے	آسمانوں	اور	زمین	فرما دیں	اللہ	اور بیشک ہم

روزی دیتا ہے آسمانوں سے اور زمین سے، فرما دیں، اللہ بیشک ہم یا تم ہی

اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾

اَوْ	اِيَّاكُمْ	لَعَلٰى + هُدًى	اَوْ	فِيْ	ضَلٰلٍ	مُّبِيْنٍ
یا	تم ہی	البتہ ہدایت پر	یا	میں	گمراہی	کھلی

(دونوں میں سے ایک) البتہ ہدایت ہے یا کھلی گمراہی میں ہے۔

۲۳ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ
تَعَالٰى رَدًّا لِقَوْلِهِمْ اَنَّ اٰلِهَتَهُمْ
تَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ
بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَضَمِّهَا لَهٗ ۚ فِيْهَا
حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ

۲۳ اور نہ نفع دیگی سفارش کسی کی اللہ کے پاس مگر اس کی کہ جس کو اللہ نے اذن دیا (یہ جواب ہے کافروں کے قول کا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے معبود ہماری سفارش کریں گے اللہ کے نزدیک)

یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہوگی یعنی جن کو

وَالْمَفْعُوْلُ عَنْ قُلُوْبِهِمْ كُشِفَ عَنْهَا
الْفَزَعُ بِالْاِذْنِ فِيْهَا قَالُوْا قَالَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِسْتِبْشَارًا مَاذَا
قَالَ رَبُّكُمْ فِيْهَا قَالُوْا
الْقَوْلَ الْحَقَّ ج اَیْ قَدْ
اَذِنَ فِيْهَا وَهُوَ الْعَلِيُّ فَوْقَ خَلْقِهٖ
بِالْقَهْرِ الْكَبِيْرُ ○ الْعَظِيْمُ
(۲۴) قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ
مِّنَ السَّمٰوٰتِ اَلْمَطَرِ
وَالْاَرْضِ النَّبَاتِ قُلِ
اللّٰهُ لا اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا
جَوَابَ غَيْرُهٗ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ
اَیْ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ لَعَلٰى
هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
بَيِّنٍ فِي الْاِبْهَامِ
تَلَطُّفٌ بِهِمْ دَاعٍ اِلَى الْاِيْمَانِ
اِذَا وَفَّقُوْا لَهٗ

سفارش کی اجازت ہوگی جس وقت ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہوگی اس طرح کہ ان کو سفارش کرنے کی اجازت ملے گی اس وقت ایک دوسرے سے کہیگا از راہِ خوشی کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا سفارش کے بارہ میں وہ جواب دیں گے اس نے حق فرمایا یعنی سفارش کی اجازت دے دی اور وہ بلند ہے اپنی مخلوق پر بڑا ہے سب سے۔

(۲۴) کہہ دے کہ کون تم کو آسمان سے بارش دیتا ہے اور زمین سے سبزہ، اگر وہ کچھ اس کا جواب نہ دیں تو کہہ دے کہ اللہ ہی یہ تمام چیزیں دیتا ہے' اس کے سوا اور کچھ جواب اس کا نہیں اور بے شک ہم دونوں میں سے ایک جماعت ہدایت پر ہے اور ایک ظاہر گمراہی میں۔
(ہدایت والے گروہ اور گمراہ فرقہ کو مبہم رکھنے میں ایک خوبی ہے جو ان کافروں کو ایمان لانے کی طرف رہبر ہے اگر وہ سمجھیں۔)

تشریح

(۲۳) اللہ کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش بھی نہیں کر سکے گا | یہ فرضی معبود تو کیا کسی کے کام آئیں گے ان کی نہ تو کسی کام میں شرکت ہے نہ کوئی اختیار ہے۔ اللہ کی بارگاہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکے گا۔ اللہ جس کو سفارش کی اجازت دیں گے اور جس کے حق میں اجازت دیں گے وہی عرض و معروض کر سکے گا اس کی بارگاہ کا عالم تو یہ ہے کہ مقرب فرشتے بھی اس کی ہیبت و عظمت سے تھرتھر کانپتے ہیں۔ جب اوپر سے اللہ کا کوئی پیغام آئے گا اور گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ ہماری معروضات کا اللہ نے کیا جواب دیا۔ اوپر والے فرشتے نیچے والے فرشتوں کو درجہ بدرجہ بتلائیں گے کہ وہی جواب دیا ہے جو اللہ کی حکمت کے مطابق ہے۔ تو جس کی عظمت کی یہ کیفیت ہو کہ حکم دے تو مقربین کا ہیبت و جلال کی وجہ سے یہ حال ہو جائے وہاں کس کی ہمت ہے کہ بغیر اجازت کے از خود سفارش کے لئے کھڑا ہو سکے۔

(۲۴) راہِ راست پر کون ہے | اے پیغمبر ان شرک کرنے والوں سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ وہ کون ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین سے تمہارے کھانے کا سامان نکالتا ہے۔؟ کہنا پڑے گا کہ وہ اللہ ہی ہے۔ جب رزق دینے والا اللہ ہے تو پھر یہ فرضی معبود کس مرض کی دوا ہیں۔ رزق تو دے اللہ اور عبادت کی جائے ان کی۔ کھانا کسی کا بجانا کسی کا قاعدے کی بات یہ ہے کہ جس کا کھا اس کا بجانا۔ رزق دینے والے اللہ ہیں تو شکر گزاری اور عبادت گزاری اللہ ہی کی ہونی چاہیئے۔ ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں جو ہمیں رزق دیتا ہے۔ اب یا تو ہم غلط ہیں یا تم غلط ہو۔ بتاؤ راہِ راست پر کون ہے؟

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ

قُلْ	لَّا تُسْـَٔلُوْنَ	عَمَّآ	اَجْرَمْنَا	وَلَا نُسْـَٔلُ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ	قُلْ
فرمادیں	تم سے نہ پوچھا جائے گا	اس کی بابت	جو ہم نے گناہ کیا	اور نہ ہم سے پوچھا جائے گا	اس کی بابت	جو تم کرتے ہو	فرمادیں

آپ فرمادیں (اگر ہم مجرم ہیں تو) تم سے اس گناہ کی بابت نہ پوچھا جائے گا جو ہم نے کیا، نہ ہم سے اس کی بابت پوچھا جائے گا جو تم کرتے ہو۔ فرمادیں ہم

يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾

يَجْمَعُ	بَيْنَنَا	رَبُّنَا	ثُمَّ	يَفْتَحُ	بَيْنَنَا	بِالْحَقِّ	وَهُوَ	الْفَتَّاحُ	الْعَلِيْمُ
وہ جمع کریگا	ہم سب کو	ہمارا رب	پھر	فیصلہ کرے گا	ہمارے درمیان	ٹھیک ٹھیک	اور وہ	فیصلہ کرنے والا	جاننے والا

سب کو جمع کرے گا ہمارا رب پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا اور وہ فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔

۲۵ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا
اَذْنَبْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○
لِاَنَّا بَرِيْئُوْنَ مِنْكُمْ
۲۶ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَفْتَحُ
يَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ
فَيُدْخِلُ الْمُحِقِّيْنَ
الْجَنَّةَ وَالْمُبْطِلِيْنَ
النَّارَ وَهُوَ الْفَتَّاحُ
الْحَاكِمُ الْعَلِيْمُ ○
بِمَا يَحْكُمُ بِهٖ

۲۵ اے محمدؐ کہہ دے کہ تم سے سوال نہ کیا جاوے گا ہمارے گناہوں کا اور نہ ہم سے تمہارے عملوں کی باز پرس ہوگی کہ ہم تم سے بری ہیں کوئی تعلق ہم میں اور تم میں نہیں۔

۲۶ کہہ دے کہ ہم تم سب کو ہمارا رب قیامت میں جمع کرے گا پھر ہم میں اور تم میں سچا فیصلہ کرے گا کہ اہل حق کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اہل باطل کو دوزخ میں ڈالے گا۔

اور وہی ہے فیصلہ فرمانے والا جاننے والا اپنے حکم کو۔

تشریح

۲۵ اپنے عمل کا ہر شخص ذمے دار ہے | دوسری بات یہ ہے کہ گمراہی اور ہدایت یہ ہر ایک کا اپنا معاملہ ہے اگر کوئی گمراہ ہوگا تو اس کا نتیجہ اسی کو بھگتنا ہوگا اگر کوئی ہدایت پر چلے گا تو ہدایت کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اپنے عمل کے ہم ذمہ دار ہوں گے اور تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو گے۔ ہم سے ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس لئے کوئی عقیدہ اختیار کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ کہیں غلط راستے پر تو نہیں جا رہے ہیں۔

۲۶ ہم سب کو ایک ہی رب کے سامنے پیش ہونا ہے | تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اور تمہیں دونوں کو ایک ہی رب کے سامنے پیش ہونا ہے یعنی ہم دونوں کا مقدمہ ایک ہی حاکم کے یہاں جائے گا اور وہ حاکم ایسا ہے جس کو سب کچھ معلوم ہے کوئی بات اس سے چھپی نہیں ہے اور وہ جو فیصلہ کرے گا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک فیصلہ کرے گا جس سے حق اور باطل الگ ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر اور وہاں یہ بھی فیصلہ ہو جائے گا کہ ہم نے سچائی تمہارے سامنے رکھ دی تھی اور تم نے اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ غرض یہ کہ وہاں ہر بات بالکل سامنے آجائے گی۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ هُوَ

قُلْ	اَرُوْنِیَ	الَّذِیْنَ	اَلْحَقْتُمْ	بِهٖ	شُرَكَآءَ	كَلَّا	بَلْ	هُوَ
فرمادیں	مجھے دکھاؤ	وہ جنہیں	تم نے ساتھ ملایا ہے	اس کے ساتھ	شریک	ہرگز نہیں	بلکہ	وہ

آپ فرمادیں مجھے دکھاؤ جنہیں تم نے ساتھ ملایا ہے اس کے ساتھ شریک (ٹھہراکر) ہرگز نہیں بلکہ اللہ ہی

اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

اللّٰهُ	الْعَزِیْزُ	الْحَكِیْمُ	وَمَآ	اَرْسَلْنٰكَ	اِلَّا	كَآفَّةً + لِّلنَّاسِ
اللہ	غالب	حکمت والا	اور نہیں	آپ کو بھیجا ہم نے	مگر	تمام لوگوں (نوعِ انسانی) کے لئے

غالب حکمت والا ہے۔ اور ہم نے آپ کو بھیجا ہے تمام نوعِ انسانی کے لئے

بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ

بَشِیْرًا	وَّنَذِیْرًا	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ	وَ
خوشخبری دینے والا	اور ڈرسنانے والا	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے	اور

خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور وہ

یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾

یَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هٰذَا + الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ
وہ کہتے ہیں	کب	یہ وعدہ (قیامت)	اگر	تم ہو	سچے

کہتے ہیں یہ وعدہ قیامت کب (آئے گا) اگر تم سچے ہو۔

﴿۲۷﴾ قُلْ اَرُوْنِیَ اَعْلِمُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ فِی الْعِبَادَةِ كَلَّا رَدْعٌ لَّهُمْ عَنِ اعْتِقَادِ شَرِیْكٍ لَّهٗ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ الْحَكِیْمُ ○ فِیْ تَدْبِیْرِهٖ لِخَلْقِهٖ فَلَا یَكُوْنُ لَهٗ شَرِیْكٌ فِیْ مُلْكِهٖ

﴿۲۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً حَالٌ مِّنَ النَّاسِ قُدِّمَ لِلْاِهْتِمَامِ بِهٖ لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا مُّبَشِّرًا لِّلْمُؤْمِنِیْنَ بِالْجَنَّةِ وَّنَذِیْرًا مُّنْذِرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ بِالْعَذَابِ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اَیْ كُفَّارَ مَكَّةَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

﴿۲۷﴾ کہہ دے کہ مجھ کو بتلاؤ وہ کون ہیں کہ جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے عبادت میں۔ ہرگز اس کا کوئی شریک نہیں۔ بلکہ مستحق عبادت وہ اللہ ہے جو غالب ہے اپنے حکم میں حکمت والا ہے اپنے مخلوق کی تدبیر میں سو کوئی اس کی بادشاہت میں اس کا ساجھی نہیں۔

﴿۲۸﴾ اور اے محمد ہم نے تجھ کو تمام آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ ایمان والوں کو جنت کی خوش خبری سنادے اور کافروں کو عذاب سے ڈراوے۔
ولیکن کفار مکہ اس کو نہیں جانتے۔

(۲۹) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ بِالْعَذَابِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

ذٰلِكَ فِيْهِ

(۲۹) اور کہتے ہیں کہ وعدہ عذاب کا کب پورا ہوگا. اگر تم اس میں سچے ہو.

تشریح

(۲۷) ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ وہ کون سے زور آور ہیں جو خدا کی خدائی میں شریک ہیں | اے پیغمبر ان سے یہ کہو کہ اس آخری فیصلے سے پہلے جہاں حق و باطل الگ الگ ہو جائیں گے ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ وہ کون سی زور آور ہستیاں ہیں جن کو تم نے خدا کی خدائی میں شریک بنا رکھا ہے اور جو اللہ کی عدالت میں تمہارا حمایتی بن کر تمہیں اس کی گرفت سے بچا سکتے ہیں ہرگز نہیں کوئی نہیں ہے زبردست اور دانا تو وہ اللہ ہی ہے اس کے ساتھ نہ کوئی ساجھی ہے نہ شریک ہے سب اس کے سامنے مغلوب ہیں.

(۲۸) رسالت محمدی تمام عالم کے لئے ہے | دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کے ذریعے پیغام آتے رہے — وہ تمام انبیاء کسی خاص زمانے اور کسی خاص قوم کے لئے آیا کئے ان کا پیغام ایک خاص وقت کے لئے تھا ہمیشہ کے لئے ان کی حفاظت کا سامان نہ ہوا اور ان کی اصل برباد ہوگئی.

مگر جو پیغام محمد رسول اللہ کے ذریعے آیا وہ مکمل عالم گیر اور دائمی ہے پیغام محمدی خود اپنی تکمیل کا دعویٰ کرتا ہے.

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (سورۂ مائدہ - آیت نمبر ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی.

پیغام محمدی عالم گیر پیغام ہے — یہ خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے، گورے، عرب و عجم، ہندی و چینی سب کے لئے عام ہے جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے (الحمد للہ رب العالمین) اسی طرح اس کا آخری رسول تمام دنیا کا رسول ہے — (رحمۃ للعالمین) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ. (سورۂ انعام آیت ۹۰)

نہیں ہے مگر نصیحت تمام دنیا کے لئے — تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا، لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۂ فرقان آیت ۱-۲)

"برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب اتاری تاکہ وہ تمام دنیا کو ہشیار کرنے والا ہو. وہ خدا کہ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت بس اسی کی ہے." — جہاں تک خدا کی سلطنت ہے وہاں تک آپ کی پیغام بری کی وسعت ہے.

"قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ِۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (سورۂ اعراف آیت ۱۵۸)

کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف سے اللہ کا رسول ہوں آسمان اور زمین جس کی سلطنت ہے. جہاں تک اس پیغام کی آواز پہنچ سکے وہ سب اس کا دائرہ ہے.

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (سورہ انعام آیت ۱۹)

اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس سے تم کو اور جس تک یہ پہنچ سکے اس کو ہشیار کروں.

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. (سورہ سبا آیت نمبر ۲۸)

اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ہشیار کرنے والا بنا کر.

مگر ناسمجھ لوگوں کے دماغوں میں کہاں گنجائش ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھیں.

(۲۹) قیامت کی گھڑی کب آئے گی | آخرت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ تم کہتے ہو کہ ہمارا رب ایک دن سب کو جمع کرے گا اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا وہ وقت آخر کب آئے گا اگر تم واقعی سچے ہو تو وہ گھڑی آتی کیوں نہیں ہے؟.

قُلْ لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

قُلْ	لَّكُمْ	مِّيعَادُ	يَوْمٍ	لَّا تَسْتَأْخِرُونَ	عَنْهُ	سَاعَةً
فرمادیں	تمہارے لئے	وعدہ	ایک دن	تم نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو	اس سے	ایک گھڑی

آپ فرمادیں تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن (معین) ہے۔ اس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہو

وَّلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ ع ۹

وَّلَا	تَسْتَقْدِمُونَ	وَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لَنْ
اور نہ	تم آگے بڑھ سکتے ہو	اور کہتے ہیں	جن لوگوں نے	کفر کیا (کافر)	ہرگز ہم

اور نہ تم آگے بڑھ سکتے ہو، اور کافر کہتے ہیں ہم ہرگز اس

نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ط

نُّؤْمِنَ	بِهَٰذَا	الْقُرْآنِ	وَلَا	بِالَّذِي	بَيْنَ يَدَيْهِ
ایمان نہ لائیں گے	اس	قرآن پر	اور نہ	اس پر جو	اس سے پہلے

قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ ان (کتابوں) پر جو اس سے پہلے تھیں

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ صلے

وَلَوْ تَرَىٰ	إِذِ	الظَّالِمُونَ	مَوْقُوفُونَ	عِنْدَ + رَبِّهِمْ
اور کاش تم دیکھو	جب	ظالم (جمع)	کھڑے کئے جائیں گے	اپنے رب کے سامنے

اور کاش! تم دیکھو جب یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے

يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ۨالْقَوْلَ ج يَقُولُ الَّذِينَ

يَرْجِعُ	بَعْضُهُمْ	إِلَىٰ	بَعْضٍ	ۨالْقَوْلَ	يَقُولُ	الَّذِينَ
لوٹاتا (رد کرے گا)	ان میں سے ایک	طرف	دوسرے	بات	کہیں گے	جو لوگ

رد کرے گا ان میں سے ایک دوسرے کی بات ناتواں لوگ

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿۳۱﴾

اسْتُضْعِفُوا	لِلَّذِينَ	اسْتَكْبَرُوا	لَوْلَا أَنْتُمْ	لَكُنَّا	مُؤْمِنِينَ
کمزور کئے گئے	ان لوگوں کو جو	تکبر کرتے تھے (بڑے لوگ)	اگر نہ تم ہوتے	ضرور ہم ہوتے	ایمان لانے والے

بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔

(۳۰) قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

(۳۱) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ اَيْ تَقَدَّمَهُ كَالتَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اَلدَّالَّيْنِ عَلَى الْبَعْثِ لِاِنْكَارِهِمْ لَهُ قَالَ تَعَالٰى فِيْهِمْ وَلَوْ تَرٰٓى يَا مُحَمَّدُ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ الْكَافِرُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ نِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا الْاَتْبَاعُ لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا الرُّؤَسَاءِ لَوْلَآ اَنْتُمْ صَدَدْتُمُوْنَا عَنِ الْاِيْمَانِ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ بِالنَّبِيِّ

(۳۰) کہہ دے کہ تمہارے لئے ایک دن مقرر ہے نہ تم اس سے ایک لحظہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے۔

(۳۱) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ الخ اور مکہ کے کافروں نے کہا ہم اس قرآن پر اور اس سے پہلی کتابوں تورات اور انجیل پر جو قیامت کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں ایمان نہیں رکھتے (چونکہ وہ حشر و نشر کے منکر تھے اس لئے ان کتابوں کا بھی انکار کیا جو حشر و نشر کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بیان فرمایا اگر تو اے محمدؐ کافروں کو دیکھے جب کہ وہ اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جاویں گے کہ ایک دوسرے سے بات کرتا ہوگا، وہ لوگ جو ضعیف سمجھے گئے پیروی کرنے والے اپنے رئیسوں، متکبروں سے کہیں گے اے کاش اگر تم ہمیں ایمان سے نہ روکتے تو بے شبہ ہم بھی پیغمبر پر ایمان لانے والوں میں سے ہوتے۔

تشریح

(۳۰) قیامت اپنے وقت پر آئے گی | اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ قیامت اپنے مقررہ وقت پر آئے گی اور جب آئے گی تو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے گی۔ نہ گھڑی بھر کی دیر ہوگی اور نہ جلدی۔ بالکل ٹھیک اپنے وقت پر آئے گی۔ اللہ کے یہاں ہر چیز کا ایک مقرر وقت ہے۔ وہ اپنی مصلحت اور حکمت کے مطابق فیصلے کرتا ہے نہ کہ انسانوں کی خواہشات کے مطابق۔

(۳۱) اللہ کی ہدایت نہ ماننے کا انجام | اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں میں اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے اور ان پر اپنی کتابیں نازل فرماتا رہا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا ہے لیکن ہر دور میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جنھوں نے اللہ کی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا ہے اور اپنی من مانی کرتے رہے۔ ایسے بھی لوگ ہوئے ہیں جنھوں نے اپنی سرداری اور چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا اور نا سمجھ لوگ بلا سوچے سمجھے ان کے ساتھ لگ گئے۔ ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا اس کا نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے کہ جب قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے لوگ کھڑے ہوں گے تو یہ ظالم جنھوں نے اللہ کی ہدایت ماننے سے انکار کیا شرمندگی کے ساتھ گردن جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے کہ یہ لوگ دنیا میں ہمیں دبا کے رکھتے تھے اور اپنے پیچھے لگاتے تھے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آج ہم بھی مومن ہوتے اور ہمیں اس طرح نیچا نہ دیکھنا پڑتا۔ گویا سارا الزام ان چودھریوں اور بڑے بننے والے لوگوں پر رکھیں گے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ

قَالَ	الَّذِينَ + اسْتَكْبَرُوا	لِلَّذِينَ + اسْتُضْعِفُوا	أَنَحْنُ
کہیں گے	جو لوگ تکبر کرتے تھے (بڑے لوگ)	ان سے جو کمزور کئے گئے (ناتواں)	کیا ہم

اور بڑے لوگ ناتواں لوگوں سے کہیں گے، کیا ہم نے

صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ۝۳۲

صَدَدْنَاكُمْ	عَنِ	الْهُدَىٰ	بَعْدَ	إِذْ جَاءَكُم	بَلْ	كُنتُم	مُّجْرِمِينَ
ہم نے روکا تمہیں	سے	ہدایت	اس کے بعد	جب آگئی تمہارے پاس	بلکہ	تم تھے	مجرم (جمع)

تمہیں ہدایت سے روکا؟ جب کہ وہ تمہارے پاس آ گئی (نہیں) بلکہ تم (خود) مجرم تھے

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ

وَقَالَ	الَّذِينَ	اسْتُضْعِفُوا	لِلَّذِينَ + اسْتَكْبَرُوا	بَلْ	مَكْرُ	اللَّيْلِ
اور کہیں گے	وہ لوگ جو	کمزور کئے گئے (ناتواں)	ان لوگوں سے جو تکبر کرتے تھے (بڑے لوگ)	بلکہ	چال	رات

اور کہیں گے ناتواں بڑے لوگوں کو (نہیں) بلکہ (ہمیں روک رکھا تھا) (تمہاری)

وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ

وَالنَّهَارِ	إِذْ تَأْمُرُونَنَا	أَن نَّكْفُرَ	بِاللَّهِ	وَنَجْعَلَ	لَهُ	أَندَادًا
اور دن	جب تم حکم دیتے تھے ہمیں	کہ ہم انکار کریں	اللہ کا	اور ہم ٹھیرائیں	اس کے لئے	شریک (جمع)

دن رات کی چالوں نے، جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور ہم اس کے لئے شریک ٹھہرائیں اور

وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي

وَأَسَرُّوا	النَّدَامَةَ	لَمَّا + رَأَوُا	الْعَذَابَ	وَجَعَلْنَا	الْأَغْلَالَ	فِي
اور وہ چھپائیں گے	شرمندگی	جب وہ دیکھیں گے	عذاب	اور ہم ڈالیں گے	طوق	میں

جب وہ عذاب دیکھیں گے شرمندگی چھپائیں گے، اور ہم طوق ڈالیں گے

أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۳۳

أَعْنَاقِ	الَّذِينَ + كَفَرُوا	هَلْ + يُجْزَوْنَ	إِلَّا	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ
گردنوں	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	وہ سزا نہ دیئے جائیں گے	مگر	جو	وہ کرتے تھے

کافروں کی گردنوں میں۔ اور وہ (وہی) سزا پائیں گے جو وہ کرتے تھے۔

(۳۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ
صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ لَا بَلْ كُنْتُمْ
مُّجْرِمِيْنَ ○ فِىْ اَنْفُسِكُمْ

(۳۲) وہ سردار ان ضعیفوں سے کہیں گے کیا ہم نے تم کو ایمان سے روکا اور تم راہِ راست پر آتے تھے ہم نے تم کو اس طرف نہ آنے دیا۔ ہرگز یہ نہیں بلکہ تم اپنے جی سے ہی گمراہ اور قصوروار رہے۔

(۳۳) وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ
مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَىْ
مَكْرٌ فِيْهِمَا مِنْكُمْ
بِنَا اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ
بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا
شُرَكَاءَ وَاَسَرُّوا اَىِ الْفَرِيْقَانِ
النَّدَامَةَ عَلٰى تَرْكِ الْاِيْمَانِ
لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ اَىْ
اَخْفَاهَا كُلٌّ عَنْ رَفِيْقِهٖ مَخَافَةَ
التَّعْيِيْرِ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِىْٓ
اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَىْ فِى
النَّارِ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا الْجَزَاءَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فِى الدُّنْيَا

(۳۳) اور ضعیف لوگ اپنے بڑوں سے کہیں گے بلکہ یہ تمہارا رات دن ہمارے ساتھ مکر اور دھوکہ دہی تھی جب کہ تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے لئے شریک بناویں۔

اور وہ دونوں گروہ جب عذاب کو دیکھیں گے ہر ایک فریق ایمان نہ لانے کی شرمندگی کو دوسرے فریق سے چھپاوے گی بسبب خوف عار کے۔

اور کافروں کی گردنوں میں ہم آگ کے طوق ڈالیں گے جو کچھ سزا ان کو دی جائے گی ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو دنیا میں کرتے تھے۔

تشریح

(۳۲) چودہریوں کا جواب | چودھری اور بڑے بننے والے ان کے الزامات کا پلٹ کر جواب دیں گے کہ جب تمہارے پاس اللہ کی ہدایت آئی تھی تو کیا اس کے قبول کرنے سے ہم نے تمہیں زبردستی روکا تھا۔ ہمارے پاس کون سی ایسی طاقت تھی کہ ہم چند انسان تم کروڑوں آدمیوں کو اپنی پیروی پر مجبور کرتے۔ مجرم تو تم خود ہو ہمیں کیوں الزام دیتے ہو۔

(۳۳) چودہریوں کے پیچھے لگنے والوں کا جواب | چودہریوں کے پیچھے لگنے والے عام لوگ کہیں گے کہ بے شک تم نے زبردستی تو نہیں کی تھی لیکن رات دن تم مکاریاں کرتے تھے، فریب کاریاں کرتے تھے، جھوٹے پراپیگنڈے کرتے تھے، لوگوں کو پھانسنے کے لئے طرح طرح کے جتن کرتے تھے اور ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں۔ اس کے ساتھ کفر اور ناشکری کا رویہ اختیار کریں اور دوسروں کو ان کا ہمسر ٹھہرائیں۔ تم اپنی مکاریوں سے ہمیں بے وقوف بناتے تھے طرح طرح کی ترکیبوں سے پھانستے تھے اور ہم تمہارے جال میں پھنس گئے۔

اب یہ لوگ اپنے دل میں پچھتا رہے ہوں گے مگر ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے۔ کیا ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی اور بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جیسے اعمال ان کے ہوں ویسی ہی جزا پائیں۔ قصوروار وہ بھی تھے جنھوں نے پھنسایا خطاوار وہ بھی ہیں جو ان کے جال میں پھنسے۔ کیا ہم آگاہ نہیں کرتے رہے ہیں۔؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ

وَمَآ اَرْسَلْنَا	فِيْ قَرْيَةٍ	مِّنْ نَّذِيْرٍ	اِلَّا	قَالَ	مُتْرَفُوْهَآ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی ڈرانے والا	مگر	کہا	اس کے خوشحال لوگ

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی ڈرانے مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ

اِنَّا	بِمَآ ـ اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ	كٰفِرُوْنَ	وَقَالُوْا	نَحْنُ	اَكْثَرُ
بیشک ہم	تم جو دے کر بھیجے گئے ہو	اس کے	منکر ہیں	اور انھوں نے کہا	ہم	زیادہ

تم جو ہدایت دے کر بھیجے گئے ہو، ہم اس کے منکر ہیں اور انھوں نے کہا ہم مال

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾

اَمْوَالًا	وَ	اَوْلَادًا	وَّمَا	نَحْنُ	بِمُعَذَّبِيْنَ
مال میں	اور	اولاد میں	اور نہیں	ہم	عذاب دیے جانے والے۔

اور اولاد میں زیادہ (بڑھ کر) ہیں اور ہم عذاب دیے جانے والے نہیں۔ (ہمیں عذاب نہ ہوگا)

۳۴ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ (رؤساءها المتنعمون) اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

۳۵ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ (مِمَّنْ اٰمَنَ) وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

۳۴ اور ہم نے کسی گاؤں یا شہر میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر ساتھ ہی وہاں کے رئیسوں، دولتمندوں نے یہ کہا کہ اے پیغمبرو تم جو کچھ احکام بیان کرتے ہو ہم ان کو نہیں مانتے۔

۳۵ اور کہنے لگے ہم بہ نسبت ایمان لانے والوں کے مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر کوئی سختی اور عذاب نہ ہوگا۔

تشریح

۳۴ **ہم ہر مرکزی بستی میں آگاہ کرنے والا بھیجتے رہے ہیں اور کھاتے پیتے لوگ انکار کرتے رہے ہیں۔** ہر زمانے میں ہم اہم اور مرکزی بستیوں میں اپنے نبی اور رسول بھیجتے رہے ہیں کہ وہ جاکر لوگوں کو خبردار کریں مگر سب سے پہلے انبیاء کرام کی دعوت کی مخالفت کرنے والے اس بستی کے کھاتے پیتے لوگ ہوئے ہیں۔ دولت مند اور خوش حال طبقے نے ہمیشہ حق کی مخالفت کی ہے کیوں کہ اس سے ان کے مفادات پر زد پڑتی تھی۔

۳۵ **مال داروں کو مال و دولت پر غرور رہا ہے** مال دار ہمیشہ اس بات پر مغرور رہے ہیں کہ ہمارے پاس مال و دولت کی کثرت ہے ہم اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں جب ہی تو اس نے ہمیں اپنی نعمتیں دی ہیں اگر وہ ہم سے راضی نہ ہوتا تو یہ دولت اور عیش و آرام ہمیں کیسے ملتا۔ حالانکہ دنیا میں اللہ کی نوازشیں اللہ کی رضا کی دلیل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینے کے لئے کبھی خوش حالی عطا فرماتا ہے تاکہ دیکھے کہ بندہ اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں۔ دولت کی فراخی یا دنیا کی نعمتیں اللہ کی رضا کا معیار نہیں ہیں۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ

قُلْ	اِنَّ	رَبِّیْ	یَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ یَّشَآءُ
فرمادیں	بے شک	میرا رب	وسیع فرماتا ہے	رزق	جس کے لئے وہ چاہتا ہے

آپ فرمادیں بے شک میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرماتا ہے۔ اور

ع وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

وَیَقْدِرُ	وَ	لٰکِنَّ	اَکْثَرَ	النَّاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ
اور تنگ کردیتا ہے	اور	لیکن	اکثر	لوگ	نہیں جانتے

(جس کے لئے چاہے) تنگ کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ

وَمَآ	اَمْوَالُکُمْ	وَلَآ	اَوْلَادُکُمْ	بِالَّتِیْ	تُقَرِّبُکُمْ
اور نہیں	تمہارے مال	اور نہ	تمہاری اولاد	وہ جو کہ	تمہیں نزدیک کردے

اور نہیں تمہارے مال اور اولاد (ایسے) کہ تمہیں درجہ میں ہمارے نزدیک

عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

عِنْدَنَا	زُلْفٰٓی	اِلَّا	مَنْ	اٰمَنَ	وَ	عَمِلَ	صَالِحًا
ہمارے نزدیک	درجہ	مگر	جو	ایمان لایا	اور	اس نے عمل کئے	اچھے

کردیں، مگر جو ایمان لایا اور اس نے اچھے عمل کئے،

فَاُولٰٓئِکَ لَہُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا

فَاُولٰٓئِکَ	لَہُمْ	جَزَآءُ	الضِّعْفِ	بِمَا + عَمِلُوْا
یہی لوگ	ان کے لئے	جزاء	دوگنی	اس کے بدلے جو انھوں نے کیا

تو ان ہی لوگوں کے دوگنی جزاء ہے اس کے بدلے جو انھوں نے کیا

وَہُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

وَ ہُمْ	فِی الْغُرُفٰتِ	اٰمِنُوْنَ
اور وہ	بالا خانوں میں	اطمینان سے ہوں گے

اور وہ بالا خانوں میں اطمینان سے ہوں گے۔

(۳۶) قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوَسِّعُهُ لِمَنْ يَشَاءُ امْتِحَانًا وَيَقْدِرُ يُضَيِّقُهُ لِمَنْ يَشَاءُ ابْتِلَاءً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ أَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ لَا يَعْلَمُونَ ○ ذَٰلِكَ

(۳۶) اے محمدؐ کہہ دے بے شبہ میرا رب جس پر چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے یہ اس کا امتحان اور آزمائش ہے۔
ولیکن اکثر آدمی یعنی مکہ کے کافر اس کو نہیں جانتے۔

(۳۷) وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ أَيْ تَقْرِيبًا إِلَّا لَٰكِنْ مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا أَيْ جَزَاءُ الْعَمَلِ الْحَسَنَةِ مَثَلًا بِعَشْرٍ فَأَكْثَرَ وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ مِنَ الْجَنَّةِ آمِنُونَ ○ مِنَ الْمَوْتِ وَغَيْرِهِ وَفِي قِرَاءَةٍ الْغُرْفَةُ وَهِيَ بِمَعْنَى الْجَمْعِ

(۳۷) وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ الخ اور تمہارے مال اور اولاد تم کو ہمارے نزدیک مقبول اور مقرب نہیں بنا سکتے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے سو ان کو دس گنا عوض یا اس سے بھی زیادہ ان کی نیکیوں کا ملے گا۔

اور وہ جنت کے دریچوں میں موت وغیرہ سے بے خوف ہوں گے۔

تشریح

(۳۶) رزق کی تقسیم اللہ کی حکمت و مصلحت سے ہے | دنیا میں رزق کی فراوانی اور خوش حالی، مال و دولت اور اولاد کی کثرت یا رزق کی تنگی اور دنیا میں مختلف قسم کی مشکلات یہ سب اللہ کی حکمت اور مصلحت پر ہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں لیکن اللہ ان کو کشادگی دے دیتا ہے۔ کتنے ہی نیک اور شریف انسان ہیں جن کے اخلاق اور کردار کی خوبیوں کو لوگ مانتے ہیں مگر وہ تنگ دستی میں مبتلا ہیں۔ دراصل رزق کی تقسیم کا انتظام اس کا تعلق انسان کے کردار اور عمل سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت پر ہے کیونکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے اس لئے اللہ کی آزمائش کے مختلف طریقے ہیں کبھی خوش حالی میں آزماتا ہے اور کبھی تنگ دستی میں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

(۳۷) مال و اولاد ایمان و عمل صالح کے ساتھ تقرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں | مال و دولت بذاتِ خود اللہ کے تقرب کا ذریعہ نہیں ہیں اصل چیز جو انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہے اور اللہ کی رضا کا باعث بنتی ہے وہ ہے ایمان اور عمل صالح اگر ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مال و اولاد ہو تو وہ اللہ کے قرب کا ذریعہ بن سکتی ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے حلال اور پاکیزہ مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے، اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت سے مزین کرے نیک اور صالح اولاد دوہری جزا کا سبب بنتی ہے اس لئے کہ وہ اولاد جو بھی اچھے عمل کرے گی اس کے ہر عمل میں والدین کی تعلیم و تربیت کا اثر ہوگا اور وہ بھی اس کی جزاء میں شامل ہوں گے۔ ایسے لوگ ایسی لازوال نعمت کے مالک ہوں گے جس کے اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور یہ جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔ یہ ایسا صدقۂ جاریہ ہوگا جو ہمیشہ ان کے رتبے بلند کرے گا۔

وَالَّذِیۡنَ یَسۡعَوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ

وَالَّذِیۡنَ	یَسۡعَوۡنَ	فِیۡۤ + اٰیٰتِنَا	مُعٰجِزِیۡنَ	اُولٰٓئِکَ
اور جو لوگ	کوشش کرتے ہیں	ہماری آیتوں میں	عاجزی کرنے (ہرانے) والے	یہی لوگ

اور جو لوگ ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں، یہی لوگ

فِی الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ

فِی	الۡعَذَابِ	مُحۡضَرُوۡنَ	قُلۡ	اِنَّ	رَبِّیۡ	یَبۡسُطُ
میں	عذاب	حاضر کئے جائیں گے	فرمادیں	بیشک	میرارب	وسیع فرماتا ہے

عذاب میں حاضر کئے جائیں گے آپ فرمادیں میرارب اپنے بندوں میں سے جس کے

الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَیَقۡدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ

الرِّزۡقَ	لِمَنۡ یَّشَآءُ	مِنۡ عِبَادِهٖ	وَیَقۡدِرُ	لَهٗ	وَمَآ	اَنۡفَقۡتُمۡ
رزق	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور تنگ کردیتا ہے	اس کے لئے	اور جو	تم خرچ کروگے

لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرماتا ہے (اور جس کے لئے چاہے) تنگ کردیتا ہے۔ اور کوئی شے جو تم

مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۳۹﴾

مِّنۡ شَیۡءٍ	فَهُوَ	یُخۡلِفُهٗ	وَهُوَ	خَیۡرُ	الرّٰزِقِیۡنَ	
کوئی شے	تو وہ	اس کا عوض دیگا	اور وہ	بہترین	رزق دینے والا	

خرچ کروگے تو وہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

﴿۳۸﴾ وَالَّذِیۡنَ یَسۡعَوۡنَ فِیۡۤ
اٰیٰتِنَا اَلۡقُرۡاٰنِ بِالۡاِبۡطَالِ
مُعٰجِزِیۡنَ لَنَا مُقَدِّرِیۡنَ
عِجۡزَنَا وَاِنَّهُمۡ یَفُوۡتُوۡنَنَا
اُولٰٓئِکَ فِی الۡعَذَابِ
مُحۡضَرُوۡنَ ○

﴿۳۸﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں یعنی قرآن کے احکام کے باطل کرنے میں سعی کرتے ہیں ہم کو اپنے پکڑنے سے عاجز سمجھ کر، وہی ہیں کہ عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

﴿۳۹﴾ قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ
یُوَسِّعُهٗ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ

﴿۳۹﴾ اے محمد کہہ دے بے شبہ میرا رب روزی فراخ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے،

عِبَادِهٖ اِمْتِحَانًا وَيَقْدِرُ يُضَيِّقُهٗ لَهٗ بَعْدَ الْبَسْطِ اَوْ لِمَنْ يَّشَآءُ اِبْتِلَاءً

اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اول ہی سے یا فراخی کے بعد تنگی بھیجتا ہے یہ اس کا امتحان اور آزمائش ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فِي الْخَيْرِ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ فَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ يُقَالُ كُلُّ اِنْسَانٍ يَّرْزُقُ عَائِلَتَهٗ اَيْ مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

اور جو مال تم بھلائی میں صرف کرتے ہو پس اللہ اس کا عوض دیتا ہے اور اللہ سب روزی دینے والوں میں بہتر ہے (ہر ایک آدمی کو مجازاً اپنے کنبہ کو روزی دینے والا کہتے ہیں اس لئے یہ فرمایا کہ اللہ سب روزی دینے والوں میں بہتر ہے یعنی جنکو تم روزی دینے والا خیال کرتے ہو حقیقت میں اللہ روزی دینے والا اور سب سے بہتر اور بڑا رزاق ہے آدمی بھی اسی کے دئے ہوئے رزق سے اپنے کنبہ کو روزی دیتے ہیں۔

تشریح

(۳۸) اللہ کے دین کو کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا جو لوگ ہماری آیتوں کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اللہ کے دین سے لوگوں کو روک دیں گے تو وہ خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے دین کو کوئی نہیں روک سکتا۔ البتہ یہ لوگ جو دین کا مقابلہ کر رہے ہیں ایک دن آئے گا عذاب میں گرفتار ہو کر اللہ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ اور ان میں سے ایک بھی چھوٹ کے بھاگ نہیں سکے گا۔

(۳۹) رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کی مشیت پر ہے رزق کی کمی بیشی اس کا تعلق اللہ کی رضا سے نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں جو لوگ خوش حال ہیں ان کی خوش حالی اللہ کی رضا کی وجہ سے ہے، یا دنیا میں جو لوگ پریشان حال ہیں ان کی پریشانی اس لئے ہے کہ اللہ ان سے راضی نہیں ہے بلکہ رزق کی فراخی اور تنگی کا تعلق اللہ کی مشیت سے ہے وہ اپنی حکمت اور مصلحت سے جس کو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے، جس کو دیتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے مادی فائدے خیر و شر کا پیمانہ نہیں ہیں۔ اصل چیز وہ اخلاقی خوبیاں ہیں جو اللہ کی رضا کا باعث بنتی ہیں۔ اگر ان اخلاقی خوبیوں کے ساتھ دنیا کی فراوانی بھی ہو تو یہ اللہ کا فضل ہے جس پر شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور اگر ایک نافرمان اور باغی کو دنیاوی نعمتوں سے نوازا جا رہا ہے تو اسے سمجھنا چاہیئے کہ اُسے اللہ کی سخت باز پرس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور دراصل اس پر اللہ تعالے کا شکنجہ کس رہے ہیں۔ اس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ مال و دولت کے غرور میں اُس کو یہ نظر نہیں آ رہا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کر کے اس کے عذاب کو دعوت دے رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جن کو ایمان کی دولت کے ساتھ دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی ہے وہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں اس کی راہ میں دینے سے مال گھٹتا نہیں ہے بلکہ خیر و برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ اس کا بدلہ دنیا میں بھی مال کی صورت میں بھی اور قناعت اور دل کے غنا کی شکل میں عطا فرماتے ہیں کہ اس کا دل غنی رہتا ہے اور مال کی حرص پیدا نہیں ہوتی اور رہا آخرت کا اجر و ثواب تو اس کا حاصل ہونا بھی یقینی ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے یہ سوچنا چاہیئے کہ حقیقی رزاق اللہ تعالےٰ ہیں اور وہ سب سے بہتر عطا کرنے والے ہیں اس لئے ان کی راہ میں دینے سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

جس طرح دنیا میں مال و دولت کے اعتبار سے مختلف طرح کے لوگ ہیں کسی کے پاس زیادہ ہے، کسی کے پاس کم ہے اسی طرح آخرت کے رتبوں میں بھی مختلف درجے ہوں گے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	جَمِيعًا	ثُمَّ + يَقُولُ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	أَهٰٓؤُلَآءِ	إِيَّاكُمْ	كَانُوا
اور جس دن	وہ جمع کرے گا ان کو	سب	پھر فرمائے گا	فرشتوں کو	کیا یہ لوگ	تمہاری	تھے

اور جس دن وہ جمع کرے گا ان سب کو، پھر فرشتوں سے فرمائے گا، کیا یہ لوگ تمہاری ہی پرستش

يَعْبُدُونَ (٤٠) قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِمْ ۚ بَلْ

يَعْبُدُونَ	قَالُوا	سُبْحٰنَكَ	أَنتَ	وَلِيُّنَا	مِن دُونِهِمْ	بَلْ
تمہاری پرستش کرتے	وہ کہیں گے	تو پاک ہے	تو	ہمارا کارساز	ان کے سوا (نہ کہ وہ)	بلکہ

کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہمارا کارساز ہے، نہ کہ وہ، بلکہ وہ

كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ (٤١)

كَانُوا + يَعْبُدُونَ	الْجِنَّ	أَكْثَرُهُمْ	بِهِمْ	مُّؤْمِنُونَ
وہ پرستش کرتے تھے	جن (جمع)	ان میں سے اکثر	ان پر	اعتقاد رکھتے تھے

جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ

فَالْيَوْمَ	لَا يَمْلِكُ	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ	نَّفْعًا	وَلَا ضَرًّا	وَنَقُولُ
سو آج	اختیار نہیں رکھتا	تم میں سے بعض (ایک)	بعض (دوسرے کے لئے)	نفع کا	اور نہ نقصان کا	اور ہم کہیں گے

سو آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے نہ نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان کا، اور ہم ان لوگوں کو

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ (٤٢)

لِلَّذِينَ + ظَلَمُوا	ذُوقُوا	عَذَابَ النَّارِ	الَّتِي	كُنتُمْ	بِهَا	تُكَذِّبُونَ
ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا	تم چکھو	آگ (جہنم) کا عذاب	وہ جس	تم تھے	اس کو	جھٹلاتے۔

کہیں گے جنہوں نے ظلم (شرک) کیا تم جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

(٤٠) وَاذْكُرْ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ نَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ بتحقيق الهمزتين وإبدال الأولى ياء وإسقاطها كَانُوا يَعْبُدُونَ ○

(٤١) قَالُوا سُبْحٰنَكَ تنزيهًا لك عن الشريك أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِمْ أي لا

(٤٠) اور یاد کر اس دن کو کہ ہم سب مشرکوں کو اکٹھا کریں گے پھر فرشتوں سے کہیں گے کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

(٤١) وہ کہیں گے تو پاک ہے شریک سے۔ تو ہمارا ولی اور مالک ہے۔ ہم میں اور کافروں میں کوئی

مُوَالَاةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ مِنْ جِهَتِنَا بَلْ لِلْانْتِقَالِ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ الشَّيَاطِيْنَ أَيْ يُطِيْعُونَهُمْ فِيْ عِبَادَتِهِمْ إِيَّانَا أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ○ مُصَدِّقُوْنَ فِيْمَا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ. قَالَ تَعَالٰى

علاقہ محبت کا ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ وہ کافر درحقیقت جنوں کو پوجتے تھے (یعنی ان کی اطاعت کرتے تھے ہماری پرستش میں جیسا وہ کہتے تھے کہ غیر اللہ کی پرستش کرو ویسا ہی وہ کرتے تھے) اکثر کافر جو وہ کہتے تھے وہی کرتے تھے اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

(۴۲) فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ أَيْ بَعْضُ الْمَعْبُوْدِيْنَ لِبَعْضِ الْعَابِدِيْنَ نَفْعًا شَفَاعَةً وَّلَا ضَرًّا تَعْذِيْبًا وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا كَفَرُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○

(۴۲) پس آج تم میں سے ایک دوسرے کو نفع نقصان نہ پہنچا سکے گا یعنی معبودین اپنے عابدین کی سفارش نہ کر سکیں گے نہ عذاب دینے میں ان کو کچھ دخل ہے۔ اور ہم کہیں گے ان لوگوں سے جو کافر ہوئے کہ چکھو تم عذاب دوزخ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

تشریح

(۴۰) میدان حشر میں اللہ تعالٰے کا فرشتوں سے ایک سوال | غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں نے پرانے زمانے سے فرشتوں کو دیوی دیوتا کا درجہ دے رکھا ہے کوئی بارش کا دیوتا ہے کوئی علم کی دیوی بنا رکھی ہے، کوئی دولت کی دیوی ہے۔ میدان حشر میں اللہ تعالٰی فرشتوں سے سوال کریں گے کہ ان پجاریوں نے جو تمہیں دیوی دیوتا بنا رکھا تھا کیا یہ تمہاری مرضی سے تھا؟ اور کیا تم ان کی اس پوجا سے راضی تھے کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ تم ہماری پوجا کیا کرو؟ یہ بات فرشتوں سے بھی پوچھی جائے گی اور ان ہستیوں سے بھی جن کی دنیا میں عبادت اور پوجا پاٹھ کی گئی۔ جیسا کہ سورۂ فرقان میں ہے:۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ (آیت ۱۷)

(جس روز اللہ تعالٰے ان لوگوں کو اور ان ہستیوں کو جن کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں، جمع کرے گا پھر پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا خود راہِ راست سے بھٹک گئے تھے۔)

اسی طرح حضرت عیسٰی سے سوال ہوگا۔ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (مائدہ آیت ۱۱۶)

(کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو اللہ کے علاوہ؟)

(۴۱) فرشتوں کا جواب | فرشتے جواب دیں گے کہ آپ کی ذات اس سے پاک اور بالا ہے کہ کوئی آپ کی معبودیت میں شریک ہو ہمارا ان لوگوں سے کیا واسطہ، ہم ان کے اعمال سے بری الذمہ ہیں اور حضور کی رضا کے تابع ہیں یہ بدبخت ہماری نہیں بلکہ حقیقت میں ہمارا نام لیکر شیطان کی پرستش کرتے تھے کیونکہ شیطان ان کو جدھر کو چاہتا تھا ہانک دیتا تھا بظاہر چاہے یہ کسی کا نام لیتے ہوں مگر حقیقت میں یہ ہماری نہیں بلکہ شیطان کی بندگی کر رہے تھے اسی نے ان کو یہ راستہ دکھایا تھا۔ یہ بے چون وچرا شیطان کے کہنے پر چلتے تھے۔

(۴۲) اللہ تعالٰے کا ارشاد | میدان حشر میں فرشتوں کا یہ جواب سُن کر اللہ تعالٰے ارشاد فرمائیں گے کہ آج عبادت کرنے والوں اور معبودوں دونوں کا عجز ظاہر ہوگیا نہ کوئی کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے اوپر یہ ظلم کیا ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اس جہنم کا مزہ چکھو جس کے عذاب ــــ کو جھٹلاتے تھے۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا ھٰذَاۤ اِلَّا

وَاِذَا	تُتۡلٰی	عَلَیۡھِمۡ	اٰیٰتُنَا	بَیِّنٰتٍ	قَالُوۡا	مَا ھٰذَاۤ	اِلَّا
اور جب	پڑھی جاتی ہیں	ان پر	ہماری آیات	واضح	وہ کہتے ہیں	نہیں ہے یہ	مگر، صرف

اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری واضح آیات تو وہ کہتے ہیں یہ تو صرف (تم جیسا)

رَجُلٌ یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّصُدَّکُمۡ عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُکُمۡ

رَجُلٌ	یُّرِیۡدُ	اَنۡ	یَّصُدَّکُمۡ	عَمَّا	کَانَ + یَعۡبُدُ	اٰبَآؤُکُمۡ
ایک آدمی	وہ چاہتا ہے	کہ	روکے تمہیں	اس سے جس	پرستش کرتے تھے	تمہارے باپ دادا

آدمی ہے چاہتا ہے کہ تمہیں ان سے روکے جن کی پرستش تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔

وَقَالُوۡا مَا ھٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکٌ مُّفۡتَرًی ؕ وَقَالَ

وَقَالُوۡا	مَا ھٰذَاۤ	اِلَّاۤ	اِفۡکٌ	مُّفۡتَرًی	وَ	قَالَ
اور وہ کہتے ہیں	نہیں یہ	مگر	جھوٹ	گھڑا ہوا	اور	کہا

اور وہ کہتے ہیں یہ (قرآن) نہیں ہے مگر گھڑا ہوا جھوٹ اور کافروں نے

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَھُمۡ اِنۡ ھٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ

الَّذِیۡنَ + کَفَرُوۡا	لِلۡحَقِّ	لَمَّا + جَآءَھُمۡ	اِنۡ + ھٰذَا	اِلَّاۤ	سِحۡرٌ
جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	حق کے بارے میں	جب وہ آیا ان کے پاس	یہ نہیں	مگر	جادو

حق کے بارے میں کہا جب وہ ان کے پاس آیا کہ یہ نہیں مگر کھلا

مُّبِیۡنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَاۤ اٰتَیۡنٰھُمۡ مِّنۡ کُتُبٍ یَّدۡرُسُوۡنَھَا وَمَاۤ

مُّبِیۡنٌ	وَمَاۤ	اٰتَیۡنٰھُمۡ	مِّنۡ کُتُبٍ	یَّدۡرُسُوۡنَھَا	وَمَاۤ
کھلا	اور نہ	دیں ہم نے انہیں	کتابیں	کہ انہیں پڑھیں	اور نہ

جادو۔ اور ہم نے انھیں (مشرکین عرب کو) کتابیں نہیں دیں کہ وہ انھیں پڑھتے ہوں اور نہ

اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡھِمۡ قَبۡلَکَ مِنۡ نَّذِیۡرٍ ﴿۴۴﴾ ؕ

اَرۡسَلۡنَاۤ	اِلَیۡھِمۡ	قَبۡلَکَ	مِنۡ + نَّذِیۡرٍ
بھیجا ہم نے	ان کی طرف	آپ سے پہلے	کوئی ڈرانے والا

آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا۔

(۴۳) وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا
مِنَ القرآن اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ واضحات
بلسان نبینا محمد قَالُوْا
مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ
اَنْ یَّصُدَّکُمْ عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ
اٰبَآؤُکُمْ من الاصنام وَقَالُوْا
مَا هٰذَآ ای القرآن اِلَّآ
اِفْکٌ کذب مُّفْتَرًی علی اللہ
وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ
القرآن لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ مَا
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○
بین

(۴۳) اور جب ان پر ہماری آیتیں ظاہر پڑھی جاتی ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن کے احکام سناتے ہیں تو وہ کہتے ہیں،
نہیں ہے محمد مگر ایک آدمی وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو روکے بتوں کی عبادت سے جن کو تمہارے باپ دادے پوجتے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں جھوٹ اس کی طرف نسبت کر دیا گیا ہے۔

اور جب کافروں کے پاس قرآن آیا جو سچی کتاب ہے وہ کہنے لگے کہ یہ ظاہر جادو ہے۔

(۴۴) قال تعالیٰ وَمَآ
اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ کُتُبٍ
یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ
اِلَیْهِمْ قَبْلَکَ مِنْ
نَّذِیْرٍ ○ فَمِنْ اَیْنَ
کذبوک

(۴۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم نے ان کافروں کو ایسی کتابیں نہیں دیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور ان کے ایمان کے دعوے کی تصدیق ہو۔ اور اے محمدؐ تجھ سے پہلے ہم نے ان کے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہیں بھیجا پھر وہ کس طرح تیری تکذیب کرتے ہیں۔

تشریح

(۴۳) قرآن کو اور رسول کو جھٹلاتے ہیں | جب ان لوگوں کے سامنے قرآن کی صاف صاف آیتیں سنائی جاتی ہیں تو بجائے اس کے کہ قرآن کی صداقت کو تسلیم کریں اور رسول پر ایمان لائیں الٹا یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن کیا ہے؟ ایک جھوٹ گھڑ رکھا ہے اور ان انکار کرنے والوں کے سامنے جب حق آیا تو اس کو ماننے کے بجائے اور اس کی تاثیر سے متاثر ہونے کے بجائے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

(۴۴) کیا کسی پیغمبر نے دوسروں کی بندگی کی تعلیم دی ہے؟ | کیا کوئی ایسی کتاب اللہ کی طرف سے آئی ہے یا کوئی ایسا پیغمبر بھیجا گیا ہے جس نے یہ تعلیم دی ہو کہ اللہ کے سوا دوسروں کی بندگی کیا کریں۔ ان کے پاس نہ تو کوئی سند ہے نہ کسی پیغمبر کی تعلیم ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس نعمت کی قدر کرتے کہ ان ہی میں سے اللہ نے ایک پیغمبر بھیجا ہے جو حق وصداقت کی تعلیم دے رہا ہے اور اس پر ایسی کتاب اتاری ہے جو علم حقیقت کو لے کر آئی ہے اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے ان چیزوں کی قدر کرنے کے بجائے ان کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کو اپنے لئے مصیبت سمجھ رہے ہیں حالاں کہ یہ وہ تعلیم ہے جو دنیا اور آخرت کو سنوارنے والی ہے اور ان کو عزت کا مقام عطا کرنے والی ہے۔

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ

وَكَذَّبَ	الَّذِينَ	مِن قَبْلِهِمْ	وَمَا بَلَغُوا	مِعْشَارَ
اور جھٹلایا	انھوں نے جو	ان سے پہلے	اور وہ نہ پہنچے	دسواں حصہ

اور جو ان سے پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا اور یہ (مشرکین عرب) اس کے دسویں حصہ کو

ع ۹ ۱۱ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (۴۵)

مَا	آتَيْنَاهُمْ	فَكَذَّبُوا	رُسُلِي	فَكَيْفَ	كَانَ	نَكِيرِ
جو	ہم نے انھیں دیا	سو انھوں نے جھٹلایا	میرے رسولوں کو	تو کیسا	ہوا	میرا عذاب

(بھی) نہ پہنچے جو ہم نے انھیں دیا تھا سو انھوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَ

قُلْ	إِنَّمَا + أَعِظُكُم	بِوَاحِدَةٍ	أَن تَقُومُوا	لِلَّهِ	مَثْنَىٰ	وَ
فرمادیں	میں صرف نصیحت کرتا ہوں	ایک بات کی	کہ تم کھڑے ہو جاؤ	اللہ کے واسطے	دو دو	اور

فرمادیں میں تمہیں صرف نصیحت کرتا ہوں ایک بات کی کہ تم اللہ کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو، دو اور

فُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ إِنْ

فُرَادَىٰ	ثُمَّ	تَتَفَكَّرُوا	مَا بِصَاحِبِكُم	مِّن + جِنَّةٍ	إِنْ
اکیلے اکیلے	پھر	تم غور کرو	نہیں تمہارے اس ساتھی کو	کوئی جنون	نہیں

اکیلے اکیلے، پھر تم غور کرو کہ تمہارے اس ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ (۴۶)

هُوَ	إِلَّا	نَذِيرٌ	لَّكُم	بَيْنَ يَدَيْ	عَذَابٍ	شَدِيدٍ
وہ	مگر صرف	ڈرانے والے	تمہیں	آگے (آنے سے پہلے)	عذاب	سخت

صرف سخت عذاب آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والے ہیں۔

(۴۵) وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا أَيْ هٰؤُلَاءِ مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ مِنَ الْقُوَّةِ وَطُولِ الْعُمُرِ وَكَثْرَةِ

(۴۵) اور ان سے پہلے کافروں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا .... جو ایسے قوت و مال و عمر والے تھے کہ ان کافروں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا۔ سو ان کافروں نے

الْمَالِ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ قف اِلَيْهِمْ
فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ اِنْكَارِيْ
عَلَيْهِمْ بِالْعُقُوْبَةِ وَالْاِهْلَاكِ
اَيْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهٗ

اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ سو ان کو میں نے کیوں کر عذاب میں گرفتار اور ہلاک کیا اور ان پر کیسا انکار کیا یعنی جو کچھ معاملہ ان کے ساتھ ہوا وہ مناسب اور باموقعہ ہوا۔

(۴۶) قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ
هِيَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ اَيْ
لِاَجْلِهٖ مَثْنٰى اَيْ اِثْنَيْنِ
اِثْنَيْنِ وَفُرَادٰى اَيْ وَاحِدًا
وَاحِدًا ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا قف فَتَعْلَمُوْا
مَا بِصَاحِبِكُمْ مُحَمَّدٍ مِّنْ
جِنَّةٍ ط جُنُوْنٍ اِنْ مَا هُوَ
اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ
اَيْ قَبْلَ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○
فِي الْاٰخِرَةِ اِنْ عَصَيْتُمُوْهُ

(۴۶) قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ الخ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ میں تم کو صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اللہ کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا ایک ایک پھر غور و فکر کرو پس جان لوگے کہ تمہارے صاحب محمدؐ کو جنون نہیں وہ صرف تم کو ڈراتا ہے سخت عذاب کے آنے سے پہلے جو تم کو آخرت میں ہونے والا ہے اگر تم اس کی نافرمانی کروگے۔

تشریح

(۴۵) حق کے جھٹلانے والوں کا انجام دیکھیں | جن لوگوں کو ہم نے بڑی قوت و شوکت دی تھی اور بڑی خوش حالی عطا کی تھی جب انھوں نے ان سچائیوں کو ماننے سے انکار کیا جو انبیاء کرام لے کر آئے تھے اور باطل پر اپنے نظام زندگی کی بنیاد رکھی تو ان کا کیا انجام ہوا۔ وہ قومیں کس طرح تباہ ہوئیں ان کی قوت اور دولت ان کے کچھ کام نہ آسکی۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ یہ لوگ تو ان قوموں کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ جب ان کا یہ انجام ہوا تو خیال کریں کہ ان کا کیا ہوگا۔ ؟

(۴۶) خدارا بتاؤ تمہارے صاحب میں جنون کی کونسی بات نظر آتی ہے | تم میں سے ہر شخص نیک نیتی کے ساتھ ہر طرح کے تعصب سے پاک ہو کر الگ الگ بھی اور دو دو، چار چار آدمی سر جوڑ کر بھی سوچیں اور غور کریں کہ یہ صاحب جنھوں نے تمہارے درمیان نبوت کا دعویٰ کیا ہے کل تک کیا تھے ؟ کیا یہ تم میں سب سے دانا، دانش مند اور تمہارے خیر خواہ اور تمہارے ہمدرد نہیں تھے ؟ کل ہی کی تو بات ہے کہ تعمیر کعبہ کے موقعہ پر حجر اسود نصب کرنے کے معاملے میں جب تم ایک دوسرے سے جھگڑ پڑے تھے تلواریں میان سے نکل آئی تھیں اور خون میں ہاتھ ڈبو کر مرنے مارنے کی قسمیں کھائی گئی تھیں تو تم نے ان ہی کے فیصلے پر اعتماد کیا تھا اور انھوں نے ایسا بہترین فیصلہ کیا تھا جس سے سب مطمئن ہو گئے تھے ان کی فہم و دانش اور قوت فیصلہ پر سب واہ واہ کر اٹھے تھے۔ یہی تو ہیں جن کی صداقت اور امانت سب کے لئے قابلِ تسلیم تھی۔ وہ شخص جو تمہیں حکمت کی باتیں بتاتا ہے تمہاری دنیاوی اور اخروی بھلائی چاہتا ہے تمہیں آنے والے عذاب سے بچانا چاہتا ہے خوب اچھی طرح اپنے دلوں میں جھانک کر بتاؤ اس شخص میں دیوانگی کی کون سی بات نظر آتی ہے ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کی بات ماننے کے بجائے اس کی مخالفت پر آمادہ ہو۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ

قُلْ	مَا سَاَلْتُكُمْ	مِّنْ اَجْرٍ	فَهُوَ	لَكُمْ	اِنْ	اَجْرِيَ	اِلَّا	عَلَي اللّٰهِ	وَهُوَ	عَلٰي	كُلِّ
فرمادیں	جو میں نے مانگا ہو تم سے	کوئی اجر	تو وہ	تمہارا ہے	نہیں	میرا اجر	مگر تو	اللہ کے ذمے	اور وہ	پر کی	ہر

آپ فرمادیں میں نے تم سے جو مانگا ہو کوئی اجر تو وہ تمہارا ہے۔ میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ ہے۔ اور وہ ہر شئے کی

شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۴۷) قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۴۸)

شَيْءٍ	شَهِيْدٌ	قُلْ	اِنَّ	رَبِّيْ	يَقْذِفُ	بِالْحَقِّ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ
شے	اطلاع رکھنے والا ہے	فرمادیں	بیشک	میرا رب	ڈالتا (اوپر سے اتارتا) ہے	حق کو	سب غیبوں کا جاننے والا

اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ فرمادیں، بیشک میرا رب اوپر سے حق اتارتا ہے اور سب غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

(۴۷) قُلْ لَهُمْ مَا سَاَلْتُكُمْ عَلَى الْاِنْذَارِ وَالتَّبْلِيْغِ مِنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اَيْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ مَا ثَوَابِيْ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ مُطَّلِعٌ يَعْلَمُ صِدْقِيْ۔

(۴۷) ان سے کہہ دے کہ میں تم سے اس ڈرانے اور احکام الٰہی پہنچانے پر مزدوری نہیں مانگتا پس جو کچھ اس کی مزدوری ہے وہ تمہیں رکھو مجھ کو درکار نہیں میرا ثواب صرف اللہ پر ہے۔

اور وہ ہر چیز پر مطلع ہے میرے سچ کو جانتا ہے۔

(۴۸) قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ يُلْقِيْهِ اِلٰى اَنْبِيَائِهٖ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا غَابَ عَنْ خَلْقِهٖ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(۴۸) اے محمد کہہ دے بے شبہ میرا رب اپنے پیغمبروں پر سچی وحی بھیجتا ہے۔ وہ جاننے والا ہے ان امور کو جو آسمانوں اور زمینوں میں اس کی مخلوق سے پوشیدہ ہیں۔

تشریح

(۴۷) وہ بے غرض ہے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا | پھر یہ کہ یہ شخص تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں ہے تمہاری بھلائی کے سوا وہ کچھ اور نہیں چاہتا وہ بے غرض ہے اس کا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے جیسا کہ سورۂ فرقان میں ارشاد ہوا۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (الفرقان آیت ۵۷)

(اے نبی! ان سے کہو میں اس کام پر تم سے کوئی اجر اس کے سوا نہیں مانگتا کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔)

(۴۸) حق غالب ہو کر رہے گا | اے پیغمبر آپ یہ بات کہہ دیں کہ میرا رب باطل کے سر پر حق کو پھینک کر مار رہا ہے۔ حق غالب ہو کر رہے گا۔ اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔ دنیا میں دین حق کا ڈنکا بجے گا۔ میرا رب تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے اس نے ٹھیک وقت پر حق کو باطل پر غالب کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اللہ کا دین وحی کے ذریعہ نازل ہو رہا ہے گویا دین کی بارش ہو رہی ہے خوش نصیب ہے وہ جو اس موقع سے فائدہ اٹھائے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ

قُلْ	جَآءَ الْحَقُّ	وَمَا يُبْدِئُ	الْبَاطِلُ	وَمَا يُعِيْدُ	قُلْ	اِنْ
فرمادیں	حق آگیا	اور نہ پیدا کرے گا	باطل	اور نہ لوٹائے گا	فرمادیں	اگر

آپ فرمادیں حق آگیا اور نہ پیدا کرے گا باطل (کسی چیز کو) اور نہ لوٹائے گا۔ آپ فرمادیں اگر میں

ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا

ضَلَلْتُ	فَاِنَّمَآ	اَضِلُّ	عَلٰى نَفْسِىْ	وَاِنِ	اهْتَدَيْتُ	فَبِمَا
بہکا ہوں	تو اس کے سوا نہیں	میں بہکا ہوں	اپنی جان پر (اپنے نقصان کو)	اور اگر	میں ہدایت پر ہوں	تو اس کی بدولت

بہکا ہوں تو اس کے سوا نہیں کہ اپنے نقصان کو بہکا ہوں اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس کی بدولت ہوں

يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا

يُوْحِيْٓ	اِلَيَّ	رَبِّيْ	اِنَّهٗ	سَمِيْعٌ	قَرِيْبٌ	وَلَوْ تَرٰٓى	اِذْ	فَزِعُوْا
وہ وحی کرتا ہے	میری طرف	میرا رب	بیشک وہ	سننے والا	قریب	اے کاش تم دیکھو	جب	وہ گھبرائیں گے

کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے بے شک وہ سننے والا قریب ہے۔ اے کاش تم دیکھو جب وہ گھبرائیں گے

فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَ

فَلَا فَوْتَ	وَاُخِذُوْا	مِنْ	مَّكَانٍ قَرِيْبٍ	وَّقَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِهٖ	وَ
اور نہ بچ سکیں گے	اور پکڑ لئے جائیں گے	سے	قریب جگہ (پاس)	اور کہیں گے	ہم ایمان لائے	اس پر	اور

تو بھاگ کر تو نہ بچ سکیں گے اور پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے اور کہیں گے ہم اس (نبی) پر ایمان لائے اور

اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

اَنّٰى	لَهُمُ	التَّنَاوُشُ	مِنْ	مَّكَانٍ	بَعِيْدٍ	
کہاں	ان کے لئے	پکڑنا (ہاتھ آنا)	سے	جگہ	دور (دار الجزاء)	

کہاں ممکن ہے ان کے لئے دور جگہ (دار الجزاء) سے (ایمان کا) ہاتھ آنا۔

﴿۴۹﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ الاسلام وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ الكفر وَمَا يُعِيْدُ اى لم يبق له اثر

﴿۵۰﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ عن الحق فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ اى اثم ضلالى عليها وَاِنِ اهْتَدَيْتُ

﴿۴۹﴾ کہہ دے آیا اسلام جو سچا دین ہے اور کفر کا نام و نشان نہ رہا نہ اول مرتبہ وہ ظاہر ہو نہ دوبارہ۔

﴿۵۰﴾ کہہ دے اگر میں حق سے بہکا ہوا ہوں تو میری گمراہی کا گناہ میری جان پر ہے۔ اور اگر میں راہ پر ہوں تو یہ اس سبب سے

فَبِمَا يُوحِىٓ إِلَىَّ رَبِّىٓ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّهٗ سَمِيعٌ لِّلدُّعَاءِ قَرِيبٌ ۝

کہ میری طرف میرے رب نے قرآن اور حکمت کی باتیں وحی کیں۔ بے شبہ اللہ سننے والا ہے بندوں کی دعا کو نزدیک ہی ہے۔

(۵۱) وَلَوْ تَرٰىٓ يَا مُحَمَّدُ إِذْ فَزِعُوا عِنْدَ الْبَعْثِ لَرَأَيْتَ أَمْرًا عَظِيمًا فَلَا فَوْتَ لَهُمْ مِنَّا أَيْ لَا يَفُوتُونَنَا وَأُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ أَيِ الْقُبُورِ

(۵۱) اور تو اے محمدؐ اگر دیکھے جب کہ کافر قیامت میں گھبراویں گے تو اس وقت تو امر عظیم اور ہولناک کو دیکھے کہ وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے اور قریب جگہ سے پکڑے گئے۔ یعنی قبور سے۔

(۵۲) وَقَالُوٓا اٰمَنَّا بِهٖ أَيْ بِمُحَمَّدٍ أَوِ الْقُرْاٰنِ وَأَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ بِالْوَاوِ وَبِالْهَمْزَةِ بَدَلَهَا أَيْ تَنَاوُلُ الْإِيمَانِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ عَنْ مَحَلِّهِ إِذْ هُمْ فِي الْآخِرَةِ وَمَحَلُّهُ الدُّنْيَا

(۵۲) اور اس وقت وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے محمدؐ پر (یا قرآن پر) اور اس وقت ان کا ایمان لانا بے محل ہے ہرگز قبول نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس وقت آخرت میں ہوں گے اور ایمان کی جگہ دنیا ہے۔

تشریح

(۴۹) حق آگیا باطل رکنے والا نہیں ہے | دین حق آپہنچا ہے اور اب باطل رکنے والا نہیں ہے حق غالب ہو کر باطل کو زیر کر کے رہے گا۔ فتح مکہ کے دن یہی آیت آپ کی زبان مبارک پر تھی کہ حق آچکا ہے اور اب باطل کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۵۰) میرا نبوت کا دعویٰ اگر ڈھونگ ہوتا تو ڈھونگ چلا نہیں کرتا | اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا نبوت کا دعویٰ کرنا اور یہ تعلیم اور دعوت جو میں دے رہا ہوں اس کو اللہ کی طرف منسوب کرنا کوئی ڈھونگ ہے اور یہ میں نے خود ہی کھڑا کیا ہے تو خوب سمجھ لو کہ ڈھونگ زیادہ دنوں چلا نہیں کرتا۔ آخر اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس طرح کی ڈھونگ بازی میں خود میرا ہی نقصان ہے۔ سب کی دشمنی مول لینا، ذلت اٹھانا اور آخرت کی رسوائی قبول کرنا کون سی عقل مندی کی بات ہے۔ اور اگر میں صحیح راستہ پر ہوں جیسا کہ حقیقت یہی ہے تو سمجھ لو کہ یہ سب اللہ کی تائید اور اس وحی کی بناء پر ہے جو اللہ مجھ پر نازل کر رہا ہے۔ اس لئے کہ وحی اور اللہ کی ہدایت انسان کو ٹھیک راستہ بتاتی ہے اور یہ اللہ کی ہدایت ہمیشہ میرے ساتھ رہے گی میرا رب سب کچھ سنتا ہے وہ میرے بالکل نزدیک ہے وہ ہمیشہ میری مدد کرے گا اور اس کا پیغام دنیا میں روشن ہوگا۔

(۵۱) میدان حشر میں منکرین کی حالت | یہ منکرین حق جو آج بڑی بڑائیاں مارتے پھر رہے ہیں ان کی حالت اس وقت قابل دید ہوگی جب یہ حشر کا ہولناک منظر دیکھ کر گھبرا جائیں گے اور کہیں نہ بچ کر جا سکیں گے اور آسانی کے ساتھ جہاں ہوں گے وہیں پکڑ لئے جائیں گے ان کو پکڑنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ایسی آسانی سے دھر لئے جائیں گے جیسے پکڑنے والا قریب ہی کہیں چھپا بیٹھا ہو۔

(۵۲) اس وقت کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے | جب سب کچھ آنکھوں کے سامنے آجائے گا تو اس وقت کہیں گے کہ ہم اس تعلیم پر ایمان لے آئے جو دنیا میں رسول نے پیش کی تھی ہمیں ان باتوں پر پورا یقین آگیا ہے ۔۔۔ مگر اب ایمان کیسا وہ تو ایمان سے بہت دور نکل آئے ایمان لانے کی جگہ تو دنیا تھی جہاں بغیر دیکھے دلائل و شواہد اور علم کی روشنی میں عالم غیب پر یقین کرنا تھا عالم آخرت میں پہنچنے کے بعد اب توبہ اور ایمان کا موقع نکل چکا ہے۔ اب ان کا ہاتھ اتنی دور پہنچ کر ایمان کو اٹھا کر نہیں لا سکتا۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن

وَقَدْ كَفَرُوا	بِهِ	مِن قَبْلُ	وَيَقْذِفُونَ	بِالْغَيْبِ	مِن
اور تحقیق انہوں نے کفر کیا	اس سے	اس سے قبل	اور وہ پھینکتے ہیں	بن دیکھے	سے

اور تحقیق انہوں نے اس سے قبل اس سے کفر کیا اور وہ پھینکتے ہیں بن دیکھے دور جگہ سے (اٹکل پچو

مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

مَّكَانٍ بَعِيدٍ	وَحِيلَ	بَيْنَهُمْ	وَبَيْنَ	مَا يَشْتَهُونَ	كَمَا	فُعِلَ
دور جگہ	اور آڑ کردی گئی	اس کے درمیان	اور درمیان	جو وہ چاہتے تھے	جیسے	کیا گیا

باتیں کرتے ہیں) جو وہ چاہتے تھے۔ اس کے اور اُن کے درمیان آڑ ڈال دی گئی جیسے ان کے ہم جنسوں

بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾

بِأَشْيَاعِهِمْ	مِّن قَبْلُ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	فِي	شَكٍّ	مُّرِيبٍ
ان کے ہم جنسوں کے ساتھ	اس سے قبل	بے شک وہ	وہ تھے	میں	شک	تردّد میں ڈالنے والے

کے ساتھ اس سے قبل کیا گیا، بے شک وہ تردّد میں ڈالنے والے شک میں تھے۔

﴿٥٣﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ فِي الدُّنْيَا وَيَقْذِفُونَ يَرْمُونَ بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ○ أَيْ بِمَا غَابَ عِلْمُهُ عَنْهُمْ غَيْبَةً بَعِيدَةً حَيْثُ قَالُوا فِي النَّبِيِّ سَاحِرٌ شَاعِرٌ كَاهِنٌ وَفِي الْقُرْآنِ سِحْرٌ شِعْرٌ كَهَانَةٌ

﴿٥٣﴾ پھر اس وقت ان کو ایمان لانے سے کیا نفع حالانکہ وہ دنیا میں اس سے انکار کر چکے ہیں۔ اور کافر بہت دُور کی بات اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ جس کی ان کو مطلقاً خبر نہیں اور وہاں تک ان کو بالکل رسائی نہیں۔ وہ یہ کہ پیغمبر کو شاعر جادوگر نجومی کہتے ہیں اور قرآن کو جادو اور شعر اور نجوم کی باتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔

﴿٥٤﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ مِنَ الْإِيمَانِ أَيْ قَبُولُهُ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ أَشْبَاهِهِمْ فِي الْكُفْرِ مِن قَبْلُ أَيْ قَبْلَهُمْ

﴿٥٤﴾ اور اس وقت جو وہ خواہش ایمان لانے کی کریں گے وہ منظور نہ ہوگی اس سے ان کو روک دیا جائے گا جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا جاوے گا جو کفر میں ان کی مثل ان سے پہلے گزرے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ○

مَوْقِعَ الرِّيبَةِ لَهُمْ فِيمَا آمَنُوا بِهِ الآنَ وَلَمْ يَعْتَدُّوا بِدَلَائِلِهِ

بے شک وہ لوگ شک اور نہایت تردد میں تھے. ان امور سے جن پر ایمان لانا چاہتے ہیں اور دنیا میں انھوں نے دلائل ایمان کو لغو اور غیر معتبر سمجھا.

تشریح

۵۳ دنیا کی زندگی میں بہت دُور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے | دنیا کی زندگی میں جب ایمان لانے کا موقع تھا اس وقت تو بڑی دُور کی کوڑیاں لاتے تھے، اٹکل کے تیر چلاتے تھے، بے تحقیق باتیں کرتے تھے، طرح طرح کے الزام لگاتے تھے آوازے کستے تھے، توحید کا مذاق اڑاتے تھے، آخرت کو خیالی باتیں سمجھتے تھے اور رسول کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ شخص ساحر ہے مجنون ہے۔ اس کے پیچھے لگنے والے لوگ نادان اور بے وقوف ہیں۔

۵۴ شکوک وشبہات ان کو لے ڈوبے | جہاں تک یقینی علم کا تعلق ہے۔ یقینی علم قیاس اور گمان سے حاصل نہیں ہوتا. انھوں نے شکوک وشبہات کی ایک عمارت کھڑی کرلی۔ توحید میں شک، آخرت میں شک، رسول کی باتوں پر شک اور ان شکوک وشبہات کو یقین کی طرح دلوں میں بٹھا لیا۔ آج انہی شکوک وشبہات کی وجہ سے ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ اور انھوں نے اپنی پوری زندگی کی مہلت ایک غلط راستے میں کھپا دی۔ جس کا نتیجہ آج ان کے سامنے ہے اب وہ نہ پلٹ کر دنیا میں واپس جا سکتے ہیں اور نہ وہ چیز حاصل کرسکتے ہیں جس کی ان کو آرزو تھی۔

۳۵

فَاطِرْ

○ ترتیب تلاوت ـــــ ۳۵	○ ترتیب نزول ـــــ ۴۳
○ مکی/مدنی ـــــ مکی	○ تعداد رکوعات ـــــ ۵
○ تعداد آیات ـــــ ۴۶	○ تعداد الفاظ ـــــ ۷۹۲
○ تعداد حروف ـــــ ۳۲۸۹	

○ ـــ اس سورت کی پہلی آیت میں لفظ "فاطِر" اس سورت کا نام اور عنوان قرار دیا گیا ہے۔
اسی آیت میں لفظ "الملئکۃ" بھی آیا ہے۔ وہ بھی اس سورت کا دوسرا نام ہے۔

○ ـــ سورت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی ہے جب اسلام کی مخالفت شدت اختیار کر چکی تھی یہ تقریباً دورِ متوسط ہے جس میں نبی ﷺ کی دعوت کو ناکام کرنے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں اختیار کی جارہی تھیں۔

○ ـــ اس سورت کا مرکزی مضمون توحید کی دعوت ہے اور آخرت کا ثبوت ہے توحید کی دعوت میں اندازِ بیان ناصحانہ معلمانہ اور کچھ تنبیہ لئے ہوئے ہے۔

بڑے مؤثر انداز میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ذرا آنکھیں کھول کر اس کائنات کے نظام پر غور کرو۔ کیا اللہ جو فاطر السموات والارض ہے۔ زمین و آسمان کا خالق ہے اس کے علاوہ کوئی اور ہستی ایسی پائی جاتی ہے جس میں خدائی صفات اور خدائی اختیارات ہوں۔

بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کسی اور ہستی کو شریک اور ساجھی بنانے کے لئے کوئی معقول بنیاد موجود ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو کسی اور کی مدد کی ضرورت ہے کیا وہ تنہا تمام کائنات کی تخلیق اور اس کے نظام کو چلانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس میں ہر ایک کو اپنے کئے کا نتیجہ دیکھنا ہوگا۔

آخر پروردگار عالم نے انسان کو کچھ اختیارات دے کر اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے۔ اس امتحان اور آزمائش کے لئے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون کس روش پر چلتا ہے؟ بھلا اور برا کیسے یکساں ہو سکتا ہے؟ بھلے کا نتیجہ بھلا اور برے کا نتیجہ برا سامنے آنا چاہیئے۔

رہا مٹی میں ملنا اور فنا ہو جانا اللہ کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کردے جس نے انسان کو پانی کے نطفے سے پیدا کر دیا۔

اس طرح معقولیت کے ساتھ توحید اور آخرت کو بڑے دل پذیر انداز میں سمجھایا گیا ہے۔

نبی ﷺ کو ڈھارس دی گئی ہے کہ آپ ذرا بھی دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ماننے والوں کے رویئے پر غمگین نہ ہوں۔ جو لوگ ماننے کے لئے تیار ہیں آپ ان کی تربیت پر پوری توجہ دیں۔

اہل ایمان کو بشارتیں دی گئی ہیں تاکہ ان کے دل مضبوط ہوں اور وہ ثابت قدم رہیں۔

اس طرح یہ سورت "سورۂ فاطر" یا "سورۂ ملائکہ" اپنے موضوع توحید اور آخرت پر سیر حاصل انداز میں اللہ تعالیٰ کی ایک مؤثر گفتگو اور اس کا خطاب ہے۔

رکوعاتہا ۵	سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ ۳۵ - ۴۳ -	آیاتہا ۴۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰہِ	فَاطِرِ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	جَاعِلِ
تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	پیدا کرنے والا	آسمانوں	اور زمین	بنانے والا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ فرشتوں کو

الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ

الْمَلٰٓئِکَۃِ	رُسُلًا	اُولِیْٓ + اَجْنِحَۃٍ	مَّثْنٰی	وَثُلٰثَ
فرشتے	پیغام بر	پروں والے	دو، دو	اور تین، تین

پیغام بر بنانے والا ہے، پروں والے دو، دو اور تین، تین

وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ

وَرُبٰعَ	یَزِیْدُ	فِی + الْخَلْقِ	مَا یَشَآءُ	اِنَّ	اللّٰہَ
اور چار، چار	زیادہ کردیتا ہے	پیدائش میں	جو وہ چاہے	بے شک	اللہ

اور چار، چار، پیدائش میں جو وہ چاہے زیادہ کردیتا ہے۔ بے شک اللہ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

عَلٰی	کُلِّ	شَیْءٍ	قَدِیْرٌ	
پر	ہر	شئے	قدرت رکھنے والا ہے	

ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسٌ اَوْسِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمِدَ تَعَالٰی نَفْسَہٗ

سورہ فاطر مکی ہے اور اس میں پینتالیس ۴۵ یا چھیالیس ۴۶ آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ جمیع حمد اللہ

بِذٰلِكَ كَمَا بُيِّنَ فِي أَوَّلِ سَبَا
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
خَالِقِهِمَا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ
سَبَقَ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ
رُسُلًا إِلَى الْأَنْبِيَاءِ أُولِيٓ
أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ
يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ فِي الْمَلٰٓئِكَةِ
وَغَيْرِهَا مَا يَشَآءُ ۭ إِنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ○

کے لئے ہیں
جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بدون کسی مثال کے جو پہلے ہوئی ہو۔ پیدا کیا۔

اللہ نے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والا بنایا انبیاء کی طرف وہ فرشتہ کہ جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں۔

وہ زیادہ کرتا ہے اپنی مخلوق میں فرشتے ہوں یا ان کے سوا جو چاہے بے شبہ اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔

تشریح

(۱) | تعریف کے لائق وہی ہے جو وجود بخشنے والا ہے اور فرشتے اس کے حکم کی تعمیل کے لئے اڑے پھرتے ہیں | تعریف کے لائق اللہ ہی ہے جو زمین و آسمان کو وجود میں لایا پہلے سے کوئی نمونہ اور تخلیق کا کوئی ضابطہ موجود نہ تھا۔ وہی آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا ہے۔ وہ فرشتے جن کو دیوی دیوتا سمجھ کر پوجا جاتا ہے وہ اللہ کے احکام کی تعمیل کے لئے اس طرح دوڑتے اور اڑتے پھرتے ہیں جیسے کسی بادشاہ کے خادم اس کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعدی کے ساتھ بھاگے پھرا کرتے ہیں۔ ان خادموں کے اپنے اختیارات کچھ نہیں ہیں سارے اختیارات اصل فرماں روائے کائنات کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح حکم دیتا ہے یہ بجا لاتے ہیں۔ اور ان سے کام لینا بھی ایک وسیلے اور سبب کے طور پر ہے اللہ تعالےٰ چاہیں تو بغیر ان کے بھی کائنات کا نظام چلانے میں اللہ تو کو کوئی دشواری نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ان فرشتوں کو دو، دو۔ تین، تین۔ چار، چار بازو یا پروں والا بنایا ہے جیسی خدمت جن سے مطلوب ہے ان کو ویسی ہی طاقت اور تیزی اور قوت کار سے آراستہ کیا گیا ہے۔ وہ بازو یا پر کیسے ہیں؟ ان کی صحیح کیفیت تو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری فہم سے جو لفظ قریب ہے وہ بازو یا پر ہی ہو سکتا ہے۔

وہ اپنی مخلوق کی بناوٹ میں جیسے چاہے اضافہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بعض فرشتوں کو چار سے زیادہ بازو بھی عطا فرمائے ہیں جیسا کہ حدیث میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت جبرئیل کو ایک مرتبہ اس شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

ترمذی میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ ان کی اصل شکل میں دیکھا ہے ان کے چھ سو بازو تھے اور وہ پورے افق پر چھائے ہوئے تھے۔

اس نے فرشتوں کو اپنا پیغام رساں مقرر کیا ہے مگر وہ ان ذرائع کا محتاج نہیں ہے محض حکمت کی بنا پر اس نے اسباب کا سلسلہ قائم کیا ہے ورنہ وہ بذات خود ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا

وَمَا	لَهَا	فَلَا مُمْسِكَ	مِنْ رَّحْمَةٍ	لِلنَّاسِ	اللّٰهُ	مَا يَفْتَحِ
اور جو	اس کا	تو بند کرنے والا نہیں	رحمت سے	لوگوں کے لئے	اللہ	جو کھول دے

اللہ لوگوں کے جو رحمت کھول دے تو (کوئی) اس کا بند کرنے والا نہیں۔ اور جو وہ

يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

الْحَكِيْمُ	الْعَزِيْزُ	وَهُوَ	مِنْ بَعْدِهٖ	لَهٗ	فَلَا مُرْسِلَ	يُمْسِكْ
حکمت والا۔	غالب	اور وہ	اس کے بعد	اس کا	تو کوئی بھیجنے والا نہیں	وہ بند کر دے

بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کا بھیجنے والا نہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ

عَلَيْكُمْ	اللّٰهِ	نِعْمَتَ	اذْكُرُوْا	النَّاسُ	يٰٓاَيُّهَا
اپنے اوپر	اللہ	نعمت	تم یاد کرو	لوگو	اے

اے لوگو! تم یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت۔ کیا اللہ کے

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَ

وَ	السَّمَاۗءِ	مِّنَ	يَرْزُقُكُمْ	غَيْرُ اللّٰهِ	مِنْ خَالِقٍ	هَلْ
اور	آسمانوں	سے	وہ تمہیں رزق دیتا ہے	اللہ کے سوا	کوئی پیدا کرنے والا	کیا

سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں آسمانوں سے رزق دیتا ہے اور

الْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③

تُؤْفَكُوْنَ	فَاَنّٰى	اِلَّا هُوَ	لَآ اِلٰهَ	الْاَرْضِ
الٹے پھرے جاتے ہو تم	تو کہاں	اللہ کے سوا	نہیں کوئی معبود	زمین

زمین سے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کہاں تم اُلٹے پھرے جاتے ہو؟

② مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ كَرِزْقٍ وَّمَطَرٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا يُمْسِكْ مِنْ ذٰلِكَ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَىْ بَعْدَ اِمْسَاكِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

② جو کچھ اللہ لوگوں پر رحمت نازل فرماتا ہے مثل رزق اور بارش کے سو، اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو وہ بارش وغیرہ کو روک لے تو اس کی روکی ہوئی چیز کو کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں۔

الْغَالِبُ عَلٰى أَمْرِهِ الْحَكِيمُ ○ فِي فِعْلِهِ

حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

(۳) يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ أَيْ أَهْلَ مَكَّةَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بِإِسْكَانِكُمُ الْحَرَمَ وَمَنْعِ الْغَارَاتِ عَنْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ مِنْ زَائِدَةٌ وَخَالِقٌ مُبْتَدَأٌ غَيْرُ اللّٰهِ بِالرَّفْعِ وَالْجَرِّ نَعْتٌ لِخَالِقٍ لَفْظًا وَمَحَلًّا وَخَبَرُ الْمُبْتَدَأِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ الْمَطَرَ وَمِنَ الْأَرْضِ النَّبَاتَ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيرِ أَيْ لَا خَالِقَ رَازِقَ غَيْرُهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ○ مِنْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ عَنْ تَوْحِيدِهِ مَعَ إِقْرَارِكُمْ بِأَنَّهُ الْخَالِقُ الرَّازِقُ

(۳) اے مکہ والو یاد کرو اللہ کے انعام جو اس نے تم پر کیا کہ تم کو حرم میں جگہ دی اور تم کو لوٹ مارے بچایا۔
کیا کوئی دوسرا خالق ہے اللہ کے سوا جو تم کو آسمان سے بارش دیتا ہے اور زمین سے سبزہ اُگاتا ہے۔ یعنی کوئی خالق اور رازق اس کے سوا نہیں۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم لوگ باوجود اس اقرار کے کہ وہی خالق اور رازق ہے کیونکر اس کی توحید کے منکر ہوتے ہو

تشریح

(۲) اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق جو کرنا چاہیں کوئی ان کو روک نہیں سکتا | اللہ تعالیٰ صرف قادر ہی نہیں ہیں بلکہ حکیم دانا بھی ہیں۔ لوگوں کے لئے جس رحمت کا دروازہ کھول دیں اور اپنی نعمتوں سے اس کو نوازدیں تو کوئی اللہ کو روکنے والا نہیں ہے۔ اور اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے اپنی نوازشوں کا دروازہ بند کر دیں تو کوئی اور اس کو کھولنے والا نہیں ہے۔

جس کو جو رحمت بھی پہونچتی ہے وہ اللہ کے فضل سے پہنچتی ہے کوئی دوسرا اس کے دینے پر نہ قادر ہے نہ اس کی طاقت رکھتا ہے — اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ حکیمانہ ہوتا ہے جس کو دیتا ہے اس لئے دیتا ہے کہ اس کی حکمت کا تقاضہ یہی ہے۔ اور اگر کسی کو نہیں دیتا تو اس لئے کہ ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ غرض اس کے ہر فیصلے میں حکمت و مصلحت کے کتنے ہی گوشے پوشیدہ ہوتے ہیں۔

(۳) جس نے پیدا کیا وہی معبود ہے | انسان ذرا غور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے کیسے کیسے احسانات اس کے بندوں پر ہیں۔ وہ زندگی دیتا ہے زندگی کے سامان دیتا ہے۔ بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا پیدا کرنے والا ہے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہستی ہے جو زمین و آسمان سے تمہیں رزق پہنچاتی ہو۔ آسمان سے بارش برسانا، زمین سے طرح طرح کی پیداوار نکال کر دینا کیا یہ کام اللہ کے سوا کسی اور کا ہے؟ بس جب وہ خالق اور رازق ہے تو معبود بھی وہی ہے، عبادت بھی اسی کا حق ہے پھر تم کہاں دھوکا کھا رہے ہو جب اس کو خالق اور رازق مانتے ہو تو عبادت کسی دوسرے کی کیوں؟ شکر گزاری کسی اور کی کیوں؟ احسان شناسی کسی اور کی کیوں؟ اس سے بڑا احسان فراموش اور نمک حرام کون ہوگا؟ جو کھائے تو اللہ کا اور گُن گائے دوسرے کے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى

وَاِنْ	يُّكَذِّبُوْكَ	فَقَدْ كُذِّبَتْ	رُسُلٌ	مِّنْ قَبْلِكَ	وَاِلَى
اور اگر	وہ تجھے جھٹلائیں	تو تحقیق جھٹلائے گئے	رسول (جمع)	تم سے پہلے	اور طرف

اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو تحقیق جھٹلائے گئے ہیں تم سے پہلے بھی رسول، اور تمام

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اللّٰهِ	تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ	يٰٓاَيُّهَا	النَّاسُ	اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ
اللہ	بازگشت	تمام کام	اے	لوگو	بے شک	اللہ کا وعدہ	سچا

کاموں کی بازگشت (لوٹنا) اللہ کی طرف ہے۔ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۫ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ	الْحَيٰوةُ	الدُّنْيَا	وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ	بِاللّٰهِ
پس ہرگز تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے	زندگی	دنیا	اور تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے	اللہ سے

پس دنیا کی زندگی تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ سے ہرگز

الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ

الْغَرُوْرُ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	لَكُمْ	عَدُوٌّ	فَاتَّخِذُوْهُ	عَدُوًّا
دھوکہ باز	بے شک	شیطان	تمہارا	دشمن	پس اسے سمجھو	دشمن

دھوکے میں نہ ڈال دے۔ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے دشمن (ہی) سمجھو۔

اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۶﴾

اِنَّمَا ۔ يَدْعُوْا	حِزْبَهٗ	لِيَكُوْنُوْا	مِنْ	اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ
وہ تو بلاتا ہے	اپنے گروہ کو	تاکہ وہ ہو	سے	جہنم والے

وہ تو اپنے گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ جہنم والے ہوں۔

(۴) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ يَا مُحَمَّدُ فِىْ مَجِيْئِكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَالْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْعِقَابِ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فِىْ ذٰلِكَ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا

(۴) اور اگر کافر تجھ کو اے محمد ان امور میں جھوٹا کہیں جو کچھ تو ان کو سناتا ہے اللہ کا اکیلا ہونا اور حشر ونشر کا ہونا اور حساب اور عذاب کا آنا تو تجھ سے پہلے پیغمبروں کو بھی کافروں نے ان باتوں میں جھٹلایا ہے سو جس طرح ان پہلے پیغمبروں نے صبر کیا تو بھی صبر کر۔

وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ ۝
فِي الْآخِرَةِ فَيُجَازِي الْمُكَذِّبِينَ
وَيَنْصُرُ الْمُرْسَلِينَ

اور آخرت میں سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاویں گے سو وہ جھٹلانے والوں کو سزا دیگا اور پیغمبروں کی امداد فرمائے گا۔

۵ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
بِالْبَعْثِ وَغَيْرِهِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
عَنِ الْإِيمَانِ بِذٰلِكَ
وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ فِي
حِلْمِهِ وَإِمْهَالِهِ الْغَرُوْرُ ۝
الشَّيْطَانُ

۵ اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ حشر و نشر کا سچا ہے پس تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے۔ اور آخرت پر ایمان لانے سے نہ روکے۔

اور تم کو اللہ کی بردباری اور مہلت دینے سے شیطان دھوکے میں نہ ڈالے۔

۶ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ
عَدُوًّا بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَلَا
تُطِيعُوهُ إِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ
أَتْبَاعَهُ فِي الْكُفْرِ لِيَكُوْنُوْا مِنْ
أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ النَّارِ الشَّدِيدِ

۶ بے شبہ شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم اس کو دشمن ہی سمجھو اس کا کہنا نہ مانو اللہ کے حکم کو مانو۔
بے شک جو لوگ کفر کرنے میں شیطان کا کہنا مانتے ہیں وہ ان کو آگ کی طرف بلاتا ہے تاکہ ان کو دوزخی بنا دے۔

تشریح

۴ نبیوں کو جھٹلانا باطل پرستوں کا وطیرہ رہا ہے | جب پیدا کرنے والا اللہ ہے اور رزق دینے والا بھی اللہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی اللہ ہی ہے۔ اگر تمہاری اس بات کو یہ باطل پرست جھٹلاتے ہیں تو اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے ایسے لوگوں کا وطیرہ ہی یہ رہا ہے۔ ان کا کسی کو جھوٹا کہہ دینا کوئی معیار نہیں ہے حق اور ناحق کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو آخرکار بتا دے گا کہ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے اور اس کا انجام بھی سامنے آجائے گا۔

۵ اللہ کا وعدہ سچا ہے | اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا ہے کہ جو اچھے اعمال کرے گا آخرت میں اس کو اچھی جگہ ملے گی اور برے عمل کرنے والے کو آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا یہ اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے۔ دنیا کی ظاہری چمک دمک اور یہاں کی زندگی کی کشش کہیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم اپنے انجام سے غافل نہ ہو جاؤ اور یہ نہ سمجھ لو کہ جو کچھ ہے بس دنیا ہی ہے یا تمہارے دل میں یہ غلط خیال نہ آجائے کہ جو دنیا میں مزے کر رہا ہے وہ آخرت میں بھی مزے کرے گا۔ اس لئے کہ آخرت کا معاملہ دنیا کے عیش و آرام پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا اور اچھے کاموں پر آخرت کی جزا ہے۔ کہیں وہ بڑا دھوکے باز یعنی شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں کسی فریب میں مبتلا نہ کردے اس لئے تمہیں ہر طرح چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیئے۔

۶ شیطان تمہارا پکا دشمن ہے | شیطان ازل سے ہی تمہارا دشمن ہے کیونکہ وہ زمین کی خلافت کا دعوے دار تھا اور اللہ نے خلافتِ ارضی تمہارے باپ آدم کو عطا کی جس کی وجہ سے یہ اولادِ آدم کا دشمن ہو گیا۔ اس دشمن کو دشمن ہی سمجھو دوست نہ جانو۔ وہ اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لئے لگا رہا ہے کہ ان کو بھی اپنے ساتھ دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے، وہ دوستی کے لباس میں دشمنی کرتا ہے۔ اس کی مکاری کے جال میں مت پھنس جانا۔

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۬ وَالَّذِیْنَ

اَلَّذِیْنَ + كَفَرُوْا	لَهُمْ ۱ عَذَابٌ	شَدِیْدٌ	وَالَّذِیْنَ
جن لوگوں نے کفر کیا	ان کے لئے ، عذاب	سخت	اور جو لوگ

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۷﴾ ع ۱۲

اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا + الصّٰلِحٰتِ	لَهُمْ ۱ مَّغْفِرَةٌ	وَّاَجْرٌ ۱ كَبِیْرٌ
ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے اچھے	ان کے لئے بخشش	اور اجر ، بڑا

ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ

اَفَمَنْ	زُیِّنَ	لَهٗ	سُوْٓءُ + عَمَلِهٖ	فَرَاٰهُ + حَسَنًا	فَاِنَّ اللّٰهَ
سو کیا جس	آراستہ کیا گیا	اس کے لئے	اس کا بُرا عمل	پھر اس نے دیکھا اسے اچھا	پس بے شک اللہ

سو کیا جس کے لئے اس کا بُرا عمل آراستہ کیا گیا ، پھر اس نے اس کو اچھا دیکھا (سمجھا) (کیا وہ نیکوکاروں جیسا ہو سکتا ہے)

یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ

یُضِلُّ	مَنْ یَّشَآءُ	وَیَهْدِیْ	مَنْ یَّشَآءُ	فَلَا تَذْهَبْ
گمراہ ٹھہراتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	اور ہدایت دیتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	پس نہ جاتی رہے

پس بیشک جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ پس تمہاری جان نہ

نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ ۢ بِمَا

نَفْسُكَ	عَلَیْهِمْ	حَسَرٰتٍ	اِنَّ + اللّٰهَ	عَلِیْمٌ	بِمَا
تمہاری جان	ان پر	حسرت کر کے	بیشک اللہ	جاننے والا	اسے جو

جاتی رہے ان پر حسرت کر کے بے شک جو وہ کرتے ہیں اللہ اُسے جانتا

یَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾ وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ

یَصْنَعُوْنَ	وَ اللّٰهُ	الَّذِیْٓ	اَرْسَلَ	الرِّیٰحَ	فَتُثِیْرُ
وہ کرتے ہیں	اور اللہ	وہ جس	بھیجا	ہوائیں	پھر وہ اٹھاتی ہیں

ہے۔ اور اللہ (ہی ہے) جس نے بھیجا ہواؤں کو پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی

سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

سَحَابًا	فَسُقْنٰهُ	اِلٰى	بَلَدٍ + مَّيِّتٍ	فَاَحْيَيْنَا	بِهِ	الْاَرْضَ
بادل	پھر ہم اسے لے گئے	طرف	مردہ شہر	پھر ہم نے زندہ کیا	اس سے	زمین

ہیں۔ پھر ہم اس (بادل) کو مُردہ شہر کی طرف لے گئے، پھر ہم نے اس سے زمین کو اس کے مرنے

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨

بَعْدَ + مَوْتِهَا	كَذٰلِكَ	النُّشُوْرُ	
اس کے مرنے کے بعد	اسی طرح	جی اٹھنا	

(بنجر ہوجانے) کے بعد زندہ کیا۔ اسی طرح (مُردوں کو روزِ حشر) جی اٹھنا ہے

⑦ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ فَهٰذَا اَبَيَانُ مَا لِمُوَافِقِي الشَّيْطَانِ وَمَا لِمُخَالِفِيْهِ وَنَزَلَ فِيْ اَبِيْ جَهْلٍ وَغَيْرِهٖ حَقٌّ

⑦ جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (اس آیت میں اللہ تعالٰی نے شیطان کے موافقین اور مخالفین کے لئے جو کچھ عذاب و ثواب ہونے والا ہے بیان فرمادیا) اور نازل ہوئی ابوجہل کے بارے میں یہ آیت۔

⑧ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ بِالتَّمْوِيْهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا مَنْ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ كَمَنْ هَدَاهُ اللّٰهُ لَا دَلَّ عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ عَلَى الْمُزَيَّنِ لَهُمْ حَسَرٰتٍ بِاِغْتِمَامِكَ اَنْ لَّا يُؤْمِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَيْهِ

⑧ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا الخ سو کیا وہ شخص جس کو اس کے بُرے عمل اچھے کرکے دکھلائے سنوار کر وہ اپنے بدافعال کو اچھا سمجھنے لگا مثل اس کے ہے جس کو اللہ نے ہدایت کی ہرگز نہیں (جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہوتا ہے) پس بے شبہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ سو تو اے محمد ایسے لوگوں کے ایمان نہ لانے سے غم نہ کر اور حسرت سے اپنی جان نہ کھو۔

بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں سو وہ ان کے بدکرداری کی سزا ان کو دے گا۔

⑨ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ الرِّيْحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا الْمُضَارِعُ لِحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ اَيْ

⑨ اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے۔ سو وہ ہوائیں بادل کو اٹھاتی ہیں۔

تَرْجَمَہ فَسُقْنٰهُ فِيهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ لَا نَبَاتَ بِهَا فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ مِنَ الْبَلَدِ بَعْدَ مَوْتِهَا يُبْسِهَا اَيْ اَنْبَتْنَا بِهِ الزَّرْعَ وَالْكَلَاءَ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ○ اَيِ الْبَعْثُ وَالْاِحْيَاءُ

پھر ہم پہنچاتے ہیں اس بادل کو اس شہر میں جہاں سبزہ نہیں۔ سو ہم اس ابر سے اس شہر مردہ کی زمین کو خشکی کے بعد تروتازہ کرتے ہیں یعنی کھیتی اور گھاس پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح مرکر اٹھنا اور زندہ ہونا ہوگا۔

تشریح

(۷) دو کردار دو انجام | جو لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی دعوت کو ماننے سے انکار کریں گے ان کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے اور ان کے نیک عمل کا بڑا اجر عطا کریں گے۔

(۸) بگڑا ہوا ذہن جو برائی کو ہی اچھا سمجھتا ہے | برے لوگ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو برائی کو برائی سمجھتے ہیں۔ ان کے بارے میں امید رہتی ہے کہ کبھی نہ کبھی راستے پر آجائیں گے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو برائی کو ہی اچھا سمجھ رہے ہیں۔ ان کا ذہنی بگاڑ اس درجے کو پہنچ چکا ہے کہ ان کی حس ختم ہوگئی ہے اور برائی ان کی نظروں میں خوبی بن گئی ہے۔ جب آدمی اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی اصلاح کی امید ختم ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہی ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت کا طلب گار رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہے ہیں کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہو آپ خواہ مخواہ اپنی جان کو ان کے غم میں مت گھلائیے، اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔

(۹) جس طرح بارش سے بنجر زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کردے گا | بتانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے اس کی بوسیدہ ہڈیاں اور گلا سڑا بدن اللہ کے حکم سے دوبارہ جی اٹھے گا، پھر یہ انسان اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے اور ان کا حساب کتاب ہوگا۔

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بارش کی مثال دی ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ ہواؤں کے دوش پر بادل اُڑتے ہوئے ایک ایسی اُجاڑ زمین کی طرف چلے ــــ جاتے ہیں جہاں زمین بالکل بنجر اور مردہ پڑی تھی۔ پانی کا چھینٹا پڑتے ہی وہ مردہ زمین جی اٹھتی ہے، سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ مری ہوئی جڑیں سرسبز ہوکر کونپلیں نکالنے لگتی ہیں۔ بس اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کی طرح مردہ انسانوں کو بھی زندگی دے گا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش کے نیچے سے ایک خاص قسم کی بارش ہوگی جس کے چھینٹے پڑتے ہی مردے اسی طرح زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے جیسے بارش ہونے سے زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ

مَنْ	كَانَ يُرِيْدُ	الْعِزَّةَ	فَلِلّٰهِ	الْعِزَّةُ	جَمِيْعًا	اِلَيْهِ
جو کوئی	چاہتا ہے	عزت	تو اللہ کے لئے	عزت	تمام تر	اس کی طرف

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو تمام تر عزت اللہ کے لئے ہے اسی کی طرف

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَ

يَصْعَدُ	الْكَلِمُ	الطَّيِّبُ	وَالْعَمَلُ	الصَّالِحُ	يَرْفَعُهٗ	وَ
چڑھتا ہے	کلام	پاکیزہ	اور عمل	اچھا	وہ اس کو بلند کرتا ہے	اور

چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور اچھے عمل کو اللہ بلند کرتا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَ

الَّذِيْنَ	يَمْكُرُوْنَ	السَّيِّاٰتِ	لَهُمْ	عَذَابٌ	شَدِيْدٌ	وَ
جو لوگ	تدبیریں کرتے ہیں	بُری	ان کے لئے	عذاب	سخت	اور

جو لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور

مَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

مَكْرُ	اُولٰۗىِٕكَ	هُوَ + يَبُوْرُ	وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ تُرَابٍ	ثُمَّ
تدبیر	ان لوگوں	وہ اکارت جائے گی	اور اللہ	اس نے پیدا کیا تمہیں	مٹی سے	پھر

ان لوگوں کی تدبیر اکارت جائے گی اور اللہ (ہی) نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ

مِنْ	نُّطْفَةٍ	ثُمَّ	جَعَلَكُمْ	اَزْوَاجًا	وَمَا	تَحْمِلُ	مِنْ اُنْثٰى	وَ
سے	نطفہ	پھر	تمہیں بنایا	جوڑے جوڑے	اور نہ	حاملہ ہوتی ہے	کوئی عورت	اور

نطفہ سے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا۔ اور نہ کوئی حاملہ ہوتی ہے اور

لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ

لَا تَضَعُ	اِلَّا	بِعِلْمِهٖ	وَمَا يُعَمَّرُ	مِنْ	مُّعَمَّرٍ	وَّلَا يُنْقَصُ	مِنْ
نہ وہ جنتی ہے	مگر	اس کے علم میں ہے	اور نہیں عمر پاتا	کوئی	بڑی عمر والا	اور نہ کمی کی جاتی ہے	سے

نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم میں ہے۔ اور کوئی بڑی عمر والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں

عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ⑪

یَسِیْرٌ	اللّٰہِ	عَلَی	ذٰلِکَ	اِنَّ	فِیْ کِتٰبٍ	اِلَّا	عُمُرِہٖٓ
آسان	اللہ	پر	یہ	بے شک	کتاب میں	مگر	اس کی عمر

کمی کی جاتی ہے مگر (یہ سب) کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔ یہ بے شک اللہ پر آسان ہے

⑩ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ أَيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلَا تُنَالُ مِنْهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ فَلْيُطِعْهُ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ يَعْلَمُهُ وَهُوَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَنَحْوُهَا وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ يَقْبَلُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ الْمَكَرَاتِ السَّيِّئَاتِ بِالنَّبِيِّ فِي دَارِ النَّدْوَةِ مِنْ تَقْيِيدِهِ أَوْ قَتْلِهِ أَوْ إِخْرَاجِهِ كَمَا ذُكِرَ فِي الْأَنْفَالِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ○ يُهْلِكُ

⑩ جس کو عزت حاصل کرنے کی تمنا ہے اس کو چاہیے کہ اللہ کی فرماں برداری کرے کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام عزتیں اسی کے اختیار میں ہیں۔ اسی کی فرماں برداری سے عزت حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ ہی کی طرف چڑھتی ہیں پاک باتیں یعنی وہ پاک باتوں کو جانتا ہے اور مراد پاک باتوں سے کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ وغیرہ ہے۔

اور نیک عمل کو اللہ قبول فرماتا ہے۔

اور جو لوگ پیغمبر کے ساتھ برے مکر کرتے ہیں یعنی دار ندوہ میں یہ مشورہ کرتے ہیں کہ محمدؐ کو قید کر لو یا قتل کر ڈالو یا نکال دو جیسا کہ سورۂ انفال میں مذکور ہوا

ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

اور انہیں کا مکر باطل ہوگا۔

⑪ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ بِخَلْقِ أَبِيكُمْ آدَمَ مِنْهُ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ أَيْ مَنِيٍّ بِخَلْقِ ذُرِّيَّتِهِ مِنْهَا ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ ذُكُورًا وَإِنَاثًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ

⑪ اور اللہ نے تم کو مٹی سے بنایا کہ تمہارے باپ آدم کو اس سے پیدا کیا۔

پھر آدم کی اولاد کو نطفہ منی سے پیدا کیا۔

پھر تم کو جوڑا بنایا یعنی کسی کو مرد کسی کو عورت

اور کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔

حَالٌ اَیْ مَعْلُوْمَةً لَهٗ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ اَیْ مَا یُزَادُ فِیْ عُمُرِ طَوِیْلِ الْعُمُرِ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اَیْ مِنْ ذٰلِكَ الْمُعَمَّرِ اَوْ مُعَمَّرٍ اٰخَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ هَیِّنٌ

اور نہیں زیادہ ہوتی ہے عمر کسی بڑی عمر والے کی اور نہ کسی کی عمر کم ہوتی ہے۔

مگر یہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ بے شک یہ ہر ایک چیز کا جاننا اللہ کو آسان ہے۔

تشریح

(۱۰) حقیقی عزت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے | انسان کبھی عزت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے وہ راستے اختیار کرتا ہے جن کو اپنے خیال میں بہتر سمجھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ مریم میں ہے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ (آیت ۸۱)

(ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشت بان اور باعث عزت) ہوں۔

اسی طرح دوسرے مذہب والوں سے تعلقات بڑھاتے تھے اور اس کو اپنے لئے سرفرازی اور عزت کا باعث سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ نساء میں ہے

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝ (آیت ۱۳۹)

(جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں حالانکہ عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔)

حالانکہ حقیقی اور پائیدار عزت جو دنیا سے لے کر عقبیٰ تک کبھی ذلت آشنا نہیں ہو سکتی وہ صرف خدا کی بندگی میں ہی میسر آسکتی ہے۔ اس کے ہو جاؤ گے تو وہ عزت تمہیں مل جائے گی اور اس سے منہ موڑو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ اصل عزت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ اچھی اور پاکیزہ بات کی جائے وہی اللہ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بلندی عمل صالح کو میسر آتی ہے اور بے ہودہ چال بازیاں کرنے والے ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کا مکر خود ہی ان کو لے ڈوبتا ہے۔

(۱۱) انسان کی پیدائش کے مرحلے | اللہ تعالیٰ نے پہلا انسانی جوڑا آدم و حوا کا براہ راست مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مٹی کا نچوڑ نطفے کی شکل میں رکھ دیا اور آگے انسانی نسل نطفے کی بوند سے آگے چلی پھر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے جوڑے بنائے۔ مرد اور عورت کی صورت میں انسانوں کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔

کوئی بھی عورت حاملہ ہوتی ہے، کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا ہے یہ سب ہر ہر مرحلے پر اللہ کے علم میں ہوتا ہے ہر ایک کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ کے یہاں لکھ دیا جاتا ہے کہ اُسے دنیا میں کتنے عرصہ رہنا ہے کسی کو لمبی عمر دی جاتی ہے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے اور کسی کی عمر کم ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے کوئی چیز اللہ کے فیصلہ سے باہر نہیں ہوتی۔ عمر کی کمی بیشی کے اسباب بھی مقدر میں لکھے ہوتے ہیں۔ اور ان تمام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھنا ایک ایک شخص کے بارے میں مفصل احکام اور فیصلے کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

وہ پروردگار جو ہر ایک کا خالق ہے اور ہر ایک کے مقدر کا فیصلہ کرتا ہے وہی حقیقت میں سب کا معبود ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ

وَمَا يَسْتَوِي	الْبَحْرٰنِ	هٰذَا	عَذْبٌ + فُرَاتٌ	سَآئِغٌ + شَرَابُهٗ
اور برابر نہیں	دونوں دریا	یہ	شیریں پیاس بجھانے والا	آسان اس کا پینا

اور دونوں دریا برابر نہیں یہ (ایک) شیریں ہے پیاس بجھانے والا، اس کا پینا بھی آسان

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ

وَهٰذَا	مِلْحٌ	اُجَاجٌ	وَمِنْ كُلٍّ	تَاْكُلُوْنَ	لَحْمًا	طَرِيًّا	وَّ
اور یہ	شور	تلخ	اور ہر ایک سے	تم کھاتے ہو	گوشت	تازہ	اور

اور یہ (دوسرا) شور تلخ ہے اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اور (ان میں سے)

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

تَسْتَخْرِجُوْنَ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا	وَتَرَى	الْفُلْكَ	فِيْهِ
تم نکالتے ہو	زیور	جس کو پہنتے ہو تم	اور تو دیکھتا ہے	کشتیاں	اس میں

تم زیور (موتی) نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو اور تو اس میں کشتیاں دیکھتا ہے کہ پانی کو

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫

مَوَاخِرَ	لِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ
چیرتی ہیں پانی کو	تاکہ تم تلاش کرو	اس کے فضل سے (روزی)	اور تاکہ تم	شکر کرو

چیرتی (ہوئی چلتی ہیں) تاکہ تم اس کے فضل سے روزی تلاش کرو۔ اور تاکہ تم شکر کرو

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ

يُوْلِجُ + الَّيْلَ	فِي النَّهَارِ	وَيُوْلِجُ + النَّهَارَ	فِي + الَّيْلِ	وَ
وہ داخل کرتا ہے رات	دن میں	اور داخل کرتا ہے دن	رات میں	اور

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

سَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ + يَّجْرِيْ	لِاَجَلٍ
اور اس نے مسخر کیا	سورج	اور چاند	ہر ایک چلتا ہے	ایک وقت

اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہر ایک مقررہ وقت تک

مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ

مُسَمًّى	ذٰلِكُمْ	اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	لَهُ + الْمُلْكُ	وَالَّذِيْنَ
مقررہ	یہی ہے	اللہ	تمہارا پروردگار	اس کے لئے بادشاہت	اور جن کو

چلتا ہے۔ یہی تمہارا پروردگار ہے۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے۔ اور جن کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

تَدْعُوْنَ	مِنْ + دُوْنِهٖ	مَا يَمْلِكُوْنَ	مِنْ قِطْمِيْرٍ
تم پکارتے ہو	اس کے سوا	وہ مالک نہیں	کھجور کی گٹھلی کا چھلکا

تم اس کے سوا پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے (کے برابر بھی) مالک نہیں

(۱۲) وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ شَدِيْدُ
الْعُذُوْبَةِ سَائِغٌ شَرَابُهٗ
شُرْبُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ
أُجَاجٌ شَدِيْدُ الْمُلُوْحَةِ
وَمِنْ كُلٍّ مِّنْهُمَا تَأْكُلُوْنَ
لَحْمًا طَرِيًّا هُوَ السَّمَكُ
وَتَسْتَخْرِجُوْنَ مِنَ الْمِلْحِ
وَقِيْلَ مِنْهُمَا حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا
هِيَ اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ
وَتَرَى تُبْصِرُ الْفُلْكَ
السُّفُنَ فِيْهِ فِيْ كُلٍّ مِّنْهُمَا
مَوَاخِرَ تَمْخَرُ الْمَاءَ أَيْ
تَشُقُّهُ بِجَرْيِهَا فِيْهِ مُقْبِلَةً
وَمُدْبِرَةً بِرِيْحٍ وَاحِدَةٍ
لِتَبْتَغُوْا تَطْلُبُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى
بِالتِّجَارَةِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اللّٰهَ
عَلٰى ذٰلِكَ

(۱۲) اور دونوں دریا برابر نہیں ایک ان میں سے نہایت شیریں ہے
کہ اس کا پینا خوش گوار ہے۔
اور دوسرا سخت کڑوا۔

اور دونوں دریاؤں میں سے تم مچھلی کا تروتازہ گوشت کھاتے ہو۔ اور دریائے شور سے یا دونوں دریاؤں سے تم موتی اور مونگا نکالتے ہو۔

جو تمہارے لئے زیبائش اور زیور ہے کہ تم اس کو پہنتے ہو۔

اور دیکھے تو کہ ہر ایک دریا میں کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں، مشرق اور مغرب کو، ایک ہوا سے۔

تاکہ تم تجارت سے اللہ کا فضل یعنی مال و دولت حاصل کرو
اور تاکہ تم اس پر اللہ کا شکر کرو۔

(۱۳) يُولِجُ يُدْخِلُ اللّٰهُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ فَيَزِيدُ وَيُولِجُ النَّهَارَ يُدْخِلُهُ فِي الَّيْلِ فَيَزِيدُ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَجْرِي فِي فَلَكِهِ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَهُ مِنْ دُونِهِ أَيْ غَيْرِهِ وَهُمُ الْأَصْنَامُ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ لِفَافَةِ النَّوَاةِ

(۱۳) داخل فرماتا ہے اللہ رات کو دن میں جس سے دن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں جس سے رات بڑھ جاتی ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو تمہارے نفع کے لئے چلایا اور حکم کے تابع کیا ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ پر چلتا ہے قیامت کے ہونے تک۔

یہ اللہ ہے رب تمہارا، اور اسی کی ہے بادشاہت۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یعنی بتوں کو ان کو گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں۔

تشریح

(۱۲) خدا کی قدرت کے انوکھے مظاہر | ذرا اللہ کے قائم کئے ہوئے پانی کے ذخیروں پر نظر ڈالو۔ دریاؤں چشموں اور جھیلوں میں تمہیں میٹھے پانی کے ذخیرے ملیں گے جو پینے میں خوش گوار اور پیاس بجھانے والے ہیں ـــــ دوسری طرف سمندر کی صورت میں پانی کے ذخیرے ملیں گے جو نہایت کھاری حلق کو چیر کر رکھ دیں ـــــ مگر ان دونوں قسم کے پانیوں سے آبی جانوروں کا اور مچھلیوں کا بہترین گوشت تمہیں حاصل ہوتا ہے اس طرح تم تروتازہ گوشت حاصل کرتے ہو۔

دوسری طرف ان پانیوں سے تم موتی مونگے نکالتے ہو اور یہ تمہارے لئے زینت اور سجاوٹ کے کام آتے ہیں۔ اسی طرح تم دیکھتے ہو کہ پانی میں کشتیاں اس کا سینہ چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ اس طرح کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے تم کاروبار کرتے ہو تاکہ اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

کیا تمہیں اس میں اللہ کی قدرت کے کچھ نمونے نظر آتے ہیں یا نہیں؟

(۱۳) مظاہر فطرت کے نمونے دن اور رات کے تغیرات | رات اور دن کے آنے کے منظر کو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ دن کے اندر رات کو اور رات کے اندر دن کو پروتے ہوئے لے آتے ہیں۔ دن کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹنی شروع ہوتی ہے ادھر رات کا اندھیرا دھیرے دھیرے چھاتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح دن کی آمد ہوتی ہے کہ پہلے افق پر روشنی کی ہلکی سی لکیر ابھرتی ہے آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی جاتی ہے اور آخر پوری دنیا کو روشنی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

ذرا نظر ڈالو اللہ نے کس طرح چاند اور سورج کو مسخر کر رکھا ہے کہ یہ ایک ضابطے کے پابند ہیں اپنے وقت پر نکلتے ہیں اپنے وقت پر ڈوبتے ہیں یہ پورا نظام ایک مقررہ وقت تک چلا جا رہا ہے جب اللہ کا حکم ہوگا تو اس نظام کو پلٹ دے گا

وہی اللہ جس کے یہ تمام کارنامے ہیں اور جس کے قبضے میں کائنات کی یہ تمام چیزیں ہیں وہی تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے اس کو چھوڑ کر جن دوسری ہستیوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ (کھجور کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے) اس کے بھی مالک نہیں ہیں۔

دن اور رات کی طرح قوموں کی تقدیروں کے فیصلے بھی ہوتے ہیں ان کا عروج و زوال دن و رات کی طرح ہے۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا

إِنْ	تَدْعُوهُمْ	لَا يَسْمَعُوا	دُعَاءَكُمْ	وَ	لَوْ	سَمِعُوا
اگر	تم ان کو پکارو	وہ نہیں سُنیں گے	تمہاری پکار	اور	اگر	وہ سن لیں

اور تم ان کو پکارو تو وہ نہیں سُنیں گے تمہاری پکار اور وہ سُن بھی لیں

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

مَا اسْتَجَابُوا	لَكُمْ	وَيَوْمَ	الْقِيَامَةِ	يَكْفُرُونَ
وہ حاجت پوری نہ کرسکیں گے	تمہاری	اور روز	قیامت	وہ انکار کریں گے

تو تمہاری حاجت پوری نہ کرسکیں گے اور وہ روز قیامت تمہارے شرک کرنے کا

ع

بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿۱۴﴾

بِشِرْكِكُمْ	وَلَا يُنَبِّئُكَ	مِثْلُ	خَبِيرٍ
تمہارے شرک کرنے کا	اور تجھ کو خبر نہ دے گا	مانند	خبر دینے والا

انکار کریں گے اور تجھ کو خبر دینے والے (اللہ) کی مانند کوئی خبر نہ دے گا۔

ع ۲ ۱۴

(۱۴) إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا فرضاً مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ ما أجابوكم وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ بإشراككم إياهم مع الله أي يتبرؤون منكم ومن عبادتكم إياهم وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿﴾ عالم وهو الله تعالى

(۱۴) اگر تم ان کو پکارو تو نہ سنیں وہ تمہارے پکارنے کو اور اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو تم کو کچھ جواب نہ دے سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ یعنی تم نے جو اُن کو اللہ کا شریک بنایا اور ان کی پرستش کی وہ اس سے بری ہو جاویں گے۔ اور انکار اور بیزاری ظاہر کریں گے۔ اور دین و دنیا کے احوال کی خبر تجھ کو کوئی اللہ جاننے والے کے مثل نہیں دے سکتا۔ یعنی اس کی خبر کی برابر کسی کی خبر بھی نہیں۔

تشریح

(۱۴) باطل معبودوں کی حقیقت | اللہ کو چھوڑ کر جن باطل معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری دعائیں اور پکاریں نہیں سُن سکتے اور تمہاری درخواستوں پر کوئی کارروائی نہیں کرسکتے اور قیامت کے دن یہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہم اللہ کے شریک ہیں اور ہم نے کب کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کیا کرو۔ حقیقت حال کی خبر دینے والا ایک خبردار ہی تمہیں خبر دے سکتا ہے اور وہ صرف اللہ ہے جو اپنے علم کی وجہ سے تمہیں صحیح صورتِ حال سے باخبر کررہا ہے اور عقل کی روشنی میں تمہیں صحیح بات بتارہا ہے۔ اس لئے تمہیں اپنے رب کی بات سننی چاہیئے، اس پر کان دھرنے چاہئیں۔ اور سمجھ داری یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

ایسی ٹھیک اور پکی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں بتاسکتا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ

يٰٓاَيُّهَا	النَّاسُ	اَنْتُمُ	الْفُقَرَآءُ	اِلَى اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	هُوَ
اے	لوگو	تم	محتاج	اللہ کے	اور اللہ	وہ

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو۔ اور اللہ بے نیاز

الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

الْغَنِيُّ	الْحَمِيْدُ	اِنْ + يَّشَاْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَاْتِ	بِخَلْقٍ + جَدِيْدٍ
بے نیاز	سزاوارِ حمد	اگر وہ چاہے	تمہیں لے جائے	اور لے آئے	نئی خلقت

سزاوار حمد و ثنا ہے اگر وہ چاہے تم (سب) کو لے جائے (نابود کرے) اور نئی خلقت لے آئے۔

﴿۱۵﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ بِكُلِّ حَالٍ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ عَنْ خَلْقِهٖ الْحَمِيْدُ ○ الْمَحْمُوْدُ فِيْ صُنْعِهٖ

﴿۱۶﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ○ بَدَلَكُمْ

﴿۱۵﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف ہر حال میں اور اللہ بے پرواہ ہے اپنی مخلوق سے حمد کیا گیا ہے اپنے افعال میں جو وہ مخلوق کے ساتھ میں کرتا ہے۔

﴿۱۶﴾ وہ اگر چاہے تو تم کو نیست و نابود کر دے اور تمہاری عوض دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے۔

تشریح

﴿۱۵﴾ **اللہ کسی کا محتاج نہیں** یہ بار بار جو تاکید کی جاتی ہے کہ اللہ ہی کو اپنا معبود مانو اسی کی عبادت کرو، اللہ کے راستے میں خرچ کرو تو اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کسی کے محتاج ہیں۔ اللہ کی خدائی کسی کی محتاج نہیں ہے اگر کوئی اس کی عبادت نہ کرے تو اس کے معبود ہونے میں کوئی کمی نہیں آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان اللہ کے محتاج ہیں اگر اللہ زندہ نہ رکھے، زندگی کے اسباب فراہم نہ کرے تو ایک لمحے کے لئے بھی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کی عبادت کی جو تاکید کی جاتی ہے وہ اس لئے کہ اس کی فرماں برداری ہی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہیں۔ بے نیاز ہیں، ہر چیز کے مالک ہیں، کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ غنی ہونے کے ساتھ وہ حمید بھی ہیں یعنی خود ہی لائق تعریف ہیں کوئی ان کی تعریف کرے نہ کرے وہ بغیر کسی کی تعریف کئے لائق تعریف ہیں ان کے خزانوں سے ہر طرح کی نعمتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ اس لئے وہ غنی ہونے کے ساتھ لائق شکر بھی ہیں وہ سب کی حاجتیں پوری فرماتے ہیں۔

﴿۱۶﴾ **وہ چاہے تو تمہاری طرح دوسری مخلوق لے آئے** تم اس کی بنائی ہوئی زمین پر اس کی اجازت سے ہی دندناتے پھر رہے ہو اگر وہ چاہے تو اس کا ایک اشارہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ تمہیں یہاں سے چلتا کر دے اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم پیدا کر دے، جو اس کی فرماں بردار اور اطاعت گزار ہو۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

وَمَا	ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	بِعَزِيْزٍ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ
اور نہیں	یہ	اللہ پر	دشوار	اور نہیں اٹھائے گا	کوئی اٹھانے والا	بوجھ

اور یہ نہیں ہے اللہ پر (کچھ) دشوار۔ اور کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں

اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ

اُخْرٰى	وَاِنْ	تَدْعُ	مُثْقَلَةٌ	اِلٰى	حِمْلِهَا	لَا يُحْمَلْ	مِنْهُ
دوسرے کا	اور اگر	بلائے	کوئی بوجھ سے لدا ہوا	طرف۔ لئے	اپنا بوجھ	نہ اٹھائے گا وہ	اس سے

اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ سے لدا ہوا (گنہگار کسی کو) اپنا بوجھ (اٹھانے) کے لئے بلائے تو وہ اس سے کچھ نہ

شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

شَيْءٌ	وَّلَوْ + كَانَ	ذَا قُرْبٰى	اِنَّمَا + تُنْذِرُ	الَّذِيْنَ	يَخْشَوْنَ
کچھ	خواہ ہوں	قرابت دار	اس کے سوا نہیں (صرف) آپ ڈراتے ہیں	وہ لوگ جو	ڈرتے ہیں

اٹھائے گا، خواہ اس کے قرابت دار ہوں۔ آپ تو صرف ان کو ڈراتے ہیں (نصیحت کر سکتے ہیں) جو اپنے رب

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا

رَبَّهُمْ	بِالْغَيْبِ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَمَنْ	تَزَكّٰى	فَاِنَّمَا
اپنا رب	بن دیکھے	اور قائم رکھتے ہیں	نماز	اور جو	پاک ہوتا ہے	تو صرف

سے ڈرتے ہیں بن دیکھے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے وہ صرف اپنے

يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

يَتَزَكّٰى	لِنَفْسِهٖ	وَاِلَى اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ	
وہ پاک صاف ہوتا ہے	خود اپنے لئے	اور اللہ کی طرف	لوٹ کر جانا	

لئے پاک صاف ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

(۱۷) وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○
شَدِيْدٍ

(۱۷) اور یہ امر اللہ کو بھاری اور دشوار نہیں۔

(۱۸) وَلَا تَزِرُ نَفْسٌ وَازِرَةٌ اِثْمَةٌ
اَیْ لَا تَحْمِلُ وِزْرَ نَفْسٍ
اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ نَفْسٌ

(۱۸) اور کوئی جان گنہگار دوسری جان کا گناہ اپنے ذمہ نہ لے گی

اور اگر کوئی گنہگار آدمی کسی دوسرے کو

مُثْقَلَةٌ بِالْوِزْرِ اِلٰى حِمْلِهَا مِنْهُ أَحَدًا لِيَحْمِلَ بَعْضَهٗ لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ الْمَدْعُوُّ ذَا قُرْبٰى قَرَابَةً كَالْأَبِ وَالْاِبْنِ وَعَدَمُ الْحَمْلِ فِي الشِّقَّيْنِ حُكْمٌ مِّنَ اللّٰهِ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ أَيْ يَخَافُوْنَهٗ وَمَا رَوَاهُ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِالْاِنْذَارِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اَدَامُوْهَا وَمَنْ تَزَكّٰى تَطَهَّرَ مِنَ الشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ فَصَلَاحُهٗ مُخْتَصٌّ بِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ الْمَرْجِعُ فَيُجْزٰى بِالْعَمَلِ فِي الْاٰخِرَةِ

پکارے گا کہ وہ اس کے گناہ اپنے ذمہ لے لیوے تو کچھ بوجھ اس کے گناہوں کا کوئی نہ اٹھاوے گا اگرچہ وہ شخص جس کو یہ پکارتا ہے اس کا قریب رشتہ دار ہو مثل باپ اور بیٹے کے۔ غرض نہ باپ بیٹے کے کام آوے گا نہ بیٹا باپ کے اور یہ کسی کا بوجھ نہ اٹھانا دونوں صورتوں میں حکم الٰہی سے ہے۔ بات یہ ہے کہ تو صرف انہیں کو ڈراتا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بلا دیکھے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ نفع ڈرانے کا انہیں کو ہے جن کے دل میں خوف ہے ورنہ آپ تو سبھی کو ڈراتے تھے۔
اور قائم کرتے ہیں نماز کو
اور جو کوئی شرک وغیرہ سے پاک ہو سو وہ اپنی ہی جان کے واسطے پاکی حاصل کرتا ہے۔ کہ بھلائی اس کی اسی کے لئے ہے اور سب کو اللہ کی طرف جانا ہے سو وہ ہر ایک عمل کا بدلہ آخرت میں دے گا۔

تشریح

(۱۷) کسی دوسری مخلوق کا پیدا کرنا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے | اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ تمہیں ہٹا کر کوئی دوسری مخلوق پیدا کردے لیکن یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کی زمین پر فرماں بردار اور نافرمان سب طرح کے انسان بستے ہیں اور ہر ایک کی ضرورتیں وہ پوری کرتا ہے۔

ادیم زمیں سفرہ عام اوست ❋ بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

(زمین ایک دستر خوان کی طرح اللہ نے بچھا رکھی ہے۔ دوست اور دشمن سب اس کے دیئے ہوئے رزق سے فائدہ اٹھاتے ہیں)
آخر میں ہر ایک نیک و بد کو اس کا بدلہ مل جائے گا۔

(۱۸) قیامت میں کوئی کسی کی ذمہ داری کا بوجھ نہ اٹھائے گا | ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ مل کر رہے گا اور کوئی کسی کے اعمال کا بوجھ اپنے سر نہیں لے گا۔ میدان حشر میں ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ چاہے کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ اگر اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے پکارے گا بھی تو کوئی ادنیٰ سی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔
آخرت میں اعمال کی جزا اور سزا ایک یقینی بات ہے مگر اے پیغمبر آپ کی بات پر کان وہی دھریں گے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔ ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے لوگ آپ کی دعوت کا اثر قبول نہیں کریں گے۔ آپ کے سمجھانے سے وہی لوگ راہ راست پر آسکتے ہیں جن کے دل میں اللہ کا خوف ہے اور وہ اپنے مالک کے آگے جھکنے کے لئے تیار ہیں۔ جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنے بھلے کے لئے کرتا ہے اور ایک دن پلٹنا سب کو اللہ ہی کی طرف ہے۔ جو شخص آپ کی نصیحت سن کر اپنا حال درست کرلے اس میں اسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح اس وقت سامنے آئے گا جب اللہ کے یہاں سب کی پیشی ہوگی۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَ

وَ	لَا الظُّلُمٰتُ	وَ	الْبَصِيْرُ	الْأَعْمٰى	وَمَا يَسْتَوِي
اور	نہ اندھیرے	اور	اور آنکھوں والا	اندھا	اور نہیں برابر

اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ اندھیرے اور

لَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾

وَلَا الْحَرُوْرُ	لَا الظِّلُّ	وَ	لَا النُّوْرُ
اور نہ جھلستی ہُوا	نہ سایہ	اور	نہ روشنی

نہ روشنی (برابر ہیں) اور نہ سایہ اور نہ جھلستی ہُوا

(۱۹) وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ اَلْكَافِرُ وَالْمُؤْمِنُ

(۱۹) اور اندھا اور بینا یعنی مسلمان اور کافر برابر نہیں

(۲۰) وَلَا الظُّلُمٰتُ اَلْكُفْرُ وَلَا النُّوْرُ الْاِيْمَانُ

(۲۰) اور نہ اندھیری کفر کی نور ایمان کے برابر۔

(۲۱) وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ اَلْجَنَّةُ وَالنَّارُ

(۲۱) اور نہ سایہ اور گرمی یعنی جنت اور دوزخ بھی برابر نہیں۔

تشریح

(۱۹) بینا اور نابینا برابر نہیں ہیں | ایک وہ شخص ہے جس کی دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ صاف دیکھ رہا ہے کہ اس کے باہر اور اندر ہر چیز اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔ اور ہر چیز شہادت دے رہی ہے کہ انسان اللہ کے حضور میں جواب دہ ہے —— دوسرا شخص وہ ہے جو سچائیوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور اسے نظر نہیں آتا کہ کائنات کا سارا نظام اور خود اس کا اپنا وجود کس صداقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

جس طرح اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں اسی طرح یہ دونوں شخص بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

(۲۰) روشنی اور اندھیرا ایک جیسے نہیں ہیں | ایک شخص وہ ہے جو جاہلیت کے خیالات اور اپنے ہی قائم کئے ہوئے قیاسات کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو پیغمبر کی دی ہوئی دعوت کی روشنی سامنے آتے ہی یہ بات اس پر کھل گئی کہ فلاح کی راہ صرف وہ ہے جو اللہ کے رسول نے دکھائی ہے جس طرح روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہیں اسی طرح یہ شخص جو اندھیرے میں بھٹک رہا ہے اور وہ شخص جو ایمان کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کر رہا ہے۔ برابر نہیں ہیں۔

(۲۱) دھوپ کی تیزی اور ٹھنڈی چھاؤں برابر نہیں ہیں | کون کہہ سکتا ہے کہ دھوپ کی تپش اور تیزی اور ٹھنڈی چھاؤں برابر ہیں —— اسی طرح اللہ کی رحمت کی سائے میں جگہ پانے والا اور جہنم کی تپش میں جھلسنے والا دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ جس طرح یہ دونوں چیزیں الگ ہیں اسی طرح ان دونوں کا انجام بھی ایک جیسا نہیں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِى الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ

وَمَا يَسْتَوِى	الْأَحْيَآءُ	وَلَا	الْأَمْوَاتُ	إِنَّ اللّٰهَ	يُسْمِعُ	مَنْ يَّشَآءُ	وَمَآ
اور نہیں برابر	زندے	اور نہ	مُردے	بیشک اللہ	سنا دیتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	اور نہیں

اور برابر نہیں زندے (عالم) اور نہ مُردے (جاہل) بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم

أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾

أَنْتَ	بِمُسْمِعٍ	مَّنْ	فِى الْقُبُوْرِ	إِنْ أَنْتَ	إِلَّا	نَذِيْرٌ
تم	سنانے والے	جو	قبروں میں	تم نہیں	مگر فقط	ڈرانے والے

(ان کو) سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں بلکہ تم صرف ڈرانے والے ہو۔

﴿٢٢﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَزِيَادَةُ لَا فِى الثَّلٰثَةِ تَاكِيْدٌ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ هِدَايَتَهُ فَيُجِيْبُهُ بِالْإِيْمَانِ وَمَآ أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ○ اَىِ الْكُفَّارُ شَبَّهَهُمْ بِالْمَوْتٰى فَلَا يُجِيْبُوْنَ

﴿٢٣﴾ إِنْ مَا أَنْتَ إِلَّا نَذِيْرٌ ○ مُنْذِرٌ لَّهُمْ

﴿٢٢﴾ اور نہ زندہ اور نہ مردہ یعنی اہل ایمان اور کفار برابر نہیں۔ اللہ جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کو سناتا ہے جس سے وہ اللہ کا حکم سُن کر ایمان لاتا ہے۔ اور تو قبروں کے مردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی کافروں کو اللہ تعالٰی نے کافروں کو مردوں کے مشابہ فرمایا ہے سو جیسے مردے بات کا جواب نہیں دے سکتے اور نہیں سنتے ایسے ہی کافر بھی ایمان کو قبول نہیں کر سکتے۔

﴿٢٣﴾ تو قرآن کو ڈرانے والا ہے

تشریح

﴿٢٢﴾ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں | ایک زندہ شخص جس میں احساس ہو، ادراک اور فہم و شعور ہو۔ اور ایک مردہ شخص جو بے حس و حرکت ہو کیا ان دونوں کو ایک جیسا کہا جائے گا؟ اگر ایک شخص واقعی زندہ ہے اور اس میں احساس موجود ہے اور ادراک و فہم کی قوتیں موجود ہیں تو کیا وہ اپنے اندر اور باہر اللہ کی قدرت کی نشانیاں محسوس نہیں کرتا۔؟ کیا اس کو نظر نہیں آتا کہ اس کائنات کا نظام کس طرح ایک قانون سے بندھا ہوا ہے۔ کیا خود اس کو اپنے اندر فطرت کے ساز سنائی نہیں دیتے؟ مگر جو خود سننا نہیں چاہتا — اللہ تعالٰی بھی اس کو نہیں سنواتے — اور اے نبی ﷺ تم بھی اس کو نہیں سنا سکتے جو بے حسی کی قبر میں مدفون ہیں — اللہ چاہے تو پتھروں کو بھی سماعت دے سکتے ہیں لیکن اللہ کا یہ قانون نہیں ہے کہ جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہوں اور جو بات سننا ہی نہ چاہیں ان کے بہرے کانوں میں حق کی صدائیں داخل کر دے۔ اس کی اور رسول کی بات وہی سُن سکتے ہیں جو معقول بات پر کان دھرنے کے لئے تیار ہوں۔

اللہ تو مُردوں کو بھی سُنوا سکتا ہے مگر یہ قدرت اللہ کے سوا اور کسی کو — نہیں۔

جہاں کہیں مُردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی روح سنتی ہے۔ قبر میں پڑا ہوا اس کا جسم نہیں سُنتا۔

﴿٢٣﴾ اے پیغمبر آپ صرف خبردار کرنے والے ہیں | اے پیغمبر آپ کا کام یہ ہے کہ آپ لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اس کے بعد اگر کوئی گمراہی کے اندھیرے میں بھٹکتا ہے تو بھٹکتا رہے آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جو خود دیکھنا نہ چاہیں ان کو راہ دکھانے جو خود سننا نہ چاہیں ان کو سنانے کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَإِنْ مِّنْ

مِّنْ	وَإِنْ	وَّنَذِيْرًا	بَشِيْرًا	بِالْحَقِّ	أَرْسَلْنٰكَ	إِنَّآ
کوئی	اور نہیں	اور ڈر سنانے والا	خوش خبری دینے والا	حق کے ساتھ	ہم نے آپ کو بھیجا	بیشک ہم

بے شک ہم نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ اور کوئی امت

أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾

نَذِيْرٌ	فِيْهَا	إِلَّا خَلَا	أُمَّةٍ
کوئی ڈرانے والا	اس میں	مگر گزرا	امت

نہیں، جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو۔

﴿۲۴﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بِالْهُدٰى بَشِيْرًا مَنْ أَجَابَ إِلَيْهِ وَنَذِيْرًا مَنْ لَمْ يُجِبْ إِلَيْهِ وَإِنْ مَا مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا سَلَفَ فِيْهَا نَذِيْرٌ ○ نَبِيٌّ يُنْذِرُهَا

﴿۲۴﴾ ہم نے اے محمدؐ تجھ کو ہدایت دے کر بھیجا اس حال میں تو بشارت دیتا ہے ان لوگوں کو جو اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور ڈراتا ہے ان لوگوں کو جو ہدایت کی طرف رُخ نہیں کرتے۔ اور کوئی گروہ پہلے نہیں گزرے مگر اس میں پیغمبر ڈرانے والا آیا ہے۔

تشریح

﴿۲۴﴾ پچھلی امتوں کی طرح ہم نے آپ کو حق کی دعوت دینے ___ بھیجا ہے اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ ہر قوم کی رہبری کے لئے وہ اپنے نبی اور رسول بھیجتا رہا ہے جیسا کہ سورۂ رعد میں فرمایا۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (آیت ۷) (ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا بھیجا گیا ہے۔ ___ سورۂ حجر میں فرمایا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْأَوَّلِيْنَ (ہم تم سے پہلی بہت سی گزری ہوئی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں۔)

سورۂ نحل میں ارشاد ہوا۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا (آیت ۳۶)
(ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے۔)

سورۂ شعراء میں ارشاد ہوا۔ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ (آیت ۲۰۸)
(ہم کبھی کسی بستی کو اس کے بغیر ہلاک نہیں کیا کہ اس کے لئے خبردار کرنے والے موجود تھے)

ہر قوم کے لئے نبی بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک نبی کی بات اور اس کی دعوت جہاں تک پہنچ سکتی ہے اس علاقے اور خطے کے لئے وہی نبی کافی ہوجاتا ہے اور جب تک نبی کی دعوت اپنی اصل شکل میں موجود رہتی ہے اس وقت دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جس طرح پچھلی قوموں کے لئے پیغمبروں کے بھیجنے کا سلسلہ رہا ہے اسی طریقے کے مطابق اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دعوتِ حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ جو اللہ کے دین کی دعوت کو قبول کرلیں ان کے لئے اللہ کے انعامات کی بشارت اور جو سچائی کو نہ مانیں ان کو متنبہ اور خبردار کرنا اور انجام سے باخبر کرنا ہر دور میں پیغمبر کی ذمہ داری یہی رہی ہے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

وَاِنْ	يُّكَذِّبُوْكَ	فَقَدْ كَذَّبَ	الَّذِيْنَ	مِنْ
اور اگر	وہ تمہیں جھٹلائیں	تو تحقیق جھٹلایا	وہ لوگ جو	سے

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں، تو تحقیق ان کے اگلے لوگوں نے بھی

قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ

قَبْلِهِمْ	جَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	وَ	بِالزُّبُرِ
ان کے اگلے	آئے ان کے پاس	ان کے رسول	روشن دلائل کے ساتھ	اور	صحیفوں کے ساتھ

جھٹلایا، ان کے پاس ان کے رسول آئے روشن دلائل (نشانات) اور صحیفوں اور

وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ

وَبِالْكِتٰبِ	الْمُنِيْرِ	ثُمَّ	اَخَذْتُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	فَكَيْفَ
اور کتابوں کے ساتھ	روشن	پھر	میں نے پکڑا	وہ جنھوں نے کفر کیا	پھر کیسا

روشن کتابوں کے ساتھ پھر جن لوگوں نے کفر کیا میں نے انہیں پکڑا پھر کیسا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا ع

كَانَ	نَكِيْرِ	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ + اللّٰهَ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَخْرَجْنَا
ہوا	میرا عذاب	کیا تو نے نہیں دیکھا	بے شک اللہ	اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے نکالے

ہوا میرا عذاب۔ کیا تو نے نہیں دیکھا؟ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے

بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ

بِهٖ	ثَمَرٰتٍ	مُّخْتَلِفًا	اَلْوَانُهَا	وَمِنَ	الْجِبَالِ	جُدَدٌ	بِيْضٌ
اس سے	پھل (جمع)	مختلف	ان کے رنگ	اور سے۔ ہیں	پہاڑوں	راستے	سفید

پھل نکالے، ان کے رنگ مختلف ہیں، اور پہاڑوں میں راستے (گھاٹیاں) ہیں سفید

وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ

وَّحُمْرٌ	مُّخْتَلِفٌ	اَلْوَانُهَا	وَغَرَابِيْبُ	سُوْدٌ	وَمِنَ + النَّاسِ
اور سرخ	مختلف	ان کے رنگ	اور گہرے رنگ	سیاہ	اور لوگوں سے۔ میں

اور سرخ ان کے رنگ مختلف ہیں اور (کچھ) گہرے سیاہ رنگ کے اور اسی طرح لوگوں میں

وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

وَالدَّوَآبِّ	وَالْاَنْعَامِ	مُخْتَلِفٌ	اَلْوَانُهٗ	كَذٰلِكَ	اِنَّمَا	يَخْشَى اللّٰهَ
اور جانور (جمع)	اور چوپائے	مختلف	ان کے رنگ	اسی طرح	اس کے سوا نہیں	ڈرتے ہیں اللہ

اور جانوروں اور چوپایوں میں ان کے رنگ مختلف ہیں اس کے سوا نہیں کہ اللہ سے اس کے

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

مِنْ	عِبَادِهٖ	الْعُلَمٰٓؤُا	اِنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	غَفُوْرٌ
سے	اس کے بندے	علم والے	بے شک	اللہ	غالب	بخشنے والا

علم والے بندے (ہی) ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ غالب، بخشنے والا ہے

(۲۵) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الْمُعْجِزَاتِ وَبِالزُّبُرِ صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ○ هُوَ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا

(۲۶) ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِتَكْذِيْبِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ اِنْكَارِىْ عَلَيْهِمْ بِالْعُقُوْبَةِ وَالْاِهْلَاكِ اَىْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهٗ

(۲۷) اَلَمْ تَرَ تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ كَاَخْضَرَ وَاَحْمَرَ وَاَصْفَرَ وَغَيْرِهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ ۢ جَمْعُ جُدَّةٍ طَرِيْقٌ فِى الْجَبَلِ وَغَيْرِهٖ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ وَصُفْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا بِالشِّدَّةِ وَالضُّعْفِ وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ عَطْفٌ عَلٰى جُدَدٍ اَىْ صُخُوْرٌ شَدِيْدَةُ السَّوَادِ يُقَالُ كَثِيْرًا اَسْوَدُ غِرْبِيْبٌ وَقَلِيْلًا غِرْبِيْبٌ اَسْوَدُ

(۲۵) اور اگر مکہ والے تجھ کو جھٹلاویں تو غم نہ کر کیوں کہ پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔ ان کے پیغمبر ان کے پاس ظاہر معجزے اور صحیفہ ابراہیم کے اور کتاب روشن لائے یعنی توریت اور انجیل۔ سو جیسے ان پیغمبروں نے صبر کیا تو بھی صبر کر۔

(۲۶) پھر میں نے پکڑا ان کو بہ سبب ان کے جھٹلانے کے۔ سو کیسے ہوا میرا انکار کرنا اور سزا دینا اور ان کو ہلاک کرنا یعنی مناسب اور اپنے موقعہ پر ہوا۔

(۲۷) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا الخ کیا تو نہیں جانتا کہ بے شبہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا سو ہم نے نکالا اس پانی سے مختلف رنگوں کے پھلوں کو۔ کوئی سبز کوئی سُرخ کوئی زرد وغیرہ۔ اور پہاڑوں میں طرح طرح کے رنگ کے پہاڑ ہیں سفید اور سرخ اور زرد اور ان کے رنگ مختلف ہیں کوئی زیادہ سفید اور زیادہ سُرخ اور کوئی کم۔ اور بعض پہاڑوں کے رنگ نہایت سیاہ کہ ان کے پتھر غایت درجہ کے سیاہ ہیں۔

(۲۸) وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○

کاختلاف الثمار والجبال ۔ بخلاف الجھال ککفار مکۃ ۔ فی ملکہ ۔ لذنوب عبادہ المؤمنین

(۲۸) اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی ایسے ہی مختلف رنگ ہیں جیسے پھل اور پہاڑ مختلف رنگ کے۔ بات یہ ہے کہ اللہ سے اس کے بندے عالم ہی ڈرتے ہیں۔ بخلاف جاہلوں کے جیسے مکہ کے کافر کہ ان کے دل میں ڈر نہیں ۔ بے شبہ اللہ غالب ہے اپنی بادشاہت میں بخشنے والا ہے گناہ اپنے مسلمان بندوں کے۔

تشریح

(۲۵) کھلے دلائل کے باوجود رسولوں کو جھٹلایا گیا | ہم نے جن پیغمبروں کو انسانوں کی رہبری کے لئے بھیجا ان کے پاس وہ نبی یا رسول کھلے دلائل لے کر آئے ان میں سے کسی کو چھوٹے چھوٹے صحیفے دئے گئے جن میں اخلاقی ہدایات تھیں کسی کو روشن ہدایت والی کتاب شریعت دی گئی۔ ان کھلی نشانیوں کے باوجود ان کو جھٹلایا گیا، ان کی تکذیب کی گئی اور ان کی دعوت کو ماننے سے انکار کیا گیا آج اگر اے پیغمبر آپ کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے کہ آپ کو وہ کتاب دی گئی ہے جس میں حق کی روشن نشانیاں موجود ہیں اور آپ کی زندگی خود ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح لوگوں کے سامنے ہے اس کے باوجود آپ کو جھٹلایا جارہا ہے جس طرح پچھلے پیغمبروں کو جھٹلایا گیا۔

(۲۶) جھٹلانے والوں کا انجام بھی دیکھو | مگر جنھوں نے حق و صداقت کو اور روشن دلیلوں کو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور اپنے غرور میں مبتلا ہو کر جھٹلایا تھا جب ہم نے ان کو پکڑا تو ذرا ان کا انجام دیکھو اور دیکھو میری سزا کیسی سخت تھی۔ اگر تاریخ درس عبرت کا نام ہے تو دیکھنے والوں کے لئے اس میں نصیحت کا سامان موجود ہے۔

(۲۷) کائنات کے مختلف رنگوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں | اللہ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں جدھر بھی نظر ڈالو گے تمہیں الگ الگ رنگ نظر آئیں گے۔ کہیں یک رنگی اور یکسانیت نہیں ملے گی۔ اب دیکھو آسمان سے پانی برستا ہے اور اس پانی کے ذریعے اللہ تم مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ ایک ہی درخت کے دو پھل سائز اور مزے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کو دیکھو تو اس میں بھی کہیں تمہیں سفید کہیں سرخ اور کہیں گہری سیاہ دھاریاں نظر آئیں گی۔ یہ الگ الگ رنگ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا کیسا عظیم خالق ہے جس نے بیحد و حساب ڈیزائن بنائے ہیں۔

(۲۸) مخلوقات کے مختلف رنگ | نباتات اور جمادات کے بعد اب ذرا دوسری مخلوقات پر نظر ڈالو۔ اللہ کی بنائی ہوئی دنیا میں طرح طرح کے لوگ نظر آئیں گے جن کے رنگ روپ الگ، مزاج الگ، طبیعتیں الگ، ذہن اور صلاحیتیں الگ اور ہر انسان کا طرز فکر الگ، یہاں تک کہ ایک ہی ماں باپ کے بچوں میں یکسانیت نظر نہیں آئے گی۔ اسی طرح جانوروں میں مویشیوں میں مختلف قسم کی مخلوق نظر آئے گی۔ یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں اور اس کی حکمت کی دلیل ہیں۔ جو جتنا اللہ سے واقف ہوگا اس کی قدرت اس کے علم اس کی حکمت اور اس کی عظمت کی جتنی معرفت ہوگی اتنا ہی وہ نافرمانی سے ڈرے گا۔ اللہ تعالےٰ زبردست ہیں جب چاہیں نافرمانوں کو پکڑ سکتے ہیں کوئی ان کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ مگر وہ درگزر کرنے والے ہیں یہ اس کی شان عفو ہے کہ انسانوں کو مہلت دیتا ہے اور ان سے درگزر کرتا ہے۔

نفع بھی اس کے قبضہ میں ہے کہ خطا کاروں کو معاف فرمادے۔ اور ضرر کا مالک بھی وہی ہے کہ خطا پر گرفت کرسکتا ہے نفع و ضرر سب اس کے قبضہ میں ہے، ہر حیثیت سے ڈرنے کے لائق وہی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا

إِنَّ	الَّذِينَ	يَتْلُونَ	كِتَابَ اللَّهِ	وَأَقَامُوا	الصَّلَاةَ	وَأَنْفَقُوا	مِمَّا
بیشک	وہ لوگ	جو پڑھتے ہیں	اللہ کی کتاب	اور قائم رکھتے ہیں	نماز	اور خرچ کرتے ہیں	اس سے جو

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا اس

رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ (٢٩) لِيُوَفِّيَهُمْ

رَزَقْنَاهُمْ	سِرًّا	وَعَلَانِيَةً	يَرْجُونَ	تِجَارَةً	لَنْ تَبُورَ	لِيُوَفِّيَهُمْ
ہم نے انھیں دیا	پوشیدہ	اور ظاہر	وہ امید رکھتے ہیں	ایسی تجارت	ہرگز گھاٹا نہیں	تاکہ وہ پورے پورے دے

میں سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں (جس میں) ہرگز گھاٹا نہیں، تاکہ اللہ انہیں ان کے

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (٣٠)

أُجُورَهُمْ	وَيَزِيدَهُمْ	مِنْ فَضْلِهِ	إِنَّهُ	غَفُورٌ	شَكُورٌ
ان کے اجر	اور انھیں زیادہ دے	اپنے فضل سے	بیشک وہ	بخشنے والا	قدردان

اجر (و ثواب) پورے پورے دے اور انہیں (اور) زیادہ دے اپنے فضل سے بے شک وہ بخشنے والا قدر دان ہے۔

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

وَالَّذِي	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	مِنَ الْكِتَابِ	هُوَ الْحَقُّ	مُصَدِّقًا
اور وہ جو	ہم نے وحی بھیجی ہے	تمہاری طرف	کتاب	وہ حق	تصدیق کرنے والی

اور وہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بھیجی ہے وہ حق ہے اس کی تصدیق کرنے والی ہے

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ (٣١)

لِمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	إِنَّ + اللَّهَ	بِعِبَادِهِ	لَخَبِيرٌ	بَصِيرٌ
اس کی جو	ان کے پاس	بے شک اللہ	اپنے بندوں سے	البتہ خبردار	دیکھنے والا

جو ان کے پاس ہے بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے۔

(٢٩) إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ يَقْرَءُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ أَدَامُوهَا وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً زَكَاةً وَغَيْرَهَا يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ○ تَهْلِكُ

(۲۹) بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔
اور نماز برابر ادا کرتے ہیں۔
اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر یعنی زکوٰۃ وصدقہ نفلی دیتے رہتے ہیں وہ امیدوار ہیں اس تجارت کے جو ہرگز نابود اور ہلاک

(۳۰) لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ ثواب اعمالہم المذکورۃ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ لذنوبہم شَكُوْرٌ ○ لطاعتہم۔

(۳۰) تاکہ ان کو اللہ پورا ثواب اُن کے عملوں کا جن کا ذکر ہوا عطا فرمائے اور اپنے فضل سے ان کو اور اس سے بھی زیادہ ثواب دیدے، بے شبہ وہ بخشنے والا ہے ان کے گناہوں کو قبول کرنے والا ہے ان کی طاعت اور بندگی کو۔

(۳۱) وَالَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ القرآن هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ تقدمہ من الکتاب اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ○ عالم بالبواطن والظواهر

(۳۱) اور وہ کتاب جو ہم نے تیری طرف وحی کی یعنی قرآن وہ بھی کتاب ہے تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے گزریں بے شبہ اللہ اپنے بندوں کے ظاہر اور باطن حالات کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔

تشریح

(۲۹) نفع بخش تجارت | جو لوگ اللہ سے ڈر کر اس سے خبردار ہو کر اس کی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں مالی اور بدنی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ ان کے قیمتی وقت کو اپنے لئے خریدنے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور اس تجارت میں انھوں نے اپنی پوری زندگی کھپادی ہے۔ اس لئے اس میں نقصان کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اس میں نفع ہی نفع ہے۔

(۳۰) اللہ تعالیٰ ان کو پورے اجر سے بھی زیادہ ہی دے گا | جس طرح آدمی کاروبار میں اپنا پیسہ بھی لگاتا ہے اور محنت اور قابلیت بھی اس میں صرف کرتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اس کا اصل سرمایہ مع نفع کے اس کو واپس ملے گا۔ اسی طرح ایک مومن اللہ کی فرماں برداری اس کی بندگی اور اطاعت میں اپنا مال اپنا وقت اپنی محنت اور قابلیت صرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اطمینان دلا رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کو نہ صرف یہ کہ پورا پورا اجر ملے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت کچھ عطا فرمائے گا دنیا کے کاروبار میں گھاٹے کا بھی خطرہ ہوتا ہے مگر بندہ خلوص کے ساتھ اللہ کے لئے جو عمل کرتا ہے اس میں خسارے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

کیوں کہ اہل ایمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ تنگ دلی کا نہیں ہے۔
وہ فیاض وکریم آقا ہے خطاؤں پر چشم پوشی بھی کرتا ہے اور ـــــ
خدمت کی قدر بھی کرتا ہے۔

(۳۱) قرآن کتاب برحق، سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور بندوں کے لئے ضابطہ حیات ہے | اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ کتاب (قرآن مجید) جو ہم نے وحی کے ذریعہ تمہاری طرف بھیجی ہے، کتاب برحق ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو پچھلے انبیاء کی تعلیم سے مختلف ہو بلکہ وہی ازلی اور ابدی حقیقت جو شروع سے ہمارے تمام انبیاء پیش کرتے رہے ہیں یہ کتاب ان کی تصدیق کرتی ہوئی اسی سچائی کی تعلیم دیتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال سے باخبر ہیں اور اللہ کو معلوم ہے کہ بندوں کی رہنمائی کے لئے کون سا طریقہ مناسب ہے اور اس کی نگاہ ہر چیز پر پوری طرح رہتی ہے وہ انسانی فطرت کا رازدار ہے۔ اس لئے یہ کتاب بندوں کے لئے ضابطۂ حیات متعین کرتی ہے تاکہ اس کے بندے ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے اپنے خالق کی منشا کو اور خود اپنی مصلحتوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکیں اور ان پر چل کر دونوں جہاں کی فلاح و مراد پا سکیں۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

ثُمَّ	اَوْرَثْنَا	الْكِتٰبَ	الَّذِيْنَ	اصْطَفَيْنَا	مِنْ	عِبَادِنَا
پھر	ہم نے وارث بنایا	کتاب	وہ جنہیں	ہم نے چنا	سے۔کو	اپنے بندے

پھر ہم نے اپنے چنے ہوئے بندوں کو کتاب کا وارث بنایا،

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

فَمِنْهُمْ	ظَالِمٌ	لِّنَفْسِهٖ	وَمِنْهُمْ	مُّقْتَصِدٌ	وَمِنْهُمْ
پس ان سے (کوئی)	ظلم کرنے والا	اپنی جان پر	اور ان سے (کوئی)	میانہ رو	اور ان سے (کوئی)

پس ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے اور ان میں سے کوئی

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

سَابِقٌ	بِالْخَيْرٰتِ	بِاِذْنِ + اللّٰهِ	ذٰلِكَ	هُوَ	الْفَضْلُ
سبقت لے جانے والا	نیکیوں میں	حکم سے اللہ کے	یہ	وہ (ہی)	فضل

اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والا ہے یہی ہے بڑا

الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

الْكَبِيْرُ	جَنّٰتُ + عَدْنٍ	يَّدْخُلُوْنَهَا	يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا	مِنْ
بڑا	باغات ہمیشگی کے	وہ ان میں داخل ہوں گے	وہ زیور پہنائے جائیں گے	ان میں	سے۔کا

فضل ہمیشگی کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہونگے۔ ان میں کنگنوں کے زیور پہنائے

اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

اَسَاوِرَ	مِنْ	ذَهَبٍ	وَّلُؤْلُؤًا	وَلِبَاسُهُمْ	فِيْهَا	حَرِيْرٌ
کنگن (جمع)	سے	سونا	اور موتی	اور ان کا لباس	اس میں	ریشم

جائیں گے سونے اور موتی کے، اور ان میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔

﴿۳۲﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا اَعْطَيْنَا الْكِتٰبَ الْقُرْاٰنَ
الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
عِبَادِنَا وَهُمْ اُمَّتُكَ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ
لِّنَفْسِهٖ ۚ بِالتَّقْصِيْرِ فِي الْعَمَلِ
بِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ يَعْمَلُ

﴿۳۲﴾ پھر ہم نے عطا کیا قرآن اور بندوں کو جن کو ہم نے برگزیدہ کیا یعنی امت محمدی کو سو بعض ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کہ ان کے اعمال میں قصور ہے۔

اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں کہ اکثر وقت اعمال خیر

بِهٖ فِیْ اَغْلَبِ الْاَوْقَاتِ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ یَضُمُّ اِلَی الْعَمَلِ بِهِ التَّعْلِیْمَ وَالْاِرْشَادَ اِلَی الْعَمَلِ بِاِذْنِ اللّٰهِ بِاِرَادَتِهٖ ذٰلِكَ اَیْ اِیْرَاثُهُمُ الْكِتَابَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ○	میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے بھلائیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں کہ خود بھی عمل نیک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تعلیم وارشاد کرتے ہیں اور عمل نیک کی طرف بلاتے ہیں اللہ کے ارادہ اور حکم سے۔ یہ ان کو کتاب عطا کرنا ان پر بڑا فضل اللہ کا ہے۔
(۳۳) جَنّٰتُ عَدْنٍ اِقَامَةٍ یَّدْخُلُوْنَهَا اَیِ الثَّلٰثَةُ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَلِلْمَفْعُوْلِ خَبَرُ جَنّٰتٍ الْمُبْتَدَاُ	(۳۳) ان کے رہنے کو جنتیں ہیں کہ وہ ہر سہ گروہ ان میں داخل ہوں گے۔
یُحَلَّوْنَ خَبَرٌ ثَانٍ فِیْهَا مِنْ بَعْضِ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا مُرَصَّعٍ بِالذَّهَبِ	وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔
وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ○	اور لباس ان کا جنت میں ریشمی ہوگا۔

تشریح

(۳۲) **کتاب اللہ کے وارث اور ان کے درجات** | قرآن اللہ کا کلام ہے اس کی کتاب ہے جو اس نے وحی کے ذریعہ اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کی، یہ کتاب تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے لیکن جن لوگوں نے آگے بڑھ کر اس ہدایت کو سنبھالا اور اس کے وارث بنے اس کتاب پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے وہ سب یکساں درجے کے نہیں ہیں۔ یہ اہل ایمان تین قسم کے ہیں۔

۱۔ وہ اہل ایمان جن کو قرآن "ظالم لنفسہ" کہتا ہے یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان تو اللہ کی کتاب اور محمد ﷺ پر سچے دل سے لاتے ہیں مگر ان کی پیروی کا جو حق ہے وہ پورا پورا ادا نہیں کرتے۔ مومن ہونے کے ساتھ ساتھ گناہوں میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ باغی تو نہیں ہیں مگر خطا کار ضرور ہیں۔ اور اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔

۲۔ دوسرے وہ اہل ایمان جو درمیانی درجے کے ہیں ان کو قرآن "مقتصد" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ نہ تو گناہوں میں ہی پوری طرح مبتلا ہیں اور نہ پوری طرح فرماں برداری کا حق ادا کرتے ہیں۔ کچھ فرماں بردار کچھ خطا کار درمیانے سے لوگ ہیں۔ یہ کوشش کرتے ہیں کہ فرماں برداری کی زندگی گزاریں، اپنے نفس کو قابو میں رکھیں مگر کبھی کبھی پھسل بھی جاتے ہیں۔ یہ لوگ تعداد میں پہلے گروہ سے کم ہیں۔

۳۔ کامل درجے کے اہل ایمان نیکیوں میں سب سے آگے آگے، بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش، دین کے لئے قربانیاں دینے والے کوئی خطا ہو جائے تو ندامت کے آنسو بہاتے ہیں اور آئندہ پوری طرح محتاط رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ سنت اور مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے گناہ کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں ——— اعلیٰ درجے کی بزرگی اور فضیلت ان کو حاصل ہے۔ امت مسلمہ میں یہ لوگ سب سے افضل لوگ ہیں۔

آگے بڑھ کر ایمان لے آنا اور نبی کی کتاب کا وارث ہونا یہ اللہ کا بڑا فضل ہے ——— اور یہ اور بھی بڑا فضل ہے کہ کسی کو ایمان کا اعلیٰ درجہ حاصل ہو جائے اور دین کی وہ محبت اس کے دل میں ہو کہ اس کے لئے ہر طرح کی جانثاری

اور قربانی کے لئے تیار رہے۔

اگرچہ یک گونہ اللہ کے فضل و کرم میں تینوں ہی قسم کے لوگ شامل ہیں اور ایمان کا ہونا یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے مگر تینوں درجات کے لوگ ہیں۔

(۳۳) اہل ایمان آخرکار جنت میں جائیں گے | اوپر کی آیت ۳۲ کے آغاز میں ارشاد ہوا ہے کہ: "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا" یعنی پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے اس کتاب کی وراثت کے لئے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ یعنی پوری نوع انسانی میں سے ان لوگوں کو چھانٹ لیا جو اللہ کی کتاب کے وارث ہوں جنھوں نے اس کو قبول کرلیا وہ اس شرف کے لئے چن لئے گئے — جن کو ایمان کی یہ دولت حاصل ہوئی وہ خوش نصیب بندے آخرکار ان بندوں سے الگ ہوں گے جنھوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔ قبول کرنے والے اور قبول نہ کرنے والے یکساں نہ ہوں گے اور نہ ہونا چاہیئے۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ کامل درجے کے ایمان والے بلاحساب اللہ کی جنت میں داخل ہوں گے۔

درمیانی درجے کے لوگ وہ ہوں گے جن سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔

پھر "ظالم لنفسہ" وہ لوگ ہوں گے جن کے حساب میں سختی ہوگی ان کے گناہوں کے مطابق ان کو سزا بھی ملے گی۔

لیکن آخرکار یہ سب لوگ اللہ کی رحمت سے اس کی جنت میں داخل ہوں گے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

فَاَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰٓئِكَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَسِيْرًا وَاَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ يُحْبَسُوْنَ طُوْلَ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ تَتَلَقَّاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔

(جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔ اور جو بیچ کی راس رہے ہیں۔ ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک کے رکھے جائیں گے پھر ان ہی کو اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کردیا۔)

اس حدیث سے آیت مذکورہ میں بیان کئے گئے تینوں طبقوں کے بارے میں پوری وضاحت ہوجاتی ہے۔

قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر اور بعض احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہیں کہ ان کے کرنے والے اہل ایمان کو دوزخ کی سزا دی جائے گی۔ البتہ اس سزا کے بعد ان کو دوزخ سے نجات قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اہل ایمان کے لئے دنیا میں جن چیزوں سے روکا گیا ہے جنت میں جانے کے بعد وہ چیزیں ان کے لئے حلال ہوں گی مثلاً مسلمان مردوں کو سونے کے استعمال سے اور ریشمی لباس سے روکا گیا ہے لیکن جنت میں یہ چیزیں ان کے لئے حلال ہوں گی۔ جب وہ اس جنت میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے تو انھیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کا لباس ریشم کا بنا ہوا ہوگا جو اُن کے لئے فاخرانہ لباس ہوگا اور دنیا میں انھوں نے اس حکم کی پابندی کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو سونے اور موتیوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ ریشمی لباس بھی پہنائیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا

وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِيْٓ	اَذْهَبَ	عَنَّا	الْحَزَنَ	اِنَّ	رَبَّنَا
اور وہ کہیں گے	تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس نے	دور کردیا	ہم سے	غم	بیشک	ہمارا رب

اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم دور کردیا۔ بے شک ہمارا رب

لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝۳۴ۙ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ

لَغَفُوْرٌ	شَكُوْرٌ	الَّذِيْٓ	اَحَلَّنَا	دَارَ الْمُقَامَةِ	مِنْ
البتہ بخشنے والا	قدردان	وہ جس	ہمیں اتارا	ہمیشہ رہنے کا گھر	سے

بخشنے والا ہے، قدردان ہے۔ وہ جس نے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا اپنے

فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ

فَضْلِهٖ	لَا يَمَسُّنَا	فِيْهَا	نَصَبٌ	وَّلَا يَمَسُّنَا	فِيْهَا	لُغُوْبٌ	وَالَّذِيْنَ
اپنا فضل	نہ ہمیں چھوئے (پہنچے)	اس میں	کوئی تکلیف	اور نہ ہمیں چھوئے	اس میں	تھکاوٹ	اور جن لوگوں نے

فضل سے، نہ ہمیں اس میں کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ چھوئے۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

كَفَرُوْا	لَهُمْ	نَارُ جَهَنَّمَ	لَا يُقْضٰى	عَلَيْهِمْ	فَيَمُوْتُوْا	وَلَا يُخَفَّفُ
کفر کیا انہوں نے	ان کے لئے	جہنم کی آگ	نہ قضا آئے گی	ان پر	کہ وہ مرجائیں	اور نہ ہلکا کیا جائے گا

کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہ ان پر قضا آئے گی کہ وہ مرجائیں اور نہ ان سے ہلکا

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝۳۶ۚ

عَنْهُمْ	مِّنْ	عَذَابِهَا	كَذٰلِكَ	نَجْزِيْ	كُلَّ	كَفُوْرٍ
ان سے	سے کچھ	دوزخ کا عذاب	اسی طرح	ہم سزا دیتے ہیں	ہر	ناشکرے

کیا جائے گا دوزخ کا کچھ عذاب، اسی طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیتے ہیں

۳۴ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ
اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ جَمِيْعَهٗ
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ لِلذُّنُوْبِ
شَكُوْرٌ ○ لِلطَّاعَاتِ
۳۵ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

۳۴ اور وہاں جاکر وہ کہیں گے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے تمام رنج و غم دور کئے بیشک ہمارا رب گناہ بخشتا ہے اور وہ عبادتوں کا قبول فرمانے والا ہے۔

۳۵ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ایسی جگہ رہنے کو دی کہ جہاں

اَیِ الْاِقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ○ اَعْیَاءٌ مِنَ التَّعَبِ لِعَدَمِ التَّکْلِیْفِ فِیْهَا وَذِکْرُ الثَّانِی التَّابِعِ لِلْاَوَّلِ لِلتَّصْرِیْحِ بِنَفْیِہٖ

نہ ہم کو کوئی کلفت پیش آتی ہے نہ تکان (کیونکہ جنت دار تکلیف نہیں)

(۳۶) وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ بِالْمَوْتِ فَیَمُوْتُوْا یَسْتَرِیْحُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا طَرْفَةَ عَیْنٍ کَذٰلِکَ کَمَا جَزَیْنٰهُمْ نَجْزِیْ کُلَّ کَفُوْرٍ ○ کَافِرٍ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ الْمَفْتُوْحَۃِ مَعَ کَسْرِ الزَّایِ وَنَصْبِ کُلَّ

(۳۶) اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے واسطے دوزخ کی آگ ہے کہ وہاں ان کو موت آوے۔ جس سے وہ آرام پاویں۔ اور نہ ایک لحظہ اون سے عذاب کم ہو جس طرح ہم نے ان کافروں کو سزا دی اسی طرح ہم ہر ایک کافر ناشکرے کو سزا دیتے ہیں۔

تشریح

(۳۴) جنت میں غم و فکر سے آزادی | اہل جنت کو جہاں ہر طرح کی راحتیں حاصل ہوں گی وہاں ہر قسم کے غم و فکر اور پریشانیوں سے بھی وہ دور رہیں گے۔ اور وہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ اس..... نے ہماری تمام پریشانیوں کو دُور کر دیا اور اپنے انجام کی جو فکر لگی رہتی تھی وہ بھی دور ہو گئی۔ اور وہ اس بات پر اللہ کے شکر گزار ہوں گے کہ اس نے ہمارے گناہوں کو معاف کر دیا اور از راہ قدر دانی ہماری اطاعت اور ہمارے اعمال کو قبول فرما لیا۔

(۳۵) جنت ابدی قیام گاہ | جنت ان کی ابدی قیام گاہ ہوگی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اب تک کوئی ابدی قیام گاہ نہیں تھی سب سفر کے درمیانی مرحلے تھے۔ شکم مادر سے دنیا میں آئے تو وہ بھی عارضی قیام گاہ اور چل چلاؤ کا معاملہ تھا پھر عالم برزخ میں بھی عارضی قیام گاہ۔ پھر زندگی کے سفر کا ایک مرحلہ میدانِ حشر، آخرکار اب ایک مستقل ٹھکانا میسر آگیا جہاں نہ کوئی مشقت ہے اور تمام محنتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور نہ کوئی تھکان لاحق ہوتی ہے۔ رنج و مشقت اس ابدی قیام گاہ پر پہنچ کر سب ختم ہو گئے ——— اور اہل جنت اس بات پر بہت خوش ہوں گے۔

(۳۶) اہل جہنم کا حال | دوسری طرف اہل جہنم جنھوں نے اللہ کے دین کو ماننے سے انکار کیا، اللہ کی کتاب کو نہیں مانا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی۔

ان اہل جہنم کا حال کیا ہوگا ——— نہ ان کو موت آئے گی کہ ان کی تکلیفوں کا خاتمہ ہو جائے اور نہ ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ ان کی زندگی موت سے بدتر ہوگی لیکن وہ کبھی مریں گے نہیں۔ ہمیشہ عذاب میں ہی مبتلا رہیں گے۔ ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ

غَيْرَ	صَالِحًا	نَعْمَلْ	اَخْرِجْنَا	رَبَّنَآ	فِيْهَا	يَصْطَرِخُوْنَ	وَهُمْ
برعکس	نیک	ہم عمل کریں گے	ہمیں نکال لے	اے ہمارے پروردگار	دوزخ میں	چلّائیں گے	اور وہ

اور وہ دوزخ کے اندر چلّائے جائیں گے تو اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال لے (یہاں سے) کہ ہم نیک عمل کریں،

الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ

مَنْ	فِيْهِ	مَا يَتَذَكَّرُ	اَوَلَمْ + نُعَمِّرْكُمْ	كُنَّا + نَعْمَلُ	الَّذِيْ
جو جس	اس میں	کہ نصیحت پکڑ لیتا	کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی	ہم کرتے تھے	اس کے جو

اس کے برعکس جو ہم کرتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں (اتنی) عمر نہ دی تھی کہ نصیحت پکڑ لیتا اس میں جسے نصیحت

تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

لِلظّٰلِمِيْنَ	فَمَا	فَذُوْقُوْا	النَّذِيْرُ	وَجَآءَكُمُ	تَذَكَّرَ
ظالموں کے لئے	پس نہیں	سو چکھو	ڈرانے والا	اور آیا تمہارے پاس	نصیحت پکڑتا

پکڑنی ہوتی اور تمہارے پاس ڈرانے والا (بھی) آیا سو (اب انکار کا مزہ) چکھو۔ ظالموں کے لئے کوئی

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ ع۱۲/۱۶

وَ	غَيْبِ + السَّمٰوٰتِ	عٰلِمُ	اِنَّ اللّٰهَ	مِنْ نَّصِيْرٍ
اور	پوشیدہ باتیں آسمانوں کی	جاننے والا	بے شک اللہ	کوئی مددگار

مددگار نہیں بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جاننے

الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ	عَلِيْمٌ	اِنَّهٗ	وَالْاَرْضِ
سینوں کے (دلوں کے) بھید	باخبر	بیشک وہ	زمین

والا ہے بے شک وہ ان کے سینوں کے بھیدوں سے باخبر ہے۔

﴿۳۷﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا
يَسْتَغِيْثُوْنَ بِشِدَّةٍ وَعَوِيْلٍ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ
كُنَّا نَعْمَلُ فَيُقَالُ لَهُمْ

﴿۳۷﴾ اور دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور روویں گے
یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے
نکال کہ ہم نیک عمل کریں۔ برخلاف ان عملوں کے
جو ہم کرتے تھے۔ سو ان سے کہا جاوے گا، کیا

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا وَقَّتْنَا
يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ
وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ يُرِيدُ الرَّسُولَ
فَمَا أَجَبْتُمْ فَذُوقُوا فَمَا
لِلظَّالِمِينَ الْكَافِرِينَ مِن
نَّصِيرٍ ۝ يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْهُمْ
(۳۸) إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ بِمَا
فِي الْقُلُوبِ فَعِلْمُهُ بِغَيْرِهِ
أَوْلَى بِالنَّظَرِ إِلَى حَالِ
النَّاسِ

ہم نے تم کو اس قدر عمر نہ دی تھی کہ اس میں وہ نصیحت حاصل کر لے وہ جس کو نصیحت حاصل کرنی ہے اور اس کو اس کا خیال ہے اور تمہارے پاس پیغمبر ڈرانے والا آیا سو تم نے اس کی بات نہ سنی پس چکھو عذاب کو کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں جو ان سے عذاب کو دفع کرے۔

(۳۸) إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ بے شبہ اللہ جانتا ہے آسمان اور زمین کی چھپی بات کو بے شک وہ جاننے والا ہے دلوں کے خیالات کو پس اور باتوں کو بدرجہ اولیٰ جانتا ہے جیسا کہ آدمیوں کا حال ہے۔

تشریح

(۳۷) **اہل دوزخ کی فریاد اور اللہ تعالیٰ کا جواب** | اہل دوزخ چیخ چیخ کر فریاد کریں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال لیجئے تاکہ ہم یہاں سے نکل کر نیک عمل کریں اور پہلے جو ہم نے کام کئے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں یہ عذاب بھگتنا پڑا ہے وہ کام اب نہیں کریں گے بلکہ اچھے اچھے کام کریں گے اور آپ کے فرماں بردار بن کر رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں آدمی کو نیک و بد اور حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے کیا تمہیں بار بار سبق لینے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ کیا تمہارے پاس ہماری طرف سے خبردار کرنے والا نہیں آیا۔ اگر تم سنبھلنا چاہتے تو سنبھل سکتے تھے تم میں بہت سے ساٹھ ستر سال رہ کر دنیا سے رخصت ہوئے غفلت کو دور کرنے والے بہت سے حالات تمہارے سامنے آتے رہے مگر تم مان کر نہیں دیئے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ نے نبی ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص کم عمر پائے اس کے لئے تو عذر کا موقع ہے مگر ساٹھ سال اور اس سے اوپر عمر پانے والوں کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ (بخاری۔ احمد۔ نسائی۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم)

اب اپنے کئے کا مزہ چکھو یہاں ظالموں کا تو کوئی مددگار نہیں ہے۔ کہیں سے مدد کی امید مت رکھو۔

(۳۸) **اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے** | جو لوگ اچھی خاصی لمبی عمر پا کر دنیا سے رخصت ہوئے اور جن کو بار بار بیدار کرنے والے اور خبردار کرنے والے حالات پیش آتے رہے اور پھر بھی وہ خواب غفلت میں مبتلا رہے اور اب اللہ کے سامنے عذر کر رہے ہیں کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں واپس کر دیا جائے تو ہم اچھے کام کر کے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو اب چلا رہے ہیں اور آگے کوئی اور خطا نہ کرنے کا وعدہ کر رہے ہیں ان کے دلوں میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے اگر ان کو ستر دفعہ بھی لوٹایا جائے تو ان کے مزاجوں کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ یہ شرارت سے باز آنے والے نہیں ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (سورۂ انعام رکوع ۳ آیت ۲۸) (اور اگر انہیں سابق زندگی کی طرف بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔)

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ کَفَرَ

هُوَ	الَّذِیْ	جَعَلَکُمْ	خَلٰٓئِفَ	الْاَرْضِ	فَمَنْ	کَفَرَ
وہی	جس نے	تمہیں بنایا	جانشین	زمین میں	سوجس نے	کفر کیا

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا سو جس نے کفر کیا تو

فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ

فَعَلَیْهِ	کُفْرُهٗ	وَلَا یَزِیْدُ	الْکٰفِرِیْنَ	کُفْرُهُمْ
تو اسی پر	اس کا کفر	اور نہیں بڑھاتا	کافر (جمع)	ان کا کفر

اسی پر ہے اس کے کفر (کا وبال) اور کافروں کو ان کے رب کے نزدیک ان کا کفر

عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ

عِنْدَ	رَبِّهِمْ	اِلَّا	مَقْتًا	وَلَا یَزِیْدُ	الْکٰفِرِیْنَ
نزدیک	ان کا رب	سوائے	ناراضی (غضب)	اور نہیں بڑھاتا	کافر (جمع)

غضب کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا ، اور کافروں کو نہیں بڑھاتا ان کا

کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ

کُفْرُهُمْ	اِلَّا	خَسَارًا	قُلْ	اَرَءَیْتُمْ	شُرَکَآءَکُمْ
ان کا کفر	سوائے	خسارہ	فرمادیں	کیا تم نے دیکھا	اپنے شریک

کفر خسارے کے سوا۔ آپ فرمادیں کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا

الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا

الَّذِیْنَ	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ + اللّٰهِ	اَرُوْنِیْ	مَاذَا	خَلَقُوْا
وہ جنہیں	تم پکارتے ہو	اللہ کے سوا	تم مجھے دکھاؤ	کیا	انھوں نے پیدا کیا

جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، تم مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین سے

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ

مِنَ	الْاَرْضِ	اَمْ	لَهُمْ	شِرْکٌ	فِی السَّمٰوٰتِ	اَمْ	اٰتَیْنٰهُمْ
سے	زمین	یا	ان کے لئے	ساجھا	آسمانوں میں	یا	ہم نے دی انھیں

کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں (کے بنانے میں) ان کا کیا ساجھا ہے؟ یا ہم نے انھیں کوئی

كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

الظّٰلِمُوْنَ	يَّعِدُ	اِنْ	بَلْ	مِّنْهُ	عَلٰى بَيِّنَتٍ	فَهُمْ	كِتٰبًا
ظالم (جمع)	وعدہ کرتے	نہیں	بلکہ	اس سے کی	دلیل (سند) پر	پس (کہ) وہ	کوئی کتاب

کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند پر ہوں (سند رکھتے ہوں) بلکہ ظالم ایک دوسرے سے وعدہ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

	غُرُوْرًا	اِلَّا	بَعْضًا	بَعْضُهُمْ
	دھوکہ	سوائے	بعض (دوسرے) سے	ان کے بعض (ایک)

نہیں کرتے دھوکے کے سوا

﴿۳۹﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ جمع خليفة اي يخلف بعضكم بعضا فَمَنْ كَفَرَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ اي وبال كفره وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا غضبا وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝ للآخرة

﴿۳۹﴾ اور وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو زمین میں ایک دوسرے کا خلیفہ بنایا کہ ایک مرتا ہے دوسرا اس کی جگہ قائم ہوتا ہے سو جو کوئی تم میں سے کفر اختیار کرتا ہے گا پس وبال اس کے کفر کا اسی پر ہے۔

اور کافروں کا کفر اللہ کا غصہ ہی بڑھاتا ہے یعنی اس سے اللہ خوش نہیں ہوتا اور کافروں کا کفر اُن کو آخرت میں نقصان پہونچائے گا۔

﴿۴۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اي غيره وهم الاصنام الذين زعمتم انهم شركاء الله تعالى اَرُوْنِيْ اخبروني مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ شركة مع الله فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ

﴿۴۰﴾ اے محمدؐ کہہ دے کہ تمہارے معبود جن کو تم اللہ کا شریک سمجھتے ہو اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہو۔

انھوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا۔

یا وہ آسمان کے بنانے میں اللہ کے شریک ہیں۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہاں

كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُوْرًا ○

حجۃ | بات ان کے لئے | لهم | مع | ساتھ | شركة | شرکت | لا شيء | کچھ بھی نہیں | من ذالك | اس سے | بل | بلکہ | ان ما | صرف | یعد | وعدہ کرتے ہیں | الکافرون | کافر | بعضهم بعضا | ایک دوسرے سے | الا غرورا | باطلا | بقولهم | الاصنام تشفع لهم

میں ان کے دعوے کی کوئی دلیل ہے یعنی اس بات کی کہ بتوں کو میرے ساتھ کسی قسم کی شرکت ہے حاصل یہ کہ کوئی امران میں سے واقع نہیں۔
بلکہ بات یہ ہے کہ کافرین جو کچھ ایک دوسرے سے اس امر کا وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بت ان کی سفارش کریں گے یہ محض دھوکہ اور غلط ہے۔

تشریح

(۳۹) انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے | اللہ تعالےٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے اور اس حیثیت سے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے زمین پر اللہ کی مرضی کو پورا کرے۔

جب سے اللہ نے زمین کو انسانوں سے آباد کیا ہے قومیں آتی رہیں جاتی رہیں، ایک امت کے بعد دوسری امت زمین پر آئی۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل آباد ہوئی۔ اللہ نے ان کو زمین پر حکومت بھی دی تصرف کے اختیارات بھی دیئے ـــــــ جو قومیں تباہ ہوئیں اور انجام بد سے دوچار ہوئیں وہ بھی اس لئے کہ انھوں نے اپنی اصل حیثیت کو بھلا دیا اور اپنے آپ کو مختار کل سمجھ لیا۔

جو کوئی اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتا ہے اس کا وبال اسی کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا ہے۔ بلکہ ان کا یہ رویہ اللہ کے غضب کو بھڑکا دیتا ہے اور ان کو خسارے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جس چیز کو انسان ترقی اور آبادی سمجھتا ہے وہ دراصل اس کی بربادی کا سامان ہے۔

(۴۰) فرضی معبودوں کے کارنامے ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ | اے نبی! ان لوگوں سے جو فرضی معبود گھڑے بیٹھے ہیں ذرا یہ تو پوچھو کہ تمہارے ان معبودوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا آسمان کے بنانے اور اس کے تھامنے میں ان کا کیا حصہ ہے۔

ان سے ذرا یہ پوچھو کہ کیا ان کو ہم نے کوئی تحریر لکھ کر دی ہے کوئی سند دی ہے جس کی وجہ سے اپنے شرک کے لئے کوئی ثبوت رکھتے ہوں۔ یا آخر مشرکانہ عقیدے اور یہ غلط اعمال تم نے کس بنیاد پر ایجاد کئے ہیں۔ کیا پروردگار نے کسی کتاب میں ان بناوٹی معبودوں کے لئے کوئی پروانہ لکھ کر دیا ہے، ان کے پاس کوئی شہادت ہے جس کے ذریعہ ان کو اختیارات منتقل کئے گئے۔ آخر کچھ تو دکھاؤ۔ ان کے پاس کچھ نہیں ہے بس یہ ایک دوسرے کو فریب دیئے چلے جارہے ہیں۔

کچھ لوگوں نے ان کو جھوٹے بھرو سے دلا دئے ہیں۔ کچھ قصے کہانیاں گھڑ لئے ہیں۔ ان کے پاس نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی ـــ بس یہ فریب میں مبتلا ہیں کہ :

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

(یہ اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے ـــــ!)

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ

إِنَّ	اللّٰهَ	يُمْسِكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	اَنْ	تَزُوْلَا
بیشک	اللہ	تھام رکھا ہے	آسمان (جمع)	اور زمین	کہ	ٹل جائیں

بے شک اللہ نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ وہ ٹل (نہ) جائیں

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ

وَلَئِنْ	زَالَتَآ	اِنْ	اَمْسَكَهُمَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنْۢ بَعْدِهٖ	اِنَّهٗ
اور اگر وہ	ٹل جائیں	نہ	تھامے گا انھیں	کوئی بھی	اس کے بعد	بیشک وہ

اور اگر وہ ٹل جائیں تو انہیں اس کے بعد کوئی نہیں تھامے گا۔ بے شک وہ

كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۱) وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

كَانَ	حَلِيْمًا	غَفُوْرًا	وَاَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ + اَيْمَانِهِمْ
ہے	بردبار	بخشنے والا	اور انھوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی سخت قسمیں

بردبار، بخشنے والا ہے۔ اور انھوں نے (مشرکین مکہ نے) اللہ کی بڑی سخت قسمیں کھائیں کر

لَئِنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ

لَئِنْ	جَاۗءَهُمْ	نَذِيْرٌ	لَّيَكُوْنُنَّ	اَهْدٰى	مِنْ + اِحْدَى	الْاُمَمِ
اگر	ان کے پاس آئے	کوئی ڈرانے والا	البتہ وہ ضرور ہوں گے	زیادہ ہدایت پانے والے	ہر ایک سے	امت (جمع)

اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے وہ ضرور زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے (دنیا کی) ہر ایک امت سے (بڑھ کر)

فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَۨا (۴۲)

فَلَمَّا	جَاۗءَهُمْ	نَذِيْرٌ	مَا زَادَهُمْ	اِلَّا	نُفُوْرًا	
پھر جب	ان کے پاس آیا	ایک نذیر	نہ ان (میں) زیادہ ہوا	مگر (سوائے)	بدکنا	

پھر جب ان کے پاس ایک نذیر آیا تو ان میں بدکنے کے سوا (اور کچھ) زیادہ نہ ہوا۔

(۴۱) إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا اَیْ
يَمْنَعُهُمَا مِنَ الزَّوَالِ
وَلَئِنْ لام قسم زَالَتَا اِنْ مَا
اَمْسَكَهُمَا يُمْسِكُهُمَا مِنْ اَحَدٍ

(۴۱) بیشک اللہ نے روک رکھا ہے آسمانوں کو گرنے سے اور
زمین کو ٹلنے سے۔

اور البتہ اگر یہ دونوں اپنے حال سے ٹل جاویں تو کون ان
کو روک سکتا ہے۔

مِنْ بَعْدِهٖ اَیْ سِوَاهُ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○ فِیْ تَاخِيْرِ عِقَابِ الْكُفَّارِ

اللہ کے سوا۔ بے شبہ وہ بردبار بخشنے والا کہ کافروں سے عذاب مؤخر رکھتا ہے۔

(۴۲) وَاَقْسَمُوْا اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اَیْ غَايَةَ اجْتِهَادِهِمْ فِيْهَا لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ رَسُوْلٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰى وَغَيْرِهِمَا اَیْ اَیِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا لَمَّا رَاَوْا مِنْ تَكْذِيْبِ بَعْضِهِمَا بَعْضًا اِذْ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَادَهُمْ مَجِيْئُهٗ اِلَّا نُفُوْرَا ○ تَبَاعُدًا عَنِ الْهُدٰى

(۴۲) اور کفار مکہ نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائی تھیں نہایت شوق کے ساتھ کہ بے شک ہمارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا آوے گا تو ہم یہود و نصاریٰ وغیرہم سے زیادہ راہ یاب ہوں گے یعنی ان فرقوں میں سے ہر ایک کی نسبت زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے کہ وہ ان کو دیکھ چکے تھے کہ ہر ایک دوسرے کو جھوٹا کہتا ہے ہم ایسے نہ ہوں گے۔

سو جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے ان کے آنے سے وہ لوگ اور زیادہ راہ راست سے پھر گئے۔ اور متفرق ہو گئے ایمان لانے سے تکبر کر کے۔

تشریح

(۴۱) **زمین و آسمان تمام کرات کو اللہ اپنی قدرت سے تھامے ہوئے ہے** یہ زمین یہ آسمان اور یہ خلا میں جتنے کرے ہیں، یہ کہکشائیں یہ چاند سورج ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس طرح سنبھالے ہوئے ہیں کہ کوئی اپنے مرکز اپنے مقام اور اپنے نظام سے ادھر ادھر سرک نہیں سکتا۔ اور اگر ان میں سے کوئی چیز اپنے مقام سے ہٹ جائے تو اللہ کے سوا کوئی اس کو تھامنے والا نہیں ہے۔ یہ بے پناہ وسیع کائنات اللہ کے قائم رکھنے سے قائم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی مخلوق اس کائنات کے نظام کو سنبھالنے پر قادر نہیں ہے بلکہ ہر مخلوق اپنے وجود کے قائم رکھنے میں اللہ کی محتاج ہے۔ اس عظیم حقیقت اور صداقت کے باوجود جو لوگ اس کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا حلم اور اس کی صفت غفاری ہے کہ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

(۴۲) **نبی کے آنے سے پہلے ان کی آرزو کرتے تھے** عرب کے لوگ عام طور پر جب یہود و نصاریٰ کے واقعات سنتے تھے اور ان کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کو دیکھتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے اور اس کے لئے بڑی بڑی قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ہمیں بتانے والا اور خبردار کرنے والا آگیا ہوتا تو ہم دنیا کی تمام قوموں سے بڑھ کر اس کی پیروی کرنے والے اور صحیح راستے پر چلنے والے ہوتے۔

مگر جب اللہ نے ایسا نبی بھیجا جو اپنی عظمتِ شان میں سب نبیوں سے بڑھ کر ہے تو اس کی آمد نے ان کے اندر سے حق سے بھاگنے کے سوا اور کسی چیز کا اضافہ نہ کیا۔ حق سے بدکنے والے یہ لوگ بھول گئے کہ نبی کے آنے سے پہلے وہ کیا کہا کرتے تھے۔

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ

اِسْتِكْبَارًا	فِي	الْاَرْضِ	وَمَكْرَ	السَّيِّئِ	وَلَا يَحِيْقُ
اپنے کو بڑا سمجھنے کے سبب	میں	زمین (دنیا)	اور چال	بُری	اور نہیں گھیرتا (الٹا پڑتا)

دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے سبب اور بُری چال (کے سبب) اور بُری چال (کا وبال)

الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ

الْمَكْرُ	السَّيِّئُ	اِلَّا	بِاَهْلِهٖ	فَهَلْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَّا	سُنَّتَ
چال	بری	مگر صرف	اس کے کرنے والے پر	تو کیا	وہ انتظار کر رہے ہیں	مگر صرف	دستور

صرف اس کے کرنے والے پر پڑتا ہے۔ تو کیا وہ صرف پہلوں کے دستور کا انتظار

الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ

الْاَوَّلِيْنَ	فَلَنْ	تَجِدَ	لِسُنَّتِ + اللّٰهِ	تَبْدِيْلًا	وَ
پہلے	سو ہرگز	تم نہ پاؤ گے	اللہ کے دستور میں	کوئی تبدیلی	اور

کر رہے ہیں۔ سو تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور تم

لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

لَنْ تَجِدَ	لِسُنَّتِ + اللّٰهِ	تَحْوِيْلًا	اَوَ	لَمْ يَسِيْرُوْا	فِي
تم ہرگز نہ پاؤ گے	اللہ کے دستور میں	کوئی تغیر	کیا	وہ چلے پھرے نہیں	میں

اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔ کیا وہ دنیا میں چلے پھرے نہیں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

الْاَرْضِ	فَيَنْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِيْنَ
زمین	سو وہ دیکھتے	کیسا	ہوا	انجام	ان لوگوں کا جو

کہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام

مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا

مِنْ قَبْلِهِمْ	وَكَانُوْٓا	اَشَدَّ	مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَمَا
ان سے پہلے	اور وہ تھے	زیادہ	ان سے	قوت میں	اور نہیں

کیسا ہوا!؟ اور وہ قوت میں ان سے زیادہ تھے اور

كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

وَ	فِي السَّمٰوٰتِ	مِنْ شَيْءٍ	لِيُعْجِزَهٗ	اللّٰهُ	كَانَ
اور	آسمانوں میں	کوئی شئے	کہ اسے عاجز کر دے	اللہ	ہے

اللہ (ایسا) نہیں کہ کوئی شئے اُسے آسمانوں میں عاجز کر دے اور

لَا فِي الْأَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾

قَدِيْرًا	عَلِيْمًا	كَانَ	اِنَّهٗ	الْأَرْضِ	فِي	لَا
بڑی قدرت والا	علم والا	ہے	بیشک وہ	زمین	میں	نہ

نہ زمین میں (کوئی شئے اُسے ہرا سکتی ہے) بے شک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

(۴۳) اِسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ عَنِ الْاِيْمَانِ مَفْعُوْلٌ لَهٗ وَ مَكْرَ الْعَمَلِ السَّيِّئِ مِنَ الشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَحِيْقُ يُحِيْطُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ وَهُوَ الْمَاكِرُ وَوَصْفُ الْمَكْرِ بِالسَّيِّئِ اَصْلٌ وَاِضَافَتُهٗ اِلَيْهِ قَبْلُ اِسْتِعْمَالٌ اٰخَرُ قُدِّرَ فِيْهِ مُضَافٌ حَذَرًا مِنَ الْاِضَافَةِ اِلَى الصِّفَةِ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ سُنَّةَ اللّٰهِ فِيْهِمْ مِنْ تَعْذِيْبِهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ○ اَيْ لَا يُبَدَّلُ بِالْعَذَابِ غَيْرُهٗ وَلَا يُحَوَّلُ اِلٰى غَيْرِ مُسْتَحِقِّهٖ

(۴۳) اور زمین میں اپنی بڑائی جتانے کو اور بہ سبب بُرے مکر کے۔ یعنی شرک وغیرہ میں گرفتار ہونے کے سبب سے ایمان نہ لائے۔
اور برا مکر مکر کرنے والے کو ہی گھیرتا ہے اور وبال اس کا اسی پر پہنچتا ہے۔

سو نہیں منتظر ہیں وہ لوگ مگر اس امر کے جو پہلوں کے ساتھ معاملہ ہوا یعنی جیسے وہ لوگ بہ سبب جھٹلانے کے ہلاک کیے گئے اسی طرح یہ بھی ہلاک کیے جاویں گے۔ اور مثل ان کے گرفتار عذاب ہوں گے۔ سو تو اے محمد اللہ کے طریقے کو بدلا ہوا نہ پائے گا اور اس میں کچھ تغیر نہ دیکھے گا یعنی کوئی اس کے عذاب کو بدل نہ سکے گا اور نہ غیر مستحق عذاب کو عذاب کیا جاوے گا۔

(۴۴) اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

(۴۴) اور کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کیوں کر

فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً فَأَهْلَكَهُمُ اللَّهُ بِتَكْذِيبِهِمْ رُسُلَهُمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ يَسْبِقُهُ وَيَفُوتُهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا بِالْأَشْيَاءِ كُلِّهَا قَدِيرًا ۝ عَلِيمًا

انجام ہوا ان لوگوں کا جو اُن سے پہلے گزرے۔

حالاں کہ وہ ان سے زیادہ قوت والے تھے۔ سوان کو اللہ نے ہلاک کیا بہ سبب پیغمبروں کے جھٹلانے کے

اور اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے پکڑنے سے بچ جاویں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں

بے شبہ وہ جانتا ہے تمام چیزوں کو اور سب پر قدرت رکھتا ہے۔

تشریح

(۴۳) برائی خود برائی کرنے والے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے | اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام حق پر قائم کیا ہے جو چیز حق پر ہے وہ اپنی صداقت کے ساتھ پھلتی پھولتی ہے اور اس کا بہتر نتیجہ دونوں جہان میں سامنے آئے گا۔
اس کے برخلاف برائی وقتی طور پر خوشنما معلوم ہوتی ہے اس کی جڑیں گہری نہیں ہوتیں جلدی ہی وہ برائی خود برائی کرنے والے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ حق و انصاف اور عدل کا یہی قانون اور یہی سنتِ الٰہی آغاز سے چلی آرہی ہے اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اس کی شہادتیں مل جاتی ہیں۔ قوموں کی تباہی اور بربادی ان سب کے پیچھے یہی قانونِ حکمت کارفرما ہے۔
جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور کچھ لوگوں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے ان کی دعوتِ حق کو ماننے سے انکار کیا اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے، تو ان کا یہی انجام سامنے آیا۔
وہ اہل عرب جو کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے درمیان کوئی خبردار کرنے والا آیا تو ہم دوسری قوموں سے بڑھ کر اس کی پیروی کریں گے۔ جب ان کے سامنے ایک پیغمبر آئے جن کے کردار و عمل پر سب کو بھروسہ تھا اور جن کی صداقت و امانت سب کے نزدیک مسلم تھی تو اپنے غرور اور تکبر کی وجہ سے نبی کی دعوت کے سامنے گردن جھکانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور ان کے رفیق بننے کے بجائے ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور طرح طرح کی چالیں چل کر کوشش کرنے لگے کہ نبی کا مشن آگے نہ بڑھے۔ لیکن اللہ کا قانون یہی ہے کہ بُری چالیں اپنے چلنے والوں کو ہی لے بیٹھتی ہیں ——— اگر ان کو یہ انتظار ہے کہ پچھلی قوموں کی طرح ان کا بھی انجام ہو تو تم دیکھو گے کہ اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جو اللہ کا قانون مجرموں کے لئے رہا ہے وہی اٹل قانون ان کے لئے بھی ہوگا اور آئندہ بھی آنے والے دیکھیں گے کہ اللہ کا قانون بدلتا نہیں ہے۔

(۴۴) دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالو اور عبرت حاصل کرو | اگر دنیا کے مختلف علاقے اور خطوں پر نظر ڈالو اور تاریخ کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ قومیں جو تم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ اور طاقت ور تھیں جب انھوں نے حق کی مخالفت کی تو ان کا کیا انجام ہوا۔ بڑے سے بڑی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی نہ آسمانوں میں اور نہ زمینوں میں۔
اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کی قدرت کاملہ کی ہر چیز پر مضبوط گرفت ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا

وَلَوْ	يُؤَاخِذُ اللّٰهُ	النَّاسَ	بِمَا + كَسَبُوْا	مَا
اور اگر	اللہ پکڑ کرے	لوگ	ان کے اعمال کے سبب	نہ

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑ کرے تو وہ نہ

تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ

تَرَكَ	عَلٰى	ظَهْرِهَا	مِنْ + دَآبَّةٍ	وَّلٰكِنْ
وہ چھوڑے	پر	اس کی پشت	کوئی چلنے پھرنے والا	اور لیکن

چھوڑے کوئی چلنے پھرنے والا اس کی پشت پر، لیکن وہ

يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ج فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

يُؤَخِّرُهُمْ	اِلٰٓى	اَجَلٍ + مُّسَمًّى	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ
وہ انہیں ڈھیل دیتا ہے	تک	ایک مدت معین	پھر جب	آجائے گی	ان کی مدت

انہیں ایک مدت معین تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب آجائے گی ان کی مدت

ع ۵ ۸ ۱۷ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع

فَاِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	بِعِبَادِهٖ	بَصِيْرًا	
تو بے شک	اللہ	ہے	اپنے بندوں کو	دیکھنے والا	

(ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا) بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

﴿۴۵﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مِنَ الْمَعَاصِيْ مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَيِ الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ نَسَمَةٍ تَدُبُّ عَلَيْهَا وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اَيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

﴿۴۵﴾ اور اگر اللہ لوگوں کو بوجہ ان کے گناہوں کے پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑتا

ولیکن اس نے ان کو چھوڑ رکھا ہے قیامت تک۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيۡرًا ۝
فَيُجَازِيْهِمْ عَلٰى اَعْمَالِهِمْ بِاِثَابَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَعِقَابِ الْكَافِرِيْنَ

سو جس وقت ان کا وقت آجاوے گا اس وقت ان کو بدلہ ان کے عملوں کا دیگا۔ اہل ایمان کو ثواب اور کافروں کو عذاب دے گا کہ وہ اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے۔

تشریح

(۴۵) اللہ کا عفو و کرم کہ گنہگاروں کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے | کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ عادل و منصف ہونے کے ساتھ مدبر اور حکیم بھی ہیں اس لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ ہر گناہ اور نافرمانی پر پروردگارِ عالم فوراً گرفت نہیں فرماتے۔ بلکہ ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتے ہیں۔ اگر ہر جرم پر فوراً پکڑ ہونے لگے تو زمین پر کوئی متنفس ایسا نہ رہے جو سزا سے بچ جائے کیونکہ کامل فرماں بردار عادتاً کم ہوتے ہیں زیادہ لوگ ایسے ہیں جو فرماں بردار بھی ہیں اور خطاوار بھی ہیں۔ اب اگر فوری سزا کا قانون اللہ تعالیٰ نافذ فرمادیں تو زمین پر آبادی بہت کم رہ جائے گی اور جب انسان کم ہونگے تو انسانوں کے کام آنے والی ہر چیز کم ہوجائے گی اور یہ بات اللہ کی حکمت کے خلاف ہے کہ زمین پر آبادی بہت محدود ہو کر رہ جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایک مقررہ وقت تک ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید میرے بندے فرماں برداری کی طرف رجوع کرلیں لیکن یہ ڈھیل ایک مقررہ وقت تک ہے جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ان کی مہلت پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور ہر ایک کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں بس جب فیصلے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ جاری فرما دیتے ہیں اور پھر مجرم نہ کہیں چھپ سکتا ہے اور نہ بچ سکتا ہے۔

۳۶

یٰسٓ

ترتیبِ تلاوت ــــــ ۳۶	ترتیب نزول ــــــ ۴۱
مکّی / مدنی ــــــ مکّی	تعداد رکوعات ــــــ ۵
تعداد آیات ــــــ ۸۳	تعداد الفاظ ــــــ ۷۲۹
تعداد حروف ــــــ ۳۰۹۰	

- ــــــ یہ سورت یا اور سین دو حرفوں سے شروع ہوتی ہے اور انہی دو حرفوں کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔
- ــــــ سورت کے مضامین اور انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ کے قیام کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔
- ــــــ اس سورت کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے سچے نبی اور رسول ہیں اور آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے پُراثر دلیلوں کا سہارا لیا گیا ہے ــــــ جو بڑے دل نشین انداز میں آپ کی سچائی کو ثابت کرتی ہیں۔
- پوری سورت میں اسلام کے تین بنیادی عقیدوں کو پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ توحید ــــــ اللہ کی وحدانیت پر، کائنات کے آثار اور عام عقل سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسانی عقل بھی اور پوری کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیاں بھی یہ گواہی دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ہیں ان کی ذات، صفات، عظمت، ان کے اختیارات اور ان کی ربوبیت میں کوئی دوسرا کسی کسی حیثیت سے شریک نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ عقلاً ممکن ہے اور نہ انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیاں اس کا ساتھ دیتی ہیں۔

۲۔ آخرت کا اثبات ـــــ اس سورت میں مختلف انداز سے آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اس کے لئے انسان کے خود اپنے وجود سے کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں سے اور عقل عام سے استدلال کرتے ہوئے آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس طرح اللہ نے یہ عالم بنایا ہے کہ انسان زمین پر آباد ہے اسی طرح پروردگار نے ایک دوسرا عالم بھی بنایا ہے جہاں انسان کو موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ عالم عمل کے لئے ہے اور عالم آخرت میں عمل کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

۳۔ تیسرا اہم اور مرکزی موضوع رسالتِ محمدیؐ کا ہے۔ آپ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی ہے کہ آپ لوگوں کی ہدایت اور ان کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے جو مشقت برداشت کر رہے ہیں وہ بالکل بے غرض ہے جس میں آپ کا اپنا کوئی مفاد سامنے نہیں ہے۔ پھر جن چیزوں کی آپ دعوت دے رہے ہیں وہ نہایت معقول فطرتِ انسانی اور عقل انسانی کے مطابق ہیں جس کے قبول کرنے میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔

یہ سورت جہاں دلیل کی قوت سے بات کرتی ہے اس کے ساتھ اس کے مضامین میں وہ زور دار پُر اثر انداز ہے جو دلوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے اس سورت کو قرآن کا دل کہا گیا ہے۔ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ یٰسٓ قلب القرآن، یعنی سورۂ یٰسٓ قرآن کا دل ہے ـــ اس حدیث کے راوی معقل بن یسار ہیں اور اس کو امام احمدؒ، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

جس طرح سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہا گیا ہے کہ اس میں قرآن کی پوری تعلیم کا خلاصہ آگیا ہے اسی طرح یٰسٓ کو قرآن کے دل سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے کہ یہ سورت قرآن کی دعوت کو اتنے پُر زور طریقے سے پیش کرتی ہے جس سے قلب اور روح لرز کر رہ جاتے ہیں۔

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ :- اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاكُمْ

(اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسٓ پڑھا کرو ـــــــ)

تاکہ مرتے وقت ایک مسلمان کے ذہن میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت، آخرت تازہ ہو جائیں۔ اور آخرت کا نقشہ اس کے سامنے آجائے کہ دنیا کی زندگی سے گزر کر اب وہ جس عالم میں قدم رکھ رہا ہے اس میں کن منزلوں سے اس کو سابقہ پیش آنے والا ہے۔

رُکُوعَاتُہَا ۵	۴۱	سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ	۳۶	اٰیَاتُہَا ۸۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾

اِنَّکَ	لَمِنَ + الْمُرْسَلِیْنَ	اِنَّکَ	الْحَکِیْمِ	وَالْقُرْاٰنِ	یٰسٓ
رسولوں میں سے		بے شک آپ	با حکمت	قسم ہے قرآن	یٰسٓ

یٰسٓ قسم ہے باحکمت قرآن کی بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا قَوْلَہٗ وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ اَنْفِقُوْا الْاٰیَۃُ اَوْمَدَنِیَّۃٌ وَہِیَ ثَلٰثٌ وَثَمَانُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) یٰسٓ ○ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ

(۲) وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ الْمُحْکَمِ بِعَجِیْبِ النَّظْمِ وَبَدِیْعِ الْمَعَانِیْ

(۳) اِنَّکَ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

سورۂ یٰسٓ مکی ہے مگر یہ آیت "وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ الخ" مدنی ہے۔ یا تمام سورۃ مدنی ہے یہ بھی بعض کا قول ہے اس سورۃ یٰسٓ میں بیاسی آیتیں ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

(۱) یٰسٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

(۲) وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ الخ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے پُر ہے باعتبار نظم عجیب اور معانی نادرہ کے ساتھ

(۳) اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ الخ بے شک تو ایسے پیغمبروں

تشریح

(۱) **یٰسٓ** | یٰسٓ کے معنیٰ ہیں اے انسان۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ "یٰسٓ" "یا سید" کا مخفف ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں اے سید اور اس کے مخاطب حضور نبی کریم ہیں

(۲) **اس حکیمانہ کلام کی قسم** | یہ قرآن جو اللہ کا کلام ہے اور حکمتوں سے لبریز ہے جس کی تمام آیتیں حکیمانہ ہیں یہ شہادت دے رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو بطور شہادت اور بطور ثبوت پیش فرما رہے ہیں۔ قرآن کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن شہادت دے رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے وہ قرآن جو حکمت سے بھرا ہوا ہے جس کی تعلیمات پُرحکمت اور اس کے مضامین نہایت، پختہ اور زبردست اور جس کی شان اعجازی کے وہ قرآن شہادت دے رہا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔

(۳) **یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں** | یہ قرآن آپ کی رسالت کا اور آپ کے سچے رسول ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت ہے آپ نبی اُمی ہیں آپ نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی، آپ کے سینے میں جو علم ہے وہ کسبی نہیں ہے، محنت سے حاصل کیا ہوا نہیں ہے وہ لدنی اور وہبی علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ ایک امی کی زبان سے اس حکیمانہ شان کا کلام جبھی نکل سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنے رسول کے طور پر منتخب فرمائے اس لئے آپ کی رسالت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سچے اور صادق رسول۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۵﴾

عَلٰی	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِیْمٍ	تَنْزِیْلَ	الْعَزِیْزِ	الرَّحِیْمِ
پر	راستہ	سیدھا	نازل کیا	غالب	مہربان

سیدھے راستے پر ہیں، نازل کیا ہوا غالب مہربان کا

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ

لِتُنْذِرَ	قَوْمًا	مَّآ اُنْذِرَ	اٰبَآؤُهُمْ	فَهُمْ	غٰفِلُوْنَ	لَقَدْ
تاکہ آپ ڈرائیں	وہ قوم	نہیں ڈرائے گئے	ان کے باپ (دادا)	پس وہ	غافل (جمع)	تحقیق

تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں، جس کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے، پس وہ غافل ہیں۔ تحقیق

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا

حَقَّ	الْقَوْلُ	عَلٰٓی	اَكْثَرِهِمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	اِنَّا جَعَلْنَا
ثابت ہوگی	بات	پر	ان میں سے اکثر	پس وہ	ایمان نہ لائیں گے	بے شک ہم نے کئے (ڈالے)

ان میں سے اکثر پر (اللہ) کی بات ثابت ہوچکی ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے بے شک ہم نے ان کی

فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾

فِیْٓ	اَعْنَاقِهِمْ	اَغْلٰلًا	فَهِیَ	اِلَی	الْاَذْقَانِ	فَهُمْ	مُّقْمَحُوْنَ
میں	ان کی گردنیں	طوق	پھر وہ	تک	ٹھوڑیاں	تو وہ	سر اونچا کئے (سر اُلل رہے ہیں)

گردنوں میں ڈالے ہیں طوق، پھر وہ ٹھوڑی تک (اَڑ گئے ہیں) تو اُن کے سر اُللُ رہے ہیں۔

(۴) عَلٰی مُتَعَلِّقٌ بِمَا قَبْلَهٗ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ اَیْ طَرِیْقِ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلَكَ التَّوْحِیْدِ وَالْهُدٰی وَالتَّاكِیْدِ بِالْقَسَمِ وَغَیْرِهٖ رَدٌّ لِقَوْلِ الْكُفَّارِ لَهٗ لَسْتَ مُرْسَلًا۔

(۴) میں سے ہے راہِ راست پر یعنی توحید کی اس راہ پر جس پر تجھ سے پہلے پیغمبر گزرے (اس مضمون کو حق تعالیٰ نے قسم وغیرہ کے ساتھ تاکید کرکے فرمایا کافروں کے کلام کے جواب میں کہ انھوں نے کہا تھا لَسْتَ مُرْسَلًا اے محمدؐ تو پیغمبر نہیں۔

(۵) تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ فِیْ مُلْكِهٖ الرَّحِیْمِ ۝ بِخَلْقِهٖ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مُقَدَّرٍ اَیِ الْقُرْاٰنُ

(۵) یہ قرآن اتارا ہوا ہے اللہ کا جو غالب عزت والا ہے اپنی بادشاہت میں مہربان ہے اپنی مخلوق پر۔

(۶) لِتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا مُتَعَلِّقٌ

(۶) اللہ نے قرآن اس لئے اُتارا تاکہ وہ ڈراوے اس سے

بتنزيل ما أنذر آباءهم
أي لم ينذروا في زمن الفترة
فهم أي القوم غافلون ○
عن الإيمان والرشد

اس گروہ کو جن کے باپ دادا زمانۂ انقطاعِ نبوت میں نہیں ڈرائے گئے یعنی ان کے وقت میں کوئی پیغمبر نہیں آیا جو اُن کو ڈراتا۔ سو وہ غافل تھے ایمان اور ہدایت سے۔

(۷) لقد حق القول وجب على
أكثرهم فهم لا يؤمنون ○
أي الأكثر

(۷) بے شبہ ان میں سے اکثر پر وعدہ عذاب کا پورا ہوا سو وہ ایمان نہ لاویں گے۔

(۸) إنا جعلنا في أعناقهم أغلالا
بأن تضم إليها الأيدي لأن الغل
يجمع اليد إلى العنق فهي أي
الأيدي مجموعة إلى الأذقان
جمع ذقن وهو مجتمع اللحيين
فهم مقمحون ○ رافعون
رؤسهم لا يستطيعون خفضها
وهذا تمثيل والمراد أنهم
لا يذعنون للإيمان ولا يخفضون
رؤسهم له

(۸) بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق پہنائے کہ جس سے ان کے ہاتھ گردن سے جکڑے گئے اس لئے کہ طوق گردن سے ہاتھوں کو جوڑ دیتا ہے پس ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں اس طرح کہ ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوں اور وہ سر کو نیچے جھکا نہیں سکیں گے۔

یہ ایک مثال بیان فرمائی اور حاصل اس سے یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔

تشریح

(۴) پیغمبر کی پیروی کرنے والوں کو بھٹکنے کا خطرہ نہیں ہے | یہ پیغمبر جن پر اللہ نے اپنا حکیمانہ کلام نازل کیا ہے سیدھی راہ پر ہیں۔ جو لوگ ان کی پیروی کریں گے اور ان کے نقش قدم پر چلیں گے وہ منزل مقصود پر پہنچیں گے اور ان کو بھٹکنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

(۵) قرآن کا نازل کرنے والا غالب بھی ہے اور رحیم بھی | قرآن کو نازل کرنے والی ہستی غالب و زبردست بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ وہ طاقت ور ہستی جو کائنات کی فرماں روا ہے اور سب پر غالب ہے وہ اگر اپنا فیصلہ نافذ کرنا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ اور اگر وہ گرفت کرنا چاہے تو کوئی اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ یہ اس کی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی اور ان کی ہدایت کے لئے اپنا رسول مقرر کیا اور اس پر یہ کتاب عظیم نازل کی تاکہ تم گمراہیوں سے بچ سکو سیدھی راہ پر چل سکو اور دنیا اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکو۔

(۶) غفلت میں پڑی ہوئی ایک قوم کو خبردار کرنا آپ کی ذمہ داری ہے | اگرچہ عرب کی سرزمین میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تعلیم اور دعوت کے کچھ نہ کچھ اثرات موجود تھے اور یہ لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اس کے علاوہ حضرت شعیبؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کے اثرات بھی کسی حد تک تھے مگر ایک عرصے سے اصل تعلیم میں تحریف ہونے کی وجہ سے یہ اثرات بہت کم رہ گئے تھے اور مٹنے کے قریب ہو گئے تھے۔ جب پچھلے پیغمبر کی تعلیم کے اثرات ختم ہو جائیں اور ان کی لائی ہوئی دعوت میں رد و بدل ہو جائے تو پھر نئے پیغمبر کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ان کا کام اس لئے بہت کٹھن تھا کہ غافل قوم کو جو صدیوں سے غفلت میں پڑی ہوئی تھی اور سابقہ انبیاء کی تعلیم کو بھلا چکی تھی خبردار کرنا تھا۔

(۷) ہٹ دھرم لوگ ایمان نہیں لائیں گے | جب انسان حق و صداقت کے مقابلے میں ہٹ دھرمی اور ضد کا رویہ اختیار کرتا ہے اور کسی معقول سے معقول بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو اس پر ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں خود اس کا اپنا رویہ اس کو عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ عرب کے لوگوں میں اکثر وہ لوگ تھے جنھوں نے نبی ﷺ کی دعوت کے مقابلے میں عداوت کا رویہ اختیار کیا تھا۔ ان کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ایسے اکثر لوگ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں شامت اعمال ان پر مسلط ہو چکی ہے اور اسی لئے ان کو ایمان کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص ہٹ دھرمی اور عناد کا رویہ اختیار کر لیتا ہے تو اس کی حق دشمنی کی روش اس کو ہدایت سے محروم کر دیتی ہے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے کہ:۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

یہ قومیں جن کے قصے ہم تمہیں سنا رہے ہیں (تمہارے سامنے مثال میں موجود ہیں) ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر جس چیز کو وہ ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے پھر اسے وہ ماننے والے نہ تھے۔ دیکھو اس طرح ہم منکرین حق کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔) (آیت ۱۰۱)

دلوں پر مہر لگانے سے مراد یہ ہے کہ انسان کا ذہن جاہلی تعصبات اور نفسانی اغراض کی بنا پر حق سے منہ موڑنے کی وجہ سے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں الجھتا چلا جاتا ہے اور کسی دلیل، کسی مشاہدے اور کسی تجربے سے قبول حق کے لئے اس کے دل کے دروازے نہیں کھلتے۔ اسی کو دل پر مہر لگنا کہا جاتا ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۔

(پھر نوح ؑ کے بعد ہم نے مختلف پیغمبروں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا اور وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر جن چیزوں کو انھوں نے پہلے جھٹلا دیا تھا اسے مان کر نہ دیا۔ اس طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتے ہیں۔) — (آیت ۷۴)

حد سے گزر جانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی غلطی پر اڑے رہتے ہیں اور جس بات کو ماننے سے انکار کر چکے پھر معقول سے معقول دلیل بھی دیتے رہو تو وہ مان کر نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو کبھی راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملتی اور دلوں پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔

(۸) ان کی ہٹ دھرمی ان کے گلے کا طوق بن گئی | اگر کسی آدمی کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے جس سے وہ ٹھوڑی تک جکڑا رہے اور اس کی گردن اکڑی رہے کہ نہ جھک سکے نہ ادھر ادھر دیکھ سکے ایسے ہی ان کی ہٹ دھرمی اور ان کی نخوت اور ان کا غرور ان کے گلے کا طوق بن گیا۔ یہ اپنے تکبر اور اپنی نخوت میں مبتلا ہیں اس لئے بڑی سے بڑی حقیقت ان کے سامنے آجائے یہ مان کر نہیں دیں گے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ

وَجَعَلْنَا	مِنْ	بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ	سَدًّا	وَّ	مِنْ خَلْفِهِمْ
اور ہم نے کردی	سے	ان کے آگے	ایک دیوار	اور	ان کے پیچھے

اور ہم نے کردی ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے

سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ⑨ وَسَوَآءٌ

سَدًّا	فَاَغْشَيْنٰهُمْ	فَهُمْ	لَا يُبْصِرُوْنَ	وَ	سَوَآءٌ
ایک دیوار	پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا	پس وہ	دیکھتے نہیں	اور	برابر

ایک دیوار پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا پس وہ، دیکھتے نہیں ۔ اور برابر ہے

عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑩

عَلَيْهِمْ	ءَاَنْذَرْتَهُمْ	اَمْ	لَمْ تُنْذِرْهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
ان پر۔ ان کے لئے	خواہ تم انہیں ڈراؤ	یا	تم انہیں نہ ڈراؤ	وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ان کے لئے خواہ تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ

اِنَّمَا	تُنْذِرُ	مَنِ	اتَّبَعَ	الذِّكْرَ	وَخَشِيَ	الرَّحْمٰنَ
اسکے سوا نہیں	تم ڈراتے ہو	جو	پیروی کرے	نصیحت	اور ڈرے	رحمٰن۔ (اللہ)

اس کے سوا نہیں کہ تم (اس کو) ڈراتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے اللہ

بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ⑪

بِالْغَيْبِ	فَبَشِّرْهُ	بِمَغْفِرَةٍ	وَّ	اَجْرٍ	كَرِيْمٍ
بن دیکھے	پس اسے خوش خبری ہو	بخشش کی	اور	اجر	اچھا

سے ڈرے پس اسے بخشش اور اچھے اجر کی خوش خبری ہو

⑨ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا فِي
الْمَوْضِعَيْنِ فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ

⑨ اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار قائم کردی جس سے ہم نے
ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ سو وہ کسی طرف کو

لَا یُبْصِرُوْنَ ○ تَمْثِیْلٌ اَیْضًا لِسَدِّ طُرُقِ الْاِیْمَانِ عَلَیْهِمْ

دیکھ نہیں سکتے۔ یہ بھی ایک مثال ہے اس امر کی کہ ایمان کے راستے ان پر بند کر دیے گئے۔

(۱۰) وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَتَسْهِیْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِهٖ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

(۱۰) اور اے محمدؐ تیرا ان کو ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہ لاویں گے۔

(۱۱) اِنَّمَا تُنْذِرُ یَنْفَعُ اِنْذَارُکَ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ الْقُرْاٰنَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ خَافَهٗ وَلَمْ یَرَهٗ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ○ هُوَ الْجَنَّةُ

(۱۱) بات یہ ہے کہ تیرا ڈرانا انہیں کو فائدہ دیتا ہے جو قرآن کی پیروی کریں اور رحمٰن سے ڈریں بدون دیکھے سو ایسے شخص کو جو قرآن کی پیروی کرے اور رحمٰن سے ڈرے اس کو خوش خبری سنا بخشش اور بڑے ثواب کی یعنی جنت کی

تشریح

(۹) ماضی سے بے خبر اور مستقبل سے بے فکر | ان کی ضد ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر نے ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ گزرے ہوئے زمانے کی تاریخ سے کوئی سبق نہیں لیتے کہ جو قومیں گزر چکی ہیں اور انھوں نے سچائی کو ٹھکرایا ہے ان کا کیا انجام ہوا ہے ان کے اسی غرور اور ہٹ دھرمی نے ان کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ مستقبل کے نتائج پر غور نہیں کرتے۔ ان کو وہ کھلی کھلی حقیقتیں بھی نظر نہیں آتیں جن کو ہر انسان دیکھ سکتا ہے، اور سمجھ سکتا ہے۔

(۱۰) خبردار کرنے کا ان پر اثر ہو یا نہ ہو مگر آپ اپنا کام کیے جائیں | بے شک ہٹ دھرم لوگوں کے لئے یکساں ہے کہ آپ انھیں خبردار کریں یا نہ کریں۔ یہ ماننے والے نہیں ہیں مگر آپ اپنا کام کیے جائیں۔ سرکش لوگوں کو نصیحت کرنا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے۔ اور کبھی یہ اعلیٰ اخلاق ان ہٹ دھرم لوگوں کے لئے نہ سہی دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اور کیا معلوم کہ اللہ کی مخلوق میں کون سے بندے ہوں جن پر کسی وقت کوئی بات اثر کر جائے۔ البتہ سرکش اور ہٹ دھرم لوگ اگر نہ مانیں تو آپ دل شکستہ نہ ہوں وہ نہ سہی دوسرے لوگ ہیں جن پر آپ کی باتوں کا اثر ضرور ہوگا اور آپ کی حکمت بھری باتیں ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیں گی۔ وہ قبول حق والے کون لوگ ہیں۔ ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۱۱) اللہ سے ڈرنے والے ہدایت پاتے ہیں | وہ لوگ جن کے دل میں اللہ کا خوف ہے اور جنہیں یقین ہو کہ ہمیں ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے نصیحت کا فائدہ انہی کو ہوتا ہے ایسے لوگ پیغمبر کے خبردار کرنے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائیں گے اور وہ اجر کریم کے مستحق ہوں گے۔ اور جس کے دل میں اللہ کا خوف ہی نہ ہو اسے کسی نصیحت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ مغفرت اور عزت کے بجائے سزا کے اور ذلت کے مستحق ہوں گے۔ آگے بتایا جا رہا ہے کہ دونوں طرح کے لوگوں کی عزت اور ذلت کا پورا پورا اظہار زندگی کے دوسرے دور میں ظاہر ہوگا جس کا آغاز موت کے بعد سے ہی ہو جاتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَ

إِنَّا نَحْنُ	نُحْيِ	الْمَوْتَىٰ	وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا	وَآثَارَهُمْ	وَ
بے شک ہم	زندہ کرتے ہیں	مُردے	اور ہم لکھتے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا (عمل)	اور ان کے اثر (نشانات)	اور

بے شک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں، ہم ان کے عمل اور ان کے نشانات لکھتے ہیں (جو وہ چھوڑ گئے)

ع ۲ ۱۸ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾ وَاضْرِبْ

كُلَّ	شَيْءٍ	أَحْصَيْنَاهُ	فِي	إِمَامٍ مُبِينٍ	وَاضْرِبْ
ہر	شے	ہم نے اسے شمار کر رکھا ہے	میں	کتاب روشن (لوح محفوظ)	اور بیان کریں

اور ہر شے کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔ اور ان کے لئے

لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾

لَهُمْ	مَثَلًا	أَصْحَابَ + الْقَرْيَةِ	إِذْ	جَاءَهَا	الْمُرْسَلُونَ
ان کے لئے	مثال (قصہ)	بستی والے	جب	ان کے پاس آئے	رسول (جمع)

بستی والوں کا قصہ بیان کریں جب ان کے پاس رسول آئے

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

إِذْ	أَرْسَلْنَا	إِلَيْهِمُ	اثْنَيْنِ	فَكَذَّبُوهُمَا	فَعَزَّزْنَا	بِثَالِثٍ
جب	ہم نے بھیجے	ان کی طرف	دو	تو انھوں نے جھٹلایا انھیں	پھر ہم نے تقویت دی	تیسرے سے

جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انھوں نے انہیں جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی

فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ﴿١٤﴾

فَقَالُوا	إِنَّا	إِلَيْكُمْ	مُرْسَلُونَ	
پس انھوں نے کہا	بیشک ہم	تمہاری طرف	بھیجے گئے۔	

پس انھوں نے کہا بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

﴿١٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ لِلْبَعْثِ وَنَكْتُبُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ مَا قَدَّمُوا فِي حَيَاتِهِمْ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ لِيُجَازُوا عَلَيْهِ وَآثَارَهُمْ مَا اسْتُنَّ بِهِ بَعْدَهُمْ وَكُلَّ

﴿١٢﴾ بے شبہ ہم ہی زندہ کریں گے مردوں کو قبروں سے نکال کر۔ اور ہم لکھتے ہیں لوح محفوظ میں جو کچھ بھلے بُرے عمل انھوں نے دنیا میں کئے تاکہ ان کو اس کا عوض دیا جائے۔ اور ہم لکھتے ہیں ان کے نشانوں کو جو نشان انھوں نے اپنے بعد چھوڑے۔ یعنی اس پر بھی جزا دی جائے گی۔ اور ہر شے کو

شَیْءٍ نصبہ بفعل یفسرہ اَحْصَیْنٰہُ ضبطناہ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ○ کتاب بین ھو اللوح المحفوظ

اللہ تعالیٰ نے ظاہر کتاب یعنی لوح محفوظ میں جمع کر رکھا ہے

(۱۳) وَاضْرِبْ اجعل لَھُمْ مَّثَلًا مفعول اول اَصْحٰبَ مفعول ثان الْقَرْیَۃِ انطاکیۃ اِذْ جَآءَھَا الی اٰخرہ بدل اشتمال من اصحب القریۃ الْمُرْسَلُوْنَ ○ ای رسل عیسٰی

(۱۳) وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ الخ اور اے محمد ان سے بیان کر انطاکیہ والوں کا حال جب کہ ان کے پاس عیسیٰ کے قاصد پیغام لے کر آئے۔

(۱۴) اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا الی اٰخرہ بدل من اذ الاولیٰ فَعَزَّزْنَا بالتخفیف والتشدید قوینا الاثنین بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ ○

(۱۴) جبکہ ہم نے انطاکیہ والوں کی طرف دو آدمی بھیجے سو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان دونوں کو قوت دی تیسرے آدمی سے۔ سو ان تینوں نے اہل انطاکیہ سے آکر کہا کہ بے شبہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

تشریح

(۱۲) **موت کے بعد زندہ کیا جائے گا اور تمام اعمال مع اپنے نقوش کے سامنے رکھے جائیں گے** | موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے۔ انسان نے دنیا میں جو بھی عمل کئے ہیں آخرت میں ان سب کا بدلہ دیا جائیگا۔ نیک اور بد جیسے بھی عمل ہیں ان سب کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے اور نہ صرف اعمال کا ریکارڈ بلکہ اعمال کے اثرات اور نقوش جو پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی سب حساب میں لکھے جا رہے ہیں۔ مثلاً کسی نے اپنی اولاد کو اچھی یا بری تربیت دی اپنے معاشرے میں جو بھلائیاں برائیاں پھیلائیں ان سب کا مکمل ریکارڈ اس وقت تک تیار ہوتا رہے گا جب تک دنیا میں اس کے اثرات پھیلتے رہیں گے۔ اور پھر حساب کے وقت وہ تمام مکمل ریکارڈ اپنی جزئیات اور کرنے والے کی نیت کے ساتھ سامنے رکھ دیا جائے گا اور اس کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔

(۱۳) **ایک بستی کا قصہ جہاں پیغمبر بھیجے گئے تھے** | یہاں ایک بستی کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے جہاں اللہ کے رسول بھیجے گئے تھے اور اس بستی کے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور تعصب وحق کے انکار کی روش اختیار کی جس کی وجہ سے وہ بستی والے انجام بد سے دوچار ہوئے۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ جب لوگ حق کے انکار کی روش اختیار کرتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

جس غرض کے لئے یہ قصہ بیان کیا جا رہا ہے اسے سمجھنے کے لئے بستی کا نام معلوم ہونا اور یہ معلوم ہونا کہ وہ رسول کون تھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسی لئے قرآن نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا اور کسی حدیث سے بھی اس بستی کا نام اور رسولوں کا نام معلوم نہیں ہوتا بس اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے مخاطبین کو مثال کے طور پر اس بستی کا قصہ سناؤ جب کہ اس میں رسول آئے۔

(۱۴) **اس بستی میں پہلے دو رسول اور اس کے بعد تیسرا رسول بھیجا گیا** | اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے پہلے دو رسول بھیجے پھر ان دونوں کی تائید کے لئے اللہ نے تیسرے رسول کو بھیجا اور تینوں نے یہی کہا کہ ہم خود نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں پروردگار عالم نے تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجا ہے۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحْمٰنُ	اَنْزَلَ	وَمَآ	مِّثْلُنَا	بَشَرٌ	اِلَّا	مَآ اَنْتُمْ	قَالُوْا
رحمٰن (اللہ)	اُتارا	اور نہیں	ہم جیسے	آدمی	مگر محض	تم نہیں ہو	وہ بولے

وہ بولے تم محض ہم جیسے آدمی ہو اور نہیں اُتارا اللہ نے

مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾

تَكْذِبُوْنَ	اِلَّا	اَنْتُمْ	اِنْ	مِنْ شَیْءٍ
جھوٹ بولتے ہو	مگر محض	تم	نہیں	کچھ

کچھ بھی، تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

﴿۱۵﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○

﴿۱۵﴾ وہ بولے کہ تم ہم جیسے آدمی ہو اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

تشریح

﴿۱۵﴾ **انسانیت، رسول کا کمال ــــ ہدایتِ انسانی کے لئے وحی کی ضرورت** جس بستی میں تینوں رسول بھیجے گئے اس بستی والوں نے اللہ کے ان رسولوں کو یہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا کہ کیوں کہ تم ہمیں جیسے انسان ہو اس لئے خدا کے رسول نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ رسول کا کمال ہی یہ ہے کہ وہ انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اس کی برتری سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ وہ اللہ کا فرستادہ اور اس کا پیغمبر ہے۔ اس کی جانب سے منصب اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں احساس کی بھی ضرورت ہے، جو غم نہیں کھاسکتا وہ ایک غم زدہ کی پوری تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک بھوکے کے ساتھ صحیح دل سوزی کرنا بھی نہیں جانتا، اور جو فطرتِ انسانی کی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر اغماض بھی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے قرآن نے جابجا بعثت کے ساتھ رسول کا انسان ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۝

یہاں امتنان واحسان کے موقعہ پر منجملہ اور باتوں کے تین امور کو بالخصوص نمایاں کیا گیا ہے۔ بعثتِ رسول، پھر اس انعام کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب، اور سب سے بڑھ کر اس رسول کا انسان ہونا۔ حضرت خلیل ؑ نے جب بنی اسماعیل میں ایک نبی کے لئے دعا فرمائی تو انھوں نے بھی اس اہم نکتہ کو فراموش نہیں کیا اور اپنی دعا میں فرمایا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

(اے ہمارے رب ان میں رسول بھیج جو انھیں میں سے ہو ــــ)

پھر جب اس دعائے مستجاب کے ظہور کا وقت آیا تو دعائے خلیل میں لفظ "مِنْهُمْ" کی استجابۃ کو مزید تاکید کے ساتھ لفظ "مِنْ اَنْفُسِهِمْ" سے ذکر کیا گیا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ یعنی اس رسول کو انسانوں میں سے۔ تو بھیجا ہی تھا مگر ان میں بھی جس سے انھیں قریب سے قریب تر علاقہ ہو سکتا تھا ان میں بھیجا ہے انسانوں میں عرب، عربوں میں قریشی، اور قریش میں ہاشمی بنایا۔ مگر ان چند در چند خصوصیات کے باوجود وہ پھر ایک انسان ہی رہا۔ یہی وہ عقیدہ تھا جو ابتدا میں اولادِ آدم کو بتا دیا تھا۔

يَا بَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (الاعراف۔ آیت ۳۵)

(اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تم ہی میں کے رسول آئیں جو تمہارے سامنے ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور نیک رہے تو ان پر نہ کوئی خوف و ہراس اور نہ کوئی غم۔)

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی ابتدا میں جن باتوں کی اولادِ آدم کو بنیادی طور پر تعلیم دی گئی تھی ان میں ایک بعثتِ رسول دوم رسولوں کے انسان ہونے کا عقیدہ تھا اسی عقیدہ کے مطابق دنیا میں خدا کے بہت سے رسول آئے جن کی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہے مگر قرآن سے جس قدر اجمالاً معلوم ہو سکا ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے منصب نبوت کے لئے دو انسان منتخب ہوئے تھے پھر افراد و اشخاص کے بجائے خاندانوں کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد جب خاندانوں نے انحراف اور کفران نعمت شروع کیا تو بنی اسماعیل کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس درمیان میں دنیا کی مقرر عمر آخر ہونے لگی۔ ادھر رسولوں کی مقرر تعداد بھی پوری ہو گئی اس لئے آخری رسول کو بھیج کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور بساطِ عالم لپیٹنے کا اعلان کر دیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ۔ (آل عمران آیت ۳۳)

(اللہ تعالےٰ نے پسند کیا آدمؑ کو نوحؑ کو اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان پر جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔)

اس تمام سلسلہ میں جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر آں حضرتؐ پر ختم ہو جاتا ہے کوئی رسول ایسا نہ تھا جو انسان نہ تھا۔ ایک حضرت عیسیٰؑ کا معاملہ نصاریٰ کی نظروں میں کچھ مشتبہ تھا اسی کو ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ کہہ کر صاف کر دیا گیا ہے یعنی جب وہ بھی انسانوں ہی کی اولاد تھے تو یقیناً ان کو بھی انسان ہونا چاہیے۔

علاوہ اس کے کہ اگر رسول انسان نہ ہوں تو وہ انسانوں کی پوری اصلاح نہیں کر سکتے۔ نسلِ انسانی پر یہ ایک بدنما داغ ہوتا کہ اشرف المخلوقات کا مصلح و مربی کسی اور نوع میں پیدا کیا جائے اس لئے خود رسول اور نوعِ رسول اور نوعِ انسانی کا شرف و کمال یہی تھا کہ رسول انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا۔

○ انسان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں اس کا کونسا کام اللہ کو پسند ہے اور کون سی ایسی باتیں ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے جو علم کا ذریعہ ہے اس کا نام "وحی" ہے۔ انسان کی ہدایت کے لئے وحی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ وحی اس غیبی ذریعہ علم کا نام ہے جو صرف انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کلام اپنے کسی منتخب بندے اور رسول تک پہنچاتے ہیں اور پھر رسول کے ذریعے وہ بات تمام انسانوں تک پہنچتی ہے۔ وحی دراصل پروردگار عالم اور اس کے بندوں کے درمیان ایک مقدس تعلیمی رشتہ ہے اور اس کا مشاہدہ انبیاء کرام پر ہوتا ہے۔ بہرحال انسان کی ہدایت کے لئے وحی ایک ایسا علم کا ذریعہ ہے جس کے بغیر انسان نہ اپنی زندگی کا مقصد معلوم کر سکتا ہے اور نہ اس کو راہ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے لیکن ہر زمانے میں ایسے لوگ رہے ہیں جنھوں نے اس حقیقت کو جھٹلایا ہے کہ وحی کوئی ذریعۂ علم نہیں ہے۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ⑯ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

قَالُوْا	رَبُّنَا	يَعْلَمُ	اِنَّآ	اِلَيْكُمْ	لَمُرْسَلُوْنَ	وَمَا	عَلَيْنَآ	اِلَّا	الْبَلٰغُ
انہوں نے کہا	ہمارا پروردگار	جانتا ہے	بیشک ہم	تمہاری طرف	البتہ بھیجے گئے	اور نہیں	ہم پر	مگر	پہنچا دینا

انھوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہم پر (ہمارے ذمہ) نہیں مگر (صرف) صاف

الْمُبِيْنُ ⑰ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

الْمُبِيْنُ	قَالُوْٓا	اِنَّا ۔ تَطَيَّرْنَا	بِكُمْ	لَئِنْ	لَّمْ تَنْتَهُوْا	لَنَرْجُمَنَّكُمْ
صاف صاف	وہ کہنے لگے	ہم نے منحوس پایا	تمہیں	اگر	تم باز نہ آئے	ضرور ہم سنگسار کریں گے تمہیں

صاف پہنچا دینا۔ وہ کہنے لگے ہم نے منحوس پایا تمہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کریں گے

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑱ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ	مِّنَّا	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	قَالُوْا	طَآئِرُكُمْ	مَّعَكُمْ	اَئِنْ
اور ضرور پہنچے گا تمہیں	ہم سے	عذاب	دردناک	انھوں نے کہا	تمہاری نحوست	تمہارے ساتھ	کیا

اور تمہیں ہم سے دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔ انھوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا تم (اس کو نحوست

ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ⑲

ذُكِّرْتُمْ	بَلْ	اَنْتُمْ	قَوْمٌ	مُّسْرِفُوْنَ
تم سمجھائے گئے	بلکہ	تم	لوگ	حد سے بڑھنے والے

سمجھتے ہو) اگر تم سمجھائے گئے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔

⑯ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ جَارٍ مَجْرَى الْقَسَمِ وَزِيْدَ التَّاكِيْدُ
بِهٖ وَبِاللَّامِ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ لِزِيَادَةِ الْاِنْكَارِ فِيْ اِنَّآ
اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○
⑰ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَلتَّبْلِيْغُ
الْبَيِّنُ الظَّاهِرُ بِالْاَدِلَّةِ الْوَاضِحَةِ وَهِيَ اِبْرَاءُ
الْاَكْمَهِ وَالْاَبْرَصِ وَالْمَرِيْضِ وَاِحْيَاءُ الْمَيِّتِ
⑱ قَالُوْٓا
اِنَّا تَطَيَّرْنَا تَشَاءَمْنَا بِكُمْ لِانْقِطَاعِ الْمَطَرِ
عَنَّا بِسَبَبِكُمْ لَئِنْ لَامُ قَسَمٍ لَّمْ تَنْتَهُوْا
لَنَرْجُمَنَّكُمْ بِالْحِجَارَةِ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ

⑯ وہ تینوں عیسیٰ کے بھیجے ہوئے بولے کہ ہمارا رب جانتا
ہے (یہ الفاظ قائم مقام قسم کے ہیں اور چونکہ اہل انطاکیہ نے
سختی سے انکار کیا تھا اس لئے ان کے جواب میں قسم وغیرہ کے ساتھ تاکید لائی گئی) کہ بے شبہ
⑰ اور ہمارا کام صرف ظاہر پہنچا دینا ہے کھلی ہوئی دلیلوں اور معجزوں سے (اور
وہ روشن دلیلیں یہ تھیں اندھے مادرزاد اور جذام و برص والے کو اچھا کر دینا اور
⑱ بیمار کو تندرست کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا)۔ — اہل انطاکیہ نے کہا کہ ہم تم کو منحوس
سمجھتے ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہم سے بارش رک گئی۔ البتہ اگر تم اپنی ان باتوں
سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم سنگسار کر دیں گے اور ہماری جانب سے
تم پر سخت عذاب دردناک پہنچے گا۔

(۱۹) قَالُوْا طَآئِرُكُمْ شُؤْمُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ أَئِنْ هَمْزَةُ اسْتِفْهَامٍ دَخَلَتْ عَلٰى اِنِ الشَّرْطِيَّةِ وَفِيْ هَمْزَتِهَا التَّحْقِيْقُ وَالتَّسْهِيْلُ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَيْنَهَا بِوَجْهَيْهَا وَبَيْنَ الْاُخْرٰى ذُكِّرْتُمْ وُعِظْتُمْ وَخُوِّفْتُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَيْ تَطَيَّرْتُمْ وَكَفَرْتُمْ وَهُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ وَالْمُرَادُ بِهِ التَّوْبِيْخُ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ مُتَجَاوِزُوْنَ الْحَدَّ بِشِرْكِكُمْ

(۱۹) عیسیٰؑ کے رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اس سبب سے کہ ہم نے تم کو نصیحت کی تم ہم کو منحوس سمجھتے ہو اور کفر کرتے ہو یعنی یہ امر تمہارے لئے سخت خرابی کا باعث ہے۔ بلکہ تم لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہو کہ شرک میں گرفتار ہو۔

تشریح

(۱۶) رسول نے اپنی صداقت کا یقین دلایا | رسولوں نے یقین دلایا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اگر ہم جھوٹ بولتے تو اللہ کو تو معلوم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کیا وہ جھوٹوں کی تصدیق کرتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں، اور ہم کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں۔

(۱۷) ہمارا کام پہنچا دینا ہے | رسولوں نے کہا کہ ہماری ذمہ داری اتنی ہی ہے کہ ہم اللہ کا پیغام کھول کھول کر صاف صاف طریقے پر معقول اور دلنشین انداز میں تمہیں پہنچا دیں اگر تم نہیں مانو گے تو اپنے انکار کے تم خود ہی ذمہ دار ہو۔ ہم پر سوائے پہنچانے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۱۸) بستی والوں کا جواب ہم تو تمہیں اپنے لئے منحوس سمجھتے ہیں | رسولوں کی دعوت کے جواب میں بجائے اس کے کہ وہ ان کی بات پر توجہ کرتے اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرتے الٹا انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو تمہیں اپنے لئے فال بد اور منحوس سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو کوئی نہ کوئی آفت ہمارے ساتھ لگی رہتی ہے اگر تم اپنی نصیحتوں سے باز نہیں آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں بڑی دردناک سزا دیکر نکالیں گے۔ حق سے انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ بجائے سچائی کو ماننے سے الٹا حق و صداقت کی دعوت دینے والوں کو اپنے لئے منحوس سمجھتے رہے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو بھی پریشانی آتی ہے وہ انہی لوگوں کی وجہ سے آتی ہے ـــ نبی ﷺ کے بارے میں آپ کو جھٹلانے والے کہتے تھے۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ (سورۂ نساء آیت ۷۸) (اگر انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری بدولت ہے)

یہی رویہ فرعونیوں کا بھی تھا وہ کہتے تھے:۔ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۚ (الاعراف آیت ۱۳۰)

(جب ان پر اچھی حالت آتی تو کہتے یہ ہماری خوش نصیبی ہے اور اگر کوئی مصیبت ان پر آپڑتی تو اسے موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے)

(۱۹) نحوست کوئی چیز نہیں ہے حق و باطل کے فیصلے دلیل سے ہوتے ہیں | حق کا انکار کرنے والوں نے جب رسولوں پر الزام دھرنے شروع کئے، تم ہمارے لئے منحوس ہو جب سے آئے ہو کوئی نہ کوئی آفت پیچھے لگی رہتی ہے تو رسولوں نے ایک معقول جواب دیا کہ نحوست کوئی چیز نہیں ہے بھلائی اور برائی خود اپنے کرتوتوں کا پھل ہے۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالےٰ فرمایا:۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ (آیت ۱۳)

(ہر شخص کا پروانۂ خیر و شر ہم نے اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے۔)

حق و باطل کے فیصلے حق پسندی، صداقت شعاری اور دلیلوں سے ہوتے ہیں نہ کہ اوہام و خرافات سے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو بھلائی سے بھاگنا چاہتے ہو اور گمراہی میں مبتلا رہنا چاہتے ہو۔ اس لئے تم نحوست وغیرہ کی باتیں کرتے ہو۔ ورنہ کوئی کسی کے لئے منحوس نہیں ہوتا۔ انسان کے اپنے اعمال ہی کی نحوست ہوتی ہے جس میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ

وَجَآءَ	مِنْ	اَقْصَا	الْمَدِيْنَةِ	رَجُلٌ	يَّسْعٰى	قَالَ
اور آیا	سے	پرلا سرا	شہر	ایک آدمی	دوڑتا ہوا	اس نے کہا

اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا

يٰقَوْمِ	اتَّبِعُوا	الْمُرْسَلِيْنَ	اتَّبِعُوْا	مَنْ	لَّا
اے میری قوم	تم پیروی کرو	رسول (جمع)	تم پیروی کرو	جو	نہیں

اے میری قوم! تم رسولوں کی پیروی کرو تم ان کی پیروی کرو جو تم سے

يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾

يَسْـَٔلُكُمْ	اَجْرًا	وَّهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ	
تم سے مانگتے	کوئی اجر	اور وہ	ہدایت یافتہ	

کوئی اجر نہیں مانگتے، اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

(۲۰) وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ وَهُوَ حَبِيْبُ النَّجَّارُ كَانَ قَدْ اٰمَنَ بِالرُّسُلِ وَمَنْزِلُهٗ بِاَقْصَى الْبَلَدِ يَّسْعٰى يَشْتَدُّ عَدْوًا لِمَا سَمِعَ بِتَكْذِيْبِ الْقَوْمِ الرُّسُلَ قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○

(۲۰) اور حبیب نجار جو انطاکیہ کے پرلے کنارے پر رہتا تھا اور عیسیٰؑ کے رسولوں پر ایمان لایا تھا جب اس نے سنا کہ انطاکیہ والوں نے ان رسولوں کو جھٹلایا تو وہ وہاں سے دوڑتا ہوا آیا۔

آکر کہنے لگا کہ اے میری قوم عیسیٰ کے رسولوں کی پیروی کرو۔

(۲۱) اتَّبِعُوْا تَاكِيْدٌ لِلْاَوَّلِ مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا عَلٰى رِسَالَتِهٖ وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ فَقِيْلَ لَهٗ اَنْتَ عَلٰى دِيْنِهِمْ فَقَالَ

(۲۱) اطاعت کرو ان لوگوں کی جو احکام الٰہی پہنچانے پر تم سے مزدوری نہیں مانگتے۔

اور وہ ہدایت پر ہیں۔

سو اس پر اس سے اس کی قوم نے کہا۔

تشریح

(۲۰) رسولوں کی پیروی میں بھلائی ہے | ایک طرف رسولوں کو جھٹلایا جا رہا تھا ان کی دعوت کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں

مگر اسی مخالفانہ ماحول میں رسولوں کی دعوت کی صداقت اندر اندر اپنا اثر دکھا رہی تھی اور لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہی تھی۔ شہر کے دور دراز گوشے سے ایک بندۂ حق کی صدا بلند ہوئی کہ اے لوگو رسولوں کی پیروی کرو، کیوں کہ انسان کے لئے اللہ کی اطاعت اس کی فرماں برداری اور پروردگار کی مرضی معلوم کرنے کا قابلِ اعتماد ذریعہ صرف اس کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نسا، آیت ۸۰)

(جو رسول کا کہنا مانے اس نے خدا ہی کا کہنا مانا ــــــــ)

رسول کی حکم برداری حقیقت میں اللہ کی حکم برداری ہوتی ہے۔ رسول کی اطاعت اور محبت کے بغیر اللہ کی اطاعت اور محبت کا کوئی اور راستہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس بندۂ حق نے لوگوں سے کہا کہ رسولوں کی پیروی کرو اور رسولوں کی صداقت کا معیار بھی ساتھ ہی بیان کر دیا۔

(۲۱) رسول کی صداقت کا معیار | اس شخص نے کہا کہ رسولوں کی صداقت کے جانچنے کا ایک معیار تو یہ ہے کہ ان کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہوتا۔ یعنی جو کچھ کہتے ہیں خود اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں اس لئے رسولوں کی ہستی عملی نمونہ ہوتی ہے۔
دوسرا ان کی صداقت کا معیار یہ ہے کہ وہ بے غرض ہوتے ہیں، ان کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ وہ ہدایت یافتہ اور راہِ راست پر ہوتے ہیں۔ جب یہ تینوں باتیں ان میں پائی جاتی ہیں تو کوئی معقول انسان ان کی بات کو رد کرے تو کس بنیاد پر۔ ! ؟۔

وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾

وَمَالِیَ	لَآ اَعۡبُدُ	الَّذِیۡ	فَطَرَنِیۡ	وَاِلَیۡهِ	تُرۡجَعُوۡنَ
اور کیا ہوا مجھے	میں نہ عبادت کروں	وہ جس نے	پیدا کیا مجھے	اور اسی کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے

اور مجھے کیا ہوا (میرے پاس کیا عذر ہے) کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ

ءَاَتَّخِذُ	مِنۡ + دُوۡنِهٖ	اٰلِهَةً	اِنۡ	یُّرِدۡنِ	الرَّحۡمٰنُ
کیا میں بنا لوں	اس کے سوا	ایسے معبود	اگر	وہ چاہے	رحمٰن - اللہ

کیا میں اس کے سوا ایسے معبود بنالوں ؟ اگر اللہ مجھے نقصان پہونچانا

بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَا

بِضُرٍّ	لَّا تُغۡنِ	عَنِّیۡ	شَفَاعَتُهُمۡ	شَیۡـًٔا	وَّلَا
کوئی نقصان	نہ کام آئے	میرے	ان کی سفارش	کچھ بھی	اور نہ

چاہے تو ان کی سفارش میرے کام نہ آئے کچھ بھی ، اور نہ وہ

یُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲۴﴾

یُنۡقِذُوۡنِ	اِنِّیۡۤ	اِذًا	لَّفِیۡ + ضَلٰلٍ	مُّبِیۡنٍ
چھڑا سکیں وہ مجھے	بیشک میں	اس وقت	البتہ گمراہی میں	کھُلی

مجھے چھڑا سکیں۔ بے شک اُس وقت میں کھُلی گمراہی میں ہوں گا۔

اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿۲۵﴾

اِنِّیۡۤ	اٰمَنۡتُ	بِرَبِّکُمۡ	فَاسۡمَعُوۡنِ
بیشک میں	ایمان لایا	تمہارے پروردگار پر	پس تم میری سُنو

بے شک میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا پس تم میری سُنو

﴿۲۲﴾ وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ
خَلَقَنِیۡ اَیۡ لَا مَانِعَ لِیۡ مِنۡ عِبَادَتِهِ الۡمَوۡجُوۡدُ
مُقۡتَضِیۡهَا وَاَنۡتُمۡ کَذٰلِكَ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ
بَعۡدَ الۡمَوۡتِ فَیُجَازِیۡکُمۡ کَغَیۡرِکُمۡ

﴿۲۳﴾ ءَاَتَّخِذُ فِی الۡهَمۡزَتَیۡنِ مِنۡهُ مَا تَقَدَّمَ

﴿۲۲﴾ وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ الخ

اور میں کیوں نہ عبادت کروں اس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹو گے مرنے کے بعد سب وہ تم کو اور تمہارے سوا سب کو بدلہ دے گا یعنی میرے لئے اس کی عبادت سے کوئی

﴿۲۳﴾ کیا میں اللہ کے سوا جوں کو معبود بناؤں۔

فِیٓ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ رُھُوَا سْتِفْھَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ مِنْ دُوْنِہٖ اَیْ غَیْرِہٖ اٰلِھَۃً اَصْنَامًا اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ اَلَّتِیْ زَعَمْتُمُوْھَا شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○ صِفَۃُ اٰلِھَۃٍ

اگر رحمٰن چاہے کہ مجھ کو نقصان پہنچادے تو بتوں کی سفارش جن کو تم معبود سمجھتے ہو مجھ کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں۔

۲۴ اِنِّیْٓ اِذًا اَیْ اِنْ عَبَدْتُ غَیْرَ اللّٰہِ لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بَیِّنٍ

۲۴ بے شبہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کروں میں ظاہرے راہی پر ہوں۔

۲۵ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ اَیْ اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَرَجَمُوْہُ فَمَاتَ

۲۵ بے شک میں ایمان لایا تمہارے رب پر پس سُن لو تم میرے کلام۔ یہ سن کر اس کی قوم نے اسے سنگسار کیا سو وہ مرگیا۔

تشریح

۲۲ خالق کی بندگی عقل و فطرت کے مطابق ہے سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے خالق اور پیدا کرنے والے ہیں۔ اور جب وہ ہمارے خالق ہیں تو ہمارے معبود بھی وہی ہیں۔ اپنے خالق کی بندگی کرنا یہ عقل کا اور فطرت کا تقاضہ ہے۔ آخر ہم اس کے بندے بن کر کیوں نہ رہیں۔ جس کے ہم بندے ہیں۔ اور ان کے بندے کیوں بنیں جن کے ہم بندے نہیں ہیں۔ پھر یہ کہ وہ خالق اور معبود ایسا ہے کہ سب کو مرنے کے بعد لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔ اب جس کے پاس جانا ہے اُس سے منہ موڑ کر کون سی بھلائی حاصل ہوسکتی ہے۔

۲۳ غیر اللہ کی بندگی کیوں کی جائے جب کہ ان کو نہ کوئی اختیار ہے اور نہ ان کی سفارش کام آسکتی ہے! اللہ تمہارے خالق ہیں اور وہی عبادت کے مستحق ہیں۔ ان کو چھوڑ کر جو کہ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان بھی ہیں اور ہر طرح با اختیار اور قادر مطلق ہیں۔ کائنات کی ایک ایک چیز پر ان کا تصرف ہے۔ ایسی ہستی کو چھوڑ کر بھلا دوسروں کی بندگی کیوں کی جائے جو نہ صاحب اختیار ہیں نہ نقصان سے بچاسکتی ہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کی سفارش کام آسکتی ہے۔ تو یہ کون سی عقلمندی ہے کہ ایک با اختیار خالق مہربان کو چھوڑ کر ان کے آگے جھکا جائے جو خود بے اختیار ہیں اور اپنے وجود کے لئے اللہ کے محتاج ہیں

۲۴ غیر اللہ کو معبود بنانا کھلی گمراہی ہوگی اگر یہ سب کچھ جان کر کہ اللہ ہی ہمارا پیدا کرنے والا ہے وہی حقیقت میں بندگی کے لائق ہے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے پھر بھی میں اگر اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا معبود بناؤں تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا۔

۲۵ صداقت شعار انسان کی جرأت ایمانی یہ تمام دل پذیر صاف صاف اور واضح دلیلیں دے کر سمجھانے کے بعد اس صداقت شعار انسان نے مجمع عام میں اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ سنو میں تو تمہارے رب پر جو میرا بھی رب ہے ایمان لے آیا میں اس خدائے واحد کو اپنا رب مان کر جو سب کا رب ہے اس پر ایمان لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ تم بھی میری بات مان لو۔ یہ ایک مومن کی قوت ایمانی تھی اس کا یہ حوصلہ اور جرأت تھی کہ اس نے کھلے مجمع میں پوری دلیل کے ساتھ رسولوں کی صداقت اور خدائے واحد پر ایمان کا اعلان کیا تاکہ رسول بھی اس کے ایمان کے گواہ ہو جائیں اور دوسرے لوگ بھی اپنے ایمان کے اظہار کا حوصلہ کرسکیں۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ بِمَا

قِيْلَ	ادْخُلِ	الْجَنَّةَ	قَالَ	يٰلَيْتَ	قَوْمِيْ	يَعْلَمُوْنَ	بِمَا
ارشاد ہوا	تو داخل ہو جا	جنت	اس نے کہا	اے کاش	میری قوم	جانتی	اس بات کو

(اس شہید کو) ارشاد ہوا تو جنت میں داخل ہو جا، اس نے کہا اے کاش میری قوم جانتی اس بات کو کہ

غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٧﴾

غَفَرَ لِيْ	رَبِّيْ	وَجَعَلَنِيْ	مِنَ	الْمُكْرَمِيْنَ
اس نے بخش دیا مجھے	میرا رب	اور اس نے کیا مجھے	سے	نوازے ہوئے لوگ

مجھے بخش دیا میرے رب نے اور اس نے مجھے (اپنے) نوازے ہوئے لوگوں میں سے کیا۔

(۲۶) قِيْلَ لَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ وَقِيْلَ دَخَلَهَا حَيًّا قَالَ يَا حَرْفُ تَنْبِيْهٍ لَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○

(۲۷) بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ بِغُفْرَانِهٖ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○

(۲۶) بعد مرنے کے اس کو حکم ہوا کہ داخل ہو جا تو جنت میں (بعض علماء نے فرمایا کہ وہ زندہ جنت میں داخل ہوا۔ وہ بولا اے کاش میری قوم جان لیتی

(۲۷) اللہ کی بخشش کو جو مجھ پر ہوئی اور اس نے جو کچھ مجھ پر اکرام کیا۔

تشریح

(۲۶) اس حق پسند انسان کی شہادت اور جنت کی بشارت | اس کی جرأت ایمانی کے جواب میں. بجائے اس کی دعوتِ حق کو قبول کرنے کے بڑی بے دردی کے ساتھ اس کو قتل کر دیا گیا۔ اِدھر اس کی شہادت ہوئی اُدھر جنت کی بشارت دے دی گئی۔ اس نے کہا کاش میری قوم کو میرا حال معلوم ہو سکتا۔

(۲۷) میری قوم کو معلوم ہوتا کہ کس چیز کی بدولت میری مغفرت ہوئی | کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔ کاش میری قوم میرا حال اور اللہ کے انعام واکرام کا علم حاصل کر سکتی اور اس کو ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہوتی۔ قوم کے تعلق سے اس کی یہ تڑپ اور یہ خواہش کہ کاش ان کو اللہ کے یہاں میری منزلت کا پتہ لگتا، اس شخص کے بلند اخلاق اور اس کے عظیم کردار کو ظاہر کرتی ہے کہ اپنے قاتلوں کے خلاف بجائے جذبۂ انتقام کے اب بھی اس کے دل میں ان کی خیر خواہی کا جذبہ تھا کہ کاش وہ میری زندگی سے نہ سہی میری موت سے ہی سبق لے کر راہِ ہدایت اختیار کریں ـــــ اس شخص کی تعریف کرتے ہوئے حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ، نَصَحَ قَوْمَهٗ حَيًّا وَّمَيِّتًا

(جیتے جی بھی اس شخص نے خیر خواہی کی اور مر کر بھی)

یہ واقعہ دراصل اس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس شخص کی طرح محمدؐ اور ان کے ساتھی تمہارے سچے خیر خواہ ہیں اور تمہارے ساتھ ان کی لڑائی کسی ذاتی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری گمراہی سے ہے کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ موت کے بعد عالم برزخ میں روح زندہ رہتی ہے اس کے احساسات اور جذبات اسی طرح باقی رہتے ہیں چنانچہ مرنے کے بعد بھی اس شخص کو قوم کی خیر خواہی کی فکر رہی۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ

مِّنَ	مِنْ جُنْدٍ	مِنْ بَعْدِهٖ	قَوْمِهٖ	عَلٰى	وَمَآ اَنْزَلْنَا
سے	کوئی لشکر	اس کے بعد	اس کی قوم	پر	اور نہیں اتارا ہم نے

اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر (فرشتوں کا) کوئی لشکر نہیں اُتارا آسمان

السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

اِلَّا	اِنْ كَانَتْ	مُنْزِلِيْنَ	وَمَا كُنَّا	السَّمَآءِ
مگر	نہ تھی	اتارنے والے	اور نہ تھے ہم	آسمان

سے، اور ہم اتارنے والے ہی نہ تھے (ان کی سزا) نہ تھی مگر

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

خٰمِدُوْنَ	هُمْ	فَاِذَا	وَّاحِدَةً	صَيْحَةً
بجھ کر رہ گئے	وہ	پس اچانک	ایک	چنگھاڑ

ایک چنگھاڑ، پس وہ اچانک بجھ کر رہ گئے

(۲۸) وَمَآ نَافِيَةٌ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ اَیْ حَبِیْبٍ مِنْ بَعْدِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَیْ مَلٰٓئِكَةٍ لِاِهْلَاكِهِمْ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ○ مَلٰٓئِكَةً لِاِهْلَاكِ اَحَدٍ

(۲۸) اور ہم نے یہ نہیں کیا کہ حبیب نجار کے مرنے کے بعد اس کی قوم کے ہلاک کرنے کو آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتارا ہو۔

اور نہ ہم کسی کے ہلاک کرنے کو فرشتے اتارتے ہیں۔

(۲۹) اِنْ مَا كَانَتْ عُقُوْبَتُهُمْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً صَاحَ بِهِمْ جِبْرَئِيْلُ فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○ سَاكِتُوْنَ مَيِّتُوْنَ

(۲۹) ان کا عذاب اور ہلاکی صرف ایک سخت آواز سے ہوئی یعنی جبرئیل نے ایک سخت آواز کی جس سے وہ سب خاموش رہ گئے۔ اور مر گئے۔

تشریح

(۲۸) ان کے کرتوتوں کی سزا کے لئے آسمان سے کسی لشکر کے اتارنے کی کوئی ضرورت نہ تھی | اس قوم کی یہ حرکتیں، انبیاء کی تکذیب، حق کی مخالفت، اپنی طاقت پر ان کا گھمنڈ۔ وہ سمجھتے تھے کہ اہل ایمان کو اپنی طاقت سے روند ڈالیں گے بگر ان کو سزا دینے کے لئے ہمیں آسمان سے کوئی لشکر اتارنے کی ضرورت نہ تھی اور ہم بلا ضرورت کے ایسا کرتے بھی نہیں۔ ان پر عذاب کے لئے اتنی ہی بات کافی تھی کہ ......

بس ایک چنگھاڑ اور سب کچھ ختم | ان پر عذاب کے لئے اتنی ہی بات کافی تھی کہ فرشتے کی ایک چیخ ایک چنگھاڑ اور ایک دھماکہ اور سب کچھ ختم، عذاب کی ایک ہی چوٹ نے سب کو ٹھنڈا کر دیا اور سب بجھ کر رہ گئے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا

يٰحَسْرَةً	عَلَى	الْعِبَادِ	مَا يَأْتِيهِمْ	مِّنْ رَّسُولٍ	إِلَّا
اے وائے	پر	بندوں	نہیں آیا ان کے پاس	کوئی رسول	مگر

اے وائے ! بندوں پر کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا

كَانُوا	بِهِ	يَسْتَهْزِءُونَ	أَلَمْ يَرَوْا	كَمْ	أَهْلَكْنَا
وہ تھے	اس سے	ہنسی اڑاتے	کیا انھوں نے نہیں دیکھا	کتنی	ہلاک کیں ہم نے

اس کی ہنسی اڑاتے تھے ۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا ہم نے ان سے قبل

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾

قَبْلَهُمْ	مِّنَ الْقُرُونِ	أَنَّهُمْ	إِلَيْهِمْ	لَا يَرْجِعُونَ
ان سے قبل	بستیاں	کہ وہ	ان کی طرف	لوٹ کر نہیں آئیں گے

کتنی بستیاں ہلاک کیں کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے ۔

ع

وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾

وَإِنْ	كُلٌّ	لَّمَّا	جَمِيعٌ	لَّدَيْنَا	مُحْضَرُونَ
اور نہیں	سب	مگر	سب کے سب	ہمارے روبرو	حاضر کیے جائیں گے ۔

اور (کوئی ایسا) نہیں مگر سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کیے جائیں گے ۔

﴿٣٠﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ هٰؤُلَاءِ
وَنَحْوَهُمْ مِمَّنْ كَذَّبُوا
الرُّسُلَ فَأُهْلِكُوا وَهِيَ
شِدَّةُ التَّأَلُّمِ وَنِدَاؤُهَا
مَجَازٌ أَيْ هٰذَا أَوَانُكِ
فَاحْضُرِي مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ
رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ
مَسُوقٌ لِبَيَانِ سَبَبِهَا لِاشْتِمَالِهِ
عَلَى اسْتِهْزَائِهِمُ الْمُؤَدِّي
إِلَى إِهْلَاكِهِمُ الْمُسَبَّبِ عَنْهُ

﴿٣٠﴾ اے حسرت بندوں پر۔ یعنی ان کافروں پر
کی مثل ہیں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا
وہ سب ہلاک ہو گئے
افسوس اور حسرت کا وقت ہے کہ جب کے
پاس کوئی پیغمبر آیا انھوں نے ساتھ
استہزاء کیا جو باعث ان کے نے کا
ہوا جس کی وجہ سے ان کی حسرت
اور افسوس کے ہے ۔

الْحَسْرَةُ

(۳۱) اَلَمْ يَرَوْا اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ
اَلْقَائِلُوْنَ لِلنَّبِیِّ لَسْتَ
مُرْسَلًا وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ
اَیْ عَلِمُوْا كَمْ خَبَرِيَّةٌ بِمَعْنٰی
كَثِيْرٌ مَعْمُوْلَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مُعَلَّقَةٌ
لِمَا قَبْلَهَا عَنِ الْعَمَلِ وَالْمَعْنٰی
اِنَّا اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ كَثِيْرًا
مِّنَ الْقُرُوْنِ الْاُمَمِ اَنَّهُمْ
اَیِ الْمُهْلَكِيْنَ اِلَيْهِمْ اَیِ الْمَكِّيِّيْنَ
لَا يَرْجِعُوْنَ ○ اَفَلَا يَعْتَبِرُوْنَ بِهِمْ
وَاَنَّهُمْ اِلٰی اٰخِرِهٖ بَدَلٌ مِّمَّا قَبْلَهٗ بِرِعَايَةِ
الْمَعْنَی الْمَذْكُوْرِ

(۳۲) وَاِنْ نَافِيَةٌ اَوْ مُخَفَّفَةٌ كُلٌّ اَیْ كُلُّ الْخَلَائِقِ
مُبْتَدَاٌ لَّمَّا بِالتَّشْدِيْدِ بِمَعْنٰی
اِلَّا اَوْ بِالتَّخْفِيْفِ فَاللَّامُ فَارِقَةٌ
وَمَا مَزِيْدَةٌ جَمِيْعٌ خَبَرُ
الْمُبْتَدَاِ اَیْ مَجْمُوْعُوْنَ لَّدَيْنَا عِنْدَنَا
فِی الْمَوْقِفِ بَعْدَ بَعْثِهِمْ مُحْضَرُوْنَ ○
لِلْحِسَابِ خَبَرٌ ثَانٍ

(۳۱) کیا مکہ والے نہیں جانتے جو پیغمبر کو کہتے ہیں کہ تو پیغمبر نہیں۔

یعنی وہ جانتے ہیں کہ ہم نے بہت سی امتوں کو ہلاک کیا کہ بالیقین وہ لوگ جو ہلاک ہوئے مکہ والوں کی طرف سے نہیں آسکتے۔

سو کیا یہ مکہ والے ان کے حال سے عبرت نہیں پکڑتے۔

(۳۲) اور بالضرور تمام مخلوق ہمارے پاس حساب کے واسطے حاضر کی جاوے گی۔

تشریح

ان بندوں کے حال پر جو بھی رسول آیا اس کا مذاق اڑاتے رہے | انسانوں کا حال بھی عجیب رہا ہے ان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے جب بھی کوئی رسول بھیجا گیا اس کی دعوت پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بجائے اور اس کی خیر خواہی سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

(۳۱) ان کے حال سے عبرت حاصل نہ کی | رسولوں کی دعوت سے انکار اور ان کا مذاق اڑانے کے نتیجے میں پچھلی کتنی قومیں تباہ ہو چکی ہیں اور ایسی تباہ ہوئی ہیں کہ آج ان کا کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ ان کی وہ تہذیب جس پر اتراتے تھے، ان کا وہ تمدن جس پر اُن کو فخر تھا دنیا سے مٹ چکا ہے ان کی نسلیں تک ختم ہو چکی ہیں دنیا سے گئے کہ پھر پلٹ کر نہ آئے۔ ان کے حال سے کوئی عبرت حاصل نہ کی ان کے انجام پر غور نہ کیا جو وہ کرتے تھے خود بھی وہی کرتے رہے۔

(۳۲) قیامت کا عذاب بھی ان کا منتظر ہے۔ | یہ تو دنیا میں ان قوموں کا حال ہوا مگر بات یہیں ختم نہیں ہوتی ان سب کو ایک روز ہمارے سامنے حاضر کیا جانا ہے یہ سب مجرم اپنے اپنے انجام سے دوچار ہونے ہیں۔

وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

وَ اٰيَةٌ	لَّهُمُ	الْاَرْضُ	الْمَيْتَةُ	اَحْيَيْنٰهَا	وَ اَخْرَجْنَا	مِنْهَا	حَبًّا	فَمِنْهُ
ایک نشانی	ان کے لئے	زمین	مردہ	ہم نے زندہ کیا اسے	اور نکالا ہم نے	اس سے	اناج	پس اس سے

اور مردہ زمین ان کے لئے ایک نشانی ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس سے اناج نکالا پس وہ

يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

يَاْكُلُوْنَ	وَ	جَعَلْنَا	فِيْهَا	جَنّٰتٍ	مِّنْ	نَّخِيْلٍ	وَّ اَعْنَابٍ
وہ کھاتے ہیں	اور	بنائے ہم نے	اس میں	باغات	سے کے	کھجور	اور انگور

اس سے کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اس میں باغات بنائے (لگائے) کھجور اور انگور کے

وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۙ﴿۳۴﴾

وَّ فَجَّرْنَا	فِيْهَا	مِنَ	الْعُيُوْنِ
اور جاری کئے ہم نے	اس میں	سے	چشمے

اور ہم نے اس میں چشمے جاری کئے۔

۳۳ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ على البعث خبر مقدم الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ بالتخفيف والتشديد اَحْيَيْنٰهَا بالماء مبتدأ وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا كالحنطة فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○

۳۴ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ بساتين مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ○ اى بعضها

۳۳ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ۔ الخ اور بڑی نشانی ہے حشر و نشر کی ان کے لئے زمین مردہ کہ ہم نے اس کو زندہ کیا پانی سے اور اس سے ہم نے گیہوں وغیرہ نکالے سو اس کو وہ کھاتے ہیں۔

۳۴ اور ہم نے زمین میں کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے اور ان میں چشمے جاری کئے۔

تشریح

۳۳ **مردہ زمین کے دوبارہ زندہ ہونے کی طرح مردہ انسان بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔** تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ سوکھی زمین بالکل بے جان ہو گئی۔ اللہ نے بارش برسائی اور وہ زمین دوبارہ زندہ ہو گئی اور اس میں سے وہ غلہ پیدا ہوا جسے تم کھاتے ہو۔ جس طرح یہ مردہ زمین اللہ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہوئی اور اس میں سے طرح طرح کے غلے پیدا ہوئے کھیتیاں لہلہانے لگیں، زمین کی سرسبزی اور شادابی لوٹ آئی اسی طرح ہم مردہ انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کریں گے۔ اور وہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح زندہ ہوں گے کہ جیسے ابھی دنیا سے گئے ہوں۔ سوچنے والوں اور غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے۔

۳۴ **اسی مردہ زمین سے چشمے پھوٹتے ہیں باغ لہلہاتے ہیں** تم دیکھتے ہو کہ وہی مردہ زمین جو بارش نہ ہونے سے سوکھی پڑی تھی اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیئے اور اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے وہی مردہ زمین شاداب ہو گئی تاکہ تم اس کے پھل کھاؤ۔ اوپر کی آیات میں ترہیب کا انداز تھا تنبیہ تھی ان قوموں کا ذکر تھا جنھوں نے حکم عدولی کی اور اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا۔ ان آیات میں ترغیب ہے کہ ان کی نعمتوں کو پہچان کر اس کے شکر گزار ہوں مظاہر قدرت پر نظر ڈالیں اور نصیحت حاصل کریں۔ کیا کسی کی طاقت ہے کہ انگور کا ایک خوشہ یا کھجور کا ایک گچھا اللہ کے حکم کے بغیر پیدا ہو جائے۔

لِيَأْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

لِيَأْكُلُوْا	مِنْ + ثَمَرِهٖ	وَمَا عَمِلَتْهُ	اَيْدِيْهِمْ	اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ
تاکہ وہ کھائیں	اس کے پھلوں سے	اور نہیں بنایا اسے	ان کے ہاتھ	تو کیا وہ شکر نہ کریں گے

تاکہ وہ اس کے پھلوں سے کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا، تو کیا وہ شکر نہ کریں گے۔

(۳۵) لِيَأْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ بِفَتْحَتَيْنِ وَ بِضَمَّتَيْنِ اَیْ ثَمَرِ الْمَذْكُوْرِ مِنَ النَّخِيْلِ وَغَيْرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَیْ لَمْ تَعْمَلِ الثَّمَرَ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○ اَنْعُمَهٗ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ

(۳۵) تاکہ یہ لوگ ان درختوں کے پھل کھاویں۔ اور حال یہ ہے کہ وہ پھل ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ سو کیا یہ لوگ اس انعام کا جو اُن پر اللہ تعالیٰ نے کیا شکر نہیں کرتے۔

تشریح

(۳۵) زمین کی روئیدگی کا نظام ایک حکیمانہ منصوبے کے تحت ہے | تم زمین سے نکلنے والے درختوں کے پھل کھاتے ہو اور اپنے ہاتھوں سے باغ لگاتے ہو، کھیتی باڑی کرتے ہو کیا تم نے کبھی غور کیا کہ زمین کی روئیدگی اور پیداوار کا یہ نظام کتنا حکیمانہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری کی کتنی نشانیاں ہیں۔

زمین جن مادوں سے بنی ہے خود ان مادوں میں پیداوار کی صلاحیت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو پیداوار کے قابل بنانے کے لئے کچھ ایسے طریقے اختیار کئے ہیں کہ زمین پیداوار دے سکے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ زمین کے مخصوص حصوں میں جن کو پیداوار کے قابل بنانا ہے زمین کی اُوپری پرت پر ایسے مادوں کی تہہ چڑھائی گئی ہے جو نباتات کی غذا بن سکیں۔ اور اس پرت کو اتنا نرم رکھا گیا ہے کہ درختوں یا کھیتوں کی جڑیں ان میں پھیل کر اپنی غذا حاصل کر سکیں۔

دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ زمین میں مختلف طریقوں سے پانی پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ غذائی مادے اس میں حل کر اس قابل ہو جائیں کہ درختوں کی جڑیں ان کو جذب کر سکیں۔

تیسرا طریقہ زمین کی پیداوار کے لئے یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سورج کا تعلق زمین کے ساتھ ایسا رکھا گیا ہے کہ سورج کی مناسب گرمی اور قابلِ پیداوار موسم زمین کو مل سکے۔

چوتھا طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ زمین کے اوپر ہوا کی ایک تہہ چڑھائی گئی ہے جو زمین کی حفاظت بھی کرتی ہے اور بارش برسانے کا ذریعہ بھی بنتی ہے اور ہوا کی تہہ میں وہ گیسیں موجود ہیں جو نباتات کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔

اس حکیمانہ طریقے پر غور کیا جائے تو سمجھ میں آتا ہے کہ یہ عجیب و غریب نظام ایک ایسی ہستی کا بنایا ہوا ہے جو بے پناہ علم اور قدرت کا مالک ہے۔

انسان یہ سب اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے پھر بھی وہ اس ہستی کا شکر گذار نہیں ہوتا جس نے انسان کے لئے یہ سب انتظامات کئے ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

تُنْۢبِتُ	مِمَّا	كُلَّهَا	الْاَزْوَاجَ	خَلَقَ	الَّذِیْ	سُبْحٰنَ
اُگاتی ہے	اس سے جو	ہر چیز	جوڑے	پیدا کئے	وہ ذات جس نے	پاک

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے اس (قبیل) سے جو زمین اُگاتی

الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۞۳۶

لَا یَعْلَمُوْنَ	وَمِمَّا	وَمِنْ + اَنْفُسِهِمْ	الْاَرْضُ
وہ نہیں جانتے	اور اس سے جو	اور ان کی جانوں سے	زمین

ہے (نباتات) اور خود ان کی جانوں (انسانوں میں) سے اور ان میں سے جنھیں وہ (خود بھی) نہیں جانتے

۳۶ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ الْاَصْنَافَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنَ الْحُبُوْبِ وَغَيْرِهَا وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ مِنَ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ الْغَرِيْبَةِ الْعَجِيْبَةِ

۳۶ پاک ہے اللہ جس نے تمام ان اقسام کو جو زمین میں اُگتے ہیں پیدا کیا، غلہ وغیرہ اور ان کی جانوں سے مرد اور عورت کو پیدا کیا اور پیدا کیا ایسی عجیب و غریب مخلوق کو جس کو یہ لوگ نہیں جانتے۔

تشریح

۳۶ الله کی ہر تخلیق میں جوڑے جوڑے کا قانون توحید الٰہی کی زبردست دلیل ہے | اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں خواہ انسان ہیں، نباتات ہیں. یا اور دوسری تخلیقات ہیں ان سب میں یہ قانون نظر آتا ہے کہ ہر چیز جوڑے جوڑے ہے یا اس میں مثبت اور منفی دو چیزوں کا تقابل ہے۔ انسانوں میں مرد کا جوڑا عورت، حیوانات کی نسلوں میں نر اور مادہ اور مذکر و مونث کے ملنے سے نسلوں کا آگے بڑھنا۔ اسی طرح نباتات میں یہی تزویج کا قانون کارفرما نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ بے جان مادوں تک میں مختلف اشیاء، ایک دوسرے سے جوڑ کھاتی ہیں تب ان کے ملنے سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے۔ مادے کی ترکیب میں منفی اور مثبت دو چیزوں کے ملنے سے توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح دو چیزوں میں تقابل ایک نئی چیز کو پیدا کرتا ہے جیسے کھٹا، میٹھا۔ سیاہ سفید دن اور رات، اندھیرا اور اجالا — ایک اللہ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز میں اس کا مماثل اور مقابل نظر آتا ہے۔

یہ قانون اپنے اندر ایسی ایسی حکمتیں اور باریکیاں رکھتا ہے کہ اس پر غور کرنے سے اللہ کی یہ قدرت اور نشانی سمجھ میں آتی ہے کہ نہ تو یہ ایک اتفاقی حادثہ ہو سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ بہت سی ہستیوں نے مل کر اس حکمت کے ساتھ مختلف چیزوں میں جوڑ لگائے ہوں۔ ہر چیز کا اس طرح سے جوڑ ہونا اور ان کے جوڑ سے نئی چیزوں کا پیدا ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ان کا خالق ایک ہی ہو سکتا ہے کئی نہیں ہو سکتے۔

اور وہ عظیم ہستی جس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں ہے اپنی قدرت کاملہ سے تن تنہا تخلیقات کا یہ نظام انجام دیتی ہے اس کے لئے اس کو کسی کی مدد کی اور شریک کار کی ضرورت نہیں ہے وہ ہر کمزوری سے پاک اور بے عیب عظمت والی اور قدرت والی ہستی ہے۔ اور وہ ہستی ہے اللہ تعالیٰ کی جو تن تنہا پوری کائنات کا خالق اس کا حاکم اور سب کا معبود ہے۔

وَاٰیَۃٌ لَّہُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّہَارَ فَاِذَا ہُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ لا وَالشَّمۡسُ

وَاٰیَۃٌ	لَّہُمُ	الَّیۡلُ	نَسۡلَخُ	مِنۡہُ	النَّہَارَ	فَاِذَا	ہُمۡ	مُّظۡلِمُوۡنَ	وَالشَّمۡسُ
اور ایک نشانی	ان کے لئے	رات	ہم کھینچتے ہیں	اس سے	دن	تو اچانک	وہ	اندھیرے میں رہ جاتے ہیں	اور سورج

اور ان کے لئے رات ایک نشانی ہے ہم دن کو اس سے کھینچ (نکالتے) ہیں تو وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج

تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾ ؕ وَالۡقَمَرَ

تَجۡرِیۡ	لِمُسۡتَقَرٍّ	لَّہَا	ذٰلِکَ	تَقۡدِیۡرُ	الۡعَزِیۡزِ	الۡعَلِیۡمِ	وَالۡقَمَرَ
چلتا رہتا ہے	ٹھکانے (مقرر راستہ)	اپنے	یہ	اندازہ	غالب	جاننے والا (دانا)	اور چاند

اپنے مقررہ راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ یہ اللہ غالب و دانا کا اندازہ (مقرر کردہ) ہے اور چاند

قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ﴿۳۹﴾

قَدَّرۡنٰہُ	مَنَازِلَ	حَتّٰی	عَادَ	کَالۡعُرۡجُوۡنِ	الۡقَدِیۡمِ
ہم نے مقرر کیں اس کو	منزلیں	یہاں تک کہ	ہو جاتا ہے	کھجور کی شاخ کی طرح	پرانی

کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

﴿۳۷﴾ وَاٰیَۃٌ لَّہُمۡ عَلَی الۡقُدۡرَۃِ الۡعَظِیۡمَۃِ
الَّیۡلُ ۚ نَسۡلَخُ نَفۡصِلُ مِنۡہُ النَّہَارَ
فَاِذَا ہُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ○ دَاخِلُوۡنَ
فِی الظَّلَامِ

﴿۳۸﴾ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ الخ مِنۡ جُمۡلَۃِ
اٰیَۃٌ لَّہُمۡ اَوۡ اٰیَۃٌ اُخۡرٰی وَالۡقَمَرُ کَذٰلِکَ
لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا ؕ اَیۡ اِلَیۡہِ لَایَتَجَاوَزُہٗ
ذٰلِکَ جَرۡیُہَا تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ فِیۡ مُلۡکِہٖ
الۡعَلِیۡمِ ○ بِخَلۡقِہٖ

﴿۳۹﴾ وَالۡقَمَرُ بِالرَّفۡعِ وَالنَّصۡبِ وَہُوَ
مَنۡصُوۡبٌ بِفِعۡلٍ یُّفَسِّرُہٗ مَابَعۡدَہٗ
قَدَّرۡنٰہُ مِنۡ حَیۡثُ سَیۡرِہٖ
مَنَازِلَ ثَمَانِیَۃً وَّعِشۡرِیۡنَ
مَنۡزِلًا فِیۡ ثَمَانٍ وَّعِشۡرِیۡنَ
لَیۡلَۃً مِّنۡ کُلِّ شَہۡرٍ وَّیَسۡتَتِرُ
لَیۡلَتَیۡنِ اِنۡ کَانَ الشَّہۡرُ ثَلٰثِیۡنَ

﴿۳۷﴾ اور ان کے لئے بڑی نشانی ہے حق تعالیٰ کی کمال قدرت پر رات کا ہونا کہ اس میں سے ہم دن کو نکالتے ہیں جدا کر لیتے ہیں جس سے وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

﴿۳۸﴾ اور بڑی نشانی ہے ان کے لئے آفتاب کہ وہ چلتا ہے اپنے وقت مقرر تک اس وقت سے آگے نہ بڑھے گا۔ اور اسی طرح چاند کی حرکت بھی ایک بڑی نشانی ہے۔ یہ آفتاب کا چلنا مقرر کیا ہوا ہے اللہ کا جو غالب ہے اپنے ملک میں جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو۔

﴿۳۹﴾ اور چاند کی رفتار کے واسطے ہم نے اٹھائیس ۲۸ منزلیں مقرر کیں کہ ہر مہینہ میں وہ اٹھائیس دن، اٹھائیس منزلوں میں گزرتا ہے اور دو رات غائب رہتا ہے اگر مہینہ تیس ۳۰ دن کا ہے اور اگر مہینہ اونتیس دن کا ہے تو ایک رات غائب رہتا ہے۔

يَوْمًا وَلَيْلَةً إِنْ كَانَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا حَتّٰى عَادَ فِي آخِرِ مَنَازِلِهِ فِي رَأْيِ الْعَيْنِ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيْمِ ○ أَيْ كَعُوْدِ الشَّمَارِيْخِ إِذَا عَتَقَ فَإِنَّهُ يَدِقُّ وَيَتَقَوَّسُ وَيَصْفَرُّ

یہاں تک کہ وہ اخیر منزلوں میں ایسا نظر آتا ہے جیسے انگور کی پرانی شاخ کہ وہ باریک اور ٹیڑھی اور زرد ہو جاتی ہے

تشریح

(۳۷) دن رات کے آنے جانے میں اللہ کی نشانی ہے | دن کا ہونا اور پھر رات کا آنا، یہ ایسا عمل ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے پیش آتا رہتا ہے۔ اس طرح ٹھیک وقت پر دن نکلتا ہے مقررہ وقت پر رات آتی ہے۔ سورج اور زمین کی یہ گردش جو دن اور رات کے جانے آنے کا سبب بنتی ہے کس باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ سورج اور زمین کا وہ ٹھیک ٹھیک فاصلہ جس کی وجہ سے زمین پر زندگی ممکن ہے اور یہ نظام تخلیق باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے۔ پھر دن اور رات کے ہونے میں بہت سی حکمتیں کہ دن بھاگ دوڑ اور کام کے لئے اور رات آرام کے لئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کتنی حکمتیں ہیں۔ اس نظام کی باقاعدگی بتا رہی ہے کہ یہ ایسے ایک خدا کی کارفرمائی ہے جس کا علم اور جس کی قدرت بے پناہ ہے اور اسی لئے اگر کوئی ہستی اس کائنات میں سر جھکانے کی مستحق ہے تو وہی ہستی ہے جس کے دست قدرت میں اس نظام کی باگ ڈور ہے۔

وہ چاہے گا تو دماغ کی تاریکیوں کو دور کردے گا اور آفتاب رسالت صبح کے سورج کی طرح چمک اٹھے گا۔ جس طرح دن اور رات کا ایک وقت مقرر ہے اسی طرح اُس کا بھی ایک دن مقرر ہے۔ انسان ارادہ کرلے تو اس کا ہاتھ جام ہدایت سے دور نہیں ہے۔

(۳۸) نظام شمسی میں سورج کی گردش اللہ کی قدرت کی نشانی ہے | دن اور رات کا ہونا، وقت پر دن کا نکلنا مقررہ وقت پر رات کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پورے نظام کو ایک ایسی ہستی سنبھالے ہوئے ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی علیم و خبیر نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی قدرت والا نہیں ہے۔ اسی طرح نظام شمسی میں سورج کا ٹھیک اپنے محور پر گردش اور اپنے مقررہ قانون اور مقررہ راستے پر چلتے ہوئے اپنے ٹھکانے پر پہنچنا اور پھر وہاں سے واپس آنا یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔ فلکیات کے ماہر کہتے ہیں کہ سورج اپنے پورے نظام شمسی کو لئے ہوئے بیس کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے گردش کرتا رہتا ہے اور قرب قیامت تک اسی طرح گردش کرتا رہے گا یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا جب اس کو حکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوا ہے ادھر سے الٹا واپس آئے اور طلوع و غروب کا یہ نظام اللہ تعالیٰ الٹ کر رکھ دیں گے ان سب میں انسان کے لئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔

(۳۹) چاند کی مقررہ منزلیں اس میں بھی اللہ کی نشانی ہے۔ | اسی طرح اللہ تعالےٰ نے چاند کی اٹھائیس منزلیں مقرر کر دی ہیں وہ سورج کی طرح ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا بلکہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے تو باریک سی لکیر بن کر ہلال کی شکل میں طلوع ہوتا ہے پھر روزانہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ چودھویں رات کو بدر کامل بن جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے اور گھٹتے گھٹتے پھر اسی ابتدائی شکل ہلال کی شکل میں کھجور کی سوکھی شاخ کی طرح رہ جاتا ہے۔ اس کا یہ چکر لاکھوں برس سے چل رہا ہے۔ اس کے لئے جو منزلیں مقرر ہیں ان میں کبھی کوئی فرق نہیں آتا۔ انسان کبھی بھی حساب لگا کر یہ معلوم کرسکتا ہے کہ کس دن چاند کس منزل میں ہوگا۔ اگر اس کی حرکت اتنی باضابطہ نہ ہوتی تو حساب لگانا ممکن نہ ہوتا۔

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّیۡلُ سَابِقُ

لَا	الشَّمۡسُ	یَنۡۢبَغِیۡ	لَهَاۤ	اَنۡ	تُدۡرِكَ	الۡقَمَرُ	وَلَا	الَّیۡلُ	سَابِقُ
نہ	سورج	لائق (مجال)	اسکے لئے	کہ	جا پکڑے	چاند	اور نہ	رات	پہلے آسکے

نہ سورج کی مجال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات پہلے آسکے

النَّهَارِؕ وَكُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۴۰﴾

النَّهَارِ	وَ كُلٌّ	فِیۡ	فَلَكٍ	یَّسۡبَحُوۡنَ	
دن	اور سب	میں	دائرہ	تیرتے (گردش کرتے) ہیں	

دن سے، اور سب اپنے دائرہ میں گردش کرتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ یَسۡهُلُ وَیَصِحُّ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ فَتَجۡتَمِعُ مَعَهٗ فِی اللَّیۡلِ وَلَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِؕ فَلَا یَاۡتِیۡ قَبۡلَ اِنۡقِضَآئِهٖ وَكُلٌّ تَنۡوِیۡنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الۡمُضَافِ اِلَیۡهِ مِنَ الشَّمۡسِ وَالۡقَمَرِ وَالنُّجُوۡمِ فِیۡ فَلَكٍ مُّسۡتَدِیۡرٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ○ یَسِیۡرُوۡنَ نُزِّلُوۡا مَنۡزِلَةَ الۡعُقَلَآءِ

﴿۴۰﴾ نہ آفتاب سے یہ ہو سکے کہ وہ چاند کو پکڑے یعنی رات کو اس کے ساتھ جمع ہو جاوے۔ اور نہ رات دن سے پہلے آسکے یعنی پہلے اس سے کہ دن گزرے رات نہیں آسکتی۔ اور ہر ایک سورج اور چاند اور ستارے اپنے دورہ پر چلتے ہیں۔

تشریح

﴿۴۰﴾ اپنے اپنے مدار میں گردش | پھر یہ بھی دیکھو کہ سورج اور چاند اپنے اپنے مدار پر گردش کر رہے ہیں سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی سلطنت رات میں۔ کیا مجال ہے کہ چاند کی نورافشانی کے وقت سورج اس میں دخل دے سکے یا رات آگے بڑھ کر دن ختم ہونے سے پہلے آجائے اللہ تعالیٰ نے جو اندازہ اور حساب مقرر کر دیا ہے اس میں ذرا سا ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا۔ انسان اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو زمین سے لے کر آسمان تک اللہ کی یکتائی اور اس کی عظمت اس کی قدرت اور کبریائی کی نشانیاں بکھری ہوئی نظر آئیں گی۔ انسان اتنی ترقی کرنے کے باوجود آج بھی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس نے پوری کائنات کا مطالعہ کر لیا ہے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ پوری کائنات میں ایک ہی قانون کام کر رہا ہے اور پوری کائنات اسی مادّے سے بنی ہوئی ہے جس سے ہماری یہ چھوٹی سی زمین بنی ہے کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نظم کے پیچھے کوئی زبردست حکیم و دانا نہیں ہے۔؟

مہینے کے آخر میں جب سورج اور چاند کا قِران ہوتا ہے تو چاند سورج کو پکڑتا ہے سورج چاند کو نہیں پکڑتا اس لئے اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ ـــــ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ ـــــ (سورج کے بس میں نہیں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے)۔ یہ نہیں فرمایا کہ لَا الۡقَمَرُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهٗۤ اَنۡ یُّدۡرِكَ الشَّمۡسَ۔ (کہ چاند کے بس میں نہیں کہ سورج کو جا پکڑے) ۔"افادات شاہ عبد القادر محدث دہلوی۔"

قرآن حکیم میں جگہ جگہ وہ نکات نظر آئیں گے جو بتلاتے ہیں کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا جہاں اتنی اتنی باریکی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۴۱

وَاٰيَةٌ	لَّهُمْ	اَنَّا	حَمَلْنَا	ذُرِّيَّتَهُمْ	فِى	الْفُلْكِ	الْمَشْحُوْنِ
اور ایک نشانی	ان کے لئے	کہ ہم	ہم نے سوار کیا	ان کی اولاد	میں	کشتی	بھری ہوئی

اور ان کے لئے ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو سوار کیا بھری ہوئی کشتی میں

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝۴۲ وَاِنْ

وَخَلَقْنَا	لَهُمْ	مِّنْ مِّثْلِهٖ	مَا يَرْكَبُوْنَ	وَاِنْ
اور ہم نے پیدا کیا	ان کے لئے	اس (کشتی) جیسی	جو جس وہ سوار ہوتے ہیں	اور اگر

اور ہم نے ان کے لئے اس کشتی جیسی (اور چیزیں) پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر

نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝۴۳

نَّشَاْ	نُغْرِقْهُمْ	فَلَا صَرِيْخَ	لَهُمْ	وَلَا هُمْ	يُنْقَذُوْنَ
ہم چاہیں	ہم غرق کر دیں انہیں	تو نہ فریاد رس	ان کے لئے	اور نہ وہ	چھڑائے جائیں

ہم چاہیں تو ہم انھیں غرق کر دیں تو نہ (کوئی) ان کے لئے فریاد رس (ہو) اور نہ وہ چھڑائے جائیں

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝۴۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنَّا	وَمَتَاعًا	اِلٰى + حِيْنٍ	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمُ
مگر	رحمت	ہماری طرف	اور فائدہ دینا	ایک وقت معین تک	اور جب	کہا جائے	ان سے

مگر (یہ کہ) ہماری رحمت سے (ہو) اور ایک وقت معین تک فائدہ دینا (منظور ہے) اور جب ان سے کہا جائے گا کہ تم (اس

اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۵

اتَّقُوْا	مَا بَيْنَ + اَيْدِيْكُمْ	وَمَا	خَلْفَكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ
تم ڈرو	جو تمہارے سامنے	اور جو	تمہارے پیچھے	شاید تم	تم پر رحم کیا جائے

عذاب سے) ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے شاید تم پر رحم کیا جائے۔

(۴۱) وَاٰيَةٌ لَّهُمْ عَلٰى قُدْرَتِنَا اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ ذُرِّيَّاتِهِمْ اَىْ اٰبَاءَهُمُ الْاُصُوْلَ فِى الْفُلْكِ اَىْ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ الْمَشْحُوْنِ ۝ اَلْمَمْلُوْءِ

(۴۲) وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ اَىْ مِثْلِ فُلْكِ

(۴۱) اور ان کے لئے بڑی نشانی ہے یہ کہ بے شبہ ہم نے اس کے باپ دادوں کو نوح کی کشتی بھری ہوئی میں سوار کیا جس کی وجہ سے ان کی نسل چلی

(۴۲) اور ہم نے ان کے لئے اسی قسم کی چھوٹی اور بڑی سواریاں

نُوۡحٍ وَهُوَ مَا عَمِلُوۡهُ عَلٰى شَكۡلِهٖ
مِنَ السُّفُنِ الصِّغَارِ وَالۡكِبَارِ
بِتَعۡلِيۡمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يَرۡكَبُوۡنَ ○
فِيۡهِ

مثل کشتیٔ نوح کے اللہ تعالیٰ کے سکھلانے سے پیدا کیں جن پر وہ لوگ سوار ہو کر چلتے ہیں۔

(۴۳) وَاِنۡ نَّشَاۡ نُغۡرِقۡهُمۡ مَعَ اِيۡجَادِ السُّفُنِ فَلَا
صَرِيۡخَ مُغِيۡثَ لَهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡقَذُوۡنَ ○
يُنۡجَوۡنَ

(۴۳) اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں باوجود ان کشتیوں کے بنانے کے اور ان میں بیٹھنے کے تو نہ تو کوئی فریاد سننے والا ہو گا اور نہ وہ اس سے نجات پا سکیں گے۔

(۴۴) اِلَّا رَحۡمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ ○ اَىۡ
لَا يُنۡجِيۡهِمۡ اِلَّا رَحۡمَةٌ مِّنَّا لَهُمۡ وَتَمۡتِيۡعُنَا
اِيَّاهُمۡ بِلَذَّاتِهِمۡ اِلٰى اِنۡقِضَاءِ اٰجَالِهِمۡ

(۴۴) مگر یہ ہماری رحمت ہے اور ان کے وقت مقرر تک ان کو فائدہ دینا ہے کہ وہ غرق نہیں کیے جاتے۔

(۴۵) وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡكُمۡ
مِنۡ عَذَابِ الدُّنۡيَا كَغَيۡرِكُمۡ وَمَا خَلۡفَكُمۡ
مِنۡ عَذَابِ الۡاٰخِرَةِ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ○
اَعۡرَضُوۡا

(۴۵) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے اور تمام مخلوق کے سامنے ہے اور اس عذاب سے جو تمہارے پیچھے ہے یعنی عذاب دنیا اور آخرت سے تاکہ تم پر رحمت ہو تو وہ اس کو نہیں سنتے اور منہ پھیرتے ہیں۔

تشریح

(۴۱) کشتیٔ نوح میں اللہ کی نشانی | حضرت نوحؑ کے زمانے میں ایک زبردست طوفان آیا جس میں پوری نسل انسانی ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اس کشتی میں بظاہر حضرت نوحؑ اور ان کے چند ساتھی ہی تھے بعد کی نسل ان ہی کشتی والوں سے چلی اور یہ سلسلہ آج تک چل رہا ہے اس لئے حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

(۴۲) کشتیٔ نوح کی طرح دوسری کشتیاں انسان نے بنائیں | سب سے پہلی کشتی حضرت نوحؑ نے بنائی تھی پھر ایسی ہی دوسری کشتیاں اس کو دیکھ دیکھ کر لوگوں نے بنائیں جس پر سوار ہوتے ہیں اور انسان کے لئے سمندر کا سفر آسان ہو گیا۔ سمندری جہازوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے خشکی کے جہاز بھی بنا دئے جیسے اونٹ جس کو ریگستان کا جہاز کہا جاتا ہے یہ سب چیزیں اللہ نے انسان کے لئے بنائیں کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے اور اپنے رب کا شکر ادا کرے۔

(۴۳) سمندروں میں انسان کا سفر | انسان کیسے کیسے خوفناک سمندروں کو کشتی کے ذریعہ عبور کرتا ہے وہ وسیع سمندر جہاں جہاز کی حقیقت ایک تنکے کے برابر نہیں اگر اللہ تم اس کو ڈبونا چاہیں تو کون ان کو بچانے والا ہے اور اس سمندر میں کون اس کی فریاد سننے والا۔

(۴۴) اللہ کی رحمت ہے کہ سمندری سفر حفاظت سے ہوتا ہے | یہ اللہ کی رحمت ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت ہے کہ وہ ڈوبنے سے بچاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک متعین مدت تک دنیا کو باقی رکھنا ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینا ہے۔ سمندر ہو یا ہوائیں ان پر تصرف کے اختیارات اللہ کے دیئے ہوئے ہیں ورنہ خود انسان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ان چیزوں پر قابو پا سکتا اور اللہ تم نے کشتی بنانے کا طریقہ حضرت نوحؑ کو سمجھایا وہ اور ان کے ساتھی طوفان سے محفوظ رہے۔ ان کے ذریعہ نوع انسانی پھر زمین پر پھیلی اور ان کے ذریعہ کشتی بنانے کا طریقہ بھی معلوم ہوا اور آج جہاز رانی نے جو ترقی کی ہے اس کی ابتداء حضرت نوحؑ سے ہوئی ہے۔

(۴۵) انجام سے لاپروائی | اور جب ان کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ڈالو اور یہ دیکھو کہ ان اعمال کا نتیجہ کیا ہو گا اور روز جزا کی فکر کرو ان قوموں کا حال دیکھو جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں اور اپنے احوال کو درست کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تو یہ ان سنی کر دیتے ہیں۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا

وَمَا	تَاْتِيْهِمْ	مِّنْ + اٰيَةٍ	مِّنْ + اٰيٰتِ	رَبِّهِمْ	اِلَّا	كَانُوْا	عَنْهَا
اور نہیں	ان کے پاس آتی	کوئی نشانی	نشانیوں میں سے	ان کا رب	مگر	وہ ہیں	اس سے

اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی ، مگر وہ اس سے رُوگردانی

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

مُعْرِضِيْنَ	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	اَنْفِقُوْا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ
روگردانی کرتے	اور جب	کہا جائے	ان سے	خرچ کرو	اس سے جو	تمہیں دیا

کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ

اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ

اللّٰهُ	قَالَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لِلَّذِيْنَ + اٰمَنُوْٓا	اَنُطْعِمُ	مَنْ
اللہ	کہتے ہیں	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	ان لوگوں سے جو ایمان لائے (مومن)	کیا ہم کھانے کو دیں	(اس کو) جسے

کرو تو کافر ، مومنوں سے کہتے ہیں کیا ہم اُسے کھانے کو دیں؟ جسے

لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَ

لَّوْ يَشَآءُ	اللّٰهُ	اَطْعَمَهٗ	اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	فِيْ ضَلٰلٍ	مُّبِيْنٍ	وَ
اگر چاہتا	اللہ	اسے کھانے کو دیتا	نہیں	تم	مگر (صرف)	گمراہی میں	کھلی	اور

اگر اللہ چاہتا تو اسے کھانے کو دیتا تم تو صرف کھلی گمراہی میں ہو ۔ اور وہ

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

يَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هٰذَا	الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
وہ کہتے ہیں	کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے

(کافر) کہتے ہیں کب (پورا ہوا) یہ وعدہ (قیامت) اگر تم سچے ہو۔

﴿۴۶﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○

﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ اَىْ قَالَ فُقَرَاءُ الصَّحَابَةِ لَهُمْ اَنْفِقُوْا عَلَيْنَا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الْاَمْوَالِ قَالَ الَّذِيْنَ

﴿۴۶﴾ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیرتے ہیں۔

﴿۴۷﴾ اور جب ان سے فقراء صحابہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی دو اس مال میں سے جو تم کو اللہ نے دیا۔

تو وہ کافر ایمان والوں سے ازراہِ تمسخر کہتے ہیں، کہ

كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۔ استہزاء ابہم فی معتقدکم ھذا ان ما انتم فی قولکم لنا ذلک مع معتقدکم ھذا اِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ بیّن التصریح بکفرھم موقع عظیم۔

ہم کھانا دیں ان کو جن کو تمہارے اعتقاد کے مطابق اللہ اگر چاہے تو کھانا دے سکتا ہے۔ تمہارا ہم سے مانگنا باوجود تمہارے اس اعتقاد کے ظاہر گمراہی ہے۔

(۴۸) وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ بالبعث إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ فیہ

(۴۸) اور وہ کہتے ہیں قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم اس میں سچے ہو۔

تشریح

(۴۶) آیاتِ الٰہی سے بے توجہی | اللہ کی آیتیں جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں جن میں نصیحت کے سامان ہیں اور اللہ کی نشانیاں جو آثارِ کائنات میں پائی جاتی ہیں جن میں عبرت کے سامان ہیں۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور ایسی لاپرواہی دکھاتے ہیں کہ جیسے یہ چیزیں قابلِ التفات ہی نہیں ہیں۔

(۴۷) اخلاقی حِسّ کی مُردنی | مالکِ حقیقی کے ساتھ ان کی اس روش نے ان کی اخلاقی حِسّ کو اس درجہ مردہ کر دیا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو اور اپنے ضرورت مند بھائیوں کی مدد کرو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ضرورت مندوں کے کام آؤ۔ تو ان لوگوں کا جواب یہ ہوتا ہے کہ جب اللہ ہی نے ان کو کھلانا نہیں چاہا تو بھلا ہم ان کو کیوں کھلائیں؟ گویا وہ بھلائی جس کو ہر زمانے میں اچھا سمجھا گیا ہے کہ غریبوں کے کام آنا بھوکوں کو کھانا کھلانا، اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اس میں بھی ان کا اوندھا جواب ہے کہ اگر اللہ ان کو کھلانا چاہتا تو ان کو کھلاتا۔ جب وہ نہیں کھلانا چاہتا تو ہم کیوں کھلائیں؟ یہ ایسی گمراہ کن بات ہے جس نے ان کی عقل کو اندھا کر دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ وہ کسی کو خوش حالی دیتا ہے اور کوئی تنگی میں رہتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مال داروں کا بھی امتحان ہوتا ہے اور غریبوں کا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سب کو ایک حال پر نہیں رکھا کسی کو صحت اور دولت عطا فرمادی اور کسی کو قناعت کی نعمت دے دی۔ ہر صورت میں یہ دونوں طرح کے لوگوں کی آزمائش ہے۔ اور اس میں اللہ کی بہت حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ ❖ تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

اگر سب کی حالت ایک جیسی ہوتی تو سخی کی سخاوت کا امتحان کیسے ہوتا؟ اور صبر کی آزمائش کیسے ہوتی؟

(۴۸) اگر سچے ہو تو قیامت کیوں نہیں آتی؟ | حق کا انکار کرنے والوں کے انکار نے ان کی جرأت کو اتنا بڑھا دیا تھا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ قیامت کا آنا اور قیامت کے بعد پھر زندہ ہونا اور حساب کتاب کا ہونا یہ سب باتیں ڈراوے کی ہیں اس لئے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ اگر واقعی قیامت برحق ہے تو پھر وہ کب آئے گی اور اب تک کیوں نہیں آئی۔؟

قیامت اور آخرت کے دلائل سے اس سورت کے آخر میں بحث کی گئی ہے اور اس کے عقلی دلائل بھی دئے گئے ہیں یہاں قیامت کا ہولناک نقشہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قیامت برحق ہے اور ایک دن ان حالات سے دوچار ہونا ہی ہے۔

مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ

مَا یَنْظُرُوْنَ	اِلَّا	صَیْحَةً	وَّاحِدَةً	تَاْخُذُهُمْ	وَهُمْ
وہ انتظار نہیں کر رہے ہیں	مگر	چنگھاڑ	ایک	وہ انھیں آپکڑے گی	اور وہ

وہ انتظار نہیں کر رہے ہیں ، مگر ایک چنگھاڑ (صُور کی تُند آواز) کی جو اُنہیں آپکڑے گی اور وہ

یَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَآ اِلٰٓی

یَخِصِّمُوْنَ	فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ	تَوْصِیَةً	وَّلَآ	اِلٰٓی
باہم جھگڑ رہے ہوں گے	پھر نہ کر سکیں گے	وصیت کرنا	اور نہ	طرف

باہم جھگڑ رہے ہوں گے ۔ پھر نہ وہ وصیت کر سکیں گے ، اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف

ع۳ ۱۸ اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا

اَهْلِهِمْ	یَرْجِعُوْنَ	وَنُفِخَ	فِی	الصُّوْرِ	فَاِذَا
اپنے گھر والے	وہ لوٹ سکیں گے	اور پھونکا جائے گا	میں	صور	تو یکایک

لوٹ سکیں گے ۔ اور (دوبارہ) پھونکا جائے گا صور ، تو وہ یکایک

هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

هُمْ	مِنَ	الْاَجْدَاثِ	اِلٰی رَبِّهِمْ	یَنْسِلُوْنَ	
وہ	سے	قبریں	اپنے رب کی طرف	دوڑیں گے	

قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے ۔

﴿۴۹﴾ قَالَ تَعَالٰی مَا یَنْظُرُوْنَ
یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً
وَهِیَ نَفْخَةُ اِسْرَافِیْلَ الْاُوْلٰی
تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ ○
بِالتَّشْدِیْدِ اَصْلُهٗ یَخْتَصِمُوْنَ
نُقِلَتْ حَرَكَةُ التَّاءِ اِلَى الْخَاءِ
وَاُدْغِمَتْ فِی الصَّادِ اَیْ وَ
هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ عَنْهَا بِتَخَاصُمٍ
وَتَبَایُعٍ وَاَكْلٍ وَشُرْبٍ وَغَیْرِ
ذٰلِكَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یَخْصِمُوْنَ

﴿۴۹﴾ فرمایا اللہ تعالٰی نے نہیں منتظر ہیں یہ لوگ مگر اسرافیل کی پہلی مرتبہ نفخہ میں آواز کرنے اور پھونکنے کے کہ جو اُن پر آپہونچے گا اور ان کو پکڑلے گا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں گے ایک دوسرے سے جھگڑتے ہوں گے ۔ خرید فروخت اور کھانے پینے میں مشغول ہوں گے ۔

كَيْفَ يَضْرِبُوْنَ اَیْ يَخْتَصِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

۵۰ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً اَیْ بِاَنْ يُّوْصُوْا وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ مِنْ اَسْوَاقِهِمْ وَاَشْغَالِهِمْ بَلْ يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا

۵۰ سو اس وقت وہ نہ وصیت کرنے کی طاقت رکھیں گے اور نہ اپنے گھر واپس جا سکیں گے بازاروں سے اور اپنے مشغلوں سے جن میں وہ ہوں گے بلکہ وہیں مر جاویں گے۔

۵۱ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ هُوَ قَرْنُ النَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ لِلْبَعْثِ وَبَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً فَاِذَا هُمْ الْمَقْبُوْرُوْنَ مِّنَ الْاَجْدَاثِ الْقُبُوْرِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ يَخْرُجُوْنَ بِسُرْعَةٍ

۵۱ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ الخ اور پھونکا جاوے گا صور میں دوسرا نفخہ جس سے سب زندہ ہو جاویں گے۔ نفخہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا سو جس وقت دوسرا نفخہ پھونکا جاوے گا اس وقت سب مردے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جاویں گے

تشریح

۴۹ قیامت اچانک آجائے گی | قیامت آئے گی اور اچانک آئے گی اس طرح آئے گی کہ لوگ اپنے معاملات میں مشغول ہوں گے ان کو احساس بھی نہیں ہوگا کہ قیامت آنے والی ہے کہ اللہ کی طرف سے قیامت کا صور پھونکا جائے گا بس وہ ایک دھماکا ہوگا اور یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

۵۰ قیامت آئے گی سب ڈھیر ہو جائیں گے اور کسی کو وصیت کرنے کی بھی فرصت نہیں ملے گی | قیامت اس طرح آئے گی کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ آہستہ آہستہ آرہی ہے بلکہ اس طرح آئے گی کہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے اچانک زور کا کڑکا ہوگا جو جہاں ہے وہیں دھرا رہ جائے گا۔ وصیت کرنے کا بھی وقت نہ ملے گا۔ اگر کوئی بازار میں ہے تو پلٹ کر اپنے گھر نہ پہنچ سکے گا۔

حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ نبی ؐ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ راستوں میں چل رہے ہوں گے، بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے اپنی مجلسوں میں گفتگوئیں کر رہے ہوں گے ایسے میں یکایک صور پھونکا جائے گا کوئی کپڑا خرید رہا ہوگا تو کپڑا رکھنے کی نوبت نہ آئے گی، کوئی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض بھرے گا اور ابھی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ اٹھا کر منہ تک لیجانے کی بھی اُسے مہلت نہ ملے گی۔

۵۱ دوسری مرتبہ صور پھونکا جانا | پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا تمام جاندار مر جائیں گے پھر اللہ کی طرف سے حکم ہوگا اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور سب اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر رب کے حضور میں پیش ہونے کے لئے نکل پڑیں گے اور ایک میدان میں سب جمع ہو جائیں گے جس کو میدان حشر کہتے ہیں اس وقت زمین ایک چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی اور اس میں کوئی سلوٹ باقی نہ رہ جائے گی۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا

قَالُوْا	يٰوَيْلَنَا	مَنْ + بَعَثَنَا	مِنْ	مَّرْقَدِنَا	هٰذَا
وہ کہیں گے	اے وائے ہم پر	کس نے اٹھا دیا ہمیں	سے	ہماری قبریں	یہ

وہ کہیں گے اے وائے ہم پر! ہمیں کس نے اٹھا دیا ہماری قبروں سے، یہ ہے وہ

مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

مَا وَعَدَ	الرَّحْمٰنُ	وَصَدَقَ	الْمُرْسَلُوْنَ	اِنْ	كَانَتْ	اِلَّا
جو وعدہ کیا	رحمٰن ۔ اللہ	اور سچ کہا تھا	رسولوں	نہ	ہوگی	مگر

جو اللہ رحمٰن نے وعدہ کیا تھا، اور رسولوں نے سچ کہا تھا (یہ) نہ ہوگی مگر

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

صَيْحَةً	وَّاحِدَةً	فَاِذَا	هُمْ	جَمِيْعٌ	لَّدَيْنَا	مُحْضَرُوْنَ
چنگھاڑ	ایک	پس یکایک	وہ	سب	ہمارے سامنے	حاضر کئے جاویں گے

ایک چنگھاڑ، پس یکایک وہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جاویں گے

﴿۵۲﴾ قَالُوْا اَيِ الْكُفَّارُ مِنْهُمْ يَا لِلتَّنْبِيْهِ وَيْلَنَا هَلَاكُنَا وَهُوَ مَصْدَرٌ لَا فِعْلَ لَهٗ مِنْ لَفْظِهٖ مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ نَائِمِيْنَ لَمْ يُعَذَّبُوْا هٰذَا اَيِ الْبَعْثُ مَا اَيِ الَّذِيْ وَعَدَ بِهِ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ فِيْهِ الْمُرْسَلُوْنَ ○ اَقَرُّوْا حِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمُ الْاِقْرَارُ

﴿۵۳﴾ وَقِيْلَ يُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ اِنْ مَا كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا عِنْدَنَا مُحْضَرُوْنَ ○

﴿۵۲﴾ ان میں سے کافر کہیں گے اے خرابی ہماری ہم کو کس نے ہماری خوابگاہ سے اٹھایا (کہ وہ لوگ ہر دو نفخہ کے درمیان سونے والے تھے کچھ تکلیف ان پر نہیں ہوئی تھی اس لئے گھبرا کر کہیں گے کہ ہم کو کس نے جگایا اور آرام گاہ سے اٹھایا) یہ زندہ ہو کر اٹھنا وہ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا اور پیغام بروں نے جو کچھ اس بارہ میں کہا سچ کہا۔ اس وقت کفار

حشر و نشر کا اقرار کریں گے۔ کہ جب ان کو اس اقرار سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلب ہے کہ ان سے یہ مضمون کہا جاویگا یعنی مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ الخ

﴿۵۳﴾ صرف ایک مرتبہ نفخہ پھونکنے سے تمام آدمی ہمارے پاس آموجود ہوں گے۔

تشریح

﴿۵۲﴾ **دوبارہ زندہ ہونے پر عجیب سا احساس** دوبارہ صور پھونکے جانے پر جب انسان دوبارہ زندہ ہوگا تو اسے ایسا محسوس ہوگا کہ وہ سو رہا تھا اور کسی اچانک حادثے نے اسے جگا دیا۔ چنانچہ وہ کہے گا کہ یہ کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ یعنی اس وقت انھیں محسوس نہ ہوگا کہ ہم مر گئے تھے اور اب ایک مدت کے بعد اٹھائے گئے ہیں ——— پھر کچھ دیر بعد انہیں احساس ہوگا کہ یہ تو وہی دوسری زندگی ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں کی بات بالکل سچی ہے۔

﴿۵۳﴾ **ایک ہی آواز میں سب حاضر ہو جائیں گے** بس یہ ایک ہی آواز ہوگی، ایک زوردار آواز اور سب کے سب اللہ کے حضور میں حاضر ہو جائیں گے نہ کوئی چھپ سکے گا نہ بھاگ سکے گا۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

مَا	اِلَّا	وَلَا تُجْزَوْنَ	شَيْئًا	نَفْسٌ	لَا تُظْلَمُ	فَالْيَوْمَ
جو	مگر بس	اور نہ تم بدلہ پاؤ گے	کچھ	کسی شخص	نہ ناانصافی کی جائے گی	پس آج

پس آج نا انصافی نہ کی جائے گی کسی شخص سے کچھ (بھی) اور جو تم کرتے تھے پس

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ

فِيْ	الْيَوْمَ	اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	اِنَّ	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
میں	آج	اہل جنت	بے شک	تم کرتے تھے

اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ بے شک آج اہل جنت ایک شغل میں

شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾

	فٰكِهُوْنَ	شُغُلٍ
	باتیں (خوش طبعی کرتے)	ایک شغل

خوش طبعی کرتے ہوں گے۔

﴿۵۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ الْاَجْزَاءُ

﴿۵۵﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ بِسُكُوْنِ الْغَيْنِ وَضَمِّهَا عَمَّا فِيْهِ اَهْلُ النَّارِ مِمَّا يَلْتَذُّوْنَ بِهٖ كَافْتِضَاضِ الْاَبْكَارِ لَا شُغُلَ يَتْعَبُوْنَ فِيْهِ لِاَنَّ الْجَنَّةَ لَا نَصَبَ فِيْهَا فٰكِهُوْنَ ○ نَاعِمُوْنَ خَبَرٌ ثَانٍ لِاِنَّ وَالْاَوَّلُ فِيْ شُغُلٍ

﴿۵۴﴾ سو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ کیا جاوے گا اور تم کو تمہارے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا۔

﴿۵۵﴾ بے شبہ جنتی آدمی آج کے دن ایک مشغلہ میں ہیں دوزخیوں سے بے خبر، وہ مشغلہ مثلاً باکرہ عورتوں سے صحبت کرنا اور ازالہ بکارت کرنا ہوگا نہ ایسا مشغلہ جس میں ان کو کلفت ومشقت ہو کیونکہ جنت میں کوئی تکلیف اور مشقت نہ ہوگی اور جنتی لذت اٹھانے والے اور نعمت میں ہوں گے۔

تشریح

﴿۵۴﴾ اللہ تعالیٰ پورا پورا انصاف فرمائیں گے | میدان حشر میں جب سب جمع ہو جائیں گے اور معاملات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا انصاف فرمائیں گے کسی کے ساتھ رتی کے برابر ظلم نہ ہوگا جیسا عمل کیا ہے وہاں ویسا ہی بدلہ ملے گا۔ نہ جرم کی حیثیت سے بڑھ کر سزا ملے گی اور نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی۔

﴿۵۵﴾ جنت والوں کے حالات | میدان حشر میں اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ان کو روک کر نہیں رکھا جائے گا بلکہ ان کو بلاحساب کتاب یا آسان حساب لے کر جنت میں بھیج دیا جائے گا کیونکہ ان کا نامۂ اعمال پہلے سے ہی صاف شفاف ہوگا اور وہ اللہ کے نیک بندے فوراً ہی جنت میں داخل ہو کر جنت کے مزے لوٹنے میں مشغول ہوں گے۔ وہاں جسمانی لذتیں بھی ہوں گی اور روحانی نعمتیں بھی

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ

فَاكِهَةٌ	فِيهَا	لَهُمْ	مُتَّكِئُونَ	عَلَى الْأَرَائِكِ	فِي ظِلَالٍ	وَأَزْوَاجُهُمْ	هُمْ
میوہ	اس میں	ان کے لئے	تکیہ لگائے ہوئے	تختوں پر	سایوں میں	اور ان کی بیویاں	وہ

وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے) ہوں گے ان کے لئے اس (جنت) میں

وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ﴿٥٨﴾

الرَّحِيمِ	رَبِّ	مِنْ	قَوْلًا	سَلَامٌ	مَا يَدَّعُونَ	وَلَهُمْ
مہربان	پروردگار	سے	فرمایا جائے گا	سلام	جو وہ چاہیں گے	اور ان کے لئے

(ہر قسم کا) میوہ ہے اور جو وہ چاہیں گے ان کے لئے (موجود ہوگا) مہربان پروردگار کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔

﴿٥٦﴾ هُمْ مبتدأ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ جمع ظُلَّةٍ أو ظِلٍّ خبر أي لا تصيبهم الشمس عَلَى الْأَرَائِكِ جمع أريكة وهي السرير في الحجلة أو الفرش فيها مُتَّكِئُونَ ○ خبر ثانٍ مُتعلّق

﴿٥٧﴾ علیٰ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ فِيهَا مَا يَدَّعُونَ ○ يتمنّون

﴿٥٨﴾ سَلَامٌ مبتدأ قَوْلًا أي بالقول خبره مِنْ رَبٍّ الرَّحِيمِ ○ بهم أي يقول لهم سلام عليكم

﴿٥٦﴾ جنتی اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گے کہ ان پر دھوپ نہ ہوگی گدّوں اور تختوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے

﴿٥٧﴾ ان کے لئے جنت میں لذت کی چیزیں اور میوہ ہوں گے اور ان کو وہاں وہ ملے گا جس کی ان کو آرزو ہوگی۔

﴿٥٨﴾ ان کا رب مہربان ان کو سلام کرے گا۔

تشریح

﴿٥٦﴾ اہل جنت اپنی بیویوں کے ساتھ مسندوں پر بیٹھے ہوں گے | اہل جنت اپنی بیگمات کے ساتھ باغوں کے گھنے سائے میں مسندوں پر رونق افروز ہوں گے۔ گاؤ تکیے لگائے ہوئے بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہوں گے۔

﴿٥٧﴾ اہل جنت کے لئے لذیذ کھانے | وہاں ان کے لئے ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کے لئے موجود ہوں گی اور جو وہ طلب کریں گے وہ ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا گویا منہ مانگی مرادیں ان کو حاصل ہوں گی۔

﴿٥٨﴾ اہل جنت کو حق تعالیٰ کا سلام | ہر طرح کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے علاوہ اہل جنت کا وہ اعزاز ہوگا کہ رب مہربان کی طرف سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سلام ارشاد فرمائیں گے۔ کیا کہنے ہیں اس عزت و احترام کے کہ رب رحیم کی طرف سے خود ان کو سلام پہونچے گا۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ

وَامْتَازُوْا	اَلْيَوْمَ	اَيُّهَا	اَلْمُجْرِمُوْنَ	اَلَمْ اَعْهَدْ
اور الگ ہو جاؤ	آج	اے	مجرمو (جمع)	کیا میں نے حکم نہیں بھیجا تھا

اور اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہاری طرف

إِلَيْكُمْ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَٰنَ ج

اِلَيْكُمْ	يٰبَنِيْٓ	اٰدَمَ	اَنْ	لَا تَعْبُدُوْا	الشَّيْطٰنَ
تمہاری طرف	اے اولاد	آدم	کہ	پرستش نہ کرنا	شیطان

حکم نہیں بھیجا تھا؟ کہ تم پرستش نہ کرنا شیطان کی، بے شک وہ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

اِنَّهٗ + لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ	وَاَنِ	اعْبُدُوْنِيْ	هٰذَا	صِرَاطٌ	مُّسْتَقِيْمٌ
بیشک وہ تمہارا	دشمن کھلا	اور یہ کہ	تم میری عبادت کرنا	یہی	راستہ	سیدھا

تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے

وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾

وَلَقَدْ	اَضَلَّ	مِنْكُمْ	جِبِلًّا	كَثِيْرًا	اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا + تَعْقِلُوْنَ
اور تحقیق	گمراہ کردیا	تم میں سے	مخلوق	بہت سی	سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے

اور تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کردیا، سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے

(٥٩) وَ يَقُوْلُ امْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَیْ اِنْفَرِدُوْا عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَ اِخْتِلَاطِهِمْ بِهِمْ

(٦٠) اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ اُمُرْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ عَلٰى لِسَانِ رُسُلِيْ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ج لَا تُطِيْعُوْهُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(٥٩) اور فرما دے گا اے گناہگارو ایمان والوں سے جُدی ہو جاؤ۔ یہ حکم اس وقت ہوگا کہ کافر اور مومن باہم ملے ہوئے ہوں گے۔

(٦٠) اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو بواسطہ پیغمبروں کے یہ حکم نہ کیا تھا کہ شیطان کی اطاعت نہ کریو بے شبہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

بَیْنَ الْعَدَاوَۃِ

۶۱ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ وَحِّدُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ طَرِیْقٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○

۶۱ اور یہ کہ میری اطاعت کر لو اور میری توحید کا اقرار کر لو یہ سیدھا راستہ ہے۔

۶۲ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا خَلْقًا جَمْعُ جَبِیْلٍ کَقَدِیْمٍ وَّفِیْ قِرَاءَۃٍ بِضَمِّ الْبَاءِ کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○ عَدَاوَتَہٗ وَاِضْلَالَہٗ اَوْ مَا حَلَّ بِھِمْ مِنَ الْعَذَابِ فَتُؤْمِنُوْنَ

۶۲ اور بے شک شیطان نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا سو کیا تم پھر بھی اس کی دشمنی اور گمراہ کرنے کو نہیں سمجھتے۔ یا جو اُن شیطان کی فرماں برداری کرنے والوں کو عذاب ہوا اس کو نہیں سمجھتے کہ ایمان لاؤ۔

تشریح

۵۹ مجرموں کی جنتیوں سے علیحدگی | اللہ کے نیک اور صالح بندے تو بلا حساب یا ہلکے پھلکے حساب کے بعد جنت میں چلے جائیں گے چلے جائیں گے اور وہ لوگ جنھوں نے دنیا میں حق سے روگردانی کی تھی، سچائی کو ماننے سے انکار کیا تھا ان مجرمین سے کہا جائے گا کہ تم الگ ہو جاؤ جنتوں کے راحت و آرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے تمہارا مقام دوسرا ہے اب تمہارا ان صالح بندوں سے کوئی تعلق نہیں ہے دنیا میں تمہارے جو رشتے تھے وہ ختم ہو چکے ہیں اور دنیا میں جو تم نے اپنی جتھے داری بنائی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اب تم میں سے ہر ایک کو اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

۶۰ افسوس تم شیطان کے پیچھے لگے رہے | اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں ہدایت نہیں کی تھی کہ دیکھو شیطان کی بندگی نہ کرو اس کے پیچھے نہ لگو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے تمہیں بہکا کر سیدھے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اسی کے لئے تمہارے پاس پیغمبروں کو بھیجا گیا وہ تمہیں سمجھاتے رہے کہ شیطان لعین کی پیروی نہ کرو، وہ تمہیں جہنم میں پہنچا کر چھوڑے گا۔

۶۱ میں نے کہا تھا کہ سیدھا راستہ میری بندگی کا ہے | پیغمبروں کے ذریعہ تمہیں سمجھایا تھا کہ اگر ابدی نجات چاہتے ہو تو سیدھا راستہ یہی ہے کہ ایک پروردگار کی بندگی کرو اور اس کی فرماں برداری کرو۔ تمہیں منع کیا تھا کہ شیطان کی اطاعت مت کرنا اور اس کی تابعداری مت کرنا ——— اطاعت اور عبادت میں ایک لطیف فرق ہے۔ اسلام میں مستقل اطاعت صرف اللہ کی ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (سورۂ انعام آیت ۵۷) حکم صرف اللہ کا ہے۔

رسول احکام الٰہی کے ترجمان ہیں اس لئے ان کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ کے بعد جس کی بھی اطاعت ہے وہ نیابتہً ہے مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے۔ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی نیابتہً بھی نہیں ہے۔

شیطان کی راہ پر چلنا اور اس کی اطاعت کرنا یہ بھی ایک طرح سے اس کی عبادت کرنا تھی۔ جب کہ تمہیں کہا گیا تھا کہ صرف خدائے واحد کی اطاعت و عبادت کرو۔

۶۲ عقل رکھنے کے باوجود شیطان نے تمہیں گمراہ کر دیا | تم میں عقل تھی سمجھ تھی دنیاوی معاملات میں بڑی ہوشیاری سے کام لیتے تھے۔ مگر یہاں آ کر تمہاری مت ماری گئی، اور سمجھ و عقل کے باوجود شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر کے چھوڑا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا

هٰذِهٖ	جَهَنَّمُ	الَّتِیْ	كُنْتُمْ + تُوْعَدُوْنَ	اِصْلَوْهَا
یہ ہے	جہنم	وہ جس کا	تم سے وعدہ کیا گیا تھا	اس میں داخل ہو جاؤ

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تم جو کفر کرتے تھے اس

الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی

الْیَوْمَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ	اَلْیَوْمَ	نَخْتِمُ	عَلٰٓی
آج	اس کے بدلے جو	تم کفر کرتے تھے	آج	ہم مہر لگا دیں گے	پر

کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے منھ پر مہر

اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ

اَفْوَاهِهِمْ	وَتُكَلِّمُنَآ	اَیْدِیْهِمْ	وَتَشْهَدُ	اَرْجُلُهُمْ
ان کے منھ	اور ہم سے بولیں گے	ان کے ہاتھ	اور گواہی دیں گے	ان کے پاؤں

لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے، اور (اس کی) ان کے پاؤں گواہی دیں گے

بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی

بِمَا	كَانُوْا	یَكْسِبُوْنَ	وَلَوْ نَشَآءُ	لَطَمَسْنَا	عَلٰٓی
اس کی جو	وہ تھے	کماتے (کرتے تھے)	اور اگر ہم چاہیں	تو مٹا دیں (ملیامیٹ کر دیں)	پر

جو وہ کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں ملیامیٹ

اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾

اَعْیُنِهِمْ	فَاسْتَبَقُوْا	الصِّرَاطَ	فَاَنّٰی	یُبْصِرُوْنَ
ان کی آنکھیں	پھر وہ سبقت کریں	راستہ	تو کہاں	انہیں سوجھے

کر دیں پھر وہ راستہ کی طرف سبقت کریں (دوڑیں) تو انھیں کہاں سوجھے؟

﴿۶۳﴾ وَیُقَالُ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

﴿۶۳﴾ اور ان کو آخرت میں کہا جاوے گا یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

بِهَا
﴿۶۴﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

﴿۶۴﴾ آج تم اس میں داخل ہو بسبب اپنے کفر کے۔

﴿۶۵﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ اَیِ الْكُفَّارِ

﴿۶۵﴾ آج کے دن ہم مہر لگا دیں گے کافروں کی زبانوں پر کیونکہ وہ

يَقُوْلُهُمْ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ وَ تُكَلِّمُنَا أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ وَغَيْرُهَا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ فَكُلُّ عُضْوٍ يَنْطِقُ بِمَا صَدَرَ مِنْهُ

زبان سے قسمیں کھا کر یہ کہتے تھے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے جو عمل ان سے سرزد ہوئے وہ ان کو صاف ظاہر کر دیں گے اور ان کے پیر وغیرہ تمام اعضاء اپنے کئے کی گواہی دیں گے پس ہر عضو بتلاوے گا جو عمل اس سے سرزد ہوا۔

(۶۶) وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى أَعْيُنِهِمْ لَأَعْمَيْنَاهَا طَمْسًا فَاسْتَبَقُوا ابْتَدَرُوا الصِّرَاطَ ذَاهِبِيْنَ كَعَادَتِهِمْ فَأَنّٰى فَكَيْفَ يُبْصِرُوْنَ ○ حِيْنَئِذٍ أَيْ لَا يُبْصِرُوْنَ

(۶۶) اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیتے پس وہ جلدی کریں گے راہ پر پہونچنے کی پر ان کو کچھ نظر نہ آوے گا۔

تشریح

(۶۳) یہی وہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا | پیغمبر تمہیں سمجھاتے تھے بتلاتے تھے کہ غلط راستے پر چلو گے تو اس کا انجام جہنم ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب بھگتنا ہوگا۔ اب دیکھ لو تمہارے سامنے وہی جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا اور جس کا تم سے وعدہ تھا کہ اگر سیدھی راہ چھوڑو گے اور غلط راستہ پکڑو گے تو جہنم کی راہ دیکھنی ہوگی۔

(۶۴) اب اپنے ٹھکانے پر پہنچو | سچائی سے روگردانی اور حق سے انکار کی سزا بھگتو اور اب اپنے ٹھکانے پر پہنچو۔ تمہارا اصل ٹھکانا اب یہی ہے۔

(۶۵) اب ان کے بدن کے حصے گواہی دیں گے | ایسے ضدی اور ہیکڑ قسم کے مجرم بھی ہوں گے جو نہ تو اپنے جرموں کا اعتراف کریں گے اور نہ گواہیوں کو مانیں گے اور نامۂ اعمال کو صحیح ماننے سے انکار کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ یہ سب تو آپ ہی کے کارکن ہیں اس لئے آپ کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایسے مجرمین کے بدن کے اعضاء ان کے جرم کی گواہی دیں گے۔ وہ زبان جو حق کے خلاف قینچی کی طرح چلتی تھی آج اس سے حق کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔ اسی طرح بدن کے دوسرے حصے خود اسی شخص کے خلاف گواہی دیں گے کہ اس نے ہم سے یہ یہ کام لئے۔ اور کیوں کہ ہم اس کے تصرف میں تھے اس لئے جو کام کہتا رہا ہم کرتے رہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النور آیت ۲۴) (وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جب کہ ان کی اپنی زبانیں اور اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے) دوسری جگہ فرمایا۔

حَتّٰىٓ إِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (حٰمٓ السجدہ ع ۲۰)

(جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔)

معلوم ہوا کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم اور روح کی طرح زندہ کئے جائیں گے جس طرح وہ اب اس دنیا میں ہیں۔

(۶۶) یہ آنکھوں کی بینائی ہماری دی ہوئی ہے ہم چاہیں تو اس کو چھین سکتے ہیں | یہ آنکھیں جن سے تم دیکھ رہے ہو اور ان سے دنیا کے سارے کام چلا رہے ہو اس میں بینائی اور روشنی ہم نے دی ہوئی ہے اگر ہم چاہیں تو یہ آنکھیں کام کرنا بند کر دیں پھر کہاں سے ان کو راستہ سجھائی دے گا۔ کیا تم اللہ کی اس نعمت کو محسوس نہیں کرتے۔؟

وَلَوْنَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّ لَا

وَلَوْنَشَآءُ	لَمَسَخْنٰهُمْ	عَلٰى	مَكَانَتِهِمْ	فَمَا اسْتَطَاعُوْا	مُضِيًّا	وَّ لَا
اور اگر ہم چاہیں	ہم مسخ کر دیں انھیں	پر میں	ان کی جگہیں	پھر نہ کر سکیں	چلنا	اور نہ

اور اگر ہم چاہیں تو انھیں ان کی جگھوں میں (ان کے گھر بیٹھے) مسخ کر دیں (ان کی شکلیں) پھر وہ نہ چل سکیں ، اور نہ

ع ۴ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۗ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ

يَرْجِعُوْنَ	وَمَنْ	نُّعَمِّرْهُ	نُنَكِّسْهُ	فِى الْخَلْقِ	اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ	وَمَا عَلَّمْنٰهُ
وہ لوٹیں	اور جس	ہم عمر دراز کر دیتے ہیں	اوندھا کر دیتے ہیں	خلقت (پیدائش) میں	تو کیا وہ سمجھتے نہیں؟	اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو

لوٹ سکیں۔ اور ہم جس کی عمر دراز کرتے ہیں اسے پیدائش میں اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا وہ سمجھتے نہیں ؟ اور ہم نے اس کو (آپؐ کو)

الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ

الشِّعْرَ	وَمَا يَنْۢبَغِىْ	لَهٗ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	وَّ	قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ	لِّيُنْذِرَ	مَنْ
شعر	اور نہیں شایان	اس کے لئے	نہیں	یہ	مگر	نصیحت	اور	قرآن واضح	تاکہ (آپ) ڈرائیں	جو

شعر نہیں سکھایا اور یہ آپؐ کے شایان نہیں تھا ، یہ نہیں مگر (کتاب) نصیحت اور واضح قرآن ، تاکہ آپؐ (اس کو) ڈرائیں جو

كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

كَانَ	حَيًّا	وَّ	يَحِقَّ	الْقَوْلُ	عَلَى	الْكٰفِرِيْنَ	
ہو	زندہ	اور	ثابت ہو جائے	بات (حجت)	پر	کافر (جمع)	

زندہ ہو اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

﴿۶۷﴾ وَلَوْنَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اَوْحِجَارَةً عَلٰى مَكَانَتِهِمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ مَكَانَاتِهِمْ جَمْعُ مَكَانَةٍ بِمَعْنٰى مَكَانٍ اَىْ فِىْ مَنَازِلِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ اَىْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى ذَهَابٍ وَلَا مَجِىْءٍ

﴿۶۸﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ بِاِطَالَةِ اَجَلِهٖ نُنَكِّسْهُ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالتَّشْدِيْدِ مِنَ التَّنْكِيْسِ فِى الْخَلْقِ ۗ اَىْ خَلْقِهٖ فَيَكُوْنُ بَعْدَ قُوَّتِهٖ وَشَبَابِهٖ ضَعِيْفًا وَّهَرِمًا اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَعْلُوْمِ عِنْدَهُمْ قَادِرٌ عَلَى الْبَعْثِ فَيُؤْمِنُوْنَ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالتَّاءِ

﴿۶۷﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو مسخ کر کے بندر یا خنزیر یا پتھر بنا دیتے ان کے مکانات میں۔

پس وہ نہ کہیں چل سکتے نہ واپس ہو سکتے۔

﴿۶۸﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ الخ اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو بعد جوانی کے بڑھاپا اور بعد قوت کے ضعف دیتے ہیں سو وہ لوگ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو اس امر پر قادر ہے جو کہ ان کو معلوم ہے وہ از سر نو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے تاکہ ایمان لا دیں۔

(۶۹) وَمَا عَلَّمْنٰهُ اَیِ النَّبِیَّ الشِّعْرَ رَدٌّ لِّقَوْلِهِمْ
اِنَّ مَا اَتٰی بِهٖ مِنَ الْقُرْاٰنِ شِعْرٌ وَمَا
یَنْۢبَغِیْ یَسْتَهِلُّ لَهٗ الشِّعْرُ اِنْ هُوَ لَیْسَ
اَتٰی بِهٖ اِلَّا ذِكْرٌ عِظَةٌ وَّقُرْاٰنٌ
مُّبِیْنٌ ○ مُظْهِرٌ لِّلْاَحْكَامِ وَغَیْرِهَا
(۷۰) لِّیُنْذِرَ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ بِهٖ مَنْ كَانَ
حَیًّا یَعْقِلُ مَا یُخَاطَبُ بِهٖ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
وَیَحِقَّ الْقَوْلُ بِالْعَذَابِ عَلَى
الْكٰفِرِیْنَ ○ وَهُمْ كَالْمَیِّتِیْنَ لَا
یَعْقِلُوْنَ مَا یُخَاطَبُوْنَ بِهٖ

(۶۹) اور ہم نے پیغمبر کو شعر نہیں سکھلائے اور نہ شعر کہنا اس کو آسان ہے (یہ رد ہے کافروں کی بات کا کہ وہ کہتے تھے کہ بے شک جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، شعر ہیں یعنی قرآن کو وہ شعر سے تعبیر کرتے تھے) یہ کتاب جس کو محمد لائے ہیں نصیحت ہے اور قرآن ہے جو کھلے احکام سناتا ہے۔

(۷۰) تاکہ ڈرا دے ان لوگوں کو جو زندہ ہیں سمجھتے ہیں اس بات کو جو ان کے سامنے بیان کی جاتی ہے یعنی اہل ایمان کو ڈرا دے اور تاکہ پورا ہو جاوے حکم عذاب کافروں پر جو مثل مردوں کے ہیں کہ نہیں سمجھتے اس کلام کو جو اُن کے سامنے بیان کی جائے۔

تشریح

(۶۷) ہم چاہیں تو سب کچھ مسخ کر دیں | ہم چاہیں تو سب کچھ بگاڑ کر رکھ دیں۔ یہ ٹانگیں جن سے تم دوڑ دھوپ کر رہے ہو یہ حرکت کرنا بند کر دیں، اللہ کی دی ہوئی طاقتیں جن سے تم کام لے رہے ہو ہم چاہیں تو ان کو ختم کر دیں کہ وہیں کے وہیں جم کر رہ جائیں نہ آگے چل سکیں نہ پیچھے پلٹ سکیں۔ بچپن میں انسان کیسا مجبور ہوتا ہے کمزور اور ناتواں دوسروں کے سہارے کا محتاج رہتا ہے۔ بڑھاپے میں اس کی پھر وہی حالت ہو جاتی ہے ساری طاقتیں جواب دے دیتی ہیں۔ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر کرنا چاہیئے اس کا احسان ماننا چاہیئے اور تکبر اور غرور سے دور رہنا چاہیئے

(۶۸) بڑھاپے کی حالت | جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، بڑھاپے کی حالت کو پہنچتا ہے اس کی ساخت تو بالکل الٹ ہی جاتی ہے۔ مثال مشہور ہے کہ بچہ اور بوڑھا ایک جیسے ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں انسان کی حالت بچوں جیسی ہو جاتی ہے جیسے بچپن میں دوسروں کے سہارے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح بڑھاپے میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسے بچپن میں بچے کو گود میں لے کر ادھر سے ادھر لے جاتے ہیں اس کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اس کو اپنے ہاتھ سے کھلاتے پلاتے ہیں یہی حالت انسان کی بڑھاپے میں ہو جاتی ہے گویا جہاں سے آغاز ہوتا ہے اسی حالت پر آکر اس کی انتہا ہوتی ہے۔ کیا یہ سب باتیں دیکھ کر سمجھ اور عقل نہیں آتی؟ کہ ایک دن ہماری بھی یہی حالت ہو جائے گی۔

(۶۹) یہ حقائق ہیں شاعری نہیں ہے | نبی جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ زندگی کے حقائق ہیں۔ وہ قرآن سنا رہے ہیں جو ایک نصیحت کی کتاب ہے اور واضح باتوں پر مشتمل ہے آپ کی باتیں شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں۔ نہ ہم نے آپ کو شعر و شاعری سکھائی اور نہ وہ آپ کے لئے زیبا تھی۔ آپ کو طبعاً شعر و شاعری سے کوئی مناسبت نہ تھی حالاں کہ یہ وہ دور تھا کہ ہر طرف شعر و شاعری کے چرچے تھے مگر آپ نے زندگی بھر باقاعدہ کوئی شعر نہیں کہا۔

اس لئے آپ کی باتیں شاعرانہ نہیں ہیں بلکہ زندگی کے ٹھوس اور سچے حقائق ہیں جن کی بنیاد پر قوموں کے افکار اور ان کے طریقہ زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

(۷۰) یہ زندہ انسانوں کو جھنجوڑنے والی کتاب ہے | قرآن کوئی شعر و شاعری نہیں ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس انسان میں ذرا بھی زندگی ہے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے وہ پتھر کی طرح بے جان نہیں ہے ان کو خبردار کرے اور جو ان سچائیوں سے انکار کریں ان کے اوپر حجت قائم ہو جائے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں ان باتوں کا علم نہ تھا اور ہمارے پاس کوئی بتانے والا نہیں آیا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَّا + خَلَقْنَا	لَهُم	مِّمَّا	عَمِلَتْ + أَيْدِينَآ	أَنْعَامًا	فَهُمْ
یا کیا وہ نہیں دیکھتے	ہم نے پیدا کیا	ان کے لئے	اس سے جو	بنایا اپنے ہاتھوں (قدرت) سے	چوپائے	پس وہ

یا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے جو (چیزیں) اپنی قدرت سے بنائیں ان سے ان کے لئے پیدا کئے چوپائے پس وہ

لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾

لَهَا	مَالِكُونَ	وَذَلَّلْنَاهَا	لَهُمْ	فَمِنْهَا	رَكُوبُهُمْ	وَمِنْهَا	يَأْكُلُونَ
ان کے	مالک ہیں	اور ہم نے فرمانبردار کیا انہیں	ان کے لئے	پس ان سے	ان کی سواری	اور ان سے	وہ کھاتے ہیں

ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان (چوپایوں) کو ان کا فرماں بردار کیا پس ان میں سے (بعض) ان کی سواری ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں۔

﴿٧١﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا يَعْلَمُوا وَالْاِسْتِفْهَامُ
لِلتَّقْرِيْرِ وَالْوَاوُ الدَّاخِلُ
عَلَيْهَا لِلْعَطْفِ أَنَّا خَلَقْنَا
لَهُمْ فِي جُمْلَةِ النَّاسِ
مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِيْنَا أَيْ
عَمِلْنَاهُ بِلَا شَرِيْكٍ وَلَا
مُعِيْنٍ أَنْعَامًا هِيَ الْاِبِلُ
وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ فَهُمْ لَهَا
مَالِكُوْنَ ۝ ضَابِطُوْنَ
﴿٧٢﴾ وَذَلَّلْنَاهَا سَخَّرْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا
رَكُوْبُهُمْ مَرْكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ۝

﴿٧١﴾ اور کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ہم نے ان کے اور تمام مخلوق کے لئے پیدا کیا بدون کسی دوسرے کی شرکت اور اعانت کے اونٹ گائے اور بکری کو۔

سو یہ لوگ ان جانوروں کے مالک اور گھیرنے والے ہیں۔

﴿٧٢﴾ اور ہم نے ان جانوروں کو ان کے تابع کیا کہ بعض پر سوار ہوتے ہیں اور بعض کو کھاتے ہیں۔

تشریح

﴿٧١﴾ انسانوں کی خدمت کے لئے مولشی ہم نے خود بنائے | اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی صورت میں جو نشانیاں بھیجیں ان کے علاوہ وہ نشانیاں بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کی صورت میں خب وروز ہماری خدمت کے لئے تیار رہتی ہیں۔ اس نے ہمارے لئے مولشی بنائے جن کی تخلیق میں کوئی اور شامل نہیں ہے وہ اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کو ہمارے تصرف میں دے دیا کہ ہم ان سے جس طرح چاہتے ہیں خدمت لیتے ہیں۔

﴿٧٢﴾ چوپاؤں کے مختلف فائدے | اللہ تعالیٰ نے یہ چوپائے اور مولشی پیدا کر کے اس طرح انسان کے تصرف اور استعمال میں دے دیئے ہیں کہ بڑے بڑے جانور، انسان ان کی سواری کرتا ہے ان کی نکیل پکڑ کر جدھر کو چاہتا ہے لے جاتا ہے ایک چھوٹا سا بچہ بھی اگر اس کے ہاتھ میں نکیل ہوتی ہے ان بڑے بڑے جانوروں کو ادھر سے ادھر لئے پھرتا ہے اور وہ ذرا کان تک نہیں ہلاتے۔ بعض جانوروں کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے ان کی کھال ہڈی اون ہر چیز سے فائدے حاصل کرتا ہے۔

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَ

وَلَهُمْ	فِيهَا	مَنَافِعُ	وَمَشَارِبُ	أَفَلَا يَشْكُرُونَ	وَ
اور ان کے لئے	ان میں	فائدے	اور پینے کی چیزیں	کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے	اور

اور ان میں ان کے لئے (بہت سے) فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے۔؟ اور

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾

اتَّخَذُوا	مِنْ دُونِ اللَّهِ	آلِهَةً	لَعَلَّهُمْ	يُنْصَرُونَ
انھوں نے بنا لئے	اللہ کے سوا	اور معبود	شاید وہ	مدد کئے جائیں

انھوں نے بنا لئے اللہ کے سوا اور معبود (اس خیال باطل سے کہ) شاید وہ مدد کئے جائیں۔

٧٣ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَأَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا وَمَشَارِبُ مِنْ لَبَنِهَا جَمْعُ مَشْرَبٍ بِمَعْنَى شُرْبٍ أَوْ مَوْضِعِهِ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ○ الْمُنْعِمَ عَلَيْهِمْ بِهَا فَيُؤْمِنُونَ أَيْ مَا فَعَلُوا ذٰلِكَ

٧٤ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَيْ غَيْرِهِ آلِهَةً أَصْنَامًا يَعْبُدُونَهَا لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ○ يُمْنَعُونَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ بِشَفَاعَةِ آلِهَتِهِمْ بِزَعْمِهِمْ

٧٣ اور ان کے لئے ان جانوروں کے اون اور بالوں میں بہت سے نفع ہیں اور ان کا دودھ پیتے ہیں سو کیا یہ لوگ فکر نہیں کرتے کہ ان چیزوں کا دینے والا اور انعام کرنے والا کون ہے۔ تاکہ اس پر ایمان لادیں یعنی حاصل یہ کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا جس سے وہ جانتے اور ایمان لاتے۔

٧٤ اور انھوں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا تاکہ وہ ان کو عذاب الٰہی سے بچالیں سفارش کرکے۔ یہ ان کافروں کا گمان ہے۔

تشریح

٧٣ مویشیوں سے طرح طرح کے فائدے | ان مویشیوں سے طرح طرح کے فائدے اٹھاتا ہے کسی کا دودھ پیتا ہے کسی کا گوشت کھاتا ہے پھر بھی وہ منعم حقیقی کا شکر گذار نہیں ہوتا حقیقت میں ان نعمتوں کا دینے والا وہی پروردگار ہے جس نے انسان کے فائدے کے لئے یہ تمام چیزیں پیدا کیں زبان سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عمل سے ان کا شکر یہ ہے کہ ان نعمتوں کو نعمت دینے والے کی رضا کے مطابق استعمال کرے۔

مولوی اسمٰعیل میرٹھی نے بڑے سادہ سے لفظوں میں بچوں کے معصوم دماغوں میں کس طرح حقیقی منعم کی بات کو جمایا ہے۔ کہتے ہیں ۔

رب کا شکر ادا کر بھائی ؎ جس نے تیری گائے بنائی

اب اگر کوئی گائے بنانے والے کی بندگی کے بجائے اس گائے کے آگے ڈنڈوت کرنے لگے تو ایسا ہے جیسے گھر کے مالک کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے نوکروں کے پیر چومے جائیں۔ حالانکہ اگر نوکر کوئی چیز دیتے ہیں تو مالک کے حکم سے دیتے ہیں۔ گائے دودھ دیتی ہے تو مالک کے حکم سے دیتی ہے جو اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

٧٤ خالق کے بجائے مخلوق کو معبود بنا لیا | خالق کی یہ تمام نشانیاں سامنے ہوتے ہوئے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا وہ خدائے واحد و یکتا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی مخلوق میں سے اپنے معبود بنا لئے یہ سمجھ کر کہ یہ ان کی مدد کریں گے جو اپنے وجود میں دوسرے کے محتاج ہیں وہ کسی کی مدد کیسے کرسکتے ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا

فَلَا	مُّحْضَرُوْنَ	جُنْدٌ	لَهُمْ	وَهُمْ	نَصْرَهُمْ	لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
پس نہ	حاضر کئے جائیں گے	لشکر	ان کے لئے	اور وہ	ان کی مدد	وہ نہیں کر سکتے

وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے (مجرم) لشکر (کی شکل میں) حاضر کئے جائیں گے۔ پس

يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

يُعْلِنُوْنَ	وَمَا	مَا يُسِرُّوْنَ	اِنَّا نَعْلَمُ	قَوْلُهُمْ	يَحْزُنْكَ
وہ ظاہر کرتے ہیں	اور جو	جو وہ چھپاتے ہیں	بیشک ہم جانتے ہیں	ان کی بات	آپؐ کو مغموم کرے

آپؐ کو ان کی بات مغموم نہ کرے۔ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

﴿۷۵﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَىْ اٰلِهَتُهُمْ نُزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْعُقَلَاءِ نَصْرَهُمْ وَهُمْ اَىْ اٰلِهَتُهُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ لَهُمْ جُنْدٌ بِزَعْمِهِمْ نَصْرَهُمْ مُّحْضَرُوْنَ ○ فِى النَّارِ مَعَهُمْ

﴿۷۵﴾ ہرگز وہ بت ان کو بچا نہیں سکتے بلکہ وہ خود ان کے ساتھ دوزخ میں حاضر کئے جاویں گے جو اُن کے گمان کے مطابق ان کے مددگار تھے

﴿۷۶﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ لَكَ لَسْتَ مُرْسَلًا وَغَيْرُ ذٰلِكَ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ مِنْ ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ فَنُجَازِيْهِمْ عَلَيْهِ۔

﴿۷۶﴾ پس آپ کو اے محمدؐ ان کا یہ کہنا کہ آپ بھیجے ہوئے نہیں ہیں غمگین نہ کرے کیوں کہ ہم جانتے ہیں جو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کی بات ظاہر کرتے ہیں سو ہم ان کو اس کا عوض دیں گے۔

تشریح

﴿۷۵﴾ جھوٹے معبود کوئی مدد نہیں کر سکتے | اللہ کو چھوڑ کر جو معبودِ حقیقی ہے جھوٹے معبودوں کو اپنا خدا بنا لیا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ وقت پڑنے پر یہ ہماری مدد کریں گے یہ بے چارے کسی کی کیا مدد کریں گے یہ مدد کے قابل ہی نہیں ہیں بلکہ اپنی بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں اگر ان کی حمایت کرنے والا کوئی نہ ہو تو ان کی خدائی چلتی نہیں ہے اور ان کا پوچھنے والا کوئی نہ ہو تو ان کی خدائی چمکتی نہیں ہے یہ اصلی خدا نہیں ہیں جو کسی کے محتاج نہ ہوں اور اس کی فرماں روائی بغیر کسی مدد کے خود چل رہی ہو۔

﴿۷۶﴾ اے پیغمبر ہم ان کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں۔ | جب معبودِ حقیقی پروردگار کے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر جھوٹے معبود بنائے پھرتے ہیں تو آپ کے ساتھ جو کچھ بھی کریں کم ہے ہم ان کے ظاہر و باطن کو خوب جانتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ جو آپ کے خلاف جھوٹ کے طوفان اٹھا رہے ہیں دِل دِل میں آپ کی سچائی کے قائل ہیں۔ اس لئے آپ ان کی باتوں سے ذرا بھی رنجیدہ نہ ہوں سچائی کا مقابلہ جھوٹ سے کرنے والے دونوں جہاں میں ناکام ہوں گے۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا

أَوَلَمْ	يَرَ	الْإِنْسَانُ	أَنَّا خَلَقْنٰهُ	مِنْ	نُّطْفَةٍ	فَإِذَا
کیا نہیں	دیکھا	انسان	کہ ہم نے پیدا کیا اس کو	سے	نطفہ	پھر ناگہاں

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ناگہاں

هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ

هُوَ	خَصِيْمٌ	مُّبِيْنٌ	وَضَرَبَ	لَنَا	مَثَلًا	وَّنَسِيَ
وہ	جھگڑالو	کھلا	اور اس نے چسپاں کی	ہمارے لئے	ایک مثال	اور بھول گیا

وہ جھگڑالو ہوا کھلا اور اس نے ہمارے لئے ایک مثال چسپاں کی اور اپنی پیدائش

خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ

خَلْقَهٗ	قَالَ	مَنْ	يُّحْيِ	الْعِظَامَ	وَهِيَ
اپنی پیدائش	کہنے لگا	کون	پیدا کرے گا	ہڈیاں	جب کہ وہ

کو بھول گیا، کہنے لگا کون ہڈیوں کو پیدا کرے گا جب کہ وہ گل

رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ أَنْشَاَهَا

رَمِيْمٌ	قُلْ	يُحْيِيْهَا	الَّذِيْٓ	أَنْشَاَهَا
گل گئیں	فرمادیں	اسے زندہ کریگا	وہ جس نے	اسے پیدا کیا

گئی ہوں گی؟ آپ فرمادیں اسے وہ زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی بار

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ لا

أَوَّلَ	مَرَّةٍ	وَهُوَ	بِكُلِّ	خَلْقٍ	عَلِيْمٌ	
پہلی	بار	اور وہ	ہر طرح	پیدا کرنا	جاننے والا	

پیدا کیا اور وہ ہر طرح سے پیدا کرنا جانتا ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ

الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّنَ	الشَّجَرِ	الْأَخْضَرِ
جس نے	پیدا کیا	تمہارے لئے	سے	درخت	سبز

جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے

نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

نَارًا	فَاِذَآ	اَنْتُمْ	مِّنْهُ	تُوْقِدُوْنَ
آگ	پس اب	تم	اس سے	سلگاتے ہو

آگ پیدا کی پس اب تم اس سے آگ سلگاتے ہو

﴿۷۷﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ يعلم وهو العاص بن وائل اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ منی الی ان صیرناه شدیدا قویا فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ شدید الخصومة لنا مُّبِيْنٌ ○ بینها فی نفی البعث

﴿۷۷﴾ اور کیا وہ انسان نہیں جانتے (مراد اس سے عاص ابن وائل ہے) کہ بے شبہ ہم نے اس کو نطفہ منی ضعیف سے پیدا کیا یہاں تک کہ ہم نے اس کو قوی بنادیا پس ناگاہ وہ ہم سے حشر ونشر کے انکار میں جھگڑتا ہے اور صاف انکار کرتا ہے۔

﴿۷۸﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا فی ذلک وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ من المنی وهو اغرب من مثله قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ ای بالیة ولم یقل بالتاء لانه اسم لا صفة روی انه اخذ عظما رمیما ففتته وقال للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اترى يحيى الله هذا بعد ما بلی ورم فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم نعم ويدخلك النار

﴿۷۸﴾ اور ہمارے واسطے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہ ہم نے اس کو منی سے بنایا حالاں کہ اس کے مثال بیان کرنے سے یہ مثال زیادہ غریب ہے اور وہ مثال جو وہ ہمارے لئے بیان کرتا ہے یہ ہے کہ کہتا ہے پرانی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے (مروی ہے کہ عاص بن وائل نے ایک پرانی ہڈی اٹھائی اور اس کو ریزہ ریزہ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کیا تیرے نزدیک اللہ اس ہڈی کو زندہ کردے گا بعد اس کے کہ یہ بوسیدہ اور پرانی ہو گئی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کرے گا۔ اور تجھ کو اے کافر آگ میں ڈالے گا۔

﴿۷۹﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ ای مخلوق عَلِيْمٌ ○ مجملا ومفصلا قبل خلقه وبعد

﴿۷۹﴾ اے محمد کہدے ہڈیوں بوسیدہ کو زندہ کرے گا وہ اللہ جس نے ان کو اول مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر ایک مخلوق کا حال جانتا ہے پہلے اس کے پیدا کرنے سے اور بعد اس کے پیدا کرنے کے باجمال اور باتفصیل۔

خَلْقَه
(۸۰) ای الذی جعل لکم فی جملة الناس من الشجر الاخضر المرخ و العفار او کل شجر الا العناب نارا فاذا انتم منه توقدون تقدحون فهذا دال علی القدرة علی البعث فانه جمع فیه بین الماء والنار والخشب فلا الماء یطفی النار ولا النار یحرق الخشب

(۸۰) وہ اللہ جس نے تم سب کے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی۔ مراد سبز درخت سے ایک خاص درخت ہے جس سے آگ نکلتی ہے یا مراد سبز درخت سے ہر ایک درخت ہے بجز عناب کے کہ اس کے سوا سب درختوں میں آگ رکھی گئی ہے۔ سو اس آگ کو جس کو تم جلاتے ہو اور اس سے روشنی حاصل کرتے ہو۔ اور یہ آگ کا نکلنا سبز درخت سے دلالت کرتا ہے حشر و نشر پر حق تعالیٰ کی قدرت پر کہ بالتحقیق اس نے جمع کر دیا آگ اور پانی اور لکڑی کو پس نہ پانی آگ کو بجھاتا ہے اور نہ آگ لکڑی کو جلاتی ہے۔

تشریح

(۷۷) انسان کی اصل عقیدۂ آخرت کی صداقت کی دلیل ہے | انسان کہتا ہے کہ جب وہ مر کر مٹی میں مل جائے گا اس کے بدن کے اجزاء بکھر جائیں گے ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کون اس کو دوبارہ زندہ کر کے اس سے بازپرس کرے گا؟ انسان ذرا اپنی پیدائش پر غور کرے کہ اسے بے جان مادے سے پیدا کیا گیا جو اس کی تخلیق کا ذریعہ بنا اس بے جان مادے میں زندگی کا جرثومہ کس نے رکھا پھر اس جرثومے کو پرورش کرتے کرتے ایک پورا انسان بنا دیا جس میں زندگی ہے اور وہ جھگڑالو بن کر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو گیا آخر اس میں شعور عقل، استدلال کی قوت، بیان کرنے کی طاقت یہ سب چیزیں کہاں سے آئیں۔ وہ بے جان نطفہ جب یہاں تک پہنچ سکتا ہے اور خالق اس کو زندگی دے سکتا ہے تو پھر بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کرنا اور پہلے کی طرح جوں کا توں بنا دینا اس کی قدرت کے لئے کیا مشکل ہے۔

(۷۸) اب وہ ہمیں عاجز سمجھتا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا | جب ہم نے اس کو بے جان نطفے سے پیدا کیا تب تو ہم قدرت والے تھے۔ اب وہ اپنی تخلیق کو بھول گیا اور یہ سمجھتا ہے کہ ہم دوسری مخلوقات کی طرح عاجز ہیں جس طرح انسان کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا ہم بھی زندہ نہیں کر سکتے۔ کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔ اس سے پوچھو کہ پہلی مرتبہ تجھ کو کس نے پیدا کیا تھا اور کاہے سے پیدا کیا تھا۔

(۷۹) جس نے پہلی بار پیدا کیا وہی دوبارہ پیدا کرے گا | ان سے کہو جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا وہی تمہیں دوبارہ زندہ کر دے گا وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ (اور ایسا کرنا اس کے لئے بہت آسان ہے) ویسے بھی کسی چیز کو جس کو ایک مرتبہ بنا چکے ہوں دوبارہ بنانا مشکل نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو پہلی مرتبہ دوسری مرتبہ سب برابر ہیں اس نے پہلی مرتبہ انسان کو بغیر کسی نمونے کے بنایا اور دوبارہ بنانا بھی اس کے لئے دشوار نہیں ہے۔ ہر تخلیق اس کے لئے آسان ہے۔ ہر تخلیق کا کام وہ جانتا ہے۔

(۸۰) اس نے پانی سے درخت اور درخت سے آگ نکالی | وہ ایسی قدرت والا ہے کہ پہلے اس نے پانی سے درخت بنائے اور درختوں کے اندر وہ آتش گیر مادہ رکھ دیا جس سے تم آگ جلاتے ہو۔ قدیم زمانے میں دو درختوں کی ٹہنیوں کو ایک دوسرے پر مارتے تھے جس سے آگ جھڑنے لگتی تھی۔ ایک درخت کا نام "مرخ" اور دوسرے کا "عفار" تھا۔ اسی طرح بانس کا درخت کہ اس کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔ جو پروردگار ایسی قدرت والا ہے کہ ہرے درختوں سے آگ نکال دیتا ہے اس کے لئے کوئی کام بھی دشوار نہیں ہے۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ

أَوَ	لَيْسَ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضَ	بِقٰدِرٍ
کیا	نہیں	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	قادر

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ، کیا وہ اس پر قادر نہیں

عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾

عَلٰٓى	أَنْ	يَّخْلُقَ	مِثْلَهُمْ	بَلٰى	وَهُوَ	الْخَلّٰقُ	الْعَلِيمُ
پر	کہ	وہ پیدا کرے	اُن جیسا	ہاں	اور وہ	بڑا پیدا کرنے والا	دانا

کہ ان جیسا پیدا کرے؟ ہاں (کیوں نہیں) وہ بڑا پیدا کرنے والا دانا ہے

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُولَ لَهُۥ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾

إِنَّمَآ	أَمْرُهُ	إِذَآ	أَرَادَ + شَيْـًٔا	أَنْ	يَّقُولَ	لَهُ	كُنْ	فَيَكُونُ
اس کے سوا نہیں	اس کا کام	جب	وہ ارادہ کرے کسی شے کا	کہ	وہ کہتا ہے	اس کو	ہو جا	تو وہ ہو جاتی ہے

اس کا کام اس کے سوا نہیں کہ وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ ع ۵

فَسُبْحٰنَ	الَّذِي	بِيَدِهٖ	مَلَكُوتُ	كُلِّ شَيْءٍ	وَّإِلَيْهِ	تُرْجَعُونَ
سو پاک ہے	وہ جس	اس کے ہاتھ میں	بادشاہت	ہر شے	اور اسی کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے

سو پاک ہے وہ (ذاتِ واحد) جس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

﴿٨١﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مَعَ عِظَمِهِمَا بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ أَيِ الْأَنَاسِيَّ فِي الصِّغَرِ بَلٰى أَيْ هُوَ قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ أَجَابَ نَفْسَهُ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْكَثِيرُ الْخَلْقِ الْعَلِيمُ بِكُلِّ شَيْءٍ

﴿٨١﴾ اور کیا وہ ذاتِ پاک جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا باوجود ان کے نہایت بڑے ہونے کے، اس امر پر قادر نہیں کہ آدمی جیسی چھوٹی چیز کو بنا سکے

البتہ وہ قادر ہے اس پر
اور وہ بڑا خالق ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔
(اللہ تعالیٰ نے لفظ بَلٰی سے خود ہی جواب دیا۔)

﴿٨٢﴾ إِنَّمَآ أَمْرُهُ شَأْنُهُ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَيْ خَلْقَ شَيْءٍ أَنْ يَّقُولَ

﴿٨٢﴾ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو فرما دیتا ہے کہ :

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَیْ فَهُوَ يَكُوْنُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰى يَقُوْلُ

ہوجا۔ پس وہ ہوجاتا ہے۔

(۸۳) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ مَلَكٌ زِيْدَتِ الْوَاوُ وَالتَّاءُ لِلْمُبَالَغَةِ اَیِ الْقُدْرَةُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ تُرَدُّوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ

(۸۳) سو پاکی ہے اس کے لئے جس کے قبضۂ قدرت میں ہے ہر ایک چیز اور اسی کی طرف تم کو آخرت میں جانا ہے۔

تشریح

(۸۱) کیا وہ زمین و آسمان کا خالق نہیں ہے | کیا یہ زمین اور آسمان اس نے پیدا نہیں کئے جب وہ اتنی بڑی بڑی چیزیں پیدا کرسکتا ہے تو اس کے لئے تم جیسی چھوٹی چھوٹی چیزیں پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ بے شک وہ ماہر پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ کوئی چیز اس کے بس سے باہر نہیں ہے۔

(۸۲) اس کو کسی چیز کے پیدا کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی | کوئی بڑی چیز ہو یا چھوٹی، پہلی مرتبہ بنائی جائے یا دوبارہ اس کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے۔ بس اس کے ارادہ کرنے کی دیر ہے۔ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔ نہ اسے کسی اسباب کی ضرورت ہے نہ اسباب کے سہارے کی وہ خود ہی مسبب الاسباب ہے ــ اوپر آیت ۷۷ میں انسان کے بدن کی تخلیق کا ذکر ہوا کہ اسے پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ اور یہاں اس آیت میں روح انسانی کا بیان ہوا کہ بدن کی تخلیق کے بعد جب نفخ روح کی نوبت آئی تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ہوجا اور وہ ہوگئی گویا روح کا تعلق امر رب سے ہوا۔

(۸۳) مکمل اقتدار اللہ ہی کا ہے | اللہ ہی حاکم مطلق ہے مکمل اقتدار اسی کا ہے۔ وہ اعلاترین ہستی جس کے قبضے میں اوپر سے نیچے تک تمام مخلوقات کی باگ ڈور ہے اور آئندہ بھی سب کو پلٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔ وہ عظیم ہستی ہر طرح کی کمزوری عیب اور نقص سے پاک ہے۔

۳۷

الصَّافَاتُ

○ ترتیب تلاوت ——— ۳۷	○ ترتیب نزول ——— ۵۶
○ مکی / مدنی ——— مکی	○ تعداد رکوعات ——— ۵
○ تعداد آیات ——— ۱۸۲	○ تعداد الفاظ ——— ۸۷۳
○ تعداد حروف ——— ۳۹۵۱	

○ اِسی سورت کی پہلی آیت "وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا" کے پہلے لفظ والصّٰفّٰت سے اس سورت کا نام لیا گیا ہے۔ صافات کے معنیٰ ہیں قطار در قطار صف باندھنے والے۔

○ جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی اس وقت اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت پوری شدت کے ساتھ کی جا رہی تھی حالات نہایت دل شکن اور صبر آزما تھے۔ اس لئے اس سورت میں اہل اسلام کو آنے والے حالات کی بشارت دے کر ان کا حوصلہ بلند کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ صورتِ حال بہت زیادہ نہیں رہے گی حق آخر کار کامیاب ہوگا اور باطل مغلوب ہو کر رہے گا۔

○ جس زمانے میں اسلام کے غلبے کی بشارت دی گئی اس وقت ظاہری حالات قطعی ناموافق تھے اور کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج مسلمان جس پریشانی سے گزر رہے ہیں اس میں کبھی کامیابی کی صبح بھی طلوع ہوگی؟

بہت سارے لوگ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کے ساتھ صرف چالیس یا پچاس جاں نثار ہی ہر طرح کی قربانیاں دینے کے لئے موجود تھے۔

○ اس سورت میں مخالفین کو تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنی روش چھوڑ دیں اور تاریخ کے حالات سے عبرت حاصل کریں کہ حق کی مخالفت کرنے والے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے اور ہمیشہ اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں انہی لوگوں کے ساتھ رہیں جو حق پر ثابت قدم رہے۔

○ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مکے نے لوگ اپنا نسبی تعلق بھی جوڑتے تھے اور ان کا دعویٰ یہ بھی تھا کہ ہم دین ابراہیمی پر ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی بے مثال قربانی کا ذکر کر کے ان کو یاد دلایا گیا ہے کہ دین کی اصل روح کیا ہے۔

○ اسی طرح حضرت نوحؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ ان پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی فرعون کے ساتھ کش مکش اور آخر فرعون کی غرقابی اور بنی اسرائیل کی کامیابی کا تذکرہ کر کے اہلِ ایمان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

○ اس کے ساتھ توحید اور آخرت پر دل پذیر دلائل سے دلوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ وہ ابدی سچائیاں ہیں جن پر ایمان لا کر انسان کامیابی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔

یہ سورت قرآن کی صداقت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور غلبۂ اسلام کی جو پیش گوئی ان ناموافق حالات میں کی گئی تھی پندرہ سولہ سال کے عرصے میں ہی وہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ کے رسول ﷺ صحن کعبہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے جلوہ افروز تھے۔

اٰیاتھا ۱۸۲	۳۷۔ سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۔ ۵۶	رُکُوْعَاتُھَا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۱

وَ	الصّٰٓفّٰتِ	صَفًّا
قسم	صف باندھنے والے	پرا جما کر

قسم ہے پرا جما کر صف باندھنے والے (فرشتوں) کی

سُوْرَۃُ وَالصَّافَّاتِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ مِائَۃٌ وَّاثْنَتَانِ وَثَمَانُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ والصافات مکی ہے اس میں ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش والا مہربان ہے

۱ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○ اَلْمَلٰٓئِکَۃِ تَصِفُّ نُفُوْسُھَا فِی الْعِبَادَۃِ اَوْ اَجْنِحَتَھَا فِی الْھَوَاءِ تَنْتَظِرُ مَا تُؤْمَرُ بِہٖ

۱ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ الخ قسم ہے ان فرشتوں کی جو عبادت الٰہی کرتے ہیں صف باندھ کر یا مراد یہ ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو اپنے بازو ہوا میں ہلا کر منتظر امر الٰہی کے کھڑے رہتے ہیں

تشریح

۱ صف درصف قطار باندھنے والوں کی قسم | وہ فرشتے جو نظام کائنات کی تدبیر کے لئے مقرر ہیں اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں اور اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں اور اس کے سامنے غلاموں کی طرح قطار باندھے ہوئے اس کے حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔

فرشتے بھی اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اور وہ انسان بھی جو نماز میں اللہ کی عبادت کے لئے صفیں بنا کر ہاتھ باندھ کر اپنی بندگی کے اظہار کے لئے حاکم اعلیٰ کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ اطاعت گزار بندے اللہ کے راستے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے جہاد میں صف بستہ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہیں فرشتے ہوں یا انسان سب اس کے غلام اور بندے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہی ان کی صحیح پہچان ہے۔ عبدیت سب سے پسندیدہ خصلت ہے۔

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾

ذِكْرًا	فَالتّٰلِیٰتِ	زَجْرًا	فَالزّٰجِرٰتِ
ذکر (قرآن)	پھر تلاوت کرنے والے	جھڑک کر	پھر ڈانٹنے والے

پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی، پھر قرآن تلاوت کرنے والوں کی

(۲) فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ اَلْمَلٰٓئِكَةُ تَزْجُرُ السَّحَابَ اَیْ تَسُوْقُهٗ

(۲) پھر ان فرشتوں کی جو ابر کو ہانکتے ہیں۔

(۳) فَالتّٰلِیٰتِ جَمَاعَةٌ قُرَّاءُ الْقُرْاٰنِ تَتْلُوْهُ ذِكْرًا ○ مَصْدَرٌ مِنْ مَعْنَى التَّالِیَاتِ

(۳) پھر قسم ہے ان جماعتوں کی جو قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی کرتی ہیں۔

تشریح

(۲) ڈانٹنے پھٹکارنے والوں کی قسم | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اس چیز کو مضمون کی تاکید کے لئے بطور دلیل اور شہادت کے پیش فرما رہے ہیں۔

ڈانٹنے پھٹکارنے والے فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانوں پر طبعی حادثوں اور تاریخی آفتوں کی شکل میں انسانوں پر جب پھٹکار پڑتی ہے اور جس کے ذریعے ان کو خبردار کیا جاتا ہے ان فرشتوں کی ڈانٹ اور ان کی پھٹکار جو مختلف شکلوں میں انسانوں کو تنبیہ کرتے ہیں وہ فرشتے بھی ہیں جو بادلوں کے انتظام پر ہیں اور ان کو ہنکاتے ہیں اور بارش کا انتظام کرتے ہیں۔ وہ فرشتے بھی ہیں جو شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں تاکہ وہ آسمان کی باتوں کی سن گن لینے میں کامیاب نہ ہوں یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر ان کو گناہوں سے روکتے ہیں۔

اس میں وہ انسان بھی ہیں جو اپنے نفس کو بدی سے روکتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کے نیک بندے ہیں جو میدانِ جہاد میں اِدھر اُدھر جدوجہد کرتے پھرتے ہیں۔ غرض اللہ کی مخلوق میں فرشتے ہوں یا انسان اس کے سامنے صف بستہ، برائیوں کے خلاف صف آرا رہتے ہیں۔

(۳) نصیحت کا کلام سنانے والے | ان کی قسم جو نصیحت کا کلام سناتے ہیں۔ سچائی کی طرف توجہ دلانے کے لئے یاددہانی کراتے ہیں۔ انبیاء پر جو تعلیم نازل ہوتی ہے وہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں، اللہ کے احکام سنتے سناتے اور یاد کرتے ہیں۔ ان میں فرشتے بھی ہیں اور اللہ کے نیک اور صالح بندے بھی۔

غرض وہ اللہ کی مخلوق جو اس کی فرماں برداری کے لئے صف بستہ رہتی ہے اور دنیا میں جو حادثے پیش آتے ہیں ان کے ذریعہ یاددہانی کراتی ہے کہ اے انسان تو مادر پدر آزاد نہیں ہے بلکہ ایک پروردگار کا بندہ اور اس کے سامنے جواب دہ ہے۔

اور جو سچائی کی طرف توجہ دلانے کے لئے اللہ کے احکام کی یاددہانی کراتے ہیں چاہے وہ فرشتے ہوں یا اللہ کے نیک بندے ہوں وہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ ....

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَالْأَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	رَبُّ	لَوَاحِدٌ	إِلٰهَكُمْ	إِنَّ
اور زمین	آسمانوں	پروردگار	البتہ ایک	تمہارا معبود	بے شک

بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾

	الْمَشَارِقِ	وَرَبُّ	وَمَا بَيْنَهُمَا
	مشرقوں	اور پروردگار	اور جو اُن کے درمیان

اور جو ان کے درمیان ہے اور پروردگار ہے مشرقوں (مقاماتِ طلوع) کا

۴ إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۞
۵ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۞
أَيْ وَالْمَغَارِبِ لِلشَّمْسِ لَهَا
كُلَّ يَوْمٍ مَشْرِقٌ وَمَغْرِبٌ

۴ اے مکہ والو بیشک تمہارا معبود ایک ہے۔

۵ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں اور رب ہے سورج کی مشرقوں اور مغربوں کا (آفتاب کے لئے ہر روز نئے مشرق اور نئے مغرب ہوتے ہیں۔ کہ ہمیشہ وہ نئی جگہ سے نکلتا اور ڈوبتا ہے۔

تشریح

۴ تمہارا الٰہ ایک ہے: یہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ تم سب کا حاکم، تم سب کا معبود، تم سب کا پروردگار و خالق ایک اور صرف ایک ہے۔ یہ پورا نظامِ کائنات جو اللہ کی بندگی میں چل رہا ہے یہ سب چیزیں اس بات پر گواہ ہیں کہ انسانوں کا الٰہ صرف ایک ہی ہے اور ہم سب اس کی پیدائشی رعیت (BORN SUBJECT) ہیں۔ ہم اسی کے جلائے جی رہے ہیں۔ ہمیں زندگی دینے والا اور زندگی کے سامان عطا کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ہمارا سرِ نیاز صرف اسی کے آگے جھکنا چاہیئے اور صرف اسی کی فرماں برداری کرنا چاہیئے۔

۵ وہ نہ صرف انسانوں کا رب ہے بلکہ آسمان اور زمین اور اس کے درمیان ہر چیز کا رب وہی ہے: انسانوں کا ہی نہیں زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا اور مشرقین کا رب وہی ہے۔ مشرقین یعنی شمال سے جنوب تک جہاں سے سورج نکلتا ہے اور ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کے مقابلے پر مغربین ہیں جہاں سورج ڈوبتا ہے۔ آیت میں صرف مشارق کا ذکر کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں مغربین خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان ہر جگہ ایک ہی معبود کی حکومت ہے یہ پوری کائنات اسی خدائے واحد کی سلطنت ہے جو اس کا خالق بھی ہے اور بلا شرکتِ غیرے مالک و حاکم بھی۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾

اِنَّا + زَیَّنَّا	السَّمَآءَ	الدُّنْیَا	بِزِیْنَةِ	ۨالْكَوَاكِبِ
بے شک ہم نے مزین کیا	آسمانِ	دنیا	زینت سے	ستارے

بے شک ہم نے مزین کیا آسمانِ دنیا کو ستاروں کی زینت سے

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾

وَحِفْظًا	مِّنْ	كُلِّ	شَیْطٰنٍ	مَّارِدٍ
اور محفوظ کیا	سے	ہر	شیطان	سرکش

اور ہر سرکش شیطان سے محفوظ کیا

۶ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝ اَیْ بِضَوْئِهَا اَوْ بِهَا وَالْاِضَافَةُ لِلْبَیَانِ كَقِرَاءَةِ تَنْوِیْنِ زِیْنَةٍ الْمُبَیِّنَةِ بِالْكَوَاكِبِ

۶ بے شبہ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے زیبائش دی

۷ وَحِفْظًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ حَفِظْنَاهَا بِالشُّهُبِ مِنْ كُلِّ مُتَعَلِّقٌ بِالْمُقَدَّرِ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ عَاتٍ خَارِجٍ عَنِ الطَّاعَةِ

۷ اور شہاب ثاقب سے اس کو محفوظ رکھا ہر ایک شیطان سرکش خارج عن الطاعۃ سے

تشریح

۶ ستارے آسمانِ دنیا کی رونق | آسمان دنیا جو ہمیں آنکھوں سے نظر آتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے آسمان پر بے شمار ستارے جگمگاتے ہوئے کتنے خوبصورت اور آسمان کی رونق نظر آتے ہیں۔ ان ستاروں اور آسمان کا پیدا کرنے والا وہی خدائے واحد ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

۷ ستارے آسمان کے محافظ | آسمان پر یہ ستارے جو جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر ستارے کی گردش کا ایک دائرہ ہے۔

کرے میں جو ستارے کی گردش کا دائرہ ہے کوئی داخل نہیں ہوسکتا اس طرح اللہ تعالیٰ نے اوپر کی دنیا عالم بالا کو ایک محفوظ قلعے کی طرح بنا دیا ہے یہ ستارے پہرے داروں کی طرح جگہ جگہ بیٹھے ہوئے ہیں کسی شیطان سرکش ان سرحدوں کو پار کرنا ممکن نہیں ہے اور اگر کوئی کوشش کرتا ہے تو انہی ستاروں سے اس کو دفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔

ع ۱۲ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ⑧

لَا يَسَّمَّعُوْنَ	اِلَى	الْمَلَاِ + الْاَعْلٰى	وَيُقْذَفُوْنَ	مِنْ	كُلِّ	جَانِبٍ
کان نہیں لگا سکتے	طرف	ملاء اعلیٰ	اور مارے جاتے ہیں	سے	ہر	طرف

اور ملاء اعلیٰ (اوپر کی مجلس) کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے بھگانے کو (انگارے) مارے جاتے ہیں۔

⑧ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اَيِ الشَّيَاطِيْنُ مُسْتَاْنِفٌ وَسِمَاعُهُمْ هُوَ فِي الْمَعْنَى الْمَحْفُوْظِ عَنْهُ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ وَعُدِّيَ السِّمَاعُ بِاِلٰى لِتَضَمُّنِهٖ مَعْنَى الْاِصْغَاءِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ وَالسِّيْنِ اَصْلُهٗ يَتَسَمَّعُوْنَ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي السِّيْنِ وَيُقْذَفُوْنَ اَيِ الشَّيَاطِيْنُ بِالشُّهُبِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○ مِنْ اٰفَاقِ السَّمَاءِ

⑧ وہ شیاطین نہیں سن سکتے جماعت عالی یعنی فرشتہائے آسمانی سے کوئی بات۔

اور آسمان کی ہر جانب سے ان کے انگارے مارے جاتے ہیں۔

تشریح

⑧ کائنات کا نظام شیطانوں کی دخل اندازی سے قطعاً محفوظ ہے جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا اس وقت عرب میں کہانت کا بڑا چرچا تھا جگہ جگہ کاہنین بیٹھے ہوئے تھے جو لوگوں کو اگلے پچھلے حالات بتاتے تھے پیشین گوئیاں کرتے تھے۔ ان کاہنوں کا یہ کہنا تھا کہ جنات ہمارے بس میں ہیں اور وہ ہمیں غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی انسان بے عمل ہوتا ہے تو عملیات کرنے والے گنڈے تعویذ کرنے والوں کی چاندی ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ لوگوں کی توہم پرستی سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی جیبیں بھرتے ہیں ——— اُس زمانے میں بھی اِسی طرح کاہن جگہ جگہ اپنی دکانیں کھولے بیٹھے تھے اور لوگ آنکھیں بند کر کے ان کی الٹی سیدھی باتوں پر یقین کر لیتے تھے۔

جب نبیؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مقرر کیا اور آپ پر اپنا کلام قرآن مجید نازل کیا اور آپؐ نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اللہ کا فرشتہ اللہ کی وحی اور اس کا کلام لے کر آتا ہے۔ تو لوگوں نے فوراً آپ پر کاہن ہونے کا الزام عائد کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وحی کا تعلق کہانت کے ساتھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام ایسا مضبوط بنایا ہے کہ اللہ کے کارکن اس کے فرشتے اگر کسی شیطان کو عالم بالا سے سُن گُن لیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک تیز شعلہ ان کا پیچھا کرتا ہے اور ان کی یہ مجال نہیں ہے کہ ملائکہ کے گروہ کی باتیں سُن سکیں اور لاکر کسی کو خبر دے سکیں۔

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

دُحُوْرًا	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	وَّاصِبٌ	إِلَّا	مَنْ	خَطِفَ	الْخَطْفَةَ
بھگانے کو	اوران کے لئے	عذاب	دائمی	سوائے	جو	لے بھاگا	اُچک کر

اوران کے لئے دائمی عذاب ہے سوائے اس کے جو اُچک کر لے بھاگا

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا

فَأَتْبَعَهُ	شِهَابٌ + ثَاقِبٌ	فَاسْتَفْتِهِمْ	أَهُمْ	أَشَدُّ + خَلْقًا
تواس کے پیچھے لگا	ایک انگارا دہکتا ہوا	پس ان سے پوچھیں	کیا ان	زیادہ مشکل پیدا کرنا

تواس کے پیچھے ایک دہکتا ہوا انگارا لگا۔ پس ان سے پوچھیں کیا ان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل

أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾

أَمْ	مَّنْ	خَلَقْنَا	إِنَّا	خَلَقْنٰهُمْ	مِّنْ	طِيْنٍ	لَّازِبٍ
یا	جو	ہم نے پیدا کیا	بیشک ہم نے	پیدا کیا انھیں	سے	مٹی	چپکتی ہوئی

ہے یا (مخلوق) ہم نے پیدا کی ؟ بے شک ہم نے انھیں چپکتی ہوئی مٹی (گارے) سے پیدا کیا

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

بَلْ	عَجِبْتَ	وَ	يَسْخَرُوْنَ
بلکہ	آپ نے تعجب کیا	اور	وہ مذاق اڑاتے ہیں

بلکہ آپ نے (ان کی حالت پر) تعجب کیا اور وہ مذاق اڑاتے ہیں۔

(۹) دُحُوْرًا مَصْدَرُ دَحَرَهُ أَيْ طَرَدَهُ وَأَبْعَدَهُ
وَهُوَ مَفْعُوْلٌ لَهُ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ دَائِمٌ
(۱۰) إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مَصْدَرٌ
أَيِ الْمَرَّةَ وَالْاِسْتِثْنَاءُ مِنْ ضَمِيْرِ يَسَّمَّعُوْنَ
أَيْ لَا يَسْمَعُ إِلَّا الشَّيْطَانُ الَّذِيْ سَمِعَ
الْكَلِمَةَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَأَخَذَهَا
بِسُرْعَةٍ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ كَوْكَبٌ
مُضِيْءٌ ثَاقِبٌ ۝ يَثْقُبُهُ أَوْ يُحْرِقُهُ
أَوْ يُخَبِّلُهُ۔
(۱۱) فَاسْتَفْتِهِمْ اِسْتَخْبِرْ كُفَّارَ مَكَّةَ تَقْرِيْرًا
أَوْ تَوْبِيْخًا أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ

(۹) ان کے دفع کرنے کو۔
اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے آخرت میں
(۱۰) کوئی ان شیاطین میں سے کوئی بات نہیں سن سکتا مگر
وہ شیطان جو اُچک لیوے فرشتوں سے یعنی جلدی
سے کوئی بات سن بھاگے۔
سو اس کے پیچھے ہوتا ہے انگارہ جو اس کو جلا دیتا
ہے اور دیوانہ بنا دیتا ہے۔
(۱۱) پس پوچھ اے محمد کفار مکہ سے ازراہِ تقریر یا توبیخ کے
کہ یہ لوگ سخت تر اور قوی تر ہیں باعتبار پیدائش کے یا وہ

خَلَقْنَا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالسَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِيْنَ وَمَا فِيْهِمَا وَفِى الْاِتْيَانِ بِمَنْ تَغْلِيْبُ الْعُقَلَاءِ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ اَىْ اَصْلَهُمْ اٰدَمَ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○ لَازِمٌ يُّلْصَقُ بِالْيَدِ اَلْمَعْنٰى اَنَّ خَلْقَهُمْ ضَعِيْفٌ فَلَا يَتَكَبَّرُوْا بِاِنْكَارِ النَّبِىِّ وَ الْقُرْاٰنِ الْمُؤَدِّىْ اِلٰى هَلَاكِهِمُ الْيَسِيْرُ

چیزیں جن کو ہم نے پیدا کیا ان کے سوا جیسے فرشتے اور آسمان اور زمین اور جو کچھ مخلوق ان کے درمیان میں ہے۔ بے شک ہم نے آدمیوں کو اصل یعنی آدم کو مٹی ہاتھ کو لگ جانے والی سے پیدا کیا یعنی ان کی پیدائش نہایت ضعیف ہے پھر ان کو لائق ہے کہ تکبر نہ کریں اور پیغمبر اور قرآن کے انکار سے ہلاکت میں نہ پڑیں کہ ان کا ہلاک کرنا اللہ کو دشوار نہیں ہے۔

(۱۲) بَلْ لِلْاِنْتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ اِلٰى اٰخَرَ وَهُوَ الْاِخْبَارُ بِحَالِهٖ وَحَالِهِمْ عَجِبْتَ بِفَتْحِ التَّاءِ خِطَابًا لِّلنَّبِىِّ اَىْ مِنْ تَكْذِيْبِهِمْ اِيَّاكَ وَهُمْ يَسْخَرُوْنَ ○ مِنْ تَعَجُّبِكَ

(۱۲) بلکہ اے محمدؐ تو ان کے جھٹلانے سے تعجب کرتا ہے۔ اور وہ کافر تیرے تعجب کرنے پر استہزا اور تمسخر کرتے ہیں۔

تشریح

(۹) پیہم عذاب | یہ نظام شیطانوں کی دراندازی سے پوری طرح محفوظ ہے اگر وہ کوشش کرتے ہیں تو ہر طرف سے ان کو مارا اور ہانکا جاتا ہے اور ان کا پیچھا کر کے ان کو بھگا دیا جاتا ہے۔

(۱۰) تیز شعلہ ان کا پیچھا کرتا ہے | اگر یہ شیطان اوپر کی کوئی باتیں لے اڑنے کی کوشش کریں تو ایک تیز شعلہ ان کا پیچھا کرتا ہے اور ان کی یہ مجال نہیں ہے کہ اوپر کی کسی بات کی ان کو بھنک بھی پڑ سکے اس لئے ان کی غیب دانی کے دعوے قطعی بے اصل اور فضول ہیں۔

(۱۱) انسان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا زمین و آسمان کا | اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ کا پتلا لیس دار گارے کی مٹی سے بنایا تھا پھر انہی سے ان کا جوڑا عورت کی شکل میں پیدا کیا۔ اس سے آگے جو نسل چلی وہ اسی پہلے انسان کے نطفے سے وجود میں آئی ہے۔ نطفہ خون سے بنتا ہے اور خون اس غذا سے بنتا ہے جو انسان استعمال کرتا ہے، یہ غذا مٹی سے نکلتی ہے جو پانی کے ساتھ مل کر اس قابل ہوتی ہے کہ انسان کی خوراک کے لئے غلے ترکاریاں اور پھل نکالے اور ان جانوروں کی پرورش کرے جن کا گوشت اور دودھ انسان استعمال کرتا ہے۔ غرض یہ کہ مٹی اس میں شامل ہوتی ہے جو زندگی قبول کرنے کے قابل ہے۔ انسان کی دوبارہ پیدائش کیوں کر ممکن نہ ہوگی۔ تو وہ انسان جو مٹی سے بنا ہے اس کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا ان زمین و آسمان اور ان چیزوں کا جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں۔ زمین و آسمان اور یہ بے شمار چیزیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، اگر اللہ کے لئے مشکل ہوتا تو تمہارے مقابلے میں ان کا پیدا کرنا مشکل ہوتا۔ لیکن اللہ کے لئے یہ عظیم کائنات کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اور تمہارا دوبارہ تخلیق کرنا اس کے لئے نہایت آسان ہے۔

(۱۲) یہ اللہ کی قدرت کا مذاق اڑاتے ہیں | اللہ پر ایمان لانے والے اس کی قدرت کے کرشموں پر حیران ہیں کہ کس طرح وہ ایک پانی کے قطرے سے انسان پیدا کر دیتا ہے۔ اور ان انکار کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ یہ مذاق اڑاتے ہیں اور ان باتوں کو بے سروپا سمجھتے ہیں۔ تم تو تعجب کرتے ہو کہ یہ ایسی صاف صاف باتیں اور کھلی حقیقتیں ان کی سمجھ میں کیوں نہیں آتیں اور یہ ان پر غور و فکر کرنے کے بجائے ان کا اپنی مجلسوں میں مذاق بناتے ہیں کہ یہ پیغمبر کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے۔

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً

وَإِذَا	ذُكِّرُوا	لَا يَذْكُرُونَ	وَ	إِذَا	رَأَوْا	آيَةً
اور جب	نصیحت کی جائے	وہ نصیحت قبول نہیں کرتے	اور	جب	وہ دیکھتے ہیں	کوئی نشانی

اور جب نصیحت کی جائے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے ۔ اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں

يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾

يَسْتَسْخِرُونَ	وَ	قَالُوا	إِنْ	هَٰذَا	إِلَّا	سِحْرٌ	مُبِينٌ
وہ ہنسی میں اڑا دیتے ہیں	اور	انہوں نے کہا	نہیں	یہ	مگر صرف	جادو	کھلا

تو وہ ہنسی میں اُڑا دیتے ہیں۔ اور انھوں نے کہا یہ تو صرف کھلا جادو ہے

أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

ءَ اِذَا	مِتْنَا	وَكُنَّا	تُرَابًا	وَّ	عِظَامًا	ءَ اِنَّا
کیا جب	ہم مر گئے	اور ہو گئے	مٹی	اور	ہڈیاں	کیا ہم

کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے کیا ہم پھر

لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾

لَمَبْعُوثُونَ	اَوَ	آبَاؤُنَا	الْأَوَّلُونَ
پھر اٹھائے جائیں گے	کیا	ہمارے باپ دادا	پہلے

اٹھائے جائیں گے ؟ کیا ہمارے پہلے باپ دادا (بھی) ؟

قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾

قُلْ	نَعَمْ	وَ	أَنْتُمْ	دَاخِرُونَ
فرما دیں	ہاں	اور	تم	ذلیل و خوار

آپ فرما دیں ہاں ! اور تم ذلیل و خوار ہو گے۔

﴿١٣﴾ وَإِذَا ذُكِّرُوا وُعِظُوا بِالْقُرْآنِ لَا يَذْكُرُونَ ○ لَا يَتَّعِظُونَ

﴿١٤﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً كَانْشِقَاقِ الْقَمَرِ يَسْتَسْخِرُونَ ○ يَسْتَهْزِءُونَ

﴿١٣﴾ اور جب ان کو قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر پھر اثر اس کا نہیں ہوتا

﴿١٤﴾ اور وہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں مثل انشقاق قمر کے تو اس پر تمسخر کرتے ہیں۔

(۱۵) وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنٌ

(۱۵) اور اس کو کہتے ہیں کہ یہ ظاہر جادو ہے۔

وَقَالُوْا مُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ

(۱۶) ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ فِي الْهَمْزَتَيْنِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ التَّحْقِيْقُ وَتَسْهِيْلُ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ

(۱۶) اور حشر و نشر کے انکار میں کہتے ہیں کیا جب ہم مر جاویں گے اور پرانی ہڈیاں اور مٹی ہو جاویں گی اس وقت ہم

(۱۷) اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ بِسُكُوْنِ الْوَاوِ عَطْفًا بِاَوْ وَبِفَتْحِهَا وَالْهَمْزَةُ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَالْعَطْفُ بِالْوَاوِ وَالْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ مَحَلُّ اِنَّ وَاسْمُهَا اَوِ الضَّمِيْرُ فِيْ لَمَبْعُوْثُوْنَ وَالْفَاصِلُ هَمْزَةُ الْاِسْتِفْهَامِ

(۱۷) یا ہمارے پہلے باپ دادے اور زندہ کرکے اٹھائے جاویں گے۔

(۱۸) قُلْ نَعَمْ تُبْعَثُوْنَ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ○ صَاغِرُوْنَ

(۱۸) کہدے کہ بے شک اٹھائے جاؤ گے اور تم ذلیل و خوار ہو گے۔

تشریح

(۱۳) سمجھایا جاتا ہے تو سمجھتے نہیں! | جب ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ مذاق کی باتیں نہیں ہیں سنجیدہ حقیقت ہے تو نصیحت سن کر غور و فکر نہیں کرتے۔

(۱۴) اللہ کی نشانی دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں | اس درجہ مزاج بگڑ چکا ہے کہ جب کوئی معجزہ یا اللہ کی نشانی سامنے آتی ہے تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۱۵) اللہ کی نشانی کو جادو کہتے ہیں | اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے کے بجائے انہیں جادو کہہ کر ہنسی اڑاتے ہیں جیسے یہ کوئی طلسماتی دنیا کی باتیں ہیں جس میں مردے جی اٹھیں گے، عدالت ہوگی جنت بسائی جائے گی۔ دوزخ کا عذاب ہوگا۔ پیغمبر کی بات کو سمجھتے ہیں کہ اس پر کسی نے جادو کر دیا کہ اچھا خاصا شخص بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے۔

(۱۶) کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا؟ | کہتے ہیں کہ بھلا یہ کیا بات ہوئی جب ہم مر چکے ہونگے اور مٹی بن جائیں گے اور ہڈی کا پنجر بن جائیں گے اس وقت ہمیں زندہ کرکے پھر کھڑا کیا جائیگا۔

(۱۷) ہمارے باپ دادا کو بھی پیدا کیا جائے گا | اور ہم ہی نہیں ہمارے باپ دادا، اگلے وقتوں کے آبار و اجداد جن کو مرے ہوئے صدیاں گزر گئیں شاید ان کی ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں گی ہم کس طرح مان لیں کہ سب پھر از سر نو زندہ کرکے کھڑے کر دیئے جائیں گے۔

(۱۸) ہاں ایسا ہی ہوگا | اے پیغمبر ان سے کہو کہ ہاں ایسا ہی ہوگا تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی جن کو مرے ہوئے صدیاں گزر گئیں تم سب زندہ کرکے کھڑے کیے جاؤ گے اور تم اللہ کے مقابلے میں بے بس ہو اس نے جب چاہا ایک اشارے پر زندہ کر دیا اور پھر جب چاہے گا ایک اشارے سے اٹھا کر کھڑا کر دے گا۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑲ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا

هٰذَا	يٰوَيْلَنَا	وَقَالُوْا	يَنْظُرُوْنَ	هُمْ	فَاِذَا	وَّاحِدَةٌ	زَجْرَةٌ	فَاِنَّمَا + هِيَ
یہ	ہائے ہماری خرابی	اور وہ کہیں گے	دیکھنے لگیں گے	وہ	پس ناگہاں	ایک	للکار	پس اس کے سوا نہیں وہ

بس اس کے سوا نہیں کہ وہ ایک للکار ہوگی، پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور وہ کہیں گے ہائے ہماری خرابی! یہ

ع ۲ یَوْمُ الدِّيْنِ ⑳ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ㉑

تُكَذِّبُوْنَ	بِهٖ	كُنْتُمْ	الَّذِيْ	يَوْمُ + الْفَصْلِ	هٰذَا	يَوْمُ الدِّيْنِ
جھٹلاتے	اس کو	تم تھے	وہ جس	فیصلہ کا دن	یہ	بدلے کا دن

بدلے کا دن ہے یہ فیصلہ کا دن ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

(۱۹) فَاِنَّمَا هِيَ ضَمِيْرٌ مُّبْهَمٌ يُفَسِّرُهٗ
مَا بَعْدَهٗ زَجْرَةٌ اَيْ صَيْحَةٌ
وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ اَيِ الْخَلَائِقُ
اَحْيَاءً يَّنْظُرُوْنَ ○ مَا يُفْعَلُ بِهِمْ
(۲۰) وَقَالُوْا اَيِ الْكُفَّارُ يَا لِلتَّنْبِيْهِ وَيْلَنَا
هَلَاكُنَا وَهُوَ مَصْدَرٌ لَا فِعْلَ لَهٗ مِنْ
لَفْظِهٖ۔ وَتَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ هٰذَا
يَوْمُ الدِّيْنِ ○ اَيِ الْحِسَابُ وَالْجَزَاءُ
(۲۱) هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ بَيْنَ الْخَلَائِقِ
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○

(۱۹) سو وہ صرف ایک آواز ہوگی جس سے تمام مخلوق زندہ ہوکر دیکھے گی کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔

(۲۰) اور کافرین کہیں گے اے خرابی ہماری یعنی ہم پر کیسی مصیبت آئی
اور فرشتے ان سے کہیں گے یہ دن حساب اور بدلہ کا ہے

(۲۱) یہ دن مخلوق میں فیصلہ کرنے کا ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

تشریح

(۱۹) بس ایک جھڑکی اور سب کچھ تمہارے سامنے ہوگا | بس ایک ڈانٹ اور ایک جھڑکی کافی ہوگی اور جس بات کی خبر دی جارہی ہے یکایک یہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی لمبا چوڑا کام نہیں کرنا پڑے گا۔ بس ایک جھڑکی سوتوں کو جگانے کے لئے کافی ہوگی۔ ایسا منظر ہوگا کہ ابتداء سے انتہا تک جتنے انسان پیدا ہوئے اور سب اپنی اپنی قبروں میں پڑے پڑے ہیں یکایک ڈانٹ پڑے گی کہ اٹھ جاؤ اور آن کی آن میں سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور گرتے پڑتے میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

(۲۰) کہیں گے کہ ہائے یہ ہے فیصلے کا دن | اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو فیصلے کا دن ہے، اعمال کے بدلے کا دن۔

(۲۱) جی ہاں وہی فیصلے کا دن جس کو جھٹلایا کرتے تھے | جی ہاں یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ کوئی ایسا دن نہیں آنا ہے جب ہمارے اعمال کا حساب کتاب ہوگا، وہی بدلے جزا سزا کا دن۔ یہی ہے وہ دن۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾

اُحْشُرُوْا	الَّذِيْنَ + ظَلَمُوْا	وَاَزْوَاجَهُمْ	وَمَا	كَانُوْا + يَعْبُدُوْنَ
تم جمع کرو	وہ جنھوں نے ظلم کیا (ظالم)	اور ان کے جوڑے (ساتھی)	اور جس	وہ پرستش کرتے تھے

تم ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو اور جس کی وہ پرستش کرتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فَاهْدُوْهُمْ	اِلٰى	صِرَاطِ	الْجَحِيْمِ
اللہ کے سوا	پس تم ان کو دکھاؤ	طرف	راستہ	جہنم

اللہ کے سوا پس تم ان کو جہنم کا راستہ دکھاؤ

۲۲ وَيُقَالُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ بِالشِّرْكِ وَاَزْوَاجَهُمْ قُرَنَاءَهُمْ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝

۲۲ اور فرشتوں سے کہا جاوے گا کہ جمع کرو اور اٹھاؤ ظالمین مشرکین اور ان کے ساتھیوں شیطانوں کو اور ان بتوں کو جن کو وہ پوجتے تھے

۲۳ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَوْثَانِ فَاهْدُوْهُمْ دُلُّوْهُمْ وَسُوْقُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ طَرِيْقِ النَّارِ

۲۳ اللہ کے سوا۔ سو ہانک لے جاؤ ان سب کو دوزخ کے راستہ کی طرف۔

تشریح

۲۲ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنانے والوں اور انکے ساتھیوں کو گھیر لاؤ | جو لوگ معبود حقیقی اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنائے بیٹھے تھے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو گھیر کے لے آؤ۔ ہر وہ شخص ظالم ہے جو اللہ کے مقابلے میں بغاوت سرکشی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ ان کے ازواج ان کے ساتھی یا ان کے جوڑے ہیں جو اس نافرمانی میں ان کا ساتھ دیتے تھے۔ وہ بیویاں بھی ہوسکتی ہیں اور دوسرے لوگ بھی۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ایک قسم کے مجرموں کو الگ الگ جتھوں کی شکل میں جمع کیا جائے۔

اللہ کو چھوڑ کر جن کو معبود بنایا تھا ان میں کچھ تو انسان اور شیاطین وغیرہ ہونگے، کچھ اصنام، درخت اور پتھر جن کی پرستش دنیا میں کی جاتی رہی۔ تیسرے وہ بھی ہونگے جن کی پرستش کی گئی مگر خود وہ اپنی پرستش سے منع کرتے رہے جیسے انبیاء اولیاء کہ انھوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں اپنا معبود بناؤ۔ ان میں سے دو قسم کے معبودوں کے ساتھ جو معاملہ ہوگا اس کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

۲۳ دونوں قسم کے معبودوں کو جہنم کا راستہ دکھاؤ | اوپر تین قسم کے معبودوں کا بیان آیا ہے۔ ایک وہ انسان اور شیاطین جن کی خواہش تھی کہ ہماری پرستش ہو دوسرے وہ بے جان چیزیں جن کو معبود سمجھ کر ان کی پرستش کی گئی۔ ان دونوں قسم کے معبودوں کے بارے میں حکم ہوگا کہ ان کو جہنم میں دھکیل دو۔ دوسری قسم کے معبودوں کو جو بے جان تھے اس لئے جہنم میں ڈالا جائے گا تاکہ غیر اللہ کو معبود ماننے والے اپنے معبودوں کا حشر دیکھتے رہیں اور شرمندگی محسوس کرتے رہیں۔ اور اپنی حماقت پر ماتم کرتے رہیں۔

رہے تیسری قسم کے معبود جن کی خود خواہش نہ تھی کہ ان کی پرستش کی جائے بلکہ وہ لوگوں کو منع کرتے تھے وہ ان میں شامل نہ ہوں گے۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

وَقِفُوْهُمْ	اِنَّهُمْ	مَّسْـُٔوْلُوْنَ	مَا لَكُمْ	لَا تَنَاصَرُوْنَ
اور ٹھہراؤ ان کو	بیشک وہ	ان سے پرسش ہوگی	کیا ہوا تمہیں	تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے

اور ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے پرسش ہو گی۔ تمہیں کیا ہوا تم ایک دوسرے کی مدد نہیں

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

بَلْ + هُمْ	الْيَوْمَ	مُسْتَسْلِمُوْنَ	وَاَقْبَلَ	بَعْضُهُمْ
بلکہ وہ	آج	سر جھکائے فرماں بردار	اور رُخ کرے گا	ان میں سے بعض (ایک)

کرتے، بلکہ وہ آج سر جھکائے فرماں بردار (اپنے آپ کو پکڑواتے) ہیں۔ اور ان میں سے ایک دوسرے کی طرف

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَ عَنِ

عَلٰى + بَعْضٍ	يَّتَسَآءَلُوْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّكُمْ	كُنْتُمْ + تَاْتُوْنَ	عَنِ
بعض پر دوسرے کی طرف	باہم سوال کرتے ہوئے	وہ کہیں گے	بیشک تم	تم ہم پر آئے تھے	سے

باہم سوال کرتے ہوئے رُخ کرے گا۔ وہ کہیں گے بے شک تم ہم پر دائیں طرف سے (بڑے زور سے)

الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾

الْيَمِيْنِ	قَالُوْا	بَلْ	لَّمْ تَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ
دائیں طرف	وہ کہیں گے	بلکہ	تم نہ تھے	ایمان لانے والے

آتے تھے۔ وہ کہیں گے (نہیں) بلکہ تم ایمان لانے والے نہ تھے۔

(۲۴) وَقِفُوْهُمْ اِحْبِسُوْهُمْ عِنْدَ الصِّرَاطِ
اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ○ عَنْ جَمِيْعِ
اَقْوَالِهِمْ وَاَفْعَالِهِمْ وَيُقَالُ
(۲۵) لَهُمْ تَوْبِيْخًا مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○
لَا يَنْصُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا كَحَالِكُمْ فِي
الدُّنْيَا وَيُقَالُ لَهُمْ
(۲۶) بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○
مُنْقَادُوْنَ اَذِلَّاءُ
(۲۷) وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ يَتَلَاوَمُوْنَ
وَيَتَخَاصَمُوْنَ۔

(۲۴) اور ان کو راستہ پر روکے رکھو بے شک ان سے
سوال ہوگا۔ ان کے تمام اقوال اور افعال کا۔
اور ان سے ازراہ سرزنش کہا جائے گا کہ تمہارا
(۲۵) کیا حال ہے کہ تم باہم ایک دوسرے کی مدد نہیں
کرتے جیسا کہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔
اور ان کی طرف سے کہا جاوے گا۔
(۲۶) بلکہ وہ لوگ آج کے دن مطیع و ذلیل ہیں سرکشی ان
کی اب باقی نہیں رہی۔
(۲۷) اور وہ باہم ایک دوسرے کو ملامت اور طعن کریں
گے اور آپس میں جھگڑیں گے۔

(۲۸) قَالُوْٓا اَیِ الْاَتْبَاعُ مِنْهُمْ لِلْمَتْبُوْعِیْنَ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ○ عَنِ الْجِهَةِ الَّتِیْ كُنَّا نَاْمَنُكُمْ مِنْهَا بِحَلْفِكُمْ اَنَّكُمْ عَلَى الْحَقِّ فَصَدَّقْنَاكُمْ وَاتَّبَعْنَاكُمْ اَلْمَعْنٰى اَضْلَلْتُمُوْنَا

(۲۸) تابعین اپنے متبوعین سے کہیں گے بے شبہ تم ہمارے گمراہ کرنے کو ایسے طریق سے آتے تھے کہ ہم تم سے بے خوف تھے۔ یہ نہ سمجھتے تھے کہ تم ہم کو گمراہ کر دو گے کیونکہ تم قسمیں کھاتے تھے کہ ہم حق پر ہیں سو ہم نے تمہاری بات کو سچا جانا اور تمہاری پیروی کی حاصل یہ ہے کہ تم نے ہم کو گمراہ کیا۔

(۲۹) قَالُوْٓا اَیِ الْمَتْبُوْعُوْنَ لَهُمْ بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ وَاِنَّمَا یَصْدُقُ الْاِضْلَالُ مِنَّا اَنْ لَّوْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ فَرَجَعْتُمْ عَنِ الْاِیْمَانِ اِلَیْنَا

(۲۹) متبوعین ان سے کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے۔ گمراہ کرنا تو اس وقت صادق آتا کہ تم اول مومن ہوتے اور ہمارے بہکانے سے ایمان سے پھر کر ہماری طرف آجاتے۔

تشریح

(۲۴) حکم سنانے کے بعد ٹھہرنے کا حکم ہوگا | غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو یہ حکم سنانے کے بعد کہ انھیں جہنم میں دھکیل دو، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ ابھی ذرا ٹھہرو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ ان کو روک لیا جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا جو آگے کی آیت میں آرہا ہے۔

(۲۵) سوال ہوگا کیا بات ہے اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ | جرم کی سزا جہنم میں دھکیلے جانے کی سنانے کے بعد اب حکم ہوگا کہ ذرا ٹھہرو، ہمیں ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کریں گے کہ دنیا میں تو تم کہا کرتے تھے کہ " نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ " (ہم سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں)۔ کیا بات ہے اب کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا۔ ہر ایک کان ہلائے بغیر پکڑا چلا آرہا ہے بڑے بڑے مغرور بڑے بڑے متکبر بے چون وچرا بغیر کسی مزاحمت کے کان دبائے چلے آرہے ہیں۔ کہیں کوئی عزت مآب دھکے کھا رہے ہیں، کہیں کسی اعلیٰ حضرت کی مٹی پلید ہو رہی ہے، کہیں کوئی پیر صاحب یا گروجی دھکیلتے ہوئے لائے جا رہے ہیں اور مریدوں میں سے کسی کو کوئی فکر نہیں ہے کہ آج حضرت والا پر کیا گزر رہی ہے۔ جو لوگ دنیا میں زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جھنڈے اٹھائے پھرتے تھے آج کہاں چلے گئے۔ آج وہ عاشق کہاں ہیں جو اپنے معشوق پر جان چھڑکتے تھے۔ کیوں بھئی کیا بات ہے آج کوئی تمہاری مدد کیوں نہیں کر رہا ہے۔؟

(۲۶) سب خود کو حوالے کیے جا رہے ہیں | کوئی کسی کی مدد تو کیا کرتا اپنے آپ کو اور ایک دوسرے کو حوالے کیے دے رہے ہیں کوئی کسی فاتح عالم اور لیڈر کو بچانے کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا ہے

یہ حالت دراصل یہ بتا رہی ہے کہ دنیا میں انسانوں کے تعلقات اگر پروردگار کی نافرمانی پر ہیں تو وہاں یہ سارے رشتے ٹوٹ کر رہ جائیں گے وہاں کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا اور سب کا تکبر خاک میں مل جائے گا۔

(۲۷) آپس میں تکرار | پھر ان میں آپس میں تکرار بازی شروع ہوگی ایک دوسرے پر الزام بازی کریں گے، ایک دوسرے کو بھلا برا کہیں گے۔ اپنے لیڈروں سے جھگڑا کریں گے اور ان کو الزام دیں گے کہ......

(۲۸) تم ہی ہمیں بہکاتے تھے | تم ہی تھے جو دنیا میں ہمیں بہکاتے تھے قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے تھے کہ صحیح بات یہی ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔ تم اپنی دولت اور طاقت سے ہمیں دباتے تھے ہم تمہارے فریب میں آگئے تم نے ہمیں دھوکہ دیا خیر خواہ بن کر ہمیں برباد کر دیا آج دیکھ لو جو کچھ سامنے ہے۔

(۲۹) لیڈروں کا جواب | اس تکرار کے جواب میں اور ان پر جو الزامات لگائے جائیں گے اس کی صفائی میں وہ لیڈر کہیں گے کہ تم ہمیں بلاوجہ الزام دیتے ہو تم خود ہی ایمان لانے والے نہ تھے۔ ایمان تو خود نہیں لائے اور کہتے ہم کو ہو کہ ہم نے تمہیں روک دیا۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا

وَمَا	كَانَ	لَنَا	عَلَيْكُمْ	مِّنْ	سُلْطَانٍ	بَلْ	كُنْتُمْ	قَوْمًا
اور نہ	تھا	ہمارا	تم پر	کوئی	زور	بلکہ	تم تھے	ایک قوم

اور ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا، بلکہ تم ایک سرکش قوم

طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

طٰغِيْنَ	فَحَقَّ	عَلَيْنَا	قَوْلُ	رَبِّنَا	اِنَّا	لَذَآئِقُوْنَ
سرکش	پس ثابت ہوگئی	ہم پر	بات	ہمارا رب	بے شک ہم	البتہ چکھنے والے

تھے۔ پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی، بے شک البتہ ہم مزہ چکھنے والے ہیں۔

﴿۳۰﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ قُوَّةٍ وَقُدْرَةٍ تُقْهِرُكُمْ عَلٰى مُتَابَعَتِنَا بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ ضَالِّيْنَ مِثْلَنَا

﴿۳۰﴾ اور ہم کو تم پر کوئی غلبہ اور قوت نہ تھی کہ ہم تم کو زبردستی اپنا پیرو بناتے بلکہ تم خود ہم جیسے گمراہ بددین تھے۔

﴿۳۱﴾ فَحَقَّ وَجَبَ عَلَيْنَا جَمِيْعًا قَوْلُ رَبِّنَا بِالْعَذَابِ اَيْ قَوْلُهٗ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِنَّا جَمِيْعًا لَذَآئِقُوْنَ ۝ الْعَذَابَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ

﴿۳۱﴾ پس ہم سب پر ہمارے رب کا وعدہ عذاب کا ثابت اور پورا ہوگیا وہ قول مشتمل وعدۂ عذاب یہ آیت ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ الخ۔ بے شبہ ہم سب بسبب اس وعدۂ الٰہی کے عذاب چکھنے والے ہیں

تشریح

﴿۳۰﴾ ہم نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی ہم نے کب تمہیں زبردستی ایمان لانے سے روکا۔ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا تم خود ہی نافرمان اور سرکش تھے اگر تم اپنے رب کی فرماں برداری کرنا چاہتے اور ایمان لانا چاہتے تو کون تمہیں روک سکتا تھا۔

﴿۳۱﴾ جو ہونا تھا ہو چکا ہمارے رب کی بات ہمارے اوپر قائم ہوگئی ہمارے رب کی حجت ہمارے اوپر قائم ہوگئی اور اس کا ارشاد سچ ہو کر رہا۔ جو اس نے ابلیس کو خطاب کرکے کہا تھا کہ۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ الخ

اب ہم سب کو اپنے جرم کا مزہ چکھنا ہے۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

فَاَغْوَيْنٰكُمْ	اِنَّا كُنَّا	غٰوِيْنَ	فَاِنَّهُمْ	يَوْمَئِذٍ	فِي	الْعَذَابِ
پس ہم نے بہکایا تمہیں	بے شک ہم تھے	گمراہ	پس بے شک وہ	اس دن	میں	عذاب

پس ہم نے تمہیں بہکایا بے شک ہم خود گمراہ تھے پس بے شک وہ اس دن عذاب میں (بھی)

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾

مُشْتَرِكُوْنَ	اِنَّا	كَذٰلِكَ	نَفْعَلُ	بِالْمُجْرِمِيْنَ
شریک	بے شک ہم	اسی طرح	کرتے ہیں	مجرموں کے ساتھ

شریک رہیں گے۔ بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔

(۳۲) وَنَشَأَ عَنْهُ قَوْلُهُمْ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اَلْمُعَلَّلُ
بِقَوْلِهِمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○
(۳۳) قَالَ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○
لِاشْتِرَاكِهِمْ فِي الْغَوَايَةِ
(۳۴) اِنَّا كَذٰلِكَ كَمَا نَفْعَلُ بِهٰؤُلَاءِ
نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ غَيْرِ
هٰؤُلَاءِ اَيْ نُعَذِّبُهُمْ التَّابِعُ
مِنْهُمْ وَالْمَتْبُوْعُ

(۳۲) اور چونکہ ان کے لئے وعدہ عذاب ہو چکا اس لئے یہ اگلے کلام ان سے سرزد ہوئے
فَاَغْوَيْنٰكُمْ سو ہم نے تم کو گمراہ کیا کیونکہ بے شبہ ہم بھی گمراہ تھے
(۳۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے سو بے شک یہ سب قیامت کے دن عذاب میں
شریک ہوں گے کہ گمراہی میں بھی سب شریک تھے۔
(۳۴) جیسا معاملہ ہم نے ان کے ساتھ کیا ہم بالیقین ایسا ہی
معاملہ دیگر مجرموں سے بھی کرینگے یعنی ان میں بھی تابعین
اور متبوعین ہر دو فریق کو سزا دیں گے۔

تشریح

(۳۲) ہم خود ہی گمراہ تھے | اگر ہم نے تمہیں گمراہ کیا تو ہم خود بھی گمراہ تھے گمراہ سے گمراہی کے سوا کس بات کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک بھٹکا ہوا کسی کو صحیح راستہ کیسے بتا سکتا ہے ہم خود بھٹکے ہوئے تھے ہم نے تمہیں بھی بھٹکا یا تم ہمارے چکموں میں آگئے اور اپنے انجام کو نہ سوچا

(۳۳) ہم جرم میں بھی شریک تھے عذاب میں بھی شریک ہیں | ہم جرم میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور عذاب میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہیں جرم ہمارا ہی تنہا نہیں ہے ہم سب کا ہے جو ہم سب کو مل کر بھگتنا ہے۔

(۳۴) ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں | جب جرم کیا ہے تو اس کی سزا بھی بھگتنی ہے۔ اللہ کے انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فرماں بردار اور صالح بندوں کو اپنے انعامات سے نوازے اور نافرمانوں کو ان کے جرم کے مطابق سزا دے۔ اگر اللہ کی عدالت میں انصاف نہ ہوگا تو پھر کہاں ہوگا؟ یہ وہ آخری عدالت ہے جہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملنا ہے۔ دنیا میں اعمال کے پورے بدلے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا محدود ہے اور یہاں کی عدالتیں اندر کی باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پورا انصاف نہیں کر سکتیں لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ علیم و خبیر ہیں وہ جرم ہی کو نہیں بلکہ جرم کے پس منظر نیتوں اور ارادوں کو بھی جانتے ہیں۔ اس لئے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی سامنے آئے گی اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ بھی ظاہر ہو جائے گی۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

اِنَّهُمْ	كَانُوْٓا	اِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّا اللّٰهُ	يَسْتَكْبِرُوْنَ	وَ
بیشک وہ	وہ تھے	جب	کہا جاتا	ان کو	نہیں	کوئی معبود	اللہ کے سوا	وہ تکبر کرتے تھے	اور

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (تو) وہ تکبر کرتے تھے اور

يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾

يَقُوْلُوْنَ	اَئِنَّا	لَتَارِكُوْٓا	اٰلِهَتِنَا	لِشَاعِرٍ	مَّجْنُوْنٍ
وہ کہتے ہیں	کیا ہم	چھوڑ دینے والے	اپنے معبود	ایک شاعر کی خاطر	دیوانے

اور وہ کہتے ہیں کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ایک شاعر دیوانے کی خاطر۔

﴿۳۵﴾ اِنَّهُمْ اَىْ هٰؤُلَاءِ بِقَرِيْنَةِ مَا بَعْدَهٗ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○

﴿۳۵﴾ بلکہ ان مشرکین سے جب یہ کہا جاتا تھا کہ بجز ایک معبود حق یعنی اللہ تعالےٰ کے کوئی دوسرا معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے

﴿۳۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا فِىْ هَمْزَتَيْهِ مَا تَقَدَّمَ لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○ اَىْ لِاَجْلِ قَوْلِ مُحَمَّدٍ

﴿۳۶﴾ اور کہتے تھے کیا ہم ایک دیوانہ شاعر یعنی محمد کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

تشریح

﴿۳۵﴾ ان کو جب توحید کی دعوت دی جاتی تھی تو گھمنڈ کرتے تھے | دنیا میں ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ اس بات کو دل سے مانو اور زبان سے اقرار کرو۔ تو نبی کی یہ بات سُن کر ان کا غرور ان کی بات کو ماننے سے انکار کرتا تھا۔ چاہے دل میں اس کو صحیح ہی سمجھتے ہوں مگر تکبر کی وجہ سے سر جھکانے میں اپنی توہین سمجھتے تھے۔

حالاں کہ یہ وہ حقیقت اور سچائی ہے جو کائنات کی ایک ایک چیز سے پھوٹ پڑتی ہے اللہ کے سوا کون ہے اس کائنات کا خالق اور کون ہے خود اس انسان کو پیدا کرنے والا۔

﴿۳۶﴾ کہتے تھے کہ کیا ہم دیوانے شاعر کے لئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں | رسول کی دعوتِ۔۔۔ حق کے جواب میں ان کا جواب یہ ہوتا تھا کہ کیا ایک دیوانے شاعر کے لئے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ یعنی یہ شخص جو توحید کی دعوت دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے وہی سب کا خالق و مالک ہے وہی تنہا سب کا حاکم و معبود ہے یہ کہنے والا دیوانہ ہے جو دیوانگی کی باتیں ہانک رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کی خاطر ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

اِنَّكُمْ	الْمُرْسَلِيْنَ	وَصَدَّقَ	بِالْحَقِّ	جَآءَ	بَلْ
بے شک تم	رسولوں کی	اور تصدیق کی	حق کے ساتھ	وہ آئے	بلکہ

بلکہ وہ حق کے ساتھ آئے ہیں اور وہ تصدیق کرتے ہیں رسولوں کی بے شک تم

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

مَا	اِلَّا	وَمَا تُجْزَوْنَ	الْاَلِيْمِ	الْعَذَابِ	لَذَآئِقُوا
جو	مگر	اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا	دردناک	عذاب	ضرور چکھنے والے

دردناک عذاب ضرور چکھنے والے ہو۔ اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر (اس کے مطابق)

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

الْمُخْلَصِيْنَ	عِبَادَ اللّٰهِ	اِلَّا	كُنْتُمْ + تَعْمَلُوْنَ
خاص کئے ہوئے	اللہ کے بندے	مگر	تم کرتے تھے

جو تم کرتے تھے (ہاں) مگر اللہ کے خاص کئے ہوئے (چنے ہوئے) بندے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾

	مَّعْلُوْمٌ	رِزْقٌ	لَهُمْ	اُولٰٓئِكَ
	معلوم	رزق	ان کے لئے	یہی لوگ

ان کے لئے رزق معلوم (مقرر) ہے۔

﴿۳۷﴾ قَالَ تَعَالٰى بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ الْجَآئِيْنَ بِهٖ وَهُوَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

﴿۳۷﴾ اللہ تم نے فرمایا بلکہ۔ بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچی بات لائے اور سچا بیان کیا ان پیغمبروں کو جو اس امر حق کو لانے والے ہیں مراد سچی بات سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

﴿۳۸﴾ اِنَّكُمْ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ○

﴿۳۸﴾ بے شبہ تم عذاب سخت چکھنے والے ہو۔

﴿۳۹﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا جَزَآءَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

﴿۳۹﴾ اور تم کو تمہارے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا۔

﴿۴۰﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○

﴿۴۰﴾ مگر اللہ کے مخلصین مومنین بندوں کو۔

اَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ اَیْ ذِکْرُ جَزَاءِ هُمْ فِیْ قَوْلِهٖ (۴۱) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ فِی الْجَنَّةِ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

(۴۱) جنت میں صبح اور شام میوے اور لذت کی چیزیں کھانے کو ملیں گی

تشریح

(۳۷) وہ رسول حق بات لے کر آیا ہے اور پچھلے رسولوں کی تصدیق کر رہا ہے | اس رسول کو دیوانہ اور شاعر کہا جا رہا ہے جو حق بات لے کر آیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی سچائی ہو سکتی ہے کہ اس کائنات کا رب ایک ہی ہے ان سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں وہ سب یہی بات کہتے آئے ہیں اور یہ رسول بھی انہی کی تصدیق کر رہا ہے۔ وہی صداقت جو ابتداء سے تمام رسول پیش کرتے آئے ہیں وہی صداقت یہ پیش کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ یہ رسول ان تمام خبروں کا صحیح مصداق ہے جو پچھلے رسولوں نے اس کے بارے میں دی تھیں سارے جہان کے سچے ایک طرف جن میں یہ رسول بھی شامل ہے جو ان سچوں کی تصدیق کر رہا ہے اور تم لوگ ایک طرف کہ بے سر و پا اور خلافِ حقیقت باتیں کر رہے ہو۔ جب رسول نے پچھلے کسی رسول کی مخالفت نہیں کی آخر اس رسول کے ماننے والے اس رسول کے مخالف کیوں ہیں تعصب کی کوئی وجہ تو معلوم ہونی چاہئے تعصب کی وجہ صرف قبائلی عصبیت اور جھوٹا غرور۔

(۳۸) عذاب الیم کا مزہ چکھنے کے لئے تیار رہو | سمجھانے کے جتنے طریقے ہو سکتے تھے ان سب طریقوں سے سمجھا دیا گیا۔ کسی بات کی جتنی دلیلیں ہو سکتی ہیں ساری دلیلیں پیش کر دی گئیں۔ ایک ثابت شدہ حقیقت کو کھول کھول کر سامنے رکھ دیا گیا اب بھی اگر نہیں مانتے تو تیار رہو کہ تم یقیناً دردناک سزا کا مزا چکھنے والے ہو۔

(۳۹) تمہیں تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ملے گا | وہ تمہارا ہی کیا دھرا ہوگا جس کا بدلہ تمہیں ملے گا۔ تمہارے ہی عمل ہوں گے جس کا نتیجہ تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ ساری گستاخیاں جو تم کرتے رہے ہو، وہ ساری اکڑفوں جو دکھا رہے ہو سب ایک دن تمہارے سامنے آجائے گی۔

(۴۰) اللہ کے چیدہ بندے انجام بد سے محفوظ ہوں گے | ایک طرف وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایسی ایسی حرکتیں کی ہیں۔ حق کا انکار کیا ہے گستاخیاں کی ہیں، سچائی کو ماننے سے انکار کیا ہے دوسری طرف اللہ کے چیدہ مخلص بندے ہیں جنھوں نے اللہ کی فرماں برداری اختیار کی ہے اپنے پروردگار کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہے، اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہوئے اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ ایسے چیدہ مخلص بندے برے انجام سے محفوظ رہیں گے ان کا ہر طرح سے اکرام کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نوازشیں فرمائیں گے اور وہ نوازشیں کیسی ہونگی اس کا بیان آنے والی آیت میں سنیئے۔

(۴۱) نیک بندوں کے لئے اعلیٰ درجہ کا رزق | بندوں کے لئے وہ اعلیٰ درجہ کا رزق ہوگا جس میں تمام خوبیاں ہونگی۔ انہیں یہ پورا یقین ہوگا کہ یہ رزق ہمیں ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یہ خطرہ نہ ہوگا کہ آج مل رہا ہے معلوم نہیں کل ملے گا یا نہیں۔ بلکہ ان نیک بندوں کو یہ پورا اطمینان ہوگا کہ یہ اعلیٰ درجے کی غذائیں عمدہ عمدہ نعمتیں ہمیں اسی طرح ملتی رہیں گی۔ دل میں کسی طرح کا کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى

فَوَاكِهُ	وَهُمْ	مُكْرَمُونَ	فِي	جَنّٰتِ النَّعِيمِ	عَلٰى
میوے	اور وہ	اعزاز والے ہوں گے	میں	نعمت کے باغات	پر

(یعنی) میوے اور وہ اعزاز والے ہوں گے نعمت کے باغات میں ۔ تختوں پر

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِينَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ

سُرُرٍ	مُّتَقٰبِلِينَ	يُطَافُ	عَلَيْهِمْ	بِكَأْسٍ
تخت (جمع)	آمنے سامنے	دورہ ہوگا	ان پر۔ ان کے آگے	جام

آمنے سامنے دورہ ہوگا ان کے آگے بہتے ہوئے (صاف)

مِّنْ مَّعِينٍ ۙ بَيْضَآءَ ﴿۴۵﴾ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِينَ ﴿۴۶﴾

مِّنْ	مَّعِينٍ	بَيْضَآءَ	لَذَّةٍ	لِّلشّٰرِبِينَ
سے۔کا	بہتا ہوا مشروب	سفید	لذت	پینے والوں کے لئے

مشروب کے جام کا سفید رنگ کا پینے والوں کے لئے لذّت (دینے والا) ۔

﴿۴۲﴾ فَوَاكِهُ بَدَلٌ اَوْ بَيَانٌ لِلرِّزْقِ وَهِيَ مَا يُؤْكَلُ تَلَذُّذًا لَا لِحِفْظِ صِحَّةٍ لِاَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ مُسْتَغْنُوْنَ عَنْ حِفْظِهَا بِخَلْقِ اَجْسَامِهِمْ لِلْاَبَدِ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ○ بِثَوَابِ اللّٰهِ

﴿۴۲﴾ (رزقِ جنت سے غرض حفظِ صحت نہیں بلکہ محض لذت حاصل کرنا ہے کیونکہ جنت میں حفظ صحت کی ضرورت نہیں کا اہل جنت کو بیماری اور موت کبھی نہ آئے گی۔)

اور اہل جنت کا اکرام کیا جاوے گا ثواب الٰہی سے۔

﴿۴۳﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

﴿۴۳﴾ جناتِ نعیم میں وہ بیٹھنے والے ہوں گے۔

﴿۴۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ لَا يَرٰى بَعْضُهُمْ قَفَا بَعْضٍ

﴿۴۴﴾ تختوں پر آمنے سامنے کہ ایک دوسرے کی پشت کو نہ دیکھے گا۔

﴿۴۵﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ عَلٰى كُلٍّ مِّنْهُمْ بِكَأْسٍ هُوَ الْاِنَاءُ بِشَرَابِهٖ مِّنْ مَّعِيْنٍ ○ مِنْ خَمْرٍ يَجْرِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ كَاَنْهَارِ الْمَاءِ

﴿۴۵﴾ ان میں سے ہر ایک کے پاس پیالہ شراب صاف بہتی ہوئی کا پہنچا دیگا۔

﴿۴۶﴾ بَيْضَآءَ اَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ

﴿۴۶﴾ جو سفیدی میں دودھ سے زیادہ ——— اور

اللَّبَنِ لَذَّةٍ لَذِيْذَةٍ لِلشّٰرِبِيْنَ ○ پینے والوں کو نہایت لذیذ معلوم ہوگی۔

بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا كَرِيْهَةٌ عِنْدَ الشُّرْبِ بخلاف دنیا کی شرابوں کے کہ ان کا پینا ناگوار ہے اور وہ بدمزہ ہوتی ہے۔

تشریح

(۴۲) لذیذ چیزیں اکرام کے ساتھ | لذیذ میوے کھانے کو ملیں گے جن میں لذت کا پہلو نمایاں ہوگا۔ وہ لذت کیسی ہوگی اس کی پوری کیفیت تو اللہ ہی کو معلوم ہے اتنا بتا دیا کہ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (سورۂ واقعہ) اور ان کا زبردست اعزاز و اکرام ہوگا۔

(۴۳) جنت کے باغوں میں ہوں گے | اہل جنت جنت کے باغوں میں آرام فرما ہوں گے اور ان باغوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں گے

(۴۴) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے | اہل جنت تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ تخت پر بیٹھنا ان کے راحت و آرام اور اکرام کی نشانی ہے۔

(۴۵) شراب کے چشموں سے بھرے ساغر گردش کرتے ہوئے | اہل جنت تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل شاہانہ انداز میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور خادم شراب کے چشموں سے بھرے ہوئے ساغر لئے ان کے درمیان گردش کرتے ہوں گے۔

جنت کی یہ شراب دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی۔ یہ وہ شراب نہیں ہوگی جو دنیا میں پھلوں اور غلوں کو سڑا کر کشید کی جاتی ہے اور اس میں نشہ ہوتا ہے، پینے والے کو سرگرانی ہوتی ہے۔ اور بدن کو اور صحت کو نقصان پہنچاتی ہے بلکہ یہ شراب قدرتی طور پر چشموں سے نکلے گی اور نہروں کی شکل میں بہے گی اس میں سرور ہوگا نشہ نہیں ہوگا جیسا کہ سورۂ محمد میں ارشاد ہے:۔ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ (شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے لذت والی ہوں گی۔)

شراب کے ساغر لئے ہوئے جو گردش کرتے ہوں گے وہ خادم لڑکے غلمان ایسے ہوں گے جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی جیسا کہ سورۂ طور میں ارشاد ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (آیت ۲۴)

(اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ان کے خادم لڑکے ایسے خوبصورت جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی۔)

سورۂ دہر میں ارشاد ہوا:۔ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔ (آیت ۱۹) (اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہیں تم انھیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی بکھیر دیئے گئے ہیں۔)

(۴۶) دنیا کی شراب کی خرابیاں اس میں نہ ہوں گی | جنت کی شراب میں سرور ہوگا، لذت ہوگی مگر اس میں دنیاوی شراب کی خرابیاں نہیں ہوں گی نہ اس میں بدبو ہوگی نہ تلخی ہوگی، نہ وہ پیٹ بگاڑے گی نہ دماغ کو چڑھے گی، نہ اس سے دوران سر ہوگا۔ یہ ساری جسمانی خرابیاں نہیں ہوں گی۔ اسی طرح جنت کی شراب میں اخلاقی نقصانات بھی نہیں ہوں گے یعنی اس کو پی کر اول فول نہیں بکے گا، جھگڑا نہیں کرے گا۔ نہ ایسا ہوگا کہ نشہ اترنے کے بعد اس کا خمار ہو۔ وہ چمک دار اور لذیذ شراب ہوگی جو دیکھنے میں بھی اچھی لگے گی اور پینے میں بھی لذیذ ہوگی۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

لَا فِيْهَا	غَوْلٌ	وَّلَا هُمْ	عَنْهَا	يُنْزَفُوْنَ	وَعِنْدَهُمْ	قٰصِرٰتُ +
نہ اس میں	خرابی (درد سر)	اور نہ وہ	اس سے	بہکی باتیں کریں گے	اور ان کے پاس	نیچی نگاہ

نہ اس میں درد سر ہو گا اور نہ وہ اس سے بہکی بہکی باتیں کریں گے اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ

الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

+ الطَّرْفِ	عِيْنٌ	كَاَنَّهُنَّ	بَيْضٌ	مَّكْنُوْنٌ	
والیاں	بڑی آنکھوں والیاں	گویا وہ	انڈے	پوشیدہ رکھے ہوئے	

والیاں ، بڑی بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے

﴿۴۷﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ مَا يَغْتَالُ عُقُوْلَهُمْ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ○ بِفَتْحِ الزَّاىِ وَكَسْرِهَا مِنْ نَزَفَ الشَّارِبُ وَاَنْزَفَ اَىْ يَسْكَرُوْنَ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا

﴿۴۷﴾ جنت کی شراب میں نہ نشہ ہو گا جو عقل کو کھودے اور نہ وہ اس سے مست اور بے ہوش ہوں گے ۔ بخلاف دنیا کی شراب کے ۔

﴿۴۸﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ حَابِسَاتُ الْاَعْيُنِ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ لَا يَنْظُرْنَ اِلٰى غَيْرِهِمْ لِحُسْنِهِمْ عِنْدَهُنَّ عِيْنٌ ○ ضِخَامُ الْاَعْيُنِ حِسَانُهَا

﴿۴۸﴾ اور اہل جنت کو دی جاویں گی وہ عورتیں کہ جو اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں گی کیونکہ ان کے نزدیک ان کے خاوندوں کے برابر کوئی خوبصورت نہیں ۔

﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُنَّ فِى اللَّوْنِ بَيْضٌ لِلنَّعَامِ مَّكْنُوْنٌ ○ مَسْتُوْرٌ بِرِيْشِهٖ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ غُبَارٌ وَلَوْنُهٗ وَهُوَ الْبَيَاضُ فِىْ صُفْرَةٍ اَحْسَنُ اَلْوَانِ النِّسَاءِ

﴿۴۹﴾ وہ عورتیں خوبصورت اور بڑی آنکھوں والی ہونگی گویا کہ سفیدی وغیرہ ان کے رنگ کی ایسی ہو گی جیسے شتر مرغ کے بیضے اس کے پروں میں چھپے ہوئے ہوں کہ ان پر غبار نہ پہنچا ہو شتر مرغ کے بیضہ کی رنگت سفیدی زردی مائل ہوتی ہے جو عورتوں کی رنگت میں سب سے خوبصورت ہے

تشریح

﴿۴۷﴾ جنت کی شراب سے نہ جسمانی نقصان ہو گا نہ اخلاقی | وہ دنیاوی شراب کی طرح صحت کو نقصان پہنچانے والی نہ ہو گی اور نہ اس سے کوئی اخلاقی اور عقلی نقصان ہو گا ۔

﴿۴۸﴾ جنت کی حوریں | جنت والوں کو جو جنت میں اللہ کی طرف سے عورتیں عنایت ہوں گی وہ ایسی ہوں گی کہ شرم و ناز سے نگاہیں نیچی رکھنے والی جو اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اور ان کی آنکھیں نہایت خوبصورت ہوں گی شرم و حیا عورت کا زیور ہے اور اس کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے سیرت کے اس حسن کے ساتھ ان میں ظاہر جمال بھی بے پناہ ہو گا کہ وہ آہو چشم نہایت خوبصورت آنکھوں والیاں ہوں گی ۔

﴿۴۹﴾ خواتین جنت کا رنگ و روپ | جنت کی ان خواتین کی حوروں کا رنگ و روپ اور ان کی نزاکت ایسی ہو گی جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی یعنی ان کی جلد کی رنگت نہایت شفاف اور خوش رنگ اور نہایت نازک ہو گی جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں فرمایا کہ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے اس آیت كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا مطلب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہو گی جو انڈے کے چھلکے اور گودے کے درمیان ہوتی ہے ۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝۵۰ قَالَ

فَاَقْبَلَ	بَعْضُهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	يَتَسَآءَلُوْنَ	قَالَ
پھر رُخ کرے گا	ان میں سے بعض (ایک)	بعض پر (دوسرے کی طرف)	باہم سوال کرتے ہوئے	کہے گا

پھر ان میں سے ایک دوسرے کی طرف باہم سوال کرتے ہوئے رُخ کرے گا۔ ان میں سے ایک

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ۝۵۱ يَّقُوْلُ

قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	اِنِّىْ	كَانَ	لِىْ	قَرِيْنٌ	يَقُوْلُ
ایک کہنے والا	ان میں سے	بے شک	تھا	میرا	ایک ہم نشین	وہ کہتا تھا

کہنے والا کہے گا بیشک (دنیا میں) میرا ایک ہم نشین تھا وہ کہا کرتا تھا

اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝۵۲

اَئِنَّكَ	لَمِنَ	الْمُصَدِّقِيْنَ	
کیا تو	سے	سچے جاننے والے۔	

کیا تو (قیامت کو) سچ ماننے والوں میں سے ہے۔

(۵۰) فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ بعض اَهْلِ الْجَنَّةِ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَمَّا مَرَّ بِهِمْ فِى الدُّنْيَا۔

(۵۰) پھر اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر وہ امور پوچھیں گے جو اُن پر دنیا میں گزرے تھے۔

(۵۱) قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ۝ صاحب يُنْكِرُ الْبَعْثَ

(۵۱) ایک بولنے والا ان میں سے بولے گا بے شک میرا ایک ساتھی تھا جو حشر و نشر کا منکر تھا۔

(۵۲) يَّقُوْلُ لِىْ تبكيتا اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ بالبعث

(۵۲) مجھ کو دھمکا کر کہتا تھا تو حشر کے ہونے کو سچا جانتا ہے۔

تشریح

(۵۰) اہل جنت کی مجلس | جنت میں جنت والوں کی مجلس بھی جمیں گی۔ ایسی ہی ایک مجلس کا حال اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ یارانِ مجلس جمع ہوں گے۔ شراب طہور کے جام چھلک رہے ہونگے۔ عیش و راحت کی اس مجلس میں گزرے ہوئے حالات کی کچھ باتیں چھڑ جائیں گی تو اہل مجلس میں سے ایک شخص کہے گا کہ ۔

(۵۱) دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا | دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا وہ کہا کرتا تھا کہ......

(۵۲) کیا تم بھی موت کے بعد زندگی کو مانتے ہو | میاں تم بھی ایک ایسے کمزور عقیدے کے نکلے کہ موت کے بعد زندگی کو مانتے ہو! جب ایک شخص مٹی میں مل جائے گا اور گوشت پوست کچھ بھی باقی نہیں رہے گا رہ جائیں گی کچھ بوسیدہ ہڈیاں کیا اسے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے ازسرنو زندہ کیا جائے گا۔ بھلا ایسی بے تکی باتوں پر کون یقین کرسکتا ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ

ءَاِذَا	مِتْنَا	وَكُنَّا	تُرَابًا	وَّعِظَامًا	ءَاِنَّا	لَمَدِيْنُوْنَ	قَالَ
کیا جب	ہم مر گئے	اور ہو گئے	مٹی	اور ہڈیاں	کیا ہم	البتہ بدلہ دیئے جائیں گے	وہ کہے گا

کیا جب ہم مر گئے اور ہم ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ وہ کہے گا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ

هَلْ	اَنْتُمْ	مُّطَّلِعُوْنَ	فَاطَّلَعَ	فَرَاٰهُ	فِيْ	سَوَآءِ
کیا	تم	جھانکنے والے ہو	تو وہ جھانکے گا	تو اسے دیکھے گا	میں	درمیان

کیا تم جھانکنے والے ہو (دوزخی کو جھانک کر دیکھ سکتے ہو) تو وہ جھانکے گا تو اسے دیکھے گا دوزخ

الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْ

الْجَحِيْمِ	قَالَ	تَاللّٰهِ	اِنْ + كِدْتَّ	لَتُرْدِيْنِ	وَلَوْ
دوزخ	وہ کہے گا	اللہ کی قسم	تو قریب تھا	کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے	اور اگر

کے درمیان میں۔ وہ کہے گا اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے اور اگر

لَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾

لَا	نِعْمَةُ	رَبِّيْ	لَكُنْتُ	مِنَ	الْمُحْضَرِيْنَ	
نہ	فضل	میرا رب	تو میں ضرور ہوتا	سے	حاضر کئے جانے والے۔	

میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں ضرور (عذاب کے لئے) حاضر کئے جانے والوں میں ہوتا۔

﴿۵۳﴾ اَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اَءِنَّا فِي الْهَمْزَتَيْنِ فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاضِعَ مَا تَقَدَّمَ لَمَدِيْنُوْنَ ○ مَجْزِيُّوْنَ وَمُحَاسَبُوْنَ اُنْكِرَ ذٰلِكَ اَيْضًا

﴿۵۳﴾ آیا جس وقت ہم مر کر ہڈیاں اور خاک ہو جاویں گے اس وقت ہم جزا سزا دئے جاویں گے اور حساب کئے جاویں گے۔ ہرگز یہ نہیں ہوگا۔

﴿۵۴﴾ قَالَ ذٰلِكَ الْقَائِلُ لِاِخْوَانِهٖ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ مَعِيَ اِلَى النَّارِ لِنَنْظُرَ حَالَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ لَا

﴿۵۴﴾ وہ بولنے والا جنتیوں میں سے اپنے دوسرے بھائی مسلمانوں سے کہے گا کیا تم بھی میرے ساتھ ہو کر دوزخ میں جھانکتے ہو تاکہ ہم اپنے اس ساتھی کا حال دیکھیں جو منکر حشر و نشر تھا

﴿۵۵﴾ فَاطَّلَعَ ذٰلِكَ الْقَائِلُ مِنْ بَعْضِ كُوَى الْجَنَّةِ فَرَاٰهُ اَيْ قَرِيْنَهٗ فِيْ سَوَآءِ

﴿۵۵﴾ پھر وہ بولنے والا خود ہی جنت کے کسی سوراخ سے دیکھے گا پس وہ دیکھے گا اس اپنے ساتھی منکر قیامت کو دوزخ کے بیچ میں۔

[illegible]

الْجَحِيْمِ ○ اَیْ وَسَطِ النَّارِ

(۵۶) قَالَ لَهٗ تَشْمِیْتًا تَاللّٰهِ اِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیْلَةِ كِدْتَّ قَارَبْتَ لَتُرْدِيْنِ ○ لَتُهْلِكَنِیْ بِاِغْوَائِكَ

(۵۶) اور اپنے نجات پانے کی خوشی میں اس سے کہے گا کہ واللہ تو نے تو مجھ کو بھی گمراہ کر کے ہلاک کرنا چاہا تھا۔

(۵۷) وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ اَیْ اِنْعَامُهٗ عَلَیَّ بِالْاِیْمَانِ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ○ مَعَكَ فِی النَّارِ

(۵۷) اور اگر مجھ پر میرے رب کا یہ انعام نہ ہوتا کہ اس نے مجھ کو ایمان کی توفیق دی تو میں بھی تیرے ساتھ دوزخ میں ہوتا۔

تشریح

(۵۳) ہم دوبارہ زندہ کیسے ہوں گے؟ | بھلا جب ہم ہڈی کا پنجر رہ گئے اور ہم میں زندگی کے کوئی آثار نہ رہے تو کیا ہمیں جزا اور سزا دی جائے گی۔ مرنے کے بعد ہم میں رہ کیا جاتا ہے۔ پھر ہم کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے اور کس طرح اعمال کا بدلہ ملے گا۔؟

(۵۴) کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ صاحب کہاں ہیں؟ | دنیا میں ہمارا وہ ہم نشین جو ہم سے کہا کرتا تھا کہ تم بھی موت کے بعد زندہ ہونے پر یقین رکھتے ہو۔ اور وہ ان سے بحث کیا کرتا تھا، پتہ نہیں کہاں ہوگا۔ کیا آپ لوگ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے وہ دنیاوی ہم نشین کہاں اور کس حالت میں ہیں۔؟

(۵۵) جزا اور سزا کے منکر کا حال دوزخ میں | جنت اور دوزخ کا فاصلہ بہت زیادہ ہوگا لیکن جس طرح ہم ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک بٹن دبا کر دور دور کی چیزوں کو اسکرین پر دیکھ لیتے ہیں اور جس طرح ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعے طویل فاصلے سے ایک دوسرے سے بات کر لیتے ہیں بلکہ اب تو ویڈیو کانفرنس بھی ایک عام بات ہو گئی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس عالم میں ایسی بینائی عطا کر دیں گے کہ انسان بیٹھے بیٹھے دور کی چیزوں کو دیکھ لے گا اور بغیر کسی آلے کے ایک دوسرے سے بات چیت بھی ہوگی۔

اسی طرح کی ایک گفتگو کا ذکر سورۂ مدثر میں بھی ہے جس میں دو آدمی ایک دوسرے سے جنت اور دوزخ میں ہوتے ہوئے بات چیت بھی کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہیں۔ اور جنت والا دوزخ والے سے کہہ رہا ہے اور حیرانی سے پوچھ رہا ہے کہ ـــ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ (تمہیں دوزخ میں کس چیز نے پہنچا دیا؟)

اسی طرح اس آیت میں جب ان صاحب کے بارے میں ذکر آیا جو دنیا میں مرنے کے بعد جزا اور سزا کے منکر تھے، اور ان کو دیکھنے کا خیال ہوا تو ذرا جھک کر جو دیکھا۔ تو دیکھا کہ دوزخ کی گہرائی میں پڑے ہوئے ہیں۔ دیکھ کر ان سے کہا کہ:ـ....

(۵۶) اللہ کا فضل نہ ہوتا تو تم نے مجھے تباہ کر دیا تھا | اللہ کا فضل و کرم میرے حال پر نہ ہوتا اور مجھے اس گمراہی سے نہ بچاتا تو تم نے تو مجھے تباہ کرنے میں کسر نہ چھوڑی تھی۔ اگر کہیں تمہارے کہنے میں آ کر میں بھی آخرت کا انکار کر بیٹھتا تو آج جو تمہارا حال ہے وہی میرا بھی ہوتا۔

(۵۷) اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے مجھے بچا لیا | یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے مجھے بچا لیا ورنہ میں بھی انہی میں سے ہوتا جو مجرموں کی طرح پکڑے ہوئے آتے ہیں اور میں بھی تمہاری طرح عذاب میں گرفتار ہوتا۔

أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَ

أَفَمَا + نَحْنُ	بِمَيِّتِينَ	إِلَّا	مَوْتَتَنَا	الْأُولَىٰ	وَ
کیا پس نہیں ہم	مرنے والوں میں سے	سوائے	ہماری موت	پہلی	اور

پس پہلی موت کے سوائے ہم مرنے والوں میں سے نہیں (آئندہ ہم پر کوئی موت نہ آئے گی)

مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾

مَا	نَحْنُ	بِمُعَذَّبِينَ	إِنَّ	هَٰذَا	لَهُوَ	الْفَوْزُ + الْعَظِيمُ
نہیں	ہم	عذاب دیئے جانے والوں میں سے	بے شک	یہ	البتہ وہ	کامیابی بڑی

اور ہم عذاب نہ دیئے جانے والوں میں سے ہونگے۔ بے شک یہی ہے بڑی کامیابی۔

لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾

لِمِثْلِ + هَٰذَا	فَلْيَعْمَلِ	الْعَامِلُونَ	
اس جیسی (نعمت) کے لئے	پس چاہیئے ضرور عمل کریں	عمل کرنے والے	

پس اس جیسی نعمت کے لئے چاہیئے ضرور عمل کریں عمل کرنے والے۔

(۵۸) وَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ○
(۵۹) إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ أَيِ الَّتِي فِي الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ○ هُوَ اسْتِفْهَامُ تَلَذُّذٍ وَتَحَدُّثٍ بِنِعْمَةِ اللهِ تَعَالَىٰ مِنْ تَأْبِيدِ الْحَيَاةِ وَعَدَمِ التَّعْذِيبِ
(۶۰) إِنَّ هَٰذَا أَيِ الَّذِي ذُكِرَ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○
(۶۱) لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ○ قِيلَ يُقَالُ لَهُمْ ذَٰلِكَ وَقِيلَ هُمْ يَقُولُونَهُ

(۵۸) اور اہل جنت کہیں گے سو کیا ہم بعد اس موت کے جو دنیا میں
(۵۹) ہم کو پیش آئی پھر نہ مرینگے۔ اور نہ ہم کو کوئی تکلیف اور سختی کی جاوے گی (ازراہِ تلذذ اور اظہار انعام حق تعالیٰ وہ ایسا کہیں گے کہ اللہ نے ہم کو حیاۃ ابدی عطا فرمائی اور عذاب سے بچایا۔)
(۶۰) بے شک یہ جو کچھ اہل جنت کا حال مذکور ہے بہت بڑی مطلب یابی اور نجات ہے۔
(۶۱) سو چاہیئے کہ ایسے ہی عمدہ عوض کے لئے عمل کریں عمل کرنے والے۔ (یہ کلمہ ان کو یا حق تعالیٰ کی طرف سے کہا جاویگا یا وہ خود یہ کہیں گے اس میں دو قول ہیں)

تشریح

(۵۸) اب تو ہمیں موت ہی نہیں آئے گی | جو موت آنی تھی آچکی، اب تو ہمیں دوبارہ موت ہی نہیں آئے گی۔
(۵۹) نہ موت آئے گی نہ عذاب ہوگا | جو پہلی مرتبہ موت آنی تھی آچکی۔ اب نہ موت آئے گی اور نہ ہم عذاب میں گرفتار ہوں گے مسرت اس کے ہر لفظ سے پھوٹی پڑ رہی ہوگی اور وہ کہہ رہا ہوگا کہ اب نہ موت ہے، نہ عذاب، ساری کلفتوں کا خاتمہ ہوچکا اور مجھے حیات جاوداں نصیب ہوگئی۔
(۶۰) یہ عظیم الشان کامیابی ہے | خوشی میں کہے گا کہ بے شک یہی عظیم الشان کامیابی ہے جہاں دائمی مسرت ہے اور کبھی موت آنے والی نہیں ہے۔ اب یہ راحتیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ہم اسی طرح بہرہ اندوز رہیں گے۔
(۶۱) دائمی کامیابی کا راستہ | لوگ دنیا کی عارضی کامیابی کے پیچھے دوڑتے ہیں اس کے لئے تکلفیں اٹھاتے ہیں ایسی ہی دائمی کامیابی کے لئے عمل کرنا چاہیئے جو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔

أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا

أَذٰلِكَ	خَيْرٌ	نُّزُلًا	أَمْ	شَجَرَةُ	الزَّقُّومِ	إِنَّا
کیا یہ	بہتر	ضیافت	یا	درخت	تھوہر	بے شک ہم

کیا یہ بہتر ضیافت ہے؟ یا تھوہر کا درخت؟ بے شک ہم نے

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾

جَعَلْنٰهَا	فِتْنَةً	لِّلظّٰلِمِيْنَ	
ہم نے اس کو بنایا	ایک آزمائش	ظالموں کے لئے	

اس کو ایک آزمائش بنایا ہے ظالموں کے لئے

﴿٦٢﴾ أَذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ لَهُمْ خَيْرٌ نُّزُلًا وَهُوَ مَا يُعَدُّ لِلنَّازِلِ مِنْ ضَيْفٍ وَغَيْرِهٖ أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ الْمُعَدَّةُ لِأَهْلِ النَّارِ وَهِيَ مِنْ أَخْبَثِ الشَّجَرِ الْمُرِّ بِتِهَامَةَ يُنْبِتُهَا اللّٰهُ فِي الْجَحِيْمِ كَمَا سَيَأْتِيْ

﴿٦٢﴾ یہ جو کچھ مذکور ہوا اہل جنت کی مہمانی کا سامان بہتر ہے

یا درخت زقوم جو اہل دوزخ کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ اچھا ہے (درخت زقوم نہایت کڑوا درخت ہے جو مکہ کی زمین میں ہوتا ہے اس کو اللہ دوزخ میں جماوے گا جیسا کہ آگے آتا ہے۔)

﴿٦٣﴾ إِنَّا جَعَلْنٰهَا بِذٰلِكَ فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ أَيِ الْكَافِرِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ إِذْ قَالُوا النَّارُ تُحْرِقُ الشَّجَرَ فَكَيْفَ تُنْبِتُهٗ

﴿٦٣﴾ ہم نے اس درخت کا دوزخ میں اُگانا مکہ کے کافروں کے لئے آزمائش اور باعث فتنہ کا کیا چنانچہ وہ اس کو سن کر کہتے ہیں کہ آگ تو درختوں کو جلا دیتی ہے سو وہ کیوں کر اس کو اُگاوے گا۔

تشریح

﴿٦٢﴾ یہ خوش گوار ضیافت اچھی ہے یا بدبودار درخت | ایک طرف تو یہ راحت و آرام اور اعزاز و اکرام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالم آخرت میں اپنے نیک بندوں کے لئے ہوگا۔ دوسری طرف زقوم یا تھوہر کا درخت جس کی بدبو ناگوار انتہائی کڑوا ذائقہ اور اس کو توڑا جائے تو اس میں دودھ سا نکلتا ہے جو بدن پر لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ خراب کھانا بد ذائقہ اور دوزخ کا عذاب بتاؤ دونوں میں سے کون بہتر ہے۔

﴿٦٣﴾ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں زقوم کا درخت ـــــ منکرین کے لئے ایک نئی آزمائش | دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ کی تہہ میں دنیا کے زقوم اور تھوہر کی طرح ایک درخت ہوگا جو دوزخیوں کو کھانے کے لئے دیا جائے گا۔

قرآن کا یہ بیان آخرت کے منکرین کے لئے ایک نئی آزمائش بن گیا کہ لیجئے صاحب اب آگ میں بھی درخت اُگیں گے وہ اس بات کا مذاق اڑاتے تھے اور اس پر ہنستے تھے۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ أَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهٗ رُءُوْسُ

إِنَّهَا	شَجَرَةٌ	تَخْرُجُ	فِيْٓ	أَصْلِ	الْجَحِيْمِ	طَلْعُهَا	كَأَنَّهٗ	رُءُوْسُ
بیشک وہ	ایک درخت	وہ نکلتا ہے	میں	جڑ	جہنم	اس کا خوشہ	گویا کہ وہ	سر

بے شک وہ ایک درخت ہے جہنم کی جڑ (گہرائی) میں نکلتا ہے ۔ اس کا خوشہ گویا کہ وہ شیطانوں

الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَإِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾

الشَّيٰطِيْنِ	فَإِنَّهُمْ	لَاٰكِلُوْنَ	مِنْهَا	فَمَالِئُوْنَ	مِنْهَا	الْبُطُوْنَ
شیطانوں	پس بے شک وہ	کھانے والے ہیں	اس سے	سو بھرنے والے	اس سے	پیٹ (جمع)

کا سر (سانپوں کا پھن) ہے بے شک وہ اس سے کھائیں گے سو اس سے پیٹ بھریں گے ۔

﴿۶۴﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ أَصْلِ الْجَحِيْمِ ○ قَعْرِ جَهَنَّمَ وَأَغْصَانُهَا تَرْتَفِعُ إِلٰى دَرَكَاتِهَا

﴿۶۵﴾ طَلْعُهَا الْمُشَبَّهُ بِطَلْعِ النَّخْلِ كَأَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ ○ أَيِ الْحَيَّاتِ الْقَبِيْحَةِ الْمَنْظَرِ

﴿۶۶﴾ فَإِنَّهُمْ أَيِ الْكُفَّارُ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا مَعَ قُبْحِهَا لِشِدَّةِ جُوْعِهِمْ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○

﴿۶۴﴾ یہ درخت زقوم ایک درخت ہے جو دوزخ کے گڑھے میں نکلے گا اور اس کی شاخیں تمام درجات اور طبقات دوزخ میں پہنچیں گی ۔

﴿۶۵﴾ اس کا پھل ایسا جیسا بُری صورت کے سانپوں کے سر ۔

﴿۶۶﴾ سو باوجود اس درخت کے برے اور بدمزہ ہونے کے کفار اس کو کھاویں گے بسبب شدت بھوک کے پس بھریں گے اس سے پیٹ ۔

تشریح

﴿۶۴﴾ **دوزخ کی تہہ سے ایسا ہی درخت نکلے گا** | دوزخ کی تہہ سے زقوم جیسا درخت نکلے گا۔ کوئی یہاں ہنسے یا مذاق اڑائے وہاں جاکر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ دوزخ کا عذاب کیا ہوتا ہے اور زقوم جیسا درخت جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے وہ کیسا ہوتا ہے ۔

﴿۶۵﴾ **زقوم کی شاخیں جیسے شیطان کے سر** | دوزخ کی تہہ سے جو درخت نکلے گا جو زقوم جیسا ہوگا اس کی شاخیں ایسی بھیانک اور دیکھنے میں ایسی ڈراونی ہونگی جیسے شیطان کے سر ہوں۔ اس درخت کا مزاج ناری ہوگا جیسے آگ کا ایک کیڑا ہوتا ہے جس کو سمندر کہتے ہیں وہ آگ میں بھی زندہ رہتا ہے ۔ یہ درخت اپنی صورت کے اعتبار سے بھی بھیانک ہوگا اور اس کا کھانا بھی ایک عذاب ہوگا۔ جب دوزخی بھوک کی شکایت کریں گے تو اسے کھانے کے لئے اس درخت کے پھل دئے جائیں گے جو نہایت کڑوے اور ان کا حلق سے نیچے اتارنا مشکل ہوگا، تو بتاؤ جنت کی لذت بہتر ہے یا دوزخ کے یہ عذاب ۔

﴿۶۶﴾ **دوزخیوں کو اسی سے پیٹ بھرنا پڑے گا** | دوزخیوں کو اسی سے پیٹ بھرنا پڑے گا ۔ وہ درخت جس کی صورت بھی خراب ، ناگ پھنی کی طرح خوف ناک ، جس کی سیرت بھی ایسی کر نگلنا مشکل ۔

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ

ثُمَّ	إِنَّ	لَهُمْ	عَلَيْهَا	لَشَوْبًا	مِّنْ	حَمِيمٍ	ثُمَّ
پھر	بے شک	ان کے لئے	اس پر	ملا ملا کر	سے	کھولتا ہوا پانی	پھر

پھر بے شک اس (کھانے) پر ان کے لئے کھولتا ہوا پانی (پیپ) ملا ملا کر (دیا جائے گا) پھر

إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿۶۸﴾

إِنَّ	مَرْجِعَهُمْ	لَ	إِلَى	الْجَحِيمِ	
بے شک	ان کی باز گشت	البتہ	طرف	جہنم	

ان کی باز گشت جہنم ہی کی طرف ہوگی۔

۶۷ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ○ أَيْ مَاءٌ حَارٌّ يَشْرَبُوْنَهُ فَيَخْتَلِطُ بِالْمَأْكُوْلِ مِنْهَا فَيَصِيْرُ شَوْبًا لَهُ

۶۷ پھر اس کے کھانے کے بعد ان کو گرم پانی پینے کو دیا جائے گا جو پیٹ میں اس درخت سے جس کو انھوں نے کھایا جا ملے گا۔

۶۸ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ○ يُفِيْدُ أَنَّهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهَا لِشُرْبِ الْحَمِيْمِ وَأَنَّهُ خَارِجُهَا

۶۸ پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ وہ اس میں پھر لوٹیں گے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی گرم پانی پینے کو دوزخ سے باہر نکلیں گے اور یہ پانی دوزخ سے باہر ہے۔

تشریح

۶۷ دوزخیوں کے پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی | جہاں جنتیوں کی طرح طرح سے ضیافت ہوگی طرح طرح کے مشروبات ہونگے، دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی، شراب طہور ہوگی۔ وہاں دوسری طرف دوزخیوں کے پینے کے لئے گرم کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو پیاس تو کیا بجھاتا الٹا آنتوں کو گلا دے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی جیسا کہ سورۂ محمد میں ہے کہ:۔

وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ۔ (رکوع ۲ آیت ۱۵)

(انہیں ایسا گرم پانی دیا جائے گا جو اُن کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔)

۶۸ پھر دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا | جب بھوکے ہوں گے تو کھانے کے لئے زقوم کا پھل اور پینے کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی یہ کھلا پلا کر پھر دوبارہ دوزخ کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ زقوم کے درخت اور کھولتے ہوئے پانی کے چشموں سے پھر آتش دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔ غرض عذاب کی یہ کیفیت رہے گی اور اسی کیفیت میں وہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ

إِنَّهُمْ	أَلْفَوْا	آبَاءَهُمْ	ضَالِّينَ	فَهُمْ	عَلَىٰ	آثَارِهِمْ
بے شک ان	انھوں نے پایا	اپنے باپ دادا	گمراہ (جمع)	سو وہ	پر	ان کے نقش قدم

بے شک انھوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تھا سو وہ ان کے نقشِ قدم پر

يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾

يُهْرَعُونَ	وَلَقَدْ + ضَلَّ	قَبْلَهُمْ	أَكْثَرُ	الْأَوَّلِينَ
دوڑتے جاتے تھے	اور تحقیق گمراہ ہوئے	ان سے پہلے	اکثر	اگلوں میں سے

دوڑتے جاتے تھے اور تحقیق ان سے پہلے گمراہ ہوئے تھے (ان کے) اگلوں میں سے اکثر

﴿٦٩﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا وَجَدُوا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ○

﴿٦٩﴾ بے شبہ ان کافروں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا

﴿٧٠﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ○ يُزْعَجُونَ إِلَى اتِّبَاعِهِمْ فَيُسْرِعُونَ إِلَيْهِ

﴿٧٠﴾ سو وہ ان کے نشان قدموں پر چلتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں ان کی پیروی کرنے میں۔

﴿٧١﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ○ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ

﴿٧١﴾ اور بے شک ان سے پہلے گمراہ ہوئی اکثر گزری ہوئی امتیں۔

تشریح

﴿٦٩﴾ یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اپنی عقل سے کبھی کام نہیں لیا | اللہ نے انسان کو عقل اور سمجھ دی ہے اچھے برے کی تمیز دی ہے شعور و آگہی دی ہے کہ وہ ان چیزوں سے کام لے کر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔ یہ نہیں ہے کہ اندھے بن کر گمراہوں کے پیچھے چل پڑے اگر سامنے کنواں یا کھائی ہو اور کوئی اندھا اس راستے پر جا رہا ہو اور اپنی آنکھوں سے کام نہ لے کر سامنے کنوئیں کو نہ دیکھ رہا ہو تو کیا اس کے پیچھے آنے والے کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے؟ یا آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے کہ جس راستے پر وہ جا رہا ہے اس کے سامنے کنواں ہے یا کھائی ہے ۔ اور اگر وہ اس راستے پر چلے گا تو اس میں جا پڑے گا۔ اگر پچھلے لوگ غلط تھے تو کیا ضروری ہے کہ آنے والے بھی غلط ہوں۔

﴿٧٠﴾ گمراہوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے | جو لوگ گمراہ تھے بھٹکے ہوئے تھے، انجام سے بے خبر تھے انھوں نے عقل سے اور سمجھ سے کام نہیں لیا اور اپنی زندگی کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کیا۔ انہی کے نقش قدم پر بعد میں آنے والے بھی چل پڑے اس طرح آنکھیں بند کر کے چلنا سمجھدار آدمی کا کام نہیں۔

﴿٧١﴾ ایسا نہیں ہے کہ خبردار کرنے والے نہیں بھیجے گئے | اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں خبردار کرنے والے بھیجے ہیں مگر پھر بھی ان سے پہلے بہت سے لوگ ایسے ہوئے کہ انھوں نے خبردار کرنے والوں کی بات پر توجہ نہیں دی اپنے نفس کی خواہشات کے چکر میں پھنسے رہے کہنے والے کہتے رہے اور یہ ان سُنی کرتے رہے وہی جو گمراہ ہو چکے تھے بعد والے بھی ان ہی کے پیچھے چل پڑے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

كَانَ	كَيْفَ	فَانْظُرْ	مُّنْذِرِيْنَ	فِيْهِمْ	اَرْسَلْنَا	وَلَقَدْ
ہوا	کیسا	سو دیکھیں	ڈرانے والے	ان میں	ہم نے بھیجے	اور تحقیق

اور تحقیق ہم نے ان میں ڈرانے والے (رسول) بھیجے تھے سو دیکھیں کیسا ہوا

ع ۲

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

الْمُخْلَصِيْنَ	عِبَادَ اللّٰهِ	اِلَّا	الْمُنْذَرِيْنَ	عَاقِبَةُ
خاص کیے ہوئے	اللہ کے بندے	مگر	جنھیں ڈرایا گیا	انجام

انجام جنھیں ڈرایا گیا تھا (ہاں) مگر اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے (بندگان خاص کا انجام کتنا اچھا ہوا)

﴿۷۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ مِنَ الرُّسُلِ مُخَوِّفِيْنَ

﴿۷۲﴾ اور البتہ ہم نے بھیجے ان میں پیغمبر ڈرانے والے۔

﴿۷۳﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ الْكَافِرِيْنَ اَىْ عَاقِبَتُهُمُ الْعَذَابُ

﴿۷۳﴾ سو دیکھ تو کیوں کر ہوا انجام کافروں کا کہ وہ گرفتار عذاب ہوئے۔

﴿۷۴﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ اَىِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّهُمْ نَجَوْا مِنَ الْعَذَابِ لِاِخْلَاصِهِمْ فِى الْعِبَادَةِ اَوْ لِاَنَّ اللّٰهَ اَخْلَصَهُمْ لَهَا عَلٰى قِرَاءَةِ فَتْحِ اللَّامِ

﴿۷۴﴾ مگر اللہ کے خالص بندے بوجہ اپنے اخلاص کے عذاب سے بچے رہے۔ کہ وہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے۔ یا اس سبب سے کہ اللہ نے ان کو خاص کیا اپنی عبادت کے لئے۔ (یہ مطلب مخلصین کے لام کو فتح ہونے کی صورت میں ہے۔

تشریح

﴿۷۲﴾ رسولوں کی بات پر توجہ نہ دینے والے | اللہ کے رسولوں نے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہر طرح سے سمجھایا بجھایا انجام سے باخبر کیا، گزرے ہوئے لوگوں کی تاریخ سامنے رکھی کہ ان کو دیکھو اور نصیحت حاصل کرو مگر انھوں نے سُن کر نہ دی۔

﴿۷۳﴾ جن کو خبردار کیا گیا تھا ان کا انجام دیکھو | جن کو ہمارے رسولوں نے خبردار کیا تھا ہر طرح سے سمجھایا تھا مگر انھوں نے نہیں مانی اب دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا۔ نہ ماننے والے انجام بد کو پہنچے۔

﴿۷۴﴾ اللہ کے چنیدہ بندے محفوظ رہے | ہاں اللہ کے منتخب اور چنیدہ بندے جنھوں نے رسولوں کی بات پر توجہ دی اور ان کی دعوت کو قبول کیا اور آگے بڑھ کر حق وصداقت کو اپنایا وہ اس برے انجام سے محفوظ رہے۔ آگے ان لوگوں کے واقعات سنائے جاتے ہیں جنھوں نے مانا تھا اور ان کے بھی جنھوں نے نہیں مانا تھا۔

وَلَقَدۡ نَادٰنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ ﴿۷۵﴾ ۡزصلے وَنَجَّيۡنٰهُ

وَلَقَدۡ	نَادٰنَا	نُوۡحٌ	فَلَنِعۡمَ	الۡمُجِيۡبُوۡنَ	وَنَجَّيۡنٰهُ
اور تحقیق	ہمیں پکارا	نوح	سو ہم البتہ خوب	دعا قبول کرنے والے	اور ہم نے نجات دی اُسے

اور تحقیق نوح ؑ نے ہمیں پکارا سو ہم خوب دعا قبول کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس

وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۶﴾ ۡزصلے

وَاَهۡلَهٗ	مِنَ	الۡكَرۡبِ	الۡعَظِيۡمِ	
اور اس کے گھر والے	سے	مصیبت	بڑی	

کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

(۷۵) وَلَقَدۡ نَادٰنَا نُوۡحٌ بِقَوۡلِهٖ رَبِّ اِنِّيۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ ○ لَهٗ نَحۡنُ اَيۡ دَعَانَا عَلٰى قَوۡمِهٖ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِالۡغَرَقِ

(۷۶) وَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ○ اَيِ الۡغَرَقِ

(۷۵) وَلَقَدۡ نَادٰنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ الخ اور بے شبہ ہم کو پکارا نوح نے اپنے اس قول سے " رب انی مغلوب فانتصر" کہ اے میرے رب میں مغلوب ہوں پس میری مدد فرما۔ سو ہم بہتر دعا کے قبول کرنے والے ہیں۔ حاصل یہ کہ نوح نے اپنی قوم پر بد دعا کی سو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا غرق کر کے

(۷۶) اور نوح اور اس کے گھر والوں کو بڑی سخت مصیبت سے یعنی غرق سے نجات دی۔

تشریح

(۷۵) حضرت نوح ؑ کا واقعہ | حضرت نوح ؑ جن کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے اللہ نے ان کو بڑی طویل عمر دی بڑے صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ تقریباً ایک ہزار سال تک لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے مگر اتنی لمبی مدت میں بہت کم لوگ ان پر ایمان لائے بلکہ الٹا ان کو تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر حضرت نوح ؑ نے اپنے رب سے فریاد کی۔ اس فریاد کے الفاظ سورۂ قمر میں بیان ہوئے ہیں۔ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (آیت ۱۰)

(اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو گیا ہوں۔ اب تو میری مدد کو پہنچ۔)

دیکھو اللہ نے ان کی پکار کیسی سُنی اور ان کی مدد فرمائی۔ کہ زبردست طوفان آیا اور ان پر ایمان لانے والوں کے سوا ساری قوم بارش کے طوفان میں ڈوب گئی۔

(۷۶) ہم نے نوح ؑ کو بدکردار قوم کی اذیت سے نجات دی | انتہائی شریر اور بدکردار قوم جو اپنے ظلم و ستم سے مستقل اور مسلسل حضرت نوح ؑ کو شدید تکلیف میں مبتلا کئے ہوئے تھی، حضرت نوح ؑ ان کے درمیان کس مشکل سے وقت گزار رہے تھے۔ اور آخر تنگ آکر انھوں نے اپنے رب سے فریاد کی باد و باراں کے شدید طوفان میں اس ساری قوم کا بیڑا غرق ہو گیا اور صرف وہی لوگ محفوظ رہے جو اُن پر ایمان لائے تھے اور پھر انہی سے دوبارہ نسل انسانی آگے بڑھی۔ حضرت نوح کے تین بیٹے سام، حام اور یافث ان سے نسل انسانی آگے کو چلی اور دنیا آباد ہوئی۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

عَلَيْهِ	وَتَرَكْنَا	الْبٰقِيْنَ	هُمُ	ذُرِّيَّتَهُ	وَجَعَلْنَا
اس پر۔ اس کا	اور ہم نے چھوڑا	باقی رہنے والی	وہ	اس کی اولاد	اور ہم نے کیا

اور ہم نے کیا اس کی اولاد کو باقی رہنے والی اور ہم نے اس کا (ذکر خیر) بعد میں

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾

فِي الْعٰلَمِيْنَ	نُوْحٍ	عَلٰى	سَلٰمٌ	الْاٰخِرِيْنَ	فِي
سارے جہان میں	نوح	پر	سلام ہو	بعد میں آنے والے	میں

آنے والوں میں چھوڑا۔ نوحؑ پر سلام ہو سارے جہانوں میں

﴿٧٧﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ○ فَالنَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْ نَسْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ سَامٌ وَهُوَ أَبُو الْعَرَبِ وَفَارِسَ وَالرُّوْمِ وَحَامٌ وَهُوَ أَبُو السُّوْدَانِ وَيَافِثُ أَبُو التُّرْكِ وَالْخَزَرِ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَمَا هُنَالِكَ

﴿٧٧﴾ اور اس کی ہی اولاد کو باقی رہنے والا بنایا سو تمام آدمی نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور نوحؑ کے تین لڑکے تھے ایک سام جو عرب کا باپ ہے اور فارس وروم کا یعنی عرب وفارس وروم سب سام کی اولاد میں ہیں۔ اور دوسرا حام اس کی اولاد ہیں اہل حبش اور تیسرا یافث اس کی اولاد ہیں ترک اور خزر (خزر بضم خار ایک قوم کا نام ہے) اور یاجوج ماجوج اور جو لوگ اس طرف ہیں سب یافث کی اولاد ہیں۔

﴿٧٨﴾ وَتَرَكْنَا أَبْقَيْنَا عَلَيْهِ ثَنَاءً حَسَنًا فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأُمَمِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

﴿٧٨﴾ اور ہم نے باقی رکھی نوح کی تعریف بعد کے پیغمبروں اور امتوں میں یعنی قیامت تک سب اس کی ثنا کریں گے۔

﴿٧٩﴾ سَلَامٌ مِنَّا عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ○

﴿٧٩﴾ ہمارا سلام ہو نوح پر جہان والوں میں سے۔

تشریح

﴿٧٧﴾ حضرت نوح کی نسل ہی باقی رہی | اللہ نے ان کی نسل کو باقی رکھا اور جو اُن کے مخالف تھے ان کی نسل ختم ہوگئی آج ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے۔ اللہ تعا اسی طرح صداقت کا بول بالا کرتا ہے اور برائی کی جڑ کاٹتا ہے۔

﴿٧٨﴾ بعد کی نسلوں میں حضرت نوح کی تعریف کرنے والے موجود رہے | وہ لوگ جو سچائی کی مخالفت کر رہے تھے اور ایک سچے رسول کو صرف حق کی دشمنی کی وجہ سے طرح طرح سے ستا رہے تھے ان کی نسل مٹ گئی ان کا کوئی نام لیوا نہ رہا۔ مگر آنے والی نسلیں حضرت نوحؑ کی تعریف کرتی رہیں گی اور ان کی حق وصداقت کی باتیں لوگوں کو یاد رہیں گی لوگ ان کا نام عزت سے لیتے رہیں گے۔

﴿٧٩﴾ سلام ہو نوح پر | حضرت نوحؑ کا ذکر خیر باقی رہے گا تمام دنیا والوں میں ان کی تعریف ہوتی رہے گی نیک بندوں پر سلام ہو کہ وہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے یاد رکھے جاتے ہیں۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ

اِنَّا	كَذٰلِكَ	نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ	اِنَّهٗ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِيْنَ	ثُمَّ
بے شک ہم	اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	نیکو کاروں	بے شک وہ	سے	ہمارے بندے	مومن (جمع)	پھر

بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾

اَغْرَقْنَا	الْاٰخَرِيْنَ	وَاِنَّ	مِنْ	شِيْعَتِهٖ	لَاِبْرٰهِيْمَ
ہم نے غرق کر دیا	دوسرے	اور بے شک	سے	اس کے طریقہ پر چلنے والے	البتہ ابراہیم

ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا اور بے شک ابراہیم ؑ اسی کے طریقے پر چلنے والوں میں سے تھے۔

۸۰ اِنَّا كَذٰلِكَ كَمَا جَزَيْنَاهُ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ○
۸۱ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ
۸۲ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ كُفَّارَ قَوْمِهٖ
۸۳ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ اَىْ مِمَّنْ تَابَعَهٗ فِىْ اَصْلِ
الدِّيْنِ لَاِبْرٰهِيْمَ ○ وَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ
بَيْنَهُمَا وَهُوَ اَلْفَانِ وَسِتُّمِائَةٍ وَّاَرْبَعُوْنَ
وَكَانَ بَيْنَهُمَا هُوْدٌ وَّصَالِحٌ

۸۰ بے شک جیسے ہم نے نوح کو عوضِ نیک دیا اسی طرح ہم عوض دیتے ہیں نیکی کرتے والوں کو۔
۸۱ بالیقین نوح ہمارے ایمان والے بندوں میں تھا۔
۸۲ پھر ہم نے غرق کیا اس کی قوم کے کافروں کو۔
۸۳ اور بے شبہ نوح کی جماعت اور تابعین میں سے ہے ابراہیم کہ اصل دین میں یہ اس کا شریک اور تابع ہے اگرچہ ان دونوں میں زمانہ دراز کا فاصلہ ہوا ہے یعنی دو ہزار چھ سو چالیس (۲۶۴۰) برس کا فاصلہ ان دونوں میں ہوا اور ابراہیم اور نوح کے بیچ میں دو پیغمبر ہود اور صالح ہوئے۔

تشریح

۸۰ نیکی کرنے والوں کی جزا | ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں کہ ان کا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ لوگ ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہیں اور ان پر اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔

۸۱ نوح ؑ ہمارے وفادار بندوں میں سے تھے | بے شک نوح ؑ ہمارے تابع دار اور وفادار بندوں میں سے تھے ان کی وفاداری کا صلہ یہی تھا کہ ان کا نام ہمیشہ نیکی کے ساتھ لیا جاتا رہے گا۔ اور لوگ ان کو سلام بھیجتے رہیں گے۔

۸۲ مخالف گروہ کا خاتمہ ہوگیا | رہے حضرت نوح ؑ کے مخالف جو اتنی لمبی مدت تک ان کو ایذائیں دیتے رہے اور ان کے معصوم دل کو دکھاتے رہے ہم نے اس گروہ کو غرق کر دیا اور وہ ختم ہو گئے۔

۸۳ حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ | اس گروہ کے فرد اور اسی طریقے پر چلنے والے حضرت ابراہیم ؑ تھے کیوں کہ تمام انبیاء کرام دین کے اصولوں میں متفق ہیں ایک ہی راہ پر چلنے والے ہیں اور ہر آنے والا پچھلے رسول کی تصدیق کرتا ہے اس لئے تمام انبیاء کرام ایک ہی گروہ کے افراد ہیں جیساکہ سورۂ مومنون میں ارشاد ہوا کہ

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ۔ (رکوع ۴ آیت ۵۲)

(اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں بس مجھ ہی سے ڈرو۔)

امت کا لفظ افراد کے اس مجموعے پر بولا جاتا ہے جو کسی مشترک اصل پر جمع ہوں۔ انبیاء کرام کیوں کہ زمانے مقام کے اختلاف کے باوجود ایک ہی دین کی دعوت پر جمع تھے اس لئے وہ سب مل کر ایک امت اور ایک گروہ کہلائے تو اسی انبیاء کے گروہ کے ایک فرد حضرت ابراہیم ؑ بھی تھے۔

إِذْ جَآءَ رَبَّهُۥ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦ

إِذْ جَآءَ	رَبَّهُۥ	بِقَلْبٍ	سَلِيمٍ	إِذْ	قَالَ	لِأَبِيهِ	وَقَوْمِهِۦ
(یاد کرو) جب وہ آیا	اپنا رب	دل کے ساتھ	صاف	جب	اس نے کہا	اپنے باپ کو	اور اپنی قوم

جب وہ اپنے رب کے پاس آئے صاف دل کے ساتھ (عیب سے پاک دل کے ساتھ) (یاد کرو) جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے

مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا ءَالِهَةً دُونَ ٱللَّهِ

مَاذَا	تَعْبُدُونَ	أَئِفْكًا	ءَالِهَةً	دُونَ ٱللَّهِ
کس چیز تم	پرستش کرتے ہو	کیا جھوٹ موٹ کے	معبود	اللہ کے سوا

کہا تم کس (واہیات) چیز کی پرستش کرتے ہو؟ کیا تم اللہ کے سوا جھوٹ موٹ کے معبود چاہتے ہو؟

تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٧﴾

تُرِيدُونَ	فَمَا	ظَنُّكُم	بِرَبِّ	ٱلْعَٰلَمِينَ
تم چاہتے ہو	سو کیا	تمہارا گمان	پروردگار کے بارے میں	تمام جہانوں

سو تمام جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

٨٤ إِذْ جَآءَ اَیْ تَابَعَہٗ وَقْتَ مَجِیْئِہٖ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○ مِنَ الشَّكِّ وَغَیْرِہٖ

٨٥ إِذْ قَالَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَةِ الْمُسْتَمِرَّةِ لَہٗ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مُوَبِّخًا مَاذَا مَا الَّذِیْ تَعْبُدُوْنَ ○

٨٦ أَئِفْكًا فِیْ ھَمْزَتَیْهِ مَا تَقَدَّمَ اٰلِھَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ○ وَاِفْكًا مَفْعُوْلٌ لَہٗ وَاٰلِھَةً مَفْعُوْلٌ بِهٖ لِتُرِیْدُوْنَ وَالْاِفْكُ اَسْوَأُ الْكَذِبِ اَیْ اَتَعْبُدُوْنَ غَیْرَ اللّٰهِ

٨٧ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اِذْ عَبَدْتُّمْ غَیْرَہٗ اَنَّہٗ یَتْرُكُكُمْ بِلَا عِقَابٍ لَا وَكَانُوْا نَجَّامِیْنَ فَخَرَجُوْا اِلٰی عِیْدٍ لَّهُمْ وَتَرَكُوْا طَعَامَهُمْ عِنْدَ اَصْنَامِهِمْ زَعَمُوا التَّبَرُّكَ عَلَیْهِ فَاِذَا رَجَعُوْا اَكَلُوْہُ۔ وَقَالُوْا لِلسَّیِّدِ اِبْرٰهِیْمَ اُخْرُجْ مَعَنَا

٨٤ ابراہیمؑ نے نوحؑ کی متابعت کی جبکہ وہ متوجہ ہوا اپنے رب کی طرف صاف دل سے جو تردد وغیرہ سے خالی تھا۔

٨٥ جب کہ ابراہیمؑ نے اسی حالتِ دائمی میں اپنے باپ اور قوم سے کہا ازراہِ سرزنش تم کاہے کو پوجتے ہو۔

٨٦ کیا تم اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو جو محض جھوٹ اور افتراء ہے یعنی وہ بت کسی طرح پرستش کے لائق نہیں۔

٨٧ سو تم اللہ کے غیر کی پرستش کر کے کیا یہ گمان کرتے ہو کہ جہان کے رب کے عذاب سے چھوٹ جاؤ گے۔ ہرگز نہیں۔ اور ابراہیمؑ کی قوم نجومی تھی سو وہ اپنی کسی عید میں گئے اور اپنا کھانا بتوں کے پاس چھوڑ گئے اور یہ خیال کیا کہ یہ کھانا متبرک ہو جائے گا پھر جب ہم اپنی عید سے واپس آئیں گے اس طعام کو کھا لیں گے اور حضرت ابراہیمؑ سے کہا تو بھی ہمارے ساتھ چل

تشریح

(۸۵) حضرت ابراہیمؑ کا اپنے رب کی طرف جھکاؤ | حضرت ابراہیمؑ کا دل ہر طرح کی اعتقادی اور اخلاقی برائیوں سے پاک تھا اس میں نافرمانی اور سرکشی کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ ان کے سینے میں ایسا دل دھڑکتا تھا جس میں کوئی الجھاؤ نہ تھا اور اس کا پورا جھکاؤ اپنے رب کی طرف تھا جب وہ تواضع اور انکساری کے ساتھ رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی قوم کو بھی خبردار کیا۔

(۸۶) حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد اور قوم کو نصیحت | حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو کیا یہ چیزیں عبادت کے لائق ہیں؟ وہ بت جن کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو ان ہی کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیتے ہو۔ سورۂ مریم میں ہے:-

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا۔ (مریم آیت ۴۱ تا ۴۵)

(اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ ایک راست باز انسان اور نبی تھا جب اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟۔ ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔ ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمٰن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔) ——— سورۂ انبیاء میں ہے کہ:-

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ۔ (انبیاء ۵۰ تا ۵۶)

(جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا یہ مورتیں کیسی ہیں جن کے تم گرویدہ ہو؟ انھوں نے جواب دیا اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے۔ اس نے کہا تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا کیا تو ہمارے سامنے اپنے اصل خیالات پیش کر رہا ہے یا مذاق کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔)

(۸۷) جھوٹے معبود | آخر یہ مورتیاں اور جھوٹے معبود کیا ہیں جنھیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لئے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کے ہاتھ میں جہان کی حکومت ہے یا یہ نفع نقصان کے مالک ہیں۔ آخر سچے معبود کو چھوڑ کر ان حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں ہے؟

(۸۸) کیا تمہیں رب العالمین کے وجود میں شبہ ہے | رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ یہ لکڑی اور پتھر کے معبود رب العالمین کی صفات میں شریک ہو سکتے ہیں کیا تم اس کی شان اور مرتبے کو نہیں سمجھتے ہو کہ ان پتھروں کو ان کا شریک ٹھہرا رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رب العالمین کا غضب اور انتقام کیسا ہے اس کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہو آخر تم نے رب العالمین کو سمجھ کیا رکھا ہے۔؟

فَنَظَرَ نَظۡرَۃً فِی النُّجُوۡمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ ﴿۸۹﴾

سَقِیۡمٌ	اِنِّیۡ	فَقَالَ	النُّجُوۡمِ	فِی	نَظۡرَۃً	فَنَظَرَ
بیمار (ہو جاؤں گا)	بے شک میں	تو اس نے کہا	ستارے	میں، کو	ایک نظر	پھر اس نے دیکھا

پھر اس نے ستاروں کو ایک نظر دیکھا تو اس نے کہا بے شک میں بیمار ہو جاؤں گا۔

فَتَوَلَّوۡا عَنۡہُ مُدۡبِرِیۡنَ ﴿۹۰﴾

مُدۡبِرِیۡنَ	عَنۡہُ	فَتَوَلَّوۡا
پیٹھ پھیر کر	اس سے	پس وہ پھر گئے

پس وہ پیٹھ پھیر کر اس سے پھر گئے۔

﴿۸۸﴾ فَنَظَرَ نَظۡرَۃً فِی النُّجُوۡمِ ○ اَیُّھَا مَا لَھُمۡ اَنَّہٗ یَعۡتَمِدُ عَلَیۡھَا لِیَتَّبِعُوۡہُ

﴿۸۹﴾ فَقَالَ اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ ○ عَلِیۡلٌ اَیۡ سَاَسۡقَمُ

﴿۹۰﴾ فَتَوَلَّوۡا عَنۡہُ اِلٰی عِیۡدِھِمۡ مُدۡبِرِیۡنَ ○

﴿۸۸﴾ سو ابراہیم نے نظر کی ستاروں کی طرف (ابراہیم نے ستاروں کی طرف دیکھ کر اس لئے ایسا کہا کہ اس کی قوم کو یہ گمان ہو کہ ابراہیم بھی ستاروں پر بھروسہ کرتا ہے اور ان کے علم نجوم سے واقف ہے تاکہ اس کو ساتھ نہ لے جائیں)

﴿۸۹﴾ پھر کہنے لگا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔

﴿۹۰﴾ سو جب ابراہیم نے جانے سے عذر کیا اس کی قوم اس کو چھوڑ کر اپنی عید میں گئے۔

تشریح

﴿۸۸﴾ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کے ستاروں پر نگاہ ڈالی | حضرت ابراہیمؑ اپنے والد اور اپنی قوم کو سمجھا رہے تھے کہ یہ بت اللہ رب العالمین کی شانِ اقدس کے ساتھ کیسے شریک ہو سکتے ہیں جن کو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ مشرکانہ جہالت انسان کو ایسا اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے کہ وہ کھلی کھلی چیزوں کو بھی نہ دیکھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ارادہ کیا کہ جب یہ لوگ اس حقیقت کو دلیلوں سے نہیں سمجھتے تو ان کے سامنے ان کے معبودوں کی بے بسی اور محتاجی کو عملی طور پر ظاہر کیا جائے۔ انھیں ایک موقعہ مل گیا۔ لوگ کسی قومی جشن کے لئے بستی سے باہر جا رہے تھے انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ تو انھوں نے عذر کیا کہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے ——— تاکہ لوگوں کے جانے کے بعد ان کے بت خانہ میں جا کر ان کے بتوں کی خبر لے سکیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کے ستاروں کو دیکھا جیسے کچھ سوچ رہے ہوں۔ اور پھر کہا کہ ......

﴿۸۹﴾ میری طبیعت ناساز ہے | حضرت ابراہیمؑ نے عذر کیا کہ تم لوگ جاؤ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت ضرور ناساز ہو گی۔ کیوں کہ لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ تم اچھے خاصے ہو بلا وجہ اپنے آپ کو بیمار بتا رہے ہو بلکہ ان کے عذر کو قبول کر لیا۔ معمولی بیماری بھی بیماری ہی ہوتی ہے اور اس کو ایک طرح کا توریہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تھوڑی سی بیماری کو نہ جانے کے عذر کے طور پر پیش کر دیا۔

﴿۹۰﴾ قوم، ابراہیمؑ کو چھوڑ کر چلی گئی | قوم کے لوگ ابراہیمؑ کو بستی میں چھوڑ کر بستی سے باہر جشن منانے کے لئے چلے گئے۔ مختلف قسم کے میلے بستی سے باہر ہی ہوا کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ بستی میں اکیلے رہ گئے۔ سب لوگ جا چکے تھے۔ موقع اچھا تھا۔ ابراہیمؑ نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ

مَا لَكُمْ	اَلَا تَاْكُلُوْنَ	فَقَالَ	اٰلِهَتِهِمْ	اِلٰٓى	فَرَاغَ
کیا ہوا تمھیں؟	کیا تم نہیں کھاتے	پھر کہنے لگا	ان کے معبودوں	طرف میں	پھر پوشیدہ گھس گیا

پھر وہ ان کے معبودوں میں چھپ کر گھس گیا پھر وہ (بطور تمسخر) کہنے لگا کیا تم کھاتے نہیں؟ تمہیں کیا ہوا؟

لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾

بِالْيَمِيْنِ	ضَرْبًا	عَلَيْهِمْ	فَرَاغَ	لَا تَنْطِقُوْنَ
اپنے دائیں ہاتھ (قوت سے)	مارتا ہوا	ان پر	پھر جا پڑا	تم بولتے نہیں

تم بولتے نہیں؟ پھر پوری قوت سے مارتا ہوا ان پر جا پڑا۔

﴿٩١﴾ فَرَاغَ مَالَ فِىْ خُفْيَةٍ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ وَهِىَ الْاَصْنَامُ وَعِنْدَهَا الطَّعَامُ فَقَالَ اِسْتِهْزَاءً اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○ فَلَمْ يَنْطِقُوْا فَقَالَ

﴿٩١﴾ جب وہ چلے گئے تو ابراہیم متوجہ ہوا آہستہ سے ان بتوں کی طرف اور حال یہ کہ ان کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا سو ابراہیم نے ازراہِ تمسخر واستہزاء کے ان سے کہا تم یہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ پس انھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر ابراہیم نے کہا

﴿٩٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ○ فَلَمْ يُجِبْ

﴿٩٢﴾ کیا وجہ تم کیوں نہیں بولتے۔ وہ پھر بھی کچھ نہ بولے۔

﴿٩٣﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ○ بِالْقُوَّةِ فَكَسَرَهَا فَبَلَغَ قَوْمَهٗ مَنْ رَاٰهُ

﴿٩٣﴾ اس پر ابراہیم نے ان کو خوب زور سے مارا۔ یہاں تک کہ ان کو توڑ دیا۔ جس نے یہ قصہ دیکھا اس نے ابراہیم کی قوم سے جاکر کہا۔

تشریح

﴿٩١﴾ ابراہیم بتوں کے مندر میں | ابراہیم بتوں کے مندر میں گھس گئے۔ بتوں کے سامنے طرح طرح کے چڑھاوے، کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ ابراہیمؑ نے بتوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم لوگ کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب کھانے کی چیزیں تمہارے سامنے رکھی ہیں اور تمہارے اوپر چڑھائی گئی ہیں تو تم ان چیزوں کو کھاتے کیوں نہیں ہو؟۔

﴿٩٢﴾ ابراہیم کا بتوں سے خطاب کہ تم بولتے کیوں نہیں ہو | ابراہیم نے بتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کیا ہو گیا آپ لوگ بولتے بھی نہیں یعنی نہ کھاتے ہو نہ بولتے ہو۔ صورت تو تمہاری انسانوں جیسی بنا دی لیکن انسانوں کی روح تم میں نہ ڈال سکے۔ کھانے پینے اور بولنے والے انسان بے حس و حرکت وجود کے سامنے سر جھکائیں اور ان سے مدد طلب کریں۔

﴿٩٣﴾ بتوں کی توڑ پھوڑ | ابراہیم بتوں پر پل پڑے اور زور زور سے مار کر ان کو توڑ پھوڑ دیا کسی کی ناک ٹوٹی پڑی ہے کسی کے ہاتھ ٹوٹے پڑے ہیں کسی کا سر ٹوٹا ہوا ہے۔
غرض سارا بت خانہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ

فَاَقْبَلُوْٓا	اِلَيْهِ	يَزِفُّوْنَ	قَالَ	اَتَعْبُدُوْنَ
پھر وہ متوجہ ہوئے	اس کی طرف	دوڑتے ہوئے	اس نے فرمایا	کیا تم پرستش کرتے ہو

پھر وہ (بت پرست) متوجہ ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوئے (آئے) اس نے فرمایا کیا تم (ان کی) پرستش کرتے ہو

مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا

مَا تَنْحِتُوْنَ	وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	وَمَا تَعْمَلُوْنَ	قَالُوا
جو تم تراشتے ہو	حالانکہ اللہ	اس نے پیدا کیا تمہیں	اور جو تم کرتے ہو	انھوں نے کہا

جو تم خود تراشتے ہو حالاں کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم کرتے (بناتے) ہو۔ انھوں نے (ایک دوسرے کو)

ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾

ابْنُوْا	لَهٗ	بُنْيَانًا	فَاَلْقُوْهُ	فِي	الْجَحِيْمِ
بناؤ	اس کے لئے	ایک عمارت	پھر ڈال دو اسے	میں	آگ

کہا اس کے لئے ایک عمارت (آتش خانہ) بناؤ پھر اسے آگ میں ڈال دو۔

﴿٩٤﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ○ اَيْ يُسْرِعُوْنَ الْمَشْيَ فَقَالُوْا نَحْنُ نَعْبُدُهَا وَاَنْتَ تَكْسِرُهَا

﴿٩٤﴾ وہ سب دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم کی طرف پھر کہنے لگے کہ جن بتوں کی ہم پرستش کرتے ہیں تو ان کو توڑتا ہے۔

﴿٩٥﴾ قَالَ لَهُمْ مُوَبِّخًا اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○ مِنَ الْحِجَارَةِ وَغَيْرِهَا اَصْنَامًا

﴿٩٥﴾ ابراہیم نے ازراہ سرزنش ان سے کہا کیا تم پرستش کرتے ہو ان بتوں کی جن کو تم پتھر وغیرہ سے تراش کر بناتے ہو۔

﴿٩٦﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ مِنْ نَحْتِكُمْ وَمَنْحُوْتِكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وَحْدَهٗ وَمَا مَصْدَرِيَّةٌ وَقِيْلَ مَوْصُوْلَةٌ وَقِيْلَ مَوْصُوْفَةٌ

﴿٩٦﴾ حالانکہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جن کو تم تراشتے ہو پس اسی اکیلے کی عبادت کرو۔

﴿٩٧﴾ قَالُوْا بَيْنَهُمْ ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَامْلَؤُوْهُ حَطَبًا وَاَضْرِمُوْهُ بِالنَّارِ فَاِذَا

﴿٩٧﴾ وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ایک مکان بناؤ اور اس کو لکڑیوں سے بھر دو پھر ان کو آگ لگا دو جب وہ خوب بھڑک جاویں۔

الْنَّهَبَ فَالْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ○ اور شعلہ زن ہوں اس وقت ابراہیم کو اس آگ تیز میں ڈال
النَّارِ الشَّدِيْدَةِ دو۔

تشریح

(۹۴) قوم کے لوگ بھاگے بھاگے ابراہیم کے پاس آئے | لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ میلے سے واپس آکر مندر میں پوجا پاٹھ کرتے تھے جب مندر میں پہنچے تو بتوں کی یہ حالت دیکھی اور حیران ہو گئے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ پوچھ گچھ کی تو کچھ لوگوں نے بتایا کہ ابراہیم نام کا ایک نوجوان بت پرستی کے خلاف باتیں کرتا رہتا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ حرکت اسی کی ہو اس پر لوگوں نے کہا کہ اُسے پکڑ کر لاؤ۔ چنانچہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہونچے اور انہیں پکڑ کر مجمع کے سامنے لائے۔

(۹۵) تم لوگ یہ حرکت کرتے کیوں ہو؟ ابراہیم کا بیان | جب کچھ لوگ ان کو پکڑ کر مجمع کے سامنے لائے تو لوگوں نے ابراہیم سے پوچھا کہ کیا یہ تمہاری حرکت ہے؟ ابراہیم نے کہا کسی کی بھی ہو مگر تم یہ احمقانہ باتیں کرتے ہی کیوں ہو؟ تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو۔ جس چیز کو تم نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ تمہارا معبود کیسے ہو سکتا ہے تمہارا معبود وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

(۹۶) اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور ان چیزوں کا بھی جو تم بناتے ہو | اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور ان پتھروں کا بھی پیدا کرنے والا ہے جن کو تراش کر تم نے اپنا معبود بنا لیا ہے۔ یہ تو مخلوق در مخلوق ہیں ان پتھروں کو اللہ نے بنایا اور ان پتھروں کو تراش کر تم نے صنم بنا لیا۔ بھلا جو مخلوق ہے وہ خالق کی جگہ کیسے لے سکتا ہے۔

یہ ایسی بات تھی جس کا کوئی جواب نہیں تھا مگر ہٹ دھرمی اور ضد ان کو اس حقیقت کو تسلیم کرنے نہیں دیتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا مقدمہ نمرود کے دربار میں پیش ہوا۔ نمرود کو اپنی حکومت پر ناز تھا اور وہ اپنے آپ کو خداؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے حاکم مطلق سمجھتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ

(بقرہ آیت ۲۵۸)

(کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا۔ جھگڑا اس بات پر کہ اللہ نے اس شخص کو حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔ تو اس کا جواب تھا زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا۔)

(۹۷) ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو | دلیل کے جواب میں کوئی دلیل نہ تھی، دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی فیصلہ کیا گیا کہ ایک الاؤ تیار کرو اور اسے دہکتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو۔ سورۂ انبیاء میں ہے کہ: قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (انبیاء آیت ۶۸)

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ

فَاَرَادُوْا	بِهٖ	كَيْدًا	فَجَعَلْنٰهُمُ	الْاَسْفَلِيْنَ	وَقَالَ
پھر انھوں نے چاہا	اس پر	داؤ	تو ہم نے کر دیا انھیں	زیر تر (نیچے)	اور اس (ابراہیم) نے کہا

پھر انھوں نے اس پر داؤ کرنا چاہا تو ہم نے انھیں زیر تر کر دیا۔ اور ابراہیمؑ نے کہا

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ

اِنِّيْ	ذَاهِبٌ	اِلٰى + رَبِّيْ	سَيَهْدِيْنِ	رَبِّ	هَبْ + لِيْ
بے شک میں	جانے والا ہوں	اپنے رب کی طرف	اب وہ مجھے راہ دکھائے گا	اے میرے رب	مجھے عطا فرما

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے بھی راہ دکھائے گا اے میرے رب! مجھے صالح

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

مِنَ	الصّٰلِحِيْنَ	فَبَشَّرْنَاهُ	بِغُلٰمٍ	حَلِيْمٍ
سے	نیک صالح (جمع)	پس بشارت دی ہم نے اُسے	ایک لڑکا	بُردبار

(روحوں) میں سے (نیک اولاد) عطا فرما پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔

﴿۹۸﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا بِاِلْقَائِهٖ فِي النَّارِ لِتُهْلِكَهٗ فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ○ اَلْمَقْهُوْرِيْنَ فَخَرَجَ مِنَ النَّارِ سَالِمًا

﴿۹۸﴾ پس کافروں نے ابراہیم کے ساتھ مکر کا قصد کیا یعنی اس کو آگ میں ڈال دینے کا کہ وہ اس کو ہلاک کر دے سو ہم نے انھیں کو مغلوب کیا کہ ابراہیم آگ سے سلامت نکل آیا۔

﴿۹۹﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ مُهَاجِرًا اِلَيْهِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ سَيَهْدِيْنِ ○ اِلٰى حَيْثُ اَمَرَنِيْ بِالْمَصِيْرِ اِلَيْهِ وَهُوَ الشَّامُ فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

﴿۹۹﴾ اور بولا کہ بے شبہ میں اس دار الکفر کو چھوڑ کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جہاں میرا رب مجھ کو لے جاوے وہاں جاتا ہوں۔ سو وہ مجھ کو راہ دکھلاوے گا اس ملک کی طرف جہاں جانے کا اس نے مجھ کو حکم فرمایا (مراد اس سے ملک شام ہے) پس جب پہنچا ابراہیم زمین مقدس میں۔

﴿۱۰۰﴾ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ وَلَدًا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

﴿۱۰۰﴾ کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھ کو ولد صالح عطا فرما۔

﴿۱۰۱﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ اَيْ ذِيْ حِلْمٍ كَثِيْرٍ

﴿۱۰۱﴾ سو ہم نے اس کو بشارت دی ایک لڑکے نہایت بردبار کی۔

تشریح

(۹۸) آگ کا حضرت ابراہیمؑ کو جلانے سے انکار | تجویز کے مطابق ایک بڑا الاؤ آگ کا تیار کیا گیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اس میں پھینک دیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ ابراہیم ذرا سی دیر میں جل کر خاک ہو جائیں گے اور اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت اور زیادہ ہو جائے گی کہ دیکھو جو ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر اللہ نے ان ہی کو نیچا دکھایا اور حضرت ابراہیم پر آگ کو گلزار کر دیا۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا اور اللہ کے حکم سے آگ نے ابراہیم کو جلانے سے انکار کر دیا۔ سورۂ انبیاء میں ہے کہ

قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ۝ (سورۃ الصافات آیت ۶۹)

(ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم علیہ السلام پر)

سورۂ عنکبوت میں ارشاد ہوا ہے۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (آیت ۲۴)

(پھر اللہ نے اس کو آگ سے بچا لیا۔)

اس طرح انھوں نے جو کارروائی حضرت ابراہیم کے خلاف کرنی چاہی تھی اللہ نے اس میں ان ہی کو نیچا دکھا دیا۔

(۹۹) ہجرت کا فیصلہ | اس مرحلے پر حضرت ابراہیم نے جب دیکھا کہ باپ کی طرف سے بھی سختی ہو رہی ہے اور قوم کی طرف سے بھی مایوسی ہے تو آپ نے وطن چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت آپ کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوئے ہیں کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا؛ وہ آپ کے سچے جذبۂ حق پرستی کو ظاہر کرتے ہیں یعنی میرا وطن چھوڑنا صرف اللہ کے لئے ہے میں اسی کی خاطر گھر بار چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے جہاں وہ لے جائے گا چلا جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اپنی بیوی سارہ اور اپنے بھتیجے لوط بن حاران کو لے کر عراق سے نکل پڑے اور فلسطین کے علاقہ کنعان میں قیام فرمایا۔ کنعان میں قحط سالی ہو رہی تھی۔ آپ کنعان چھوڑ کر مصر آ گئے۔ مصر کے بادشاہ نے آپ کی خدا پرستی اور نیکی سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی ہاجرہ کی شادی حضرت ابراہیم سے کر دی۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اس وقت چھیاسی ۸۶ سال کو چھو رہی تھی اور آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔

(۱۰۰) اولاد کے لئے دعا | آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو صالحین میں سے ہو تاکہ وہ آپ کے کام میں مددگار ہو۔ اولاد اگر صالح ہو گی تو باپ کے نقش قدم پر چلے گی اور ماں باپ کے لئے دل کی ٹھنڈک ہو گی اس لئے حضرت ابراہیم نے صرف اولاد ہی کی تمنا نہیں کی بلکہ یہ بھی دعا کی کہ وہ اولاد صالح ہو۔

(۱۰۱) اولاد کی بشارت | اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کی دعا کے جواب میں ایک حلیم اور بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ تقریباً ۸۶ اسی سال کی عمر میں آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس کے بعد ننانوے یا سو ۹۹ سال کی عمر میں پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق پیدا ہوئے سورۂ ابراہیم میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ
اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ
الدُّعَآءِ (سورۂ ابراہیم آیت ۳۹)

(شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق جیسے بیٹے دیئے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی

فَلَمَّا	بَلَغَ	مَعَهُ	السَّعْیَ	قَالَ	یٰبُنَیَّ	اِنِّیْٓ + اَرٰی
پھر جب	وہ پہنچا	اس کے ساتھ	دوڑنے	اس نے کہا	اے میرے بیٹے	بے شک میں دیکھتا ہوں

پھر جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے (کی عمر کو) پہنچا تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے بیٹے! بے شک میں خواب

فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی

فِی	الْمَنَامِ	اَنِّیْٓ	اَذْبَحُكَ	فَانْظُرْ	مَاذَا	تَرٰی
میں	خواب	کہ میں	تجھے ذبح کر رہا ہوں	اب تو دیکھ	کیا	تیری رائے

میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔؟

قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ

قَالَ	یٰٓاَبَتِ	افْعَلْ	مَا	تُؤْمَرُ	سَتَجِدُنِیْٓ	اِنْ
اس نے کہا	اے میرے ابا جان	آپ کریں	جو	آپ کو حکم کیا جاتا ہے	آپ جلد ہی مجھے پائیں گے	اگر

اس نے کہا اے میرے ابا جان آپ کو جو حکم کیا جاتا ہے وہ کریں آپ مجھے جلد ہی پائیں گے

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

شَآءَ + اللّٰهُ	مِنَ	الصّٰبِرِیْنَ	
اللہ نے چاہا	سے	صبر کرنے والے	

(انشاءاللہ) اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والوں میں سے۔

﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ
اَیْ اَنْ یَّسْعٰی مَعَهٗ وَیُعِیْنُهٗ
قِیْلَ بَلَغَ سَبْعَ سِنِیْنَ
وَقِیْلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ سَنَةً
قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی
اَیْ رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ
اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ رُؤْیَا

﴿۱۰۲﴾ پس جب وہ لڑکا اتنا بڑا ہو گیا کہ ابراہیم کے ساتھ دوڑ بھاگ سکے اور اس کی اعانت کر سکے یعنی سات برس یا تیرہ برس کا ہو گیا علی اختلاف القولین تو ابراہیم نے اس سے کہا

اے میرے چھوٹے سے پیارے بیٹے، میں نے خواب میں دیکھا ہے۔

کہ گویا میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ اور پیغمبروں کے خواب سچے

الْاَنْبِيَاءِ حَقٌّ وَّاَفْعَالُهُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى مِنَ الرَّاْيِ شَاوَرَهٗ لِيَاْنَسَ بِالذَّبْحِ وَيَنْقَادَ لِلْاَمْرِ بِهٖ قَالَ يٰاَبَتِ اَلتَّاءُ عِوَضٌ عَنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ بِهٖ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ عَلٰى ذٰلِكَ

ہوتے ہیں اور ان کے افعال امر الٰہی سے ہوتے ہیں. سو دیکھ تو کہ تیری رائے میں کیا آتا ہے (ابراہیم نے اس سے مشورہ لیا تاکہ وہ ذبح ہونے سے نہ گھبراوے اور اس حکم میں ابراہیم کا فرماں بردار ہو جائے ۔)

اس نے جواب دیا کہ اے میرے باپ کر تو جو تجھ کو حکم ہوا ہے

اگر اللہ کو منظور ہے تو عنقریب تو مجھ کو اس پر صابر پائے گا۔

تشریح

(۱۰۲) اللہ کی راہ میں اکلوتے بیٹے اسمٰعیل کی قربانی | حضرت ابراہیم کو پیدائش کے بعد جب کہ ابھی وہ دودھ پیتے بچے تھے اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ ننھے اسماعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو شام کے پُرفضا ملک سے لے جاکر حجاز کے لق و دق بے آب و گیاہ میدان میں لے جاکر رکھیں اور ان کو وہاں چھوڑ کر خود ملک شام چلے جائیں. حضرت ابراہیمؑ نے فوراً تعمیل کی. بظاہر اس لق و دق صحرا میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے. مگر اللہ نے معجزانہ طریقے پر ماں بیٹے کی حفاظت فرمائی. زم زم کا چشمہ جاری ہوا. حضرت ہاجرہ کا بے قراری اور اضطراب میں پانی کی تلاش کے لئے دوڑنا حج کا ایک حصہ بنا.

اسمٰعیلؑ اس وقت اکلوتے بیٹے تھے دوسرے بیٹے اسحاق ابھی پیدا نہ ہوئے تھے. ان کی عمر اس وقت تقریباً نو سال ہو چکی تھی اور وہ اپنے والد کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے قابل ہو گئے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کے خواب بمنزلہ وحی کے ہوتے ہیں اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے یہی سمجھا کہ اللہ کا یہ حکم ہے کہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو اللہ کی خوشنودی کے لئے قربان کردوں انھوں نے اپنا یہ خواب بیٹے کو سنا کر پوچھا کہ بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے ۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے اس موقعہ پر جو جواب دیا اس نے ثابت کر دیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے صالح بیٹے کے لئے جو دعا کی تھی وہ پوری طرح قبول ہوئی ۔ اسمٰعیل جسمانی حیثیت سے ان کے بیٹے ہی نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی اعتبار سے بھی ان کے ہونہار سپوت ہیں۔ انھوں نے جواب دیا ابا جان آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے پورا کیجئے ان شاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔

نوعمر اسمٰعیل کے جواب میں عزم و ہمت کے ساتھ "ان شاء اللہ" کے لفظ سے اللہ پر توکل اور "من الصابرین" میں عاجزی کا انداز ہے. اسی تواضع اور اطاعت کی برکت تھی کہ یہ کٹھن منزل آسان ہو گئی۔ دنیا کا یہ انوکھا باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے اور فرماں بردار بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار چل پڑے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ

فَلَمَّآ	اَسْلَمَا	وَتَلَّهٗ	لِلْجَبِيْنِ	وَنَادَيْنٰهُ	اَنْ
پس جب	دونوں نے حکم (الٰہی) مان لیا	اور باپ نے بیٹے کو لٹایا	پیشانی کے بل	اور ہم نے اس کو پکارا	کہ

پس جب دونوں نے حکمِ الٰہی کو مان لیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا اور ہم نے اس کو پکارا کہ

يّٰاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ

يّٰاِبْرٰهِيْمُ	قَدْ	صَدَّقْتَ	الرُّءْيَا	اِنَّا كَذٰلِكَ
اے ابراہیم	تحقیق	تو نے سچ کر دکھایا	خواب	بے شک ہم اسی طرح

اے ابراہیمؑ! تحقیق تو نے خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم نیکوکاروں کو

نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَهُوَ
ہم جزا دیا کرتے ہیں	نیکوکاروں	بے شک	یہ	البتہ

اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ البتہ کھلی آزمائش (بڑا امتحان تھا)

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

الْبَلٰٓؤُا	الْمُبِيْنُ	وَفَدَيْنٰهُ	بِذِبْحٍ	عَظِيْمٍ
آزمائش	کھلی	اور ہم نے اس کے عوض دیا	ایک ذبیحہ	بڑا

(بڑا امتحان تھا) اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (قربانی کو) اس کے عوض دیا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى

وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِ	فِى	الْاٰخِرِيْنَ	سَلٰمٌ	عَلٰٓى
اور ہم نے باقی رکھا	اس پر (اس کا ذکرِ خیر)	میں	بعد میں آنے والے	سلام	پر

اور ہم نے اس کا ذکرِ خیر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا سلام ہو

اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

اِبْرٰهِيْمَ	كَذٰلِكَ	نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ
ابراہیم	اسی طرح	ہم جزا دیا کرتے ہیں	نیکوکاروں

ابراہیمؑ پر اسی طرح ہم نیکوکاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

(۱۰۲) فَلَمَّآ اَسْلَمَا خُضِعَا وَانْقَادَا لِاَمْرِ اللّٰهِ وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ صَرَعَهٗ عَلَيْهِ وَلِكُلِّ اِنْسَانٍ جَبِيْنَانِ بَيْنَهُمَا الْجَبْهَةُ وَكَانَ ذٰلِكَ بِمِنٰى وَاَمَرَّ السِّكِّيْنَ عَلٰى حَلْقِهٖ فَلَمْ تَعْمَلْ شَيْئًا بِمَانِعٍ مِنَ الْقُدْرَةِ الْاِلٰهِيَّةِ

(۱۰۳) پس جس وقت وہ دونوں حکم الٰہی کے تابع اور پست ہوئے اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل ڈال دیا یعنی چہرے کے ایک جانب پر اور چھری چلائی اس کے حلق پر۔ سو چھری نے کچھ کام نہ کیا بسبب ایک مانع کے قدرت خداوندی سے (یہ قصہ منیٰ میں ہوا)

(۱۰۴) وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ○

(۱۰۵) قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ بِمَا اَتَيْتَ بِهٖ مِمَّا اَمْكَنَكَ مِنْ اَمْرِ الذَّبْحِ اَيْ يَكْفِيْكَ ذٰلِكَ فَجُمْلَةُ نَادَيْنٰهُ جَوَابُ لَمَّا بِزِيَادَةِ الْوَاوِ اِنَّا كَذٰلِكَ كَمَا جَزَيْنٰكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ لِاَنْفُسِهِمْ بِامْتِثَالِ الْاَمْرِ بِاِفْرَاجِ الشِّدَّةِ عَنْهُمْ

(۱۰۴) اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم بے شک تو اپنا خواب
(۱۰۵) پورا کر چکا۔ کیونکہ جتنی بات ذبح سے متعلق تیرے اختیار میں تھی وہ سب تو کر چکا۔ یعنی اب بس کر تجھ کو یہی کافی ہے۔

بے شک جیسے ہم نے تجھ کو عوض دیا ہم اسی طرح عوض دیتے ہیں ان کو جو اپنی جانوں کے لئے نیک عمل کرتے ہیں کہ حکم الٰہی کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ ہم ان سے تکالیف اور سختی دور کرتے ہیں

(۱۰۶) اِنَّ هٰذَا الذَّبْحَ الْمَامُوْرَ بِهٖ لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ اَيِ الْاِخْتِبَارُ الظَّاهِرُ

(۱۰۶) بے شک یہ حکم ذبح کا جو تجھ کو ہوا کھلی آزمائش ہے۔

(۱۰۷) وَفَدَيْنٰهُ اَيِ الْمَامُوْرَ بِذَبْحِهٖ وَهُوَ اِسْمٰعِيْلُ اَوْ اِسْحٰقُ قَوْلَانِ بِذِبْحٍ بِكَبْشٍ عَظِيْمٍ ○ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ الَّذِيْ قَرَّبَهٗ هَابِيْلُ جَاءَ بِهٖ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَبَحَهُ السَّيِّدُ اِبْرٰهِيْمُ مُكَبِّرًا

(۱۰۷) اور ہم نے بعوض اس فرزند کے جس کے ذبح کا حکم ہوا تھا وہ اسمٰعیل ہے یا اسحٰق اس میں دو قول ہیں جنت کے مینڈھے کو ذبح کرایا۔ سو ابراہیم علیہ السلام نے تکبیر کہہ کر اس کو ذبح کیا اور یہ مینڈھا وہی تھا جو ہابیل نے قربانی کی تھی جبرئیل اس کو جنت سے لائے۔

(۱۰۸) وَتَرَكْنَا اَبْقَيْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ ثَنَاءً حَسَنًا

(۱۰۸) اور ہم نے ابراہیم کی تعریف باقی رکھی پچھلوں میں کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کو بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔

(۱۰۹) سَلٰمٌ مِنَّا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

(۱۰۹) ہمارا سلام ہو ابراہیم پر۔

(۱۱۰) كَذٰلِكَ كَمَا جَزَيْنٰهُ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ لِاَنْفُسِهِمْ

(۱۱۰) جیسے ہم نے ابراہیم کو عوض دیا ہم اسی طرح ان کو عوض دیتے ہیں جو اپنی جانوں پر نیکی کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۰۲) حکمِ الٰہی کی تعمیل میں قربانی کی تیاری | بوڑھا باپ اپنے ارمانوں سے مانگے ہوئے اکلوتے نونہال کو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے قربان کردینے کے لئے تیار ہے اور بیٹا بھی گلے پر چھری چلوانے کے لئے راضی ہے۔ باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرادیا تاکہ ذبح کرتے وقت بیٹے کا چہرہ دیکھ کر کہیں بیٹے کی محبت اللہ کے حکم کی تعمیل میں آڑے نہ آجائے اس لئے وہ نیچے کی طرف ہاتھ ڈال کر گلے پر چھری چلانا چاہتے تھے۔

(۱۰۴) اللہ نے حضرت ابراہیم کو پکارا | غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! باپ بیٹوں کی فرماں برداری دیکھ دریائے رحمت نے کیسا جوش مارا ہوگا اور پروردگار کو ان باپ بیٹوں پر کیسا پیار نہ آیا ہوگا، اس کا تصور ہی کیا جاسکتا ہے۔ پکارا جارہا ہے کہ اے ابراہیم۔

(۱۰۵) تم نے خواب کو حقیقت میں بدل دیا | ابراہیم تم نے خواب سچ کردکھایا۔ ہم نے خواب میں یہی تو دکھایا تھا کہ تم اسمٰعیل کو ذبح کررہے ہو وہ خواب تم نے پورا کردکھایا تمہاری اس آمادگی اور تیاری سے امتحان پورا ہوگیا ہم نے یہ نہیں دکھایا تھا کہ تم نے بیٹے کو ذبح کردیا اور اس کی جان نکل گئی جتنا خواب میں دکھایا تھا اتنا تم نے سچ کردکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یہ آزمائشیں ان کے مرتبے بلند کرنے کے لئے ان پر ڈالی جاتی ہیں۔ تمہاری تیاری اس کے لئے کافی ہوگئی کہ تمہیں وہ مرتبہ عطا کردیا جائے جو ہماری خوشنودی پر واقعی بیٹا قربان کرنے والے کو مل سکتا تھا۔

(۱۰۶) یہ ایک کھلی آزمائش تھی | یقیناً یہ ایک بڑی سخت آزمائش تھی کہ ایک باپ کے ہاتھوں اس کا اکلوتا بیٹا ذبح ہو۔ اب یہ دیکھنا تھا کہ اللہ کے حکم سے بڑھ کر کوئی اور چیز تو عزیز نہیں ہے۔ ابراہیم اور اسمٰعیل دونوں اس امتحان میں کھرے اترے۔

(۱۰۷) اسمٰعیل کا فدیہ ذبح عظیم | اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی قربانی دیکر اسمٰعیل کو چھڑا لیا۔ وہ بڑی قربانی کیا تھی۔ وہ بڑی قربانی یہ تھی کہ اللہ کے فرشتے نے ایک مینڈھا حضرت ابراہیم کے سامنے پیش کیا تاکہ بیٹے کے بدلے میں اسے ذبح کردیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذبح عظیم فرمایا ہے کیوں کہ ایک تو وہ ابراہیم جیسے وفادار بندے کے فرزند کا فدیہ تھی۔ دوسرے یہ کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ نے یہ سنت جاری کردی کہ اس تاریخ کو تمام اہل ایمان دنیا بھر میں جانور ذبح کرکے وفاداری اور جاں نثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کریں۔

ابن کثیر نے بہ روایت حضرت ابن عباس رضؓ نقل کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کے فدیہ میں قربان کئے گئے اس دنبے کے سر اور سینگ ابتدائے اسلام تک بیت اللہ کے میزاب میں معلق تھے جس کو اولاد اسمٰعیل یعنی قریش مکہ نے بطور یادگار اور تبرک بیت اللہ میں محفوظ رکھا تھا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اس مینڈھے کا سر اور سینگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کے زمانۂ خلافت تک موجود تھے۔ فتنۂ حجاج میں بیت اللہ میں آگ لگی اس وقت جل گئے۔

(۱۰۸) ابراہیمؑ کو آج تک دنیا بھلائی کے ساتھ یاد کرتی ہے | ابراہیم کی یہ قربانی کہ وہ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے، تاریخ کے صفحات پر سنہرے حروف میں درج ہوگئی آج تک ان کو احترام اور عزت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے لئے ان کی یہ قربانی ایک یادگار بن گئی ہے جو ان کو حوصلہ دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ جو اپنے رب کا وفادار ہوجاتا ہے کس طرح اس کی نیک نامی جاوداں بن جاتی ہے۔

(۱۰۹) ابراہیم پر سلام | ابراہیم پر اللہ کا بھی سلام اس کے فرشتوں کا بھی اور نیک بندوں کا بھی سلام۔ ان کا یہ بے مثال کارنامہ ہمیشہ ان کے لئے ہزاروں ہزار سلام لے کر آتا رہے گا اور ان کو خراج عقیدت پیش کرتا رہے گا

(۱۱۰) نیک بندوں کو اللہ اسی طرح صلہ عطا فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اسی طرح جزا عطا فرماتے ہیں کہ ان کے نام کا پرچم دنیا میں لہراتا رہتا ہے اور دنیا ان کو ہمیشہ بھلائی سے یاد کرتی ہے۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ

اِنَّهٗ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَبَشَّرْنٰهُ	بِاِسْحٰقَ
بے شک وہ	سے	ہمارے بندے	مومن (جمع)	اور ہم نے اسے بشارت دی	اسحٰق کی

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے اور ہم نے اسے بشارت دی اسحٰق کی

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ

نَبِيًّا	مِّنَ	الصّٰلِحِيْنَ	وَبٰرَكْنَا	عَلَيْهِ	وَعَلٰٓى	اِسْحٰقَ
ایک نبی	سے	نیک بخت	اور ہم نے برکت نازل کی	اس پر کو	اور پر	اسحٰق

(کہ وہ) ایک نبی (اور) نیک بختوں میں سے ہوگا اور ہم نے اس پر برکت نازل کی اور اسحٰق پر اور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾

وَمِنْ	ذُرِّيَّتِهِمَا	مُحْسِنٌ	وَّظَالِمٌ	لِّنَفْسِهٖ	مُبِيْنٌ
اور سے میں	ان دونوں کی اولاد	نیکوکار	اور ظلم کرنے والا	اپنی جان پر	صریح

ان دونوں کی اولاد میں نیکوکار بھی ہیں اور اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والے (بھی)

(١١١) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(١١٢) وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ اُسْتُدِلَّ

بِذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الذَّبِيْحَ

غَيْرُهٗ نَبِيًّا حَالٌ مُقَدَّرَةٌ

اَيْ يُوْجَدُ مُقَدَّرًا نُبُوَّتُهٗ

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(١١٣) وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ بِتَكْثِيْرِ

ذُرِّيَّتِهٖ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ

وَلَدِهٖ بِجَعْلِنَا اَكْثَرَ الْاَنْبِيَاءِ

مِنْ نَسْلِهٖ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا

مُحْسِنٌ مُؤْمِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ

كَافِرٌ مُبِيْنٌ ○ بَيِّنُ الْكُفْرِ

(١١١) بے شک ابراہیم ہمارے ایمان والے بندوں میں تھا۔

(١١٢) اور ہم نے اس کو بشارت دی اسحٰق کی۔ کہ جو پیغمبر ہو گا، نیکوں میں سے۔ (اس آیت سے دلیل پکڑی گئی ہے اس امر پر کہ ذبیح اسحٰق نہ تھا اسمٰعیل تھا)

(١١٣) اور ہم نے ابراہیم اور اس کے فرزند اسحٰق کو برکت والا کیا کہ ابراہیم کے بہت ذریت ہوئی اور اسحٰق کی نسل سے اکثر پیغمبر ہوئے۔ اور ابراہیم و اسحٰق کی ذریت میں مسلمان اور اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والے یعنی کافر دونوں طرح کے آدمی ہوئے۔

تشریح

(١١١) ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے تھے | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابراہیم کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی وہ ہمارے اعلیٰ درجے کے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ خود رب العالمین کی یہ شہادت ایک بندے کی سعادت

اور اس کی نیک بختی کا کبھی نہ مٹنے والا نشان ہے۔ آج بھی حضرت ابراہیم اور تا قیامت تمام قوموں کے لئے قابل احترام سمجھے جاتے ہیں۔ یہودی ہوں یا عیسائی یا اہل اسلام سبھی آپ کی ذات گرامی پر متفق ہیں امر امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیم کا خطاب دیا ہے۔ جیساکہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (آیت ۱۳۵) (ان سے کہو نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ)
یعنی امت محمدیہ حضرت ابراہیم کے طریقے پر چلنے والی امت ہے۔

(۱۱۲) حضرت اسحٰق کی بشارت اور ان کی نبوت کا اعلان | اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو دوسرے بیٹے حضرت اسحاق کی بشارت دی اور ساتھ ہی حضرت اسحٰق کی نبوت کا اعلان بھی فرمایا۔

حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں۔ ایک حضرت اسماعیل کی اولاد جو عرب میں رہی، دوسرے حضرت اسحٰق جن کو شام اور فلسطین میں دین کی خدمت کے لئے مامور کیا اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی دراصل حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت یعقوب تھے جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا جس کے معنی عبداللہ کے آتے ہیں ان کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کے بعد جتنے پیغمبر ہوئے حضرت عیسیٰ ؑ تک وہ سب بنی اسرائیل میں سے ہوئے اسی شاخ نے تعمیر کعبہ سے تیرہ سو سال کے بعد حضرت سلیمان ؑ کے زمانے میں بیت المقدس کو اپنا مرکز قرار دیا اور جب تک یہ شاخ اپنی صحیح خدمت کی وجہ سے امامت کے منصب پر قائم رہی بیت المقدس مرکز دعوت اور خدا پرستوں کا قبلہ رہا۔

جب بنی اسرائیل میں تنزل کا دور آیا تو امامت بنی اسماعیل کی طرف منتقل کر دی گئی اور اس شاخ میں آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا جو اسی دین کو پھیلانے کے لئے تشریف لائے جو حضرت ابراہیم ؑ حضرت اسماعیل ؑ حضرت اسحٰق ؑ حضرت یعقوب ؑ کا دین تھا منصب امامت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں آگیا اور اس کے ساتھ مرکز امامت بھی تبدیل کر دیا گیا۔

(۱۱۳) نسل ابراہیمی کی دونوں شاخوں میں برکت کی وجہ | نسل ابراہیمی سے دو شاخیں نکلیں۔ ایک شاخ حضرت اسماعیل کی تھی جن سے اہل عرب ہیں اور اسی شاخ میں پیغمبر آخر الزماں ہوئے۔ ایک شاخ حضرت اسحٰق کی جو شام و فلسطین میں رہی اور اس شاخ سے انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوئے اسی شاخ میں یہودیت اور عیسائیت کے نام سے دو بڑے مذہب نکلے اس خاندان پر جو رحمتیں اور برکتیں رہیں وہ حضرت ابراہیم ؑ کی ان بے شمار قربانیوں اور ان کی بے لوث وفاداریوں اور ان کی اطاعت شعاریوں کی وجہ سے تھیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اور ان کے پورے خاندان کو یہ رتبۂ بلند عطا فرمایا ان کی اولادوں میں جو لوگ ان کے طریقے پر چلتے رہے اور ان کے نقش قدم پر قائم رہے ان کے لئے یہ نسبت آج بھی باعث فخر ہے۔ لیکن اولاد ابراہیمی میں جن لوگوں نے اپنے باپ کے طریقے کو بھلا دیا شرک و گمراہی میں پڑ گئے۔ مرکز توحید کو مرکز شرک میں بدل دیا اور حضرت ابراہیم کے مشن کو یکسر بھلا دیا ان کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ صرف اس نسبت کی وجہ سے کہ ہم ابراہیم کی اولاد ہیں اپنی برتری کا اظہار کریں۔ ابراہیم تو وہ تھے جنھوں نے اپنا گھر بار اپنا عیش و آرام یہاں تک کہ اپنی محبوب اولاد اللہ کے راستے میں قربان کرنے میں کسر نہیں چھوڑی اب وہ لوگ جو اللہ کے نام پر ایک تنکا بھی توڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ اللہ کے دین کو نقصان پہنچا رہے ہیں اس کے سچے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان ظالموں کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی اولاد کہیں اور کس منہ سے ان کا نام لیتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمَھُمَا مِنَ

وَلَقَدْ	مَنَنَّا	عَلٰی	مُوْسٰی	وَھٰرُوْنَ	وَنَجَّیْنٰھُمَا	وَقَوْمَھُمَا	مِنَ
اور تحقیق البتہ	ہم نے احسان کیا	پر	موسیٰ	اور ہارون	اور ان دونوں کو نجات دی	اور ان کی قوم	سے

اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ پر اور ہارونؑ پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم

الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰھُمْ فَکَانُوْا ھُمُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

الْکَرْبِ	الْعَظِیْمِ	وَنَصَرْنٰھُمْ	فَکَانُوْا	ھُمُ	الْغٰلِبِیْنَ
غم	بڑا	اور ہم نے مدد کی ان کی	تو وہ رہے	وہی	(جمع) غالب

(فرعون کے مظالم) سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے

﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ○ بِالنُّبُوَّۃِ

﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ الخ اور بے شبہ ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر کر ان کو پیغمبری دی۔

﴿۱۱۵﴾ وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمَھُمَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ○ اَیْ اِسْتِعْبَادِ فِرْعَوْنَ اِیَّاھُمْ

﴿۱۱۵﴾ اور ہم نے ان کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی سخت مصیبت سے یعنی فرعون کے ان کو غلام بنانے سے۔

﴿۱۱۶﴾ وَنَصَرْنٰھُمْ عَلَی الْقِبْطِ فَکَانُوْا ھُمُ الْغٰلِبِیْنَ ○

﴿۱۱۶﴾ اور ہم نے ان کو فتح دی قبطیوں پر سو یہ ہی غالب رہے۔ یعنی موسیٰ اور ہارون اور ان کی قوم۔

تشریح

﴿۱۱۴﴾ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کا واقعہ | اب موسیٰ اور ہارون کے واقعہ پر نظر ڈالو ہم نے ان پر کتنے احسانات کئے۔ موسیٰ جس زمانے میں پیدا ہوئے اس وقت فرعون کی طرف سے اعلان تھا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے کس طرح حضرت موسیٰ کو بچایا ان کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جیسے ہی راز کھلنے کا اندیشہ ہو وہ ان کو صندوق یا ٹوکری میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں۔ کس طرح وہ صندوق فرعون کے محل کے پاس جا کر رکا۔ فرعون کی بیوی نے اس کو نکالا۔ موسیٰ کی بہن یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ موسیٰ فرعون کے محل میں پہنچ گئے پھر کس طرح ان کو ان کی ماں سے ملوایا اور فرعون ہی کے ذریعہ ان کی پرورش اور تعلیم کا انتظام کرایا۔ پھر جب وہ مصر چھوڑ کر گئے اور مدین پہنچے تو وہاں اللہ کے ایک نیک بندے کے پاس رہے، شادی ہوئی بچے ہوئے اور پھر اللہ نے ان کو نبوت سے سرفراز کیا پھر ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کا مددگار بنایا۔ اس پورے واقعہ میں ہر موڑ پر اللہ کی مدد شاملِ حال رہی اور ان دونوں بھائیوں کے مرتبے بلند سے بلند ہوئے۔

﴿۱۱۵﴾ موسیٰ و ہارون اور ان کی قوم کو کش مکش سے نجات ملی | پھر بنی اسرائیل کی قوم جو فرعون کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی اور شدید مصیبت میں گرفتار تھی۔ اللہ نے موسیٰؑ ہارونؑ اور پوری قوم کو فرعون سے نجات دی کہ وہ مع اپنے لاؤ لشکر کے دریا میں غرق ہو گیا اور موسیٰؑ، بنی اسرائیل کو بحفاظت دوسرے کنارے پر لے آئے۔ یہ سب اللہ کی عنایتوں کا ایک تسلسل ہے کہاں تو وہ مغلوبیت کی زندگی گزار رہے تھے اور کہاں اللہ نے بنی اسرائیل کو غلبہ عطا فرمایا۔

﴿۱۱۶﴾ اللہ کی مدد سے بنی اسرائیل کا غلبہ | فرعونیوں سے نجات پانے کے بعد اللہ کی نصرت سے بنی اسرائیل غالب رہے وہ سارے مال اور جائداد جو فرعونی چھوڑ گئے تھے سب بنی اسرائیل کو مل گئے اور بنی اسرائیل ہر اعتبار سے غالب اور منصور رہے۔

وَآتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ

وَآتَيْنٰهُمَا	الْكِتٰبَ	الْمُسْتَبِيْنَ	وَهَدَيْنٰهُمَا	الصِّرَاطَ
اور ہم نے ان دونوں کو دی	کتاب	واضح	اور ہم نے ان دونوں کو ہدایت دی	راستہ

اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہم نے

الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

الْمُسْتَقِيْمَ	وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِمَا	فِي	الْاٰخِرِيْنَ
سیدھا	اور ہم نے باقی رکھا	ان دونوں پر (ان کا ذکر خیر)	میں	بعد میں آنے والوں

ہدایت دی اور ہم نے ان دونوں کا ذکرِ خیر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا۔

﴿۱۱۷﴾ وَآتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ○ الْبَلِيْغَ الْبَيَانِ فِيْمَا اَتٰى بِهٖ مِنَ الْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ وَغَيْرِهِمَا وَهُوَ التَّوْرٰىةُ

﴿۱۱۷﴾ اور ہم نے ان دونوں کو بلاغت والی اور ظاہر احکام والی کتاب دی یعنی توریت۔

﴿۱۱۸﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○

﴿۱۱۸﴾ اور ہم نے ان کو سیدھے راستے کی ہدایت کی۔

﴿۱۱۹﴾ وَتَرَكْنَا اَبْقَيْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ ثَنَاءً حَسَنًا

﴿۱۱۹﴾ اور پچھلے آدمیوں میں ان کی تعریف اور نیک نامی باقی رکھی۔

تشریح

﴿۱۱۷﴾ **اللہ نے بنی اسرائیل کو ایک واضح کتاب دی** | دنیاوی کامرانیوں کے علاوہ اللہ نے یہ بھی احسان فرمایا کہ موسیٰ اور ہارون کے ذریعہ ان کو ایسی کتاب دی جس میں اللہ کے احکام بہت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے۔

انہیں سیدھا راستہ دکھایا | اس کتاب اور پیغمبروں کے ذریعہ انہیں سیدھا راستہ دکھلایا وہ ہدایت نصیب فرمائی جس سے دنیا اور آخرت کی کامرانیاں حاصل کرسکے۔ صراطِ مستقیم کی رہنمائی کسی قوم پر اللہ کا بہت بڑا انعام ہے کیونکہ اگر راہ ہدایت معلوم نہ ہو تو انسان بھٹکتا رہ جاتا ہے اور منزل مراد نہیں پا سکتا۔

بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا | موسیٰ اور ہارون کی خدمات کو اللہ نے قبولیت عطا فرمائی اور ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رکھا آج تک لوگ حضرت موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو احترام کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ ان کی دین کی دعوت نے دنیا کے ایک بڑے حصے پر اپنے نقوش چھوڑے ہیں اگر انبیاء کرام کی تعلیمات نہ ہوتیں تو یہ دنیا جنگ و جدال کا ایک بھیانک میدان نظر آتی۔ ان پاکیزہ نفوس کی برکت سے دنیائے انسانیت کو فلاح نصیب ہوئی۔

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

سَلٰمٌ	عَلٰى	مُوْسٰى	وَهٰرُوْنَ	اِنَّا	كَذٰلِكَ
سلام	پر	موسیٰ	اور ہارون	بے شک ہم	اسی طرح

سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں

نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ	اِنَّهُمَا	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِيْنَ
ہم جزا دیتے ہیں	نیکوکاروں	بے شک وہ دونوں	سے	ہمارے بندے	(جمع) مومن

کو جزا دیتے ہیں بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

﴿۱۲۰﴾ سَلٰمٌ مِّنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○

﴿۱۲۰﴾ ہمارا سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

﴿۱۲۱﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ كَمَا جَزَيْنٰهُمَا نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○

﴿۱۲۱﴾ بے شک ہم نے جیسے ان کو عوض دیا اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو عوض دیتے ہیں۔

﴿۱۲۲﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○

﴿۱۲۲﴾ بے شبہ یہ دونوں ہمارے مسلمان بندوں میں سے تھے

تشریح

﴿۱۲۰﴾ موسیٰ و ہارون پر سلام ہو | موسیٰ اور ہارون پر اللہ کا اس کے فرشتوں کا اور نیک بندوں کا سلام ہو۔ ان کی خدمات زریں حروف میں لکھی جائیں گی اور ہمیشہ دنیا کو روشنی دیتی رہیں گی۔

﴿۱۲۱﴾ نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے | ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں کہ ان کا نام رہتی دنیا تک بھلائی کے لئے روشن رہتا ہے اور لوگوں کو ان کے کاموں سے حوصلہ ملتا ہے۔

﴿۱۲۲﴾ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے | بے شک موسیٰؑ اور ہارونؑ ہمارے کامل ایمان دار بندوں میں سے تھے۔ ان کا ایمان اعلیٰ درجے کا تھا وہ نہایت اخلاص کے ساتھ ہماری اطاعت کرنے والے اور پوری طرح وفادار تھے۔

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا

اَلَا	لِقَوْمِهٖ	اِذْ قَالَ	الْمُرْسَلِيْنَ	لَمِنَ	اِلْيَاسَ	وَاِنَّ
کیا نہیں	اپنی قوم کو	جب اس نے کہا	رسولوں (جمع)	البتہ۔ سے	الیاس	اور بے شک

اور بے شک الیاس ؑ رسولوں میں سے تھے۔ (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم (اللہ سے)

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

الْخَالِقِيْنَ	اَحْسَنَ	وَّتَذَرُوْنَ	بَعْلًا	اَتَدْعُوْنَ	تَتَّقُوْنَ
پیدا کرنے والا (جمع)	سب سے بہتر	اور تم چھوڑ دیتے ہو	بعل	کیا تم پکارتے ہو	تم ڈرتے

نہیں ڈرتے ؟ کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو ؟ اور تم سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو ——— (یعنی)

﴿۱۲۳﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ بِالْهَمْزِ اَوَّلَهٗ وَتَرْكِهٖ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ قِيْلَ هُوَ ابْنُ اَخِىْ هٰرُوْنَ اَخِىْ مُوْسٰى وَاُرْسِلَ اِلٰى قَوْمٍ بِبَعْلَبَكَّ وَنَوَاحِيْهَا۔

﴿۱۲۳﴾ اور بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہے (بعض مفسرین نے فرمایا کہ الیاس موسیٰ کے بھائی ہارون کا بھتیجا تھا اور وہ بھیجا گیا اپنی قوم کی طرف جو بعلبک میں اور اس کے نواح میں تھی۔

﴿۱۲۴﴾ اِذْ مَنْصُوْبٌ بِاُذْكُرْ مُقَدَّرًا قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اللهَ

﴿۱۲۴﴾ یاد کر جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

﴿۱۲۵﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا اِسْمُ صَنَمٍ لَّهُمْ مِنْ ذَهَبٍ وَّبِهٖ سُمِّىَ الْبَلَدُ اَيْضًا مُضَافًا اِلٰى بَكٍّ اَىْ اَتَعْبُدُوْنَهٗ وَّتَذَرُوْنَ تَتْرُكُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ فَلَا تَعْبُدُوْنَهٗ

﴿۱۲۵﴾ کیا تم بعل کی پرستش کرتے ہو اور بہتر پیدا کرنے والے یعنی حق تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اس کو چھوڑتے ہو۔ (بعل ان کے ایک بت کا نام تھا جو سونے سے بنا رکھا تھا اور بعلبک جو شہر کا نام ہوا اسی سے ہوا۔) تم اللہ کی عبادت ترک کرتے ہو۔

تشریح

﴿۱۲۳﴾ **حضرت الیاس ؑ کا واقعہ** حضرت الیاس ؑ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں قرآن مجید میں ان کا ذکر صرف دو جگہ پر آیا ہے ایک سورۂ انعام آیت ۸۵ پارہ ۷ میں اور دوسرے آیت مذکورہ میں۔ حضرت الیاس کا زمانہ ۸۷۵ ق م اور ۸۵۰ ق م کے درمیان ہے۔

○ موجودہ ریاست اُردن کے شمالی اضلاع اور دریائے یرموک کے جنوب میں جو علاقہ واقع ہے اس کو پرانے زمانے میں جلعاد کہتے تھے حضرت الیاس ؑ اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ بائبل میں حضرت الیاس کو ایلیاہ تشبی ELIJAH THE TISHBITS کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

○ حضرت سلیمان ؑ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام رُجعام REHOBOAM، یہ حضرت سلیمان ؑ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوئے مگر ان

کی نااہلی کی وجہ سے بنی اسرائیل کی سلطنت دو ٹکڑے ہوگئی۔ بیت المقدس اور جنوبی فلسطین کا حصہ آل داؤد کے قبضہ میں رہا مگر شمالی فلسطین میں اسرائیل کے نام سے ایک مستقل ریاست قائم ہوگئی اور سامریہ اس کا صدر مقام بن گیا۔

○ اسرائیلی ریاست کا بادشاہ اخی اَب AHAB تھا اس نے لبنان (صیدا) کے بادشاہ کی لڑکی اِیزبل (IEZEBEL) سے شادی کرلی۔ یہ شہزادی مشرک تھی اور اس سے متاثر ہوکر اخی اب بھی مشرک ہوگیا۔ اس نے سامریہ میں بَعْلُ کے نام پر مندر بنوایا اور ایک مذبح خانہ تعمیر کیا۔ اور بعل نامی بت کی پرستش کو رواج دینے کی کوشش کی، اسی بت کے نام پر قربانیاں کی جانے لگیں۔ اسی بت کے نام پر شام کے ایک شہر کا نام بَعل بَک رکھا گیا۔ اس طرح اخی اب نے کوشش کی حضرت سلیمانؑ کے دین کے بجائے شرک کو فروغ حاصل ہو۔

○ اسی زمانہ میں حضرت الیاس جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت ہارونؑ کی نسل میں سے تھے اللہ نے ان کو اپنا پیغمبر منتخب فرمایا اور انھوں نے اخی اب کو تنبیہ کی کہ اگر تو نے شرک کا راستہ نہ چھوڑا تو تیرے ملک اسرائیل میں بارش کا ایک قطرہ نہ برسے گا۔ یہاں تک کہ اوس بھی نہیں پڑے گی۔ یہی ہوا ساڑھے تین سال تک بارش بالکل بند رہی پورے ملک میں خشک سالی پھیل گئی۔ اخی اب نے تلاش کرکے حضرت الیاسؑ کو بلوایا اور ان سے درخواست کی کہ وہ بارش کے لئے دعا کریں۔

○ حضرت الیاس نے شرط رکھی کہ ایک مجمع عام میں بعل کے پجاری اپنے معبود کے نام پر قربانی کریں اور میں اللہ رب العلمین کے نام پر قربانی کروں گا۔ دونوں میں سے جس کی قربانی کو آسمانی آگ آکر جلادے گی اس کی قربانی قبول سمجھی جائے گی اور اس معبود کی سچائی ثابت ہوجائے گی۔ اخی اب نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ کوہ کرمل کے سامنے بعل کے ساڑھے آٹھ سو پجاری جمع ہوئے اور اسرائیلیوں کے مجمع عام میں ان کا حضرت الیاس سے مقابلہ ہوا جس میں بعل پرستوں کو شکست ہوئی۔ حضرت الیاس نے اسی مجمع میں بعل کے پجاریوں کو قتل کرایا اور پھر بارش کے لئے دعا کی جو قبول ہوئی اور پورا ملک اسرائیل بارش سے سیراب ہوگیا۔ حضرت الیاسؑ کی سچائی ثابت ہوگئی لیکن اخی اب یہ دیکھنے کے باوجود اپنی بیوی کے اثر سے باہر نہ نکلا۔ اس کی بیوی ایزبل نے قسم کھائی کہ جس طرح بعل کے پجاری قتل کئے گئے ہیں اسی طرح الیاس بھی قتل کئے جائیں گے۔ ان حالات میں حضرت الیاس کو ملک چھوڑ کر چند سال تک کوہ سینا کے دامن میں پناہ لینی پڑی۔

○ حضرت سلیمانؑ کی ریاست کا دوسرا حصہ جو بیت المقدس اور جنوبی فلسطین پر مشتمل تھا اور جو آل داؤد کے قبضہ میں تھا اس میں یہودی ریاست کے فرمانروا یہورام (JEHORAM) نے اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کی بیٹی سے شادی کرلی۔ اور اس سلطنت میں بھی شرک کے اثرات پھیلنے لگے۔ یہاں بھی حضرت الیاس نے اپنا فریضہ نبوت ادا کیا اور یہورام کو سمجھایا مگر وہ باز نہیں آیا۔ حضرت الیاس کی بد دعا سے اخی اب کا پورا گھرانہ ختم ہوگیا۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے نبی کو دنیا سے اٹھالیا۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک الیاس ہمارے رسولوں میں سے تھے۔

(۱۲۴) حضرت الیاس کی دعوت | حضرت الیاسؑ نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے ان کو دعوت دی اور فرمایا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ تمہیں اپنے انجام کا کچھ خیال نہیں ہے؟ تم اس بات سے کچھ نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ تم سے پہلی قومیں جو حقیقی معبود کو چھوڑ کر من گھڑت خداؤں کو ماننے لگیں ان کا کیا انجام ہوا۔

(۱۲۵) تم اللہ کو چھوڑ کر بعل کی پوجا کرتے ہو | بعل کے لغوی معنیٰ تو سردار اور آقا کے ہیں شوہر کے لئے بھی یہ لفظ عربی زبان میں بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی بہت سی جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے لیکن پرانے زمانے کی سامی قومیں بعل کو خدا کے معنیٰ میں استعمال کرتی تھیں اور انھوں نے ایک خاص دیوتا کا نام بعل رکھا ہوا تھا۔ شرق اوسط کے پورے علاقے میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ نے بعل پرستی کو ختم کردیا تھا مگر ان کی وفات کے بعد اس فتنے نے پھر سر اٹھایا اور شمالی فلسطین کی اسرائیلی ریاست اور پھر اس کے بعد بیت المقدس اور جنوبی فلسطین میں بھی یہ وبا پھیل گئی جس کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت الیاسؑ کو مبعوث فرمایا۔ انھوں نے قوم کو سمجھایا کہ تم اپنی حاجت روائی کے لئے بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو وہ سب سے بہتر خالق و مالک جو سب کی حاجت روائی کرتا ہے سب کی سنتا ہے۔

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ

فَكَذَّبُوْهُ	الْاَوَّلِيْنَ	اٰبَآئِكُمُ	وَرَبَّ	رَبَّكُمْ	اللّٰهَ
پس انھوں نے جھٹلایا	پہلے	تمہارے باپ دادا	اور رب	تمہارا رب	اللہ

اللہ کو (جو) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا (بھی) رب ہے۔ پس انھوں نے جھٹلایا

فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

الْمُخْلَصِيْنَ	عِبَادَ + اللّٰهِ	اِلَّا	لَمُحْضَرُوْنَ	فَاِنَّهُمْ
(جمع) مخلص	اللہ کے بندے	سوائے	وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے	تو بے شک وہ

تو بے شک وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے (پکڑے جائیں گے) اللہ کے مخلص (خاص بندوں) کے سوا۔

﴿۱۲۶﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ برفع الثلاثة على اضمار هو وبنصبها على البدل من احسن

﴿۱۲۶﴾ جو رب ہے تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا۔

﴿۱۲۷﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ○ في النار

﴿۱۲۷﴾ سو اس کی قوم نے اس کو جھٹلایا۔ پس جھٹلایا۔ پس بالیقین وہ سب آگ میں ڈالے جائیں گے۔

﴿۱۲۸﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○ اي المؤمنين منهم فانهم نجوا منها

﴿۱۲۸﴾ مگر ان میں سے اللہ کے خالص ایمان والے بندے کہ ان کو دوزخ سے نجات ملے گی۔

تشریح

﴿۱۲۶﴾ اللہ تمہارا اور تمہارے آباء واجداد کا رب | وہ احسن الخالقین اللہ ہے جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے آباء واجداد کا بھی وہی رب ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا ہے جو سب کا پالن ہار ہے اس کو چھوڑ کر بعل کو اپنا اِلٰہ ماننا اس کی پرستش کرنا اور اس سے مدد مانگنا جو ایک ذرے کو بھی پیدا نہیں کر سکتا بلکہ اپنے وجود کے لئے بھی دوسروں کا محتاج ہے اس کو اپنا خالق ماننا کہاں تک روا ہے۔

﴿۱۲۷﴾ قوم نے حضرت الیاسؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا | حضرت الیاسؑ کی دعوت انتہائی مدلل تھی قوم کے پاس ان کی دلیلوں کا کوئی جواب نہیں تھا مگر اس کے باوجود قوم کے اکثر لوگوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ان کو جھٹلایا اور حق وصداقت کو جھٹلانے کی سزا ان کو مل کر رہے گی اور وہ مجرموں کی طرح پکڑے ہوئے آئیں گے اور سزا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

﴿۱۲۸﴾ سچائی کو ماننے والے سزا سے محفوظ رہیں گے | جن لوگوں نے اس سچائی کو تسلیم کر لیا اور اس حق بات کو مان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہو ہی نہیں سکتا اور جب خالق وہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور وہی اس کا سزاوار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے ایسے مخلص اور سچے لوگ اور ایسے چنے ہوئے لوگ سزا سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ کے یہ مخلص بندے وہ ہیں جن کو صداقت کے لئے اللہ نے چن لیا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِ	فِي الْآخِرِينَ	سَلٰمٌ	عَلٰى
اور ہم نے باقی رکھا	اس پر اس کا ذکر خیر	بعد میں آنے والوں میں	سلام	پر

اور ہم نے اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا بعد میں آنے والوں میں۔ سلام ہو

إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾

إِلْ يَاسِينَ	إِنَّا	كَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِينَ
الیاسین (الیاس)	بے شک ہم	اسی طرح	جزا دیا کرتے ہیں	نیکو کاروں

الیاسؑ پر بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

﴿۱۲۹﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ ثَنَاءً حَسَنًا

﴿۱۲۹﴾ اور ہم نے اس کی تعریف اور نیک نامی پچھلوں میں باقی رکھی

﴿۱۳۰﴾ سَلٰمٌ مِنَّا عَلٰى إِلْيَاسِينَ ○ هُوَ إِلْيَاسُ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرُهُ وَقِيلَ هُوَ وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ فَجُمِعُوا مَعَهُ تَغْلِيبًا كَقَوْلِهِمْ لِلْمُهَلَّبِ وَقَوْمِهِ الْمُهَلَّبُونَ وَعَلٰى قِرَاءَةِ آلِ يَاسِينَ بِالْمَدِّ أَيْ أَهْلَهُ الْمُرَادُ بِهِ إِلْيَاسُ أَيْضًا

﴿۱۳۰﴾ ہمارا سلام ہو الیاس پر، یا اس پر مع اس کے قوم مومنین کے (یہ بعض کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ الیاسین جمع ہے تغلیبًا اس لفظ کے ساتھ جمع لائی گئی جیسے مہلب اور اس کی قوم کو مہلبون کہتے ہیں اور ایک قرأت میں ہے آل یاسین یعنی ہمارا سلام ہو اس کے اہل پر۔ مراد اہل یاسین سے الیاس ہی ہے۔

﴿۱۳۱﴾ إِنَّا كَذٰلِكَ كَمَا جَزَيْنَاهُ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

﴿۱۳۱﴾ بیشک ہم نے جیسے اس کو جزا دی ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

تشریح

﴿۱۲۹﴾ حضرت الیاس کا ذکر بعد کے لوگوں میں باقی رہا | ان کی زندگی میں ان کی قوم نے ان کو نہیں مانا اور طرح طرح سے تکلیفیں دیں مگر ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رہا۔

﴿۱۳۰﴾ سلام ہو الیاس پر | سلام ہو الیاس پر، ان کا نام الیاسین بھی ہے اور الیاس بھی۔ عرب میں عبرانی ناموں کو مختلف انداز میں پکارا جاتا تھا جیسے قرآن مجید میں ایک پہاڑ کا نام طور سینا بھی آیا ہے اور طور سینین بھی۔ اسی طرح ان کا نام الیاس بھی ہے اور الیاسین بھی۔

﴿۱۳۱﴾ نیکی کرنے والوں کی جزا | ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں کہ ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رہتا ہے اور لوگ ان کو بھلائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ

لَمِنَ	لُوطًا	وَإِنَّ	الْمُؤْمِنِينَ	عِبَادِنَا	مِنْ	إِنَّهُ
البتہ ـ سے	لوط	اور بے شک	(جمع) مومن	ہمارے بندے	سے	بے شک وہ

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ۔ اور بے شک لوط ؑ رسولوں میں سے

الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ نَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾

أَجْمَعِينَ	وَأَهْلَهُ	نَجَّيْنَٰهُ	إِذْ	الْمُرْسَلِينَ
سب	اور اس کے گھر والے	ہم نے اسے نجات دی	جب	رسول (جمع)

تھے جب ہم نے نجات دی اُسے اور اس کے سب گھر والوں کو

۱۳۲ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○

۱۳۳ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○

۱۳۴ اُذْكُرْ إِذْ أَنْجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ○

۱۳۲ بے شبہ الیاس ہمارے مسلمان بندوں میں سے تھا۔

۱۳۳ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ الخ اور بیشک لوط پیغمبروں میں سے تھا۔

۱۳۴ یاد کر جب کہ ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے تمام گھر والوں کو

تشریح

۱۳۲ الیاس ہمارے فرماں بردار بندوں میں سے تھے | بے شک الیاس ہمارے مومن اور فرماں بردار بندوں میں سے تھے اور جو اللہ کا فرماں بردار ہوتا ہے اور اس کی اطاعت شعاری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی قدر کرتے ہیں اور اس کا ذکر خیر دنیا میں بلند ہوتا ہے ۔

۱۳۳ حضرت لوط ؑ کا واقعہ | خلیل اللہ حضرت ابراہیم ؑ کا زمانہ لگ بھگ اکیس سو سال قبل مسیح ہے ۔ حضرت ابراہیم ؑ کے دو بھائی تھے نحور اور حاران ۔ حاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم کے بھتیجے حضرت لوط ؑ تھے ۔ حضرت ابراہیم ؑ نے جب اپنا وطن عراق چھوڑا تو حضرت لوط نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی ۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے بھتیجے لوط بن حاران کو شرق اردن میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت کے شرف سے نوازا اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اللہ کی ہدایت کے مطابق انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے نظام کو درست کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک لوط بھی ان لوگوں میں سے تھے جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔

حضرت لوط ؑ کی قوم شرک کے ساتھ ساتھ ایک نہایت ہی گھناؤنی اخلاقی بیماری میں مبتلا تھی کہ وہ اپنی شہوت رانی کے لئے عورتوں کے بجائے لڑکوں کو استعمال کرتے تھے ۔ یہ دنیا کی پہلی خبیث قوم تھی جس نے اس خلافِ فطرت راستے کو اختیار کیا ۔

حضرت لوط ؑ کے سمجھانے کے باوجود جب یہ قوم باز نہ آئی تو اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور پتھروں کی بارش سے یہ پوری قوم ہلاک کردی گئی ۔

۱۳۴ حضرت لوط ؑ کے ماننے والے عذاب سے محفوظ رہے | حضرت لوط ؑ کی قوم کی کرتوتوں کی وجہ سے جب ان پر عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ؑ کو ان کے گھر والوں کو اور ان کے ماننے والوں کو عذاب سے محفوظ رکھا ۔ سوائے ان چند لوگوں کے پوری قوم عذابِ الٰہی سے تباہ و برباد ہو گئی اور اس کا نام و نشان مٹ گیا ۔

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

إِلَّا	عَجُوزًا	فِي + الْغٰبِرِيْنَ	ثُمَّ	دَمَّرْنَا	الْاٰخَرِيْنَ
سوائے	ایک بڑھیا	پیچھے رہ جانے والے	پھر	ہم نے ہلاک کیا	اوروں کو

پیچھے رہ جانے والوں میں سے ایک بڑھیا کے سوا۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کیا

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

وَإِنَّكُمْ	لَتَمُرُّوْنَ	عَلَيْهِمْ	مُّصْبِحِيْنَ	
اور بے شک تم	البتہ گزرتے ہو	ان پر	صبح کرتے ہوئے (صبح ہوتے)	

اور بے شک تم تو صبح ہوتے ان پر (ان کی بستیوں سے) گزرتے ہو۔

(۱۳۵) إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِيْنَ ○ اَلْبَاقِيْنَ فِي الْعَذَابِ

(۱۳۶) ثُمَّ دَمَّرْنَا أَهْلَكْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ كُفَّارَ قَوْمِهٖ

(۱۳۷) وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ أَيْ عَلٰى اٰثَارِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ فِيْ أَسْفَارِكُمْ مُّصْبِحِيْنَ ○ أَيْ وَقْتَ الصَّبَاحِ يَعْنِيْ بِالنَّهَارِ

(۱۳۵) بجز بڑھیا کے یعنی اس کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہے۔

(۱۳۶) پھر ہلاک کر ڈالا ہم نے اس کی قوم کے کافروں کو۔

(۱۳۷) اور بے شبہ تم اے مکہ والو دن رات اپنے سفروں میں وہاں کو گزرتے ہو جہاں قوم لوط کے نشانات اور مکانات تھے۔

تشریح

(۱۳۵) حضرت لوطؑ کی بیوی بھی عذاب میں مبتلا ہوئی | اللہ تعالٰے نے حضرت لوط اور ان کے گھر والوں کو عذاب سے محفوظ رکھا مگر حضرت لوطؑ کی بیوی حضرت لوطؑ کے ساتھ نہ تھیں۔ اور جب بستی چھوڑنے کا حکم آیا تو انھوں نے ہجرت کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اپنی قوم کے ساتھ رہی اور نتیجہ یہ کہ وہ بھی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتے ناطے چاہے کتنے قریب کے ہوں اگر ایمان نہ ہو اور انسان حق کے اوپر چلنے والا نہ ہو تو وہ رشتے کام نہیں آتے۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نیک خاتون تھیں صاحب ایمان تھیں ان کے ایمان نے ان کو بچا لیا جب کہ ان کا شوہر فرعون عذاب میں مبتلا ہوا۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا ایمان نہ لایا وہ غرقاب ہو گیا۔ اسی طرح حضرت لوطؑ کی اہلیہ وہ بھی حق و صداقت سے ہٹنے کی وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی

(۱۳۶) قوم لوط کی بستیاں مبتلائے عذاب ہوئیں | قوم لوط کا جرم کوئی معمولی جرم نہ تھا شرک کے ساتھ ساتھ ان میں ایک اخلاقی بیماری تھی فطرت کے خلاف ان کی بغاوت اور سمجھانے بجھانے کے باوجود اپنی اس بری عادت پر جمے رہنے کی وجہ سے اس قوم کی ساری بستیوں پر عذاب نازل ہوا پتھروں کی بارش ہوئی گویا اجتماعی رجم کی سزا دی گئی اور بستیوں کی بستیاں الٹ دی گئیں۔

(۱۳۷) اجڑے دیار عبرت کا نشان | قوم لوط کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی تباہ شدہ بستیاں نشان عبرت بنی ہوئی ہیں مکے سے جو قافلے شام کی طرف جاتے تھے اس کے راستے میں یہ بستیاں پڑتی تھیں خوب روزان بستیوں پر کارواں گزرتے تھے اور وہ بستیاں پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ

ع ”دیکھو ہمیں جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔!“

ع ۵ ۸ وَبِالَّيۡلِ ۚ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ ع وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ ط

وَبِالَّيۡلِ	اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ	وَاِنَّ	يُوۡنُسَ	لَمِنَ	الۡمُرۡسَلِيۡنَ
اور رات میں	تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے	اور بے شک	یونس ؑ	البتہ سے	رسولوں

اور رات میں۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ اور بے شک یونس ؑ البتہ رسولوں میں سے تھے۔

اِذۡ اَبَقَ اِلَى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۴۰﴾ لا فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

اِذۡ	اَبَقَ	اِلَى	الۡفُلۡكِ	الۡمَشۡحُوۡنِ	فَسَاهَمَ	فَكَانَ	مِنَ
جب	بھاگ گئے	طرف	کشتی	بھری ہوئی	تو قرعہ ڈالا	سو وہ ہوا	سے

جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی (کے پاس) گئے تو قرعہ ڈالا سو وہ ہوئے

الۡمُدۡحَضِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ ج فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَهُوَ مُلِيۡمٌ ﴿۱۴۲﴾

الۡمُدۡحَضِيۡنَ	فَالۡتَقَمَهُ	الۡحُوۡتُ	وَهُوَ	مُلِيۡمٌ
دھکیلے گئے	پھر اسے نگل لیا	مچھلی	اور وہ	ملامت کرنے والا

دھکیلے گئے (ملزم ٹھہرے) پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ (اپنے آپ کو) ملامت کر رہے تھے

۱۳۸ وَبِالَّيۡلِ ۚ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ○
يَا اَهۡلَ مَكَّةَ مَا حَلَّ بِهِمۡ
فَتَعۡتَبِرُوۡنَ بِهٖ

۱۳۹ وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ○

۱۴۰ اِذۡ اَبَقَ هَرَبَ اِلَى الۡفُلۡكِ
الۡمَشۡحُوۡنِ ○ اَلسَّفِيۡنَةَ الۡمَمۡلُوۡءَةَ
حِيۡنَ غَاضَبَ قَوۡمَهٗ لَمَّا لَمۡ
يَنۡزِلۡ بِهِمُ الۡعَذَابُ الَّذِىۡ
وَعَدَهُمۡ بِهٖ فَرَكِبَ السَّفِيۡنَةَ
فَوَقَفَتۡ فِىۡ لُجَّةِ الۡبَحۡرِ
فَقَالَ الۡمَلَّاحُوۡنَ هُنَا عَبۡدٌ اَبَقَ مِنۡ
سَيِّدِهٖ تُظۡهِرُهُ الۡقُرۡعَةُ

۱۴۱ فَسَاهَمَ قَارَعَ اَهۡلَ السَّفِيۡنَةِ
فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ ○ اَلۡمَغۡلُوۡبِيۡنَ
بِالۡقُرۡعَةِ فَاَلۡقَوۡهُ فِى الۡبَحۡرِ

۱۳۸ پس کیا تم نہیں سمجھتے کہ ان پر کیسا عذاب آیا۔ تم کو چاہیئے کہ ان سے عبرت پکڑو۔

۱۳۹ وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ الخ اور بے شک یونس پیغمبروں میں سے تھا

۱۴۰ جب کہ بھاگا وہ طرف کشتی بھری ہوئی کے۔
(قصہ یونس ؑ کا یہ ہوا کہ اس نے اپنی قوم سے وعدہ کیا کہ فلاں وقت تم پر عذاب آوے گا۔ جب وہ نہ آیا تو یہ غصہ ہو کر بھاگا اور کشتی میں سوار ہو گیا۔ وہ کشتی عین گہرے دریا میں پہنچ کر ٹھہر گئی آگے نہ چلی۔ ملاحوں نے کہا کہ یہاں کوئی غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ قرعہ سے معلوم ہو جاوے گا اس وقت قرعہ ڈالا گیا اس میں یونس کے نام پر قرعہ نکلا اس لئے وہ دریا میں پھینک دیا گیا۔)

۱۴۱ سو اس نے قرعہ ڈالا کشتی والوں سے۔
پس ہو گیا وہی مغلوب قرعہ میں یعنی اسی کا نام نکلا سو ڈال دیا انھوں نے اس کو دریا میں۔

(۱۴۲) فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ○ (۱۴۲) پس نگل لیا اس کو مچھلی نے اور اس سے ایسی حرکت سرزد ہوئی تھی جس پر اس کو ملامت کی جاوے وہ حرکت قابل ملامت یہ تھی کہ یونس بدون اجازت اپنے رب کے دریا کی طرف بھاگا اور کشتی میں سوار ہوا۔

اَتٰی اٰتٍ بِمَا یُلَامُ عَلَیْهِ مِنْ ذَهَابِهٖ اِلَی الْبَحْرِ وَ رُکُوْبِهٖ السَّفِیْنَةَ بِلَا اِذْنٍ مِنْ رَبِّهٖ

تشریح

(۱۳۸) کیا پھر بھی نہیں سمجھتے | شب و روز ان بستیوں سے گزرتے ہو، ان کے تباہ شدہ کھنڈرات دیکھتے ہو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان قوم کا بھی ہوسکتا ہے۔

(۱۳۹) حضرت یونسؑ کا واقعہ | حضرت یونس ؑ کا تذکرہ اس سے پہلے سورۂ یونس پارہ ۱۱ اور سورہ انبیا پارہ ۱۷ آیت ۸۷ میں گزر چکا ہے قرآن مجید میں کہیں آپ کا نام یونس آیا ہے اور کہیں آپ کو آپ کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کا ایک لقب ذوالنون اور صاحب الحوت تھا جس کے معنی ہیں مچھلی والا۔ یہ لقب ان کا اس لئے پڑا کہ حضرت یونس ؑ کو موصل کے مضافات میں اللہ کی ہدایت پہنچانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت یونس ؑ اس قوم کو ایک عرصے تک ایمان کی دعوت دیتے رہے مگر جب یہ لوگ سمجھانے کے باوجود نہیں سمجھے تو حضرت یونس ؑ ناراض ہوکر نینوا شہر چھوڑ کر چل دیئے مگر شہر چھوڑنے سے پہلے انھوں نے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ ادھر بستی والوں کو بھی احساس ہوا کہ نبی کی بددعا کا اثر ضرور ہوگا انھوں نے پچھتا کر اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ توبہ کی اور اللہ نے اس عذاب کو ٹال دیا۔

ادھر حضرت یونس جب نینوا چھوڑ کر بستیوں سے ساحل سمندر پہنچے اور بھاگ جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی طوفان میں پھنس گئی اور حضرت یونس ؑ کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا۔ اس وقت حضرت یونس ؑ کو احساس ہوا کہ ان سے چوک ہوگئی ہے اور انھوں نے نینوا چھوڑنے کے لئے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا تو انھوں نے بے تابی کی حالت میں اللہ سے دعا کی اور ان الفاظ میں اللہ کو پکارا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(کوئی خدا نہیں ہے تیرے سوا پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا۔)

حضرت یونس ؑ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے ان کو اس پریشانی سے نجات عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک یونس ؑ ہمارے رسولوں میں سے تھے جن کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا تھا۔

(۱۴۰) حضرت یونسؑ کا کشتی میں سوار ہونا | حضرت یونس ؑ نینوا چھوڑ کر بھاگ جانے کے لئے بھری کشتی میں سوار ہوئے، کشتی طوفان میں پھنس گئی لوگوں نے کہا کوئی غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھاگ نکلا ہے۔

(۱۴۱) قرعہ اندازی میں حضرت یونس ؑ کا نام | کشتی گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی کشتی کے تمام سواروں کو بچانے کے لئے ضروری تھا کہ اس کا وزن کم کیا جائے اور قرعہ اندازی کر کے جس کا نام قرعے میں نکل آئے اس کو کشتی سے باہر پھینک دیا جائے تاکہ باقی سب لوگوں کی جان بچ سکے۔ قرعہ اندازی میں حضرت یونس ؑ کا نام ہی نکلا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔

(۱۴۲) حضرت یونس ؑ کو مچھلی نے نگل لیا | جب حضرت یونس ؑ کو سمندر میں پھینکا تو ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا اور اس وقت حضرت یونس ؑ پشیمان تھے اور سمجھ رہے تھے کہ مجھ سے چوک ہوگئی ہے کہ میں نے نینوا چھوڑنے سے پہلے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ اس کا حکم آنے کے بعد ہی مجھے شہر چھوڑ کر نکلنا چاہیئے تھا۔ اب وہ پشیمان اور ملامت زدہ تھے اور ان کو اپنی جلد بازی کا احساس تھا۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

فَلَوْلَا	اَنَّهٗ	كَانَ	مِنَ	الْمُسَبِّحِيْنَ	لَلَبِثَ
پھر اگر نہ	یہ کہ وہ	ہوتا	سے	تسبیح کرنے والے	البتہ رہتا

پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اس کے

ع النصف

فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

فِيْ	بَطْنِهٖ	اِلٰى	يَوْمِ	يُبْعَثُوْنَ	
میں	اس کے پیٹ	تک	دن	بعث کے (روزِ حشر)	

پیٹ میں قیامت کے دن تک رہتے۔

النصف

۱۴۳ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○ الذَّاكِرِيْنَ بِقَوْلِهٖ كَثِيْرًا فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

۱۴۳ سو اگر یونس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح کرنے والوں اور ذکر کرنے والوں میں سے نہ ہوتا (یونس کی تسبیح شکم ماہی میں یہ دعا تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ کہ وہ برابر اس کو پڑھتا تھا۔

۱۴۴ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ لَصَارَ بَطْنُ الْحُوْتِ قَبْرًا لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۱۴۴ تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا اور شکم ماہی اس کے لیے قبر ہوتی کہ قیامت کو وہ اس میں سے نکلتا۔

تشریح

۱۴۳ حضرت یونسؑ کی توبہ | حضرت یونسؑ نے نہایت خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے اظہار ندامت کرتے ہوئے توبہ کی اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے میں اللہ کو پکارا سورۂ انبیاء میں ہے،

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

(یس ان تاریکیوں میں اس نے پکارا کہ نہیں ہے کوئی خدا مگر تو پاک ہے تیری ذات، بے شک میں قصور وار ہوں۔")

یونسؑ غافل لوگوں [illegible] تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو دائماً اللہ کی تسبیح کرنے والے اور اس کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

۱۴۴ اللہ نے حضرت یونسؑ کی توبہ قبول کی ورنہ مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بن جاتا | اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے نکلی ہوئی صدا کو قبول فرمایا ان کے لیے نجات کا راستہ پیدا کیا اگر وہ اللہ کے نیک بندے نہ ہوتے اور اپنی [illegible] پر نادم نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بنا رہتا۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا

وَ اَنْۢبَتْنَا	سَقِیْمٌ	وَ هُوَ	بِالْعَرَآءِ	فَنَبَذْنٰهُ
اور ہم نے اگایا	بیمار	اور وہ	چٹیل میدان میں	پھر ہم نے اسے پھینک دیا

پھر ہم نے انھیں چٹیل میدان میں پھینک دیا اور وہ بیمار تھے اور ہم نے اُگایا

عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾

یَّقْطِیْنٍ	مِّنْ	شَجَرَةً	عَلَیْهِ
بیلدار (کدو)	سے	ایک پودا	اس پر

ان پر ایک بیلدار (کدو کا) پودا

۱۴۵ فَنَبَذْنٰهُ اَلْقَیْنَاهُ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ بِالْعَرَآءِ بِوَجْهِ الْاَرْضِ اَیْ بِالسَّاحِلِ مِنْ یَوْمِهٖ اَوْ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ اَوْ سَبْعَةِ اَیَّامٍ اَوْ عِشْرِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَهُوَ سَقِیْمٌ ○ عَلِیْلٌ كَالْفَرْخِ الْمُمَعَّطِ

۱۴۵ سو ہم نے اس کو نکالا شکم ماہی سے زمین پر یعنی دریا کے کنارے پر اس کو ڈالا اسی دن جس دن مچھلی نے اس کو نگلا تھا یا تین دن کے بعد یا سات دن یا بیس دن یا چالیس دن کے بعد۔

اور اس وقت وہ بیمار مثل بچے مرغی کے تھا جو بے بال و پر کے ہو۔

۱۴۶ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ○ وَهُوَ الْقَرْعُ تُظِلُّهٗ وَهِیَ بِسَاقٍ عَلٰی خِلَافِ الْعَادَةِ فِی الْقَرْعِ مُعْجِزَةً لَّهٗ وَكَانَتْ تَاْتِیْهِ وَعْلَةٌ صَبَاحًا وَّمَسَاءً یَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا حَتّٰی قَوِیَ

۱۴۶ اور ہم نے جما دیا اس پر درخت کدو کا جو تنے والا قائم ہونے والا تھا کہ اس کے سایہ میں یونس رہے۔ کدو کا درخت بیل دار ہوتا ہے مگر یونس کے معجزے سے وہ کدو برخلاف اپنی اصلی حالت کے تنے والا اور ساق والا ہو گیا اور اس کے پاس صبح شام پہاڑی بکری آتی تھی وہ اس کا دودھ پیتا تھا یہاں تک کہ اس میں قوت آ گئی۔

تشریح

۱۴۵ **مچھلی نے حضرت یونس کو ساحل پر اُگل دیا** جب حضرت یونسؑ نے اپنی چُوک کا اعتراف کر لیا اور ایک سچے بندۂ مومن کی طرح اللہ کی پاکی بیان کرنے میں لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دی۔ مچھلی نے اللہ کے حکم سے ان کو سمندر کے ساحل پر اُگل دیا۔ ساحل ایک چٹیل میدان تھا جہاں پر سائے کے لئے کوئی چیز نہ تھی اِدھر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونسؑ کی حالت بڑی خراب ہو رہی تھی۔ نہ سایہ تھا نہ غذا تھی۔

۱۴۶ **حضرت یونسؑ کے لئے بیلدار درخت کی پیدائش** حضرت یونسؑ جس زمین پر پڑے ہوئے تھے اس کے حکم سے اس زمین سے ایک بیلدار درخت غالباً کدو کی بیل یا کوئی اور ۔۔ نکل آئی جس سے حضرت یونسؑ پر سایہ بھی ہو گیا اور ان کی غذا کا سامان بھی ہو گیا۔ اس طرح حضرت یونسؑ معجزانہ طریقے پر مچھلی کے پیٹ سے برآمد ہوئے ان کی حفاظت اور غذا کا سامان ہوا اور ان کی مقبول دعا اللہ کے تقرب کا ذریعہ بنی۔

ج
وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

يَزِيْدُوْنَ	اَوْ	مِائَةِ + اَلْفٍ	اِلٰى	وَاَرْسَلْنٰهُ
اس سے زیادہ	یا	ایک لاکھ	طرف	اور ہم نے بھیجا اس کو

اور ہم نے انھیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا

ط
فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

اِلٰى + حِيْنٍ	فَمَتَّعْنٰهُمْ	فَاٰمَنُوْا
ایک مدت تک	تو ہم نے انھیں بہرہ مند کیا	سو وہ ایمان لائے

سو وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے انھیں ایک مدت تک بہرہ مند کیا۔

(۱۴۷) وَاَرْسَلْنٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ كَقَبْلَهٗ اِلٰى قَوْمٍ بِنِيْنَوٰى مِنْ اَرْضِ الْمَوْصِلِ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ بَلْ يَزِيْدُوْنَ ۝ عِشْرِيْنَ اَوْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا

(۱۴۸) فَاٰمَنُوْا عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ الْمَوْعُوْدِيْنَ بِهٖ فَمَتَّعْنٰهُمْ اَبْقَيْنٰهُمْ مُتَمَتِّعِيْنَ بِمَا لَهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ تَنْقَضِىْ اٰجَالُهُمْ فِيْهِ

(۱۴۷) اور اس کے بعد ہم نے اس کو ایک لاکھ بلکہ بیس یا تیس ہزار زیادہ کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا یعنی اس کی قوم کی طرف جو نینوی میں تھی پہلے بھی یونس انھیں کا پیغمبر تھا۔ نینوی ایک شہر ہے قریب موصل کے۔

(۱۴۸) سو جب انھوں نے اس عذاب کو دیکھا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ ایمان لائے
ہم نے ان کو باقی رکھا فائدہ اٹھانے والے اپنے مال سے ایک وقت تک کہ جو اُن کی موت کے لئے مقدر ہے۔

تشریح

(۱۴۷) **حضرت یونسؑ کی واپسی** صحت مند ہونے کے بعد حضرت یونسؑ دوبارہ اس بستی میں واپس آئے اور اپنے پیغمبرانہ فرائض ادا کئے جس کی آبادی ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھی یعنی اگر بالغ لوگوں کو گنا جائے تو لاکھ ہوتے تھے اور اگر چھوٹے بڑے سب کو شامل کیا جائے تو ایک لاکھ سے زیادہ ہوتے تھے۔ یہ وہی بستی تھی جس کے لوگوں نے عذاب کے آثار دیکھ کر توبہ کی تھی اور ان کی توبہ کی وجہ سے عذاب کو ٹال دیا گیا تھا۔ اب حضرت یونسؑ کی دعوت پر وہ باقاعدہ ایمان لائے

(۱۴۸) **اہل بستی کا ایمان** اب ان لوگوں نے حضرت یونسؑ کی دعوت کو قبول کیا باقاعدہ ایمان لائے اور مقررہ وقت تک زندگی سے لطف اندوز ہوتے رہے

ایمان کی دولت دنیا کی زندگی کو بھی خوشگوار بنا دیتی ہے اور آخرت کی فلاح کا بھی باعث بنتی ہے۔ ایمان دراصل حقوق کی صحیح صحیح ادائگی کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں دلی سکون کے ساتھ زندگی کی ناہمواری ختم ہو جاتی ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ

اَمْ	الْبَنُوْنَ	وَلَهُمُ	الْبَنَاتُ	اَلِرَبِّكَ	فَاسْتَفْتِهِمْ
کیا	بیٹے	اور ان کے لئے	بیٹیاں	کیا تیرے رب کے لئے	پس پوچھیں ان سے

پس ان سے پوچھیں کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں؟ کیا

خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

شٰهِدُوْنَ	وَّهُمْ	اِنَاثًا	الْمَلٰٓئِكَةَ	خَلَقْنَا
دیکھ رہے تھے۔	اور وہ	عورت	فرشتے	ہم نے پیدا کیا

ہم نے فرشتوں کو عورت (ذات) پیدا کیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔

۱۴۹ فَاسْتَفْتِهِمْ اِسْتَخْبِرْ كُفَّارَ مَكَّةَ تَوْبِيْخًا لَهُمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ بِزَعْمِهِمْ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ فَيَخْتَصُّوْنَ بِالْاَبْنَاءِ

۱۵۰ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ○ خَلْقَنَا فَيَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ

۱۴۹ سوائے محمدؐ پوچھ کفار مکہ سے سرزنش کی راہ سے، کیا موافق ان کے گمان کے اللہ کے بیٹیاں ہیں اور ان کے واسطے بیٹے کہ ان کو یہ خصوصیت ملی کہ ان کے بیٹے ہوں اور اللہ کی صرف بیٹیاں۔ کفار مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔

۱۵۰ آیا ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا ہے اور وہ اس وقت موجود تھے ہمارے پیدا کرنے کو دیکھ رہے تھے۔ اس وجہ سے یہ کلمے زبان سے نکالتے ہیں۔

تشریح

۱۴۹ **اللہ کی بیٹیاں** حق سے منہ موڑنے والوں کی ایک گمراہی جس پر اوپر کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ کیا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جائے گا؟ ان کی اس گمراہی کا جواب دیا گیا تھا کہ بتاؤ تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا زمین اور آسمان، اور ان چیزوں کا جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں۔ جب ہم ہر چیز پیدا کرسکتے ہیں تو تمہیں بھی پیدا کرسکتے ہیں۔

اب یہ دوسری گمراہی جس پر متوجہ کیا جا رہا ہے یہ تھی کہ نعوذ باللہ اللہ کے بیٹیاں ہیں۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے یہاں بیٹی ہو مگر اللہ کی طرف بیٹیوں کو منسوب کرتے ہو یہ کون سی انصاف کی بات ہے کہ اپنے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔

۱۵۰ **کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں** کیا ہم نے فرشتوں کو نر اور مادہ پیدا کیا ہے؟ کیا جب ہم فرشتوں کو پیدا کر رہے تھے تو یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ہم کیا پیدا کر رہے ہیں یا ایسے ہی اٹکل پچو باتیں کر رہے ہیں بغیر دیکھے ہوئے فرشتوں کو بیٹیاں کہنا اور ان کو اللہ کی ذات منسوب کرنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں کہاں کی حق و انصاف کی بات ہے۔

أَلَآ إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللَّهُ ۙ

أَلَآ	إِنَّهُمْ	مِّنْ	إِفْكِهِمْ	لَيَقُولُونَ	وَلَدَ + اللَّهُ
یاد رکھو	بے شک وہ	سے	اپنی بہتان طرازی	البتہ کہتے ہیں	اللہ صاحب اولاد

یاد رکھو بے شک وہ بہتان طرازی سے کہتے ہیں (کہ) اللہ صاحب اولاد ہے

وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۵۲﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

وَإِنَّهُمْ	لَكَاذِبُونَ	أَصْطَفَى	الْبَنَاتِ	عَلَى
اور بے شک وہ	بالتحقیق جھوٹے	کیا اس نے پسند کیا	بیٹیاں	پر

اور وہ بے شک بالتحقیق جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹیوں کو بیٹوں پر پسند

الْبَنِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۴﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۵﴾

الْبَنِينَ	مَا لَكُمْ	كَيْفَ	تَحْكُمُونَ	أَفَلَا + تَذَكَّرُونَ
بیٹے	تمہیں کیا ہو گیا	کیسا	تم فیصلہ کرتے ہو	تو کیا تم غور نہیں کرتے

کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟

أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵۶﴾ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ

أَمْ	لَكُمْ	سُلْطَانٌ	مُّبِينٌ	فَأْتُوا	بِكِتَابِكُمْ
کیا	تمہارے پاس	کوئی سند	کھلی	تو لے آؤ	اپنی کتاب

کیا تمہارے پاس کوئی کھلی سند ہے؟ تو اپنی وہ کتاب لے آؤ

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۵۷﴾

إِن	كُنتُمْ	صَادِقِينَ	
اگر	تم ہو	سچے	

اگر تم سچے ہو!

﴿۱۵۱﴾ أَلَآ إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ كِذْبِهِمْ لَيَقُولُونَ ○

﴿۱۵۱﴾ آگاہ رہو کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

﴿۱۵۲﴾ وَلَدَ اللَّهُ لا بقولهم الملائكة بنات الله وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ○

﴿۱۵۲﴾ کہ اللہ کی اولاد ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور بالیقین وہ کفار اس بات میں جھوٹے ہیں۔

فیصلہ

(۱۵۳) اَصْطَفَى بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَاسْتُغْنِیَ بِهَا عَنْ هَمْزَةِ الْوَصْلِ فَحُذِفَتْ اَیْ اَخْتَارَ الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ○

(۱۵۳) کیا اللہ نے پسند کیا بیٹیوں کو بیٹوں پر

(۱۵۴) مَا لَكُمْ قف كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ هٰذَا الْحُكْمَ الْفَاسِدَ

(۱۵۴) تم کو کیا ہوا کہ ایسا نکما حکم کرتے ہو۔

(۱۵۵) اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الذَّالِ اَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنِ الْوَلَدِ

(۱۵۵) یا پس تم سمجھتے نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اولاد سے۔

(۱۵۶) اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ حُجَّةٌ وَّاضِحَةٌ اَنَّ لِلّٰهِ وَلَدًا

(۱۵۶) یا تمہارے پاس کوئی دلیل روشن ہے اس امر پر کہ اللہ کے اولاد ہے۔

(۱۵۷) فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اَلتَّوْرٰىةِ فَاَرُوْنِیْ ذٰلِكَ فِيْهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِیْ قَوْلِكُمْ ذٰلِكَ

(۱۵۷) پس لاؤ تم اپنی کتاب توریت اس میں سے مجھے یہ بات دکھلاؤ۔ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو۔

تشریح

(۱۵۱) من گھڑت بات | اللہ کے اولاد ہونا اور فرشتوں کا اللہ کی بیٹیاں ہونا یہ دونوں ہی باتیں من گھڑت ہیں۔ اپنے جی سے ایک بات بنا لی اور اس کو عقیدے کے طور پر پیش کر دیا۔

(۱۵۲) اللہ کے اولاد ہونا سب سے بڑا جھوٹ | سب سے بڑا جھوٹ اور من گھڑت بات ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ اگر نعوذ باللہ اللہ کے اولاد ہو تو اس کی بیوی بھی ہونی چاہیئے، اور پھر اللہ کے ماں باپ بھی ہونے چاہئیں۔

(۱۵۳) کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹیاں پسند کی ہیں؟ | تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو۔ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو۔ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کر لیں۔؟

(۱۵۴) یہ کیسی بے تکی بات ہے؟ | اللہ کے لئے اولاد ہونا اور پھر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔؟ کیسے کیسے حکم لگاتے ہو؟ کیسی بے تکی باتیں کرتے ہو؟

(۱۵۵) کیا تمہیں ہوش نہیں آتا؟ | کیا تم کو ہوش نہیں آتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس قسم کی احمقانہ باتیں کرنا، ہوش حواس میں تو یہ باتیں ہو نہیں سکتیں۔

(۱۵۶) کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟ | تمہاری ان باتوں کے لئے کیا تمہارے پاس کوئی سند اور دلیل ہے؟ سوائے اس کے کہ تم نے اپنے جی سے ایک بات گڑھی اور اس کو اپنا عقیدہ بنا کر پیش کر دیا۔

(۱۵۷) اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ | کسی بات کے لئے دو ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو مشاہدہ کہ آدمی نے آنکھوں سے ایک بات دیکھی ہو۔ یا پھر اس کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہو جس میں یہ بات لکھی ہو۔

اگر تمہارے پاس کوئی کتاب الٰہی ہے تو لاؤ وہ پیش کرو جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ فرمایا ہے کہ فرشتے میری بیٹیاں ہیں۔ اگر نہ خود دیکھا ہے اور نہ کتاب الٰہی ہے تو کس بنیاد پر یہ دینی عقیدہ قائم کر لیا گیا ہے اور ایسی مضحکہ خیز باتیں اللہ کی طرف کس طرح منسوب کر دی گئی ہیں۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

وَجَعَلُوْا	بَيْنَهٗ	وَبَيْنَ	الْجِنَّةِ	نَسَبًا	وَلَقَدْ ـ عَلِمَتِ	الْجِنَّةُ
اور انھوں نے ٹھہرایا	اس کے درمیان	اور درمیان	جنات	ایک رشتہ	اور تحقیق جان لیا	جنات

اور انھوں نے اس کے اور جنات کے درمیان ایک رشتہ ٹھہرایا اور تحقیق جان لیا جنات نے کہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اِنَّهُمْ	لَمُحْضَرُوْنَ	سُبْحٰنَ	اللّٰهِ	عَمَّا	يَصِفُوْنَ	
بے شک وہ	حاضر کیے جائیں گے	پاک ہے	اللہ	اس سے جو	وہ بیان کرتے ہیں	

بے شک وہ (عذاب میں) حاضر (گرفتار) کیے جائیں گے۔ اللہ اس سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۱۵۸﴾ وَجَعَلُوْا أَيِ الْمُشْرِكُوْنَ بَيْنَهٗ تَعَالٰى وَبَيْنَ الْجِنَّةِ أَيِ الْمَلَائِكَةِ لِاجْتِنَانِهِمْ عَنِ الْأَبْصَارِ نَسَبًا بِقَوْلِهِمْ إِنَّهَا بَنَاتُ اللّٰهِ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ أَيْ قَائِلِي ذٰلِكَ لَمُحْضَرُوْنَ ○ لِلنَّارِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْهَا

﴿۱۵۹﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ بِأَنَّ لِلّٰهِ وَلَدًا

﴿۱۵۸﴾ اور مشرکوں نے اللہ اور جنوں میں دختروں کو پسر پر نسب ثابت کیا کہ وہ ان کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

اور حال یہ ہے کہ خود جنات بھی یہ بات جانتے ہیں کہ جو لوگ ایسا کلمہ کہتے ہیں وہ دوزخ میں جلائے جائیں گے۔

﴿۱۵۹﴾ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے لئے بیان کرتے ہیں اولاد کا ہونا۔

تشریح

﴿۱۵۸﴾ **اللہ کے ساتھ نسبی رشتہ** پوشیدہ مخلوق جو نظر نہیں آتی خواہ وہ جنات ہوں یا فرشتے ان کا اللہ کے ساتھ نسبی رشتہ قائم کر رکھا ہے حالاں کہ اس پوشیدہ مخلوق کو بھی معلوم ہے کہ انھیں بھی اللہ کے سامنے بندوں کی طرح پیش ہونا ہے۔ اور اگر مجرم ہوں تو مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ اور جنات دونوں طرح کے ہیں نیک بھی اور بد بھی۔ اور وہ بھی انسانوں کی طرح اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں کیونکہ انسانوں کی طرح جنات کو ایک محدود دائرہ میں عمل کا اختیار ہے تو ان جنات کو بھی اور ان انسانوں کو بھی جنھوں نے اللہ کے ساتھ اس پوشیدہ مخلوق جنات یا فرشتوں کا نسبی رشتہ قائم کر رکھا ہے انھیں بھی اللہ کے سامنے جواب دہی کے لیے مجرموں کی طرح پیش ہونا ہے۔

﴿۱۵۹﴾ **اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے** اللہ تو ان تمام باتوں سے جو اس کی طرف غلط منسوب کی جاتی ہیں پاک ہے نہ اس کے اولاد ہے نہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں نہ جنات کے ساتھ یا کسی پوشیدہ مخلوق کے ساتھ اس کا نسبی تعلق ہے۔ اس کی شان یکتا اور بے مثال ہے۔

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا

إِلَّا	عِبَادَ اللّٰهِ	الْمُخْلَصِيْنَ	فَإِنَّكُمْ	وَ	مَا
مگر	اللہ کے بندے	خاص کئے ہوئے (چنے ہوئے)	تو بے شک تم	اور	جو

سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندے تو بے شک تم اور وہ جن کی

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

تَعْبُدُوْنَ	مَآ + اَنْتُمْ	عَلَيْهِ	بِفٰتِنِيْنَ	
تم پرستش کرتے ہو	نہیں ہو تم	اس کے خلاف	بہکانے والے	

تم پرستش کرتے ہو وہ اس کے (اللہ کے) خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے۔

﴿۱۶۰﴾ إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○ أَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ أَيْ فَإِنَّهُمْ يُنَزِّهُوْنَ اللّٰهَ عَمَّا يَصِفُهُ هٰؤُلَاءِ

﴿۱۶۰﴾ مگر اللہ کے خالص بندے ایمان والے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اس صفت سے جس کو مشرکین ثابت کرتے ہیں

﴿۱۶۱﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ○ مِنَ الْاَصْنَامِ

﴿۱۶۱﴾ سو بالضرور تم اور تمہارے معبود یعنی بت،

﴿۱۶۲﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ أَيْ عَلٰى مَعْبُوْدِكُمْ وَعَلَيْهِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهِ بِفٰتِنِيْنَ ○ أَيْ أَحَدًا

﴿۱۶۲﴾ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

اور بتوں کی عبادت ان سے نہیں کرا سکتے۔

تشریح

﴿۱۶۰﴾ سب کو اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے | سب کو اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے سوائے ان مخلص بندوں کے جو اللہ کے چنے ہوئے ہیں اس پر ایمان لائے ہیں اس کو اپنا رب مان کر اس کی عظمت اور کبریائی کے قائل ہیں۔ وہاں کسی کا رشتہ ناطہ نہیں ہے صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔

﴿۱۶۱﴾ تم اور تمہارے معبود | تم ہو یا تمہارے وہ معبود جن کو تم اپنے خیال میں سمجھتے ہو کہ وہ کچھ اختیارات رکھتے ہیں اور اچھا برا کچھ کر سکتے ہیں وہ سب مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

﴿۱۶۲﴾ گمراہی کسی کے اختیار میں نہیں ہے | کسی کو گمراہ کرنا نہ تمہارے اختیار میں ہے نہ تمہارے ان جھوٹے معبودوں شیطانوں کے اختیار میں ہے تم سب مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ تمہارا اور تمہارے معبودوں کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے

اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾

اِلَّا	مَنْ + هُوَ	صَالِ	الْجَحِيْمِ	وَمَا	مِنَّآ	اِلَّا لَهٗ	مَقَامٌ + مَّعْلُوْمٌ
سوائے	جو وہ	جلنے والا	جہنم	اور نہیں	ہم میں سے	مگر اس کے لئے	ایک معین درجہ

اس کے سوا جو جہنم میں جانے والا ہے۔ اور (فرشتوں نے کہا) ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا ایک مرتبہ نہ ہو

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

وَّاِنَّا	لَنَحْنُ	الصَّآفُّوْنَ	وَاِنَّا	لَنَحْنُ	الْمُسَبِّحُوْنَ
اور بے شک ہم	البتہ ہم	صف بستہ ہونے والے	اور بے شک ہم	البتہ ہم	تسبیح کرنے والے

اور بے شک ہم ہی صف بستہ رہنے والے ہیں اور بے شک ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔

﴿۱۶۳﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ جِبْرِيْلُ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿۱۶۳﴾ مگر انہیں سے جن کے لئے علم الٰہی میں دوزخ میں جانا مقرر ہو چکا۔ جبرئیل ؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ

﴿۱۶۴﴾ وَمَا مِنَّآ مَعْشَرَ الْمَلٰٓئِكَةِ اَحَدٌ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فِى السَّمٰوٰتِ يَعْبُدُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِيْهِ لَا يَتَجَاوَزُهٗ

﴿۱۶۴﴾ ہمارے فرشتوں کی جماعت میں ہر ایک کے واسطے ایک مقام معین ہے آسمانوں میں کہ وہ وہاں عبادت الٰہی کرتا ہے اس سے متجاوز نہیں ہوتا۔

﴿۱۶۵﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ اَقْدَامَنَا فِى الصَّلٰوةِ

﴿۱۶۵﴾ اور بے شبہ ہم اپنے قدم برابر کرتے ہیں نماز میں یعنی صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

﴿۱۶۶﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ الْمُنَزِّهُوْنَ اللّٰهَ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهٖ

﴿۱۶۶﴾ اور بے شک ہم پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی اس چیز سے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔

تشریح

﴿۱۶۳﴾ فتنے میں وہی پڑے گا جس کی شامت آئی ہے | تم سب مل کر کسی کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتے اس لئے کہ تمہارا اور تمہارے جھوٹے معبودوں کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ہاں گمراہ وہی ہوگا جو اپنے غلط کاموں کی وجہ سے شامت میں مبتلا ہو گیا اور اللہ کی مشیت یہی ہو کہ جو خود گمراہ ہونا چاہے اسے گمراہی سے نہ بچایا جائے اور وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلنے والا ہو۔

﴿۱۶۴﴾ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا مقررہ مقام ہے | جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اپنے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر فرشتے کی ایک حد مقرر ہے وہ اپنی حد اور اپنے مقام سے ذرا سا آگے نہیں بڑھ سکتا۔

﴿۱۶۵﴾ ہم اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں | ہم اللہ کے سامنے غلاموں کی طرح حکم سننے کے لئے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں مجال نہیں کہ ذرا بھی ادھر ادھر سرک جائیں بس دھیان لگا رہتا ہے کہ جیسے ہی حکم ہو ہم اس کی تعمیل کریں۔

﴿۱۶۶﴾ ہم اللہ کی تسبیح کرنے والے ہیں | ہم ہمہ وقت اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اس کی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اس کے حکم کے منتظر اور اس کی شان میں قصیدے پڑھتے رہتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ

مِّنَ	ذِكْرًا	عِنْدَ نَا	لَوْ + اَنَّ	كَانُوْا + لَيَقُوْلُوْنَ	وَاِنْ
سے	کوئی نصیحت	ہمارے پاس	اگر ہوتی	وہ کہا کرتے تھے	اور بے شک

اور بے شک وہ کہا کرتے تھے، اگر ہمارے پاس ہوتی پہلے لوگوں کی کوئی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾

	الْمُخْلَصِيْنَ	عِبَادَ + اللّٰهِ	لَكُنَّا	الْاَوَّلِيْنَ
	خاص کئے (منتخب)	اللہ کے بندے	ضرور ہم ہوتے	پہلے لوگ

(کتاب) نصیحت تو ہم ضرور اللہ کے منتخب بندوں میں سے ہوتے۔

۱۶۷ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ كَانُوْا اَىْ كُفَّارَ مَكَّةَ لَيَقُوْلُوْنَ ○ — اور بے شک کفار مکہ کہتے تھے

۱۶۸ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا كِتَابًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَىْ مِنْ كُتُبِ الْاُمَمِ الْمَاضِيْنَ — کہ اگر ہمارے پاس کوئی کتاب ہوتی پہلی امتوں کی کتابوں میں۔

۱۶۹ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○ اَلْعِبَادَةِ لَهٗ — تو ہم خالص اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے۔

تشریح

۱۶۷ اہل مکہ سے خطاب | فرشتوں کے کلام کے بعد اب اہل مکہ سے خطاب ہے اور ان کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اور قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے وہ کیا کیا کرتے تھے۔

۱۶۸ وہ کتاب جو پچھلی قوموں کو ملی اگر ہمیں ملی ہوتی تو ہم عمل کر کے دکھاتے | وہ کہا کرتے تھے کہ پچھلی امتوں کو جو کتاب ملی اور جو رسول ان کے پاس آئے اگر وہ ہمارے پاس آئے ہوتے اور وہ کتاب اگر ہمارے پاس ہوتی تو آج ان نبیوں کی امت کی جو حالت ہے وہ ہماری نہ ہوتی۔

۱۶۹ ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے | ہم ان کتابوں پر عمل کرتے ان رسولوں کی بات مان کر اللہ کے نہایت چیدہ اور مخلص بندے ہوتے ان کی ان باتوں کا ذکر سورہ انعام کی آیت ۱۵۶ اور ۱۵۷ میں بھی ہے۔ اور سورۂ فاطر کی آیت ۴۲ میں بھی یہ بیان آچکا ہے کہ لوگ بڑے زور شور سے دعوے کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس ایسے رسول آتے اور ہمارے پاس وہ کتابیں ہوتیں تو ہم اس پر عمل کر کے دکھاتے اور یہ اخلاقی بگاڑ جو یہود و نصاریٰ میں ہے یا اور انبیاء کی امتوں میں ہے وہ ہم میں نہ ہوتا۔ وہ انبیاء کے نام تو سنتے تھے مگر ان کی تعلیمات سے باخبر نہ تھے۔ مثلاً ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر کہتے تھے مگر اس دین کی اصل تعلیم توحید سے غافل تھے اور شرک میں مبتلا تھے۔

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

فَكَفَرُوْا	بِهٖ	فَسَوْفَ	يَعْلَمُوْنَ	وَلَقَدْ + سَبَقَتْ	كَلِمَتُنَا
پھر انھوں نے انکار کیا	اس کا	تو عنقریب	وہ جان لیں گے	اور پہلے صادر ہو چکا ہے	ہمارا وعدہ

پھر انھوں نے اس کا انکار کیا تو وہ عنقریب (اس کا انجام) جان لیں گے ۔ اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں پر

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ جصلے اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ صلی

لِعِبَادِنَا	الْمُرْسَلِيْنَ	اِنَّهُمْ	لَهُمُ	الْمَنْصُوْرُوْنَ
اپنے بندوں کے لئے	رسولوں	بے شک وہ	البتہ وہی	فتح مند

(یعنی) رسولوں کے لئے پہلے (ہی) صادر ہو چکا ہے بے شک وہی فتح مند ہوں گے ۔

(۱۷۰) قَالَ تَعَالٰى فَكَفَرُوْا بِهٖ
اَیْ بِالْكِتَابِ الَّذِیْ جَاءَهُمْ
وَهُوَ الْقُرْاٰنُ الْاَشْرَفُ مِنْ
تِلْكَ الْكُتُبِ فَسَوْفَ
يَعْلَمُوْنَ ○ عَاقِبَةَ كُفْرِهِمْ

(۱۷۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس وہ منکر ہوئے اس کتاب کے جو اُن کے پاس آئی یعنی قرآن جو اشرف و اعلیٰ ہے ان کتابوں سے
سو نزدیک ہے کہ وہ اپنے کفر کا انجام جان لیں گے ۔

(۱۷۱) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا بِالنَّصْرِ
لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَهِیَ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اَوْ
هِیَ قَوْلُهٗ

(۱۷۱) اور بے شک ہمارا وعدہ نصر اور فتح کا ہو چکا ہمارے بندوں سے جو پیغمبر ہیں ۔ وہ کلمہ فتح کا یہ ہے لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ یا وہ کلمہ یہ اگلی آیت ہے یعنی

(۱۷۲) اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ○

(۱۷۲) اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ الخ کہ بیشک ہمارے پیغمبر فتح دیے گئے اور غلبہ دیے گئے ہیں ۔

تشریح

(۱۷۰) جب وہ پیغمبر آئے تو ان کا انکار کرنے لگے | لیکن جب وہ پیغمبر آئے جو برحق ہیں اور جن کی سچائی اور صداقت اچھی طرح معلوم ہے اور ان پر وہ کتاب نازل ہوئی جو سراسر ہدایت ہے تو سارے کے سارے وعدے وعید اور ساری پچھلی باتیں اور آگے بڑھ کر ماننے کے بجائے انکار کر بیٹھے ۔ اب عنقریب انہیں اپنی اس روش کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا ۔

(۱۷۱) علم الٰہی کا فیصلہ | علم الٰہی میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کی اور اپنے پیغمبروں کی مدد کرے گا ۔

پیغمبروں کی مدد کی جائے گی | اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی مدد فرمائیں گے حالات بظاہر جا ہے کیسے بھی ہوں لیکن نتیجہ بہر حال انہی کے حق میں ہو گا ۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

وَاِنَّ	جُنْدَنَا	لَهُمُ	الْغٰلِبُوْنَ	فَتَوَلَّ	عَنْهُمْ	حَتّٰى
اور بے شک	ہمارا لشکر	البتہ وہی	غالب (جمع)	پس اعراض کریں	ان سے	تک

اور بے شک البتہ ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ پس ایک وقت تک (تھوڑا عرصہ) ان سے اعراض

حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا

حِيْنٍ	وَاَبْصِرْهُمْ	فَسَوْفَ	يُبْصِرُوْنَ	اَفَبِعَذَابِنَا
ایک وقت	اور انہیں دیکھتے رہیں	پس عنقریب	وہ دیکھ لیں گے	تو کیا ہمارے عذاب کے لئے

کریں، اور انھیں دیکھتے رہیں پس عنقریب وہ (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ تو کیا وہ ہمارے عذاب کے لئے

يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

يَسْتَعْجِلُوْنَ	فَاِذَا	نَزَلَ	بِسَاحَتِهِمْ	فَسَآءَ
وہ جلدی کر رہے ہیں	تو جب	وہ نازل ہوگا	ان کے میدان میں	تو بری

جلدی کر رہے ہیں؟ تو جب وہ ان کے میدان میں نازل ہوگا تو ان کی

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾

صَبَاحُ	الْمُنْذَرِيْنَ	
صبح	جن کو ڈرایا جا چکا ہے۔	

صبح بری ہوگا، جنھیں ڈرایا جا چکا ہے۔

﴿۱۷۳﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا اَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ اَلْکُفَّارَ بِالْحُجَّةِ وَالنُّصْرَةِ عَلَیْهِمْ فِی الدُّنْیَا وَاِنْ لَّمْ یَنْتَصِرْ بَعْضٌ مِّنْهُمْ فِی الدُّنْیَا فَفِی الْاٰخِرَةِ۔

﴿۱۷۳﴾ اور ہمارا لشکر یعنی اہل ایمان ہی غالب رہیں گے کافروں پر ساتھ دلیل اور غلبہ کے دنیا میں۔ اور اگر کسی کو دنیا میں غلبہ نہ ہوگا تو آخرت میں یہ وعدہ اس کے لئے پورا ہوگا۔

﴿۱۷۴﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ اَعْرِضْ عَنْ کُفَّارِ مَکَّةَ حَتّٰى حِيْنٍ ○ تُؤْمَرُ فِیْهِ بِقِتَالِهِمْ

﴿۱۷۴﴾ پس اعراض کر تو کفار مکہ سے اس وقت تک کہ تجھ کو ان سے لڑنے کا حکم ہو۔

﴿۱۷۵﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ اِذَا نَزَلَ بِهِمُ الْعَذَابُ

﴿۱۷۵﴾ اور ان کی حالت دیکھ جب کہ ان پر عذاب آوے۔

فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ○ عَاقِبَةَ کُفۡرِھِمۡ۔ فَقَالُوۡا اِسۡتِھۡزَاءً مَتٰی نُزُوۡلُ ھٰذَا الۡعَذَابِ قَالَ تَعَالٰی تَھۡدِیۡدًا لَّھُمۡ

(۱۷۶) اَفَبِعَذَابِنَا یَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ○

(۱۷۷) فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِھِمۡ بِفِنَائِھِمۡ قَالَ الۡفَرَّاءُ الۡعَرَبُ تَکۡتَفِیۡ بِذِکۡرِ السَّاحَةِ عَنِ الۡقَوۡمِ فَسَآءَ بِئۡسَ صَبَاحًا صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ○ وَفِیۡهِ اِقَامَةُ الظَّاھِرِ مَقَامَ الۡمُضۡمَرِ

سو نزدیک ہے کہ وہ اپنے کفر کے انجام کو دیکھیں گے اس پر کفار نے ازراہ تمسخر کہا کہ عذاب کب آوے گا اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تہدیداً

(۱۷۶) کیا پس کفار ہمارے عذاب کے آنے میں جلدی کرتے ہیں۔

(۱۷۷) سو جس وقت عذاب الٰہی ان پر آپڑے گا

بُری ہوگی ان کی صبح۔

تشریح

(۱۷۳) ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا | ہمارا لشکر یعنی وہ مومن بندے جو ہم پر ایمان لائے ہیں اور جو ہمارے دین کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں وہی غالب ہوں گے۔ ضروری نہیں کہ یہ غلبہ سیاسی ہو لیکن فکری اور نظریاتی طور پر اور اخلاقی اعتبار سے پیغمبروں کا طریقہ ہی غالب آئے گا اس لئے کہ ان کی دعوت فطرت کے مطابق ہے۔ اور انسانی فطرت اسی چیز کو قبول کرتی ہے جو اس کے مطابق ہو۔ اس لئے اخلاقی اور فکری غلبہ بہر حال اللہ کے دین کو ہی حاصل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو سیاسی غلبہ بھی حاصل ہو کر مکمل غلبہ حاصل ہو جائے گا۔

جو سچائیاں اللہ کے پیغمبر پیش کرتے رہے ہیں وہ پہلے بھی اٹل تھیں اور آج بھی اٹل ہیں اور آئندہ بھی وہ اسی طرح اٹل رہیں گی۔

(۱۷۴) چند روز ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے | اے نبی آپ ان کو کچھ مدت تک ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ ابھی انھیں کچھ نہ کہیں یہ جو چاہیں کرتے رہیں ان سے کوئی تعارض نہ کریں۔

(۱۷۵) آپ دیکھتے رہیں یہ بھی دیکھ لیں گے | آپ دیکھتے رہیں کہ کیا ہوتا ہے اور عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے۔ قرآن کی پیشین گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ ان آیتوں کو نازل ہوئے بمشکل چودہ پندرہ سال گزرے تھے کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلعم فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اس کے چند سال کے بعد اسلام نہ صرف عرب میں بلکہ روم اور ایران کی عظیم الشان سلطنتوں میں بھی غالب آتا چلا گیا۔

(۱۷۶) عذاب میں جلدی کا مطالبہ | فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ (پس وہ عنقریب دیکھ لیں گے) یہ سن کر سمجھے ہوں گے کہ عذاب کی پیشین گوئی کی جا رہی ہے اور کہا ہوگا کہ پھر دیر کا ہے کی ہے جلدی سے ہمارا انجام ہمیں دکھا دو۔ ارشاد ہوا کہ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہو۔

(۱۷۷) جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا تو ان کے لئے بہت برا دن ہوگا | آج تو عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں کہ دکھا دو ہمارا کیا انجام ہوگا؟ مگر نہیں جانتے کہ جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا تو جن کو تنبیہ کی جا چکی ہے ان کے لئے وہ بہت برا دن ہوگا۔

وَ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ

فَسَوۡفَ	وَ اَبۡصِرۡ	حِیۡنٍ	حَتّٰی	عَنۡهُمۡ	وَ تَوَلَّ
پس عنقریب	اور دیکھتے رہیں	ایک مدت	تک	ان سے	اور اعراض کریں

اور ایک مدت تک (تھوڑا عرصہ) ان سے اعراض کریں، اور دیکھتے رہیں پس عنقریب وہ

یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا

عَمَّا	رَبِّ + الۡعِزَّةِ	رَبِّکَ	سُبۡحٰنَ	یُبۡصِرُوۡنَ
اس سے جو	عزت والا رب	تمہارا رب	پاک ہے	وہ دیکھ لیں گے

(اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ پاک ہے تمہارا رب عزت والا رب اس سے جو

یَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ

وَ	الۡمُرۡسَلِیۡنَ	عَلَی	وَ سَلٰمٌ	یَصِفُوۡنَ
اور	رسولوں	پر	اور سلام	وہ بیان کرتے ہیں

وہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام

ع ۵ / ۱۴۴ / ۹

الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۸۲﴾

	الۡعٰلَمِیۡنَ	رَبِّ	لِلّٰهِ	الۡحَمۡدُ
	تمام جہانوں کا	رب	اللہ کے لئے	تمام تعریفیں

تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

﴿۱۷۸﴾ وَ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ○

﴿۱۷۹﴾ وَّ اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ○

کَرَّرَ تَاکِیۡدًا لِتَهۡدِیۡدِهِمۡ وَتَسۡلِیَةً لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ

﴿۱۸۰﴾ سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ اَلۡغَلَبَةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ○ بِاَنَّ لَهٗ وَلَدًا

﴿۱۸۱﴾ وَ سَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ○

﴿۱۷۸﴾ اور تو ان سے منہ پھیر ایک وقت

﴿۱۷۹﴾ اور دیکھ سو نزدیک ہے کہ وہ بھی دیکھینگے۔
اس آیت کو مکرر فرمایا تاکید اور تہدید کے لئے اور اس میں تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

﴿۱۸۰﴾ پاک ہے تیرا رب غلبہ اور عزت والا اس صفت سے جو کفار ثابت کرتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے۔

﴿۱۸۱﴾ اور سلام ہے پیغمبروں پر جو اللہ کی توحید اور احکام شریعت

الْمُبَلِّغِيْنَ عَنِ اللّٰهِ التَّوْحِيْدَ وَ الشَّرَائِعَ — پہنچانے والے ہیں۔

(۱۸۲) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ عَلٰى نَصْرِهِمْ وَهَلَاكِ الْكَافِرِيْنَ — (۱۸۲) اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ پیغمبروں کو غلبہ دیا اور کافرین تباہ ہوئے۔

تشریح

(۱۷۸) بس کچھ مدت کو ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو | زیادہ دیر کی بات نہیں ہے کچھ مدت کے لئے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔

(۱۷۹) دیکھتے رہو یہ بھی دیکھ لیں گے | تم بھی دیکھتے رہو عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔ دنیا کا عذاب بھی ان کے سامنے آئے گا اور آخرت میں جو ہونا ہے وہ بھی دیکھ لیں گے۔

(۱۸۰) آپ کا رب ہر عیب سے پاک ہے | سورت کے خاتمے پر ان تمام مضامین کا خلاصہ کر دیا جو سورت میں بیان ہوئے تھے ارشاد ہوا کہ اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور تمام خوبیاں اور کمالات کی جامع ساری اچھائیاں اس کی ذات میں جمع ہیں۔ وہ تمام عزتوں کا مالک ہے اس کی شان نہایت اعلیٰ اور بلند ہے۔

(۱۸۱) رسولوں کو اس کا سلام آتا ہے | وہ اپنے رسولوں پر اپنا سلام بھیجتا ہے جو اس کی عظمت اور اس کی عصمت اور سالم و منصور ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۸۲) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں | تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے سب کا پالن ہار اور پروردگار ہے۔
حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد اور مجلس کے ختم ہونے پر ان آیتوں کا پڑھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے لہٰذا ہم بھی سورۃ کا خاتمہ انہی آیتوں پر کرتے ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارا خاتمہ بھی اس محکم عقیدے پر فرمائے (آمین)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۳۸

ص

○ ترتیب تلاوت ——— ۳۸	○ ترتیب نزول ——— ۳۸
○ مکی / مدنی ——— مکی	○ تعدادِ رکوعات ——— ۵
○ تعداد آیات ——— ۸۸	○ تعداد الفاظ ——— ۷۳۸
○ تعداد حروف ——— ۳۱۰۷	

○ سورت کا آغاز لفظ "ص" سے ہوا ہے اور اسی کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کے نام صرف علامتی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ سورت کے موضوع یا مضمون سے اس نام کا کوئی تعلق ہو۔

○ سورت کا پس منظر یہ ہے کہ اسلام کی دعوت ایک ایسا شخص لے کر اٹھا تھا جس کی سیرت بے داغ اور جس کا کردار انتہائی پاکیزہ تھا۔ تین سال کی خفیہ دعوت کے بعد جب آپ نے کھلم کھلا دین کی تبلیغ شروع کی تو ایک طرف تو داعیٔ اسلام کی پرکشش شخصیت تھی دوسری طرف ان کے حامی اور مددگار ایک انتہائی باوقار اور بردبار شخص حضرت ابوبکر تھے۔ کچھ ہی عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو بھی اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور ان کے آتے ہی ایک خاص جوش پیروانِ اسلام میں پیدا ہو گیا۔ ہر دن کوئی نہ کوئی اسلام کے دائرے میں آتا تھا اور لوگ یہ بھی دیکھتے تھے کہ جو شخص اس دین کو قبول کر لیتا ہے اس کی حالت میں انقلاب آجاتا ہے۔ یہ سب دیکھ کر مخالفین سخت تشویش محسوس کرتے تھے آخر انھوں نے طے کیا کہ اس معاملے میں ہم محمدؐ کے چچا اور ان کے انتہائی حامی

اور پشت پناہی کرنے والے ابو طالب سے بات کریں اور کوئی ایسا راستہ نکالا جائے کہ یہ کش مکش ختم ہو جائے۔
چنانچہ قریش کے تقریباً پچیس سرکردہ لوگ جن میں ابو جہل، ابو سفیان، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ اور شیبہ وغیرہ شامل تھے۔ ابو طالب کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ایک منصفانہ بات پر آپ ہماری محمدؐ سے صلح کرادیں تاکہ ہمارا اور ان کا جھگڑا ختم ہو جائے۔
وہ منصفانہ بات یہ ہے کہ ہم اسے اس کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں وہ جس معبود کی عبادت کرنا چاہے کرے۔ مگر وہ ہمارے معبودوں کی مذمت نہ کرے اور یہ کوشش نہ کرے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔
ابو طالب نے نبیؐ کو بلایا اور سرداران قریش کی بات آپ کے سامنے رکھی۔ نبیؐ نے جواب میں فرمایا کہ چچا جان، میں تو ان کے سامنے ایسا کلمہ پیش کرتا ہوں جسے اگر یہ مان لیں تو عرب و عجم ان کے قدموں کے نیچے آجائے۔
ان لوگوں نے کہا کہ بتاؤ وہ کلمہ کون سا ہے جسے مان کر ہمیں عرب و عجم کی تاجداری مل سکتی ہے؟
آپ نے فرمایا کلمہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "
یہ سن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور مجلس ختم ہو گئی ـــــ سورت کی ابتدائی آیات میں ان کی اسی بات پر تبصرہ ہے۔

- قریش کے ان لوگوں اور نبیؐ کے درمیان اس گفتگو کو بنیاد بنا کر اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ ان لوگوں کے انکار کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کے دین کی اس دعوت میں کوئی نقص اور کمی ہے یہ کلمہ تو دراصل ایک انقلابی کلمہ ہے جو انسان کے کردار و عمل میں انقلاب برپا کر دیتا ہے اور اس پر یقین کرنے والے کے قلب و نظر کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔
- ان کے انکار کی وجہ اپنی بڑائی اندھی تقلید اور حسد و جلن ہے یہ ان جاہلانہ خیالات پر جمے رہنا چاہتے ہیں جس پر ان کے قریب کے زمانے کے لوگ چلتے رہے ہیں۔ اور جب ایک شخص اس جہالت اور وہم کے پردے کو چاک کر کے ان کے سامنے اصل حقیقت پیش کرتا ہے تو اس کو قبول کرنے سے ان کے غلط جذبات آڑے آجاتے ہیں۔
- اللہ تعالےٰ نے صاف صاف بتایا ہے کہ آج تم جس شخص کی رہنمائی قبول کرنے سے انکار کر رہے ہو کل کو تمہیں اسی کو ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالےٰ نے نو پیغمبروں کا ذکر کر کے یہ سمجھایا ہے کہ اس کے یہاں انسان کا صحیح رویہ ہی قبول کیا جاتا ہے۔ ان نو پیغمبروں میں سے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا قصہ زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے۔
- اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے دونوں طرح کے انسانوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ ایک اس کے فرماں بردار بندے دوسرے وہ جنھوں نے سرکشی اور بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ عالم آخرت میں ان دونوں کا کیا حال ہوگا۔ آج وہ جن سرداروں کے پیچھے اندھے بن کر چل رہے ہیں کل وہ سردار اپنے پیروؤں سے پہلے جہنم میں پہنچے ہوئے ہونگے اور ان کے پیروکار ان کو کوس رہے ہوں گے کہ تم نے ہمیں اس انجام کو پہنچایا ہے۔
- سورت کے آخر میں آدم و ابلیس کے واقعہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے یہ بتانا ہے کہ ابلیس نے تکبر کی وجہ سے آدم کے سامنے جھکنے سے انکار کیا تھا اور اللہ نے جو مرتبہ آدم کو دیا تھا اس پر ابلیس نے حسد کیا تھا تمہارا حال بھی آج وہی ہے۔

اٰیاتہا ۸۸	-۳۸ سُوْرَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ ۳۸-	رُکُوْعَاتُہا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۱ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ

صٓ	وَالْقُرْاٰنِ	ذِی الذِّکْرِ	بَلِ	الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	فِیْ
صاد	قرآن کی قسم	نصیحت دینے والا	بلکہ	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	میں

صاد نصیحت دینے والے قرآن کی قسم (آپ کی دعوت برحق ہے) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ

عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ۲ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ

عِزَّۃٍ	وَّشِقَاقٍ	کَمْ	اَھْلَکْنَا	مِنْ قَبْلِھِمْ	مِّنْ
گھمنڈ	اور مخالفت	کتنی ہی	ہم نے ہلاک کر دیں	اس سے قبل	سے

گھمنڈ اور مخالفت میں ہیں کتنی ہی امتیں ان سے قبل ہم نے ہلاک کر دیں

قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۳

قَرْنٍ	فَنَادَوْا	وَّلَاتَ	حِیْنَ	مَنَاصٍ	
امتیں	تو وہ فریاد کرنے لگے	اور نہ تھا	وقت	چھٹکارا	

تو وہ فریاد کرنے لگے اور اب چھٹکارے کا وقت نہ تھا۔

سُوْرَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ سِتٌّ اَوْ ثَمَانٍ وَثَمَانُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) صٓ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ اَیِ الْبَیَانِ اَوِ الشَّرَفِ وَجَوَابُ ھٰذَا الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ اَیْ مَا الْاَمْرُ کَمَا قَالَ کُفَّارُ مَکَّۃَ مِنْ تَعَدُّدِ الْاٰلِھَۃِ

سورہ ص مکی ہے اس میں چھیاسی یا اٹھاسی آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

(۱) صٓ والقرانِ ذی الذکر الخ قسم ہے قرآن صاحبِ بیان اور صاحبِ شرافت کی۔

بات یہ نہیں جو کفار مکہ کہتے ہیں کئی معبود ہونا۔

(۲) بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
أَهْلِ مَكَّةَ فِيْ عِزَّةٍ حَمِيَّةٍ
وَتَكَبُّرٍ عَنِ الْإِيْمَانِ وَّشِقَاقٍ ○
خِلَافٍ وَعَدَاوَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲) بلکہ وہ لوگ جو کافر ہوئے مکہ والوں میں سے ایمان سے تکبر کرتے ہیں اور اپنے کفر کے تیغ میں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔

(۳) كَمْ أَيْ كَثِيْرًا أَهْلَكْنَا مِنْ
قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ أَيْ
أُمَّةٍ مِّنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ
فَنَادَوْا حِيْنَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ بِهِمْ
وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ○ أَيْ لَيْسَ
الْحِيْنُ حِيْنَ فِرَارٍ وَالتَّاءُ زَائِدَةٌ
وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ فَاعِلِ
نَادَوْا أَيْ اِسْتَغَاثُوْا وَالْحَالُ أَنْ
لَا مَهْرَبَ وَلَا مَنْجَا وَمَا
اعْتَبَرَ بِهِمْ كُفَّارُ مَكَّةَ

(۳) ہم نے ان سے پہلے بہت سی گذری ہوئی امتوں کو ہلاک کیا
بوقت اترنے اور پہنچنے عذاب کے
انھوں نے آواز کی اور فریاد چاہی
اور وہ وقت نجات کا اور بھاگنے کا نہ تھا
ان کی فریاد اور شور سے کچھ نفع نہ ہوا۔
اور ان مکہ والوں کو ان کا حال سنکر کچھ عبرت نہیں ہوتی

تشریح

(۱) قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عمدہ نصیحتوں سے پُر ہے | صٓ. حروف مقطعات میں سے ہے اس کی مراد پورے طور پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ لیکن حضرت ابن عباس اور ضحاک کا قول ہے کہ صٓ سے مراد "صَادِقٌ فِيْ قَوْلِهٖ" یا "صَدَقَ مُحَمَّدٌ" ہے یعنی محمدؐ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔ اردو میں بھی کسی بات کو صحیح قرار دینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ میں اس پر صاد کرتا ہوں۔

یہ قرآن جو عمدہ نصیحتوں سے اور عالی مرتبہ مضامین سے پُر ہے باآواز بلند شہادت دے رہا ہے کہ اس کا انکار کرنے والے اس میں کسی کمی کی وجہ سے اس کے منکر نہیں ہیں۔

(۲) قرآن سے انکار کا سبب منکرین کا تکبر اور ان کی ضد ہے | قرآن کو نہ ماننے کی وجہ قرآن کی کوئی کمی نہیں ہے کہ اس کی دعوت میں یا اس کے اصولوں میں کوئی نقص ہے بلکہ اس سے انکار کی وجہ نہ ماننے والوں کے اپنے اندر ہے اور وہ ہے ان کا بے جا تکبر، فضول کی ضد اور بے کار کی نفرت۔

اگر وہ ان باتوں کو دل سے نکالیں تو حق و صداقت کی شاہراہ ان کو صاف نظر آئے گی۔ خود قرآن بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا شاہد ہے کہ حق کو سمجھانے کے جتنے طریقے ہیں ان کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔

(۳) تاریخ کی شہادت | دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جن قوموں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے حق کا مقابلہ کیا ہے اور اللہ کے نبیوں کے سامنے ضد اور ہٹ دکھائی ہے تو وہ ہلاک ہو چکیں۔ ایسی قوموں پر جب عذاب کا وقت آیا تو وہ چیخ اٹھے۔ مگر عذاب کا فیصلہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی مہلت باقی نہیں رہتی اور پھر بچنے کا وقت نہیں ہوتا۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

وَعَجِبُوْٓا	اَنْ	جَآءَهُمْ	مُّنْذِرٌ	مِّنْهُمْ	وَقَالَ	الْكٰفِرُوْنَ
اور انہوں نے تعجب کیا۔	کہ	ان کے پاس آیا	ایک ڈرانے والا	ان میں سے	اور کہا	(جمع) کافر

اور انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ اور کافروں نے کہا

هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا

هٰذَا	سٰحِرٌ	كَذَّابٌ	اَجَعَلَ	الْاٰلِهَةَ	اِلٰهًا
یہ	جادوگر	جھوٹا	کیا اس نے بنا دیا	(جمع) معبود	معبود

یہ جادوگر جھوٹا ہے۔ کیا اس نے سارے معبودوں کو بنا دیا ہے ایک

وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵

وَّاحِدًا	اِنَّ	هٰذَا	لَشَيْءٌ	عُجَابٌ
ایک	بے شک	یہ	ایک شے (بات)	بڑی عجیب

معبود بے شک یہ تو ایک بڑی عجیب بات ہے۔

(۴) وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يُنْذِرُهُمْ يُخَوِّفُهُمْ بِالنَّارِ بَعْدَ الْبَعْثِ وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

(۴) اور ان کو تعجب ہوا اس سے کہ ان کے پاس پیغمبر ڈرانے والا اور احکامِ الٰہی سنانے والا انھیں میں سے آیا مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جو ان کو آگ سے ڈراتے ہیں جو پیش آنے والی ہے بعد حشر و نشر کے۔ اور اہل کفر کہتے ہیں یہ جادوگر ہے جھوٹا۔

(۵) اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا حَيْثُ قَالَ لَهُمْ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَيْ كَيْفَ يَسَعُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ عَجِيْبٌ

(۵) کیا اس نے تمام معبودوں کا ایک بنا دیا جیسا کہ یہ کہتا ہے کہ کہو لا الٰہ الا اللہ، یعنی نہیں ہے کوئی معبود بجز خدائے برحق کے۔ حاصل یہ کہ تمام مخلوق کے لئے ایک معبود کیوں کر کافی ہو سکتا ہے بے شبہ یہ ایک عجیب امر ہے۔

تشریح

(۴) نبوت محمدیؐ پر اعتراض | اللہ تعالیٰ رسولوں کو انسانوں کی ہدایت اور ان کی رہنمائی کے لئے مقرر فرماتے ہیں۔ وہ لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے بتائے ہوئے صحیح سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو خاص علم عطا فرماتے ہیں کیوں کہ ان کی ذمہ داری لوگوں کی ہدایت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا انسان ہونا ضروری ہے کیونکہ انسان ہی انسانوں کے جذبات کو محسوس کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان ہونا رسول کا کمال ہوتا ہے۔

اگر وہ انسان اجنبی ہو، جانا پہچانا نہ ہو، اس کی زندگی کے حالات کا کچھ اتاپتہ نہ ہو تو اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے رسول انسان بھی ہوتا ہے اور جس قوم میں اس کو بھیجا جاتا ہے اسی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے تاکہ وہ اس کو اچھی طرح جانے پہچانے اور اس پر اعتماد کرے۔

حضرت محمدؐ کو جھٹلانے والوں کو اس پر تعجب ہے کہ ایک سمجھانے بجھانے والا ---، خبردار کرنے والا ان ہی میں سے کھڑا ہو گیا اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

جھٹلانے والوں کو دوسری حیرت اس بات پر ہے کہ جو شخص ان کو نبی مان لیتا ہے اور ان کی صداقت پر ایمان لے آتا ہے اس پر گویا ایک جادو سا ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ سہنے کے لئے، قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے مگر دامن محمدی کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتا۔ یہ کیا جادو ہے جو ماننے والوں کے سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ اس لئے وہ کہتے تھے کہ یہ ساحر ہے جھوٹا ہے۔ ہم ہی میں کا ایک آدمی نبی بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کے دعوائے نبوت کو جانچتے پرکھتے اور دیکھتے کہ یہ شخص جس نے تمہارے درمیان بچپن سے لے کر جوانی تک چالیس سال گزارے ہیں کبھی اس کی زبان سے ایک لفظ جھوٹ نہیں سنا، کبھی اس نے کوئی خیانت نہیں کی، یہ تمہارا خیر خواہ ہے اس کی اپنی کوئی غرض نہیں ہے۔ ایسے بے داغ کردار کا انسان کیا جھوٹا اور دغا باز ہو سکتا ہے۔

جس نے کسی استاد کے سامنے کبھی کوئی کتاب نہیں کھولی وہ شخص اچانک ایسا صاحب علم کیسے ہو گیا کہ بصیرت اور حکمت کے خزانے اس نے کھول کر رکھ دیئے کیا یہ اللہ کے دیئے ہوئے علم کے سوا کوئی اور علم ہو سکتا ہے۔؟

جو تمہارا اتنا خیر خواہ اور تمہارے حق میں اتنا مخلص ہے۔ وہ صرف تمہیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانا چاہتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں تمہارے سامنے وہ بات پیش کر رہا ہوں جس کو مان لوگے تو بڑے بڑے تاجداروں کے تاج تمہارے قدموں میں ہوں گے۔

وہ تمہیں ایسا پر حکمت کلام سنا رہا ہے جس کو سن کر تمہارے ادیب اور شاعر اور تمہارے صاحب فکر و دانش حیران ہیں۔ آخر اس کے دعوائے نبوت پر تمہیں حیرانی کیوں؟

(۵) بڑی عجیب بات ہے اتنے خداؤں کی جگہ بس ایک۔۔۔؟ ہر آدمی جانتا ہے کہ اس کائنات کا اس زمین و آسمان اور اس جہان کا اور خود انسان کا کوئی نہ کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ کوئی بھی چیز بنانے والے کے بغیر نہیں بنتی۔ اس جہان کا بھی کوئی نہ کوئی خالق ہے۔

کائنات کا یہ ٹھیک ٹھیک چلتا ہوا نظام پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کے چلانے والے بہت سے نہیں ہیں، ایک ہی ذات ہے جس کا پوری کائنات پر مکمل کنٹرول ہے۔ اگر ایک کے بجائے کئی چلانے والے ہوتے تو یہ نظام اس طرح نہ قائم رہ سکتا تھا اور نہ چل سکتا تھا۔

یہ ایسی کھلی بات ہے جس کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے۔ مگر ایسے بھی لوگ تھے اور ہیں جن کی سمجھ میں یہ واضح حقیقت نہیں آتی اور وہ حیرت سے کہتے ہیں کہ کمال ہے اتنے خداؤں کی جگہ بس ایک خدا؟ اتنے معبودوں کی جگہ بس ایک معبود؟ کیا ہم سے پہلے لوگ جو الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے رہے کیا وہ عقل سے بالکل کورے تھے؟

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ

وَانْطَلَقَ	الْمَلَاُ	مِنْهُمْ	اَنِ	امْشُوْا	وَاصْبِرُوْا	عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ
اور چل پڑے	سردار	ان کے	کہ	چلو	اور جمے رہو	اپنے معبودوں پر

اور ان کے کئی سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۖ ⑥ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ

اِنَّ	هٰذَا	لَشَیْءٌ	یُّرَادُ	مَا سَمِعْنَا	بِهٰذَا	فِی	الْمِلَّةِ
بے شک	یہ	کوئی شے (بات)	ارادہ کی ہوئی (مطلب کی)	ہم نے نہیں سنا	ایسی	میں	مذہب

بے شک یہ کوئی اس کے مطلب کی بات ہے ہم نے پچھلے مذہب میں ایسی (بات) نہیں

الْاٰخِرَةِ ۖۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۖۚ ⑦ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ

الْاٰخِرَةِ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	اخْتِلَاقٌ	ءَاُنْزِلَ	عَلَیْهِ
پچھلا	نہیں	یہ	مگر محض	من گھڑت	کیا نازل کیا گیا	اس پر

سُنی یہ تو محض من گھڑت ہے کیا ہم میں سے اسی پر کلام اللہ

الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ

الذِّكْرُ	مِنْۢ بَیْنِنَا	بَلْ	هُمْ	فِیْ	شَكٍّ	مِّنْ
ذکر (کلام)	ہم میں سے	بلکہ	وہ	میں	شک	سے

نازل کیا گیا ہے؟ (ہاں) بلکہ وہ شک میں ہیں میری

ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ⑧

ذِكْرِیْ	بَلْ	لَّمَّا	یَذُوْقُوْا	عَذَابِ
میری نصیحت	بلکہ	نہیں	چکھا انھوں نے	عذاب

نصیحت سے بلکہ (ابھی) انھوں نے عذاب نہیں چکھا۔

⑥ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ مِنْ مَجْلِسِ اجْتِمَاعِهِمْ عِنْدَ اَبِیْ طَالِبٍ وَسِمَاعِهِمْ فِیْهِ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنِ امْشُوْا اَیْ یَقُوْلُ بَعْضُهُمْ

⑥ اور ان میں سے ایک جماعت چلی ایک مجلس سے کہ جس میں وہ ابوطالب کے پاس اکٹھے ہو رہے تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے سنا تھا کہ آپ حکم، توحید اور کلمہ توحید کے پڑھنے کا کرتے تھے۔ وہ جماعت آپس میں ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ چلو اور اپنے معبودوں کی

لِبَعْضٍ اِمْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِثْبُتُوْا عَلٰى عِبَادَتِهَا اِنَّ هٰذَآ اَلْمَذْكُوْرُ مِنَ التَّوْحِيْدِ لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مِنَّا

پرستش پر ثابت قدم رہو۔

یہ جو توحید کا ذکر ہوا یہ ایک شے ہے جو ہم سے چاہی جاتی ہے۔

⑦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اَيْ مِلَّةِ عِيْسٰى اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ كَذِبٌ

⑦ ہم نے پہلے مذہب یعنی مذہب عیسوی میں اس کو نہیں سنا۔ یہ محض جھوٹی بات ہے۔

⑧ ءَاُنْزِلَ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ وَتَرْكِهٖ عَلَيْهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ الذِّكْرُ اَلْقُرْاٰنُ مِنْۢ بَيْنِنَا وَلَيْسَ بِاَكْبَرِنَا وَلَا اَشْرَافِنَا اَيْ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ قَالَ تَعَالٰى بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ وَحْيِيْ اَيِ الْقُرْاٰنِ حَيْثُ كَذَّبُوا الْجَائِيَ بِهٖ بَلْ لَّمَّا لَمْ يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ وَلَوْ ذَاقُوْهُ لَصَدَّقُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَاءَ بِهٖ وَلَا يَنْفَعُهُمُ التَّصْدِيْقُ حِيْنَئِذٍ

⑧ کیا محمدؐ پر قرآن اتارا گیا ہم کو چھوڑ کر۔ حالانکہ وہ کوئی ہم میں بڑے مرتبہ والا اور شرافت والا نہیں۔
حاصل یہ کہ یہ غلط ہے۔ اس پر قرآن نہیں اترا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے
بلکہ بات یہ ہے کہ یہ کافر میرے وحی اور میرے ذکر یعنی قرآن سے شک اور تردد میں ہیں کہ انھوں نے قرآن کے لانے والے کو جھوٹا کہا۔
بلکہ بات یہ ہے کہ ابھی انھوں نے میرا عذاب نہیں چکھا اگر چکھ لیتے تو سچا سمجھتے پیغمبر صاحب کو ان احکام میں جو وہ بیان کرتا ہے ولیکن اس وقت تصدیق کرنے اور ایمان لانے سے ان کو کچھ نفع نہ ہوگا۔

تشریح

⑥ الٰہ واحد کی دعوت دراصل ایک انقلابی دعوت تھی قریش کے تقریباً پچیس بڑے بڑے سردار جن میں ابوجہل امیہ بن خلف، ابوسفیان وغیرہ شامل تھے آں حضرتؐ کے چچا ابوطالب کے پاس اس غرض سے گئے کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں کہ وہ اس کشمکش کو جو ان کی دعوت کی وجہ سے مکے کے گھر گھر میں ابھر رہی تھی ختم کردیں وہ اپنے طور پر جس خدا کو چاہیں مانیں مگر دوسروں کی مخالفت سے باز آجائیں۔
ابوطالب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور بتایا کہ یہ لوگ یہ پیش کش لے کر آئے ہیں۔

محمدؐ نے فرمایا کہ میں ان کے سامنے صرف ایک کلمہ پیش کرتا ہوں اگر یہ اس کو مان لیں تو دونوں جہان کی کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں

آپ نے کہا کہ یہ لوگ صرف اتنا مان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ)

انسان کو اپنی زندگی صحیح طریقے سے گزارنے کے لئے ایک فکری بنیاد کی ضرورت ہے کیونکہ اس بنیاد پر ہی عمل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی عمارت کی بنیاد نہ ہو یا بنیاد کمزور ہو تو اس پر مضبوط عمارت کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح عقیدہ جو انسانی عمل کی بنیاد بنتا ہے اس کو نہایت مضبوط اور مستحکم ہونا چاہیئے۔ وہ مستحکم عقیدہ کیا ہو؟ ہی ہو جو حقیقت کے مطابق ہو اور فطرت اس کو قبول کرتی ہو۔ وہ عقیدہ صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ہے عقیدۂ توحید کہ اس کائنات کا خالق مالک اور حاکم و آقا اور ہم سب کا معبود ایک اور صرف ایک ہے۔

اس لئے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہی وہ سچائی ہے جس پر عمل کی عمارت بننی چاہیئے۔ جب انسان کو یہ احساس ہو کہ میرا رب جو علیم و خبیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے میری ہر وقت نگرانی کر رہا ہے اور مجھے اس کے سامنے پیش ہو کر اپنے کاموں کا حساب دینا ہے تب ہی وہ برائی سے بچتا ہے اور نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے جس سے اس کے دونوں جہان بنتے اور سنورتے ہیں۔ اسی لیے آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کلمے کے ماننے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ ایک جملہ دراصل پوری زندگی میں انقلاب کی دستک لے کر آرہا تھا اسی لیے سارے سردار یہ بات سنکر ابو طالب کی مجلس سے اٹھ گئے اور یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔ یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا رہی ہے کہ ہماری ساری زندگی کو بدل کر اور ساری باتوں کو چھوڑ کر ایک معبود کے تابع کر دیا جائے۔

(۷) پوری زندگی میں ایک خدا کی فرماں روائی یہ بات تو ہم نے کسی سے سُنی نہیں | پوری زندگی اور زندگی کے ہر کام میں بس ایک خدا کی فرماں روائی۔ اسی کی عبادت، اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔ یہ بات ہم نے قریب کے زمانے میں اپنے بزرگوں سے نہیں سنی۔ ہمارے آس پاس دوسرے ملکوں میں اور قومیں بھی آباد ہیں کسی نے یہ نہیں کہا کہ انسان بس ایک اللہ رب العلمین کو مانے اور اپنی پوری زندگی اسی کے حوالے کر دے۔ یہ بات تو گھڑی ہوئی لگتی ہے۔ ایک من گھڑت بات کو حقیقت اور صداقت بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

(۸) نبی ص پر اعتراض دراصل اللہ پر اعتراض ہے | انکار کرنے والوں کا پہلا اعتراض تو یہ تھا کہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک الٰہ کو ماننا ایک نادر بات ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ کیا نبوت کے لئے اور اپنا کلام نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہم میں سے بس یہی ایک صاحب ملے ہیں جن کو اپنا نبی چنا گیا ہے اور ان پر اپنا کلام نازل کیا گیا ہے۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ اے محمدؐ جب تک آپ نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا اور ان کو اس دین کی دعوت نہیں دی تھی یہ سب لوگ آپ کو سچا اور ایماندار جانتے تھے۔ اب ان کا آپ پر اعتراض درحقیقت آپ پر نہیں بلکہ ہم پر ہے۔ یہ ہماری نصیحت پر جو ہم نے نازل کی ہے شک کر رہے ہیں اور اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ ان کا یہ شک میرے ذکر کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ بات ان کو پسند نہیں ہے کہ سب چیزوں کو چھوڑ کر اور اپنے خود ساختہ اختیارات سے دست بردار ہو کر ایک الٰہ کو اپنا معبود اور مقتدر اعلیٰ مانیں اور اسی کے بتائے ہوئے طریقے کو اختیار کر لیں۔ اصل میں انھوں نے ابھی ہمارے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ہے۔ انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جو لوگ حق و صداقت سے منہ موڑتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی ان کی بربادی ہے اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی وہ ناکام و نامراد ہوں گے۔ انسان کے لئے صحیح راہِ عمل یہی ہے کہ وہ راست بازی اختیار کرے حق و صداقت پر چلے اور من مانی کرنا چھوڑ دے۔

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ

أَمْ	عِنْدَهُمْ	خَزَآئِنُ	رَحْمَةِ + رَبِّكَ	الْعَزِيْزِ
کیا	ان کے پاس	خزانے	تمہارے رب کی رحمت	غالب

کیا تمہارے رب کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں ؟ جو غالب ، بہت

الْوَهَّابِ ⑨ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

الْوَهَّابِ	أَمْ	لَهُمْ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضِ
بہت عطا کرنے والا	کیا	ان کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

عطا کرنے والا ہے۔ کیا ان کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْأَسْبَابِ ⑩ جُنْدٌ مَّا

وَمَا	بَيْنَهُمَا	فَلْيَرْتَقُوْا	فِي + الْأَسْبَابِ	جُنْدٌ	مَّا
اور جو	ان دونوں کے درمیان	تو وہ چڑھ جائیں	رسیوں میں (رسیاں تان کر)	ایک لشکر	جو

اور جو اُن دونوں کے درمیان ہے تو وہ (آسمانوں پر) چڑھ جائیں رسیاں تان کر شکست خوردہ

هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ⑪

هُنَالِكَ	مَهْزُوْمٌ	مِّنَ	الْأَحْزَابِ	
یہاں	شکست خوردہ	سے	گروہوں	

گروہوں میں سے یہاں یہ بھی ایک لشکر ہے۔

⑨ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْغَالِبِ الْوَهَّابِ ۝ مِنَ النُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا فَيُعْطُوْنَهَا مَنْ شَاءَ

⑩ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ إِنْ زَعَمُوْا ذٰلِكَ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْأَسْبَابِ ۝ الْمُوْصِلَةِ إِلَى السَّمَاءِ فَيَأْتُوْا بِالْوَحْيِ فَيَخُصُّوْا

⑨ یا ان کفار کے پاس تیرے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو کہ غالب عزت والا پیغمبری وغیرہ عطا فرمانے والا ہے کہ جس کو وہ چاہیں پیغمبری وغیرہ دیویں۔

⑩ یا ان کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان۔ اگر ان کا یہ گمان ہے تو ان کو چاہئے کہ آسمان میں چڑھ جاویں بذریعہ سیڑھی اور رسّی وغیرہ کے وہاں سے وحی کو لے آویں پھر جس کو چاہیں اس کے ساتھ مخصوص کریں۔

بِهٖ مَنْ شَاءُوْا، وَ اَمْ فِي الْمَوْضَعَيْنِ بِمَعْنٰي هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ

(۱۱) جُنْدٌ مَّا اَيْ هُمْ جُنْدٌ حَقِيْرٌ هُنَالِكَ اَيْ فِي تَكْذِيْبِهِمْ لَكَ مَهْزُوْمٌ صِفَةُ جُنْدٍ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ صِفَةُ جُنْدٍ اَيْضًا اَيْ مِنْ جِنْسِ الْاَحْزَابِ الْمُتَحَزِّبِيْنَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ وَاُولٰئِكَ قَدْ قُهِرُوْا وَاُهْلِكُوْا فَكَذٰلِكَ يُهْلَكُ هٰؤُلَاءِ

(۱۱) یہ جو تجھ کو جھٹلاتے ہیں ایک حقیر لشکر ہے شکست دیا گیا مغلوب۔ اس قسم کا جیسے پہلے پیغمبروں کے مقابلے میں جماعتیں اکٹھی ہوئی تھیں۔

اور ان کو اللہ نے مغلوب اور ہلاک کیا اسی طرح اس لشکر کو بھی جو تیرے مقابلے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ہلاک کرے گا۔

تشریح

(۹) رحمت کے خزانے اللہ کے قبضے میں ہیں۔ جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کیا نبوت کے لئے یہی آدمی رہ گیا تھا۔ کیا ان کے پاس تیرے داتا اور غالب پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں؟ رحمت کے خزانوں کا مالک اللہ ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اس نے جس کو چاہا اپنا نبی منتخب کیا جس پر چاہا اپنی رحمتیں نازل کیں جس پر چاہا اپنا کلام اتارا۔ یہ اعتراض کرنے والے ہوتے کون ہیں یہ پوچھنے والے کہ کیا یہی ایک آدمی رہ گیا تھا جس کو نبی بنایا گیا۔؟

(۱۰) زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کیا اس کی حکومت ان کے پاس ہے۔ ہر چیز پر حاکمانہ اقتدار اللہ کا ہے۔ اگر ان کے پاس زمین و آسمان کی حکومت ہے تو اپنے سارے اسباب و وسائل کام میں لے آؤ اور رسیاں تان کر آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے محمد پر وحی کا آنا بند کر دو اور اپنی منشاء کے مطابق زمین و آسمان کا انتظام چلاؤ۔

جب ان میں سے تمہارے پاس کسی چیز کی فرماں روائی نہیں ہے زمین و آسمان ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے۔ تو تم اس کے حاکمانہ اقتدار میں دخل اندازی کرنے والے کون ہوتے ہو۔؟

(۱۱) یہ چند شکست خوردہ لوگوں کا گروہ ہے۔ یہ بڑی بڑی باتیں بنانے والے جو پروردگار عالم پر اعتراض کرنے کی ہمت کر رہے ہیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ صرف چند لوگوں کا گروہ ہے جو جلد ہی شکست کا منہ دیکھنے والے ہیں۔ یہ چھوٹا سا جتھہ زمین و آسمان کی قوتوں کا مالک تو کیا ہوتا یہ تو زمین کے اس ٹکڑے پر بھی سر اٹھا کر نہ چل سکے گا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو

كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمُ	نُوحٍ	وَّعَادٌ	وَّفِرْعَوْنُ	ذُو+
جھٹلایا	ان سے پہلے	قوم	نوح	اور عاد	اور فرعون	

ان سے پہلے جھٹلایا قوم نوح نے اور میخوں والے

الْأَوْتَادِ ⑫ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّأَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ

الْأَوْتَادِ	وَثَمُودُ	وَ	قَوْمُ	لُوطٍ	وَ	أَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ
میخوں والا	اور ثمود	اور	قوم	لوط	اور	ایکہ والے

فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والوں نے

أُولٰئِكَ الْأَحْزَابُ ⑬ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ

أُولٰئِكَ	الْأَحْزَابُ	إِنْ	كُلٌّ	إِلَّا	كَذَّبَ
یہی وہ	گروہ	نہیں	سب	مگر	جھٹلایا

یہی وہ گروہ ہیں ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا، پس

ع ۱۴ / ۱۰ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ⑭ وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا

الرُّسُلَ	فَحَقَّ	عِقَابِ	وَمَا يَنْظُرُ	هٰؤُلَاءِ	إِلَّا
رسولوں	پس آپڑا	عذاب	اور وہ انتظار نہیں کرتے	یہ لوگ	مگر

(ان پر) عذاب آپڑا اور انتظار نہیں کرتے یہ لوگ مگر

صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ⑮

صَيْحَةً	وَّاحِدَةً	مَّا لَهَا	مِنْ	فَوَاقٍ	
چنگھاڑ	ایک	جس کے لئے نہیں	کوئی	ڈھیل	

ایک چنگھاڑ کا، جس میں کوئی ڈھیل (گنجائش) نہیں ہوگی۔

⑫ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
تَأْنِيثُ قَوْمٍ بِاعْتِبَارِ الْمَعْنٰى
وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو
الْأَوْتَادِ ○ كَانَ يَتِدُ لِكُلِّ
مَنْ يَغْضِبُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةً

⑫ ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون ذوالاوتاد۔

فرعون کو ذوالاوتاد اس لئے فرمایا کہ جس پر وہ غصہ ہوتا تھا اس کے واسطے چار میخ

اَوْتَادٍ وَيَشُدُّ اِلَيْهَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَيُعَذِّبُهٗ

گاڑتا تھا اور ان سے اس کے ہاتھ اور پیر باندھتا تھا اور اس کو تکلیف پہنچاتا تھا۔

(۱۳) وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ؕ اَىِ الْغَيْضَةِ وَهُمْ قَوْمُ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ○

(۱۳) اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے جھٹلایا اصحاب ایکہ سے مراد شعیب کی قوم ہے (ایک درختوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔
یہ تمام جن کا ذکر ہوا جماعتیں ہیں۔

(۱۴) اِنْ كُلٌّ مِّنَ الْاَحْزَابِ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ لِاَنَّهُمْ اِذَا كَذَّبُوْا وَاحِدًا مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْا جَمِيْعَهُمْ لِاَنَّ دَعْوَتَهُمْ وَاحِدَةٌ وَهِىَ دَعْوَةُ التَّوْحِيْدِ فَحَقَّ وَجَبَ عِقَابِ ○

(۱۴) کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ایک پیغمبر کو جھٹلایا تو سب ہی کو جھٹلایا کہ دعویٰ ان سب کا ایک ہے۔ اور وہ دعوی توحید کا
سو لازم ہوگیا عذاب میرا۔

(۱۵) وَمَا يَنْظُرُ يَنْتَظِرُ هٰٓؤُلَآءِ اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً هِىَ نَفْخَةُ الْقِيَامَةِ تَحُلُّ بِهِمُ الْعَذَابُ مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ○ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّهَا رُجُوْعٌ

(۱۵) وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ الخ اور کفار مکہ نہیں منتظر ہیں مگر ایک آواز سخت کے کہ وہ نفخہ قیامت کا ہے جس سے ان پر عذاب آوے گا اس کے لئے لوٹنا نہیں۔

تشریح

(۱۲) حق کے مقابلے میں اس سے پہلے بڑی بڑی قومیں شکست کھا چکی ہیں | بڑی بڑی قومیں جیسے قوم نوح، قوم عاد اور فرعون جس نے اپنی طاقت کے کھونٹے گاڑ دیئے تھے یہ ساری قومیں حق وصداقت کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہو چکی ہیں ان کا انجام دیکھ کر ان لوگوں کو عبرت ہونی چاہیئے جو سچائی کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑا طاقت ور سمجھتے ہیں۔

(۱۳) اور بھی بڑی بڑی قوموں کا انجام سامنے ہے | اسی طرح قوم ثمود، قوم لوط اور ایکہ والے یہ سب بڑے جتھے دار تھے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا جو اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور فرعون جیسے زبردست بادشاہ کا ہو چکا تھا۔

(۱۴) ان بڑی بڑی قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا | ان بڑی بڑی قوموں کا قصور یہی تھا کہ جب رسول ان کے پاس اللہ کے دین کی دعوت لے کر پہنچے تو انھوں نے ان کو جھٹلایا۔ ان کی اس حرکت کی وجہ سے میرے عذاب کا فیصلہ ان پر چسپاں ہو کر رہا۔ جب بڑی بڑی قوموں کا یہ حال ہوا ہے جن کے ڈنکے بجتے تھے جن کو اپنی قوت پر بڑا ناز تھا تو پھر چھوٹی چھوٹی قوموں کی کیا حیثیت ہے۔

(۱۵) عذاب کا ایک ہی کڑکا ان کے لئے کافی ہوگا | جب عذاب کا فیصلہ ہو جائے گا اور جو مہلت اللہ تعالےٰ نے دے رکھی ہے پوری ہو جائے گی تو بس ایک ہی کڑکا عذاب کا اور ایک ہی دھماکا کافی ہوگا دوسرے کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور کوئی مہلت ہی نہیں ملے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ⑯

وَقَالُوْا	رَبَّنَا	عَجِّلْ	لَّنَا	قِطَّنَا	قَبْلَ	يَوْمِ	الْحِسَابِ
اور انہوں نے کہا	اے ہمارے رب	جلدی دے	ہمیں	ہمارا حصہ	پہلے	روز	حساب

اور انھوں نے (مذاق کے طور پر) کہا اے ہمارے رب ہمیں جلدی دے ہمارا حصہ روز حساب سے پہلے

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ

اِصْبِرْ	عَلٰى	مَا يَقُوْلُوْنَ	وَاذْكُرْ	عَبْدَنَا	دَاوٗدَ
صبر کریں	اس پر	جو وہ کہتے ہیں	اور یاد کریں	ہمارے بندے	داؤد ؑ

جو وہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کریں اور یاد کریں ہمارے بندے داؤد ؑ

ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ⑰ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

ذَا الْاَيْدِ	اِنَّهٗ	اَوَّابٌ	اِنَّا + سَخَّرْنَا	الْجِبَالَ
قوت والا	بے شک وہ	خوب رجوع کرنے والا	بے شک ہم نے مسخر کر دیے	پہاڑ

قوت والے کو بے شک وہ خوب رجوع کرنے والا تھا۔ بے شک ہم نے پہاڑ اس کے ساتھ مسخر کر دیے

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ⑱

مَعَهٗ	يُسَبِّحْنَ	بِالْعَشِيِّ	وَالْاِشْرَاقِ	
اس کے ساتھ	وہ تسبیح کرتے تھے	شام کے وقت	اور صبح کے وقت	

تھے وہ صبح شام تسبیح کرتے تھے۔

⑯ وَقَالُوْا لَمَّا نَزَلَ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ الخ رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا اَيْ كِتَابَ اَعْمَالِنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ○ قَالُوْا ذٰلِكَ اِسْتِهْزَاءً

⑰ قَالَ تَعَالٰى اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اَيِ الْقُوَّةِ فِي الْعِبَادَةِ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَيَقُوْمُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَنَامُ ثُلُثَهٗ وَيَقُوْمُ سُدُسَهٗ اِنَّهٗ

⑯ اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ کفار کہنے لگے ازراہ تمسخر اور استہزاء کے، اے ہمارے رب ہمارا نامۂ اعمال ہم کو حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے

⑰ فرمایا حق تعالیٰ نے صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں۔ اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو عبادت میں نہایت قوت والا تھا کہ ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتا تھا اور ایک دن افطار کرتا تھا اور آدھی رات نماز پڑھتا تھا اور ایک تہائی رات سوتا تھا پھر باقی چھٹا حصہ رات کا نماز میں گزارتا تھا۔ بے شبہ داؤد رجوع کرنے والا تھا اللہ کی

اَوَّابٌ ○ رِجَاعٌ اِلٰی مَرْضَاتِ اللّٰہِ۔ | رضا کی طرف اور حق تعالیٰ کی مرضیات کا تابع تھا۔

(۱۸) اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِتَسْبِيْحِهٖ بِالْعَشِيِّ وَقْتَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَالْاِشْرَاقِ ○ وَقْتَ صَلٰوةِ الضُّحٰى وَهُوَ اَنْ تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَيَتَنَاهٰى ضَوْءُهَا | (۱۸) ہم نے پہاڑوں کو ان کے ساتھ مسخر کیا کہ وہ عشاء کی نماز کے وقت اور چاشت کی نماز کے وقت اس کے ساتھ مل کر تسبیح کریں (اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج خوب چمک جاوے اور پورا روشن ہوجاوے۔

تشریح

(۱۶) بے وقوف عذاب کے لئے جلد بازی کیا کرتے ہیں | اللہ کے عذاب کا تو حال یہ ہے کہ جب وہ آئے گا تو کوئی مہلت ہی نہیں ملے گی۔ اور ان احمقوں کا حال یہ ہے کہ قیامت کی اور عذاب کی باتیں سُن کر کہتے ہیں کہ یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا معاملہ چکتا کر دو۔ یہیں دیکھ لیں جو کچھ ہونا ہے ہمارا حصہ تو یہیں دے دو۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے اور جھوٹ موٹ کا ڈراوا نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو سامنے آکر رہے گی۔

(۱۷) اے پیغمبر آپ صبر سے کام لیں اور داؤد کے نمونے کو سامنے رکھیں | ایک طرف ان مخالفین کی یہ تکلیف دہ حرکتیں ہیں جو سینۂ رسالت کو چھلنی کر رہی ہیں۔ دوسری طرف پروردگار عالم کا حکم ہے کہ ان مشکل ترین حالات میں اور ان مصائب میں آپ صبر و حوصلے سے کام لیں اور ہمارے بندے اور ہمارے پیغمبر داؤد کے نمونے کو سامنے رکھیں جو آپ کے لئے بھی حوصلہ دینے والا ہوگا اور ان مخالفین کے لئے بھی نصیحت کا سامان ہوگا۔

حضرت داؤدؑ بڑی قوتوں کے مالک تھے جسمانی طاقت میں بھی بڑھے ہوئے تھے چنانچہ جالوت کے مقابلہ میں انھوں نے جہاد کیا اور کامیاب ہوئے اپنی فوجی اور سیاسی قوت سے کام لے کر انھوں نے آس پاس کی قوموں کو شکست دی اور ایک مضبوط اسلامی ریاست قائم کی۔ اخلاقی اعتبار سے بھی حضرت داؤدؑ اعلیٰ طاقت رکھتے تھے بادشاہ ہوتے ہوئے بھی وہ ایک درویش صفت تھے اللہ سے ڈرنے والے حدود شرع کی پابندی کرنے والے۔ ان کے شوق عبادت کا یہ حال تھا کہ حکومت کے کاموں کی مصروفیت کے باوجود ہمیشہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ صوم داؤدی مشہور ہے۔

روزانہ ایک تہائی رات نماز میں بسر کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت داؤدؑ کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے کہ کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ (وہ سب سے زیادہ عبادت گزار انسان تھے)۔

حضرت داؤد کے ذکر سے اے پیغمبر آپ کو بھی حوصلہ ملے گا اور ان مخالفین کو یہ سبق حاصل ہوگا کہ اگر طاقت ملے تو اس کا صحیح استعمال کیسے کرنا چاہیئے۔

(۱۸) حضرت داؤد کا پہاڑوں کے ساتھ تسبیح کرنا | حضرت داؤدؑ کی فضیلتوں اور معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب حضرت داؤدؑ پروردگار کو یاد کرتے خوف الٰہی سے روتے اور تسبیح و تہلیل کرتے اور خوش آوازی کے ساتھ زبور کی تلاوت کرتے پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے۔

یہ آپ کا مخصوص شرف تھا جو اللہ تعالےٰ نے عطا کیا تھا۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ⑲ وَشَدَدْنَا

وَشَدَدْنَا	اَوَّابٌ	لَّهٗ	كُلٌّ	مَحْشُوْرَةً	وَالطَّيْرَ
اور ہم نے مضبوط کی	رجوع کرنے والے	اس کی طرف	سب	اکٹھے کیے ہوئے	اور پرندے

اور اکٹھے کئے ہوئے پرندے (بھی اس کے مسخر تھے) سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہم نے اس کی بادشاہت

مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ⑳

	الْخِطَابِ	وَفَصْلَ	الْحِكْمَةَ	وَاٰتَيْنٰهُ	مُلْكَهٗ
	خطاب	اور فیصلہ کن	حکمت	اور ہم نے اس کو دی	اس کی بادشاہت

مضبوط کی اور اس کو حکمت دی اور فیصلہ کن خطاب

⑲ وَسَخَّرْنَا الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ مَجْمُوْعَةً اِلَيْهِ
تُسَبِّحُ مَعَهٗ كُلٌّ مِّنَ الْجِبَالِ وَالطَّيْرِ لَهٗ
اَوَّابٌ ○ رَجَّاعٌ اِلٰى طَاعَتِهٖ بِالتَّسْبِيْحِ
⑳ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ قَوَّيْنَاهُ
بِالْحَرَسِ وَالْجُنُوْدِ كَانَ يَحْرُسُ
مِحْرَابَهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلٰثُوْنَ اَلْفَ
رَجُلٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ النُّبُوَّةَ
وَالْاِصَابَةَ فِى الْاُمُوْرِ وَفَصْلَ
الْخِطَابَ ○ اَلْبَيَانَ الشَّافِىْ
فِىْ كُلِّ قَصْدٍ

⑲ اور تمام پرند جانوروں کو ہم نے مسخر کیا کہ سب مجتمع ہو کر داؤد کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ ہر ایک ان میں سے یعنی پہاڑ اور پرند جانور تسبیح کرتے ہیں داؤد کے فرماں بردار اور اس کی طرف رجوع

⑳ اور ہم نے داؤد کا ملک قوت والا کیا یعنی اس کو قوت دی لشکر کثیر اور سپاہی اور چوکیداروں سے چنانچہ ہر ایک رات اس کے محراب پر تیس ہزار آدمیوں کا پہرا رہتا تھا۔
اور ہم نے اس کو پیغمبری اور حکمت یعنی تمام باتوں کو نہایت ٹھیک سمجھنا اور غلطی نہ کرنا عطا کیا اور دیا اس کو فصل خطاب یعنی بیان شافی ہر امر متوسط میں افراط و تفریط سے۔

تشریح

⑲ حضرت داؤد کی تسبیح کے ساتھ ان کے اردگرد پرندے جمع ہو جاتے | اللہ تعالٰی نے حضرت داؤد کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ بے جان ہوتے ہوئے بھی حضرت داؤد کے ساتھ آواز میں آواز ملا کر تسبیح کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کی تسبیح کے وقت آپ کے اردگرد پرندے اکٹھے ہو جاتے اور آپ کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو کر تسبیح کرنے لگتے۔ اللہ کی حمد و ثنا سے پہاڑ اور پرندے اثر قبول کر رہے تھے۔ انسانوں کے دل پر اللہ کے پاک نام کا اور خوش آواز میں اس کی تسبیح کا اثر کیوں نہ ہوگا مگر بعض دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ بَلْ هِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔

ع پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ⁂ مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

⑳ حضرت داؤد کی بعض اور خصوصیات | حضرت داؤد کی سلطنت بڑی مستحکم اور مضبوط تھی اس کے علاوہ اللہ تعالٰی نے اور بھی خصوصیات سے نوازا تھا وہ بڑے مدبر و دانا تھے ان میں قوت فیصلہ تھی ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ کر بڑی خوبی کے ساتھ اس کا فیصلہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا کلام بڑا حکیمانہ ہوتا تھا جب گفتگو کرتے تھے تو نہایت سلجھی ہوئی اور تمام بنیادی نکات کی وضاحت بڑی خوبی کے ساتھ کیا کرتے تھے ان کی عقل و فہم اور قادر الکلامی بڑی اعلٰی درجے کی تھی۔ ان علمی و عملی کمالات کے باوجود ایک موقع پر ان کو بھی سخت آزمائش سے گزرنا پڑا۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾

وَهَلْ	اَتٰىكَ	نَبَؤُا	الْخَصْمِ	اِذْ	تَسَوَّرُوا	الْمِحْرَابَ
اور کیا	آپ کے پاس آئی (پہنچی)	خبر	جھگڑنے والے	جب	وہ دیوار پھاند کر آئے	محراب (مسجد)

اور کیا آپ کے پاس جھگڑنے والوں (اہل مقدمہ) کی خبر پہنچی جب وہ دیوار پھاند کر مسجد میں آ گئے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ

اِذْ + دَخَلُوْا	عَلٰى	دَاوٗدَ	فَفَزِعَ	مِنْهُمْ	قَالُوْا	لَا تَخَفْ	خَصْمٰنِ
جب وہ داخل ہوئے	پر	داؤدؑ	تو وہ گھبرایا	ان سے	انہوں نے کہا	خوف نہ کھاؤ	ہم دو جھگڑنے والے

جب وہ داخل ہوئے داؤدؑ کے پاس تو وہ ان سے گھبرا گئے۔ ان لوگوں نے کہا ڈرو نہیں ہم دو جھگڑنے والے (اہل مقدمہ)

بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

بَغٰى	بَعْضُنَا	عَلٰى + بَعْضٍ	فَاحْكُمْ	بَيْنَنَا	بِالْحَقِّ	وَلَا تُشْطِطْ
زیادتی کی	ہم میں سے ایک	دوسرے پر	تو آپ فیصلہ کر دیں	ہمارے درمیان	حق کے ساتھ	اور زیادتی (بے انصافی) نہ کریں

ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں حق کے ساتھ اور بے انصافی نہ کریں

وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

وَاهْدِنَآ	اِلٰى	سَوَآءِ	الصِّرَاطِ
اور ہماری رہنمائی کریں	طرف	سیدھا	راستہ

اور سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی کریں۔

(۲۱) وَهَلْ مَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ هُنَا التَّعْجِيْبُ وَالتَّشْوِيْقُ اِلٰى اِسْتِمَاعِ مَا بَعْدَهٗ اَتٰىكَ يَا مُحَمَّدُ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ○ مِحْرَابَ دَاوٗدَ اَيْ مَسْجِدَهٗ حَيْثُ مَنَعُوا الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ لِشُغْلِهٖ بِالْعِبَادَةِ اَيْ خَبَرُهُمْ وَقِصَّتُهُمْ

(۲۱) اور کیا پہنچی تجھ کو اے محمدؐ خبر جھگڑنے والوں کی جب کہ وہ داؤد کے پاس آئے دیوار محراب پھلانگ کر۔

چوں کہ داؤد عبادت میں مشغول تھا اس لئے دروازہ مسجد سے کسی کو نہ آنے دیتے تھے۔ اس سبب سے وہ جھگڑنے والے اوپر کو پھلانگ کر داؤد کے پاس آ پہنچے۔

(۲۲) اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ

(۲۲) جب وہ داؤد کے پاس آئے، داؤد ان کو دیکھ کر ڈرا اور

مِنۡهُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ج نَحۡنُ خَصۡمٰنِ قِيْلَ فَرِيْقَانِ لِيُطَابِقَ مَا قَبْلَهٗ مِنْ ضَمِيْرِ الْجَمْعِ وَقِيْلَ اِثْنَانِ وَالضَّمِيْرُ بِمَعْنٰى هُمَا وَالْخَصْمُ يُطْلَقُ عَلَى الْوَاحِدِ وَاَكْثَرُ وَهُمَا مَلَكَانِ جَاءَا فِيْ صُوْرَةِ خَصْمَيْنِ وَقَعَ لَهُمَا مَا ذُكِرَ عَلٰى سَبِيْلِ الْفَرْضِ لِتَنْبِيْهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى مَا وَقَعَ مِنْهُ وَكَانَ لَهٗ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ اِمْرَاَةً وَطَلَبَ اِمْرَاَةَ شَخْصٍ لَيْسَ لَهٗ غَيْرُهَا وَتَزَوَّجَهَا وَدَخَلَ بِهَا بَغٰى بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ تَجُرْ وَاهۡدِنَاۤ اَرْشِدْنَا اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ وَسَطَ الطَّرِيْقِ الصَّوَابِ

گھبرایا۔ وہ کہنے لگے تو خوف نہ کر ہم دو شخص جھگڑنے والے ہیں۔ (بعض نے کہا مراد دو فریق ہیں کیونکہ اوپر صیغہ جمع کا لایا گیا ہے۔ اور بعض نے کہا وہ دو ہی شخص تھے ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے ہے کیونکہ خصم کا اطلاق ایک پر اور ایک سے زیادہ پر آتا ہے) بہرحال یہ آنے والے دو خصم دو فرشتے تھے جو بشکل جھگڑنے والوں کے آئے۔ یہ جو کچھ ان دونوں کا قصہ مذکور ہوتا ہے، بطور فرض کر لینے کے ہے داؤد کے متنبہ کرنے کو اس قصور پر جو اس سے سرزد ہوا۔ وہ یہ کہ داؤد کے ننانوے بیبیاں تھیں اور باوجود اس کے اس نے ایک دوسرے شخص کی بیوی طلب کی جس کے پاس بجز اس عورت کے دوسری زوجہ نہ تھی اور اس سے لے کر اس عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی۔)

ان ہر دو خصم نے آکر داؤد سے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک دوسرے پر زیادتی اور ظلم کرتا ہے لہٰذا حکم کر تو ہم میں ساتھ انصاف اور حق کے اور تجاوز نہ کر حق سے اور ہم کو ہدایت کر سیدھے راستہ کی۔

تشریح

(۲۱) حضرت داؤدؑ کے سامنے ایک عجیب و غریب مقدمہ | حضرت داؤدؑ نے اپنے اوقات مختلف کاموں کے لئے تقسیم کر رکھے تھے آپ کا ایک دن دربار کے لئے اور مقدمات کے فیصلوں کے لئے تھا۔ ایک دن اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے تھے اور ایک دن صرف اللہ کی عبادت کا تھا اس دن تنہائی میں رہتے تھے اور اندر کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔

اسی طرح ایک دن جو عبادت کا مخصوص تھا کہ اچانک کئی آدمی ان کے خلوت کدے میں سیدھے راستے سے آنے کے بجائے دیوار پھاند کر حضرت داؤدؑ کے پاس جا پہنچے۔

حضرت داؤد بڑے حیران ہوئے اور گھبرائے کہ بے وقت یہاں آنے کی ان کی ہمت کیسے ہوئی۔ اگر دروازے سے آئے ہیں تو دربانوں نے کیوں نہیں روکا۔ دیوار سے آئے ہیں تو اتنی اونچی دیوار کیسے پھلانگی۔ اس واقعہ سے حضرت داؤد جو عبادت میں مشغول تھے اچانک گھبرا گئے اور عبادت کی یکسوئی ختم ہو گئی۔

آنے والوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہمارا ایک مقدمہ ہے اور ہم دونوں مقدمے کے فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے۔

پھر انھوں نے مقدمے کی روداد بیان کی کہ ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے۔
وہ چاہتا ہے کہ میری ایک دنبی کسی طرح چھین کر اپنی سو کی گنتی پوری کرلے۔ اور مشکل یہ آپڑی ہے کہ جس طرح یہ مال میں مجھ سے زیادہ ہے بات کرنے میں بھی بڑا تیز ہے۔ اپنی باتوں سے مجھے دبا لیتا ہے اور لوگ بھی اس کی باتوں سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ غرض یہ میرا حق چھیننے کے درپے ہے۔
مدعی کی بات سنکر غالباً دوسرا فریق خاموش رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اس بات کا اقرار ہے۔
حضرت داؤدؑ نے فیصلہ دیا کہ اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے اور تیری ایک دُنبی ہڑپ کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کی زیادتی ہے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔
اس عجیب و غریب مقدمہ کا معاملہ سامنے آنے پر اور جس انداز میں یہ لوگ فیصلے کے لئے حضرت داؤدؑ کے عبادت خانے میں داخل ہوئے تھے حضرت داؤدؑ کو تنبیہ ہوئی کہ یہ مقدمہ دراصل میرے لئے ایک امتحان اور آزمائش تھی۔
وہ آزمائش کیا تھی۔ دوسری بہت سی باتوں کو چھوڑ کر وہ بات جو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ؛
حضرت داؤدؑ نے ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگار رات اور دن میں کوئی وقت ایسا نہیں ہے جس میں داؤدؑ کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری بندگی میں مشغول نہ رہتا ہو۔
بات اصل یہ تھی کہ حضرت داؤدؑ نے شب و روز کی تقسیم اپنے گھر والوں پر اس طرح کر رکھی تھی کہ ان کے عبادت خانے میں ہمہ وقت عبادت ہوتی رہے۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری حکومت اور عبادت سب ہماری توفیق سے ہے اگر ہم اپنی مدد ہٹالیں تو تمہاری عبادت کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اور تم کوشش کے باوجود اس کو نبھا نہیں سکتے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس غیر معمولی انداز میں حضرت داؤدؑ کو آزمائش میں ڈال دیا اور دکھا دیا کہ اس کی توفیق کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔
(حضرت عبداللہ ابن عباس کا یہ اثر حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں بھی اس کی توثیق کی ہے۔)
لفظ فتنہ اور آزمائش کو اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حسین رضی اللہ عنہما بچپن میں قمیض پہن کر لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے۔ حضورؐ نے ممبر پر سے ان کو دیکھا اور خطبہ بیچ میں چھوڑ کر اس ڈر سے کہ کہیں وہ گر نہ جائیں ان کو اٹھالیا اور ارشاد فرمایا؛ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے کہ۔ اِنَّمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ
واقعہ کا خلاصہ ہم نے اوپر بیان کر دیا۔ حضرت داؤدؑ کی فضیلتوں کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ کیا تمہیں ان مقدمے والوں کی کچھ خبر پہنچی جو دیوار چڑھ کر داؤد کے بالاخانے میں گھس آئے تھے۔

۲۲ ان کے اچانک داخل ہونے پر حضرت داؤدؑ کی گھبراہٹ | ان کے اس طرح اچانک داخل ہونے پر حضرت داؤد کو گھبراہٹ ہوئی ایک تو یہ کہ یہ لوگ دروازے سے نہیں آئے۔ دروازے سے داخل ہوتے تو دربان ان کو روکتا پھر یہ دیوار پھاند کر کیوں آئے ہیں اور ان کا کیا ارادہ ہے؟ اس لئے حضرت داؤدؑ کی گھبراہٹ فطری تھی۔ آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم دو مقدمے کے فریق ہیں جن میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان حق و انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیجئے اور ہماری رہنمائی فرمادیجئے۔

إِنَّ هٰذَآ أَخِي قف لَهُ تِسْعٌ وَّتِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ

إِنَّ	هٰذَآ	أَخِي	لَهُ	تِسْعٌ + وَّ تِسْعُونَ	نَعْجَةً	وَّلِيَ
بے شک	یہ	میرا بھائی	اس کے پاس	ننانوے (۹۹)	دُنبیاں	اور میرے پاس

بے شک میرے اس بھائی کے پاس ننانوے (۹۹) دُنبیاں ہیں اور میرے پاس

نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي

نَعْجَةٌ	وَّاحِدَةٌ	فَقَالَ	أَكْفِلْنِيهَا	وَعَزَّنِي
دُنبی	ایک	پس اس نے کہا	وہ میرے حوالے کردے	اور اس نے مجھے دبایا

(صرف) ایک ہی دُنبی ہے، پس اس نے کہا کہ وہ میرے حوالے کردے اور اس نے مجھے گفتگو

فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ

فِي	الْخِطَابِ	قَالَ	لَقَدْ	ظَلَمَكَ	بِسُؤَالِ	نَعْجَتِكَ
میں	گفتگو	(داؤدؑ نے) کہا	واقعی	اس نے ظلم کیا تجھ پر	مانگنے سے	تیری دُنبی

میں دبایا ہے۔ داؤدؑ نے کہا واقعی اس نے تیری دُنبی مانگ کر ظلم کیا ہے (کہ) اپنی دنبیوں

إِلٰى نِعَاجِهٖ ط وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِي

إِلٰى	نِعَاجِهٖ	وَإِنَّ	كَثِيرًا	مِّنَ	الْخُلَطَآءِ	لَيَبْغِي
طرف۔ ساتھ	اپنی دنبیاں	اور بے شک	اکثر	سے	شریک	زیادتی کیا کرتے ہیں

کے ساتھ ملالے اور بے شک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بَعْضُهُمْ	عَلٰى	بَعْضٍ	إِلَّا	الَّذِينَ + اٰمَنُوا	وَعَمِلُوا + الصّٰلِحٰتِ
ان میں سے بعض	پر	بعض	سوائے	جو ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے درست

سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے

وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ط وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

وَقَلِيلٌ	مَّا هُمْ	وَظَنَّ	دَاوٗدُ	أَنَّمَا	فَتَنّٰهُ	فَاسْتَغْفَرَ	رَبَّهٗ
اور بہت کم	وہ۔ ایسے	اور خیال کیا	داؤد	کہ کچھ	ہم نے اسے آزمایا ہے	تو اس نے مغفرت طلب کی	اپنا رب

اور (ایسے لوگ) بہت کم ہیں اور داؤدؑ نے خیال کیا کہ ہم نے اسے کچھ آزمایا ہے تو اس نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی۔

السجدة

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ

وَخَرَّ	رَاكِعًا	وَّاَنَابَ	فَغَفَرْنَا	لَهٗ	ذٰلِكَ	وَاِنَّ	لَهٗ
اور گر گیا	جھک کر	اور اس نے رجوع کیا	پس ہم نے بخش دی	اس کی	یہ	اور بے شک	اس کے لئے

اور جھک کر (سجدے میں) گر گیا۔ پس ہم نے بخش دی اس کی یہ (لغزش) اور بے شک اس کے لئے

عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

عِنْدَنَا	لَزُلْفٰى	وَحُسْنَ	مَاٰبٍ	
ہمارے پاس	البتہ قریب	اور اچھا	ٹھکانا	

ہمارے پاس قرب اور اچھا ٹھکانا ہے

﴿۲۳﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ تف عَلٰی
دِیْنِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ
نَعْجَةً یُعَبَّرُ بِهَا عَنِ
الْمَرْاَةِ وَّلِیَ نَعْجَةٌ
وَّاحِدَةٌ تف فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا
اِجْعَلْنِیْ كَافِلَهَا وَعَزَّنِیْ
غَلَبَنِیْ فِی الْخِطَابِ ○
اَیِ الْجِدَالِ وَاَقَرَّهُ الْاٰخَرُ
عَلٰی ذٰلِكَ

﴿۲۴﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ لِیَضُمَّهَا
اِلٰی نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ
كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ
الشُّرَكَاءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ
عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ ۭ مَا
لِتَاكِیْدِ الْقِلَّةِ فَقَالَ

﴿۲۳﴾ بے شک یہ دوسرا آدمی جو میرا دینی بھائی ہے اور میرا اور اس کا ایک مذہب ہے اس کے پاس ننانوے بکریاں ہیں (نعجۃ بکری کو کہتے ہیں اور اس سے مراد لی جاتی ہے عورت سے بسبب مشابہت کے بعض امور میں اہل عرب عورت کو نعجہ بولتے ہیں) اور میرے پاس ایک بکری ہے۔ سو یہ کہتا ہے کہ تو اپنی ایک بکری بھی مجھ ہی کو دیدے اور مجھ کو ہی اس کا متکفل اور مالک بنادے اور مجھ سے غالب ہوا جھگڑے میں۔ اور اس پر دوسرے شخص نے انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کر لیا کہ واقعی میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

﴿۲۴﴾ داؤد نے کہا اس نے ظلم کیا کہ تیری بکری بھی اپنی بکریوں میں ملانے کو مانگے۔

اور بے شبہ بہت سے شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے
اور نیک عمل کئے۔
اور ایسے آدمی بہت ہی کم ہیں
پس وہ دونوں فرشتے اپنی اصلی صورت میں ہو کر

الْمَلَكَانِ صَاعِدَيْنِ فِي صُوْرَتِهِمَا إِلَى السَّمَاءِ فَتَنَبَّهَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ فَتَنَبَّهَ دَاوُدُ قَالَ تَعَالَى **وَظَنَّ** أَيْ أَيْقَنَ **دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ** أَوْقَعْنَاهُ فِي فِتْنَةٍ أَيْ بَلِيَّةٍ بِمَحَبَّتِهِ تِلْكَ الْمَرْأَةَ **فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا** أَيْ سَاجِدًا **وَّ أَنَابَ** ۝

آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے کہہ گئے کہ اس شخص نے یعنی داؤد نے اپنے اوپر حکم کیا کیونکہ یہ قصہ جو مذکور ہوا داؤد کو ہی پیش آیا تھا یہ سنکر داؤد کو تنبیہ ہوئی اور اس نے یقین کرلیا یہ ہماری طرف سے اس پر آزمائش ہے کہ بسبب محبت اس عورت کے ہم نے اس کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ سو داؤد نے بخشش چاہی اپنے رب کی اور سجدہ میں گرگیا اور رجوع کیا طرف اللہ کے۔

(۲۵) **فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى** أَيْ زِيَادَةَ خَيْرٍ فِي الدُّنْيَا **وَحُسْنَ مَاٰبٍ** ۝ مَرْجِعٍ فِي الْآخِرَةِ

(۲۵) پس بخش دیا ہم نے اس کو اور بے شبہ اس کے لئے ہمارے پاس بہت ہی بھلائی ہے دنیا میں اور عمدہ ٹھکانا ہے آخرت میں۔

تشریح

(۲۳) معاملہ ہے ننانوے اور ایک دُنبی کا | مقدمے کے ایک فریق نے کہا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی ہے یہ مجھ سے میری ایک دُنبی مانگ رہا ہے کیونکہ یہ بڑا آدمی ہے اور میں غریب آدمی ہوں یہ مال میں بھی مجھ سے زیادہ ہے اور بات چیت بھی ایسی کرتا ہے جس سے دوسرا آدمی مرعوب ہو جائے۔ اس لئے اس نے اپنی گفتگو سے مجھے دبا لیا ہے اور میری دُنبی پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

(۲۴) حضرت داؤدؑ کا فیصلہ | حضرت داؤدؑ نے مدعی کے مقدمہ کی روداد سنی۔ بیان واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدعا علیہ اس موقعہ پر خاموش رہا اور اس نے کوئی تردید نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اس بات کا اقرار تھا۔

حضرت داؤدؑ نے فیصلہ فرمایا کہ اس شخص نے اپنی دُنبیوں کے ساتھ تیری دنبی کا مطالبہ کرکے یقیناً تم پر ظلم کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اکثر ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے والے زیادتیاں کرتے رہتے ہیں زیادتی کرنے سے وہی لوگ بچتے ہیں جن میں ایمان ہو اور نیک عمل کرنے والے ہوں اور ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

○ یہ بات کہتے کہتے حضرت داؤدؑ نے محسوس کرلیا کہ یہ مقدمہ دراصل ایک آزمائش ہے اور اس طرح مجھے عبادت سے ہٹا دیا گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ شب و روز عبادت کی مشغولیت یہ بھی ہماری توفیق سے ہے۔ اس مقدمے کے ذریعے عبادت کی یکسوئی سے ہٹ جانا یہ وہی فتنہ اور آزمائش ہے۔

جیسے ہی حضرت داؤد کو یہ محسوس ہوا فوراً انھوں نے اپنے رب سے معافی مانگی سجدے میں گر پڑے اور اللہ کی طرف رجوع کیا کہ واقعی جو بھی نیکی ہوتی ہے وہ اللہ کی توفیق سے ہی ہوتی ہے ع "قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں۔"

○ اس مقام پر سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے چاہے توبہ کے طور پر ہو یا شکر کے طور پر۔

(۲۵) اللہ کی طرف سے معافی | اللہ کی طرف سے حضرت داؤدؑ کی یہ آزمائش تھی اور جب حضرت داؤدؑ کو اس کا احساس ہوا اور اپنی چوک پر معافی کے خواستگار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ ان کو معاف کیا بلکہ اللہ کے یہاں ان کا جو مقام تھا اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

يٰدَاوٗدُ	اِنَّا	جَعَلْنٰكَ	خَلِيْفَةً	فِي	الْاَرْضِ
اے داؤد	بے شک ہم نے	ہم نے تجھے بنایا	نائب	میں	زمین

اے داؤدؑ ! بے شک ہم نے تجھے بنایا زمین (مُلک) میں نائب ؛

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

فَاحْكُمْ	بَيْنَ	النَّاسِ	بِالْحَقِّ	وَلَا	تَتَّبِعِ
سو تو فیصلہ کر	درمیان	لوگوں	حق کے ساتھ	اور نہ	پیروی کر

سو تو لوگوں کے درمیان حق (انصاف) کے ساتھ فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

الْهَوٰى	فَيُضِلَّكَ	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	اِنَّ	الَّذِيْنَ
خواہش	کہ وہ تجھے بھٹکا دے	سے	راستہ	اللہ	بے شک	جو لوگ

پیروی نہ کر کہ وہ تجھے بھٹکا دے اللہ کے راستے سے ، بے شک جو لوگ

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

يَضِلُّوْنَ	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	لَهُمْ	عَذَابٌ
بھٹکتے ہیں	سے	راستہ	اللہ	ان کے لئے	عذاب

اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب

شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ؏ ۝۲۶ وَمَا

ع ۲ ۱۲ ۱۱

شَدِيْدٌۢ	بِمَا	نَسُوْا	يَوْمَ	الْحِسَابِ	وَمَا
سخت	اس پر کہ	انھوں نے بھلا دیا	روز	حساب	اور نہیں

ہے اس پر کہ انھوں نے روزِ حساب کو بھلا دیا اور ہم نے

خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا

خَلَقْنَا	السَّمَاۗءَ	وَ	الْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	بَاطِلًا
پیدا کیا ہم نے	آسمان	اور	زمین	اور جو	ان کے درمیان	باطل

آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے باطل (بیکار خالی از حکمت) نہیں پیدا کیا ۔

ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

ذٰلِكَ	ظَنُّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَوَيْلٌ
یہ	گمان	جن لوگوں نے	کفر کیا	پس خرابی ہے

یہ گمان ہے (ان لوگوں کا) جنھوں نے کفر کیا پس خرابی ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۭ (۲۷)

لِلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	مِنَ	النَّارِ
ان کے لئے جنھوں نے کفر کیا (کافر)	سے	آگ

کافروں کے لئے آگ سے

(۲۶) يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ تدبّر امر النَّاسِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اى هوى النفس فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اى عن الدلائل الدالة على توحيده ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اى عن الايمان بالله لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا بنسيانهم يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ المترتب عليه تركهم الايمان ولو ايقنوا بيوم الحساب لامنوا فى الدنيا

(۲۶) اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا کہ تدبیر کرے تو لوگوں کے کاموں کی۔
پس حکم کر تو درمیان آدمیوں کے ساتھ انصاف کے اور خواہش نفسانی پیروی نہ کر کہ وہ تجھ کو گمراہ کر دیگی اللہ کے راستے سے۔

یعنی دلیلیں جو توحید الٰہی پر دلالت کرتی ہیں ان سے تجھ کو غافل کر دیگی۔
بے شک جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کے راستہ سے یعنی اس پر ایمان نہیں لاتے

ان کو سخت عذاب ہونے والا ہے بسبب اس کے کہ بھول گئے وہ حساب کے دن کو اور اس وجہ سے ایمان نہ لائے۔ اور اگر ان کو حساب آخرت کا یقین ہوتا تو دنیا میں وہ ایمان لاتے۔

(۲۷) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ اى عبثا ذٰلِكَ

(۲۷) وما خلقنا السماء والارض وما بينهما باطلا الخ
اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے اندر ہے بے فائدہ نہیں بنایا ہے۔ یہ گمان کہ ان کو بے فائدہ بنایا ہے

اَنْ خَلْقَ مَا ذُكِرَ لَا لِشَيْءٍ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَوَيْلٌ وَادٍ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝

وہ لوگ کرتے ہیں جو کافر ہوئے جیسے مکہ والے سو خرابی ہے کافروں کو کہ وہ دوزخ میں جلیں گے۔

تشریح

(۲۶) اسلامی حکومت وہی ہے جس کی بنیاد اللہ کی حاکمیت پر ہو | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو جو بلند رتبہ اور قرب کا مقام عطا فرمایا تھا اور ان کو ہلکی سی آزمائش سے بھی گزرنا پڑا تھا جس کے نتیجے میں حضرت داؤد اللہ کی طرف اور زیادہ رجوع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کے ساتھ ساتھ یہ بھی نصیحت فرمادی کہ ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے اور ہمارے نائب کی حیثیت سے تمہیں زمین پر عدل و انصاف پھیلانا ہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے کیونکہ اسلامی حکومت وہی ہے جس میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ہو اور زمین پر اسی کی مرضی کے مطابق اس کی شریعت کے احکام جاری کئے جائیں تاکہ لوگ امن چین کے ساتھ رہیں سب کو ان کا حق ملے اور کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔

اکثر حق تلفی اور بے انصافی خواہشِ نفس کی پیروی کی وجہ سے ہوتی ہے نفس کی خواہشات انسان کو اللہ کے راستے سے ہٹادیتی ہیں اور جب انسان اللہ کے راستے سے بھٹک جاتا ہے اور حساب کے دن کو بھول جاتا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے پیش ہوکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو پھر وہ اللہ کے شدید عذاب سے بچ نہیں پاتا۔

(۲۷) دنیا کی زندگی کا اصل مقصد | اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا یوں ہی بے کار نہیں بنائی اور اس دنیا میں انسان کو یونہی بلا وجہ نہیں بھیجا کہ اس میں کوئی حکمت، کوئی غرض اور کوئی مقصد نہ ہو اور اچھے یا برے کام کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کی زندگی اس مقصد کے لئے بنائی ہے کہ اس کا نتیجہ آخرت کی صورت میں سامنے آئے۔ یہاں دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کام کرنا ہے۔ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق کے اصول پر پوری مضبوطی کے ساتھ عمل کرے اور اپنا معاملہ خالق سے بھی ٹھیک رکھے اور مخلوق سے بھی۔ یہ نہ سمجھے کہ دنیا کی زندگی بس یوں ہی فضول اور بے کار کی ہے اور آگے حساب کتاب کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ یہ خیالات تو ایسے لوگوں کے ہیں جو آخرت کی زندگی کے منکر ہیں اور آخرت کا انکار کرنے والوں کے لئے جہنم کی آگ سے بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

قرآن مجید میں مختلف انداز میں اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ دنیا کی یہ زندگی بے مقصد نہیں ہے فضول اور بے کار نہیں ہے بلکہ اس زندگی کا مقصد آخرت ہے۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہوا

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (آیت ۱۱۵)

(کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کر دیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹائے جانے والے نہیں ہو۔)

سورۂ دخان میں ارشاد ہوا:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (آیت ۳۸ تا ۴۰)

(ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اس کائنات کو جو ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے ہم نے اس کو برحق پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ درحقیقت فیصلے کا دن ان سب کے لئے حاضری کا وقت مقرر ہے۔)

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ

اَمْ	نَجْعَلُ	الَّذِیْنَ + اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	كَالْمُفْسِدِیْنَ
کیا	ہم کر دیں گے	جو لوگ ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	ان کی طرح جو فساد پھیلاتے ہیں

کیا ہم کر دیں گے؟ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے ان لوگوں کی طرح جو زمین میں

فِی الْاَرْضِ ز اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ (۲۸)

فِی	الْاَرْضِ	اَمْ	نَجْعَلُ	الْمُتَّقِیْنَ	كَالْفُجَّارِ	
میں	زمین	کیا	ہم کر دیں گے	پرہیز گاروں	فاجروں (بدکرداروں) کی طرح	

فساد پھیلاتے ہیں۔ کیا ہم پرہیز گاروں کو کر دیں گے بدکرداروں کی طرح

(۲۸) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ز اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ○ نزل لما قال كفار مكة للمؤمنين انا نعطى فى الآخرة مثل ما تعطون وام بمعنى همزة الانكار

(۲۸) کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے برابر ان کے کر دیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا پرہیز گاروں کو ہم گناہ گاروں کی برابر کر دیں گے۔ یعنی ہرگز نہیں۔ اس آیت میں رد ہے ان کفار مکہ پر جو یہ کہتے تھے ایمان والوں سے کہ آخرۃ میں جو تم کو ملے گا وہی ہم کو ملے گا۔

اور وجہ نازل ہونے اس آیت کے بھی یہ ان کا قول ہے كتاب انزلناه الخ

تشریح

(۲۸) آخرت کے عقلی دلائل | ایک دن ایسا ہونا چاہیئے کہ اچھے کام کرنے والوں کو ان کی نیکی کا پورا پورا صلہ ملے اور بدی کرنے والوں کو ان کی بدی کا پورا پورا بدلہ ملے۔ کیا یہ بات عقل کے مطابق ہے کہ اچھے اور برے میں کوئی فرق نہ ہو؟ اگر اچھائی کا بدلہ اچھا اور برائی کا بدلہ برا نہ ملے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ انسان دنیا میں تکلیفیں اٹھا کر نیکی پر چلے اور کیا ضرورت ہے کہ دنیا میں برائیوں سے بچتا پھرے اور بغیر انجام کو سوچے ہوئے دنیا کے مزے کیوں نہ لوٹے اس طرح تو نیکی اور بدی کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے اس طرح تو اچھے اور برے سب یکساں ہو جاتے ہیں اس طرح تو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب ایک سطح پر آجاتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ بات نہ کسی طرح معقول ہے اور نہ حکمت کے مطابق۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے نیک اور ایمان والے آدمی تکلیفیں اٹھا کر دنیا سے چلے جاتے ہیں اور کتنے ہی بدقماش اور غلط آدمی مزے اڑاتے ہیں آخر نیکوں کو نیکی کا صلہ اور بروں کو ان کی برائی کا بدلہ ملنے کے لئے ایک دن تو ہونا چاہیئے اس لئے عقل کا بھی تقاضا ہے کہ وہ دن ضرور ہے جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ

اٰيٰتِهٖ	لِّيَدَّبَّرُوْٓا	مُبٰرَكٌ	اِلَيْكَ	اَنْزَلْنٰهُ	كِتٰبٌ
اس کی آیات	تاکہ وہ غور کریں	مبارک	آپ کی طرف	ہم نے اسے نازل کیا	ایک کتاب

ہم نے آپ کی طرف ایک مبارک کتاب نازل کی تاکہ وہ اس کی آیات پر غور کریں

وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ

لِدَاوٗدَ	وَوَهَبْنَا	اُولُوا + الْاَلْبَابِ	وَلِيَتَذَكَّرَ
داؤدؑ کو	اور ہم نے عطا کیا	عقل والے	اور تاکہ نصیحت پکڑیں

اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں اور ہم نے داودؑ کو سلیمانؑ

سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ

عُرِضَ	اِذْ	اَوَّابٌ	اِنَّهٗ	الْعَبْدُ	نِعْمَ	سُلَيْمٰنَ
پیش کئے گئے	جب	رجوع کرنے والا	بے شک وہ	بندہ	بہت اچھا	سلیمان

عطا کیا، بہت اچھا بندہ۔ بے شک وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔ (وہ وقت یاد کرو) جب

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾

الْجِيَادُ	الصّٰفِنٰتُ	بِالْعَشِيِّ	عَلَيْهِ
عمدہ	اصیل گھوڑے	شام کے وقت	اس پر۔ سامنے

شام کے وقت اس کے سامنے پیش کئے گئے اصیل عمدہ گھوڑے۔

۲۹ كِتٰبٌ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَحْذُوْفٍ
اَیْ هٰذَا اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ
مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اَصْلُهٗ
يَتَدَبَّرُوْا اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِی
الدَّالِ اٰيٰتِهٖ يَنْظُرُوْا فِیْ مَعَانِيْهَا
فَيُؤْمِنُوْا وَلِيَتَذَكَّرَ يَتَّعِظَ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ
۳۰ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ اِبْنَهٗ نِعْمَ
الْعَبْدُ اَیْ سُلَيْمَانُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ○

۲۹ یہ برکت والی کتاب ہے کہ ہم نے اس کو اتارا تاکہ غور و
فکر کریں وہ اس کی آیتوں میں اور اس کے
معانی کو سوچیں۔

پس ایمان لاویں اور
تاکہ اہل عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔

۳۰ اور ہم نے داودؑ کو سلیمان بیٹا عطا کیا۔ اچھا بندہ ہے
سلیمان بے شک وہ تمام اوقات ذکر اور تسبیح میں مشغول رہتے

رِجَاعٌ فِی التَّسْبِیْحِ وَالذِّکْرِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَوْقَاتِ

(۳۱) اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ هُوَ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ الصّٰفِنٰتُ اَلْخَیْلُ جَمْعُ صَافِنَةٍ وَهِیَ الْقَائِمَةُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَاِقَامَةِ الْاُخْرٰی عَلٰی طَرَفِ الْحَافِرِ وَهِیَ مِنْ صَفَنَ یَصْفِنُ صُفُوْنًا الْجِیَادُ جَمْعُ جَوَادٍ وَهُوَ السَّابِقُ اَلْمَعْنٰی اَنَّهَا اِنِ اسْتَوْقَفْتَ سَکَنَتْ وَاِنْ رُکِضَتْ سَبَقَتْ وَکَانَتْ اَلْفَ فَرَسٍ عُرِضَتْ عَلَیْهِ بَعْدَ اَنْ صَلَّی الظُّهْرَ لِاِرَادَتِهِ الْجِهَادَ عَلَیْهَا لِعَدُوٍّ فَعِنْدَ بُلُوْغِ الْعَرْضِ تِسْعُمِائَةٍ مِنْهَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَلَمْ یَکُنْ صَلَّی الْعَصْرَ فَاغْتَمَّ

والا ہے۔

(۳۱) جب کہ اس پر پیش کئے گئے دوپہر کے بعد عمدہ عمدہ گھوڑے جو تین پیروں پر کھڑے ہوں اور چوتھے پیر کے سُم کا کنارہ زمین پر رکھیں تیز رفتار آگے بڑھنے والے (یعنی وہ گھوڑے ایسے تھے کہ اگر ان کو ایک جگہ کھڑا کیا جاوے تو سکون واطمینان سے کھڑے رہیں۔ اور اگر ان کو دوڑایا جائے اور چلایا جائے تو اوروں سے بڑھ جاویں۔ اور یہ ہزار گھوڑے تھے سلیمانؑ نے جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو یہ سب گھوڑے اس کے سامنے لائے جانے لگے کہ اس کا ارادہ ان پر سوار ہو کر دشمن سے جہاد کرنے کا تھا سو نو سو گھوڑے ان میں سے پیش ہو چکے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس نے نماز عصر نہ پڑھی تھی سو وہ غمگین ہوا۔

تشریح

(۲۹) قرآن کتاب مبارک صحیفۂ ہدایت ہے | جب نیک اور بد کا انجام ایک نہیں ہو سکتا تو لازم تھا کہ کوئی صحیفۂ ہدایت حق تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو جو معقول طریقے سے لوگوں کو ان کے انجام سے خبردار کرے چنانچہ تمہارے پروردگار نے تمہارے اوپر یہ برکت والی کتاب نازل کی جس کے ہر حرف میں اور اس کے مضامین و معانی میں خیر و سعادت ہے۔ یہ کتاب مبارک جو لوگوں کو ان کی زندگی کے مقصد سے آگاہ کرتی ہے اس لئے نازل کی گئی ہے کہ لوگ اس پر غور کریں اور تدبر و عقل رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ تدبر سے علم کی قوت پیدا ہوگی اور تذکیر و یاد دہانی سے عمل کے لئے حرکت پیدا ہوگی۔ اس لئے کہ یہ کتاب صرف علمی ہی نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ اور سمجھنے کے ساتھ عمل کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

(۳۰) حضرت داؤدؑ کے جانشین ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو جہاں اور بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں وہاں ایک نعمت یہ بھی دی کہ حضرت سلیمان جیسے لائق بیٹے ان کو عطا کئے جو نبوت اور بادشاہت میں اپنے والد حضرت داؤدؑ کے جانشین بنے۔

حضرت سلیمانؑ اپنے والد حضرت داؤد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے یہ سنہ ۹۶۵ ق م میں حضرت داؤد کے جانشین ہوئے اور تقریباً چالیس سال سنہ ۹۲۶ ق م تک بادشاہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ ہمارا بہترین بندہ تھا اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کرنے والا تھا۔

(۳۱) حضرت سلیمانؑ اور جہاد کے گھوڑے | حضرت سلیمان بہت زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے انھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے بہت اصیل قسم کے تیز رفتار گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ ایک شام کو ایسا ہوا کہ وہ تیز رفتار سدھائے ہوئے گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے تو حضرت سلیمانؑ نے ان گھوڑوں کو بڑی محبت سے دیکھا۔

فَقَالَ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ

فَقَالَ	اِنِّیْٓ	اَحْبَبْتُ	حُبَّ	الْخَيْرِ	عَنْ
تو اس نے کہا	بے شک میں	میں نے دوست رکھا	محبت	مال	سے

تو اس نے کہا بے شک میں نے اپنے رب کی یاد سے (غافل ہوکر) مال کی محبت کو

وقفہ

ذِكْرِ رَبِّيْ ج حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾

ذِكْرِ	رَبِّيْ	حَتّٰى	تَوَارَتْ	بِالْحِجَابِ
یاد	اپنا رب	یہاں تک کہ	چھپ گیا	پردہ میں

دوست رکھا یہاں تک کہ (سورج) چھپ گیا پردہ (مغرب) میں

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ط فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ

رُدُّوْهَا	عَلَيَّ	فَطَفِقَ	مَسْحًا	بِالسُّوْقِ
پھیر لاؤ انہیں	میرے سامنے	پھر شروع کیا	ہاتھ پھیرنا۔ صاف کرنا	پنڈلیوں پر

ان (گھوڑوں) کو میرے سامنے پھیر لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے)

وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ

وَالْاَعْنَاقِ	وَ	لَقَدْ	فَتَنَّا	سُلَيْمٰنَ
اور گردنوں پر	اور	البتہ	ہم نے آزمائش کی	سلیمان ؑ

ہاتھ صاف کرنے لگا اور البتہ ہم نے سلیمان ؑ کی آزمائش کی

وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا

وَ	اَلْقَيْنَا	عَلٰى	كُرْسِيِّهٖ	جَسَدًا
اور	ہم نے ڈالا	پر	اس کے تخت	ایک دھڑ

اور ہم نے اس کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا

ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

ثُمَّ	اَنَابَ
پھر	اس نے رجوع کیا

پھر اس نے (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔

۳۲ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ اَیْ اَرَدْتُ حُبَّ الْخَیْرِ اَیِ الْخَیْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ج اَیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَوَارَتْ اَیِ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ ○ اَیْ اِسْتَتَرَتْ بِمَا یَحْجُبُهَا عَنِ الْاَبْصَارِ

۳۲ پھر کہنے لگا کہ میں نے ان گھوڑوں کو پسند کیا اپنے رب کے ذکر سے یعنی نماز عصر مجھ سے قضا ہوگئی بسبب ان کی محبت کے یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں آگیا اور غروب ہوگیا نظر سے۔

۳۳ رُدُّوْهَا عَلَیَّ اَیِ الْخَیْلِ الْمَعْرُوْضَةَ فَرَدُّوْهَا فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسَّیْفِ بِالسُّوْقِ جَمْعُ سَاقٍ وَالْاَعْنَاقِ ○ اَیْ ذَبَحَهَا وَقَطَعَ اَرْجُلَهَا تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی حَیْثُ اِشْتَغَلَ بِهَا عَنِ الصَّلٰوةِ وَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا فَعَوَّضَهُ اللّٰهُ خَیْرًا مِنْهَا وَاَسْرَعَ وَهِیَ الرِّیْحُ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ كَیْفَ شَاءَ

۳۳ پھر لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس سو وہ لائے گئے

پس شروع کیا سلیمان نے کہ ان کو ذبح کرتا تھا اور ان کے پیر کاٹتا تھا تلوار سے۔ اللہ سے نزدیکی حاصل کرنے کو

کیونکہ ان کی مشغولی کی وجہ سے نماز قضا ہوئی اور ان کو ذبح کرکے ان کا گوشت صدقہ کردیا۔ سو اللہ نے ان کے عوض اس کو ان سے بہتر اور تیز رفتار چیز عطا فرمائی یعنی ہوا کو اس کے تابع کردیا کہ چلتی تھی اس کے حکم سے جس طرح وہ چاہے۔

۳۴ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ اَبْتَلَیْنَاهُ بِسَلْبِ مُلْكِهٖ وَذٰلِكَ لِتَزَوُّجِهٖ بِامْرَاَةٍ هَوِیَهَا وَكَانَتْ تَعْبُدُ الصَّنَمَ فِیْ دَارِهٖ مِنْ غَیْرِ عِلْمِهٖ وَكَانَ مُلْكُهٗ فِیْ خَاتَمِهٖ فَنَزَعَهٗ مَرَّةً عِنْدَ اِرَادَةِ الْخَلَاءِ وَوَضَعَهٗ عِنْدَ امْرَاَتِهِ الْمُسَمَّاةِ بِالْاَمِیْنَةِ عَلٰی عَادَتِهٖ فَجَاءَهَا جِنِّیٌّ فِیْ صُوْرَةِ سُلَیْمٰنَ فَاَخَذَهٗ مِنْهَا وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا هُوَ

۳۴ اور بے شبہ ہم نے سلیمان کو فتنہ میں مبتلا کیا بسبب اس کے ملک اور سلطنت کے۔

اور قصہ اس کا اس طرح ہے کہ سلیمان کو ایک عورت سے محبت ہوگئی اس نے اس سے نکاح کرلیا۔ اور وہ عورت بت کو پوجتی تھی سلیمان کے گھر میں اور اُس کو اس امر کی اطلاع نہ تھی اور سلیمان کا ملک ایک انگوٹھی میں تھا یعنی اس انگوٹھی کا موجود ہونا بقاء سلطنت کا سامان تھا جس کے پاس وہ ہو وہی بادشاہ ہووے۔ پس سلیمان نے ایک مرتبہ بیت الخلاء میں جانے کے وقت اس انگوٹھی کو نکال کر اپنی بیوی کے پاس رکھ دی جس کا نام امینہ تھا موافق اپنی عادت کے پس ایک جن سلیمان کی صورت بن کر اس کے پاس آیا اور اس سے انگوٹھی لے لی۔

وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا الخ اور ہم نے رکھ دیا اس کے تخت پر

ذٰلِكَ الْجِنِّيُّ وَهُوَ صَخْرٌ اَوْ غَيْرُهٗ جَلَسَ عَلٰى كُرْسِيِّ سُلَيْمَانَ وَعَكَفَتْ عَلَيْهِ الطَّيْرُ وَغَيْرُهَا فَخَرَجَ سُلَيْمَانُ فِيْ غَيْرِ هَيْئَتِهٖ فَرَاٰهُ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ وَقَالَ لِلنَّاسِ اَنَا سُلَيْمَانُ فَاَنْكَرُوْهُ **ثُمَّ اَنَابَ** ۝ رَجَعَ سُلَيْمَانُ اِلٰى مُلْكِهٖ بَعْدَ اَيَّامٍ بِاَنْ وَصَلَ اِلَى الْخَاتَمِ فَلَبِسَهٗ وَجَلَسَ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ

ایک جسم کو یعنی وہ جن سلیمان کے تخت پر آبیٹھا اور نام اس کا صخر تھا اور تمام پرند جانور وغیرہ اس جن کے گرد آموجود ہوئے پس سلیمان باہر آیا بدلی ہوئی صورت میں سو دیکھا کہ اس کے تخت پر جن بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے لوگوں سے کہا میں سلیمان ہوں۔ کسی نے اس کو نہ پہچانا ثُمَّ اَنَابَ پھر مل گیا سلیمان کو اس کا ملک چند روز کے بعد اس طرح کہ وہ انگوٹھی اس کو مل گئی سو وہ اس کو پہن کر اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔

تشریح

(۳۲) گھوڑوں کی دوڑ | آپ ان خوبصورت سبک رو گھوڑوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ان کی محبت میں نے اپنے رب کی وجہ سے اختیار کی ہے۔ کیوں کہ یہ گھوڑے رب کے راستے میں جہاد کے لئے ہیں اس لئے میں ان کو پسند کرتا ہوں پھر آپ نے ان کو دوڑایا یہاں تک کہ وہ چند لمحوں میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

(۳۳) حضرت سلیمانؑ نے ان گھوڑوں کو پھر واپس بلوایا | حضرت سلیمانؑ کو ان گھوڑوں کی دوڑ اور ان کی رفتار بہت پسند آئی کہ وہ اتنے تیز رفتار تھے کہ منٹوں میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو پھر میرے پاس لاؤ گھوڑے واپس لائے گئے حضرت سلیمانؑ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگے اور ان کی گرد صاف کرنے لگے۔ وہ سلیمان جو عظیم الشان بادشاہت کے باوجود اللہ کو یاد کرنے والے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے تھے اور جہاد کے سامان گھوڑوں وغیرہ سے اس لئے محبت کرتے تھے کہ وہ اللہ کے دین کو بلند کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اپنی ان بلند حیثیتوں کے باوجود ان کو بھی آزمائش کی ایک صورت پیش آگئی۔

(۳۴) حضرت سلیمانؑ کی آزمائش | حضرت داؤدؑ کی طرح حضرت سلیمانؑ بھی، اللہ کے پیغمبر بھی تھے اور ایک عظیم الشان سلطنت کے فرماں روا بھی۔ دونوں باپ بیٹے اپنے کردار وعمل کے اعتبار سے اتنے بلند تھے کہ اللہ کی ان نعمتوں کے ہمیشہ شکر گزار رہتے تھے اس کے عبادت گزار اور پروردگار کے احسانات کو یاد رکھتے تھے اور انھوں نے اپنی سلطنت کی طاقت کو ذاتی عیش وعشرت کی بجائے اللہ کے دین کے فروغ اور لوگوں کو امن وانصاف دینے کے لئے استعمال کیا تھا۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں ذکر آیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو جہاد کی غرض سے اچھی نسل کے گھوڑے رکھنے کا بہت شوق تھا اور وہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی یہ خواہش تھی کہ سلطنت کا یہ سلسلہ لوگوں کی بھلائی کے لئے ان کے خاندان میں آگے بھی قائم رہے غالباً ان کے دل میں یہ خواہش تھی کہ ان کا بیٹا رحبعام ان کا ولی عہد بنے اور ان کی جگہ تخت نشین ہو۔ یہ خواہش بذات خود کوئی غلط خواہش نہ تھی مگر ایک پیغمبر کا جو بلند رتبہ اللہ کے یہاں ہوتا ہے اس کے لحاظ سے آپ کی یہ خواہش بھی اللہ کی طرف سے ایک فتنہ اور آزمائش تھی۔ آپ کا یہ بیٹا ایک نالائق نوجوان بن کر اٹھا اور اس کے لچھن صاف بتا رہے تھے کہ وہ اپنے باپ دادا کی سلطنت کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہے۔ ان کی کرسی پر ایک جسد ڈالنے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جس بیٹے کو وہ اپنی کرسی پر بٹھانا چاہتے تھے وہ سلطنت سنبھالنے کا اہل نہیں ہے۔

حضرت سلیمانؑ کو اس سے تنبیہ ہوئی انھوں نے اپنی خواہش سے رجوع کیا اور اللہ سے معافی کے طلبگار ہوئے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا

قَالَ	رَبِّ	اغْفِرْ لِيْ	وَهَبْ	لِيْ	مُلْكًا	لَّا
اس نے کہا	اے میرے رب	مجھے بخش دے	اور عطا فرما	مجھے	ایسی سلطنت	نہ

اس نے کہا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما دے

يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

يَنْۢبَغِيْ	لِاَحَدٍ	مِّنْ + بَعْدِيْ	اِنَّكَ	اَنْتَ
سزاوار ہو	کسی کو	میرے بعد	بے شک تو	تو

جو میرے بعد کسی کو سزاوار (میسر) نہ ہو بے شک تو ہی عطا

الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ

الْوَهَّابُ	فَسَخَّرْنَا	لَهٗ	الرِّيْحَ	تَجْرِيْ
عطا فرمانے والا	پھر ہم نے مسخر کر دیا	اس کے لئے	ہوا	وہ چلتی تھی

کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے مسخر کردیا اس کے لئے ہوا کو وہ چلتی تھی

بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ

بِاَمْرِهٖ	رُخَآءً	حَيْثُ	اَصَابَ	وَالشَّيٰطِيْنَ
اس کے حکم سے	نرمی سے	جہاں	وہ پہنچنا چاہتا	اور دیو (جنات)

اس کے حکم سے نرم نرم جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا اور تمام جنات (تابع کردیئے)

كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ

كُلَّ	بَنَّآءٍ	وَّغَوَّاصٍ	وَّاٰخَرِيْنَ	مُقَرَّنِيْنَ
تمام	عمارت بنانے والے	اور غوطہ مارنے والے	اور دوسرے	جکڑے ہوئے

عمارت بنانے والے اور غوطہ مارنے والے اور دوسرے زنجیروں میں

فِي الْاَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

فِيْ	الْاَصْفَادِ	هٰذَا	عَطَآؤُنَا	فَامْنُنْ
میں	زنجیروں	یہ	ہمارا عطیہ	اب تو احسان کر

جکڑے ہوئے۔ یہ ہمارا عطیہ ہے۔ اب تو احسان کر،

أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ

لَهُ	إِنَّ	وَ	بِغَيْرِ + حِسَابٍ	أَمْسِكْ	أَوْ
اس کے لئے	بے شک	اور	حساب کے بغیر	روک رکھ	یا

یا رکھ چھوڑ حساب کے بغیر (تم سے کچھ حساب نہ ہوگا) اور بے شک اس کے لئے

ع ۳ ۱۴ ۱۲

عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ ع

مَآبٍ	وَحُسْنَ	لَزُلْفَىٰ	عِنْدَنَا
ٹھکانا	اور اچھا	البتہ قرب	ہمارے پاس

ہمارے پاس البتہ قرب اور اچھا ٹھکانا ہے

﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي اى سِوَاىَ نَحْو فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اى سِوَا اللّٰهِ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ○

﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي الخ کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھ کو بخش اور عطا فرما مجھ کو ایسا ملک کہ میرے سوا کسی کو نہ ملے

بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے۔

﴿٣٦﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً لَيِّنَةً حَيْثُ أَصَابَ ○ أَرَادَ

﴿٣٦﴾ سو ہم نے ہوا کو اس کے تابع کر دیا کہ وہ چلتی تھی اس کے حکم سے بنرمی جس جگہ وہ جاہتا۔

﴿٣٧﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ يَبْنِي الْأَبْنِيَةَ الْعَجِيبَةَ وَغَوَّاصٍ ○ فِي الْبَحْرِ لِيَسْتَخْرِجَ اللُّؤْلُؤَ

﴿٣٧﴾ اور تابع کیا شیاطین کو اس کے کہ وہ اس کے حکم سے کام کرتے تھے۔ کوئی ان میں سے عجیب وغریب مکانات بناتا اور کوئی دریا میں غوطہ مار کر موتی نکالتا تھا

﴿٣٨﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ مُقَرَّنِينَ مَشْدُودِينَ فِي الْأَصْفَادِ ○ الْقُيُودِ يَجْمَعُ أَيْدِيَهِمْ إِلَى أَعْنَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُ

﴿٣٨﴾ اور کچھ ان میں سے بندھے ہوئے تھے قید میں کہ ان کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دئے گئے تھے۔

اور ہم نے سلیمان سے کہا کہ:

﴿٣٩﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَعْطِ مِنْهُ مَنْ شِئْتَ أَوْ أَمْسِكْ عَنِ

﴿٣٩﴾ یہ ہماری عطا ہے جو ہم نے تجھ کو دی سو تو جس کو چاہے اس میں سے دے یا نہ دے۔ تجھ سے اس بارہ میں کچھ باز پرس

الاُعْطَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ اَیْ لَا حِسَابَ عَلَيْكَ فِیْ ذٰلِكَ

نہیں۔

(۴۰) وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ

(۴۰) اور اس کے لئے ہمارے پاس بہت سی بھلائی ہے دنیا میں اور آخرت میں عمدہ ٹھکانا۔

تشریح

(۳۵) حضرت سلیمانؑ کی اللہ کے سامنے معذرت خواہی | حضرت سلیمانؑ نے اپنی اس خواہش سے رجوع فرمایا اور ان الفاظ میں اللہ تعالےٰ سے معذرت خواہ ہوئے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (اے میرے رب مجھے معاف کردے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو بے شک تو ہی اصل داتا ہے)

حضرت سلیمانؑ کی اس دعا کے الفاظ سے کہ اے میرے رب مجھے معاف کردے اور مجھ کو وہ بادشاہی دے جو کسی کے لئے سزاوار نہ ہو۔ اگر دعا کے ان الفاظ کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے ملایا جائے تو بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ آزمائش جو آنجناب کو پیش آئی وہ یہی تمنا تھی کہ میرے بعد فرماں روائی میری نسل میں باقی رہے اور جس کے متعلق آیتِ بالا میں ذکر آچکا ہے۔

(۳۶) حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا کا مسخر ہونا | حضرت سلیمانؑ کی بہت سی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہواؤں کو مسخر کردیا تھا جو ان کے حکم سے جدھر کو وہ چاہتے تھے نرمی کے ساتھ چلتی تھی حضرت سلیمانؑ نے بڑے بڑے بادبانی جہاز بنائے تھے جو تجارتی سامان لے کر چلا کرتے تھے۔ بادبانی جہازوں کو چلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہوا کو مسخر کردیا تھا کہ ان کے تجارتی بیڑوں کو سفر کرنے کی جس طرف ضرورت ہوتی تھی اسی طرف ہوا چلتی تھی۔

(۳۷) حضرت سلیمانؑ کے لئے جنات کی تسخیر | حضرت سلیمانؑ کی سلطنت اور آپ کی حکومت کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف ہواؤں پر بلکہ جنات پر بھی آپ کی حکومت تھی جن میں ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور تھے جو آپ کے لئے بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے اور سمندروں میں غوطے لگا کر موتی نکالتے تھے۔

(۳۸) حضرت سلیمانؑ کے لئے پابند سلاسل جنات | حضرت سلیمانؑ کے لئے ایسے جنات بھی مسخر تھے جنہیں شرارت کے جرم میں مقید کردیا جاتا تھا وہ بھاگنے اور شرارت کرنے پر قادر نہ رہتے تھے اور حضرت سلیمانؑ کی خدمت کرتے تھے حضرت سلیمانؑ ان سے سلطنت کے کام لیا کرتے تھے اس طرح ان کی سلطنت کا دائرہ انسانوں سے بڑھ کر جنات، ہواؤں اور پرندوں تک پھیلا ہوا تھا۔

(۳۹) اللہ کی بخشش اور بے حساب | اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمانؑ سے فرمایا کہ یہ سلطنت اور یہ بے حساب دولت سب ہمارے انعامات ہیں تم جس کو چاہو دو جس کو چاہو نہ دو۔ جو تمہارے اختیارات میں ہیں جنات وغیرہ میں سے جن کو چاہو چھوڑ دو جن کو چاہو نہ چھوڑو تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہے آخرت میں تم سے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے لیکن حضرت سلیمانؑ اتنی دولت اور سلطنت کے باوجود اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر اپنا گزارہ کیا کرتے تھے۔ یہ تھے وہ بادشاہ جو شاہی میں فقیری کرتے تھے۔

(۴۰) اللہ کے یہاں حضرت سلیمانؑ کا تقرب | دنیاوی بادشاہت کے باوجود حضرت سلیمانؑ کا روحانی درجہ اور اللہ کے یہاں تقرب بہت بلند تھا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ان کا ہمارے یہاں جو رتبہ ہے اور فردوس بریں میں اچھا ٹھکانا ہے۔ دراصل ان بادشاہوں کی بادشاہتیں بھی عدل وانصاف کی وجہ سے اللہ کے یہاں تقرب کا ذریعہ تھیں۔

رکوع ۴

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ

مَسَّنِىَ	اَنِّىْ	رَبَّهٗٓ	نَادٰى	اِذْ	اَيُّوْبَ	عَبْدَنَآ	وَاذْكُرْ
مجھے پہنچایا	بیشک میں	اپنا رب	اس نے پکارا	جب	ایوب	ہمارا بندہ	اور یاد کریں

اور آپؐ یاد کریں ہمارے بندے ایوبؑ کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا۔ کہ مجھے شیطان

الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ

بِرِجْلِكَ	اُرْكُضْ	وَّعَذَابٍ	بِنُصْبٍ	الشَّيْطٰنُ
اپنا پاؤں	(زمین پر) مار	اور دُکھ	ایذا	شیطان

نے ایذا اور دکھ پہنچایا ہے (ہم نے فرمایا) زمین پر مار اپنا پاؤں

هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾

	وَّشَرَابٌ	بَارِدٌ	مُغْتَسَلٌ	هٰذَا
	اور پینے کے لئے	ٹھنڈا	غسل کے لئے	یہ

یہ (لو) غسل کے لئے ٹھنڈا اور پینے کے لئے (شیریں پانی)

(۴۱) وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَىْ بِاَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ بِضُرٍّ وَّعَذَابٍ ○ اَلَمٍ وَنَسَبَ ذٰلِكَ اِلَى الشَّيْطَانِ وَاِنْ كَانَتِ الْاَشْيَاءُ كُلُّهَا مِنَ اللّٰهِ تَادِيْبًا مَعَهٗ تَعَالٰى

(۴۱) وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ الخ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شبہ مجھ کو شیطان نے ضرر پہنچایا اور تکالیف میں مبتلا کیا (ایوبؑ نے بیماری اور تکلیف کو شیطان کی طرف منسوب کیا حالانکہ تمام امور اللہ ہی کی طرف سے ہیں از راہ ادب۔ باتھ اللہ عز و جل کے)

(۴۲) وَقِيْلَ لَهٗ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ الْاَرْضَ فَضَرَبَ فَنَبَعَتْ عَيْنُ مَاءٍ فَقِيْلَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ اَىْ مَا يُغْتَسَلُ بِهٖ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○

(۴۲) اور ایوب کو حکم ہوا کہ اپنا پیر زمین پر مار۔ اس نے مارا پس جاری ہوا ایک چشمہ پانی کا اس کو کہا گیا کہ یہ پانی ہے ٹھنڈا

غسل کرنے

اور پینے کو۔

تَشْرَبُ مِنْهُ فَاغْتَسَلَ وَشَرِبَ فَذَهَبَ عَنْهُ كُلُّ دَاءٍ كَانَ بِظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ	سو اس نے غسل کیا اور اس کو پیا۔ سو جاتی رہیں اس کی تمام بیماریاں۔ ظاہری اور باطنی۔

تشریح

(۴۱) حضرت ایوبؑ کا تذکرہ اور لطیف انداز میں اللہ کے حضور میں درخواست | اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ؑ کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا اور وہ ان نعمتوں کو پاکر مغرور ہونے کے بجائے اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہے جس سے شکر گذاری کا ایک اعلیٰ نمونہ عالم انسانیت کے سامنے آیا۔

اللہ کے نبی حضرت ایوبؑ کے ساتھ دوسری صورت پیش آئی اور صبر و استقلال کی ایک بہترین مثال صبر ایوب کی صورت میں دنیا نے دیکھی۔

حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے تھے ان کا زمانہ نویں صدی سے پہلے کا ہے وہ عوض کے رہنے والے تھے عوض فلسطین کے مغربی جانب ادوم کے شمال مشرق میں واقع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو خوش حالی اور آسودگی عطا فرمائی تھی۔ مگر ان کے ساتھ ایک آزمائش پیش آئی ان کی کھیتیاں جل گئیں، جانور مر گئے، بدن میں آبلے پڑ گئے، سب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا مگر ان کی اہلیہ نے رفاقت کا حق ادا کیا۔ حضرت ایوب جس طرح خوشحالی میں اللہ کے شکر گزار تھے ان تکلیفوں میں بھی صابر و شاکر رہے جب تکلیف برداشت کی حد سے آگے بڑھ گئی تو بڑے لطیف انداز میں اللہ کے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار کر کے رحم کی درخواست کی اور عرض کیا۔ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ (سورۂ انبیاء۔ آیت ۸۳) میرے رب مجھے بیماری لگ گئی ہے اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔

آیت مذکورہ میں حضرت ایوبؑ کا اپنی بیماری کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کی شدت میں شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے اور مجھے ناشکر بنانا چاہتا ہے۔

جن امور میں کوئی پہلو شر یا ایذا کا ہو یا کسی صحیح مقصد کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں میں شیطان سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ میں سورۂ کہف میں آیا ہے:۔ وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ (آیت ۶۳ رکوع ۹) (اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر آپ سے کرنا بھول گیا۔)

اس کریم النفس انسان نے جس لطیف انداز میں اپنے درد و کرب کا ذکر کیا اس سے اللہ کی رحمت کو جوش آگیا جس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔

(۴۲) حضرت ایوبؑ کے لئے پانی کا چشمہ | اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور حضرت ایوب کی صحت و شفا کے لئے اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طریقے پر زمین سے پانی کا چشمہ جاری کیا۔ حضرت ایوبؑ کو حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو ان کے زمین پر پاؤں مارنے سے اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری کیا ٹھنڈے پانی کا یہ چشمہ نہانے اور پینے دونوں چیزوں میں کام آتا تھا حضرت ایوب اس سے نہاتے بھی تھے اور اسی پانی کو پیتے بھی تھے۔ اس طرح ان کی جلدی بیماری ٹھیک ہو گئی اور وہ پوری طرح صحت مند ہو گئے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

رَحْمَةً	مَّعَهُمْ	وَمِثْلَهُمْ	اَهْلَهٗ	لَهٗٓ	وَوَهَبْنَا
ایک رحمت	ان کے ساتھ	اور ان جیسے	اس کے اہل خانہ	اس کو	اور ہم نے عطا کیا

اور ہم نے اسے اس کے اہل خانہ اور ان کے ساتھ ان جیسے (اور بھی) عطا کئے (یہ) ہماری طرف سے

مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ

بِيَدِكَ	وَخُذْ	لِاُولِي + الْاَلْبَابِ	وَذِكْرٰى	مِّنَّا
اپنے ہاتھ میں	اور لے	عقل والوں کے لئے	اور نصیحت	ہماری (طرف سے)

ایک رحمت تھی اور عقل والوں کے لئے نصیحت۔ اور اپنے ہاتھ میں

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ

وَجَدْنٰهُ	اِنَّا	وَلَا تَحْنَثْ	بِّهٖ	فَاضْرِبْ	ضِغْثًا
ہم نے اسے پایا	بے شک ہم	اور قسم نہ توڑ	اس کو	اس سے مار	جھاڑو

جھاڑو لے اور وہ اس سے (اپنی بیوی کو) مار اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اسے

صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

اَوَّابٌ	اِنَّهٗٓ	الْعَبْدُ	نِعْمَ	صَابِرًا
(اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا	بے شک وہ	بندہ	اچھا	صابر

صابر پایا (اور) اچھا بندہ۔ بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

(۴۳) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اَيْ اَحْيَى اللّٰهُ لَهٗ مَنْ مَاتَ مِنْ اَوْلَادِهٖ وَرَزَقَهٗ مِثْلَهُمْ رَحْمَةً نِعْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى عِظَةً لِاُولِي الْاَلْبَابِ ○ لِاَصْحَابِ الْعُقُوْلِ

(۴۳) اور ہم نے اس کو عطا کیا اس کا کنبہ اور ان کے مثل اسی قدر اور دیا یعنی جو اولاد اس کی مر گئی تھی ان کو زندہ کر دیا اور ان کے مثل اور اولاد عطا فرمائی

یہ ہماری رحمت اور انعام تھا اس پر۔ اور یہ نصیحت ہے عقل والوں کو۔

(۴۴) وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا هُوَ حُزْمَةٌ مِّنْ حَشِيْشٍ اَوْ

(۴۴) اور ایوب نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی بیوی کو ایک سو مرتبہ ماروں گا کہ اس نے ایک دن کسی کام میں دیر کی تھی اور ایوب

أَوْ قُضْبَانٍ فَاضْرِبْ بِّهٖ زَوْجَتَكَ
وَقَدْ كَانَ حَلَفَ لَيَضْرِبَنَّهَا
مِائَةَ ضَرْبَةٍ لِإِبْطَائِهَا عَلَيْهِ
يَوْمًا وَلَا تَحْنَثْ بِتَرْكِ
ضَرْبِهَا فَأَخَذَ مِائَةَ عُوْدٍ
مِنَ الْإِذْخِرِ أَوْ غَيْرِهٖ فَضَرَبَهَا
بِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً إِنَّا وَجَدْنٰهُ
صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ ط أَيُّوْبُ
إِنَّهٗ أَوَّابٌ ○ رَجَّاعٌ إِلَى
اللّٰهِ تَعَالٰى

کے حکم کی فوراً تعمیل نہ کی تھی اس پر یہ حکم ہوا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الخ اور لے تو اپنے ہاتھ میں مٹھا گھاس کا یا شاخہائے درخت کا پس مار اس سے اپنی بیوی کو اور اپنی قسم نہ توڑ کر اس کو نہ مارے۔ پس لی ایوب نے سو شاخیں اذخر کی یا کسی اور گھاس وغیرہ کی پس ایک مرتبہ وہ سب اپنی بیوی کے ماری۔

إِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا الخ بے شبہ ہم نے ایوبؑ کو پایا صبر کرنے والا۔ اچھا بندہ ہے ایوب کہ بے شک وہ رجوع کرنے والا ہے طرف اللہ تعالیٰ کے۔

تشریح

(۴۳) اہل و عیال کی واپسی اور اللہ کی مزید عنایتیں | صحت مند ہونے کے بعد وہ لوگ جو آپ سے منہ موڑ گئے تھے اور ان کے اہل و عیال سب واپس آ گئے، خوش حالی بھی ہو گئی اور اللہ نے مزید اولاد عطا فرمائی۔

ایک دانش مند اور صاحبِ فکر آدمی کے لئے ان حالات میں یہ سبق ہے کہ جب حالات اچھے ہوں تو پروردگار کو بھول کر نہ تو سرکشی اختیار کرنی چاہیئے اور نہ اپنی حیثیت کو بھولنا چاہیئے۔ حالات برے ہوں تو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بندے کو ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ تقدیر کی بھلائی اور برائی سب اس کے قبضے میں ہے۔ وہ چاہے تو بدترین حالات کو بہترین حالات سے بدل دے اور وہ چاہے تو خوش حالی کو بدحالی سے بدل دے اس لئے ہر حال میں اسی پر توکل کرے اور اسی سے لو لگائے۔

(۴۴) حضرت ایوبؑ کی قسم اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سہولت | حضرت ایوبؑ جس زمانے میں تکلیف میں مبتلا تھے انھوں نے کسی بات پر ناراض ہو کر اپنی اہلیہ کو یا کسی اور کو مارنے کی قسم کھائی تھی اور یہ قسم کھائی تھی کہ میں اتنے کوڑے ماروں گا۔ جب آپ صحت یاب ہو گئے تو غصے کی حالت میں وہ کھائی ہوئی قسم پوری کرنے کا معاملہ آیا۔ اب اگر اپنی قسم پوری کرتے ہیں تو بلا وجہ ایک بے گناہ کو مارنا پڑتا ہے اور اگر قسم توڑتے ہیں تو قسم توڑنا یہ بھی نامناسب بات ہے عجیب مخمصے میں پڑ گئے اور اس کا حل سمجھ میں نہ آیا۔

تو چونکہ کوئی شرعی حکم باطل نہیں ہو رہا تھا نہ کوئی دینی مقصد نامکمل رہ رہا تھا، نہ کوئی حرام کو حلال کرنے کے لئے حیلہ سازی تھی نہ کسی فرض کو ساقط کرنے یا نیکی سے بچنے کے لئے کوئی بہانہ نکالنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کے صابرانہ کردار اور ان کی برداشت اور پروردگار سے رجوع کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ایک سہل اور آسان صورت پیدا کر دی کہ قسم بھی پوری ہو جائے اور ایسی مار بھی نہ پڑے جو زیادہ تکلیف دہ ہو۔

فرمایا کہ تنکوں کا ایک مٹھا لے لو اور اس سے ایک ضرب لگا دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سہولت نے ایک رعایت کا دروازہ بھی کھول دیا کہ اگر کبھی مضطرب ہو کر کوئی انسان کسی اخلاقی مخمصے میں پھنس جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ پیدا فرما دیتے ہیں۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَاذْكُرْ	عِبٰدَنَآ	اِبْرٰهِيْمَ	وَ	اِسْحٰقَ	وَ	يَعْقُوْبَ
اور یاد کریں	ہمارا بندہ	ابراہیمؑ	اور	اسحقؑ	اور	یعقوبؑ

اور آپ ہمارے بندے ابراہیمؑ کو یاد کریں اور اسحقؑ اور یعقوبؑ کو

اُولِی الْاَيْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ

اُولِی الْاَيْدِیْ	وَ	الْاَبْصَارِ	اِنَّآ	اَخْلَصْنٰهُمْ
ہاتھوں والے	اور	آنکھوں والے	بے شک ہم	ہم نے انہیں خالص کیا

جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے (علم و عمل کی قوت والے) تھے۔ ہم نے انھیں ایک خاص

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا

بِخَالِصَةٍ	ذِكْرَى	الدَّارِ	وَ	اِنَّهُمْ	عِنْدَنَا
خاص صفت	یاد	گھر (آخرت کا)	اور	بے شک وہ	ہمارے نزدیک

صفت سے خاص کیا (اور وہ) یاد ہے آخرت کے گھر کی اور بے شک وہ ہمارے نزدیک

لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ

لَمِنَ	الْمُصْطَفَيْنَ	الْاَخْيَارِ	وَ	اذْكُرْ	اِسْمٰعِيْلَ
البتہ سے	چنے ہوئے	سب سے اچھے	اور	یاد کریں	اسمٰعیلؑ

سب سے اچھے چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔ اور آپ یاد کریں اسمٰعیلؑ

وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا

وَ الْيَسَعَ	وَ	ذَا الْكِفْلِ	وَ كُلٌّ	مِّنَ	الْاَخْيَارِ	هٰذَا
اور یسعؑ	اور	ذاالکفلؑ	اور یہ تمام	سے	سب سے اچھے	یہ

اور الیسعؑ اور ذاالکفلؑ کو اور یہ تمام ہی سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ یہ

ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾

ذِكْرٌ	وَ اِنَّ	لِلْمُتَّقِيْنَ	لَحُسْنَ	مَاٰبٍ	
ایک نصیحت	اور بے شک	پرہیزگاروں کے لئے	البتہ اچھا	ٹھکانا	

ایک نصیحت ہے اور البتہ پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔

(۴۵) وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ اَصْحَابُ الْقُوٰى فِي الْعِبَادَةِ وَالْاَبْصَارِ ۝ الْبَصَائِرُ فِي الدِّيْنِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَبْدَنَا وَاِبْرَاهِيْمُ بَيَانٌ لَهٗ وَمَا بَعْدَهٗ عَطْفٌ عَلٰى عَبْدِنَا

(۴۵) اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو بڑے مضبوط تھے عبادت میں اور بڑے ہوشیار اور بینائی والے دین میں۔

(۴۶) اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ هِيَ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ الْاٰخِرَةِ اَيْ ذِكْرُهَا وَالْعَمَلُ لَهَا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْاِضَافَةِ وَهِيَ لِلْبَيَانِ

(۴۶) بے شک ہم نے ان کو خالص آخرت کی یاد کے لئے بنایا کہ شب و روز وہ آخرت کے لئے عمل کرتے تھے۔

(۴۷) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْمُخْتَارِيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ جَمْعُ خَيِّرٍ بِالتَّشْدِيْدِ

(۴۷) اور بالیقین یہ سب ہمارے نزدیک پسندیدہ برگزیدہ بندے ہیں۔

(۴۸) وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ هُوَ نَبِيٌّ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَذَا الْكِفْلِ اُخْتُلِفَ فِيْ نُبُوَّتِهٖ قِيْلَ كَفَلَ مِائَةَ نَبِيٍّ فَرُّوْا اِلَيْهِ مِنَ الْقَتْلِ وَكُلٌّ اَيْ كُلُّهُمْ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ جَمْعُ خَيِّرٍ بِالتَّثْقِيْلِ

(۴۸) اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع کو (الیسع ایک پیغمبر ہیں الف لام اس میں زائد ہے) اور یاد کر ذوالکفل کو (اس میں اختلاف ہے کہ ذوالکفل پیغمبر تھا یا نہیں کہا گیا کہ نام اس کا ذوالکفل اس لئے ہوا کہ اس نے سو پیغمبروں کو رکھا اور ان کی کفالت کی جو قتل سے بچکر اس کے پاس بھاگ آئے تھے) اور یہ سب بہت اچھے بندے ہیں۔

(۴۹) هٰذَا ذِكْرٌ لَهُمْ بِالثَّنَاءِ الْجَمِيْلِ هُنَا وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ الشَّامِلِيْنَ لَهُمْ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ مَرْجِعٍ فِي الْاٰخِرَةِ۔

(۴۹) یہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر ہے دنیا میں اور بالیقین۔ پرہیزگاروں کے لئے جن میں یہ سب بھی داخل ہیں آخرت میں عمدہ ٹھکانا ہے۔

تشریح

(۴۵) ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا بھی ذکر کرو | اعلیٰ کردار کے وہ لوگ جن میں قوت عمل بھی تھی اور وہ دیدہ ور لوگ تھے اللہ کی اطاعت کرنے کی زبردست طاقت رکھتے تھے۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے انھوں نے بڑی کوشش کی تھی جو حقیقت بین اور حق شناس تھے ان میں ابراہیم اسحٰق اور یعقوب ان کا ذکر بھی کرو اور لوگوں کے سامنے ان کی زندگی کے حالات پیش کرو کہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے حق کی روشنی کو دیکھا اور اللہ کی راہ میں اپنی قوت عمل کو لگایا، اور دنیا میں اپنے عمل و کردار کی ایک روشن مثال چھوڑ گئے۔

(۴۶) انبیاء کرام کا امتیاز آخرت کی فکر دہی | یہ انبیاء کرام جن کا ذکر آیا ان کی سرفرازیوں کی اصل بنیاد یہ تھی کہ ان کی فکر و سعی

سب کچھ آخرت کے لئے تھی جو حقیقت میں انسان کا اصل گھر ہے ۔ یہ دنیا انسان کا اصل گھر نہیں ہے بلکہ صرف ایک گزرگاہ ہے جس شخص کے سامنے اصل مقصد آخرت ہوتا ہے اس کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی سربلندی ملتی ہے ۔ یعنی آخرت کو مقصدِ حیات بنانے والا دونوں جہان کی کامیابی حاصل کرتا ہے ۔

اور انبیاء کرام کا یہی امتیاز ہے یہی ان کی سرفرازی ہے اور یہی ان کے رتبوں کی بلندی کا راز ہے ۔ کہ وہ اللہ کی مخلوق کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں اور خود ان کا عمل دنیا طلبی سے خالی ہوتا ہے ۔

۴۷ ان کا شمار چنیدہ بندوں میں ہے | یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار ہمارے چنیدہ نیک بندوں میں ہوتا ہے یہ اللہ کے وہ پسندیدہ بندے ہیں جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص نگاہِ کرم ہے ۔

۴۸ حضرت اسمٰعیلؑ اور دیگر انبیاء کا بھی ذکر کرو | اور جن انبیاء کرام کا تذکرہ آیا ہے ان کے علاوہ خاص نبیوں میں سے حضرت اسمٰعیلؑ حضرت الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کا بھی تذکرہ کرو یہ سب بڑے نیک اور منتخب لوگوں میں سے تھے ۔

○ حضرت اسماعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے تھے اور ذبیح اللہ ان کا لقب تھا خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ان ہی کے سلسلۂ نسب سے ہیں ۔

○ حضرت الیسع علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۂ انعام آیت ۸۶ میں بھی آیا ہے ۔ یہ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں دریائے اردن کے کنارے ایک جگہ ہے جس کا نام ہے ابیل محولہ (ABEL MEHOLAH) یہ وہاں کے رہنے والے تھے ۔ حضرت الیاسؑ جس زمانے میں جزیرہ نما سینا میں پناہ گزیں تھے تو ان کو چند کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے شام اور فلسطین کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ وہ حضرت الیسعؑ کو اپنی جانشینی کے لئے تیار کریں چنانچہ حضرت الیسع دس بارہ سال تک حضرت الیاس کے زیر تربیت رہے ۔ حضرت الیاس کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے اور ان کو نبوت سے سرفراز کیا گیا ۔ حضرت الیسع نے شمالی فلسطین کی ریاست میں شرک بت پرستی اور اخلاقی برائیوں کی اصلاح کے لئے بڑی کوشش کی لیکن ان کے اصلاحی انقلاب سے بھی وہ برائیاں جڑ سے ختم نہ ہوسکیں ۔

○ حضرت ذوالکفلؑ ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں اس جگہ کے علاوہ سورۂ انبیاء کی آیت ۸۵ میں آیا ہے ۔ ذوالکفل ان کا لقب ہے جس کا ترجمہ ہے "صاحب نصیب" قرآن مجید میں دونوں جگہ ان کو اسی لقب سے ذکر کیا گیا ہے ۔

زیادہ تر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ حزقی ایل نبی ہیں ۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو یروشلم کی آخری تباہی سے پہلے بخت نصر کے ہاتھوں گرفتار ہوچکے تھے ۔ بخت نصر نے عراق میں اسرائیلیوں کی نوآبادی دریائے خابور کے کنارے قائم کردی تھی جس کا نام تل ابیب تھا ۔

اسی مقام پر ۵۹۴ ق م میں حضرت حزقی ایل تیس سال کی عمر میں نبوت کے منصب پر سرفراز ہوئے اور مسلسل بائیس سال تک دین کی دعوت کا کام کرتے رہے ۔ بائبل میں صحیفہ حزقی ایل کے نام سے ایک صحیفہ شامل ہے جس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہامی کلام ہے

۴۹ متقی لوگوں کا انجام | یہ تو انبیاء کرام کا تذکرہ تھا جو اللہ کے بہت ہی منتخب بندوں میں سے تھے ۔ عام متقی لوگوں کا کیا انجام ہوتا ہے اور اللہ کے یہاں ان کے رتبے کیسے بلند ہوتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ آخرت میں کیسے شاندار ٹھکانے عطا فرماتے ہیں اس کا ذکر بھی سن لو تاکہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ برے اور اچھے لوگوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہوسکتا ۔ جو دنیا میں نیکی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں کیسی کیسی نعمتوں سے نوازیں گے ۔ لو تھوڑا سا ذکر ان کا بھی سن لو ۔

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

جَنّٰتِ	عَدْنٍ	مُّفَتَّحَةً	لَّهُمُ	الْاَبْوَابُ	مُتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا
باغات	ہمیشہ رہنے کے	کھلے ہوئے	ان کے لئے	دروازے	تکیہ لگائے ہوئے	ان میں

ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ ان میں تکیہ لگائے ہوئے ہونگے

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾

يَدْعُوْنَ	فِيْهَا	بِفَاكِهَةٍ	كَثِيْرَةٍ	وَّشَرَابٍ
منگوائیں گے	اُن میں	میوے	بہت سے	اور شراب (مشروبات)

اور منگوائیں گے ان میں بہت سے میوے اور مشروبات۔

﴿۵۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ بدل اَوْ عطف بیان لِحُسْنَ مَاٰبٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مِنْهَا

﴿۵۱﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَائِكِ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝

﴿۵۰﴾ ان کو جنتیں ملیں گی ہمیشہ رہنے کو، جنتوں کے دروازے کھولے جائیں گے ان کے لئے۔

﴿۵۱﴾ وہاں یہ لوگ تخت پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ بہت سے میوے لذیذ اور شراب پاک ان کو دیجاوے گی اور وہ برابر انھیں چیزوں کو طلب کریں گے۔

تشریح

﴿۵۰﴾ جنت میں بے روک ٹوک داخلہ | نیک اور پرہیزگار لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہوں گی جن کے دروازے ان جنتیوں کے لئے کھلے ہوں گے۔ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی جیسے بن بتائے کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اسی طرح وہ ان جنتوں میں داخل ہونگے۔ یا ان جنتوں کے دروازے ایسے ہوں گے کہ جنتیوں کی خواہش پر خود بخود کھل جائیں گے۔

اور اگر جنت کے انتظام پر فرشتے دروازے پر مقرر ہوں گے تو وہ اہل جنت کو دیکھتے ہی ادب کے ساتھ ان کے لئے دروازے کھول دیں گے جیسا کہ سورۂ زمر میں ارشاد ہوا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ (آیت ۷۳)۔ (یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جاچکے ہوں گے تو جنت کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ خوش آمدید۔ ہمیشہ کے لئے ان میں داخل ہوجائیے۔)

﴿۵۱﴾ جنت کی راحتیں | جنتی جنت میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے قسم قسم کے میوے پھل اور مشروبات ان کی خواہش کے مطابق پیش کئے جائیں گے غرض وہاں ہر طرح کی راحتیں ان کو حاصل ہوں گی۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا

ھٰذَا	اَتْرَابٌ	الطَّرْفِ	قٰصِرٰتُ	وَعِنْدَهُمْ
یہ	ہم عمر	نگاہ	نیچے رکھنے والیاں	اور ان کے پاس

اور ان کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی (باحیا) ہم عمر (عورتیں) ہوں گی۔ یہ ہے

الثلثة

مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾

	لِيَوْمِ الْحِسَابِ	تُوْعَدُوْنَ	مَا
	روز حساب کے لئے	وعدہ کیا جاتا ہے تم سے	جو۔جس

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے روز حساب کے لئے۔

﴿۵۲﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ حابسات العين على ازواجهن اَتْرَابٌ ○ اسنانهن واحدة وهن بنات ثلاث وثلاثين سنة جمع ترب۔

﴿۵۲﴾ اور ان کے پاس ایسی عورتیں ہوں گی جو بجز خاوندوں کے کسی کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔

ہم عمر کہ عمران سب کی تینتیس ۳۳ برس کی ہوگی۔

﴿۵۳﴾ هٰذَا المذكور مَا تُوْعَدُوْنَ بالغيبة وبالخطاب التفاتا لِيَوْمِ الْحِسَابِ ○ اى لاجله

﴿۵۳﴾ یہ جو کچھ مذکور ہوا وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حساب کے دن یعنی قیامت میں یہ چیزیں تم کو دی جاویں گی۔

تشریح

﴿۵۲﴾ جنتیوں کے لئے ہم سن بیویاں | اہل جنت کے لئے جہاں اور بہت سی راحتیں ہوں گی وہاں ان کے لئے عیش وآرام کا یہ بھی ایک سامان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی نوجوان بیویاں عطا فرمائیں گے جو عمر میں اپنے شوہر کی ہم سن ہوں گی اور عادت وخصائل اور شکل وصورت میں ان کی پسند کے مطابق ہوں گی۔ اور سب سے بڑی صفت جو ان عورتوں میں ہوگی وہ ان کا شرمیلا پن ہے۔ معلوم ہوا کہ شرم وحیا عورت کا زیور ہے جس سے اس کی خوبصورتی کھلتی ہے۔ بے شرمی اور بے حیائی نہ مردوں کے لئے قابل تعریف ہے اور نہ عورتوں کے لئے مستحسن ہے۔ عورت کے لئے شرمیلا پن اس کی نسوانیت کا زیور اور اس میں دلکشی پیدا کرنے والا ہے۔

﴿۵۳﴾ حساب کے دن کا وعدہ | یہ جنت کی جو نعمتیں ہیں جنہیں حساب کے دن تمہیں عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یعنی جب تمہارا حساب کتاب نمٹ جائے گا اور حساب کے بعد معلوم ہوگا کہ تم نے اللہ کی فرماں برداری میں زندگی گزاری ہے زندگی بھر اس کے وفادار رہے ہو گناہوں سے بچتے رہے ہو اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے تو پروردگار کا وعدہ ہے کہ تمہیں ایسی ایسی نعمتیں عطا کی جائیں گی۔

إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ

إِنَّ	هٰذَا	لَرِزْقُنَا	مَا لَهُ	مِنْ نَّفَادٍ	هٰذَا	وَإِنَّ	لِلطّٰغِينَ
بے شک	یہ	یقیناً ہمارا رزق	اس کے لئے اس کو نہیں	ختم ہونا	یہ	اور بے شک	سرکشوں کے لئے

بے شک یہ ہمارا رزق ہے اس کو (کبھی) ختم ہونا نہیں یہ ہے (جزاء) اور بے شک سرکشوں کے لئے

لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

لَشَرَّ	مَاٰبٍ	جَهَنَّمَ	يَصْلَوْنَهَا	فَبِئْسَ	الْمِهَادُ
البتہ برا	ٹھکانا	جہنم	وہ اس میں داخل ہوں گے	سو برا	بچھونا

البتہ برا ٹھکانا ہے (یعنی) جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے سو برا ہے فرش (ان کی آرام گاہ)

﴿٥٤﴾ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ۝ أَيِ انْقِطَاعٍ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنْ رِزْقِنَا أَوْ خَبَرٌ ثَانٍ لِأَنَّ أَيْ دَائِمًا أَوْ دَائِمٌ

﴿٥٤﴾ یہ ہمارا رزق ہے جو ہم نے تم کو دیا اس کو کبھی انقطاع اور تمام ہو جانا نہیں۔

﴿٥٥﴾ هٰذَا ۚ الْمَذْكُورُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ مُسْتَأْنَفٌ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝

﴿٥٥﴾ یہ جو ذکر ہوا ایمان والوں کے لئے ہے۔ اور بے شبہ سرکشوں کے واسطے برا ٹھکانا ہے یعنی۔

﴿٥٦﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۚ يَدْخُلُوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ الْفِرَاشُ

﴿٥٦﴾ دوزخ کہ اس میں داخل ہوں گے۔ سو برا بچھونا ہے

تشریح

﴿٥٤﴾ جنت کی نعمتوں کی خصوصیت کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں گی | دنیا میں ہمارے پاس جو اچھی چیز ہوتی ہے تو وہ پرانی بھی ہو جاتی ہے اور ختم بھی ہو جاتی ہے لیکن جنت کی یہ نعمتیں جو جنتیوں کو ملیں گی وہ لازوال نعمتیں ہوں گی جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا یہ چیزیں ہمیشہ ہمیشہ جنتیوں کے پاس رہیں گی نہ موت کا کھٹکا ہوگا نہ ان نعمتوں کے زوال کا دھڑکا ہوگا ــــ یہ تو تم نے جنتیوں کا حال سنا اور متقیوں کا انجام۔ اب ذرا سرکشوں کا انجام بھی سن لو۔

﴿٥٥﴾ سرکشوں کا انجام | سرکشوں کا انجام کیا ہوگا ان کے لئے بدترین ٹھکانا ہوگا ایسا ٹھکانا کہ اس سے بدتر ٹھکانا کوئی اور نہیں ہو سکتا جہاں جنتیوں کے لئے بہترین ٹھکانا ہوگا وہاں سرکشوں کے لئے بدترین ٹھکانا ہوگا۔ وہ بدترین ٹھکانا کیا ہے۔

﴿٥٦﴾ سرکشوں کا ٹھکانا جہنم | اللہ کے نافرمان اس کے باغی اور سرکش ان کے لئے بدترین ٹھکانا کیا ہوگا۔ جہنم وہ دوزخ جس کی آگ میں وہ جھلسے جائیں گے۔ انتہائی بری قیام گاہ کہ اس سے بڑھ کر بری کوئی جگہ نہیں ہو سکتی ــــ جہاں جنتیوں کے لئے طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی قسم قسم کے مشروبات لذیذ ہوں گے وہاں جہنمیوں کے لئے کیا ہوگا ؟

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۙ ﴿۵۷﴾ وَّ

وَ	غَسَّاقٌ	وَّ	حَمِيْمٌ	فَلْيَذُوْقُوْهُ	هٰذَا
اور	پیپ	اور	کھولتا ہوا پانی	پس اس کو چکھو	یہ

یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے پس اس کو چکھو۔ اور

اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ؕ ﴿۵۸﴾

	اَزْوَاجٌ	مِنْ + شَكْلِهٖ	اٰخَرُ
	کئی قسمیں۔	اس کی شکل کی	اس کے علاوہ

اس کے علاوہ اس کی شکل کی کئی قسمیں ہوں گی۔

﴿۵۷﴾ هٰذَا اَىِ الْعَذَابُ الْمَفْهُوْمُ مِمَّا بَعْدَهٗ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ اَىْ مَاءٌ حَارٌّ مُحْرِقٌ وَّغَسَّاقٌ ○ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ مَا سَيْلٌ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ

﴿۵۸﴾ وَّاٰخَرُ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَىْ مِثْلِ الْمَذْكُوْرِ مِنَ الْحَمِيْمِ وَالْغَسَّاقِ اَزْوَاجٌ ○ اَصْنَافٌ اَىْ عَذَابُهُمْ مِنْ اَنْوَاعٍ مُخْتَلِفَةٍ وَيُقَالُ لَهُمْ عِنْدَ دُخُوْلِهِمُ النَّارَ بِاَتْبَاعِهِمْ

﴿۵۷﴾ یہ۔ پس چاہیئے کہ چکھیں وہ مزہ اس عذاب کا۔ کہ وہ پانی گرم ہے جلا دینے والا۔ اور پیپ اور لہو جو دوزخیوں سے بہے گا

﴿۵۸﴾ اور طرح طرح کا عذاب اسی قسم کا ان کو ہو گا

اور جب وہ مع اپنے اتباع کے دوزخ میں داخل ہوں گے ان سے کہا جاوے گا۔

تشریح

﴿۵۷﴾ کھولتا ہوا پانی پیپ اور لہو: دوزخیوں کے لئے پینے کو کیا ہو گا کھولتا ہوا گرم پانی، پیپ اور لہو۔ غسّاق کا مطلب یا تو زخموں کا دھوون جس میں لہو اور پیپ شامل ہو اور کہتے ہیں کہ اس میں سانپ اور بچھوؤں کا زہر ملا ہوا ہو گا۔ یا پھر غسّاق کا مطلب حد سے زیادہ ٹھنڈا پانی ہے جو کہ کھولتے ہوئے پانی کی بالکل ضد ہے اور اس کے پینے سے سخت تکلیف ہو گی۔

﴿۵۸﴾ دوزخ میں اسی قسم کی تکلیفیں: دوزخیوں کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی پیپ اور لہو یا اسی قسم کی دوسری تکلیف چیزیں ہوں گی۔ غرض جہاں جنت میں انتہائی راحتیں ہونگی ہر طرح کے عیش و آرام ہوں گے جہنم میں اتنی ہی تکلیفیں اور تلخیاں ہوں گی جو مختلف صورتوں میں پیش آئیں گی۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ اِنَّهُمْ صَالُوا

هٰذَا	فَوْجٌ	مُّقْتَحِمٌ	مَّعَكُمْ	لَا مَرْحَبًا	بِهِمْ	اِنَّهُمْ	صَالُوا
یہ	ایک جماعت	گھس رہے ہیں	تمہارے ساتھ	نہ ہو کوئی فراخی	انہیں	بے شک وہ	داخل ہونے والے

یہ ایک جماعت ہے تمہارے ساتھ (جہنم میں) داخل ہو رہے ہیں انھیں کوئی فراخی نہ ہو، بے شک وہ جہنم میں داخل

النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۚ اَنْتُمْ

النَّارِ	قَالُوْا	بَلْ	اَنْتُمْ	لَا مَرْحَبًا	بِكُمْ	اَنْتُمْ
جہنم	وہ کہیں گے	بلکہ	تم	کوئی فراخی نہ ہو	تمہیں	بے شک تم

ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تمہیں کوئی فراخی نہ ہو۔ بے شک تم ہی ہمارے لئے یہ (مصیبت)

قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ

قَدَّمْتُمُوْهُ	لَنَا	فَبِئْسَ	الْقَرَارُ	قَالُوْا	رَبَّنَا	مَنْ
تم ہی یہ آگے لائے	ہمارے لئے	سو برا	ٹھکانا	وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	جو

آگے لائے ہو، سو برا ہے ٹھکانا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو ہمارے

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا

قَدَّمَ	لَنَا	هٰذَا	فَزِدْهُ	عَذَابًا	ضِعْفًا	فِي النَّارِ	وَقَالُوْا
آگے لایا۔	ہمارے لئے	یہ	تو زیادہ کردے	عذاب	دوچند	جہنم میں	اور وہ کہیں گے

لئے یہ (مصیبت) آگے لایا ہے تو جہنم میں (اس کے لئے) عذاب دوچند کردے۔ اور وہ کہیں گے

مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

مَا لَنَا	لَا نَرٰى	رِجَالًا	كُنَّا + نَعُدُّهُمْ	مِّنَ	الْاَشْرَارِ
کیا ہوا ہمیں	ہم نہیں دیکھتے	وہ لوگ	ہم شمار کرتے تھے انھیں	سے	(جمع) شریر (برے)

ہمیں کیا ہوا؟ ہم (دوزخ میں) ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔

﴿۵۹﴾ هٰذَا فَوْجٌ جَمْعٌ مُّقْتَحِمٌ دَاخِلٌ مَّعَكُمْ ۚ النَّارَ بِشِدَّةٍ فَيَقُوْلُ الْمَتْبُوْعُوْنَ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اَيْ لَا سَاعَةَ عَلَيْهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ○

﴿۵۹﴾ یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ دوزخ میں ڈھکیلی جاتی ہے۔ متبوعین کہیں گے۔
ان کو فراخی نہ ملے۔
بے شک یہ لوگ آگ میں جلیں گے۔

(۶۰) قَالُوْا اَیِ الْاَتْبَاعُ بَلْ اَنْتُمْ قف لَا مَرْحَبًا بِکُمْ، اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ اَیِ الْکُفْرَ لَنَاۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ○ لَنَا وَلَکُمُ النَّارُ

(۶۰) اتباع کہیں گے بلکہ تم پر فراخی نہ ہو تمہیں نے پہلے سے کفر کرکے ہم کو اس بلا میں ڈالا۔ سو بری ہے جگہ ٹھہرنے کی ہمارے اور تمہارے واسطے۔ یعنی دوزخ۔

(۶۱) قَالُوْا اَیْضًا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا اَیْ مِثْلَ عَذَابِهٖ عَلٰی کُفْرِهٖ فِی النَّارِ ○ وَقَالُوْا اَیْ کُفَّارُ مَکَّةَ

(۶۱) وہ یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے رب جس نے ہمارے لئے پہلے سے یہ سامان کیا ہو اس کو دوگنا عذاب کر دوزخ میں۔ اور کفار مکہ دوزخ میں پڑے ہوئے کہیں گے کہ

(۶۲) وَهُمْ فِی النَّارِ مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّهُمْ فِی الدُّنْیَا مِّنَ الْاَشْرَارِ ○

(۶۲) کیا وجہ ہم کو وہ آدمی نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں بدتر کہتے تھے۔

تشریح

(۵۹) دوزخ والوں کی تکرار | فرشتے ایک ایک گروہ کو لاکر دوزخ کے کنارے جمع کریں گے۔ پہلا گروہ سرداروں کا ہوگا اس کے بعد ان کے پیچھے چلنے والے ان کے پیروکار آئیں گے۔ پیروں کاروں کی جماعت کو آتا دیکھ کر سرداروں کی جماعت کہے گی کہ لو یہ ایک اور لشکر تمہارے پاس گھستا چلا آرہا ہے یہ بھی یہیں آکر مرنے کو تھے ان کو کہیں کشادہ جگہ نہ ملے۔ گویا ان پیروکاروں کا آنا ان سرداروں کو سخت ناگوار ہوگا، کہ یہاں تو پہلے جگہ تنگ ہے اب یہ لوگ بھی یہیں مرنے کے لئے آگئے۔

(۶۰) سرداروں کی بات سُنکر پیروکاروں کا جواب | وہ سردار اور چودھری دنیا میں جن کے پیچھے لگے رہے تھے جب وہ اس طرح کے طعنے دیں گے اور اپنے پیروکاروں کے آنے پر ناگواری کا اظہار کریں گے تو پیروکار جواب دیں گے ہم کیا جھلسے جا رہے ہیں، کم بختو تم ہی جھلسے جا رہے ہو۔ تم پہ خدا کی مار ہو، خدا تمہیں کہیں آرام کی جگہ نہ دے تم ہی تھے جن کے گمراہ کرنے کی بدولت آج یہ مصیبت پیش آئی۔ اب بتاؤ کہاں جائیں جو کچھ ہے یہی جگہ ٹھہرنے کی ہے جس طرح ہے یہیں پر مرد کھپو۔ غرض مختلف گروہوں میں اسی طرح کی تکرار اور ایک دوسرے کو لعن طعن ہوگی۔ وہ اس کو برا کہے گا دوسرا پہلے والے کو برا کہے گا۔ یہاں تک کہ پیروکار جو اپنے چودھریوں کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسے تھے پروردگار سے درخواست کریں گے کہ

(۶۱) پروردگار ان چودھریوں کو دوگنا عذاب دیجئے۔ | دوزخ والے آپس میں اپنے سرداروں اور چودھریوں کے ساتھ تکرار اور لعن طعن کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے پروردگار جنھوں نے ہمیں اس انجام کو پہنچایا ہے اور ہمیں بھٹکا کر اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ان چودھریوں کو دوگنا عذاب دیجئے۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ جو اس حالت کے ذمہ دار ہیں ان کو دوگنے عذاب میں مبتلا دیکھ کر دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یہ بھی ان کی خوش فہمی ہوگی دوزخ میں دل کی تسلی کا سامان کہاں۔ ایک دوسرے کو کوسنا بُرا بھلا کہنا یہ بھی ایک عذاب ہی ہوگا۔

(۶۲) اہل دوزخ کی حیرت کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کو ہم دنیا میں بُرا سمجھتے تھے۔ | پھر دوزخ والے حیرت سے کہیں گے کہ یہاں دوزخ میں ہمارے جان پہچان والے بڑے اور چھوٹے سب جمع ہیں مگر وہ لوگ جن کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے وہ یہاں کہیں نظر نہیں آرہے آخر وہ لوگ کہاں ہیں۔

أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿۶۳﴾

أَتَّخَذْنٰهُمْ	سِخْرِيًّا	أَمْ	زَاغَتْ	عَنْهُمُ	الْأَبْصَارُ
کیا ہم نے انھیں پکڑا تھا	ٹھٹھے میں	یا	کج ہوگئی ہیں	ان سے	آنکھیں

کیا ہم نے انھیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا کج ہوگئی ہیں ان سے (ہماری) آنکھیں

ع ۴/۵ ۱۲ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع قُلْ

إِنَّ	ذٰلِكَ	لَحَقٌّ	تَخَاصُمُ	أَهْلِ	النَّارِ	قُلْ
بے شک	یہ	بالکل سچ	باہم جھگڑنا	اہل	دوزخ	فرمادیں

بے شک اہل دوزخ کا یہ باہم جھگڑنا بالکل سچ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں

إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ

إِنَّمَا	أَنَا	مُنْذِرٌ	وَمَا	مِنْ إِلٰهٍ	إِلَّا	اللّٰهُ
اس کے سوا نہیں	کہ میں	ڈرانے والا	اور نہیں	کوئی معبود	سوا	اللہ

اس کے سوا نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ ج رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ	رَبُّ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضِ	وَمَا
یکتا	زبردست	پروردگار	آسمانوں	اور زمین	اور جو

یکتا، زبردست ہے۔ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿۶۷﴾

بَيْنَهُمَا	الْعَزِيزُ	الْغَفَّارُ	قُلْ	هُوَ	نَبَؤٌا	عَظِيمٌ
ان دونوں کے درمیان	غالب	بڑا بخشنے والا	فرمادیں	وہ۔یہ	ایک خبر	بڑی

دونوں کے درمیان ہے۔ غالب بڑا بخشنے والا ہے۔ آپ فرمادیں یہ ایک بڑی خبر ہے۔

أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿۶۸﴾

أَنْتُمْ	عَنْهُ	مُعْرِضُونَ	
تم	اس سے	منہ پھیرنے والے (بے پرواہ) ہو	

تم اس سے بے پرواہ ہو۔

(۶۳) اِتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا بِضَمِّ
السِّيْنِ وَكَسْرِهَا اَيْ كُنَّا نَسْخَرُ
بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْيَاءُ لِلنِّسْبَةِ
اَيْ اَمَفْقُوْدُوْنَ هُمْ اَمْ زَاغَتْ
مَالَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ○ فَلَمْ
تَرَهُمْ وَهُمْ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ
كَعَمَّارٍ وَبِلَالٍ وَصُهَيْبٍ وَسَلْمَانَ

(۶۳) ہم نے دنیا میں ان کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کیا۔ آیا وہ یہاں موجود ہی نہیں یا ہماری آنکھوں میں قصور ہے کہ وہ ہم کو نظر نہیں آتے (مراد ان لوگوں سے جن کی نسبت کفار ایسا کہیں گے فقراء مسلمین ہیں جیسے عمار اور بلال اور صہیب اور سلمان فارسی۔

(۶۴) اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ وَاجِبٌ وُقُوْعُهٗ
وَهُوَ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ○
كَمَا تَقَدَّمَ

(۶۴) بے شک یہ جو مذکور ہوا ضرور ہونے والا ہے یعنی جھگڑنا دوزخیوں کا۔

(۶۵) قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ اِنَّمَآ
اَنَا مُنْذِرٌ مُخَوِّفٌ بِالنَّارِ
وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ ○ لِخَلْقِهٖ

(۶۵) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
اے محمد کفار مکہ سے کہدے کہ بات یہ ہے کہ میں صرف آگ سے ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا غالب اپنی خلق پر۔

(۶۶) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ
الْغَفَّارُ ○ لِاَوْلِيَائِهٖ

(۶۶) وہ رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ غالب ہے حکم اس کا بخشنے والا ہے اپنے دوستوں کو۔

(۶۷) قُلْ لَهُمْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ○

(۶۷) ان سے کہہ دے کہ قرآن ایک بڑی خبر ہے۔

(۶۸) اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ○ اَيْ
الْقُرْاٰنُ الَّذِيْ اَنْبَاْتُكُمْ بِهٖ وَجِئْتُكُمْ
فِيْهِ بِمَا لَا يُعْلَمُ اِلَّا بِوَحْيٍ

(۶۸) کہ تم اس سے منہ موڑتے ہو جس کو میں تمہارے پاس لایا اور تم کو اس کے احکام سنائے کہ بدون وحی کے معلوم نہیں ہو سکتے۔

تشریح

(۶۳) جن کا ہم مذاق بناتے تھے وہ نظروں سے اوجھل ہیں | جن کا ہم مذاق اُڑایا کرتے تھے اور ان کو بہت بُرا سمجھتے تھے وہ کہیں نظر نہیں آتے آخر وہ کیوں نظروں سے اوجھل ہیں ان جہنم میں ہم بھی ہیں ہمارے پیشوا بھی ہیں مگر جن کا ہماری مجلسوں میں مذاق اڑایا جاتا تھا ان کا کہیں نشان پتہ نہیں ہے۔ آخر وہ لوگ کہاں ہیں۔

(۶۴) اہل دوزخ میں یہی کچھ جھگڑے ہونگے | سچ بات یہ ہے کہ اہل دوزخ میں یہی سب جھگڑے ہوں گے کبھی آپس میں تکرار کبھو ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا، کبھی ساری ذمہ داری ان پیشواؤں پر ڈالنا جنھوں نے انہیں گمراہ کیا تھا بس وہاں سب کچھ یہی ہوتا رہے گا۔ اور یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہوگا۔

(۶۵) میں صرف خبردار کرنے والا ہوں اور معبود حقیقی صرف اللہ ہے | حضرت محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو اس بات پر بڑی حیرت ہوتی تھی کہ ہم ہی میں کا ایک آدمی ہمیں خبردار کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ شخص جو اپنی ہی برادری اپنی ہی قوم کا دیکھا بھالا آدمی ہے بھلا وہ رسول کیسے بن گیا۔ اسی سورت کے آغاز میں آیت ۴ میں ان کی اس حیرت کا ذکر گزر چکا ہے۔

وَعَجِبُوٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ۔ (ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہے کہ خبردار کرنے والا خود ان ہی میں سے آ گیا۔)
حالانکہ یہ کوئی عجیب بات نہ تھی عجیب بات تو تب ہوتی کہ کوئی اجنبی آدمی آ کر نبوت کا دعویٰ شروع کر دیتا یا آسمان سے کوئی اور مخلوق بھیجی جاتی تب تو حیرت کی بات ہوتی کہ ایک اجنبی کے حالات کی ہم کیسے پڑتال کریں یا ایک اجنبی مخلوق جو ہمارے جذبات اور ہماری ضروریات سے ناواقف ہے وہ ہماری کیسے رہنمائی کرے گی۔ ایک جانے پہچانے آدمی کا رسالت کا دعویٰ کرنا کوئی حیرت کی بات ہی نہیں ہے اس کی سچائی کا پتہ لگانا بہت آسان ہے اب اس آیت میں اسی بات کو فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں میں کوئی خدائی فوجدار نہیں ہوں کہ تمہیں زبردستی سیدھے راستے پر لا سکوں۔ اگر نہیں مانو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ باقی جہاں تک اللہ کے معبود ہونے کا سوال ہے تو اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود ہے ہی نہیں وہ یکتا ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کا ہر چیز پر غالب ہونا یہ پہچان ہے کہ دوسری کوئی ہستی اس کے برابر کی نہیں ہے سب اس کے سامنے مغلوب ہیں

(۶۶) اللہ زمین و آسمان ہر چیز کا مالک ہے | دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ زمین آسمان اور ان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب کا مالک ہے اور اس کی یہ ملکیت حقیقی ہے اس لئے کہ ان سب چیزوں کو بنانے والا، پیدا کرنے والا اور ان سب کی پرورش کرنے والا صرف اور صرف وہی ہے وہ زبردست ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے تصرف سے باہر ہو کوئی اس کے قبضے سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا اس کی رحمت اور غفاری لامحدود ہے کس کی مجال ہے جو اس کی لامحدود بخشش کو محدود کر سکے؟ اب تم لاکھ ناک بھوں چڑھاؤ کہ اس نے سارے خداؤں کو ایک خدا کر دیا ہے جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۵ میں ان کی اس ناگواری کو بیان کیا گیا ہے کہ

اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ۝ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝

(کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔)

جن ہستیوں کو تم نے معبود رکھا ہے ان میں سے کوئی نہ خالق ہے نہ مالک ہے اور نہ غالب ہے۔ پھر آخر کس حق کی بنا پر انہیں معبود قرار دیا جا سکتا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ معبود حقیقی صرف ایک اللہ ہے اور یہ کہنا کہ معبود بہت سے ہیں جن میں سے ایک اللہ بھی ہے حقیقت کے قطعی خلاف ہے۔

(۶۷) قیامت کی خبر | قیامت کا آنا تمہارے لئے بری خبر ہے لیکن سچائی یہی ہے کہ قیامت ضرور آئے گی یہ یقینی خبر ہے جو ہو کر رہے گی۔ سورۂ نبا میں ارشاد ہوا ہے۔

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ ھُمْ فِیْہِ مُخْتَلِفُوْنَ (آیت ۱ تا ۳)

(یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کیا اس بڑی خبر کے بارے میں جس کے متعلق یہ مختلف چہ میگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔)

(۶۸) تم قیامت کے آنے سے بے فکر ہو | مگر تمہارا حال یہ ہے کہ جس بڑے واقعہ کے ہونے کی میں خبر دے رہا ہوں کہ قیامت آ کر رہے گی تم اس کی طرف سے بالکل بے خبر ہو بلکہ اس بات کو سن کر الٹا مذاق اڑاتے ہو کہ کیوں صاحب قیامت کب آئے گی کیوں کر آئے گی، اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟۔ تم جانتے ہی نہیں ہو کہ یہ کتنی بڑی خبر ہے۔ اور قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔

مَا كَانَ لِىَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (۶۹)

مَا كَانَ	لِىَ	مِنْ عِلْمٍ	بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى	اِذْ	يَخْتَصِمُوْنَ
نہ تھا	میرے پاس (مجھے)	کچھ خبر	عالم بالا کی	جب	وہ باہم جھگڑتے تھے

مجھے کچھ خبر نہ تھی عالم بالا کی (بلند قدر فرشتوں کی) جب وہ باہم جھگڑتے تھے

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَىَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۷۰)

اِنْ يُّوْحٰٓى	اِلَىَّ	اِلَّآ	اَنَّمَآ	اَنَا	نَذِيْرٌ	مُّبِيْنٌ
نہیں وحی کی جاتی	میری طرف	سوائے	یہ کہ	میں	ڈرانے والا	صاف صاف

میری طرف اس کے سوا وحی نہیں کی جاتی کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(۶۹) وَهُوَ قَوْلُهٗ مَا كَانَ لِىَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اَىِ الْمَلٰٓئِكَةِ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ فِىْ شَاْنِ اٰدَمَ حِيْنَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

(۷۰) اِنْ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ اِلَّآ اَنَّمَا اَنَا اَىْ اِنِّىْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ

(۶۹) مَا كَانَ لِىَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى الخ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی جماعت اعلیٰ یعنی فرشتوں کی جماعت کی جبکہ وہ آدم کے بارے میں جھگڑتے تھے۔
جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں آخر قصہ تک جو اول پارہ میں مذکور ہوا۔

(۷۰) نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

تشریح

(۶۹) نظام عالم کی فنا و بقا تخلیق آدم وغیرہ ملا اعلیٰ کی باتیں ان کا علم مجھے صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے۔ | ملاء اعلیٰ یعنی اوپر کی مجلس اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی تدبیریں اور اس کے تصرفات ظہور پذیر ہوتے ہیں ایسے مقرب فرشتوں کی جو مجلس ہے اس کا نام ملاء اعلیٰ ہے۔ اس اوپر کی مجلس میں کیا باتیں ہو رہی ہیں اللہ کی طرف سے کیا احکامات آرہے ہیں اس کا مجھے یعنی پیغمبر کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور وحی کے ذریعے بتا دیتے ہیں۔

نظام عالم کی فنا و بقاء کا یہ نظام کب تک باقی رہے گا کب فنا ہوگا اس کے بارے میں پیغمبر بھی کچھ نہیں بتا سکتے ——— دوزخ میں دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا، یہ باتیں اللہ نے وحی کے ذریعے پیغمبر کو بتائیں اسی طرح تخلیق آدم کے بارے میں فرشتوں کا سجدہ کرنا ابلیس کا انکار یہ وہ باتیں ہیں جن کا براہ راست کوئی علم پیغمبروں کو نہیں ہو سکتا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر ان سے کہو مجھے اس وقت کی کوئی خبر نہ تھی جب ملاء اعلیٰ یعنی اوپر کی مجلس مقرب فرشتوں میں اس کا ذکر ہو رہا تھا۔

(۷۰) میرے علم کا ذریعہ صرف وحی ہے | مجھے جس بات کا علم حاصل ہوتا ہے وہ صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے اور مجھے وہ باتیں اس لئے بتائی جاتی ہیں تاکہ میں کھول کھول کر لوگوں کے سامنے وہ باتیں رکھوں اور ان کو خبردار کروں۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ

اِذْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّىْ	خَالِقٌۢ	بَشَرًا	مِّنْ
جب	کہا	تمہارا رب	فرشتوں کو	کہ میں	پیدا کرنے والا	ایک بشر	سے

(یاد کرو) جب تمہارے رب نے کہا فرشتوں کو کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا

طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ

طِيْنٍ	فَاِذَا	سَوَّيْتُهٗ	وَنَفَخْتُ	فِيْهِ	مِنْ	رُّوْحِىْ
مٹی	پھر جب	میں درست کردوں اسے	اور میں پھونکوں	اس میں	سے	اپنی روح

ہوں پھر جب میں اسے درست کردوں اور اس میں اپنی روح سے پھونکوں تو تم

فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

فَقَعُوْا	لَهٗ	سٰجِدِيْنَ	فَسَجَدَ	الْمَلٰٓئِكَةُ	كُلُّهُمْ
تو تم گر پڑو	اس کے لئے (آگے)	سجدہ کرتے ہوئے	پس سجدہ کیا	فرشتے (جمع)	سب

گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے پس سب فرشتوں نے اکٹھے سجدہ

اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾

اَجْمَعُوْنَ	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	اِسْتَكْبَرَ	وَكَانَ	مِنَ	الْكٰفِرِيْنَ
اکٹھے	سوائے	ابلیس	اس نے تکبر کیا	اور وہ ہوگیا	سے	کافروں

کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے تکبر کیا اور وہ ہوگیا کافروں میں سے۔

﴿۷۱﴾ اُذْكُرْ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ○ هُوَ اٰدَمُ

﴿۷۱﴾ یاد کر جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں آدم کو مٹی سے بناؤں گا۔

﴿۷۲﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ اَتْمَمْتُهٗ وَنَفَخْتُ اَجْرَيْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَصَارَ حَيًّا وَاِضَافَةُ الرُّوْحِ اِلَيْهِ تَشْرِيْفٌ لِاٰدَمَ وَالرُّوْحُ جِسْمٌ لَطِيْفٌ يَحْيٰى بِهِ الْاِنْسَانُ بِنُفُوْذِهٖ فِيْهِ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ

﴿۷۲﴾ سو جب میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی روح ڈالوں جس سے وہ زندہ ہوجاوے تو تم سب اس کو سجدہ کردو یعنی جھک کر سلام کرو (روح کو حق تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب کیا بسبب شرافت آدم کے اور روح ایک جسم لطیف ہے کہ جسم انسانی میں نافذ اور پھیلا ہوا ہے اس کے سبب سے انسان زندہ رہتا ہے۔

(۷۳) فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ○ فِيْهِ تَاكِيْدَانِ

(۷۳) پس سجدہ کیا آدم کو موافق امر حق کے سب فرشتوں نے

(۷۴) اِلَّآ اِبْلِيْسَ هُوَ اَبُو الْجِنِّ كَانَ بَيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(۷۴) بجز ابلیس کے کہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس نے تکبر کیا اور اپنے نفس کو سجدہ کرنے سے بڑا سمجھا اور علم الٰہی میں وہ کافروں میں سے تھا۔

تشریح

(۷۱) **مٹی سے بشر کی تخلیق** | ان ہی ملاء اعلیٰ کی باتوں میں سے ایک بات جو وحی کے ذریعہ مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں یعنی مٹی کا ایک پتلا بنانے والا ہوں جس کی کھال بالوں سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی کیونکہ لفظ بشر کے معنی ہیں جسم کثیف جس کی اوپر کی سطح کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لفظ بشر استعمال کیا ہے کہ وہ مخلوق انسانی ایسی ہوگی جس کی کھال کسی چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی نہ اس کے اوپر پر ہوں گے نہ اتنے بال ہوں گے جس سے اس کی کھال ڈھک جائے اور پہلا انسان یعنی آدم اس کی تخلیق مٹی سے ہوگی اس کے بعد اس سے جو دوسرے انسان بنیں گے وہ نطفے سے بنیں گے اور نطفہ خون سے بنتا ہے اور انسانی خون جن غذاؤں سے تیار ہوتا ہے وہ ساری غذائیں مٹی سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۷۲) **انسان کی خلافت اور فرشتوں کو سجدے کا حکم** | اللہ تعہ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے اس کو یہ خلافت اس لئے ملی ہے کہ اللہ تعہ نے اگرچہ اس کا پتلا اور ڈھانچہ مٹی سے تیار کیا مگر اس ڈھانچے میں جو جان ڈالی اور اپنی روح پھونکی وہ اللہ تعہ کی صفات کا ایک عکس یا اس کا پرتو ہے مثلاً انسان میں حیات، علم، قدرت، ارادہ، اختیار اور دوسری جتنی صفات پائی جاتی ہیں جن کے مجموعے کا نام روح ہے یہ اللہ کی صفات کا ہلکا سا پرتو ہے جو اس خاکی بدن میں ڈال دیا گیا ہے اور اسی پرتو کی وجہ سے انسان زمین پر خدا کا خلیفہ اور فرشتوں سمیت تمام موجودات ارضی کا مسجود قرار پایا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں جب پوری طرح ڈھانچہ تیار کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔ سجدے میں گرنا گویا علامت ہوگی کہ کائنات کے طبقے میں جتنے فرشتے مقرر ہیں وہ سب انسان کے لئے مطیع اور مسخر ہونگے کیونکہ انسان کو اختیارات دیئے جارہے ہیں اس لئے حکم ہوا کہ ہمارا خلیفہ اپنے اختیارات کو جو بھی استعمال کرے اور ہم اپنی مشیت کے مطابق اسے ایسا کرنے کا موقع دیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم میں سے جس جس کے دائرہ عمل کے متعلق وہ کام ہو وہ۔

(۷۳) **فرشتوں کا انسان کو سجدہ کرنا** | اللہ کے اس حکم کے مطابق فرشتے سب کے سب سجدے میں گر گئے یعنی انھوں نے اللہ کے حکم سے انسان کو زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ تسلیم کرلیا اور اقرار کرلیا کہ ہم آپ کے اس نائب اور خلیفہ کے احکام کی آپ کی مشیت کے مطابق تعمیل کریں گے اور یہ اپنے اختیارات کو استعمال کریں گے تو اس میں کوئی رکاوٹ ہماری طرف سے نہ ہوگی۔ گویا حکومت کے کارندے ہونے کی حیثیت سے انھوں نے وفاداری کا اقرار کرلیا۔

(۷۴) **ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار** | ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور سجدہ سے انکار کرکے سرکشوں میں شامل ہوگیا۔ ابلیس کے لفظی معنیٰ ہیں انتہائی مایوس۔ یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کردیا كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اس لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سجدہ سے انکار کرنے میں ابلیس اکیلا نہ تھا بلکہ جنوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نافرمانی میں شامل تھی۔ ابلیس چونکہ ان کا سردار تھا اس لئے اس کا نام لیا گیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت پہلے ہی سے سرکش اور نافرمان تھی اور ابلیس کا تعلق بھی اسی جماعت سے تھا

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

قَالَ	يَا إِبْلِيسُ	مَا مَنَعَكَ	أَنْ تَسْجُدَ	لِمَا	خَلَقْتُ	بِيَدَيَّ
اس نے فرمایا	اے ابلیس	کس نے منع کیا تجھے	کہ تو سجدہ کرے	اس کو جسے	میں نے پیدا کیا	اپنے ہاتھوں سے

(اللہ نے) فرمایا اے ابلیس اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے منع کیا (روکا) جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿۷۵﴾

أَسْتَكْبَرْتَ	أَمْ	كُنْتَ	مِنَ	الْعَالِينَ	
کیا تو نے تکبر کیا	یا	تو ہے	سے	بلند درجہ والے	

کیا تو نے تکبر کیا (اپنے کو بڑا سمجھا) یا تو بلند درجہ والوں میں سے ہے۔

۷۵ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ط أَيْ تَوَلَّيْتُ خَلْقَهُ وَهٰذَا تَشْرِيفٌ لِآدَمَ فَإِنَّ كُلَّ مَخْلُوقٍ تَوَلَّى اللّٰهُ خَلْقَهُ أَسْتَكْبَرْتَ الْآنَ عَنِ السُّجُودِ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيخٍ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ○ الْمُتَكَبِّرِينَ فَتَكَبَّرْتَ عَنِ السُّجُودِ لِكَوْنِكَ مِنْهُمْ

۷۵ حق تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے منع کیا آدم کو سجدہ کرنے سے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا (تمام مخلوق اللہ کی ہی بنائی ہوئی ہے پر آدم کی شرافت کے اظہار کو اس کی نسبت اس کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا۔) آیا یہ بڑائی تجھے ابھی آگئی کہ تو نے سجدہ نہ کیا یا پہلے ہی سے تو متکبروں کی جماعت میں سے تھا۔ اس لئے سجدہ سے منکر ہوا۔

تشریح

۷۵ اللہ تعالیٰ کا ابلیس سے سوال کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ | اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روک دیا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے تو غرور کی وجہ سے بڑا بن رہا ہے یا کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے ہے۔؟

○ یہ فرمانا کہ میں نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے اس سے انسانی شرف اور اس کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے اور دونوں ہاتھوں کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کی تخلیق میں دو پہلو پائے جاتے ہیں ایک اسے حیوانی جسم دیا گیا ہے۔ دوسرے اس میں وہ روح ڈالی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ تمام مخلوقات سے اشرف اور افضل ہو گیا۔ جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ وغیرہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مخلوق کی طرح ہاتھ پاؤں وغیرہ رکھتا ہے جس طرح وہ اپنی ذات میں بے مثال ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثال ہیں

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

(اس جیسی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔)

ہاتھوں سے مراد اس کی قدرت ہے ہمیں سمجھانے کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو ہماری سمجھ میں آسکیں۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ

مِنْ	وَّخَلَقْتَهٗ	مِنْ نَّارٍ	خَلَقْتَنِیْ	مِّنْهُ	خَیْرٌ	اَنَا	قَالَ
سے	اور تونے پیدا کیا اسے	آگ سے	تونے پیدا کیا مجھے	اس سے	بہتر	میں	اس نے کہا

اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تونے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے پیدا کیا تونے

طِیْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۷۷﴾

رَجِیْمٌ	فَاِنَّكَ	مِنْهَا	فَاخْرُجْ	قَالَ	طِیْنٍ
راندۂ درگاہ	کیونکہ تو	یہاں سے	پس نکل جا	اس نے فرمایا	مٹی

مٹی سے (اللہ تعالٰی نے) فرمایا پس یہاں سے نکل جا کیونکہ تو راندۂ درگاہ ہے

﴿۷۶﴾ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ○

﴿۷۶﴾ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے۔

﴿۷۷﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا اَیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَقِیْلَ مِنَ السَّمٰوٰتِ فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ○ مَطْرُوْدٌ

﴿۷۷﴾ حق تعالٰی نے فرمایا نکل جا تو جنت سے یا آسمان سے کہ بے شک تو مردود ہے۔

تشریح

﴿۷۶﴾ ابلیس کا جواب کہ میں آدم سے افضل ہوں | اللہ تعالٰی کے اس سوال پر کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا؟ ابلیس نے جواب دیا کہ میں آدم سے بہتر اور افضل ہوں۔ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے گویا ابلیس نے یہ سمجھا کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔

کس کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے اور کون افضل ہے، یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ابلیس کو نہ تھا۔ سجدہ اللہ کے حکم پر ہو رہا تھا اور ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی میں اس کا غرور نفس اور احساس برتری تھا۔

اس واقعہ سے پہلے بظاہر ابلیس بڑا عبادت گزار تھا اور فرشتوں کی صحبت میں رہتا تھا مگر اس کے دل کے گوشے میں وہ چیز چھپی ہوئی تھی جو اب اس امتحان کے موقعہ پر ظاہر ہوگئی۔ اور اس کی یہ تمنا کہ میری عبادت گزاری کی وجہ سے زمین کی خلافت مجھے ملنی چاہیئے آخر اس حکم عدولی کی سزا اس کو ملی۔ وہ سزا کیا تھی اس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

﴿۷۷﴾ بارگاہ الٰہی سے ابلیس کا اخراج اور ہمیشہ کے لئے اس پر لعنت | ابلیس کی یہ دلیل کہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے اور آگ مٹی سے افضل ہے، ناقابل قبول تھی۔ اس لئے کہ اصل مسئلہ پروردگار کی فرماں برداری اور اس کے حکم کی تعمیل کا تھا اللہ تعالٰی کس کو خلافت عطا فرماتے ہیں کون اس کا اہل ہے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ابلیس کو نہیں تھا وہ خود اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق تھا اور مخلوق کا کام ہے کہ خالق کے حکم پر بے چون و چرا عمل کرے۔ اس لئے اس کو اس نافرمانی کی یہ سزا ملی کہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ الٰہی سے نکال دیا گیا اور اس کو مردود قرار دے دیا گیا۔ مقام عزت سے گرا کر وہ ایک گری ہوئی اور ذلیل ہستی بن کر رہ گیا۔

وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى

وَاِنَّ	عَلَيْكَ	لَعْنَتِيْٓ	اِلٰى	يَوْمِ الدِّيْنِ	قَالَ	رَبِّ	فَاَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى
اور بے شک	تجھ پر	میری لعنت	تک	روزِ قیامت	اس نے کہا	اے میرے رب	پس تو مجھے مہلت دے	تک

اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی روزِ قیامت تک۔ اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾

يَوْمِ + يُبْعَثُوْنَ	قَالَ	فَاِنَّكَ	مِنَ	الْمُنْظَرِيْنَ
جس دن اٹھائے جائیں گے	اس نے فرمایا	پس بے شک تو	سے	مہلت دیئے جانے والے

دے جس دن (مردے) اٹھائے جائیں گے (اللہ نے) فرمایا پس تو وقتِ معین کے دن (روزِ قیامت) تک مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔

﴿۷۸﴾ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ الجزاء

﴿۷۸﴾ اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔

﴿۷۹﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ ای الناس

﴿۷۹﴾ اس نے کہا اے میرے رب تو مجھ کو مہلت دے اس دن تک کہ اس میں سب آدمی زندہ ہو کر اٹھیں۔

﴿۸۰﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○

﴿۸۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا تجھ کو مہلت ہے۔

تشریح

﴿۷۸﴾ تا قیامت ابلیس پر اللہ کی لعنت | ارشاد ہوا کہ تیرے اوپر لعنت ہے قیامت کے دن تک یعنی یوم جزا تک اس نافرمانی کی پاداش میں مبتلائے لعنت رہے گا اور جزا کے دن کے بعد اپنے ان کرتوتوں کی سزا بھگتے گا جو آدم کی تخلیق سے لے کر قیامت تک اس سے سرزد ہوں گے۔ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے:

تکبّر عزازیل را خوار کرد ❊ بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

(تکبر نے عزازیل یعنی ابلیس کو ذلیل و خوار کر دیا ہمیشہ ہمیشہ اس پر پھٹکار پڑتی رہے گی وہ لعنت کے قید خانہ میں قید ہو گیا۔)

﴿۷۹﴾ ابلیس کی مہلت کی درخواست | ابلیس بارگاہ الٰہی سے راندۂ درگاہ ہو گیا مگر جاتے جاتے درخواست کی کہ لوگوں کے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے تک مجھے مہلت دے دیجئے کہ میں لوگوں کو بہکانے کا اور ان کو بھٹکانے کا کام کرتا رہوں۔ یہ مہلت اس وقت تک کے لئے ہو جب تک دوسری مرتبہ صور نہ پھونکا جائے۔ اور لوگ دوبارہ زندہ نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی مرتبہ جو صور پھونکا جائے گا اس میں سب جاندار ختم ہو جائیں گے اور نفخۂ ثانی دوبارہ صور پھونکنے پر مردہ انسان کھڑے ہو جائیں گے۔

ابلیس نے اس وقت تک کے لئے مہلت طلب کی۔

﴿۸۰﴾ اللہ کی طرف سے مہلت کی منظوری | اللہ نے ابلیس کو اس کی درخواست پر مہلت تو دے دی مگر اس کی مدت دوبارہ زندہ ہونے تک یعنی دوسرا صور پھونکے جانے تک ہو یہ بات منظور نہیں فرمائی۔

إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ

لَأُغْوِيَنَّهُمْ	فَبِعِزَّتِكَ	قَالَ	الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ	يَوْمِ	إِلَىٰ
میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا	سو تیری عزت کی قسم	اس نے کہا	وقتِ معین	دن	تک

وقتِ معین کے دن تک اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔

أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾

الْمُخْلَصِينَ	مِنْهُمُ	عِبَادَكَ	إِلَّا	أَجْمَعِينَ
(جمع) مخلص	ان میں سے	تیرے بندے	سوائے	سب

ان میں سے تیرے مخلص (خاص) بندوں کے سوا۔

﴿٨١﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ○ وَقْتَ النَّفْخَةِ الْأُوْلٰى

﴿٨١﴾ وقت معلوم یعنی پہلے نفخہ کے وقت تک۔

﴿٨٢﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○

﴿٨٢﴾ شیطان نے کہا سو مجھ کو قسم ہے تیری عزت کی کہ بے شک میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔

﴿٨٣﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ أَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ

﴿٨٣﴾ مگر وہ جو ان میں سے تیرے خالص ایمان والے بندے ہیں۔

تشریح

﴿٨١﴾ مقررہ وقت تک ابلیس کو مہلت | مگر فرمایا کہ یہ مہلت اس روز تک ہے جس کا وقت مجھے معلوم ہے یعنی پہلے نفخہ کے قریب تک۔ اور پہلا نفخہ کب ہوگا۔ یہ بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے فرمایا کہ تجھے مہلت ہے اس وقت تک جو مجھے معلوم ہے اور کسی کو معلوم نہیں۔

﴿٨٢﴾ ابلیس نے کہا اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ | ابلیس کے مہلت مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے صور کے پھونکنے تک مہلت دیدی کہ اس وقت تک اسے موت نہیں آئے گی

ابلیس نے یہ مہلت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیری عزت کی قسم میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا یعنی تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ ایسی چالیں چلوں گا کہ وہ میری باتوں میں آکر ہدایت کے راستے کو چھوڑ دیں گے ــــ میں ان کو اپنے پیچھے لگا لوں گا۔

﴿٨٣﴾ مگر تیرے مخلص بندوں پر میرا بس نہ چلے گا | مگر پروردگار جو تیرے مخلص اور چیدہ بندے ہیں ان پر میرا داؤ نہ چل سکے گا۔ کوشش تو میں ان کو بہکانے کی کروں گا مگر وہ میرے بہکائے میں شاید نہ آسکیں کیوں کہ وہ تیرے چُنے ہوئے مخلص بندے ہوں گے جو تیری پناہ میں ہوں گے۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ

قَالَ	فَالْحَقُّ	وَالْحَقَّ	اَقُوْلُ	لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنْكَ
اس نے فرمایا	یہ حق (سچ)	اور سچ	میں کہتا ہوں	میں ضرور بھر دوں گا	جہنم	تجھ سے

(اللہ نے) فرمایا یہ سچ ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے اور

وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ

وَمِمَّنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	اَجْمَعِيْنَ	قُلْ	مَآ	اَسْئَلُكُمْ
اور ان سے جو	تیرے پیچھے چلیں	ان سے	سب	فرما دیں	نہیں	میں مانگتا تم سے

ان سب سے جو تیرے پیچھے چلیں۔ آپ ﷺ فرما دیں میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾

عَلَيْهِ	مِنْ + اَجْرٍ		وَّمَآ + اَنَا	مِنَ	الْمُتَكَلِّفِيْنَ
اس پر	کوئی	اجر	اور نہیں میں	سے	بناوٹ کرنے والے

اجر نہیں مانگتا اور میں نہیں ہوں بناوٹ کرنے والوں میں سے

﴿۸۴﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ○ بِنَصْبِهِمَا وَرَفْعِ الْاَوَّلِ وَنَصْبِ الثَّانِيْ فَنَصْبُهُ بِالْفِعْلِ بَعْدَهُ وَنَصْبِ الْاَوَّلِ قِيْلَ بِالْفِعْلِ الْمَذْكُوْرِ وَقِيْلَ عَلَى الْمَصْدَرِ اَيْ اَحُقُّ الْحَقَّ وَقِيْلَ عَلٰى نَزْعِ حَرْفِ الْقَسَمِ وَرَفْعُهُ عَلٰى اَنَّهُ مُبْتَدَأٌ مَحْذُوْفُ الْخَبَرِ اَيْ فَالْحَقُّ مِنِّيْ وَقِيْلَ فَالْحَقُّ قَسَمِيْ وَجَوَابُ الْقَسَمِ

﴿۸۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری بات سچی ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔

﴿۸۵﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ بِذُرِّيَّتِكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ مِنَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

﴿۸۵﴾ کہ میں تجھ کو مع تیری ذریت کے اور ان کو جو تیرے تابع ہوں گے آدمیوں میں سے سب کو دوزخ میں ڈالوں گا۔ اور جہنم کو تم سے بھروں گا۔

﴿۸۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ عَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ مِنْ اَجْرٍ

﴿۸۶﴾ اے محمد ﷺ کہہ دے میں تم سے احکام رسالت پہنچانے پر مزدوری نہیں مانگتا۔

قُلۡ مَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ۝ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ... الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ تِلۡقَآءِ نَفۡسِيۡ

اور بے تکلف قرآن بنانے والا نہیں کہ اپنے جی سے اس کو بنا لیا ہو۔

تشریح

(۸۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد | اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں، میری کوئی بات حق کے خلاف نہیں ہوتی اس لئے سچائی اور حق بات یہ ہے کہ:۔

(۸۵) تجھ جیسے شیطانوں اور تیرے پیرو کاروں سے جہنم کو بھروں گا | اور حق یہ ہے کہ تجھ سے، تیرے ساتھ لگنے والے شیطانوں سے اور ان انسانوں سے جو تیری پیروی کریں گے اور نوع انسانی میں گمراہ کرنے میں لگے رہیں گے میں جہنم کو بھر دوں گا۔

○ اسی سورہ صٓ کی آیت ۸ میں گزر چکا ہے کہ قریش کے سرداروں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ:۔ ءَاُنۡزِلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ مِنۡۢ بَيۡنِنَا (کیا ہمارے درمیان بس یہی شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا۔)

اس کا ایک جواب تو اسی سورت کی آیت ۹ اور ۱۰ میں دیا گیا کہ:

اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ الۡعَزِيۡزِ الۡوَهَّابِ ۝ اَمۡ لَهُمۡ مُّلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا فَلۡيَرۡتَقُوۡا فِى الۡاَسۡبَابِ ۝

(کیا تیرے داتا اور غالب پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں۔ کیا یہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں۔ اچھا تو یہ عالم اسباب کی بلندیوں پر چڑھ کر دیکھیں۔)

یعنی کیا یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا نبی کسے بنائیں اور کسے نہ بنائیں۔ کیا تمہارے پاس زمین وآسمان کی بادشاہی ہے کہ جس کی وجہ سے تم فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتے ہو۔

دوسرا جواب ان کی اس بات کا آدم وابلیس کا واقعہ پیش کر کے دیا گیا ہے کہ جس طرح ابلیس نے آدم کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا تھا اور حسد کی وجہ سے آدم ؑ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تھا ایسا ہی کچھ معاملہ تمہارا بھی ہے اور جو انجام ابلیس کا ہوا ہے وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔

آدم وابلیس کے اس واقعہ سے یہ دو باتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس دنیا میں جو انسان اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے وہ دراصل ابلیس کے پھندے میں پھنس رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ تکبر اللہ کی نظر میں انتہائی مبغوض ہے اور جو انسان تکبر کی وجہ سے نافرمانی کی روش پر چلتا رہے اس کے لئے اللہ کے یہاں معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(۸۶) نبی کی نصیحت بے غرض ہے | دشمن اور دوست میں تمیز کرو، ابلیس تمہارا ازلی دشمن ہے اس کے پیچھے مت لگو نبیوں کا کہنا مانو تمہاری خیر خواہی کے لئے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پورے خلوص کے ساتھ تمہاری بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں اور میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو اپنی بڑائی قائم کرنے کے لئے جھوٹے دعوے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

نبی ؐ کی زبان مبارک سے یہ بات کہلوائی جا رہی ہے اور اس کے پیچھے آنحضرت ؐ کی پوری زندگی شہادت کے طور پر موجود ہے نبوت سے پہلے چالیس سال تک آپ ان کے درمیان رہ چکے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ آپ بناوٹی آدمی نہیں ہیں۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَتَعْلَمُنَّ

وَ لَتَعْلَمُنَّ	لِّلْعٰلَمِيْنَ	ذِكْرٌ	إِلَّا	هُوَ	إِنْ
اور تم ضرور جان لوگے	تمام جہانوں کے لئے	نصیحت	مگر	یہ	نہیں

یہ (قرآن) نہیں ہے مگر تمام جہانوں کے لئے نصیحت اور اس کا حال تم ایک وقت

ع ۵ ۲۴ ۱۴

نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

	حِيْنٍ	بَعْدَ	نَبَاَهٗ
	ایک مدت	بعد	اس کا حال

کے بعد (جلدی) ضرور جان لوگے۔

(۸۷) إِنْ هُوَ أَيْ مَا الْقُرْاٰنُ إِلَّا ذِكْرٌ عِظَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ لِلْاِنْسِ وَالْجِنِّ الْعُقَلَاءِ دُوْنَ الْمَلَائِكَةِ

(۸۷) یہ قرآن صرف نصیحت ہے جہان والوں کو یعنی آدمیوں کو اور جنات کو جو ذوی العقل ہیں نہ فرشتوں کو۔

(۸۸) وَلَتَعْلَمُنَّ يَا كُفَّارَ مَكَّةَ نَبَاَهٗ خَبَرَ صِدْقِهٖ بَعْدَ حِيْنٍ ○ أَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلِمَ بِمَعْنٰى عَرَفَ وَاللَّامُ قَبْلَهَا لَامُ قَسَمٍ مُقَدَّرٍ أَيْ وَاللّٰهِ

(۸۸) اور البتہ تم اے کفار مکہ جان لوگے اس خبر کا سچ اور قرآن کا واقعی کلام الٰہی ہونا بعد ایک وقت کے یعنی قیامت کو سب معاملہ کھل جاوے گا۔

تشریح

(۸۷) جہان والوں کے لئے ایک نصیحت | جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اللہ نے ایک فہمائش کی اور وہ میں نے تم تک پہنچا دی یہ تمہارے لئے جگاوا ہے، عالم انسانیت کے لئے بیداری کا پیغام ہے کہ وہ اس پر غور کریں اور اس کے سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۸۸) سچائی جلد تمہارے سامنے آجائے گی | جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کی سچائی، زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ تمہارے سامنے آجائے گی۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ پوری ہو کر رہے گی۔ یہ کوئی خیالی باتیں نہیں ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جو تمہارے سامنے آکر رہیں گے۔ اس وقت تم سوچو گے کہ جو نصیحت کی گئی کیسی سچی اور مفید تھی۔

۳۹

اَلزُّمَر

ترتیب تلاوت ۳۹	ترتیب نزول ۵۹
مکّی / مدنی مکّی	تعداد رکوعات ۸
تعداد آیات ۷۵	تعداد الفاظ ۱۱۸۴
تعداد حروف ۵۹۶۵	

اس سورت کی آیت ۷۱ میں ارشاد ہے " وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا "، اسی طرح آیت ۷۳ میں آیا ہے : " وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ـ "
ان دونوں آیتوں میں لفظ " زمر " کو لے کر اس سورت کا نام زُمَرْ رکھا گیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں زمر کا لفظ آیا ہے ۔ جیسا کہ معلوم ہے قرآن مجید کی سورتوں کے نام علامت کے طور پر ہیں مضمون کے موضوع کے ساتھ ان کا تعلق ہونا ضروری نہیں ہے ۔

اس سورت کی آیت ۱۰ میں ارشاد ہوا ہے : " وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ " (اللہ کی زمین وسیع ہے ۔) اس آیت میں ہجرت حبشہ کی طرف اشارہ ہے ۔ چنانچہ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں یہ تشریح آئی ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے جب حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تھا اس وقت ان سے

حق میں ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ زمر ہجرت حبشہ کے قریب نازل ہوئی ہے۔

یہ پوری سورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انتہائی مؤثر اور دل کو چھو لینے والا خطاب ہے۔

اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ انسان پوری زندگی میں اللہ کی بندگی اختیار کرے، اسی کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کرے اور کسی دوسری ہستی کی عبادت و اطاعت سے اللہ کی بندگی کو آلودہ نہ کرے۔ اپنی پوری زندگی کی بنیاد توحید خالص پر رکھتے ہوئے زندگی کے تمام معاملات میں ایک اللہ کی اطاعت انسان کے لئے وہ محکم اور مضبوط بنیاد ہے جس پر اس کی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

انسان کے لئے ہدایت و رہنمائی کا واحد سرچشمہ ہدایت الٰہی ہونا چاہئے۔ بتایا گیا ہے کہ توحید کے ساتھ کسی اور کے شامل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور جنھوں نے ایسا کیا ہے اس کے بُرے نتائج کیا سامنے آتے ہیں ان کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔

پھر بڑی دل سوزی کے ساتھ انسانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کی طرف پلٹ آئیں اور اپنی غلط روش کو چھوڑ دیں۔

اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے انھیں کہا گیا ہے کہ اگر اللہ کی بندگی کے لئے ایک جگہ تنگ ہو گئی ہے تو اس کی زمین بہت کشادہ ہے وہ اس سے نہ گھبرائیں کہ اپنا ٹھکانا چھوڑ کر جانے سے مشکلات پیش آئیں گی۔ صاحب ایمان کے لئے اللہ کا راستہ چھوڑنا ہر کام سے زیادہ مشکل ہونا چاہئے۔

نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ دعوتِ حق کی مخالفت کر رہے ہیں اور سچائی پر چلنے والوں پر زیادتیاں کر رہے ہیں ان کو اچھی طرح بتا دو کہ تمہارے ظلم و ستم ہمیں اس راستے سے کسی حال میں ہٹا نہیں سکیں گے اور تمہارے بس میں جو بھی ہو کر ڈالو میں کسی حال میں دعوتِ حق کا کام چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل تصرف رکھتے ہیں قیامت کے دن ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان کاغذ کی طرح اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ نہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوگی اور نہ کسی کی نیکی کے بدلے میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اس لئے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اس کا دَر چھوڑ کر در در بھٹکنا نہیں چاہئے۔

رکوعاتہا ۸	۵۹:- سورۃ الزمر مکیۃ ۳۹:-	آیاتہا ۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

الحکیم	العزیز	من اللہ	الکتب	تنزیل
حکمت والا	غالب	اللہ کی طرف سے	یہ کتاب	نازل کیا جانا

اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلْاٰيَةُ فَمَدَنِيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ القرآن مبتدأ مِنَ اللّٰهِ خبرہ الْعَزِيْزِ فی ملکہ الْحَكِيْمِ ○ فی صنعہ

سورۂ زمر مکی ہے مگر یہ آیت مدنی ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ اور اس سورت میں پچھتر آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الخ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہے جو غالب ہے اپنی بادشاہت میں حکمت والا اپنے افعال میں۔

تشریح

① قرآن محمدؐ کا کلام نہیں ہے اللہ کا کلام ہے | یہ کتاب قرآن نہ تو محمد کا کلام ہے اور نہ کسی اور انسان کا۔ یہ کتاب اللہ نے نازل کی ہے یہ اسی کا کلام ہے اور اللہ زبردست بھی ہے اور دانا و حکیم بھی۔

اللہ تعالیٰ چونکہ زبردست اور غالب ہے اس لئے اس کے فیصلوں کو کوئی روک نہیں سکتا کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اللہ کے مقابلے پر آسکے اس لئے اس کا جو فیصلہ ہے وہ نافذ ہو کر رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ زبردست اور غالب ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم و دانا بھی ہے انسانوں کے لئے ہدایت کا جو راستہ اللہ نے دکھایا ہے وہ سراسر حکمت و دانائی پر مبنی ہے اور انسانوں کے لئے اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے انسانوں کی بہتری کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسری راہ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کہ یہ راہ اللہ کی دکھائی ہوئی ہے جو ہر نقص اور ہر کمی سے پاک ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ

اِنَّآ	اَنۡزَلۡنَآ	اِلَیۡکَ	الۡکِتٰبَ	بِالۡحَقِّ	فَاعۡبُدِ
بے شک ہم نے	نازل کیا	تمہاری طرف	یہ کتاب	حق کے ساتھ	پس عبادت کرو

بے شک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے پس اللہ کی

اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّیۡنَ ۞ ۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیۡنُ

اللّٰهَ	مُخۡلِصًا	لَّهُ	الدِّیۡنَ	اَلَا	لِلّٰهِ	الدِّیۡنُ
اللہ کی	خالص کرکے	اسی کے لئے	عبادت	یاد رکھو	اللہ کے لئے	عبادت

عبادت کرو عبادت اسی کے لئے خالص کرکے۔ یاد رکھو! عبادت خالص اللہ

الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ

الۡخَالِصُ	وَ	الَّذِیۡنَ	اتَّخَذُوۡا	مِنۡ دُوۡنِهٖۤ
خالص	اور	جو لوگ	بناتے ہیں	اس کے سوا

ہی کے لئے ہے اور جو لوگ اس کے سوا دوست بناتے

اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَآ اِلَی اللّٰهِ

وقف غفران

اَوۡلِیَآءَ	مَا نَعۡبُدُهُمۡ	اِلَّا	لِیُقَرِّبُوۡنَآ	اِلَی	اللّٰهِ
دوست	نہیں عبادت کرتے ہم ان کی	مگر	اس لئے کہ وہ مقرب بنا دیں ہمیں	طرف۔ کا	اللہ

ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم صرف اس لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ قرب کے درجے میں ہمیں اللہ کا

زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحۡکُمُ بَیۡنَهُمۡ فِیۡ مَا

زُلۡفٰی	اِنَّ	اللّٰهَ	یَحۡکُمُ	بَیۡنَهُمۡ	فِیۡ + مَا
قرب کا درجہ	بے شک	اللہ	فیصلہ کردے گا	ان کے درمیان	جس میں

مقرب بنا دیں۔ بے شک اللہ ان کے درمیان اس (امر) میں فیصلہ فرما دے گا جس میں

هُمۡ فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۞ ۵ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِیۡ

هُمۡ	فِیۡهِ	یَخۡتَلِفُوۡنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا + یَهۡدِیۡ
وہ	اس میں	وہ اختلاف کرتے ہیں	بے شک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا

وہ اختلاف کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کسی

مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ

مَنْ + هُوَ	كٰذِبٌ	كَفَّارٌ	لَوْ	اَرَادَ	اللّٰهُ	اَنْ
جو ہو	جھوٹا	ناشکرا	اگر	چاہتا	اللہ	کہ

جھوٹے ناشکرے کو۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو اپنی)

يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

يَتَّخِذَ	وَلَدًا	لَاصْطَفٰى	مِمَّا	يَخْلُقُ + مَا + يَشَآءُ
بنائے	اولاد	البتہ وہ چن لیتا	اس سے جو	وہ پیدا کرتا ہے (مخلوق) جسے وہ چاہتا ہے

اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا

سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾

سُبْحٰنَهٗ	هُوَ اللّٰهُ	الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ	
وہ پاک ہے	وہی اللہ	یکتا	زبردست	

وہ پاک ہے۔ وہی ہے اللہ یکتا زبردست

﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلْنَا فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ مِنَ الشِّرْكِ اَيْ مُوَحِّدًا لَّهٗ

﴿۲﴾ اے محمدؐ ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری اس میں کچھ تردد نہیں۔ سو تو خالص اللہ کی عبادت کر اور اس کی توحید کا اقرار کر۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿۳﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ لَا يَسْتَحِقُّهٗ غَيْرُهٗ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ الْاَصْنَامَ اَوْلِيَآءَ وَهُمْ كُفَّارُ مَكَّةَ قَالُوْا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى قُرْبٰى مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى تَقْرِيْبًا اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

﴿۳﴾ آگاہ رہو خالص اللہ ہی کا حق ہے عبادت کرنا اور دین حق اسی کا دین ہے اس کے سوا کوئی مستحق عبادت کا نہیں۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود اور دوست بنایا (مراد ان سے مکہ کے کافر ہیں) وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔ اور ہم کو نزدیکی حق تعالیٰ کی حاصل ہوجاوے۔

بے شک اللہ تم فیصلہ فرمادے گا کافروں میں اور ایمان والوں میں

وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ
فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ
مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ فَيُدْخِلُ
الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ وَالْكَافِرِيْنَ
النَّارَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ كَاذِبٌ فِيْ نِسْبَةِ
الْوَلَدِ اِلَيْهِ كَفَّارٌ ۝
بِعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ

جس امر میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں امور دینیہ سے۔ پس داخل فرما وے گا ایمان والوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں۔

بے شبہ اللہ نہیں راہ دکھاتا اس شخص کو جو جھوٹ بولتا ہے کہ اللہ کی طرف نسبت کرتا ہے اولاد کا ہونا ناشکرا ہے کہ اللہ کے سوا اور چیزوں کی پرستش کرتا ہے۔

(۴) لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ
وَلَدًا كَمَا قَالُوْا اتَّخَذَ
الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى
مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ
اتَّخَذَهٗ وَلَدًا غَيْرَ مَنْ
قَالُوْا مِنَ الْمَلَآئِكَةِ
بَنَاتُ اللّٰهِ وَعُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ
وَالْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ
تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنْ اِتِّخَاذِ الْوَلَدِ
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
لِخَلْقِهٖ

(۴) اگر اللہ چاہتا ولد بنانا جیسا کافر کہتے ہیں کہ رحمن نے اولاد بنا لی۔ تو پسند کرتا اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا اور اس کو ولد بنا لیتا۔ سوا ان کے جن کو کافر کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

وہ پاک ہے اولاد بنانے سے وہ ایک اللہ ہے غالب اپنی خلق پر قہر والا۔

تشریح

) ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے لہٰذا صرف اللہ کی بندگی اور اس کی ہدایت کی پیروی کرو۔ | اللہ کی اس کتاب قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہ حق و صداقت ہے اور اس میں باطل کی کوئی ملاوٹ نہیں لہٰذا دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت اور اسی کی اطاعت کرو۔ اس کی ہدایت کی پیروی کرو اور اس کے احکام کی پوری پیروی کرو اس طرح کہ تمہاری پوری زندگی بندگی بن جائے۔ اور تمہاری پوری زندگی اللہ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری اور اس کی رضا کے سانچے میں ڈھل جائے۔

(۳) خالص اور بے آمیز اطاعت و بندگی صرف اللہ کا حق ہے | اللہ کا حق یہ ہے کہ صرف اسی کی اطاعت و بندگی کی جائے اور اس میں کسی طرح کی کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم اگر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارا نام ہو گا تو کیا ہمیں اس پر کوئی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں! اس شخص نے پوچھا کہ اگر دونوں نیتیں شامل ہوں کہ دنیا میں نام وری بھی ہو گی اور یہ نیکی اللہ کے لئے بھی ہو گی تو کیا اس پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ اِلَّا اَنْ اَخْلَصَ لَهٗ (اللہ تو کوئی عمل

قبول نہیں فرماتے جب تک وہ عمل صرف اللہ کے لئے نہ ہو۔) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اصل میں عبادت تو اللہ ہی کی کرتے ہیں اور اسی کو خالق مانتے ہیں اور اصل معبود اسی کو مانتے ہیں مگر ہم ان بزرگ ہستیوں کو اس کی بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچادیں۔

یہ ایسا عقیدہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا اللہ تعہ نے کہا ہے کہ فلاں کو ذریعہ بناؤ؟ اللہ تعہ کی طرف سے ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان ہستیوں کے بارے میں اختلاف ہوتے ہیں کوئی کسی کو مان رہا ہے کوئی کسی کو مان رہا ہے۔ کوئی متفقہ طور پر نہیں بتا سکتا کہ اللہ کے یہاں رسائی کا ذریعہ کون سی ہستیاں ہیں اتفاق اور اتحاد صرف توحید ہی میں ممکن ہے۔

یہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم ان ہستیوں کے ذریعے اللہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں یہ جھوٹے اور منکر حق ہیں۔ انھوں نے اپنی طرف سے ایک جھوٹ موٹ عقیدہ گھڑلیا ہے دوسرے یہ منکر حق ہیں توحید کی تعلیم آجانے کے بعد بھی اس غلط عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں کہ سب کچھ دینے والے اللہ ہیں اور شکریے اور نذرانے ان ہستیوں کے کر رہے ہیں جن کو اللہ نے کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔ اللہ تعہ ایسے جھوٹوں اور حق سے انحراف کرنے والوں کو جو ہدایت کے طلبگار نہ ہوں، ہدایت نہیں دیتا۔ ہدایت انہی کو ملتی ہے جو گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

(۴) اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے | اللہ کے سوا دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کی مخلوق ہے مخلوق چاہے جتنی برگزیدہ ہو جائے اولاد کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی۔ والد اور اولاد میں جوہری اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے کہ اولاد اپنے والد کا ایک حصہ ہوتی ہے ــــ جب کہ خالق اور مخلوق میں زبردست جوہری فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔ اولاد کی ضرورت ناقص کو ہوتی ہے اس کو ہوتی ہے جس میں کمزوری ہو یا جو فانی ہو اور اس کا محتاج ہو کہ اس کی نسل باقی رہے۔ کسی کو کوئی اگر اپنی اولاد بناتا ہے تو جب ہی بناتا ہے کہ اسے وارث کی ضرورت ہو ــــ اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے پاک ہیں اسے کسی وارث کی ضرورت نہیں ــــ یا پھر محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر کسی کو اولاد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے بھی پاک ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعہ اپنی ذات میں واحد اور یکتا ہیں۔ اولاد ہم جنس ہوتی ہے اور اولاد کے لئے بیوی کی ضرورت ہوتی ہے چوں کہ اللہ تعالیٰ یکتا و یگانہ ہیں کوئی ان کا ہم جنس ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعہ قہار ہیں دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کی قاہرانہ گرفت میں جکڑی ہوئی ہے اس کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کسی بھی درجے میں اللہ سے مماثلت رکھتی ہو ــــ ہر چیز اس سے مغلوب ہے اور مخلوق ہونے کے علاوہ اللہ سے اس کا کوئی رشتہ ہو ہی نہیں سکتا ــــ لہذا اس کی طرف اللہ کی نسبت کرنا سخت جہالت کی بات ہے عقل بھی اس کا انکار کرتی ہے اور کسی طرح سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	يُكَوِّرُ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	حق (درست تدبیر) کے ساتھ	وہ لپیٹتا ہے

اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو درست تدبیر کے ساتھ وہ رات کو دن پر

الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

الَّيْلَ	عَلَى	النَّهَارِ	وَيُكَوِّرُ	النَّهَارَ	عَلَى	الَّيْلِ
رات	پر	دن	اور لپیٹتا ہے	دن	پر	رات

لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے (گھٹاتا بڑھاتا ہے)

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ	يَّجْرِيْ	لِاَجَلٍ
اور اس نے مسخر کیا	سورج	اور چاند	ہر ایک	چلتا ہے	ایک مدت

اور اس نے مسخر کیا سورج اور چاند کو ہر ایک، ایک مقررہ مدت تک چلتا

مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ

مُّسَمًّى	اَلَا	هُوَ	الْعَزِيْزُ	الْغَفَّارُ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ
مقررہ	یاد رکھو	وہ	غالب	بخشنے والا	اس نے پیدا کیا تمہیں	سے

ہے۔ یاد رکھو وہ غالب، بخشنے والا ہے۔ اس نے تمہیں (تن واحد)

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ

نَفْسٍ + وَّاحِدَةٍ	ثُمَّ	جَعَلَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	وَاَنْزَلَ	لَكُمْ
تن واحد	پھر	اس نے بنایا	اس سے	اس کا جوڑا	اور اس نے بھیجے	تمہارے لئے

(آدم ؑ) سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کا جوڑا بنایا، اور تمہارے لئے چوپایوں

مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

مِّنَ الْاَنْعَامِ	ثَمٰنِيَةَ	اَزْوَاجٍ	يَخْلُقُكُمْ	فِيْ	بُطُوْنِ
چوپایوں سے	آٹھ	جوڑے	وہ پیدا کرتا ہے	میں	پیٹ (جمع)

میں سے آٹھ جوڑے بھیجے وہ تمہیں پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے

أُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

أُمَّهٰتِكُمْ	خَلْقًا	مِّنْ بَعْدِ	خَلْقٍ	فِىْ + ظُلُمٰتٍ	ثَلٰثٍ	ذٰلِكُمُ + اللّٰهُ
تمہاری مائیں	ایک کیفیت	کے بعد	دوسری کیفیت	تاریکیوں میں	تین	یہ تمہارا اللہ

بیٹوں میں تین تاریکیوں کے اندر ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت میں۔ یہ ہے تمہارا اللہ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑥

رَبُّكُمْ	لَهُ	الْمُلْكُ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّا + هُوَ	فَاَنّٰى	تُصْرَفُوْنَ
تمہارا پروردگار	اسی کے لئے	بادشاہت	نہیں	کوئی معبود	اس کے سوا	تو کہاں	تم پھرے جاتے ہو

تمہارا پروردگار اسی کے لئے ہے بادشاہت، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم کہاں پھرے جاتے ہو

⑤ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ يُكَوِّرُ يُدْخِلُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ فَيَزِيْدُ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ يُدْخِلُهُ عَلَى الَّيْلِ فَيَزِيْدُ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ فِىْ فَلَكِهِ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهِ الْمُنْتَقِمُ مِنْ اَعْدَائِهِ الْغَفَّارُ ۝ لِاَوْلِيَائِهِ

⑥ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اَىْ اٰدَمَ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا حَوَّاءَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ الضَّاْنِ وَالْمَعْزِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ مِنْ كُلٍّ زَوْجَانِ ذَكَرٌ وَاُنْثٰى كَمَا بَيَّنَ فِىْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ

⑤ کہ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے وہ داخل فرماتا ہے اور لپیٹتا ہے رات کو دن پر پس دن بڑھ جاتا ہے اور دن کو داخل کرتا ہے رات میں جس سے رات بڑھ جاتی ہے۔

اور مسخر کیا اس نے سورج اور چاند کو ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ پر چلتا ہے اور چلتا رہیگا وقت مقرر یعنی قیامت تک۔ خبردار ہو جاؤ وہ غالب ہے اپنے حکم میں بدلہ لینے والا ہے اپنے دشمنوں سے بخشنے والا ہے اپنے دوستوں کو۔

⑥ اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا یعنی آدم سے پھر اسی سے اس کی بیوی حوا کو پیدا کیا۔

اور تمہارے لئے آٹھ قسم کے جانور چارپایوں میں نازل فرمائے اور پیدا کئے اونٹ اور مادہ، گائے بیل، بکرا بکری، بھیڑ دنبہ۔ ہر ایک قسم کا جوڑا ہے نر اور مادہ

جیساکہ سورۂ انعام میں مذکور ہوا۔

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُوْنِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ اَیْ نُطْفَۃً ثُمَّ عَلَقَۃً ثُمَّ مُضْغَۃً فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ط هِيَ ظُلْمَةُ الْبَطْنِ وَظُلْمَةُ الرَّحِمِ وَظُلْمَةُ الْمَشِيْمَةِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ج فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○ عَنْ عِبَادَتِهٖ اِلٰی عِبَادَۃِ غَیْرِہٖ

وہ تم کو پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بتدریج کبھی نطفہ پھر خون بستہ پھر پارچہ گوشت تین اندھیریوں میں پیٹ کے اندھیرے اور رحم کے اندھیرے اور اس پردہ کے اندھیرے جس میں بچہ ہوتا ہے۔

اللہ ہے جو رب ہے تمہارا، اسی کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم اس کی عبادت چھوڑ کر کہاں دوسرے کی پرستش کی طرف جاتے ہو۔

تشریح

(۵) زمین وآسمان کی تخلیق حق پر ہوئی ہے۔ اللہ تعالٰے نے یہ زمین وآسمان اور اس کا سارا نظام حق کی بنیاد پر بنایا ہے سچائی اور حقیقت یہ ہے کہ ان سب کا خالق ایک ہے اگر ان کے پیدا کرنے والے کئی ہوتے تو یہ لگا بندھا نظام اس طرح چل نہیں سکتا تھا۔ رات اور دن کو دیکھو، شب وروز کے نظام پر غور کرو کہ کس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے ساتھ لپٹے چلے آتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد مشرق کی طرف دیکھو تو معلوم ہوگا کہ افق سے تاریکی کی ایک چادر دھیرے دھیرے اٹھتی چلی آرہی ہے جو روشنی کو لپیٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے وقت دن کا اجالا رات کی ظلمت کو مشرق سے ڈھکیلتا ہوا آگے بڑھتا چلا آرہا ہے۔ وہ خالق وپروردگار جس نے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہوا ہے اس طرح اس کے قبضے میں ہیں کہ ہر ایک، ایک مقررہ وقت تک چلے جارہا ہے۔ کیا مجال ہے کہ ان کی رفتار میں ذرا سا فرق آجائے۔ بے شک وہ زبردست ہے اگر عذاب دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں ہے۔ مگر وہ تمہاری گستاخیاں اور بے جا حرکتیں برداشت کررہا ہے فوراً سزا نہیں دیتا مہلت پر مہلت دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بہت درگزر کرنے والا ہے۔

(۶) انسان کی تخلیق اور اس کی خدمت کے لئے جانوروں کی پیدائش۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک انسان پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا پھر اس جوڑے سے بہت سے انسان پیدا کردیئے۔ انسانوں کی خدمت کے لئے آٹھ قسم کے مویشی نر اور مادہ پیدا کئے جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ان کے چار نر اور چار مادہ مل کر آٹھ نر اور مادہ ہوگئے۔

انسان کو ماں کے پیٹ میں تین تین تاریکیوں کے پردوں میں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ تین پردے پیٹ، رحم اور مشیمہ یعنی وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے، ان تین تاریک پردوں میں انسان اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسری شکل اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ پہلے علقہ ہوتا ہے یعنی جما ہوا خون ہوتا ہے پھر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنتا ہے پھر تیسری شکل انسان کے اعضاء بنتے ہیں۔ یہ تمہارا رب اللہ ہے جو ساری کائنات کا مالک وحاکم ہے اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہوسکتا پھر تم کدھر بھرے چلے جارہے ہو۔ کون ہے جو تمہیں الٹی پٹی پڑھا رہا ہے جبکہ تمہاری تخلیق کا ہر مرحلہ نطفے لے کر تمہارے پورا انسان بننے تک سب کچھ اللہ تبارک وتعالٰے کی قدرت سے ہوتا ہے۔ اس کی ان صفات کا انکار کرنے کے بعد دوسرے کی بندگی کیسے اور پھر ادھر ادھر جانے کا کیا مطلب؟

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ

إِن	تَكْفُرُوا	فَإِنَّ	اللَّهَ	غَنِيٌّ	عَنكُمْ	وَلَا يَرْضَىٰ
اگر	تم ناشکری کروگے	تو بے شک	اللہ	بے نیاز	تم سے	اور وہ پسند نہیں کرتا

اگر تم ناشکری کروگے تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ پسند نہیں کرتا

لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ

لِعِبَادِهِ	الْكُفْرَ	وَإِن	تَشْكُرُوا	يَرْضَهُ	لَكُمْ
اپنے بندوں کے لئے	ناشکری	اور اگر	تم شکر کروگے	وہ اسے پسند کرتا ہے	تمہارے لئے

اپنے بندوں کے لئے ناشکری، اور اگر تم شکر کروگے تو وہ تمہارے لئے اُسے پسند کرتا ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِزْرَ	أُخْرَىٰ	ثُمَّ إِلَىٰ	رَبِّكُم
اور نہیں اُٹھاتا	کوئی بوجھ اٹھانے والا	بوجھ	دوسرے کا	پھر طرف	اپنا رب

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

مَّرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُم	بِمَا	كُنتُمْ	تَعْمَلُونَ
لوٹنا ہے تمہیں	پھر وہ جتلادے گا تمہیں	وہ جو	تھے	تم کرتے

لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں جتلا دے گا جو تم کرتے تھے۔

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑦ وَإِذَا مَسَّ

إِنَّهُ	عَلِيمٌ	بِذَاتِ + الصُّدُورِ	وَإِذَا	مَسَّ
بے شک وہ	جاننے والا	دلوں کی پوشیدہ باتیں	اور جب	لگے پہونچے

بے شک وہ دلوں کی پوشیدہ باتوں کو (بھی) جاننے والا ہے۔ اور جب انسان کو

الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً

الْإِنسَانَ	ضُرٌّ	دَعَا + رَبَّهُ	مُنِيبًا	إِلَيْهِ	ثُمَّ + إِذَا	خَوَّلَهُ	نِعْمَةً
انسان	کوئی سختی	وہ پکارتا ہے اپنا رب	رجوع کرکے	اس کی طرف	پھر جب	وہ اسے دے	نعمت

کوئی سختی پہونچے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرکے اُسے پکارتا ہے۔ پھر جب وہ اُسے اپنی طرف سے

مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ

وَجَعَلَ	مِنْ قَبْلُ	اِلَیْهِ	یَدْعُوْٓا	مَا كَانَ	نَسِیَ	مِّنْهُ
اور وہ بنالیتا ہے	اس سے قبل	اس کی طرف	وہ پکارتا	جو تھا	وہ بھول جاتا ہے	اپنی طرف سے

نعمت دے تو وہ بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ اس سے قبل (اللہ کو) پکارتا تھا، اور وہ اللہ کے لئے

لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ

تَمَتَّعْ	قُلْ	سَبِیْلِهٖ	عَنْ	لِّیُضِلَّ	اَنْدَادًا	لِلّٰهِ
فائدہ اٹھالے	فرمادیں	اس کا راستہ	سے	تاکہ گمراہ کرے	(جمع) شریک	اللہ کے لئے

شریک بنالیتا ہے تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کرے۔ آپ فرمادیں، فائدہ اٹھالے

بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧

اَصْحٰبِ النَّارِ	مِنْ	اِنَّكَ	قَلِیْلًا	بِكُفْرِكَ
آگ (دوزخ) والے	سے	بے شک تو	تھوڑا	اپنے کفر سے

اپنے کفر سے تھوڑا بے شک تو دوزخ والوں میں سے ہے۔

⑦ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ قف وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ج وَاِنْ اَرَادَهُ مِنْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ تَشْكُرُوْا اللّٰهَ فَتُؤْمِنُوْا یَرْضَهُ بِسُكُوْنِ الْهَاءِ وَضَمِّهَا مَعَ اِشْبَاعٍ وَدُوْنِهٖ اَیِ الشُّكْرَ لَكُمْ ط وَلَا تَزِرُ نَفْسٌ وَّازِرَةٌ وِّزْرَ نَفْسٍ اُخْرٰی اَیْ لَا تَحْمِلُهٗ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط اِنَّهٗ

⑦ اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ کو تمہاری پرواہ نہیں اور اس کو محبوب نہیں اپنے بندوں کا کفر اور ناشکری اگرچہ آدمیوں کا کافر ہونا اس کے ارادہ اور مشیت سے ہے پر وہ اس سے راضی نہیں۔ اور اگر تم اللہ کا شکر کروگے کہ اس پر ایمان لاؤ تو اس کو وہ تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔

اور کوئی جان گنہگار دوسری جان کا گناہ اپنے اوپر نہیں لیں گے۔

پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔
سو وہ تم کو خبر کردے گا تمہارے عملوں کی۔
بے شک وہ جانتا ہے ان کی بات کو

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ

جو دل میں ہے۔

٨ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ اَيِ الْكَافِرَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ تَضَرَّعَ مُنِيْبًا رَاجِعًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً اَعْطَاهُ اِنْعَامًا مِّنْهُ نَسِيَ تَرَكَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا يَتَضَرَّعُ اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَهُوَ اللّٰهُ فَمَا فِي مَوْضِعِ مَنْ

٨ اور جب انسان کافر کو کوئی مضرت اور تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے خوب رجوع ہوکر۔
پھر جب حق تعالیٰ اس کو اپنے پاس سے انعام پہنچاتا ہے تو چھوڑ دیتا ہے اور بھول جاتا ہے اس کو جس کو پہلے عاجزی سے پکارتا تھا یعنی اللہ کو۔

وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا شُرَكَاءَ لِّيُضِلَّ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا عَنْ سَبِيْلِهٖ دِيْنِ الْاِسْلَامِ

اور اللہ کے لئے شریک بناتا ہے تاکہ لوگوں کو دین اسلام اور راہ حق سے گمراہ کرے۔

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا بَقِيَّةَ اَجَلِكَ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝

کہہ دے کہ نفع حاصل کر تو اے کافر اپنے کفر سے زندگی بھر بے شبہ تو دوزخیوں میں سے ہے۔

تشریح

٧ اللہ تعالیٰ شکر گزاری کو پسند فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ کی فرماں روائی اور اس کی خدائی خود بخود ہے۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ کسی کے نہ ماننے سے اس کی فرماں روائی میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کا شکر گزار بن کر رہے ناشکری اس کو ناپسند ہے مگر جبر کسی پر نہیں ہے ہر ایک اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہے اور سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے پھر جس نے جو کیا ہے وہ اس کے سامنے آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال بھی جانتے ہیں۔

٨ توحید انسان کی فطرت ہے اس لئے مصیبت میں خدا یاد آتا ہے | جب ناشکرے انسان پر کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرکے اسی کو پکارتا ہے اور دوسرے سارے معبودوں کو بھول جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ میری مصیبت کو دور کرنے والا صرف اللہ ہے اس وقت اس کی اصل فطرت سامنے آجاتی ہے۔ مگر جب وہ پریشانی دور ہو جاتی ہے تو پھر وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگتا ہے اور پھر اسی گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی دی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے پروردگار کی فرماں برداری کرے یا دوسروں کو اپنا معبود بنا لے جو اس کے معبود نہیں ہیں اس لئے وہ اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھاتا ہے۔

اے نبی! ان سے کہہ دو کہ تھوڑے دن مزے لے لو کفر کا جو نتیجہ ہے وہ تو سامنے آئے گا ہی اور تم یقیناً دوزخ میں ڈالے جاؤ گے دنیا کی چند روزہ نعمتوں کے بعد پھر تمہیں اپنے انجام کا مزا چکھنا ہے۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا

أَمَّنْ	هُوَ	قَانِتٌ	آنَاءَ + اللَّيْلِ	سَاجِدًا	وَّقَائِمًا
یا جو	وہ	عبادت کرنے والا	گھڑیوں میں رات کی	سجدہ ریز ہو کر	اور کھڑے ہو کر

(کیا یہ ناشکرا بہتر ہے) یا وہ ؟ جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرنے والا ہے سجدہ ریز ہو کر اور کھڑے ہو کر

يَّحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ

يَحْذَرُ	الْآخِرَةَ	وَيَرْجُوا	رَحْمَةَ	رَبِّهِ	قُلْ
وہ ڈرتا ہے	آخرت	اور امید رکھتا ہے	رحمت	اپنا رب	فرما دیں

اور (وہ) آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت سے امید رکھتا ہے۔ آپ فرما دیں

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا

هَلْ	يَسْتَوِي	الَّذِينَ	يَعْلَمُونَ	وَ	الَّذِينَ	لَا
کیا	برابر ہیں	وہ لوگ جو	وہ علم رکھتے ہیں	اور	وہ لوگ	نہیں

کیا برابر ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے ؟ اس کے سوا نہیں عقلِ (سلیم) والے

يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ⑨ قُلْ ع ۹ ۱۵

يَعْلَمُونَ	إِنَّمَا	يَتَذَكَّرُ	أُولُوا + الْأَلْبَابِ	قُلْ
علم رکھتے ہیں	اس کے سوا نہیں	نصیحت قبول کرتے ہیں	عقل والے	فرما دیں

ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں

يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ

يَا عِبَادِ	الَّذِينَ	آمَنُوا	اتَّقُوا	رَبَّكُمْ	لِلَّذِينَ
میرے بندو	جو	ایمان لائے	تم ڈرو	اپنا رب	ان کے لئے جنہوں نے

میرے بندو! جو ایمان لائے، تم اپنے رب سے ڈرو جن لوگوں نے اس دنیا

أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ

أَحْسَنُوا	فِي	هَٰذِهِ	الدُّنْيَا	حَسَنَةٌ	وَ	أَرْضُ	اللَّهِ
اچھے کام کئے	میں	اس	دنیا	بھلائی	اور	زمین	اللہ

میں اچھے کام کئے ان کے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع

وَاسِعَةٌ ۗ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩

بِغَيْرِ حِسَابٍ	اَجْرَهُمْ	الصّٰبِرُوْنَ	يُوَفَّى	اِنَّمَا	وَاسِعَةٌ
بے حساب	ان کا اجر	صبر کرنے والے	پورا پورا دیا جائے گا	اس کے سوا نہیں	وسیع

ہے۔ اس کے سوا نہیں کہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا پورا دیا جائے گا۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪

الدِّيْنَ	لَهُ	مُخْلِصًا	اَعْبُدَ اللّٰهَ	اَنْ	اِنِّیْٓ + اُمِرْتُ	قُلْ
عبادت	اسی کے لئے	خالص کرکے	میں اللہ کی عبادت کروں	کہ	بے شک مجھے حکم دیا گیا	فرمادیں

آپؐ فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں خالص کرکے اسی کے لئے عبادت

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫

	الْمُسْلِمِيْنَ	اَوَّلَ	اَكُوْنَ	لِاَنْ	وَ اُمِرْتُ
	(جمع) مُسلم۔ فرماں بردار	پہلا	کہ میں ہوں	اس کا	اور مجھے حکم دیا گیا

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں (فرماں برداروں) میں پہلا میں ہوں۔

⑨ اَمَّنْ بِتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ هُوَ قَانِتٌ
قَائِمٌ بِوَظَائِفِ الطَّاعَاتِ اٰنَآءَ
الَّيْلِ سَاعَاتِهِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا
فِي الصَّلٰوةِ يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ
اَيْ يَخَافُ عَذَابَهَا وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ
جَنَّةَ رَبِّهٖ كَمَنْ هُوَ عَاصٍ بِالْكُفْرِ
اَوْ غَيْرِهٖ وَفِيْ قِرَاءَةٍ اَمْ مَنْ قَامَ بِمَعْنٰى
بَلْ وَالْهَمْزَةِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی
الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اَيْ لَا يَسْتَوِيَانِ
كَمَا لَمْ يَسْتَوِی الْعَالِمُ وَالْجَاهِلُ
اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ يَتَّعِظُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⓞ
اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ

⑩ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا
رَبَّكُمْ ۗ اَيْ عَذَابَهٗ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُ

⑨ کیا وہ شخص جو اوقاتِ شب میں طاعت الٰہی پر قائم ہے سجدہ کرنے والا اور نماز میں کھڑا ہونے والا۔

ڈرتا ہے عذاب اُخروی سے۔
اور اپنے رب کی رحمت یعنی جنت کا امیدوار ہے۔
برابر ہوسکتا ہے اس کے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کفر اور دیگر گناہوں میں مبتلا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دے کیا برابر ہوسکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے یعنی عالم اور جاہل کہیں برابر ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں اسی طرح وہ شخص عابد و ساجد اور کافر برابر نہیں ہوسکتے۔ بات یہ ہے کہ نصیحت عقل والوں کو ہی ہوتی ہے۔

⑩ قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ الخ اے محمدؐ میرے بندوں کو یہ پیام پہنچا دے کہ اے ایمان والے

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا بِالطَّاعَةِ حَسَنَةٌ ۭ هِيَ الْجَنَّةُ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ فَهَاجِرُوْا اِلَيْهَا مِنْ بَيْنِ الْكُفَّارِ وَمُشَاهَدَةِ الْمُنْكَرَاتِ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ عَلَى الطَّاعَاتِ وَمَا يَبْتَلُوْنَ بِهٖ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ بِغَيْرِ مِكْيَالٍ وَلَا مِيْزَانٍ

میرے بندو اپنے رب کے عذاب سے ڈرو اس کی فرماں برداری اور بندگی کرو جو لوگ دنیا میں نیکی کرتے ہیں یعنی اللہ کی بندگی میں مصروف ہیں ان کے واسطے وہاں بھی بھلائی ہے یعنی جنت اور اللہ کی زمین وسیع ہے جہاں خلاف شرع امور موجود ہوں اور کافروں کے سبب عبادت الٰہی میں خلل پڑے اس جگہ کو چھوڑ کر اور کسی شہر میں چلے جاؤ۔ بات یہ ہی ہے کہ بندگی پر مستقیم رہنے والوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا کہ جس کا کچھ اندازہ ؟

(۱۱) قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ مِنَ الشِّرْكِ

(۱۱) کہدے کہ بیشک مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں خالص اللہ کی عبادت کروں شرک سے بچوں۔

(۱۲) وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَيْ بِاَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

(۱۲) اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے میں اسلام لاؤں۔

تشریح

(۹) کیا فرماں بردار اور نافرمان برابر ہو سکتے ہیں؟ | ایک وہ شخص ہے جو اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کے سامنے کھڑا رہتا ہے۔ آرام کی نیند چھوڑ کر اس کی عبادت کرتا ہے اس کے آگے جھکتا ہے، آخرت کا خوف اس کے دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے۔ دوسری طرف اللہ کی رحمت نے اس کو حوصلہ دے رکھا ہے۔ کیا یہ نیک بخت انسان اور وہ انسان جس کا اوپر ذکر ہوا کہ مصیبت کے وقت تو خدا کو پکارتا ہے اور جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو خدا کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں انسان برابر ہو سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہو تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل اور ایک سمجھدار اور بے وقوف ان دونوں میں کچھ فرق ہی نہ رہا۔ اس بات کو تو وہی سوچتے ہیں جن کو اللہ نے عقل اور سمجھ دی ہے

(۱۰) ہجرت کی فضیلت | اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جن چیزوں کا اللہ نے حکم دیا ہے ان پر عمل کرو اور جن سے منع کیا ہے ان سے بچو۔ اللہ کے مواخذے سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ان کے لئے دونوں جہان کی بھلائی ہے۔

اور دیکھو اللہ کی زمین وسیع ہے اگر ایک جگہ اللہ کی بندگی کرنے کے لئے تنگ ہو گئی ہے تو ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جو لوگ نیکی کے راستے پر چلتے ہیں اور اس راہ میں مشکلات برداشت کرتے ہیں ان کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

(۱۱) سب سے پہلے میں خود عمل کرنے والا ہوں | اے نبی ان سے کہہ دو کہ میرا کام اتنا ہی نہیں ہے کہ میں دوسروں سے کہتا رہوں بلکہ میرا کام یہ ہے کہ میں خود بھی عمل کر کے دکھاؤں جس راستے پر دوسروں کو بلاتا ہوں اس پر سب سے پہلے خود چلتا ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔ لہذا میں پورے خلوص کے ساتھ اس کا فرماں بردار ہوں۔

(۱۲) میں سب سے پہلے خود اس کا مسلم ہوں | مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں لہذا میں سب سے پہلے خود اس کے سامنے سر جھکانے والا ہوں۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (۱۳)

قُلْ	اِنِّیْٓ + اَخَافُ	اِنْ	عَصَیْتُ	رَبِّیْ	عَذَابَ	یَوْمٍ + عَظِیْمٍ
فرما دیں	بے شک میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنا پروردگار	عذاب	ایک بڑا دن

آپؐ فرما دیں بے شک میں ڈرتا ہوں اگر میں نافرمانی کروں اپنے پروردگار کی ایک بڑے دن کے عذاب سے

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ (۱۴) فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ

قُلِ اللّٰهَ	اَعْبُدُ	مُخْلِصًا	لَّهٗ	دِیْنِیْ	فَاعْبُدُوْا	مَا شِئْتُمْ	مِّنْ
فرما دیں اللہ	میں عبادت کرتا ہوں	خالص کر کے	اسی کے لئے	اپنی عبادت	پس تم پرستش کرو	جس کی تم چاہو	سے

آپؐ فرما دیں میں اسی کے لئے اپنی عبادت خالص کر کے اللہ (ہی) کی عبادت کرتا ہوں۔ پس تم جس کی چاہو پرستش کرو اللہ

دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

دُوْنِهٖ	قُلْ	اِنَّ	الْخٰسِرِیْنَ	الَّذِیْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ
اس کے سوا	فرما دیں	بے شک	گھاٹا پانے والے	وہ جنھوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو

کے سوا۔ آپؐ فرما دیں بے شک گھاٹا پانے والے وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر

وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

وَاَهْلِیْهِمْ	یَوْمَ	الْقِیٰمَةِ	اَلَا	ذٰلِكَ	هُوَ	الْخُسْرَانُ
اور اپنے گھر والے	دن	قیامت	خوب یاد رکھو	یہ	وہ	گھاٹا

والوں کو گھاٹے میں ڈالا روزِ قیامت۔ خوب یاد رکھو یہی ہے صریح

الْمُبِیْنُ (۱۵) لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ

الْمُبِیْنُ	لَهُمْ	مِّنْ + فَوْقِهِمْ	ظُلَلٌ	مِّنَ
صریح	ان کے لئے	ان کے اوپر سے	سائبان	سے

گھاٹا۔ ان کے لئے ان کے اوپر سے آگ کے سائبان

النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ

النَّارِ	وَمِنْ	تَحْتِهِمْ	ظُلَلٌ	ذٰلِكَ	یُخَوِّفُ
آگ	اور سے	ان کے نیچے	سائبان (چادریں)	یہ	ڈراتا ہے

ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی (آگ کی) چادریں۔ یہ ہے جس سے اللہ

اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ⑯ وَالَّذِيْنَ

وَالَّذِيْنَ	فَاتَّقُوْنِ	يٰعِبَادِ	عِبَادَهٗ	بِهٖ	اللّٰهُ
اور جو لوگ	پس مجھ سے ڈرو	اے میرے بندو	اپنے بندے	اس سے	اللہ

اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو مجھ ہی سے ڈرو اور جو لوگ

اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى

اِلَى	وَاَنَابُوْٓا	يَّعْبُدُوْهَا	اَنْ	الطَّاغُوْتَ	اجْتَنَبُوا
طرف	اور انھوں نے رجوع کیا	اس کی پرستش کریں	کہ	سرکش (شیطان)	بچتے رہے

شیطان سے بچتے رہے کہ اس کی پرستش کریں اور انھوں نے اللہ کی طرف رجوع

اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ⑰ لا

	عِبَادِ	فَبَشِّرْ	الْبُشْرٰى	لَهُمُ	اللّٰهِ
	میرے بندے	سو خوش خبری دیں	خوشخبری	ان کے لئے	اللہ

کیا، ان کے لئے خوش خبری ہے سو آپ میرے بندوں کو خوش خبری دیں۔

⑬ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

⑭ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ ○ مِنَ الشِّرْكِ

⑮ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ، غَيْرِهٖ فِيْهِ تَهْدِيْدٌ لَهُمْ وَاِيْذَانٌ بِاَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لا بِتَخْلِيْدِ الْاَنْفُسِ فِى النَّارِ وَبِعَدَمِ وُصُوْلِهِمْ اِلَى الْحُوْرِ الْمُعَدَّةِ لَهُمْ فِى الْجَنَّةِ لَوْ اٰمَنُوْا اَلَا ذٰلِكَ

⑬ کہدے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں مجھ کو بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

⑭ کہدے میں اللہ ہی کی پرستش کرتا ہوں خالی شرک سے

⑮ سو تم اللہ کے سوا جس کو چاہو پوجو یعنی ان کا مزہ چکھ لوگے (یہ تہدیداً فرمایا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔) کہدے کہ بے شک ٹوٹے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ٹوٹے میں ڈالا کہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلنا اختیار کیا اور حوروں سے ملنے سے محروم رہے جو ان کے لئے جنت میں تیار کی گئی تھی درصورت ایمان لانے کے۔

آگاہ رہو کہ یہ ہے ظاہر ٹوٹا

هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ الْبَيِّنُ
١٦ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ طِبَاقٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ مِنَ النَّارِ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ أَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَتَّقُوْهُ يَدُلُّ عَلَيْهِ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝
١٧ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ الْأَوْثَانَ أَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَأَنَابُوْا أَقْبَلُوْا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى بِالْجَنَّةِ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝

١٦ ان کے اوپر بھی آگ ہوگی جو اُن کو گھیرے ہوئے ہوگی مثل سائبان کے اور نیچے بھی آگ ہوگی

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے مسلمان بندوں کو تاکہ وہ اس آگ سے بچیں اور اللہ سے ڈریں۔ پس اے میرے بندو مجھی سے ڈرو۔

١٧ اور جو لوگ بتوں کی عبادت سے پرہیز کرتے ہیں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

پس خوشخبری سُنا میرے ان بندوں کو۔

تشریح

١٣ نافرمانی کرنے پر عذاب سے کوئی محفوظ نہیں ہے | اگر کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے خواہ وہ کتنا ہی مقرب کیوں نہ ہو تو وہ بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ نہیں ہے اس لئے پیغمبر جو کہ معصوم اور اللہ کے نہایت مقرب ہوتے ہیں بالفرض والمحال اگر وہ بھی نافرمانی کریں تو وہ بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ نہ ہوں گے۔

١٤ خلوص کے ساتھ اللہ کی بندگی | اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ میں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے صرف اسی کی بندگی کروں گا۔ تم کو اختیار ہے جس کی چاہے پوجا کرو انجام کیا ہوگا یہ خوب سوچ لو۔ اس کا بیان آگے آرہا ہے۔

١٥ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی بندگی دیوالیہ پن ہے | کاروبار میں جب سرمایہ ڈوب جاتا ہے اور بازار میں مطالبے اتنے چڑھ جاتے ہیں کہ سب کچھ دینے کے باوجود بھی قرض ادا نہیں ہوسکتا تو اس کو دیوالیہ ہونا کہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہیں سمجھ لو کہ وہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ آدمی کو دیوالیہ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو سب کو گھاٹے میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ حساب کتاب کے دن کوئی مجھے آکر بچالے گا تو خوب سمجھ لے کہ کوئی اس کو بچانے والا نہیں ہے اس نے اپنا سارا سرمایۂ حیات ضائع کر دیا اور غلط تعلیم و تربیت کے نتیجے میں اپنے اہل وعیال کو بھی لے ڈوبا۔ یہی کھلا نقصان اور دیوالیہ پن ہے۔

١٦ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرنے والوں کی سزا | جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہیں ان کو ہر طرف سے دوزخ کی آگ گھیرے ہوئے ہوگی ——— اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی۔ یہی انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو خبردار کرتا ہے۔

١٧ طاغوت سے منہ موڑنے والوں کے لئے بشارت | جنھوں نے طاغوتوں اور شیطانوں کا کہنا نہ مانا ان کی عبادت سے پرہیز کیا اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ان کے لئے بڑی خوش خبری ہے۔

الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ط

الَّذِينَ	يَسْتَمِعُونَ	الْقَوْلَ	فَيَتَّبِعُونَ	أَحْسَنَهُ
وہ جو	سنتے ہیں	بات	پھر پیروی کرتے ہیں	اس کی اچھی باتیں

جو (پوری توجہ سے) بات سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ

أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	هَدَا هُمُ + اللَّهُ	وَ أُولَٰئِكَ	هُمْ
وہی لوگ	وہ جنھیں	انھیں ہدایت دی اللہ نے	اور یہی لوگ	وہ

یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی لوگ ہیں

أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ط

أُولُوا الْأَلْبَابِ	أَفَمَنْ	حَقَّ	عَلَيْهِ	كَلِمَةُ	الْعَذَابِ
عقل والے	کیا۔تو۔جو۔جس	ثابت ہوگیا	اس پر	حکم۔وعید	عذاب

عقل والے تو کیا جس پر عذاب کی وعید ثابت ہوگئی پس کیا تم اسے بچالوگے

أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ ج لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

أَفَأَنْتَ	تُنْقِذُ	مَنْ	فِي النَّارِ	لَٰكِنِ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	رَبَّهُمْ	لَهُمْ
کیا پس تم	بچالوگے	جو	آگ میں	لیکن	جو لوگ	ڈرے	اپنا رب	ان کے لئے

جو آگ میں گر گیا؟ لیکن جو لوگ ڈرے اپنے رب سے ان

غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَبْنِيَّةٌ لا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ط

غُرَفٌ	مِنْ فَوْقِهَا	غُرَفٌ	مَبْنِيَّةٌ	تَجْرِي	مِنْ + تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ
بالاخانے	ان کے اوپر سے	بالاخانے	بنے بنائے	جاری ہیں	ان کے نیچے	نہریں

کے لئے بالاخانے ہیں، ان کے اوپر بنے بنائے بالاخانے ہیں، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

وَعْدَ اللَّهِ ط لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾

وَعْدَ اللَّهِ	لَا يُخْلِفُ	اللَّهُ	الْمِيعَادَ
اللہ کا وعدہ	خلاف نہیں کرتا	اللہ	وعدہ

اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(۱۸) اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ وَهُوَ مَا فِیْهِ فَلَاحُهُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ

(۱۸) جو بات کو سنتے ہیں اور اس میں عمدہ بات کی پیروی کرتے ہیں کہ جس میں ان کا نفع اور موجب ان کی نجات کا ہے۔
یہ ہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی اور یہ ہی ہیں عقل والے۔

(۱۹) اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الْاٰیَةَ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ تُخْرِجُ مَنْ فِی النَّارِ ۝ جَوَابُ الشَّرْطِ وَاُقِیْمَ فِیْهِ الظَّاهِرُ مَقَامَ الْمُضْمَرِ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ وَالْمَعْنٰی لَا تَقْدِرُ عَلٰی هِدَایَتِهٖ فَتُنْقِذَهٗ مِنَ النَّارِ

(۱۹) آیا پس وہ شخص جس پر کلمہ عذاب کا ثابت ہو چکا (کلمہ عذاب کا یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ) کیا تو اس کو بچا سکتا ہے اور جو مستحق دوزخ کا ہے اس کو تو دوزخ سے نکال سکتا ہے۔ نہیں یعنی جس کی تقدیر میں دوزخی ہونا لکھا گیا تو ہدایت نہیں کرسکتا ہے کہ دوزخ سے بچالے۔

(۲۰) لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ بِاَنْ اَطَاعُوْهُ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اَیْ مِنْ تَحْتِ الْغُرَفِ الْفَوْقَانِیَّةِ وَالتَّحْتَانِیَّةِ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ ۝ وَعْدَهٗ

(۲۰) لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس طرح کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کے لئے جنت میں نیچے اوپر مکانات بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔
یہ اللہ کا وعدہ ہے۔
وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔

تشریح

(۱۸) حق بات قبول کرنے والوں کے لئے خوش خبری | وہ لوگ جو حق بات سنتے ہیں اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جو حق اور ناحق کی پرکھ رکھتے ہیں اور حق بات کو اپناتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھوں کو اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اور یہی لوگ دانش مند ہیں۔ صحیح معنی میں دانشمندی یہی ہے کہ آدمی کو حق ناحق کی پرکھ ہو حق بات کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے

(۱۹) جس نے اپنے آپ کو عذاب کا حق دار بنا لیا اُسے کون بچا سکتا ہے؟ | جس نے غلط راستہ اختیار کیا گمراہی میں پڑ گیا اور اس کی گمراہی کی وجہ سے اس کے لئے عذاب کا فیصلہ ہو چکا، اُسے کون بچا سکتا ہے۔؟

(۲۰) اہل تقویٰ کے لئے جنت کے درجات | جنھوں نے اپنی بداعمالی کی وجہ سے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا لیا اُسے کون بچا سکتا ہے؟ مگر جو اللہ کے بندے تقویٰ کی روش اختیار کریں گے اللہ کے فرماں بردار بن کر رہیں گے اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچیں گے ان کے لئے جنت کے درجات ہوں گے جو کئی کئی منزلہ بنے ہوئے ہوں گے۔ ایک منزل پر دوسری منزل بنی ہوئی بلند و بالا مکانات اور ان کے نیچے نہریں بہتی ہوئیں جو اس کے منظر کو نہایت حسین اور خوش گوار بنا دیں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو جنت کے مکانات عطا فرمائیں گے اور اللہ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے جو وعدہ کر لیا وہ پورا ہو کر رہے گا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ

أَلَمْ تَرَ	أَنَّ	اللَّهَ	أَنزَلَ	مِنَ	السَّمَاءِ	مَاءً	فَسَلَكَهُ
کیا تونے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	اتارا	سے	آسمان	پانی	پھر چلایا اس کو

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اسے (چشمے) (بنا کر)

يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

يَنَابِيعَ	فِي	الْأَرْضِ	ثُمَّ	يُخْرِجُ	بِهِ	زَرْعًا	مُّخْتَلِفًا
چشمے	میں	زمین	پھر	وہ نکالتا ہے	اس سے	کھیتی	مختلف

زمین میں چلایا پھر وہ اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی

أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ

أَلْوَانُهُ	ثُمَّ يَهِيجُ	فَتَرَاهُ	مُصْفَرًّا	ثُمَّ + يَجْعَلُهُ	حُطَامًا	إِنَّ
اس کے رنگ	پھر وہ خشک ہو جاتی ہے	پھر تو دیکھے اسے	زرد	پھر وہ کر دیتا ہے اسے	چورا چورا	بے شک

نکالتا ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے، پھر تو اسے زرد دیکھتا ہے، پھر وہ اسے چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک

ع ۲ ۱۲ ۱۶ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ع ﴿٢١﴾ أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ

فِي + ذَٰلِكَ	لَذِكْرَىٰ	لِأُولِي الْأَلْبَابِ	أَفَمَنْ	شَرَحَ	اللَّهُ
اس میں	البتہ نصیحت	عقل والوں کے لئے	کیا پس جس	کھول دیا	اللہ

اس میں البتہ نصیحت ہے عقل والوں کے لئے۔ پس کیا جس کا سینہ اللہ نے کھول

صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ

صَدْرَهُ	لِلْإِسْلَامِ	فَهُوَ	عَلَىٰ	نُورٍ	مِّنْ رَّبِّهِ	فَوَيْلٌ
اس کا سینہ	اسلام کے لئے	تو وہ	پر	نور	اپنے رب کی طرف سے	سو خرابی

دیا اسلام کے لئے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (کیا وہ اور سنگ دل برابر ہیں) سو خرابی

لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ

لِّلْقَاسِيَةِ	قُلُوبُهُمْ	مِّنْ	ذِكْرِ اللَّهِ	أُولَٰئِكَ	فِي ضَلَالٍ
ان کے لئے سخت	ان کے دل	سے	اللہ کی یاد	یہی لوگ	گمراہی میں

ہے ان کے لئے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں۔ یہی لوگ گمراہی میں ہیں

مُّبِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا

مُّبِيْنٍ	اَللّٰهُ	نَزَّلَ	اَحْسَنَ	الْحَدِيْثِ	كِتٰبًا	مُّتَشَابِهًا
کھلی	اللہ	نازل کیا	بہترین	کلام	ایک کتاب	ملتی جلتی (آیات والی)

کھلی ۔ اللہ نے بہترین کلام نازل کیا (یعنی) ایک کتاب جس کی آیتیں ملتی جلتی

مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

مَّثَانِيَ	تَقْشَعِرُّ	مِنْهُ	جُلُوْدُ	الَّذِيْنَ	يَخْشَوْنَ
دہرائی گئی	بال کھڑے ہوجاتے ہیں	اس سے	جلدیں	جو لوگ	وہ ڈرتے ہیں

بار بار دہرائی گئی ہیں۔ اس سے بال (رونگٹے) کھڑے ہوجاتے ہیں ان لوگوں کی جلدوں پر جو اپنے رب سے

رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى

رَبَّهُمْ	ثُمَّ	تَلِيْنُ	جُلُوْدُهُمْ	وَ	قُلُوْبُهُمْ	اِلٰى
اپنا رب	پھر	نرم ہوجاتی ہیں	ان کی جلدیں	اور	ان کے دل	طرف

ڈرتے ہیں پھر ان کی جلدیں اور اُن کے دل نرم ہوجاتے ہیں اللہ کی یاد

ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ

ذِكْرِ اللّٰهِ	ذٰلِكَ	هُدَى	اللّٰهِ	يَهْدِيْ	بِهٖ	مَنْ
اللہ کی یاد	یہ	ہدایت	اللہ	ہدایت دیتا ہے	اس سے	جسے

کی طرف (راغب ہوتے ہیں) یہ ہے اللہ کی ہدایت اس سے اللہ جسے چاہتا ہے

يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾

يَّشَاۗءُ	وَمَنْ	يُّضْلِلِ + اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ	مِنْ هَادٍ
وہ چاہتا ہے	اور جو۔جس	گمراہ کرتا ہے اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی ہدایت دینے والا۔

ہدایت دیتا ہے، اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

﴿٢١﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ اَدْخَلَهٗ اَمْكَنَهٗ نَبَعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ

﴿٢١﴾ کیا تو نہیں جانتا کہ بے شبہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو داخل کیا زمین کے ان مواقع میں جہاں سے چشمے نکلتے ہیں۔
پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ مختلف ہیں رنگ اس کے پھر وہ خشک ہوجاتے ہیں پس دیکھتا

يَهِيجُ يَيْبَسُ فَتَرَاهُ بَعْدَ
الْخُضْرَةِ مَثَلًا مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ
حُطَامًا فُتَاتًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَذِكْرَىٰ تَذْكِيرًا لِأُولِي
الْأَلْبَابِ ۝ يَتَذَكَّرُونَ بِهِ
لِدَلَالَتِهِ عَلَىٰ وَحْدَانِيَّةِ
اللهِ تَعَالَىٰ وَقُدْرَتِهِ

ہے تو اس کو زرد بعد سبزی کے۔
پھر کر دیتا ہے اس کو ریزے۔
بے شک اس میں نصیحت اور یاد دہانی ہے عقل والوں کو کہ وہ اس سے اللہ کی قدرت اور وحدانیت کے مُقِر ہوتے ہیں۔

(۲۲) أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ
لِلْإِسْلَامِ فَاهْتَدَىٰ فَهُوَ
عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ كَمَنْ
طُبِعَ عَلَىٰ قَلْبِهِ دَلَّ عَلَىٰ
هَٰذَا فَوَيْلٌ كَلِمَةُ عَذَابٍ
لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن
ذِكْرِ اللَّهِ أَيْ عَنْ قَبُولِ الْقُرْآنِ
أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
بَيِّنٍ

(۲۲) أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ الخ پس کیا وہ شخص جس کے سینہ کو اللہ نے کھول دیا اسلام کے واسطے پس وہ راہ راست پر آیا جس سے اس کو روشنی حاصل ہوئی اس کے رب کی طرف سے وہ مثل اس شخص کے ہو سکتا ہے جس کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔ ہرگز یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے سو خرابی اور مصیبت ہے ان لوگوں کی جن کے دل ذکر الٰہی اور قرآن کے قبول کرنے سے سخت ہیں یہ ہی لوگ ہیں ظاہر بے راہی پر۔

(۲۳) اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ
كِتَابًا بَدَلٌ مِنْ أَحْسَنَ أَيْ
قُرْآنًا مُّتَشَابِهًا أَيْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ
بَعْضًا فِي النَّظْمِ وَغَيْرِهِ مَّثَانِيَ
ثُنِّيَ فِيهِ الْوَعْدُ وَالْوَعِيدُ
وَغَيْرُهُمَا تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
تَرْتَعِدُ عِنْدَ ذِكْرِ وَعِيدِهِ
جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ يَخَافُونَ
رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ تَطْمَئِنُّ
جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ
ذِكْرِ اللَّهِ أَيْ عِنْدَ ذِكْرِ وَعْدِهِ
ذَٰلِكَ أَيِ الْكِتَابُ هُدَى
اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ
وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا
لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

(۲۳) اللہ نے عمدہ کلام اتارے یعنی قرآن کہ آیات اس کی ایک دوسری کی مشابہ بلاغت اور خوبی میں دوہری کہ وعدہ کے ساتھ وعید کا ذکر ہے۔ اسی طرح اور چیزیں یہاں ہوئی ہیں۔ جب اس کی وعید کو سنتے ہیں کانپ جاتے ہیں بدن ان لوگوں کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

پھر نرم ہو جاتی ہیں کھالیں ان کے بدن کی اور دل ان کے اللہ کی یاد میں ہوتے ہیں جس وقت اس کے وعدہ کا ذکر آتا ہے۔

یہ کتاب اللہ کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے راہ دکھلاتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راہ بتلانے والا نہیں۔

تشریح

(۲۱) دنیا کی زندگی کی چندروزہ بہار | اگر انسان غور کرے اور عقل و فکر سے کام لے تو وہ دیکھے گا کہ دنیا کی زندگی چند دن کی بہار سے زیادہ نہیں ہے۔ اب دیکھو ہوتا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتے ہیں وہ پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسامات میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹتا ہے وہی بارش کا پانی جو آسمان سے برسا دریاؤں کی شکل میں جاری ہوتا ہے پھر اس پانی کے ذریعے طرح طرح کی کھیتیاں زمین سے نکلتی ہیں۔ جب کھیتی سرسبز و شاداب ہوتی ہے تو دیکھنے والے کو بڑی خوبصورت نظر آتی ہے اسی طرح دنیا کی رونق شاداب کھیتی کی طرح نگاہوں کو بھاتی ہے پھر یہ کھیتی سوکھ جاتی ہے زرد ہو جاتی ہے اس کو کاٹ لیا جاتا ہے اس کے دانے نکال لئے جاتے ہیں پھر باقی کیا رہ جاتا ہے؟ بھوسا جو جانوروں کے کام آتا ہے۔ اب وہی سرسبز و شاداب کھیتی بھوسا بن کے جانوروں کے پیٹ میں پہنچ گئی اسی طرح دنیا کی رونقیں ایک دن ختم ہو جاتی ہیں جو لوگ اس چند روزہ بہار پر فریفتہ ہوئے ہیں وہ اس کے انجام پر بھی غور کریں۔ اہل فکر و دانش کے لئے اس میں بڑا سبق ہے۔

دنیا میں تکلیف و راحت، نیکی اور بدی ملی جلی ہیں ایک وقت آئے گا کہ ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گی۔ نیکی نیکی کی جگہ، تکلیف تکلیف کی جگہ، بدی بدی کی جگہ، اور راحت راحت کی جگہ۔

جو پروردگار بارش کے پانی سے دنیا میں چشمے جاری کرتا ہے، نہریں بہاتا ہے وہ اپنی قدرت سے جنت کے باغوں میں سلیقے کے ساتھ نہریں جاری فرما دے گا جو جنت کی رونق کو دوبالا کر دیں گی۔

(۲۲) انسانی قلب کی تین کیفیات | قلب انسانی کی ایک کیفیت تو یہ ہے کہ اس کو اس بات پر شرح صدر ہو جائے کہ یہ دین ہی حق ہے اس کا دل اس پر مطمئن ہو جائے اور کوئی خلجان اور شک و شبہ باقی نہ رہے

دل کی اس کیفیت میں انسان کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے پوری روشنی میں آرام سے قدم اٹھا رہا ہو اور اسے ذرا بھی کوئی دھڑکا نہ ہو کہ اس کا قدم غلط پڑ جائے گا۔

قلب کی دوسری کیفیت دل تنگ ہو جانے کی ہے۔ اس صورت میں دونوں گنجائشیں رہتی ہیں یہ بھی گنجائش ہے کہ حق اس کے دل میں نفوذ کر جائے اور یہ بھی گنجائش رہتی ہے کہ حق پر اس کا دل نہ جمے یہ ضیق صدر (سینہ تنگ ہونے کی کیفیت) ہے۔

قلب کی تیسری کیفیت قساوت اور سختی کی ہے اس میں قبول حق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور انسان اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اڑا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر بدنصیبی کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی نصیحت کو سنکر اس کا دل نرم پڑنے کے بجائے اور سخت ہو جائے۔ یہ گمراہی کی وہ شکل ہے جس میں واپسی کی گنجائش نہیں رہتی۔

(۲۳) بہترین کلام کتاب اللہ | اللہ نے کتاب اللہ کی شکل میں بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں۔ اول سے آخر تک پوری کتاب میں یکسانیت ہے کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ شروع سے ایک ہی نظام فکر و عمل اور ایک ہی عقیدہ یہ کتاب پیش کرتی ہے۔ اس کتاب کا ہر حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس کے مضامین ایسے پر اثر ہیں کہ پڑھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جو اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ اس کو ہدایت عطا کرتا ہے ــــ اور جو ہدایت حاصل کرنا نہیں چاہتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور پھر کہیں سے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ وَ

أَفَمَنْ	يَتَّقِي	بِوَجْهِهِ	سُوءَ الْعَذَابِ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَ
کیا پس جو	بچاتا ہے	اپنا چہرہ	بُرے عذاب سے	قیامت کے دن	اور

پس کیا جو شخص قیامت کے دن اپنے چہرے کو بُرے عذاب سے بچاتا ہے (اہل جنت کے برابر ہو سکتا ہے)

قِيلَ لِلظّٰلِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ

قِيلَ	لِلظّٰلِمِينَ	ذُوقُوا	مَا	كُنْتُمْ	تَكْسِبُونَ	كَذَّبَ
کہا جائے گا	ظالموں کو	تم چکھو	جو	تھے تم	تم کماتے (کرتے)	جھٹلایا

اور ظالموں کو کہا جائے گا تم (اس کا مزہ) چکھو جو تم کرتے تھے ۔ جو لوگ ان سے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَأَتٰهُمُ	الْعَذَابُ	مِنْ حَيْثُ
جو لوگ	ان سے پہلے	تو اُن پر آ گیا	عذاب	جہاں سے

پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا تو ان پر عذاب آ گیا جہاں سے انھیں

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

لَا يَشْعُرُونَ	فَأَذَاقَهُمُ	اللّٰهُ	الْخِزْيَ	فِي	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا
انہیں خیال نہ تھا	پس چکھایا انھیں	اللہ	رسوائی	میں	زندگی	دنیا

خیال (بھی) نہ تھا پس اللہ نے انھیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

وَلَعَذَابُ	الْآخِرَةِ	أَكْبَرُ	لَوْ	كَانُوا	يَعْلَمُونَ	
اور البتہ عذاب	آخرت	بہت ہی بڑا	کاش	ہوتے	وہ جانتے ۔	

اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔

﴿٢٤﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي يَلْقٰى بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَيْ أَشَدَّهُ بِأَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ مَغْلُولَةً يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهِ كَمَنْ أَمِنَ مِنْهُ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ

﴿۲۴﴾ پس کیا وہ شخص جو قیامت میں اپنے منہ پر لے گا بدتر عذاب اس طرح کہ اس کے ہاتھ گردن میں باندھ کر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جاوے گا برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے جو عذاب سے بے خوف جنت میں داخل ہو گا۔

وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ اَیْ کُفَّارِ مَکَّۃَ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ○ اَیْ جَزَاءَہٗ

اور کفارِ مکہ سے کہا جائے گا کہ چکھو تم عوض ان اعمال کا جو تم کرتے تھے۔

(۲۵) کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ رُسُلَہُمْ فِیْ اِتْیَانِ الْعَذَابِ فَاَتٰہُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ مِنْ جِہَۃٍ لَا یَخْطُرُ بِبَالِہِمْ

(۲۵) ان سے پہلی امتوں نے اپنے پیغبروں کو جھٹلایا عذاب کے آنے میں۔
پس آیا ان پر عذاب ایسی جہت سے کہ ان کے دل میں بھی اس کا خیال نہ تھا۔

(۲۶) فَاَذَاقَہُمُ اللّٰہُ الْخِزْیَ الذُّلَّ وَالْھَوَانَ مِنَ الْمَسْخِ وَالْقَتْلِ وَغَیْرِھِمَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا اَیِ الْمُکَذِّبُوْنَ یَعْلَمُوْنَ ○ عَذَابَہَا مَا کَذَّبُوْا

(۲۶) سو چکھایا اللہ نے ان کو ذائقہ ذلت اور رسوائی کا مسخ ہونے اور مقتول وغیرہ ہونے سے زندگی دنیا میں اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا اور زیادہ ہے اگر یہ جھٹلانے والے اس عذاب کو جانتے تو کبھی نہ جھٹلاتے۔

تشریح

(۲۴) ظالموں اور اہل حق کا فرق | وہ لوگ جنھوں نے سچائی سے منہ موڑا، حق کا انکار کیا ایسے ظالموں کا یہ حال ہوگا کہ وہ بالکل بے بس ہونگے اور جب عذاب ان کے منہ پر پڑے گا تو وہ دفاع بھی نہیں کرسکیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی پر حملہ ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے روکتا ہے اور جسم کے دوسرے حصوں پر چوٹ کھاتا رہتا ہے مگر اپنے منہ کو بچاتا ہے یہ ظالم اتنے بے بس ہوں گے کہ سخت مار اپنے منہ پر لیتے رہیں گے اور اپنے آپ کو بچانے قابل بھی نہ ہوں گے ایسے لوگوں سے کہا جائیگا کہ جو کمائی تم نے دنیا میں کی تھی اب اپنے ان اعمال کا مزہ چکھو
ان کے مقابلے پر اللہ کے فرماں بردار بندے ہر طرح مطمئن اور بے فکر ہوں گے ان کو اللہ کے فضل پر پورا بھروسہ ہوگا اور انھیں کسی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوگا۔
تو کیا یہ ظالم اور اس کے مقابلے پر اہل حق برابر ہوسکتے ہیں۔؟

(۲۵) ان سے پہلے حق کو جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا ہے | یہ لوگ جو آج حق کو جھٹلا رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا کچھ نہیں بگڑ سکتا ذرا گزرے ہوئے لوگوں کے حالات دیکھیں جن لوگوں نے سچائی سے منہ موڑا ان پر اللہ کا عذاب ایسے رُخ سے آیا جدھر ان کا خیال و گمان بھی نہیں جاسکتا تھا۔ وہ اسی طرح بے فکر بیٹھے تھے اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے تھے کہ اچانک عذاب الٰہی نے ان کو آدبوچا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے۔

(۲۶) دنیا میں رسوائی اور آخرت کا عذاب جوں کا توں | ایسی قوموں کا انجام یہ ہوا ہے کہ اللہ نے ان کو دنیا کی زندگی میں ہی رسوائی کا مزا چکھایا۔ انھوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا، اللہ کے دین کو جھٹلایا، سچائی کو جھٹلایا۔ اللہ نے ان کو دنیا میں رسوا اور بے عزت کردیا ــــــ رہا آخرت کا عذاب وہ جوں کا توں، رسوائی سے کہیں زیادہ شدید۔ کاش یہ لوگ جانتے ــ سمجھتے ــ غور کرتے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

مِنْ ۔ كُلِّ	الْقُرْاٰنِ	هٰذَا	فِيْ	لِلنَّاسِ	ضَرَبْنَا	وَلَقَدْ
ہر قسم کی	قرآن	اس	میں	لوگوں کے لئے	ہم نے بیان کی	اور تحقیق

اور تحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے بیان کی ہر قسم کی

مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۲۷) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ

غَيْرَ	عَرَبِيًّا	قُرْاٰنًا	يَتَذَكَّرُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	مَثَلٍ
بغیر	عربی	قرآن	نصیحت پکڑیں۔	تاکہ وہ	مثال

مثال تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ قرآن عربی (زبان میں) ہے کسی (بھی)

ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (۲۸)

يَتَّقُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	ذِيْ عِوَجٍ
پرہیز گاری اختیار کریں	تاکہ وہ	کسی کجی کے

کجی کے بغیر تاکہ وہ پرہیز گاری اختیار کریں۔

(۲۷) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا جعلنا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ يتعظون

(۲۸) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا حال مؤكدة غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ اي لبس واختلاف لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ الكفر

(۲۷) اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے واسطے ہر ایک طرح کی مثال بیان کر دی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

(۲۸) دراں حالیکہ وہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کچھ اشتباہ اور اختلاف نہیں تاکہ وہ کفر سے بچیں۔

تشریح

(۲۷) **قرآن نے مختلف مثالوں سے بات سمجھائی ہے** | قرآن ایک واضح اور صاف کتاب ہے۔ اس میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دے کر بات کو سمجھایا گیا ہے تاکہ لوگ ہدایت پائیں۔ کبھی کسی طریقے سے کبھی کسی طریقے سے۔ مختلف مثالوں کے ذریعے کھول کھول کر بات بتائی گئی ہے۔

(۲۸) **قرآن میں کوئی کجی نہیں ہے** | قرآن کے مضامین میں کوئی کجی اور اینچ پینچ نہیں ہے عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس میں صاف صاف سیدھی سیدھی بات کہی گئی ہے جس سے ہر آدمی جان سکتا ہے کہ یہ کتاب کس چیز کو غلط کہتی ہے اور کیوں کہتی ہے۔ کس چیز کو یہ کتاب صحیح کہتی ہے اور کیوں کہتی ہے۔ کس چیز کا انکار کرتی ہے، کن کاموں کا حکم دیتی ہے اور کن کاموں سے روکتی ہے تاکہ لوگ برے انجام سے بچیں اور صحیح راستہ اختیار کریں ـــ پھر یہ کہ اس کے اولین مخاطب عرب ہیں اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ عربوں کے لئے اس کا سمجھنا دشوار نہیں ہے یہ ان کی اپنی زبان میں ہے جس کو وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور خوب سمجھ سکتے ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ

ضَرَبَ	اللّٰہُ	مَثَلًا	رَّجُلًا	فِیْہِ	شُرَکَآءُ	مُتَشٰکِسُوْنَ
بیان کی	اللہ	ایک مثال	ایک آدمی	اس میں	کئی شریک	آپس میں ضدی

اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے۔ ایک آدمی (غلام) ہے اس میں کئی (آقا) شریک ہیں جو آپس میں ضدی (جھگڑالو)

وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ

وَرَجُلًا	سَلَمًا	لِّرَجُلٍ	هَلْ	یَسْتَوِیٰنِ	مَثَلًا	اَلْحَمْدُ
اور ایک آدمی	سالم (خالص)	ایک آدمی	کیا	دونوں کی برابر ہے	مثال (حالت)	تمام تعریفیں

ہیں اور ایک آدمی ایک آدمی کا (غلام) ہے۔ کیا دونوں کی حالت برابر ہے۔؟ تمام تعریفیں

لِلّٰہِ ج بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۲۹) اِنَّکَ مَیِّتٌ

لِلّٰہِ	بَلْ	اَکْثَرُهُمْ	لَا یَعْلَمُوْنَ	اِنَّکَ	مَیِّتٌ
اللہ کے لئے	بلکہ	ان میں اکثر	علم نہیں رکھتے	بے شک تم	مرنے والے

اللہ کے لئے ہیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں۔ بے شک تم مرنے والے (انتقال کرنے والے) ہو۔ اور

وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (۳۰) ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

وَّاِنَّهُمْ	مَّیِّتُوْنَ	ثُمَّ	اِنَّکُمْ	یَوْمَ	الْقِیٰمَةِ
اور بے شک وہ	مرنے والے	پھر	بے شک تم	دن	قیامت

وہ (بھی) مرنے والے ہیں پھر بے شک تم قیامت کے دن

ع ۳ / ۱۰ / ۱۷

عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (۳۱) ع

عِنْدَ	رَبِّکُمْ	تَخْتَصِمُوْنَ
پاس	اپنا رب	تم جھگڑو گے۔

اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

(۲۹) ضَرَبَ اللّٰہُ لِلْمُشْرِكِ وَالْمُوَحِّدِ مَثَلًا رَّجُلًا بَدَلٌ مِنْ مَثَلًا فِیْہِ مُتَشٰکِسُوْنَ مُتَنَازِعُوْنَ سَیِّئَةٌ اَخْلَاقُهُمْ وَرَجُلًا سَلَمًا خَالِصًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ

(۲۹) اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی مشرک اور موحد کی وہ مثل یہ ہے کہ ایک آدمی تو ایسا ہے کہ اس میں بہت آدمی شریک ہیں۔ یعنی وہ غلام ایسا ہے کہ اس کے کئی آقا ہیں تند خو جھگڑنے والے اور ایک آدمی ایسا ہے کہ وہ خالص ایک شخص کا مملوک ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں۔ یعنی

مَثَلًا، تَمْیِیْزٌ اَیْ لَا یَسْتَوِی الْعَبْدُ لِجَمَاعَۃٍ وَالْعَبْدُ لِوَاحِدٍ فَاِنَّ الْاَوَّلَ اِذَا طَلَبَ مِنْہُ کُلٌّ مِّنْ مَالِکِیْہِ خِدْمَتَہٗ فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ تَحَیَّرَ مَنْ یَخْدِمُہٗ مِنْھُمْ وَھٰذَا مَثَلٌ لِلْمُشْرِكِ وَالثَّانِیْ مَثَلٌ لِلْمُوَحِّدِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ بَلْ اَکْثَرُھُمْ اَھْلُ مَکَّۃَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ مَا یَصِیْرُوْنَ اِلَیْہِ مِنَ الْعَذَابِ فَیُشْرِکُوْنَ

کئی آدمیوں کا غلام برابر نہیں۔ کیونکہ جو کئی آدمیوں کا غلام ہے جب اس سے سب مالک ایک وقت میں خدمت چاہیں گے تو وہ حیران ہو جاوے گا کہ ان میں سے کس کی خدمت کرے۔ یہ مثال مشرک کی ہے اور ثانی مثل موحد کی ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کا بندہ اور غلام ہے۔
الحمد للہ، تمام تعریفیں اللہ اکیلے کو ہیں بلکہ اکثر آدمی یعنی مکہ والے نہیں جانتے کہ ان کو کیا سخت عذاب پیش آنے والا ہے اس وجہ سے شرک کرتے ہیں۔

(۳۰) اِنَّكَ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ○ سَتَمُوْتُ وَیَمُوْتُوْنَ فَلَا شَمَاتَۃَ بِالْمَوْتِ نَزَلَتْ لَمَّا اسْتَبْطَؤُا مَوْتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۳۰) بے شک اے محمد ﷺ تو بھی عنقریب مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ سو کسی کی موت سے کوئی کیا خوش ہو۔
یہ آیت اس پر نازل ہوئی کہ کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ کو موت بھی تو نہیں آجاتی۔

(۳۱) ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّھَا النَّاسُ فِیْمَا بَیْنَکُمْ مِنَ الْمَظَالِمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○

(۳۱) پھر تم اے لوگو قیامت میں اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے سے جھگڑو گے اور جس کا حق کسی پر ہو گا وہ اس کا مطالبہ کرے گا۔

تشریح

(۲۹) ایک غلام کئی آقا۔ ایک غلام ایک آقا | ایک غلام یا نوکر ہو اور اس کے کئی مالک یا آقا ہوں۔ ہر مالک اپنی طرف کھینچ رہا ہو اور نوکر سے کہہ رہا ہو کہ میرا کہنا مانو میرا کام کرو۔ اور مالک بھی ایسے بدمزاج اور برے اخلاق کے ہوں کہ ہر ایک مالک بس اپنی خدمت لیتا ہو اور دوسرے مالک کے کام کرنے کی مہلت نہ دیتا ہو۔ اور ذرا سی بھی خدمت میں کمی رہ جائے تو ڈانٹ پھٹکار کے علاوہ سزا بھی ملتی ہو تو بتاؤ ایسے نوکر یا غلام کا کیا حال ہو گا۔ بے کس، کس مالک اور آقا کو خوش کرے گا۔

اب اس کے مقابلے میں ایک نوکر یا غلام ہے اور اس کا ایک ہی مالک یا آقا ہے جس کا اس کو حکم بجا لانا ہے اور وہ مالک بھی ایسا مہربان کہ اپنے نوکر یا غلام کے ساتھ بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس کے تکلیف اور آرام کا خیال رکھتا ہے۔

بتاؤ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ پہلا یا دوسرا؟ — ہر آدمی یہی کہے گا کہ دوسرا بہتر ہے۔ بس یہی فرق ہے توحید اور شرک میں۔ توحید میں ایک کی غلامی ہے اور شرک میں بہت سوں کی۔

؎ یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ٭ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ بہت سارے آقا جن کی غلامی ایک غلام یا نوکر کو کرنی پڑ رہی ہے ان میں :

◎ ایک آقا تو خود انسان کا نفس ہے وہ اندر بیٹھا ہوا اپنی خواہشات کا غلام بنا رہا ہے اور پورا کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔

◎ دوسرا آقا برادری خاندان ، قوم اور ملک ہے۔ وہ اپنے اپنے تقاضے اور اپنے اپنے مطالبے پیش کر کے کبھی کوئی اپنی طرف کھینچتا ہے کبھی کوئی اپنی طرف۔

ان تمام آقاؤں کی غلامی کے بجائے اگر ایک آقا اللہ تعالیٰ کی غلامی اور اس کی اطاعت کی جائے تو اس میں شک نہیں کہ اس میں ٹکراؤ پیدا ہوگا۔ مگر ایک انسان جو پورے دل کے یقین کے ساتھ ایک رب پر ایمان لے آئے تو اس کا دل مطمئن رہے گا اور اس کی روح پرسکون رہے گی۔ انفرادی ایمان میں معاشرے کے دوسرے تقاضوں سے ٹکراؤ تو ہوگا لیکن اس کا داخلی اطمینان باقی رہے گا۔

البتہ اگر پورا معاشرہ ایک ہی رنگ میں رنگ جائے تو پھر انسان کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اس لئے اسلام انفرادی زندگی میں عقیدۂ توحید کے ساتھ توحید کی بنیاد پر ایک معاشرہ بھی قائم کرتا ہے تاکہ انفرادی ایمان واطاعت اور اجتماعی زندگی میں ٹکراؤ نہ رہے۔

تو بہت سے آقاؤں کی جگہ ایک آقا کی غلامی کہیں آسان ہے۔ اللہ کا شکر ہے کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ایسا نہیں ہے مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان مثالوں کو سمجھنے کی توفیق ان کو نہیں ہوتی۔

(۳۰) اے نبی، مرنا تمہیں بھی ہے اور ان کو بھی | اے پیغمبر تم ان کو ایک سیدھی اور صاف بات سمجھا رہے ہو مگر یہ لوگ ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو سمجھنا نہیں چاہتے اور کھلی صداقت کا انکار کر رہے ہیں۔ نہ ہمیشہ تمہیں رہنا ہے اور نہ ان کو۔ ایک دن دونوں کو مرنا ہے۔ اور انجام بھی سب کے سامنے آجانا ہے۔

(۳۱) قیامت کے دن آخری فیصلہ ہو جائے گا | روز قیامت سب کے مقدمے اللہ کے حضور پیش ہوں گے اور آخری فیصلہ ہو جائے گا اور سچائی سب کے سامنے آجائے گی اور سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ

وَ	اللّٰهِ	عَلَى	كَذَبَ	مِمَّنْ	اَظْلَمُ	فَمَنْ
اور	اللہ	پر	جھوٹ باندھا	سے ۔ جس	بڑا ظالم	پس کون

پس اس سے بڑا ظالم کون؟ جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچائی

كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ

فِيْ	اَلَيْسَ	جَآءَهٗ	اِذْ	بِالصِّدْقِ	كَذَّبَ
میں	کیا نہیں	وہ اس کے پاس آئی	جب	سچائی کو	اس نے جھٹلایا

کو جھٹلایا۔ جب وہ اس کے پاس آئی کیا کافروں کا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

	لِّلْكٰفِرِيْنَ	مَثْوًى	جَهَنَّمَ
	کافروں کے لئے	ٹھکانا	جہنم

ٹھکانا جہنم میں نہیں ؟!

﴿۳۲﴾ فَمَنْ اَىْ لَا اَحَدَ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْاٰنِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى مَاوٰى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾ بلٰی

﴿۳۲﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ الخ پس کون شخص زیادہ نا انصاف ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ بولے کہ اس کی طرف نسبت کرے اولاد کو اور اس کو شریک بناوے بتوں کو اور جھٹلاوے قرآن کو جب وہ اس کے پاس آوے یعنی اس سے زیادہ کوئی ظالم اور نا انصاف نہیں۔ کیا کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں بیشک ہے۔

تشریح

﴿۳۲﴾ سب سے بڑا ظالم اللہ پر جھوٹ باندھنے والا | قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں جو مقدمہ قائم ہونا ہے اس میں سزا پانے والے سب سے بڑے ظالم وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے جھوٹی باتیں گھڑ کے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کیا اور ان سے بھی بڑھ کر وہ ظالم ہوں گے کہ جب ان کے سامنے حق و صداقت کی دعوت پیش کی گئی تو نہ صرف یہ کہ ماننے سے انکار کر دیا بلکہ جس نے ان کو سچائی کی دعوت دی اسی کو جھوٹا قرار دے دیا۔

اگر معاذ اللہ پیغمبر نے جھوٹ بولا ہوتا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوتا؟ اور جب وہ سچا تھا اور تم نے اس کو جھٹلایا تو تم سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ ؟

کیا سچائی کا انکار کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہ ہوگا۔ ؟

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ

اُولٰٓئِكَ	بِهٖٓ	وَصَدَّقَ	بِالصِّدْقِ	جَآءَ	وَالَّذِیْ
یہی لوگ	اس کو	اور اس نے سچا مانا	سچائی کے ساتھ	آیا	اور جو شخص

اور جو شخص سچائی کے ساتھ آیا اور اس نے اس کو سچا مانا یہی لوگ

هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

رَبِّهِمْ	عِنْدَ	مَا + یَشَآءُوْنَ	لَهُمْ	الْمُتَّقُوْنَ	هُمُ
ان کا رب	ہاں - پاس	جو وہ چاہیں گے	ان کے لئے	(جمع) متقی	وہ

متقی (پرہیزگار) ہیں ان کے لئے ہے ان کے رب کے ہاں جو (بھی) وہ چاہیں گے

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾

الْمُحْسِنِیْنَ	جَزٰٓؤُا	ذٰلِكَ
(جمع) نیکو کاروں	جزاء	یہ

یہ جزاء ہے نیکو کاروں کی۔

﴿۳۳﴾ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ هُوَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهٖٓ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَالَّذِیْ بِمَعْنَى الَّذِیْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ الشرك

﴿۳۳﴾ اور وہ جو سچے احکام لایا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی یعنی ایمان والے وہی ہیں پرہیزگار بچنے والے شرک سے۔

﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ○ لانفسهم بِاِیْمَانِهِمْ

﴿۳۴﴾ ان کے لئے موجود ہے وہ، جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہ ہے عوض ان لوگوں کا جو اپنی جانوں پر بھلائی کرتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں۔

تشریح

﴿۳۳﴾ سچائی لانے والا اور سچ ماننے والا دونوں متقی ہیں وہ جو سچ لے کر آیا، حق کی دعوت دی سچائی کی طرف لوگوں کو بلایا اور وہ لوگ جنھوں نے آگے بڑھ کر اس سچ کو قبول کیا وہ دونوں ہی متقی ہیں۔ دخول جنت کے زمانے میں ہی نہیں بلکہ مرنے کے وقت سے عالم برزخ میں میدانِ حشر میں ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ نہایت مہربانی کا ہوگا اور مومن صالح ہر طرح کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔

﴿۳۴﴾ محسنین کی جزا نیکی کرنے والوں کی جزا یہ ہوگی کہ انھیں اپنے رب کے یہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے۔ موت کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ان کے ساتھ رہے گی۔ عالم برزخ میں قیامت کے وقت اور میدانِ حشر میں جنت کے داخلے تک اللہ کا خاص کرم ان پر رہے گا اور وہ ان تمام تکلیفوں سے جو برزخ قیامت اور محشر میں ہوں گی محفوظ رہیں گی۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ

لِيُكَفِّرَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	أَسْوَأَ	الَّذِي	عَمِلُوا	وَيَجْزِيَهُمْ
تاکہ دُور کردے	اللہ	ان سے	برائی	وہ جو	انہوں نے کیے (اعمال)	اور انھیں جزا دے

تاکہ اللہ ان سے ان کے اعمال کی برائی دُور کردے اور انہیں ان کے ثواب کی

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۵﴾

أَجْرَهُمْ	بِأَحْسَنِ	الَّذِي	كَانُوا يَعْمَلُونَ
ان کا ثواب	بہترین (اعمال)	وہ جو	وہ کرتے تھے

جزا دے ان کے بہترین اعمال کی جو وہ کرتے تھے

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ

أَلَيْسَ	اللّٰهُ	بِكَافٍ	عَبْدَهُ	وَيُخَوِّفُونَكَ
کیا نہیں	اللہ	کافی	اپنے بندے کو	اور وہ خوف دلاتے ہیں آپ کو

کیا اللہ اپنے (بندے کو) کافی نہیں ؟ وہ آپ کو ڈراتے ہیں

بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ

بِالَّذِينَ	مِنْ + دُونِهِ	وَمَنْ	يُضْلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا لَهُ
ان سے جو	اس کے سوا	اور جس	گمراہ کردے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے

ان (جھوٹے معبودوں) سے جو اس کے سوا ہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کو کوئی

مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ

مِنْ	هَادٍ	وَمَنْ	يَهْدِ + اللّٰهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ مُضِلٍّ
کوئی	ہدایت دینے والا	اور جس	اللہ ہدایت دے	تو نہیں اس کے لئے	کوئی گمراہ کرنے والا

ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو اللہ ہدایت دے تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

أَلَيْسَ	اللّٰهُ	بِعَزِيزٍ	ذِي + انْتِقَامٍ	
کیا نہیں	اللہ	غالب	بدلہ لینے والا	

کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ؟ ۔

(۳۵) لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَءَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اَسْوَأ وَاَحْسَنَ بِمَعْنَى السَّيِّءِ وَالْحَسَنِ۔

(۳۵) تاکہ معاف فرمادے اللہ ان کے گناہ اور برے عمل جو ان سے سرزد ہوئے اور نیک عوض دے ان کو ان کے اچھے کاموں میں۔

(۳۶) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ اَيِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلٰى وَيُخَوِّفُوْنَكَ خِطَابٌ لَهٗ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اَيِ الْاَصْنَامِ اَنْ تَقْتُلَهٗ اَوْ تُخَبِّلَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

(۳۶) کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بیشک کافی ہے۔
اور کفار تجھ کو اے محمدؐ ڈراتے ہیں غیر اللہ یعنی بتوں سے کہ وہ تجھ کو مار ڈالیں گے یا دیوانہ بنا دیں گے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راہ بتلانے والا نہیں۔

(۳۷) وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ غَالِبٍ عَلٰى اَمْرِهٖ ذِي انْتِقَامٍ ○ مِنْ اَعْدَائِهٖ بَلٰى۔

(۳۷) اور جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ کیا اللہ اپنے حکم میں غالب اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا نہیں ہے۔ یعنی ہے۔

تشریح

(۳۵) ایمان لانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے | ایمان لانے سے پہلے جو بدترین اعمال کئے تھے جو گناہ ان سے سرزد ہوئے تھے وہ سب ان کے نامۂ اعمال سے محو کردیئے جائیں گے۔ اور ایمان لانے کے بعد جو انھوں نے بہترین اعمال کئے ہیں اس کے حساب سے ان کو بدلہ دیا جائے گا۔

(۳۶) بندے کے لئے اللہ ہی کافی ہے | جب بندہ اپنے رب پر ایمان لے آیا۔ اور اس کی پناہ میں آگیا تو اب اسے کسی دوسرے سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بندے کے لئے اس کا پروردگار ہی کافی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جب بندہ ہدایت کا طالب نہیں ہوتا اور اپنے لئے گمراہی کو پسند کرلیتا ہے تو اللہ تعالٰی بھی اس کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ہدایت نہیں ملتی تو پھر اور ایسی ہستی نہیں ہے جو اُسے راستہ دکھا سکے۔ ایمان اللہ پر بھروسہ پیدا کرتا ہے اور اللہ پر توکل اور اعتماد اتنی بڑی طاقت ہے کہ پھر اس کے بعد کسی اور کا خوف پاس نہیں پھٹک سکتا اسی لئے یہ ڈراوا فضول سا ہے کہ اگر فلاں فلاں جھوٹے معبودوں کو برا بھلا کہا تو وہ تمہارا یہ کریں گے اور وہ کردیں گے۔ کس کی طاقت ہے جس کا زور اللہ کے سامنے چل سکے۔

(۳۷) اللہ تعالٰی ہر چیز پر غالب ہیں | اللہ تو ہر چیز پر غالب ہیں زبردست ہیں اگر وہ انتقام لینا چاہیں تو کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔ یہ بھی ہدایت سے محرومی کا نتیجہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کی طاقت کا تو بڑا خیال ہے اور یہ احساس نہیں ہے کہ اللہ کی ہستی کہیں زبردست ہے۔ اگر وہ اللہ سے ہدایت طلب کرے تو اللہ تو ان کو ضرور صحیح راستہ دکھائے گا اور جسے اللہ تعالٰی صحیح راستہ دکھادے اسے کوئی بھٹکانے والا نہیں ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَالْاَرْضَ	السَّمٰوٰتِ	خَلَقَ	مَّنْ	سَاَلْتَهُمْ	وَلَئِنْ
اور زمین	آسمانوں	پیدا کیا	کون کس	تم پوچھو ان سے	اور اگر

اور اگر آپؐ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

مَّا تَدْعُوْنَ	اَفَرَءَيْتُمْ	قُلْ	اللّٰهُ	لَيَقُوْلُنَّ
جن کی تم پرستش کرتے ہو	کیا پس دیکھا تم نے	فرمادیں	اللہ	تو وہ ضرور کہیں گے

تو وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے" آپؐ فرمادیں پس کیا تم نے دیکھا (دیکھو تو) تم جن کی پرستش کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

بِضُرٍّ	اللّٰهُ	اَرَادَنِيَ	اِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	مِنْ
کوئی ضرر	اللہ	چاہے میرے لئے	اگر	اللہ کے سوا	سے

اللہ کے سوا، اگر میرے لئے کوئی ضرر چاہے اللہ تو کیا وہ

هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ

اَرَادَنِيْ	اَوْ	ضُرِّهٖٓ	كٰشِفٰتُ	هُنَّ	هَلْ
وہ چاہے میرے لئے	یا	اس کا ضرر	دور کرنے والے	وہ سب	کیا

سب اس کا ضرر دُور کر سکتے ہیں؟ یا وہ میرے لئے کوئی مہربانی

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ

قُلْ	رَحْمَتِهٖ	مُمْسِكٰتُ	هُنَّ	هَلْ	بِرَحْمَةٍ
فرمادیں	اس کی مہربانی	روکنے والے	وہ سب	کیا	کوئی مہربانی

چاہے کیا وہ سب اس کی مہربانی روک سکتے ہیں؟ آپؐ فرمادیں

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۳۸ قُلْ

قُلْ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ	يَتَوَكَّلُ	عَلَيْهِ	حَسْبِيَ اللّٰهُ
فرمادیں	بھروسہ کرنے والے	بھروسہ کرتے ہیں	اس پر	کافی ہے میرے لئے اللہ

میرے لئے اللہ کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ آپؐ فرمادیں

یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ اِنِّیۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾

یٰقَوۡمِ	اعۡمَلُوۡا	عَلٰی	مَکَانَتِکُمۡ	اِنِّیۡ	عَامِلٌ	فَسَوۡفَ	تَعۡلَمُوۡنَ
اے میری قوم	تم کام کئے جاؤ	پر	اپنی جگہ	بیشک میں	کام کرتا ہوں	پس عنقریب	تم جان لوگے

اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ بے شک میں (اپنا) کام کرتا ہوں، پس عنقریب تم جان لوگے۔

(۳۸) وَلَئِنۡ لام قسم سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ

(۳۸) اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو تو وہ کہیں اللہ نے۔

قُلۡ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ تعبدون مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ای الاصنام اِنۡ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ لا اَوۡ اَرَادَنِیۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِکٰتُ رَحۡمَتِهٖ لا وفی قراءة بالاضافة فیهما

کہدے کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف اور نقصان پہنچانا ہی چاہے تو تمہارے بت جن کو تم اس کے سوا پوجتے ہو اس تکلیف کو دور کرسکتے ہیں۔

یا اگر اللہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو کیا وہ بت اللہ کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔ نہیں

قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیۡهِ یَتَوَکَّلُ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ○ یثق الواثقون

کہدے کہ مجھ کو اللہ کافی ہے چاہیئے کہ اسی پر بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔

(۳۹) قُلۡ یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ حالتکم اِنِّیۡ عَامِلٌ ۚ علی حالتی فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○

(۳۹) کہدے اے میری قوم تم اپنے حال پر قائم رہو اور کام کرتے رہو بے شک میں اپنے حال پر کام کرنے والا ہوں سو نزدیک ہے کہ تم جان لوگے۔

تشریح

(۳۸) بھروسے کے قابل زمین وآسمان کا خالق ہے یا کوئی اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کررہے ہیں ان کے آگے سر جھکا رہے ہیں اگر ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ بتاؤ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔

جب حقیقت یہی ہے کہ زمین وآسمان اور ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو بتاؤ بھروسہ کس پر کیا جائے۔ اللہ پر یا تمہارے ان بناوٹی معبودوں پر؟

اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ جھوٹے معبود مجھے بچالیں گے اور مجھے میرے نقصان سے دور کر دیں گے اور اگر اللہ تعالےٰ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک دیں گے ۔ کیا ان میں اتنی طاقت ہے ۔؟ ظاہر ہے کہ نہیں ۔ جب معاملہ یہ ہے تو اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے ، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ کیونکہ وہی بھروسے کے قابل ہے وہی اس لائق ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے ۔

قرآن مجید میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم سے جو گفتگو ہوئی ہے وہ نقل کی گئی ہے :۔ ارشاد ہے :۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(سورۂ ہود آیت ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ پارہ ۱۲ رکوع ۵)

(ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے ۔ ہودؑ نے کہا کہ میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے اس سے میں بے زار ہوں تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور میرا رب بھی ایسا کہ کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو ۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے ۔)

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ :۔

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۰ ۸۱ رکوع ۹)

(اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے اور آخر میں تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لئے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی ہے ۔ ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے ؟ بتاؤ اگر تم علم رکھتے ہو ۔)

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے اسے چاہیئے کہ اللہ پر توکل کرے ۔ اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے اسے چاہیئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ رکھے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے ہاتھ میں ہے ۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے اسے چاہیئے کہ اللہ عزّوجل سے ڈرے ۔ (راوی ابن عباس رضؓ، ابن ابی حاتم)

تم جو زور لگا سکتے ہو لگالو | اے پیغمبر ان سے صاف صاف کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو تم اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ اور میرے (۳۹)
خلاف جو زور لگانا ہے لگالو ، جو کر سکتے ہو کرلو میں اپنا کام کرتا رہوں گا اللہ کے دین کی دعوت دیتا رہوں گا اس کی توحید کا اعلان کرتا رہوں گا عنقریب نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا ۔

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

مَنْ	يَّاْتِيْهِ	عَذَابٌ	يُّخْزِيْهِ	وَ يَحِلُّ	عَلَيْهِ	عَذَابٌ
کون	آتا ہے اس پر	عذاب	رُسوا کرے اس کو	اور اُتر آتا ہے	اس پر	عذاب

کون ہے؟ جس پر آتا ہے عذاب کہ اُسے رُسوا کر دے اور (کون ہے) جس پر دائمی عذاب اُتر آتا

مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ

مُّقِيْمٌ	اِنَّآ + اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	لِلنَّاسِ
دائمی	بے شک ہم نے نازل کی	آپ پر	کتاب	لوگوں کے لئے

ہے۔ بے شک ہم نے آپ پر لوگوں (کی ہدایت) کے لئے کتاب نازل کی۔ حق

بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

بِالْحَقِّ	فَمَنِ	اهْتَدٰى	فَلِنَفْسِهٖ	وَمَنْ	ضَلَّ
حق کے ساتھ	پس جس	ہدایت پائی	تو اپنی ذات کے لئے	اور جو	گمراہ ہوا

کے ساتھ، پس جس نے ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لئے اور جو گمراہ ہوا تو

ع فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ع

فَاِنَّمَا	يَضِلُّ	عَلَيْهَا	وَمَآ	اَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيْلٍ
تو اس کے سوا نہیں	وہ گمراہ ہوتا ہے	اپنے لئے	اور نہیں	آپ	ان پر	نگہبان

اس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے لئے گمراہ ہوتا ہے اور آپ نہیں ان پر نگہبان۔ (ذمہ دار)

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ

اَللّٰهُ	يَتَوَفَّى	الْاَنْفُسَ	حِيْنَ	مَوْتِهَا	وَالَّتِيْ	لَمْ
اللہ	قبض کرتا ہے	(جمع) جان - روح	وقت	اس کی موت	اور جو	نہ

اللہ روح کو اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو نہ مرے اپنی

تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا

تَمُتْ	فِيْ	مَنَامِهَا	فَيُمْسِكُ	الَّتِيْ	قَضٰى	عَلَيْهَا
مرے	میں	اپنی نیند	تو روک لیتا ہے	وہ جس	فیصلہ کیا	اس پر

نیند میں، تو جس کی موت کا فیصلہ کیا تو اس کو (نیند کی صورت میں ہی) روک لیتا ہے

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى

مُّسَمًّى	أَجَلٍ	إِلٰى	الْأُخْرٰى	وَيُرْسِلُ	الْمَوْتَ
مقررہ	ایک وقت	تک	دوسروں کو	اور وہ چھوڑ دیتا ہے	موت

اور دوسروں کو زندہ رہنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے ایک مقررہ وقت تک

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

يَّتَفَكَّرُوْنَ	لِّقَوْمٍ	لَاٰيٰتٍ	فِي ذٰلِكَ	إِنَّ
غور و فکر کرتے ہیں۔	لوگوں کے لئے	البتہ نشانیاں	اس میں	بیشک

بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

(۴۰) مَنْ موصولہ مفعول الْعِلْمِ يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ يَنْزِلُ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ دائم هو عذاب النار وقد اخرا هم الله ببدر

(۴۰) کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کس پر اُترتا ہے عذاب دائمی یعنی عذاب دوزخ۔

(۴۱) إِنَّآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ متعلق بانزل فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ج اهتداؤه وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ فتجبرهم على الهدى

(۴۱) اور بے شک ہم نے اتاری تجھ پر سچی کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے
جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنی ہی جان کے نفع کے واسطے ہدایت حاصل کرتا ہے اور اس کا ہدایت پانا اسی کے کام آوے گا۔ اور جو کوئی گمراہ رہے اس کا نقصان اسی پر ہے اور تو اے محمدؐ ان کا ذمہ دار نہیں کہ ان کو زبردستی راہ پر لا دے۔

(۴۲) اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَيَتَوَفّٰى الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ء اى يتوفاها

(۴۲) اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا الخ
اللہ وفات دیتا ہے آدمیوں کو ان کی موت کے وقت اور جس کی موت کا وقت نہیں آیا اس کو وفات دیتا ہے سونے کے وقت۔

وَقْتَ النَّوْمِ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اَى وَقْتَ مَوْتِهَا وَالْمُرْسَلَةُ نَفْسُ التَّمْيِيْزِ تَبْقٰى بِدُوْنِهَا نَفْسَ الْحَيٰوةِ بِخِلَافِ الْعَكْسِ

پس روک لیتا ہے اس کو جس پر موت کا حکم فرمایا اور چھوڑتا ہے دوسروں کو مدت مقرر تک یعنی ان کی موت کے وقت تک۔ اور جو چھوڑا جاتا ہے وہ نفس ہے جس سے انسان کو تمیز اور عقل ہے یہ ہوسکتا ہے کہ جان بدون اس کے باقی رہے بخلاف اس کے عکس کے کہ وہ ممکن نہیں یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ بدون نفس حیوۃ کے نفس تمیز باقی رہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ لَاٰيٰتٍ دَلَالَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

بیشک اس میں جو مذکور ہوا بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى ذٰلِكَ قَادِرٌ عَلَى الْبَعْثِ وَقُرَيْشٌ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْ ذٰلِكَ

پس سمجھ لیتے ہیں کہ جو اس پر قدرت رکھتا ہے وہ مُردوں کو بھی زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور قریش نے اس میں فکر نہیں کیا اس لئے وہ حشر کے منکر ہیں۔

تشریح

(۴۰) عنقریب دیکھ لوگے عذاب کس پر نازل ہوتا ہے؟ | عنقریب یہ بات تمہارے سامنے آجائے گی کہ دنیا میں رُسوا کُن عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔ اور آخرت کی نہ ٹلنے والی سزا کس کو ملتی ہے؟

جو شخص حق کو چھوڑ کر باطل کا راستہ اختیار کرتا ہے اور حق کی مخالفت کرتا ہے وہ دنیا میں بھی رُسوا ہوتا ہے اس کو دنیا میں بھی حقیقی عزت حاصل نہیں ہوتی اور آخرت کی دائمی سزا بھی بھگتتا ہے۔

(۴۱) آپ رسول ہیں وکیل نہیں ہیں | اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اوپر ہم نے یہ کتاب حق نازل کی ہے جو تمام لوگوں کو سچائی کی دعوت دیتی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اس دعوتِ حق کو اپنے قول اور عمل سے لوگوں تک پہنچا دیں آپ اللہ رب العالمین کی طرف سے اس کے مقرر کئے ہوئے رسول ہیں آپ وکیل و مختار نہیں ہیں۔

قرآن نے جگہ جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جن کو ہم اپنا نمائندہ بنا کر بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے ہمارے وکیل نہیں ہوں گے۔ سب کا وکیل و کارساز خود اللہ ہے کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اس ذمے داری کا بوجھ اٹھا سکے۔

چنانچہ سورۂ زمر کی آیت ۶۲ میں آرہا ہے کہ:-

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۝

(اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا وکیل اور کارساز ہے۔)

سورۂ نساء آیت ۱۳۲ میں ارشاد ہوا ہے ۔

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا

(آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے لئے خدا کی ذات کارساز کافی ہے ۔)

سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲ میں ارشاد ہوا ہے :۔

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝

(میرے سوا کسی اور کو اپنا وکیل اور کارساز مت بناؤ ۔)

تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو اور انھیں راہِ راست پر لانا اس کی ذمہ داری تمہارے اوپر نہیں ہے تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ ان کو سیدھے راستے کی دعوت دو۔ اگر یہ قبول نہ کریں تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے ۔ جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا ۔ پیغام حق پہنچانا آپ کا فرض ہے باقی معاملہ اللہ کے سپرد جس کے قبضہ میں موت وحیات اور سلانا جگانا سب کچھ ہے ۔

(۴۲) نیند بھی ایک طرح کی موت ہے | نیند کی حالت میں احساس وشعور اور فہم وادراک کی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں ۔ جاگتے میں جو انسان کو اختیار اور ارادے کی طاقت ہے وہ سونے کی حالت میں باقی نہیں رہتی ۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نیند موت کی چھوٹی بہن ہے ۔ اور کہاوت ہے کہ مرا اور سویا دونوں برابر ۔ البتہ نیند کی حالت میں وہ روح جس سے سانس چلتی ہے ، نبضیں اچھلتی ہیں ، کھانا ہضم ہوتا ہے وہ روح باقی رہتی ہے ۔ امام بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نیند کی حالت میں روح بدن سے نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے اس طرح باقی رہتا ہے جس طرح سورج لاکھوں میل کے فاصلے سے گرمی اور روشنی کو زمین پر پھینکتا ہے ۔

سورۂ انعام آیت ۶۰ میں ارشاد ہے کہ :۔

وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۝

(وہی ہے جو رات میں تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو) ۔ (پارہ ۷ رکوع ۱۴)

غرض نیند اور موت کا قریبی تعلق ہے ۔ برٹش ہیرا سائیکلوجی کے چیرمین ڈاکٹر ارتھر نے اس موضوع پر یعنی "نیند اور موت کا قریبی تعلق" ایک مقالہ لکھا اور اپنی تحقیق کے دوران نیند اور موت کے تعلق سے قرآنی آیات کا مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے اور آخر اسلام قبول کرکے ڈاکٹر ارتھر سے ڈاکٹر عبداللہ بن گئے ۔

نیند چاہے کتنی ہی لمبی ہو مگر بیدار ہونے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ابھی سویا تھا اور ابھی جاگا ہے ۔ اسی طرح آخرت میں جب دوبارہ زندگی ملے گی تو یوں معلوم ہوگا کہ گھڑی دو گھڑی یا دو یا ایک دن کے بعد جی اٹھے ہیں ۔ نیند کی حالت میں خواب عالم برزخ کے مماثل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اس ارشاد سے انسان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موت اور زندگی اللہ کے قبضے میں ہے کوئی شخص یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ رات کو سویا ہے تو صبح کو زندہ ہی اٹھے گا ۔ ہر وقت سوتے یا جاگتے میں چلتے پھرتے کوئی بھی لمحہ موت کا پیام لا سکتا ہے ۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ۔

أَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ

اَوَ لَوْ	قُلْ	شُفَعَآءَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اتَّخَذُوْا	اَمِ
یا اگر	فرمادیں	شفاعت کرنے والے	اللہ کے سوا	انھوں نے بنالیا	کیا

کیا انھوں نے اللہ کے سوا بنالئے ہیں شفاعت (سفارش) کرنے والے؟ آپ فرمادیں (اس صورت میں بھی)

كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ (۴۳)

لَا یَعْقِلُوْنَ	وَ	شَیْئًا	کَانُوْا + لَا یَمْلِکُوْنَ
نہ وہ سمجھ رکھتے ہوں۔	اور	کچھ	وہ نہ اختیار رکھتے ہوں

کہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ سمجھ رکھتے ہوں؟

(۴۳) أَمْ بَلِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَيِ الْأَصْنَامَ آلِهَةً شُفَعَآءَ عِنْدَ اللّٰهِ بِزَعْمِهِمْ قُلْ لَهُمْ أَ يَشْفَعُوْنَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا مِنَ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِهَا وَلَا يَعْقِلُوْنَ ○ إِنَّكُمْ تَعْبُدُوْنَهُمْ وَلَا غَيْرَ ذٰلِكَ لَا

(۴۳) بلکہ ان کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا کہ یہ ہماری سفارش کریں گے نزدیک اللہ کے یہ ان کا گمان ہے۔

ان سے کہدے کیا یہ بت سفارش کریں گے حالانکہ یہ سفارش وغیرہ کا بالکل اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم ان کو پوجتے ہو۔ اور نہ اور کوئی بات جانتے ہیں۔

تشریح

(۴۳) اللہ کی بارگاہ میں دوسروں کی شفاعت کی کیا دلیل ہے؟ معبود حقیقی اللہ کے علاوہ دوسری کچھ ہستیوں کی بندگی کرنے اور ان کے آگے ماتھا ٹیکنے کی یہ دلیل دی جاتی ہے کہ وہ اللہ کے یہاں ہماری شفاعت کریں گے ہمیں بخشوادیں گے اور ہمارے سفارشی ہوں گے اور ان کے وسیلے سے ہماری حاجت روائی ہوگی۔

یہ ایسی بات ہے جس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ یا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو کہ فلاں فلاں کو میرے یہاں یہ مرتبہ حاصل ہے۔ یا ان ہستیوں نے دعویٰ کیا ہو کہ ہم اپنے زور سے تمہارے کام بنوادیں گے۔ دونوں طرف سے نہ کوئی دلیل ہے نہ دعویٰ ہے۔

پھر یہ کہ معبود حقیقی کو چھوڑ کر ساری نیاز مندیاں انہی کے لئے ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کو سمجھ بھی نہیں ہے نہ وہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس اپنی طرف سے فرض کرلیا کہ ایسا ایسا ہے اور لگ گئے ان کے پیچھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

قُلْ	لِلّٰهِ	الشَّفَاعَةُ	جَمِيْعًا	لَهٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضِ
فرمادیں	اللہ کے لئے	شفاعت	تمام	اسی کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

آپ فرمادیں اللہ ہی کے (اختیار میں) ہے تمام شفاعت، اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

ثُمَّ	اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ	وَ	اِذَا	ذُكِرَ اللّٰهُ	وَحْدَهٗ	اشْمَاَزَّتْ
پھر	اس کی طرف	تم لوٹو گے	اور	جب	ذکر کیا جاتا ہے اللہ	ایک. واحد	متنفر ہو جاتے ہیں

پھر اس کی طرف تم لوٹو گے۔ اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ واحد کا تو جو لوگ آخرت پر ایمان

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

قُلُوْبُ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	وَاِذَا	ذُكِرَ	الَّذِيْنَ
دل	وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	اور جب	ذکر کیا جاتا ہے	ان کا جو

نہیں رکھتے ان کے دل متنفر ہو جاتے ہیں، اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

مِنْ دُوْنِهٖٓ	اِذَا	هُمْ	يَسْتَبْشِرُوْنَ	قُلِ	اللّٰهُمَّ	فَاطِرَ	السَّمٰوٰتِ
اس کے سوا	تو فوراً	وہ	خوش ہو جاتے ہیں	فرمادیں	اے اللہ	پیدا کرنے والا	آسمانوں

سوا ہیں (یعنی اوروں کا) تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ فرمادیں اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

وَالْاَرْضِ	عٰلِمَ	الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	اَنْتَ	تَحْكُمُ	بَيْنَ
اور زمین	جاننے والا	پوشیدہ	اور ظاہر	تو	تو فیصلہ کرے گا	درمیان

اور زمین کے، جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے، تو اپنے بندوں کے درمیان (اس امر میں) فیصلہ

عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ

عِبَادِكَ	فِيْ + مَا	كَانُوْا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ	وَلَوْ	اَنَّ
اپنے بندے	اس میں جو	وہ تھے	اس میں	اختلاف کرتے	اور اگر	ہو

کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اور اگر جن لوگوں نے

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

لِلَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مَا + فِى + الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّمِثْلَهٗ	مَعَهٗ
ان کے لئے جنہوں نے	ظلم کیا	جو کچھ زمین میں	سب کا سب	اور اتنا ہی	اس کے ساتھ

(کفر و شرک کر کے) ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اس کے ساتھ اتنا ہی (اور بھی) ان کے

لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا

لَافْتَدَوْا	بِهٖ	مِنْ	سُوْٓءِ	الْعَذَابِ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	وَبَدَا
بدلہ میں دیں	اس کو	سے	بُرے	عذاب	روز	قیامت	اور ظاہر ہو جائیگا

پاس ہو تو وہ بدلے میں دے دیں روزِ قیامت بُرے عذاب سے (چھڑانے کے لئے) اور اللہ کی طرف

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

لَهُمْ	مِّنَ + اللّٰهِ	مَا	لَمْ يَكُوْنُوْا	يَحْتَسِبُوْنَ
ان پر	اللہ (کی طرف) سے	جو	نہ تھے وہ	گمان کرتے۔

سے ان پر ظاہر ہو جائے جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

(۴۴) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا اَىْ هُوَ مُخْتَصٌّ
بِهَا فَلَا يَشْفَعُ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(۴۵) وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَىْ دُوْنَ اٰلِهَتِهِمْ
اشْمَاَزَّتْ نَفَرَتْ وَانْقَبَضَتْ قُلُوْبُ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا
ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَىِ الْاَصْنَامِ
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○
(۴۶) قُلِ اللّٰهُمَّ بِمَعْنٰى يَا اَللّٰهُ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ مُبْدِعَهُمَا عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ مَا غَابَ وَمَا شُوْهِدَ اَنْتَ تَحْكُمُ
بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○
مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ اِهْدِنِىْ لِمَا اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ
(۴۷) وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ

(۴۴) کہدے کہ اللہ کے اختیار میں ہے تمام سفارشیں
پس بدون اس کے حکم اور اجازت کے کوئی سفارش کسی کی
نہیں کر سکتا اور اسی کی ہے بادشاہت آسمانوں میں اور زمین میں پھر اسی کی
(۴۵) اور جب وقت اللہ وحدہٗ لاشریک کا نام آتا ہے نہ ان کے بتوں کا تو
متنفر اور منقبض ہو جاتے ہیں دل ان لوگوں کے جو آخرت پر ایمان
نہیں رکھتے۔ اور جب اللہ کے سوا ان کے بتوں کا ذکر ہوتا ہے
تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔
(۴۶) تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے بدون
کسی مثال کے جو پہلے گزری ہو جاننے والے پوشیدہ اور
ظاہر امور کے۔ تو فیصلہ فرما دے گا اپنے بندوں میں ان باتوں
کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ امور دین سے تو مجھ کو
ہدایت فرما حق کی ان امور میں سے جن میں وہ اختلاف کرتے
ہیں۔
(۴۷) اور بیشک اگر کافروں کے پاس ہوں وہ تمام چیزیں جو زمین

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ يظنون

میں ہیں اور اسی قدر اور ہوں تو وہ اس کو دیکر قیامت کے سخت عذاب سے چھوٹنا چاہیں گے مگر اس سے ان کو کچھ نفع نہ ہوگا اور نہ وہ عذاب سے چھوٹ سکیں گے اور ان کو ظاہر ہوگا اللہ کی طرف سے وہ معاملہ جس کا وہ گمان نہ کرتے تھے۔

تشریح

(۴۴) سارا اختیار صرف اللہ کو ہے | سارے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ زمین اور آسمان کی سلطنت سب اسی کی ہے۔ ساری سفارش اسی کے اختیار میں ہے اس کی اجازت کے بغیر کس کی مجال ہے کہ زبان ہلا سکے اور سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

شفاعت اور سفارش کے سلسلے میں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے سفارش کرنے کی اجازت دیں گے اور جس کو چاہیں گے اجازت نہیں دیں گے یہاں تک کہ پیغمبر کو بھی اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ کیوں کہ پیغمبر کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کے اُمتیوں نے کیا کیا؟ اس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ان کے اعمال سفارش کے قابل ہیں یا نہیں؟۔

(۴۵) صرف اللہ کے ذکر پر دل کڑھتے ہیں | وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کو یہ یقین نہیں ہے کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی ہے، ایک عالم ہے جہاں ہمارا حساب کتاب ہوگا اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب توحید خالص کا ذکر ہوتا ہے اللہ کی شفاعت اس کی قدرت اس کی حاجت روائی ان باتوں کو بیان کیا جاتا ہے تو ان کے دل اندر سے کڑھتے ہیں ان کو انقباض ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا بھی ذکر آتا ہے تو وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں یعنی ان کا مشرکانہ ذوق توحید خالص کو ہضم نہیں کر پاتا۔

اہل اسلام میں بھی ایسے لوگ ملتے ہیں کہ اگر ان کے سامنے اولیاء اللہ کا ذکر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی جائیں تو وہ بڑے بدمزہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں اور بڑھ چڑھ کر ان کی تعریفیں بیان کی جائیں اور اس سے ان کے ذوق کی تسکین ہوتی ہے ——— بے شک اولیاء اللہ کی سچی محبت ایمان کا حصہ ہے مگر اس محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی پیروی کی جائے۔ اور جس طرح انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے خالص کر لیا تھا ان سے محبت کرنے والے اور ان کو ماننے والے اپنے آپ کو اللہ کے لئے خالص کرلیں۔

(۴۶) معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے | اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے خالق اور مالک ہیں رب العالمین تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جب ان کے معاملے میں بھی جھگڑے ہونے لگیں اور اللہ کا وقار ان کا احترام اور ان کی محبت دلوں میں باقی نہ رہے تو معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے وہی سارے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائیں گے۔ آپ تو اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ ورنہ کیا خدا کی خدائی بھی اختلاف کی چیز ہے۔؟

(۴۷) مال آخرت کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا | روز قیامت جب اللہ کی عدالت میں پیشی ہوگی اور حق و ناحق کے اختلافات کا فیصلہ ہوگا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا کر اس کی شان گھٹاتے تھے ان کا بہت برا حال ہوگا۔ اگر زمین کی ساری دولت ان کے پاس ہو اور اتنی ہی اور بھی ہو تو وہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے سب کچھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر وہاں مال کام نہیں آئے گا وہاں اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انھوں نے کبھی گمان بھی نہیں کیا ہوگا۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

وَبَدَا + لَهُمْ	سَيِّاٰتُ	مَا كَسَبُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا	بِهٖ
اور ظاہر ہو جائیں ان پر	بُرے کام	جو وہ کرتے تھے	اور گھیر لے	ان کو	جو	وہ تھے	اس کا

اور ان پر بُرے کام ظاہر ہو جائیں جو وہ کرتے تھے اور وہ (عذاب) ان کو گھیر لے گا جس کا وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز

يَسْتَهْزِءُوْنَ	فَاِذَا	مَسَّ	الْاِنْسَانَ	ضُرٌّ	دَعَانَا
مذاق اڑاتے	پھر جب	پہنچتی ہے	انسان	کوئی تکلیف	وہ ہمیں پکارتا ہے

مذاق اُڑاتے تھے۔ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا لا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ط

ثُمَّ	اِذَا	خَوَّلْنٰهُ	نِعْمَةً مِّنَّا	قَالَ	اِنَّمَآ	اُوْتِيْتُهٗ	عَلٰى عِلْمٍ
پھر	جب	ہم عطا کرتے ہیں اس کو	کوئی نعمت اپنی طرف سے	وہ کہتا ہے	یہ تو	مجھے دی گئی ہے	پر علم

پھر جب اس کو ہم اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تو مجھے دیا گیا ہے (میرے) علم (کی بنا) پر

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ

بَلْ	هِيَ	فِتْنَةٌ	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ	قَدْ
بلکہ	یہ	ایک آزمائش	اور لیکن	ان میں اکثر	جانتے نہیں	یقیناً

(نہیں) بلکہ یہ ایک آزمائش ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ یقیناً یہ اُن لوگوں

قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

قَالَهَا	الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِهِمْ	فَمَآ + اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا
یہ کہا تھا	جو لوگ	سے	ان سے پہلے	تو وہ نہ دور کیا	ان سے	جو	تھے

نے (بھی) کہا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ تو جو وہ کرتے تھے اس نے ان سے (عذاب کو)

يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ط

يَكْسِبُوْنَ	فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ	مَا + كَسَبُوْا
وہ کرتے	پس انہیں پہنچیں	برائیاں	جو انھوں نے کمائی

دُور نہ کیا۔ پس انہیں پہنچیں (اُن پر آ پڑیں) برائیاں جو انھوں نے کمائی تھیں۔

وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَیُصِیْبُهُمْ سَیِّاٰتُ

وَالَّذِیْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْ ، هٰٓؤُلَآءِ	سَیُصِیْبُهُمْ	سَیِّاٰتُ
اور جن لوگوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	جلد پہنچیں گی انھیں	برائیاں

اوران لوگوں میں سے جنھوں نے ظلم کیا جلد پہنچیں گی (ان پرآ پڑیں گی) برائیاں

مَاکَسَبُوْا ۚ وَمَاهُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۱﴾

مَا کَسَبُوْا	وَ	مَاهُمْ	بِمُعْجِزِیْنَ
جوانھوں نے کمایا	اور	وہ نہیں	عاجز کرنے والے

جوانھوں نے کمائی ہیں اور وہ نہیں ہیں (اللہ کو) عاجز کرنے والے۔

﴿۴۸﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَاکَسَبُوْا وَحَاقَ
نَزَلَ بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ
یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَیِ الْعَذَابُ
﴿۴۹﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الْجِنْسَ
ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ
اَعْطَیْنَاهُ نِعْمَةً اِنْعَامًا
مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی
عِلْمٍ ؕ مِّنَ اللّٰهِ بِاَنِّیْ لَهٗ
اَهْلٌ بَلْ هِیَ اَیِ الْقَوْلَةُ
فِتْنَةٌ بَلِیَّةٌ یُّبْتَلٰی بِهَا الْعَبْدُ
وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○
اَنَّ التَّخْوِیْلَ اِسْتِدْرَاجٌ وَّامْتِحَانٌ
﴿۵۰﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
مِنَ الْاُمَمِ کَقَارُوْنَ وَقَوْمِهٖ
الرَّاضِیْنَ بِهَا فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ
مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○
﴿۵۱﴾ فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَاکَسَبُوْا ؕ
اَیْ جَزَاؤُهَا وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ اَیْ قُرَیْشٍ
سَیُصِیْبُهُمْ سَیِّاٰتُ مَاکَسَبُوْا

﴿۴۸﴾ اورظاہر ہو جاویں گی ان پر برائیاں ان کے افعال کی اور نازل ہوگا ان پر عذاب جس کو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔

﴿۴۹﴾ سوجب کسی انسان کو کوئی تکلیف اور دشواری پیش آتی ہے تو وہ ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھ پر یہ انعام اس لئے ہوا کہ میں اس لائق تھا اور اللہ نے مجھ کو اس لائق جانا

بلکہ یہ بات اس کی ایک فتنہ ہے کہ جس میں بندہ کی آزمائش ہوتی ہے۔

ولیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے کہ عطا استدراج اور آزمائش ہے۔

﴿۵۰﴾ بے شبہ اسی بات کو کہا تھا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گذرے جیسے قارون اور اس کی قوم جو اس کلمہ سے خوش تھے۔ سو ان کے افعال ان کے کچھ کام نہ آئے

﴿۵۱﴾ اور ان کو ان کی بدکرداری کی سزا ملی۔

اور جو لوگ ان میں ظلم کرنے والے اور مشرک ہیں یعنی قریش مر نزدیک ہے کہ ان کو پیش آدیں گی برائیاں ان کی کمائی کی۔

وَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝ اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اس کے بعد

بِفَائِتِیۡنَ عَلٰی اَبۡنَا فَقَحِطُوۡا سَبۡعَ سِنِیۡنَ ثُمَّ وُسِّعَ عَلَیۡهِمۡ۔ سات برس ان پر قحط رہا اس کے بعد فراخی ہوئی۔

تشریح

(۴۸) ان کی پوری کمائی کے نتیجے ان کے سامنے ہوں گے | برے اعمال کی شکل میں جو انھوں نے کمائی کی تھی اور جس طرح انھوں نے سچائی کا مذاق اڑایا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ آخرت کے عذاب کی باتیں بس ویسے ہی ڈرانے کے لئے کی جاتی ہیں وہی چیز ان پر مسلط ہو جائے گی وہ اپنی آنکھوں سے وہ دیکھیں گے جس کو جھٹلاتے تھے جس کا مذاق اڑاتے تھے جس پر ان کا یقین نہیں تھا اور ان کے سارے اعمال کی بنیاد صرف دنیا کے نفع و نقصان پر تھی۔ آج وہ دیکھیں گے کہ سچ بات وہی تھی جس کی دعوت اللہ کے سچے پیغمبر دے رہے تھے اور خبردار کرتے رہے تھے۔

(۴۹) مصیبت اور خوشی میں دوہرا عمل | یہ لوگ جن کو توحید خالص سے چڑ ہے اور صرف اللہ کی صفات عالیہ کا ذکر سن کر ان کا منہ بگڑ جاتا ہے اور اگر ان کے سامنے ان ہستیوں کا ذکر کیا جائے جن سے یہ عقیدت رکھتے ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی عجیب نفسیات ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے کسی تکلیف میں بتلا ہوتے ہیں تو سب کو چھوڑ کر صرف ہمیں پکارتے ہیں اس وقت اللہ کے سوا کوئی یاد نہیں آتا۔ وہ تمام ہستیاں جن سے محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ان کو مصیبت کے وقت میں بھول جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی فطرت اسی کا تقاضا کرتی ہے کہ مصیبتوں کا دفع کرنے والا مشکلات کو حل کرنے والا صرف اللہ ہے اس لئے پریشانی کے وقت اسی کی یاد آتی ہے۔

مگر جب وہ پریشانی کا وقت نکل جاتا ہے اور ہم اسے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ ہمارا شکر گزار ہو وہ کہتا ہے کہ یہ نعمت مجھے اس لئے دی گئی ہے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں اس کا اہل ہوں اور یہ نعمت مجھے اس لئے ملی ہے کہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی غرض اپنی لیاقت اور عقل پر اس کی نظر جاتی ہے اللہ کے فضل و کرم اور اس کی قدرت کی طرف دھیان نہیں جاتا کہ یہ اس کا کرم ہے جو اس نے مجھے نوازا ہے اور اس کا شکر ادا کرے ۔ یہ انسان کا دوہرا انداز ہے مگر جو اللہ کے شاکر بندے ہیں ان کا معاملہ یہ نہیں ہے

اصل میں دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی عطا ہو رہا ہے وہ امتحان کے لئے ہے یہ قابلیت کا انعام نہیں ہے۔ اگر یہاں اللہ تعالیٰ نے کسی کو خوش حالی دی ہے تو یہ بھی آزمائش ہے اور اگر کوئی خستہ حال ہے تو یہ بھی امتحان ہے مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ دنیا میں جو حالات بھی پیش آ رہے ہیں خواہ مشکل کے ہوں یا آسانی کے وہ سب امتحان کے لئے ہیں۔

(۵۰) اپنی قابلیت پہ ناز کرنے والے پہلے بھی گزرے ہیں | یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جن کو اپنی قابلیت پر بڑا ناز تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہماری صلاحیتیں ایسی لاجواب ہیں کہ اس کی وجہ سے ہم مقبول ہیں اور اللہ کے یہاں بھی ہمارا رتبہ ہے۔ مگر جب شامت آئی تو نہ ان کی قابلیت کام آئی نہ دولت۔ سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے قارون بھی یہی کہتا تھا کہ یہ بے پناہ دولت میری قابلیت کا نتیجہ ہے۔ لیکن کوئی چیز کام نہ آسکی۔

(۵۱) جو حال پہلوں کا ہوا وہی ان کا بھی ہوگا۔ | ان سے پہلے جو لوگ دنیا کی دولت یا یہاں کی عزت اور شہرت پر اتراتے تھے اور اس کو اپنی قابلیت کا نتیجہ گردانتے تھے جو حال ان کا ہوا کہ انھوں نے اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتے موجودہ لوگوں میں جو ظالم ہیں اور حد سے گزرنے والے ہیں وہ بھی عنقریب اپنی کمائی کے نتائج بھگتیں گے اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے آئیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے۔ پہلے مجرموں پر ان کی شرارتوں کا وبال پڑا موجودہ مجرمین پر بھی پڑے گا وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اَوَ	لَمْ يَعْلَمُوْٓا	اَنَّ + اللّٰهَ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَآءُ
یا	وہ نہیں جانتے	کہ اللہ	فراخ کرتا ہے	رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع قُلْ

وَيَقْدِرُ	اِنَّ	فِيْ + ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ	قُلْ
اور تنگ کردیتا ہے	بے شک	اس میں	نشانیاں	ان لوگوں کے لئے	وہ ایمان لائے	فرما دیں

تنگ کردیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لائے آپ فرما دیں

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

يٰعِبَادِيَ	الَّذِيْنَ	اَسْرَفُوْا	عَلٰٓي	اَنْفُسِهِمْ	لَا تَقْنَطُوْا
اے میرے بندو	وہ جنھوں نے	زیادتی کی	پر	اپنی جانیں	مایوس نہ ہوں

اے میرے بندو! جنھوں نے زیادتی کی ہے اپنی جانوں پر اللہ کی رحمت

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ

مِنْ	رَّحْمَةِ + اللّٰهِ	اِنَّ + اللّٰهَ	يَغْفِرُ	الذُّنُوْبَ	جَمِيْعًا
سے	اللہ کی رحمت	بے شک اللہ	بخش دیتا ہے	گناہ (جمع)	سب

سے مایوس نہ ہوں بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

اِنَّهٗ	هُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ	
بے شک وہ	وہی	بخشنے والا	مہربان	

بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے

﴿۵۲﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوَسِّعُهٗ لِمَنْ يَّشَآءُ اِمْتِحَانًا وَّيَقْدِرُ يُضَيِّقُهٗ لِمَنْ يَّشَآءُ اِبْتِلَاءً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

﴿۵۲﴾ اور کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ روزی فراخ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے یہ اس کی آزمائش اور امتحان ہے کہ بندے صبر و شکر بھی کرتے ہیں بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

(۵۳) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا بکسر النون وفتحہا وقری بضمہا تیأسوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا لمن تاب من الشرک ای اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(۵۳) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کہدیجئے میرے بندوں گنہگاروں وہ کہ جنھوں نے اپنی جانوں کو خرابی میں ڈالا اور معصیت میں مبتلا کیا اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ تمام گناہ بخش دیتا ہے اس کے جو شرک سے توبہ کرتا ہے بیشک وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

تشریح

(۵۲) فراخی اور تنگی مقبولیت کا معیار نہیں ہے | دنیا میں اللہ تعالےٰ اگر کسی کو کشادگی دیتا ہے رزق کی فراوانی ہوتی ہے یا کسی کو تنگی ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت ہے۔ عقل اور ذہانت یا علم اور لیاقت پر روزی کا انحصار نہیں ہے کتنے ہی عقل مند اور نیک آدمی فاقہ کشی کرتے نظر آئیں گے اور کتنے ہی بے وقوف دولت میں کھیلتے ہوئے ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون رزق اس کی مصلحت اور حکمت پر ہے۔ اہل ایمان کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں جسے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ نظام چلانے والا وہ پروردگار ہے جو ہر ایک کی مصلحت کو خوب سمجھتا ہے۔ کسی کو فراخی میں آزماتا ہے تو کسی کو تنگی میں۔

(۵۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت عام کا اعلان | اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کی بے پایاں اور اس کی عفو درگزر کی شان کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے نبی میرے بندوں سے کہہ دو کہ جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک بنایا ہے، اللہ کے در کو چھوڑ کر دوسرے آستانوں کی جبہ سائی کی ہے اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کا شرک کا گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بڑے سے بڑا گناہ ان سے سرزد ہوا ہو تو انھیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ پروردگار کی طرف رجوع کریں اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کا بڑے سے بڑا گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ — بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتے

(ہاں اگر توبہ کرلے اور اللہ کی طرف لوٹ آئے تو شرک بھی معاف ہو سکتا ہے، اسلام تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔)

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ — اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ (توبہ سے یا بغیر توبہ کے) اگر چاہے تو معاف کرسکتا ہے۔ (سورۂ نساء آیت ۱۱۶ رکوع ۸ پارہ ۵)

یہ آیت ان گناہ گاروں کے لئے امید کا پیغام ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے بڑے بڑے گناہ جو ہم سے سرزد ہوئے ہیں وہ کبھی معاف نہ ہو سکیں گے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ جو کچھ بھی تم کر چکے ہو اس کے بعد اگر اپنے رب کی اطاعت کی طرف پلٹ آؤ تو سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

اگلی آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے کفر و شرک جیسے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں اور اسلام پچھلی تمام خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ

وَاَنِيْبُوْٓا	اِلٰى	رَبِّكُمْ	وَ اَسْلِمُوْا	لَهٗ	مِنْ قَبْلِ
اور رجوع کرو	طرف	اپنا رب	اور فرمانبردار ہو جاؤ	اس کے	اس سے قبل

اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرماں بردار ہو جاؤ اس سے قبل

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اَنْ	يَّاْتِيَكُمُ	الْعَذَابُ	ثُمَّ	لَا تُنْصَرُوْنَ
کہ	تم پر آئے	عذاب	پھر	تم مدد نہ کیے جاؤ

کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تم مدد نہ کیے جاؤ گے

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

وَاتَّبِعُوْٓا	اَحْسَنَ	مَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكُمْ	مِّنْ
اور پیروی کرو	سب سے بہتر	جو	نازل کی گئی	تمہاری طرف	سے

اور پیروی کرو سب سے بہتر (کتاب کی) جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے تمہارے

رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ

رَّبِّكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمُ	الْعَذَابُ
تمہارا رب	اس سے قبل	کہ	تم پر آئے	عذاب

رب کی طرف سے اس سے قبل کہ تم پر اچانک عذاب

بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ لا اَنْ تَقُوْلَ

بَغْتَةً	وَّ	اَنْتُمْ	لَا تَشْعُرُوْنَ	اَنْ	تَقُوْلَ
اچانک	اور	تم	تم کو خبر نہ ہو	کہ	کہے

آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو کہ کوئی شخص کہے۔ ہائے اس پر

نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ

نَفْسٌ	يّٰحَسْرَتٰى	عَلٰى	مَا فَرَّطْتُّ	فِيْ	جَنْۢبِ اللّٰهِ
کوئی شخص	ہائے افسوس	اس پر	جو میں نے کوتاہی کی	میں	اللہ کا حق

افسوس جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی۔

وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ

لَوْ	تَقُوْلَ	اَوْ	السّٰخِرِيْنَ	لَمِنَ	اِنْ كُنْتُ	وَ
اگر	کہے	یا	ہنسی اڑانے والے	البتہ سے	یہ کہ میں تھا	اور

اور یہ کہ میں ہنسی اڑانے والوں میں سے رہا۔ یا یہ کہے کہ اگر

اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾

الْمُتَّقِيْنَ	مِنَ	لَكُنْتُ	هَدٰىنِيْ	اَنَّ ۲ اللّٰهَ
پرہیزگار (جمع)	سے	میں ضرور ہوتا	مجھے ہدایت دیتا	یہ کہ اللہ

اللہ مجھے ہدایت دیتا میں ضرور ہوتا پرہیزگاروں میں سے۔

(۵۴) وَاَنِيْبُوْٓا اِرْجِعُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا اَخْلِصُوا الْعَمَلَ لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ بِمَنْعِهٖ اِنْ لَّمْ تَتُوْبُوْا

(۵۵) وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ هُوَ الْقُرْاٰنُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ قَبْلَ اِتْيَانِهٖ بِوَقْتِهٖ فَبَادِرُوْا اِلَيْهِ قَبْلَ

(۵۶) اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى اَصْلُهٗ يَا حَسْرَتِيْ اَيْ نَدَامَتِيْ عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اَيْ طَاعَتِهٖ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِيْلَةِ اَيْ وَاِنِّيْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ○ بِدِيْنِهٖ وَكِتَابِهٖ

(۵۷) اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ بِالطَّاعَةِ اَيْ

(۵۴) اور اے لوگو متوجہ ہو جاؤ اور رجوع کرو دل سے اپنے رب کی طرف اور اسی کے واسطے خالص عمل کرو پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آوے پھر تم اس کو دفع نہ کر سکو گے اگر توبہ نہ کی۔

(۵۵) اور پیروی کرو بہترین کتب کی جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتاری گئی مراد اس سے قرآن ہے پہلے اس سے آجاوے تم پر اچانک عذاب اور تم کو اس کی کچھ خبر پہلے سے نہ ہو۔

سو جلدی کرو ایمان لانے میں اور قرآن کی پیروی کرنے میں۔ پہلے اس سے کہ

(۵۶) کافر کہے گا اے افسوس اور خرابی میری اس پر جو میں نے کوتاہی کی اللہ کی بندگی میں۔

اور بے شک ..... تھا میں تمسخر کرنے والا اس کے دین اور کتاب پر۔

(۵۷) یا کہے گا بے شک اگر اللہ مجھ کو ہدایت بندگی کی کرتا تو میں ہدایت پاتا اور اس کے عذاب سے نجات پاتا

فَاهْتَدَیْتُ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ عَذَابَہٗ

تشریح

(۵۴) مغفرت کی امید کے بعد توبہ کی طرف توجہ | مغفرت کی امید دلا کر اب توبہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تم اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے اطاعت گذار بن جاؤ۔ گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اللہ کے جود و کرم پر نظر رکھتے ہوئے گناہوں کی راہ چھوڑ دو اور اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کے سپرد کر دو اس کے احکام کے سامنے عاجزی اور خلوص کے ساتھ گردن جھکا دو اور خوب سمجھ لو کہ نجات صرف اس کے فضل سے ممکن ہے۔ ہمارا اللہ کی طرف رجوع بھی اس کے فضل و کرم سے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اللہ کی اطاعت اور اس کی طرف رجوع اس وقت سے پہلے پہلے قبول ہوگا جب تک موت کے آثار نظر نہ آنے لگیں۔ جب موت کے آثار نظر آنے لگیں تو پھر کوئی توبہ قبول نہیں ہے اور جب اللہ کا عذاب آجائے تو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔

(۵۵) قرآن کی پیروی کرو اس سے پہلے کہ اچانک عذاب تمہیں گھیر لے | اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر حضرت محمدؐ پر یہ کتاب نازل کی ہے اس میں تمہاری بہترائی کے لئے وہ گوشے موجود ہیں جن سے تم دونوں جہان کی کامیابی حاصل کرسکتے ہو۔ اللہ نے اس کتاب میں جن باتوں کا حکم دیا ہے ان کو دل و جان سے انجام دو جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک اللہ کا عذاب تمہیں گھیر لے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اس کتاب میں جن قوموں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور اُن کی مثالیں دی گئی ہیں ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو۔

(۵۶) میدانِ حشر میں پچھتاوا | حشر کے میدان میں جب معاملات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو وہ لوگ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشات یا رسم و تقلید اور دنیا کے مزوں میں پڑ کر اللہ کی ہدایت کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ الٹا اللہ کے دین کا اور ان پیغمبروں کا جو ہولناک انجام سے خبردار کرتے تھے ان کی ہنسی اڑاتے رہے اُنھوں نے ان چیزوں کی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ وہ اس وقت پچھتائیں گے اور افسوس کریں گے کہ ہم نے اللہ کو پہچاننے اور اس کا حق مارنے میں بڑی کوتاہی کی۔ بلکہ اُلٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل رہے۔

اور وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ایمان کے بعد ایمان کے تقاضوں کو نہ جانا اور اسی طرح نافرمانی میں مبتلا رہے وہ بھی افسوس کریں گے کہ ہم نے وہ کام کیا جو اللہ کا دین نہ ماننے والوں اور اس کا مذاق اڑانے والوں نے کیا۔ کہ ہم بھی اللہ کے مُطیع بن کر نہ رہے اور نہ اللہ کے دین کی کوئی خدمت انجام دی۔ تو اس وقت کا یہ پچھتاوا اور افسوس کچھ فائدہ مند نہ ہوگا کیونکہ عمل کی مہلت دنیا کی زندگی میں پوری ہو چکی ہوگی اور اب توبہ کا بھی موقع نہ رہے گا۔

(۵۷) کاش مجھے ہدایت ملتی اور میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہوتا | جب حشر کے میدان میں حسرت اور افسوس سے کام نہ چلے گا تو کہے گا کہ اگر مجھے ہدایت دے دیتا اور میں راہ راست پر آجاتا تو آج میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت سے نہیں روکتے۔ ہدایت کے دروازے سب کے لئے کھلے ہوئے ہیں مگر جب تک اندر سے طلب نہ ہو اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں ہے کہ زبردستی پکڑ پکڑ کر راہِ ہدایت پر لائے اگر اس میں ہدایت کی طلب ہوتی اور اہلیت اور استعداد ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دست گیری فرماتے اور اس کو سیدھا راستہ دکھاتے اور آج وہ بھی نیک لوگوں میں شامل ہوتا۔

أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً

أَوْ	تَقُولَ	حِينَ	تَرَى	الْعَذَابَ	لَوْ أَنَّ	لِي	كَرَّةً
یا	وہ کہے	جب	تو دیکھے	عذاب	کاش اگر	میرے لئے	دوبارہ

یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہے کاش! اگر میرے لئے دوبارہ (دنیا میں جانا ہو)

فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۸﴾ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي

فَأَكُونَ	مِنَ	الْمُحْسِنِينَ	بَلَىٰ	قَدْ جَاءَتْكَ	آيَاتِي
تو میں ہو جاؤں	سے	نیکوکار (جمع)	ہاں	تحقیق تیرے پاس آئیں	میری آیات

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں (اللہ فرمائے گا) ہاں تحقیق تیرے پاس میری آیات آئیں

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۵۹﴾

فَكَذَّبْتَ	بِهَا	وَاسْتَكْبَرْتَ	وَكُنْتَ	مِنَ	الْكَافِرِينَ
تو تو نے جھٹلایا	انہیں	اور تو نے تکبر کیا	اور تو تھا	سے	کافروں

تو نے اُنھیں جھٹلایا اور تو نے تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ	تَرَى	الَّذِينَ	كَذَبُوا	عَلَى اللَّهِ
اور قیامت کے دن	تم دیکھوگے	جن لوگوں نے	جھوٹ بولا	اللہ پر

اور قیامت کے دن تم دیکھو گے جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا

وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

وُجُوهُهُمْ	مُسْوَدَّةٌ	أَلَيْسَ	فِي	جَهَنَّمَ	مَثْوًى
ان کے چہرے	سیاہ	کیا نہیں	میں	جہنم	ٹھکانا

اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم

لِلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

لِلْمُتَكَبِّرِينَ	وَيُنَجِّي	اللَّهُ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	بِمَفَازَتِهِمْ
تکبر کرنے والے	اور نجات دیگا	اللہ	وہ جنھوں نے	پرہیزگاری کی	انکی کامیابی کیساتھ

میں نہیں ؟ اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی اللہ اُنہیں ان کو کامیابی کے ساتھ نجات دیگا۔

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۱)

لَا يَمَسُّهُمُ	السُّوْٓءُ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
نہ چھوئے گی اُنہیں	برائی	اور نہ وہ	غمگین ہوں گے۔

نہ اُنھیں کوئی بُرائی چھوئے گی ، نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۵۸) اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً رَجْعَةً اِلَى الدُّنْيَا فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ فَيُقَالُ لَهٗ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ ۔

(۵۸) یا کہے گا جب کہ عذاب کو دیکھے گا کاش میں دوبارہ دنیا میں جاؤں پس ہو جاؤں ایمان والوں میں۔

پس اس کو جواب دیا جائے گا حق تعالیٰ کی طرف سے۔

(۵۹) بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ اَلْقُرْاٰنُ وَهُوَ سَبَبُ الْهِدَايَةِ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ تَكَبَّرْتَ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(۵۹) بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں یعنی قرآن جو سبب ہدایت کا ہے
سو تونے اس کو جھوٹا سمجھا اور اس پر ایمان لانے سے تکبر کیا۔
اور تھا تو اہل کفر وشرک سے۔

(۶۰) وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ اِلَيْهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى مَاْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ عَنِ الْاِيْمَانِ ۔ بَلٰى

(۶۰) اور دیکھے گا تو قیامت میں ان لوگوں کو جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اس کے واسطے شریک بنا کر اور اولاد کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا نہیں ہے دوزخ ٹھکانا تکبر کرنے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کا۔
بے شک ہے!

(۶۱) وَيُنَجِّى اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الشِّرْكَ بِمَفَازَتِهِمْ اَيْ بِمَكَانِ فَوْزِهِمْ مِنَ الْجَنَّةِ بِاَنْ يَّجْعَلُوْا فِيْهِ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(۶۱) اور اللہ دوزخ سے بچائے گا ان لوگوں کو جو شرک سے بچے اور ان کو جنت میں جگہ دے گا کہ وہاں نہ ان کو کوئی برائی پیش آوے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تشریح

(۵۸) عذاب دوزخ دیکھ کر دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا | ایسا شخص جس نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا۔ سچائی اس کے سامنے تھی پھر بھی اس نے قبول نہ کیا۔ حشر کے میدان میں حسرت اور افسوس کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور آخر دوزخ کا عذاب اس کے سامنے آجائے گا تو وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے میں دنیا میں بھیج دیا جاؤں اور نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ مگر اس کی یہ حسرت حسرت ہی رہے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچائی کو سامنے لانے کے لئے ہر طرح کی کوششیں پوری ہو چکی ہیں۔ اندر سے فطرت کے تقاضے بھی ہیں۔ باہر سے اللہ کی ہدایتیں بھی ہیں۔ اس کے بعد کون سی کسر باقی ہے کہ دوبارہ موقع دیا جائے۔

(۵۹) حق کا انکار کرنے والوں کی جھوٹی تمنا | جن لوگوں نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا اب ان کا یہ کہنا کہ اگر ہمیں ہدایت مل جاتی تو ہم بھی آج نیک لوگوں میں شامل ہوتے۔

کیا اللہ کی ہدایت اس کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا اللہ نے اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ خبردار نہیں کیا تھا؟ — اس وقت سُن کر نہ دیا، کسی بات پر دھیان نہیں کیا۔ غرور اور تکبر سے سچائی کو جھٹلاتا رہا اور حق کا انکار کرتا رہا۔ — اللہ کو تیری ٹیڑھی عادت کا پتہ تھا وہ جانتا تھا کہ تیری طبیعت کی افتاد ایسی ہی ہے اگر تجھے ہزار دفعہ بھی دنیا میں بھیجا جاتا تب بھی یہی ہوتا اور تو اسی طرح انکار ہی کرتا۔ جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیتے ہیں وہ آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر بھی اندھے بنے رہتے ہیں ان کی ہٹ دھرمی ان کا تکبر و غرور ان کی سرکشی حق کے قبول کرنے میں مانع آتی ہے جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (آیت ۲۸ پارہ ۷ رکوع ۳)

{ورنہ اگر انھیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے (اس لئے اپنی اس خواہش کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے۔}

اُن کا یہ کہنا کہ ہمیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو ہم نیک کام کریں گے۔ یہ ان کی عقل اور فکر کے کسی صحیح فیصلے اور سوچ سمجھ کر رائے کی تبدیلی کا نتیجہ نہیں ہوگا بلکہ وہ محض اس لئے کہیں گے کہ سچائی بے نقاب ہو چکی ہے جس کے بعد انکار کا کوئی موقع نہیں ہے۔

(۶۰) دُنیا میں سچائی کو جھٹلانے والے قیامت میں روسیاہ ہوں گے | اللہ تعالیٰ نے یہ دین (دینِ حق) سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس دین کو جھٹلاتا اور اس کا انکار کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ کیونکہ سچائی کو جھٹلانے والا یہ کہتا ہے کہ یہ بات اللہ نے نہیں کہی حالانکہ وہ بات واقعتاً اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے بتائی ہے۔ ایسے جھوٹوں کا قیامت کے دن منھ کالا ہوگا اور ان کے جھوٹ کی سیاہی ان کے چہرے سے ظاہر ہوگی۔

پھر یہ کہ انھوں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے سچائی کے سامنے سر نہیں جھکایا اور اس کو تسلیم نہیں کیا ایسے مغرور لوگوں کا ٹھکانا دوزخ کے علاوہ نہیں ہے اسکے مقابلے میں متقین کا کیا مقام ہوگا یہ اگلی آیت میں آرہا ہے۔

(۶۱) پرہیزگار بندوں کا مقام | ان جھوٹے اور مغرور بندوں کے برخلاف جن لوگوں نے دنیا میں حق و صداقت کو قبول کیا اور نیکی کا راستہ اختیار کیا پرہیزگاری کی زندگی گزاری اللہ ان کی ازلی فوز و سعادت کی بدولت کامیابی کے اس اونچے مقام پر پہنچائے گا جہاں ان کو نہ کوئی گزند پہونچے گا نہ وہ غمگین ہوں گے اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں گے۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ﴿۶۲﴾ لَہٗ

لَہٗ	وَّکِیْلٌ	شَیْءٍ	کُلِّ	عَلٰی	وَّھُوَ	کُلِّ شَیْءٍ	خَالِقُ	اَللّٰہُ
اسکے پاس	نگہبان	شے	ہر	پر	اور وہ	ہر شے	پیدا کرنے والا	اللہ

اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہ ہر شے پر نگہبان ہے۔ اسی کے پاس

مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	کَفَرُوْا	وَالَّذِیْنَ	وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	مَقَالِیْدُ
اس کی آیات کے	منکر ہوئے	اور جو لوگ	اور زمین	آسمانوں	کنجیاں

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں، اور جو لوگ اس کی آیات کے منکر ہوئے

ع ۶

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع

	الْخٰسِرُوْنَ	ھُمُ	اُولٰٓئِکَ
	گھاٹا پانے والے	وہ	وہی لوگ

وہی گھاٹا پانے والے ہیں۔

﴿۶۲﴾ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ مُتَصَرِّفٌ فِیْهِ کَیْفَ یَشَاءُ۔

﴿۶۳﴾ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ای مفاتیح خزائنهما من المطر والنبات وغیرهما وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ القرآن اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ متصل بقوله وینجی اللہ الذین اتقوا وما بینهما اعتراض

﴿۶۲﴾ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر ایک چیز میں جس طرح چاہے تصرف کرنے والا ہے۔

﴿۶۳﴾ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں یعنی بارش کا بھیجنا اور کھیتی وغیرہ پیدا کرنا اور ان کے سوا سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیتوں یعنی قرآن کے منکر ہیں وہی ہیں ٹوٹے والے۔

تشریح

﴿۶۲﴾ **اللہ ہر چیز کا خالق اور نگہبان ہے** | اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے اور صرف یہ نہیں کہ وہ پیدا کرنے والا ہے بلکہ ایک ایک چیز کی خبرگیری اور نگہبانی کر رہا ہے جس طرح دنیا کی تمام چیزیں اسکے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی ہیں اس کے باقی رکھنے سے باقی ہیں وہ تمام چیزوں کا رب ہے ہر چیز اس کے پرورش کرنے سے پھل پھول رہی ہے وہ ہر چیز کا نگراں اور کارساز ہے۔

﴿۶۳﴾ **اللہ ہر چیز کا مالک ہے اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں؟** | زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں سب چیزوں میں تصرف اسی کا ہے، ہر چیز پر اقتدار اسی کا ہے۔ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے؟ بہتر یہی ہے کہ اس کے غضب سے ڈرے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اس کی باتوں سے منکر ہو کر گھاٹا ہی گھاٹا ہے اور ایسے آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾

قُلْ	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ	اَعْبُدُ	اَيُّهَا	الْجٰهِلُوْنَ
فرمادیں	توکیا اللہ کے سوا	تم مجھے کہتے ہو	میں پرستش کروں	اے	جاہلو (جمع)

آپؐ فرمادیں اے جاہلو! توکیا تم مجھے کہتے ہو کہ میں اللہ کے سوا (کسی اور) کی پرستش کروں

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ

وَلَقَدْ	اُوْحِيَ	اِلَيْكَ	وَاِلَى	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكَ	لَئِنْ
اور یقیناً	وحی بھیجی گئی ہے	آپ کی طرف	اور طرف	وہ جو کہ	آپ سے پہلے	البتہ اگر

اور یقیناً آپ کی طرف اور آپ کے پہلوں کی طرف وحی بھیجی گئی ہے اگر تم نے

اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾

اَشْرَكْتَ	لَيَحْبَطَنَّ	عَمَلُكَ	وَلَتَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْخٰسِرِيْنَ
تونے شرک کیا	البتہ اکارت جائیں گے	تیرے عمل	اور تو ہوگا ضرور	سے	خسارہ پانے والے

شرک کیا تو تمہارے عمل بالکل اکارت جائیں گے اور تم ضرور خسارہ پانے والوں (زیاں کاروں) میں سے ہوگے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا

بَلِ	اللّٰهَ	فَاعْبُدْ	وَكُنْ	مِّنَ	الشّٰكِرِيْنَ	وَ مَا
بلکہ	اللہ	پس عبادت کرو	اور ہو	سے	شکرگزاروں	اور نہیں

بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکرگزاروں میں سے ہو اور انہوں نے

قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ

قَدَرُوا	اللّٰهَ	حَقَّ	قَدْرِهٖ ۖ	وَالْاَرْضُ	جَمِيْعًا	قَبْضَتُهٗ	يَوْمَ
پہچانا انہوں نے	اللہ	حق	اسکی پہچان	اور زمین	تمام	اسکی مٹھی	روز

اللہ کو نہ پہچانا جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق تھا۔ اور تمام زمین روزِ قیامت اس کی مٹھی

الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَ

الْقِيٰمَةِ	وَالسَّمٰوٰتُ	مَطْوِيّٰتٌ	بِيَمِيْنِهٖ	سُبْحٰنَهٗ	وَ
قیامت	اور تمام آسمان	لپٹے ہوئے	اسکے دائیں ہاتھ میں	وہ پاک ہے	اور

میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور وہ اس سے پاک

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	
برتر	اس سے جو	وہ شرکت کرتے ہیں۔	

اور برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

٦٤ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ غَيْرُ
مَنْصُوْبٌ بِاَعْبُدُ الْمَعْمُوْلِ لِتَاْمُرُوْنِّيْ
بِتَقْدِيْرِ اَنْ بِنُوْنٍ وَاحِدَةٍ وَبِنُوْنَيْنِ
وَاِدْغَامٍ وَفَكٍّ

٦٤ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ الخ
کہہ دے کہ کیا تم مجھ کو غیر اللہ کی پرستش کرنے کا حکم کرتے ہو۔

٦٥ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَاللّٰهِ لَئِنْ
اَشْرَكْتَ يَا مُحَمَّدُ فَرْضًا لَيَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

٦٥ اور حالانکہ بالتحقیق تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف یہ ہی وحی کی گئی ہے کہ اگر اے محمدؐ بالفرض تو شرک کرے گا تو تیرے عمل باطل ہو جاویں گے اور بے شبہ تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

٦٦ بَلِ اللّٰهَ وَحْدَهٗ فَاعْبُدْ وَ
كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝
اِنْعَامَهٗ عَلَيْكَ

٦٦ بلکہ تو اللہ اکیلے ہی کی پرستش کر اور اس کی نعمت کی شکر گزاری کر۔

٦٧ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ ق
مَا عَرَفُوْهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ
اَوْ مَا عَظَّمُوْهُ حَقَّ عَظَمَتِهٖ
حِيْنَ اَشْرَكُوْا بِهٖ غَيْرَهٗ
وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا حَالٌ اَيِ
السَّبْعُ قَبْضَتُهٗ اَيْ مَقْبُوْضَةٌ
لَهٗ فِيْ مُلْكِهٖ وَتَصَرُّفِهٖ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ
مَطْوِيّٰتٌ مَجْمُوْعَاتٌ
بِيَمِيْنِهٖ ط بِقُدْرَتِهٖ
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ مَعَهٗ

٦٧ اور مشرکین نے اللہ کی تعظیم جیسی چاہیئے ویسی نہ کی اور جیسا اس کا حق ماننا چاہیئے نہ مانا کہ اس کے غیر کو اس کے ساتھ شریک کیا۔

اور حال یہ ہے کہ قیامت کے دن ساتوں زمین اس کے قبضہ تصرف میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کی قدرت کے تابع اور اس کے تصرف میں پہونچیں گے۔

وہ پاک ہے اور بلند ہے ان کے شرک سے۔

تشریح

(۶۴) اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا پرلے درجے کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ | جب اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے خالق ہیں مالک و حاکم ہیں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں اُن کے پاس ہیں ہر چیز پر ان کا تصرف ہے وہ رب العالمین ہیں اور احکم الحاکمین ہیں ایک ایک چیز پر اُن کی حکومت ہے۔ تو پھر معبودِ حقیقی بھی وہی ہوئے۔ وہی بندگی کے لائق ہیں۔ اب ان کو چھوڑ کر کسی اور کی بندگی کرنا اور غضب یہ کہ اللہ کے پیغمبروں کو یہ دعوت دینا کہ تم بھی اللہ کی بندگی چھوڑ کر دوسروں کی بندگی شروع کر دو پرلے درجے کی جہالت اور حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ جو خالق ہے وہی معبود ہوگا اور معبود وہی ہوگا جس کی اطاعت زندگی کا مقصود اور حاصل ہو ــــ لہٰذا ایک اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا اور بندگی کے تمام اطوار اسی کیلئے خاص کرنا ہی صحیح اور درست طریقہ ہو سکتا ہے اور یہ بات اللہ نے تمام پیغمبروں کے لئے ارشاد فرمائی ہے۔

(۶۵) عقلی اور نقلی ہر اعتبار سے اللہ ہی معبود ہے | عقل کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو تمام چیزوں کا خالق کون ہے اور پیدا کرنے کے بعد ان کی نگہبانی کرنے والا ان کا پروردگار ہر ہر چیز پر پوری گرفت اور تصرف رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

نقل کی روشنی میں دیکھو تو شروع سے جتنے آسمانی دین ہیں اور اللہ کے نبی اور رسول ہیں سب توحید کے اوپر متفق ہیں اور یہی بات کہتے چلے آرہے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے ساتھ کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے ــــ اور ہر نبی کے ذریعے یہ بات بتادی گئی ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ کسی کو کسی بھی حیثیت سے ساجھی اور شریک کیا تو اس باطل عقیدے کے ساتھ کسی بھی نیکی کو نیکی نہیں سمجھا جائے گا۔ اور ایسے شخص کی پوری زندگی سراسر گھاٹے میں رہے گی۔

(۶۶) عبادت صرف اللہ کی کرو | جب عقلی اور نقلی اعتبار سے ہر طرح سے یہ بات ثابت ہو گئی تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے یکسو ہو کر صرف خدائے واحد کی عبادت و اطاعت کرے اس کا شکر گزار اور وفادار رہے اس کی عظمت و جلال کے مقام کو سمجھے اور اس کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے سرِ نیاز نہ جھکائے۔

(۶۷) اللہ تعالیٰ کی قدر و عظمت کا کیا ٹھکانا ہے۔ | اللہ کی قدر و عظمت اور اس کی شان کو جیسا سمجھنا چاہیئے تھا ویسا سمجھا ہی نہیں ہے اس کی بزرگی اور برتری اور اس کی شانِ رفیع کا ایک اجمالی سا حال یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ایسی ہو گی جیسے کسی بچے کے ہاتھ میں گیند ہوتی ہے ــ اور آسمان اس کے دستِ راست میں کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ہوں گے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین اور سیاروں کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے اور فرمائے گا ــــ میں ہوں خدائے واحد ــــ میں ہوں بادشاہ ــــ میں ہوں جبّار ــــ میں ہوں کبریائی کا مالک ــــ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ ــــ کہاں ہیں جبّار؟ ــــ کہاں ہیں متکبر؟ ــــ

یہ کہتے کہتے حضور ﷺ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہ کہیں آپ منبر سے نیچے نہ گر پڑیں۔ (راوی حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ مسند احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر۔)

یعنی زمین و آسمان اللہ کی دستِ قدرت میں اور اس کی گرفت میں ایسے ہوں گے جیسے کسی کے ہاتھ میں گیند یا رومال ہوتا ہے۔

پاک و بالاتر ہے اس کی ذاتِ پاک اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ کہاں اس کی شان رفعت اور کہاں اس کے ساتھ کسی کی شرکت۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ	فَصَعِقَ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْأَرْضِ	إِلَّا	مَنْ
اور پھونک ماری جائیگی صُور میں	تو بیہوش ہو جائیگا	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	سوائے	جسے

اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو (ہر کوئی) جو آسمانوں اور زمین میں ہے بیہوش ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جسے

شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾

شَآءَ اللّٰهُ	ثُمَّ	نُفِخَ فِيْهِ	أُخْرٰى	فَإِذَا	هُمْ	قِيَامًا	يَّنْظُرُوْنَ
چاہے اللہ	پھر	پھونک ماری جائیگی اسمیں	دوبارہ	تو فورًا	وہ	کھڑے	دیکھتے

اللہ چاہے، پھر اس میں پھونک ماری جائے گی دوبارہ تو وہ فورًا کھڑے ہو جائینگے (اِدھر اُدھر) دیکھنے لگیں گے۔

﴿٦٨﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اَلنَّفْخَةُ الْأُوْلٰى فَصَعِقَ مَاتَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ وَالْوِلْدَانِ وَغَيْرِهِمَا ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ أَيْ جَمِيْعُ الْخَلَائِقِ الْمَوْتٰى قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○ يَنْتَظِرُوْنَ مَا يُفْعَلُ بِهِمْ

﴿٦٨﴾ اور پھونکا جاوے گا صور میں پہلا نفخہ پس مر جاویں گے وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں مگر جس کو اللہ چاہے حور و غلمان وغیرہ پر،

اور پھونکا جاوے گا صور میں دوسرا نفخہ اس وقت تمام مردے اٹھ کھڑے ہوں گے منتظر ہوں گے اس بات کے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔

تشریح

﴿٦٨﴾ نفخِ صُور | قیامت کے روز اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا۔ زمین اور آسمان میں جو بھی ہیں وہ سب گر کر مر جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔

صور پھونکنے کی کیا صورت ہوگی اسکی صحیح کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے قرآن حکیم کی آیتوں سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ اتنا ہے کہ قیامت برپا ہوگی جسمیں زمین آسمان بالکل ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ یہ موجودہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پہلا صور پھونکنے کے بعد دوسرے صور پھونکنے کی درمیانی مدت میں ایک دوسرا نظام فطرت کے دوسرے قوانین کے ساتھ بنایا جائے گا وہی عالمِ آخرت ہوگا۔ دوسرے صور کے ساتھ ہی وہ تمام انسان جو تخلیق آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونگے وہ ازسرِ نو زندہ کیۓ جائیں گے اور اللہ تعالٰے کے حضور میں پیش ہوں گے، اس کا نام حشر ہے۔ حشر اسی زمین پر برپا ہوگا یہیں عدالت قائم ہوگی اور یہیں تمام معاملات چکا دیۓ جائیں گے — ہماری دوسری زندگی اسی طرح جسم و روح کے ساتھ ہوگی جس طرح اب ہے۔ اور اس کی وہی شخصیت ہوگی جو اس دنیا میں ہے۔

دوسری زندگی میں حشر کے عجیب و غریب منظر کو دیکھ کر سب حیرت زدہ ہو کر تکتے رہ جائیں گے۔

وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ

وَ اَشۡرَقَتِ	الۡاَرۡضُ	بِنُوۡرِ + رَبِّهَا	وَ وُضِعَ	الۡكِتٰبُ
اور چمک اُٹھے گی	زمین	اپنے رب کے نور سے	اور رکھ دیجائیگی	کتاب

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھدی جائے گی

وَجِایۡٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ

وَجِایۡٓءَ	بِالنَّبِیّٖنَ	وَ الشُّهَدَآءِ	وَقُضِیَ	بَیۡنَهُمۡ	بِالۡحَقِّ
اور لائے جائینگے	نبی (جمع)	اور گواہ (جمع)	اور فیصلہ کیا جائیگا	انکے درمیان	حق کے ساتھ

اور نبی اور گواہ لائے جائیں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ کیا جائیگا

وَهُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۶۹﴾

وَهُمۡ	لَا یُظۡلَمُوۡنَ	
اور وہ (ان پر)	ظلم نہ کیا جائے گا۔	

اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۶۹ وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ اَضَاءَتۡ بِنُوۡرِ رَبِّهَا حِیۡنَ یَتَجَلّٰی لِفَصۡلِ الۡقَضَاءِ وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ كِتٰبُ الۡاَعۡمَالِ لِلۡحِسَابِ وَجِیۡٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ اَیۡ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتِهٖ یَشۡهَدُوۡنَ لِلرُّسُلِ بِالۡبَلَاغِ وَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ اَیِ الۡعَدۡلِ وَهُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ○ شَیۡئًا

۶۹ اور روشن ہوجاوے گی زمین اپنے رب کے نور سے جبکہ حق تعالیٰ تجلی فرماوے گا مخلوق میں فیصلہ کرنے کو اور رکھی جاوے گی اعمال کی کتاب حساب کے لئے اور لائے جاویں گے پیغمبر اور امت محمد جو گواہی دے گی پیغمبروں کے احکام الٰہی پہنچانے پر اور فیصلہ کیا جاوے گا ساتھ انصاف کے اور لوگوں پر بالکل ظلم نہ کیا جاوے گا۔

تشریح

۶۹ حساب کے لئے اللہ کا نزولِ اجلال | جب میدانِ حشر میں تمام اولادِ آدم جمع ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مناسب حساب کے لئے نزولِ اجلال فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کی تجلی اور نورِ بے کیف سے محشر کی زمین جگمگا اٹھے گی۔ حکم ہوگا حساب کا دفتر کھولا جائے۔ سب کے اعمال نامے پیش کردئے جائیں گے۔ تمام گواہ اور انبیاء ؑ دربارِ خداوندی میں حاضر ہونگے اور ہر شخص کے عمل کا پورے پورے انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ گواہوں میں خود انبیاء ؑ فرشتے، اُمتِ محمدیہ کے لوگ اور ہر امت کے نیک لوگ گواہ بنیں گے یہاں تک کہ انسان کے ہاتھ پاؤں، حیوانات، در و دیوار، شجر و حجر سب گواہی میں شامل ہوں گے۔ انبیاء ؑ سے اس بات کی شہادت لی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ ع۴

وَ وُفِّيَتْ	كُلُّ + نَفْسٍ	مَّا عَمِلَتْ	وَ هُوَ	أَعْلَمُ	بِمَا يَفْعَلُونَ
اور پورا پورا دیا جائیگا	ہر شخص	جو اُسنے کیا (اسکے اعمال)	اور وہ	خوب جانتا ہے	جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا

وَ سِيقَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	إِلَىٰ	جَهَنَّمَ	زُمَرًا	حَتَّىٰ	إِذَا
اور ہانکے جائینگے	وہ جنھوں نے	کُفر کیا (کافر)	طرف	جہنم	گروہ در گروہ	یہانتک کہ	جب

اور کافر ہانکے جائیں گے گروہ در گروہ جہنم کی طرف۔ یہاں تک کہ جب وہ

جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ

جَاءُوهَا	فُتِحَتْ	أَبْوَابُهَا	وَقَالَ	لَهُمْ	خَزَنَتُهَا	أَلَمْ
وہ آئیں گے وہاں	کھولدیے جائینگے	اسکے دروازے	اور کہیں گے	ان سے	اس کے محافظ	کیا نہیں

وہاں آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائینگے اور ان سے کہیں گے اسکے محافظ (داروغہ) کیا

يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَ

يَأْتِكُمْ	رُسُلٌ	مِّنكُمْ	يَتْلُونَ	عَلَيْكُمْ	آيَاتِ	رَبِّكُمْ	وَ
آئے تھے تمہارے پاس	رسول (جمع)	تم میں سے	وہ پڑھتے تھے	تم پر	احکام	تمہارے رب	اور

تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کے احکام پڑھتے تھے۔ اور

يُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ

يُنذِرُونَكُمْ	لِقَاءَ	يَوْمِكُمْ	هَٰذَا	قَالُوا	بَلَىٰ	وَلَٰكِنْ
تمہیں ڈراتے تھے	ملاقات	تمہارا دن	یہ	وہ کہیں گے	ہاں	اور لیکن

تمہیں ڈراتے تھے اس دن کی ملاقات سے۔ وہ کہیں گے "ہاں" لیکن

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾

حَقَّتْ	كَلِمَةُ	الْعَذَابِ	عَلَى	الْكَافِرِينَ
پورا ہوگیا	حکم	عذاب	پر	کافروں

کافروں پر عذاب کا حکم پورا ہوگیا۔

۷۰) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
اَیْ جَزَاءَهٗ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا
يَفْعَلُوْنَ ○ فَلَا يَحْتَاجُ اِلٰى
شَاهِدٍ

۷۰) اور ہر ایک آدمی کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں سو اس کو کسی گواہ کی ضرورت نہیں۔

۷۱) وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا بِعُنْفٍ اِلٰى جَهَنَّمَ
زُمَرًا جَمَاعَاتٍ مُّتَفَرِّقَةً حَتّٰٓى اِذَا
جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا جَوَابُ اِذَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَأْتِكُمْ
رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ
رَبِّكُمْ اَلْقُرْاٰنَ وَغَيْرَهٗ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى
وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ
اَیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الْاٰیَۃَ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

۷۱) وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا الخ۔ اور بزور چلائے جاویں گے کافرین دوزخ کی طرف جماعت در جماعت ہو کر۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس آویں گے کھول دئیے جائیں گے دروازے اس کے۔ اور جو فرشتہ دوزخ پر مقرر ہیں وہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے تم میں کے کہ جو پڑھتے تھے تم پر آیتیں تمہارے رب کی یعنی قرآن وغیرہ اور ڈراتے تھے وہ تم کو اس دن کے آنے سے۔ وہ کہیں گے بیشک پیغمبر ہمارے پاس آئے اور یہ جو کچھ تم کہتے ہو سب کچھ ہوا ولیکن ثابت ہو چکا کلمہ عذاب کا کافروں پر (کلمہ عذاب یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الخ)

تشریح

۷۰) ہر متنفس کو اس کا پورا بدلہ ملے گا | ہر متنفس کو اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ نیکی کے بدلے میں کمی اور بدی کے بدلے میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جتنا اچھا یا برا عمل ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ثبوتوں اور گواہوں کی روشنی میں بالکل ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جائے گا۔

۷۱) فیصلے کے بعد منکرین دوزخ میں پہنچا دئیے جائیں گے | اللہ تعالیٰ کی عدالت کے عادلانہ اور منصفانہ فیصلے کے بعد وہ لوگ جنھوں نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا تھا پیغمبروں کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا۔ جب وہ سزا کے مستحق ٹھیریں گے تو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق ان کے گروہ الگ کئے جائیں گے اور جو گروہ جس سزا کا مستحق ہوگا اللہ کے حکم سے اللہ کے فرشتے ان کو ان کے جہنمی ٹھکانے کی طرف دھکیلیں گے ان کے پہنچنے پر جس طرح دنیا میں سزا یافتہ مجرموں کے لئے جیل کا دروازہ کھولا جاتا ہے اسی طرح ان کے لئے دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا ——— اور ان کو دھکیل کر دوزخ کے دروازے بند کر دئیے جائیں گے۔ جیسا کہ سورۂ ہمزہ میں ارشاد ہے۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ——— (آیت ۸)

(وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔)

یعنی جہنم میں مجرموں کو ڈال کر اوپر سے اس کو بند کر دیا جائے گا۔ مجرموں کو ملامت کرتے ہوئے دوزخ کے فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم انسانوں ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جنھوں نے تمکو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور ان رسولوں کے انسان ہونے کی وجہ سے انکی بات سمجھنا تمہارے لئے مشکل نہ تھا اور کیا انھوں نے تمہیں اس دن سے نہیں ڈرایا تھا؟

اسکے جواب میں مجرمین کہیں گے کیوں نہیں ضرور آئے تھے ہمیں اللہ کی باتیں سنائی تھیں اور آج کے دن سے ڈرایا تھا لیکن ہماری بدبختی کہ ہم نے انکی بات نہ مانی اور عذاب انکار کرنے والوں پر ثابت ہو کر رہا۔

قِيلَ ادْخُلُوٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ فَبِئْسَ

قِيلَ	ادْخُلُوٓا	أَبْوَابَ	جَهَنَّمَ	خٰلِدِينَ	فِيهَا	فَبِئْسَ
کہا جائیگا	تم داخل ہو	دروازے	جہنم	ہمیشہ رہنے کو	اُنہیں	سو بُرا ہے

کہا جائے گا تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو اس میں ہمیشہ رہنے کو۔ سو بُرا ہے

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

مَثْوَى	الْمُتَكَبِّرِينَ	وَسِيقَ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	رَبَّهُمْ
ٹھکانا	تکبر کرنے والے	اور ہانکا (بھیجا) جائیگا	وہ لوگ جو	ڈریں	اپنا رب

تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈریں انہیں جنت کی طرف گروہ در گروہ

إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتّٰىٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

إِلَى الْجَنَّةِ	زُمَرًا	حَتّٰىٓ	إِذَا	جَآءُوهَا	وَفُتِحَتْ	أَبْوَابُهَا
جنت کی طرف	گروہ در گروہ	یہانتک کہ	جب	وہ وہاں آئیں گے	اور کھول دئے جائینگے	اس کے دروازے

لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں آئیں گے اور کھول دئے جائیں گے اس کے دروازے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

وَقَالَ	لَهُمْ	خَزَنَتُهَا	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ	طِبْتُمْ	فَادْخُلُوهَا
اور کہیں گے	اُن سے	اس کے محافظ	سلام	تم پر	تم اچھے رہے	سو اس میں داخل ہو

اور ان سے اس کے محافظ کہیں گے تم پر سلام ہو تم اچھے رہے سو اس میں ہمیشہ رہنے کو

خٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا

خٰلِدِينَ	وَ	قَالُوا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِي	صَدَقَنَا
ہمیشہ رہنے کو	اور	وہ کہیں گے	تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس نے	سچا کیا

داخل ہو اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچا

وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ

وَعْدَهُ	وَأَوْرَثَنَا	الْأَرْضَ	نَتَبَوَّأُ	مِنَ	الْجَنَّةِ
اپنا وعدہ	اور ہمیں وارث بنایا	زمین	ہم مقام کریں	سے۔میں	جنت

کیا اور ہمیں (اس) زمین کا وارث بنایا کہ ہم مقام کریں جنت میں

حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى

تَرَى	وَ	الْعٰمِلِيْنَ	اَجْرُ	فَنِعْمَ	نَشَآءُ	حَيْثُ
آپ دیکھیں گے	اور	عمل کرنے والے	اجر	سو کیا ہی اچھا	ہم چاہیں	جہاں

جہاں ہم چاہیں، سو کیا ہی اچھا ہے عمل کرنے والوں کا اجر اور آپ فرشتوں

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ

يُسَبِّحُوْنَ	حَوْلِ + الْعَرْشِ	مِنْ	حَآفِّيْنَ	الْمَلٰٓئِكَةَ
پاکیزگی بیان کرتے ہوئے	عرش کے گرد	سے	حلقہ باندھے	فرشتے

کو دیکھیں گے حلقہ باندھے عرش کے گرد اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ

وَقِيْلَ	بِالْحَقِّ	بَيْنَهُمْ	وَقُضِيَ	رَبِّهِمْ	بِحَمْدِ
اور کہا جائے گا	حق کے ساتھ	ان کے درمیان	اور فیصلہ کر دیا جائیگا	اپنا رب	تعریف کے ساتھ

پاکیزگی بیان کرتے ہوئے۔ اور ان کے درمیان حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ کر دیا جائیگا اور کہا جائیگا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۸ ع ۵ ۵

	الْعٰلَمِيْنَ	رَبِّ	لِلّٰهِ	الْحَمْدُ
	سارے جہان (جمع)	پروردگار	اللہ کیلئے	تمام تعریفیں

تمام تعریفیں سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہیں

۷۲) قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ مُقَدَّرِيْنَ الْخُلُوْدَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى مَاوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ جَهَنَّمَ

﴿۷۲﴾ ان سے کہا جاوے گا کہ داخل ہو تم جہنم میں تم کو وہیں ہمیشہ کو رہنا ہوگا۔ سو برا ٹھکانا ہے متکبروں کا یعنی دوزخ۔

﴿۷۳﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ بِلُطْفٍ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اَلْوَاوُ فِيْهِ لِلْحَالِ بِتَقْدِيْرِ قَدْ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

﴿۷۳﴾ اور لے جائے جائیں گے نرمی اور خوبی کے ساتھ وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں طرف جنت کے جماعت جماعت یہاں تک کہ جب وہ جنت کے پاس پہونچیں گے اور حال یہ کہ کھلے ہوئے ہوں گے ان کے لئے دروازے جنت کے اور کہیں گے ان سے داروغہ جنت کے سلام ہو تم پر خوش رہو تم

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ حَالًا
فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○
مُقَدِّرِيْنَ الْخُلُوْدَ فِيْهَا وَجَوَابُ
إِذَا مُقَدَّرٌ أَيْ دَخَلُوْهَا وَسَوْقُهُمْ
وَفَتْحُ الْأَبْوَابِ قَبْلَ مَجِيْئِهِمْ
تَكْرِمَةٌ لَهُمْ وَسَوْقُ الْكُفَّارِ
وَفَتْحُ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ عِنْدَ
مَجِيْئِهِمْ لِيَبْقٰى حَرُّهَا
إِلَيْهِمْ إِهَانَةٌ لَهُمْ

(٧٤) وَقَالُوا عَطْفٌ عَلٰى دَخَلُوْهَا
الْمُقَدَّرِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
صَدَقَنَا وَعْدَهٗ بِالْجَنَّةِ
وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ أَيْ أَرْضَ
الْجَنَّةِ نَتَبَوَّأُ نَنْزِلُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ ۚ لِأَنَّهَا كُلَّهَا
لَا يُخْتَارُ فِيْهَا مَكَانٌ عَلٰى
مَكَانٍ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○
الْجَنَّةُ

(٧٥) وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ
حَالٌ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ مِنْهُ يُسَبِّحُوْنَ
حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ حَافِّيْنَ بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ ۚ مُلَابِسِيْنَ لِلْحَمْدِ
أَيْ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ
وَبِحَمْدِهٖ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بَيْنَ
جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ بِالْحَقِّ أَيِ
الْعَدْلِ فَيَدْخُلُ الْمُؤْمِنُوْنَ
الْجَنَّةَ وَالْكَافِرُوْنَ النَّارَ وَ
قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ○ خَتَمَ اسْتِقْرَارَ
الْفَرِيْقَيْنِ بِالْحَمْدِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

پس داخل ہو جاؤ تم جنت میں ہمیشہ کے لئے (جنتیوں کے لئے دروازے جنت کے پہلے سے کھلے ہوں گے بہ سبب ان کی بزرگی اور تعظیم کے۔ اور جواب إذا کا مقدر ہے یعنی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور دوزخیوں کے لئے دوزخ کے دروازے اس وقت کھولے جاویں گے جب وہ وہاں پہنچ جاویں گے تاکہ گرمی دوزخ کی پوری طرح ان پر پہنچے ان کے ذلیل کرنے کو۔

(٧٤) اور جنتی جنت میں جاکر کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ جنت کا۔

اور ہم کو وارث کیا جنت کی زمین کا کہ ہم جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں (کیونکہ جنت کے تمام مکانات ایک سے ایک اعلیٰ ہیں ان میں باہم یہ فرق نہیں کر سکتے کہ یہ اچھا ہے اور یہ برا اس لئے جہاں چاہیں رہیں ہر ایک جگہ عمدہ ہے۔
سو اچھا ہے ثواب نیک عمل کرنے والوں کا یعنی جنت۔

(٧٥) اور دیکھے تو فرشتوں کو گرد عرش کے ہر طرف سے عرش کو گھیرے ہوئے اس حال میں کہ پاکی بیان کرتے ہوں گے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے ہوں گے۔

اور فیصلہ کیا جائے گا تمام مخلوق میں ساتھ انصاف کے سو داخل کئے جاویں گے ایمان والے جنت میں اور کافرین دوزخ میں۔
اور کہا جاوے گا تمام حمد اللہ کی ہے جو رب ہے تمام ج
کا (جس وقت دونوں فریق یعنی جنت والے اور د
اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاویں گے فرشتے اللہ کی تعریف کریں

تشریح

(۷۲) اب پڑے رہو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں | ان سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔ یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ تم نے شیخی اور غرور میں آکر سچی بات نہ مانی۔ اب دوزخ میں پڑے اپنی کرنی کا مزا چکھو۔

(۷۳) اہل جنت کا اعزاز واکرام | اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور اطاعت گزار بندوں کو ان کے درجات کے مطابق گروہ در گروہ نہایت احترام کے ساتھ جنت میں لے جایا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو اہل جنت کے لئے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے جیسا کہ سورۂ صٓ میں ارشاد ہوا جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (آیت ۵۰) (ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے)

اور جنت کے منتظم فرشتے نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ سلام کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے۔

(۷۴) اہل جنت کا اظہار تشکر | اہل جنت اللہ کی اس نعمت پر اس کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ انبیاء کرام کی زبان سے جو ہم باتیں سنتے تھے وہ آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اس نے ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنا دیا کہ جہاں چاہیں رہیں اور اپنی مقرر کردہ اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی جگہ کو جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ بے روک ٹوک آئیں جائیں کیا ہی بہترین اجر اور انعام ہے عمل کرنیوالوں کے لئے۔

(۷۵) اللہ کی حمد پر عدالت کی برخواستگی | احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ کا یہ انصاف پرور فیصلہ اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی ٹھیک ٹھیک جزا اور تمام انسانوں کا اللہ کے فیصلے کے مطابق اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جانا ایک عجیب منظر ہوگا کہ بے شمار فرشتے اللہ کے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کر رہے ہوں گے اور جب ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق فیصلہ سنا دیا جائے گا تو پوری کائنات پکار اٹھے گی تعریف صرف رب العالمین کے لئے ہے

۴۰

المؤمن

ترتیب تلاوت : ــــــ ۴۰	ترتیب نزول : ــــــ ۶۰
مکّی / مدنی : ــــــ مکّی	تعداد رکوعات : ــــــ ۹
تعداد آیات : ــــــ ۸۵	تعداد الفاظ : ــــــ ۱۲۴۲
تعداد حروف ــــــ ۵۲۱۳	

○ اس سورت کی آیت ۲۸ ہے " وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ "
اس آیت میں لفظ مومن کو سورۃ کا عنوان بنایا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں اس خاص مومن کا ذکر آیا ہے جو آلِ فرعون میں سے تھا۔

○ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت سابقہ سورت سورۂ زُمر کے فوراً بعد نازل ہوئی ہے

○ یہ سورت جن حالات میں نازل ہوئی ہے اس میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو روکنے کے لئے اور اصل دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے غیر ضروری بحثیں چھیڑی جائیں، ایسے ایسے سوالات اُٹھائے جائیں کہ مسلمان اسی میں اُلجھ کر رہ جائیں۔ طرح طرح کے الزامات لگا کر قرآن مجید کی تعلیم اسلام کی دعوت اور حضور نبی کریم ؐ کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات اور وسوسے پیدا کئے جائیں تاکہ لوگ اس کا جواب دینے میں اُلجھ کر رہ جائیں اور اصل کام نظروں سے اوجھل ہو جائے۔
دوسرے یہ کہ ایسی فضا پیدا کی جائے کہ نبی ؐ کو قتل کرنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ عرب کے مخصوص قبائلی

نظام کی وجہ سے ایک ہاشمی اور قریشی پر جس کا خاندان عرب میں قابلِ احترام سمجھا جاتا تھا براہ راست ہاتھ ڈالنا آسان نہ تھا اس لئے آپ کے خلاف نفرت کی ایسی فضا پیدا کی جائے کہ اگر آپ کو قتل کیا جائے تو کوئی زیادہ شورش برپا نہ ہو۔

قتل کے یہ ارادے کوئی چھپے ہوئے نہیں تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ابن معیط نے براہ راست، نماز پڑھتے ہوئے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنا چاہا تھا۔ عین وقت پر حضرت ابو بکر پہونچ گئے اور انھوں نے دھکا دے کر عقبہ کو پیچھے ہٹایا۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ جس وقت ابو بکر رض عقبہ کے ساتھ الجھے ہوئے تھے تو اُن کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ :- اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ؟ (کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔)

اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے سورۂ مومن کا پورا خطبہ مخالفین کے اس فکر پر بھرپور تبصرہ ہے۔ ان کے قتل کی سازش کے جواب میں آلِ فرعون کے ایک مومن کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو کہ اس سورت کی آیت ۲۳ سے لے کر آیت ۵۵ تک چلا ہے۔

ان کی بے ہودہ سازشوں کے جواب میں توحید اور آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اصل محرک کو بے نقاب کیا گیا ہے جس کی بنا پر قریش کے سردار نبی ﷺ کے خلاف پوری سرگرمی کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ یہ بات صاف کردی گئی ہے کہ تمہارے انکار کی وجہ صرف تمہارا یہ تکبر ہے کہ اگر تم نے محمد ﷺ کی نبوت تسلیم کرلی تو تمہاری بڑائی قائم نہیں رہ سکے گی۔ آیت ۵۶ کے الفاظ ان کے اس جھوٹ کا پردہ چاک کرتے ہیں کہ دعویٰ نبوت پر ان کے اعتراضات حقیقی ہیں۔ آیت کا اسلوب ملاحظہ فرمائیے کس طرح دلوں میں چھپے ہوئے گھمنڈ کو کھول دیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

(حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کسی سند و حجت کے بغیر جو اُن کے پاس آئی ہو اللہ کی آیت میں جھگڑے کر رہے ہیں ان کے دلوں میں کبر بھرا ہوا ہے مگر وہ اس بڑائی کو پہنچنے والے نہیں ہیں جس کا وہ گھمنڈ رکھتے ہیں۔ پس اللہ کی پناہ مانگ لو وہ سب کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے۔)

مخالفین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان بے ہودہ باتوں سے باز آؤ ورنہ تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا، جو پچھلی قوموں کا ہوچکا ہے۔

آیاتھا ۸۵	۴۰ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ ۶۰	رُکُوْعَاتُھَا ۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

حٰمٓ ⓵ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ⓶

حٰمٓ	تَنْزِیْلُ	الْکِتٰبِ	مِنَ اللّٰہِ	الْعَزِیْزِ	الْعَلِیْمِ
حا۔ میم	اتارا جانا	کتاب (قرآن)	اللہ سے	غالب	ہر چیز کا جاننے والا

حا۔میم اس قرآن کا اتارا جانا اللہ غالب ، ہر چیز کے جاننے والے (کی طرف) سے ہے

سُوْرَۃُ غَافِرٍ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الْاٰیَتَیْنِ خَمْسٌ وَثَمَانُوْنَ اٰیَۃً بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) حٰمٓ ○ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ

(۲) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ اَلْقُرْاٰنِ مُبْتَدَأٌ مِنَ اللّٰہِ خَبَرُہٗ اَلْعَزِیْزِ فِیْ مُلْکِہٖ اَلْعَلِیْمِ ○ بِخَلْقِہٖ

سورۂ غافر مکی ہے مگر آیۃ " الا الذین یجادلون " آخر تک اور اس سورت میں پچاسی آیتیں ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) حٰمٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حرفوں سے ارادہ کیا۔

(۲) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ الخ قرآن اللہ کا اتارا ہوا ہے جو غالب ہے اپنے ملک میں جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو

تشریح

(۱) حٰمٓ | حا۔ میم۔ دوسرے حروف مقطعات کی طرح اس کو بھی الگ الگ حروف حا اور میم پڑھا جاتا ہے۔ ان حروف کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بعض حضرات نے ان کے معنیٰ متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام کا ایک اسلوب اور انداز ہو۔

(۲) اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے | یہ کتاب قرآن مجید جو اس کے بندے اور پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل ہو رہی ہے یہ کسی معمولی ہستی کا کلام نہیں ہے یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے — جس کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ زبردست اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کے فیصلے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اس کے فرمان سے منھ موڑ کر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

دوسری صفت اس کی یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ہر چیز سے باخبر ہے۔ اس کا علم لامحدود ہے۔ وہ ہر چیز کا براہِ راست علم رکھتا ہے اس لئے وہ باتیں جو ادراک اور حس کے دائرے سے باہر ہیں ان کے بارے میں صرف وہی جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی فلاح کس چیز میں ہے اس کی تعلیم صحیح علم اور حکمت پر مبنی ہے اسلئے جو انسان اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے گا وہی فلاح یاب ہوگا۔

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي

غَافِرِ	الذَّنْۢبِ	وَقَابِلِ	التَّوْبِ	شَدِيْدِ	الْعِقَابِ	ذِي
بخشنے والا	گناہ (جمع)	اور قبول کرنے والا	توبہ	سخت	عذاب والا	والا

گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا ، بڑے

الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ مَا يُجَادِلُ

الطَّوْلِ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	اِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ	مَا يُجَادِلُ
بڑے فضل	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا	اسی کی طرف	لوٹ کر جانا	وہ نہیں جھگڑتے

فضل والا ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔ نہیں جھگڑتے

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ

فِيْٓ	اٰيٰتِ + اللّٰهِ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَلَا يَغْرُرْكَ
میں	اللہ کی آیات	مگر	وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	سو تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالدے

اللہ کی آیات میں مگر وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ، سو تمہیں اُن کا شہروں (آرام چین سے)

تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④

تَقَلُّبُهُمْ	فِي	الْبِلَادِ
ان کا چلنا پھرنا	میں	شہروں

چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے۔

③ غَافِرِ الذَّنْۢبِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَقَابِلِ التَّوْبِ لَهُمْ مَصْدَرٌ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَيْ لِلْكَافِرِيْنَ مُشَدِّدَهٗ ذِي الطَّوْلِ ۭ اَيْ الْاِنْعَامِ الْوَاسِعِ وَهُوَ مَوْصُوْفٌ عَلَى الدَّوَامِ بِكُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَاِضَافَةُ الْمُشْتَقِّ مِنْهَا لِلتَّعْرِيْفِ كَالْاَخِيْرَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ الْمَرْجِعُ

③ بخشنے والا ہے گناہ ایمان والوں کے اور قبول فرمانے والا توبہ ان کی سخت عذاب کرنے والا ہے کافروں کو بڑے انعام والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا اسی کی طرف سب کو رجوع ہونا ہے۔

④ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

④ اللہ کی آیتوں یعنی قرآن میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہوئے

اَلْقُرْاٰنِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ ○ لِلْمَعَاشِ سَالِمِیْنَ فَاِنَّ عَاقِبَتَھُمُ النَّارُ

مکہ والوں میں سے۔
پس اے محمدؐ تجھ کو دھوکہ میں نہ ڈالے کافروں کا صحیح سالم طلب روزی میں شہروں میں پھرنا کہ انجام ان کا بالیقین دوزخ ہے۔

تشریح

(۳) اس کے سوا کوئی معبود نہیں | یہ کلام جس پروردگار کی طرف سے نازل ہو رہا ہے اس کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ توبہ قبول کر کے گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہ ہو اور توبہ کو مستقل اطاعت قرار دے کر اس پر اجر و ثواب عنایت فرماتا ہے۔ سرکشی کرنے والے اپنی روش چھوڑ کر اس کے دامنِ رحمت میں جگہ پا سکتے ہیں۔

یہاں "غافر الذنب" (گناہ معاف کرنے والا) اور "قابل التوب" (توبہ قبول کرنے والا) ان دونوں صفتوں کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے گناہ جہاں توبہ سے معاف ہوتے ہیں وہاں نیکیوں سے بھی برائیاں دور ہوتی ہیں۔ اور جو انسان کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ بھی اس کی خطاؤں کا بدل بن جاتی ہیں اور اس سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہوں کی معافی ان اہلِ ایمان کے لئے ہے جو سرکشی اور بغاوت کے ہر جذبے سے خالی ہوں اور بشری کمزوری کی وجہ سے ان سے گناہ سرزد ہو گئے ہوں۔

جس رب العالمین کی طرف سے یہ کلام نازل ہو رہا ہے اسکی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ جہاں معاف کرتا ہے توبہ قبول کرتا ہے وہیں سخت سزائیں بھی دینے والا ہے۔ بندگی کی راہ اختیار کرنے والوں کے لئے وہ جتنا رحیم ہے سرکش اور باغیوں کے لئے اتنا ہی سخت بھی ہے۔ جب کوئی سرکش اور باغی ان حدوں سے گزر جاتا ہے جن میں خطا بخشی کا مستحق ہو سکتا ہے تو پھر وہ سزا کا مستحق بنتا ہے۔

وہ احکم الحاکمین جس کا یہ کلام حضرت محمدؐ پر نازل ہو رہا ہے، اس کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ بڑا صاحبِ فضل ہے۔ بڑی وسعت اور غنا والا ہے جو اپنے بندوں پر انعام و اکرام کی بارشیں برساتا ہے تمام مخلوقات پر اس کے احسانات ہیں اور اس کی مخلوق کو جو بھی کچھ مل رہا ہے یہ سب اس کے فضل و کرم سے ہے۔

وہ ذات ذی وقار جنکی یہ پانچ صفتیں بیان کی گئیں اسکے سوا حقیقت میں کوئی معبود نہیں ہے اور سب کو پلٹ کر اس کے پاس جانا ہے جہاں پہونچ کر ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا اسکے سوا کوئی جزا اور سزا کا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔

(۴) ہٹ دھرم لوگ ہی اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں | اللہ تعالٰے کی عظمت کی نشانیاں اور اس کے دلائل اتنے واضح ہیں کہ اسمیں جھگڑا کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ بھلا کون انکار کر دیگا کہ اللہ تعالیٰ اس زمین و آسمان اور پوری کائنات کے خالق و پروردگار ہیں۔ کون کہہ دے گا کہ انسان کو پیدا کرنے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہو سکتا ہے۔ ان تمام کھلی نشانیوں کے باوجود ہٹ دھرم اور ضدی لوگ اور جنھوں نے یہ ٹھان رکھی ہے کہ وہ حق بات کو مان کر نہیں دینگے، ان کھلی کھلی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں اسمیں جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔

اب رہی یہ ان کی ظاہری شان و شوکت کہ وہ جھوٹی شان کے ساتھ اکڑے پھر رہے ہیں یا انکے پاس کچھ جاہ و منصب ہیں یا وہ دولت اور خوشحالی میں دوسروں سے کچھ آگے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر دھوکا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چند روز کی وضعداریاں اللہ کی طرف سے اس کی حکمت کے مطابق ڈھیل اور مہلت ہے۔ جب وقت آئے گا یہ سارا نشہ ہرن ہو جائیگا اور پچھلی قوموں کی طرح اللہ کی پکڑ میں آجائیں گے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ

كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمُ نُوحٍ	وَّالْأَحْزَابُ	مِنْ بَعْدِهِمْ	وَهَمَّتْ	كُلُّ + أُمَّةٍ
جھٹلایا	ان سے قبل	نوح کی قوم	اور گروہ (جمع)	ان کے بعد	اور ارادہ کیا	ہر اُمت

ان سے قبل نوح ؑ کی قوم اور ان کے بعد (دوسرے) گروہوں نے جھٹلایا اور ہر اُمت نے اپنے رسولوں

بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ

بِرَسُولِهِمْ	لِيَأْخُذُوهُ	وَجَادَلُوا	بِالْبَاطِلِ	لِيُدْحِضُوا	بِهِ	الْحَقَّ
اپنے رسول کے متعلق	کہ وہ اسے پکڑلیں	اور جھگڑا کریں	ناحق	ناچیز کر دیں	اس سے	حق

کے متعلق ارادہ کیا کہ وہ اسے پکڑلیں اور ناحق جھگڑا کریں تاکہ اس سے حق کو ناچیز کر دیں تو میں نے

فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۵

فَأَخَذْتُهُمْ	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ	
تو میں نے انہیں پکڑلیا	سو کیسا	ہے	میرا عذاب	

انہیں پکڑلیا سو (دیکھو) کیسا ہوا میرا عذاب

۵ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ كَعَادٍ وَّثَمُودَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ يَقْتُلُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا يُزِيلُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ بِالْعِقَابِ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ لَهُمْ أَيْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهُ

۵ ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم نے اور ان کے بعد کے لوگوں نے جیسے عاد اور ثمود وغیرہ ان سب نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ہر ایک گروہ نے اپنے پیغمبر کے مار ڈالنے کا قصد کیا اور حق کے باطل کرنے کو ناحق جھگڑا کیا پس تو دیکھ ان پر کیوں کر میرا عذاب آیا یعنی مناسب اور با موقع ہوا۔

تشریح

۵ پچھلی قوموں کا انجام | پیغمبروں کو جھٹلانا اور نہ صرف جھٹلانا بلکہ ان کو تکلیفیں پہنچانا اور ان کے قتل تک کے درپے ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے پچھلی بہت سی امتیں اپنے پیغمبروں کے ساتھ ایسی حرکتیں کر چکی ہیں انہیں نوح کی قوم بھی تھی اور بھی بہت سے دوسرے جنھوں نے یہ کام کیا ہے اور باطل کے ہتھیاروں سے حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے تاکہ حق کی آواز کو ابھرنے نہ دیں لیکن ہم نے ان کا داؤ چلنے نہیں دیا اور ان کو پکڑ کر سخت سزائیں دیں پھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی سخت ہوئی کہ ان کی جڑ بنیاد ختم ہو گئی آج بھی ان تباہ شدہ قوموں کے آثار کہیں کہیں عبرت کی نشانی کے طور پر نظر آجائیں گے۔

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَنَّهُمْ

وَكَذٰلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ	رَبِّكَ	عَلَى	الَّذِينَ + كَفَرُوٓا	اَنَّهُمْ
اور اسی طرح	ثابت ہوگئی	بات	تمہارے رب	پر	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کہ وہ

اور اسی طرح تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی کہ وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۶﴾ اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُونَ

وقف لازم

اَصْحٰبُ + النَّارِ	اَلَّذِينَ	يَحْمِلُونَ	الْعَرْشَ	وَمَنْ + حَوْلَهٗ	يُسَبِّحُونَ
دوزخ والے	وہ جو (فرشتے)	اٹھائے ہوئے ہیں	عرش	اور جو اسکے اردگرد	وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں

دوزخ والے ہیں ۔ جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے اردگرد ہیں وہ تعریف کیساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا ج

بِحَمْدِ	رَبِّهِمْ	وَيُؤْمِنُونَ	بِهٖ	وَيَسْتَغْفِرُونَ	لِلَّذِينَ	اٰمَنُوا
تعریف کے ساتھ	اپنا رب	اور ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور مغفرت مانگتے ہیں	انکے لئے جو	وہ ایمان لائے

پاکیزگی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی، اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو ایمان لائے انکے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا

رَبَّنَا	وَسِعْتَ	كُلَّ شَيْءٍ	رَّحْمَةً	وَّعِلْمًا	فَاغْفِرْ	لِلَّذِينَ + تَابُوا
اے ہمارے رب	سمو لیا ہے	ہر شے	رحمت	اور علم	سو تو بخشدے	وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی

اے ہمارے رب ! ہر شے کو سمو لیا ہے (تیری) رحمت اور علم نے سو تو ان لوگوں کو بخشدے جنھوں نے توبہ کی

وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۷﴾

وَاتَّبَعُوا	سَبِيلَكَ	وَقِهِمْ	عَذَابَ	الْجَحِيمِ	
اور انھوں نے پیروی کی	تیرا راستہ	انہیں بچالے	عذاب	جہنم	

اور تیرے راستے کی پیروی کی انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے

﴿۶﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
اَيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الْاٰيَة عَلَى الَّذِينَ
كَفَرُوٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ○ بَدَلٌ

﴿۷﴾ مِنْ كَلِمَةُ اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ
مُبْتَدَأٌ وَمَنْ حَوْلَهٗ عَطْفٌ عَلَيْهِ

﴿۶﴾ اور اسی طرح ثابت ہوا کلمہ تیرے رب کا یعنی لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الخ ان لوگوں پر جو کافر ہوئے ۔ بیشک وہ دوزخی ہیں ۔

﴿۷﴾ جو فرشتے کہ عرش کو اٹھاتے ہیں اور وہ جو کہ ان کے گرد ہیں ۔

يُسَبِّحُونَ خَبَرُهُ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ مُلَابِسِينَ لِلْحَمْدِ اَيْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ تَعَالٰى بِبَصَائِرِهِمْ اَيْ يُصَدِّقُونَ بِوَحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰى وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَقُولُونَ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا اَيْ وَسِعَ رَحْمَتُكَ كُلَّ شَيْءٍ وَعِلْمُكَ كُلَّ شَيْءٍ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا مِنَ الشِّرْكِ وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ النَّارُ

تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی ساتھ حمد کے یعنی سبحان اللہ وبحمدہٖ کہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور بخشش چاہتے ہیں ایمان والوں کے لئے کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے، تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر وسیع ہے سو بخش تو ان لوگوں کو جو شرک سے تائب ہوئے۔

اور دین اسلام کی پیروی کی۔
اور ان کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

تشریح

(۶) دنیا میں یہ آخری سزا نہیں تھی انھیں جہنم کا عذاب بھی بھگتنا ہے | دنیا میں ایسی قوموں کی تباہی جنھوں نے حق کا مقابلہ کیا، پیغمبروں کو ستایا، انہیں تکلیفیں دیں کوئی آخری سزا نہیں تھی بلکہ انھیں آخرت کا عذاب بھی بھگتنا ہے وہاں جہنم ان کی منتظر ہے جس طرح پچھلی قوموں کا یہ حال ہوا ہے اب یہ لوگ جو حرکتیں کر رہے ہیں ان کا بھی یہی حال ہونا ہے کہ ان کو بھی جہنم کا مزہ چکھنا ہوگا۔

(۷) منکرین کے مقابلے میں مومنین کی فضیلت | حق وصداقت سے منہ پھیرنے والوں کا جو حال ہوگا اس کے مقابلے میں اللہ کے وہ مومن بندے جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں ان کی فضیلت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ارد گرد حاضر رہتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کا ایمان اور یقین رکھتے ہیں وہ غائبانہ طور پر مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور عرض گزار رہتے ہیں کہ اے پروردگار آپ کا علم اور آپ کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اے پروردگار آپ کے مومن بندے جو برائیوں کو چھوڑ کر صدق دلی کے ساتھ آپ کی طرف رجوع ہوں اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش کر رہے ہوں بشری تقاضے سے اور انسانی کمزوری کی وجہ سے ان سے خطائیں سرزد ہو جائیں تو آپ اپنے فضل وکرم سے ان کو معاف کر دیں نہ دنیا میں ان پر کوئی گرفت ہو اور نہ انھیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے۔ آپ اپنی رحمت سے ایسے لوگوں کو بخش دیں۔ ایمان کا وہ رشتہ ہے جس نے دو الگ قسم کی مخلوق کو جو ایک عرشی ہے اور دوسری فرشی دونوں کو اس رشتہ کی وجہ سے ایک کر دیا ہے اور وہ بھی اللہ کے مومن اور صالح بندوں کے لئے اللہ کے حضور میں دعائیں کر رہے ہیں۔

دوسری طرف یہ بدنصیب ہیں جو نہ خود ایمان لاتے ہیں اور نہ دوسروں کا ایمان لانا ان کو پسند ہے بلکہ مومنین پر ان کی دست درازیاں اور چیرہ دستیاں اہل ایمان کے دلوں کو زخمی کئے دے رہی ہیں۔ ان کے لئے تسلی کا سامان ہے کہ تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ ملائکہ مقربین تمہارے لئے دعا گو ہیں۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

رَبَّنَا	وَاَدْخِلْهُمْ	جَنّٰتِ عَدْنِ	الَّتِیْ	وَعَدْتَّهُمْ	وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ	اٰبَآئِهِمْ
اے ہمارے رب	اور انھیں داخل کرنا	ہمیشگی کے باغات	وہ جن کا	تو نے ان سے وعدہ کیا	اور جو	صالح ہیں	سے	اُنکے باپ دادا

اے ہمارے رب! اور انہیں ہمیشگی کے باغات میں داخل فرما، وہ جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور (ان کو بھی) جو صالح ہیں ان کے باپ دادا میں سے

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۸ ۙ

وَاَزْوَاجِهِمْ	وَذُرِّیّٰتِهِمْ	اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِیْزُ	الْحَكِیْمُ
اور ان کی بیویوں	اور ان کی اولاد	بے شک تو	تو ہی	غالب	حکمت والا

اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے

۸ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ اِقَامَةٍ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ عطف عَلٰی هُمْ فِیْ وَاَدْخِلْهُمْ اَوْ فِیْ وَعَدْتَّهُمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ فِیْ صُنْعِهٖ

۸ اے ہمارے رب اور داخل کر ان کو جنت اقامت میں کہ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

اور ان کے باپ دادوں سے اور بیبیوں سے اور اولاد سے جو ان میں سے نیک ہیں وعدہ فرمایا بے شک تو غالب حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

۸ اہل ایمان اور ان کے اقربا کے جنت کے داخلے کے لئے فرشتوں کی دُعائیں | اللہ کے مقرب فرشتے جہاں اہل ایمان کے لئے مغفرت کی دعائیں کریں گے وہ یہ بھی دعا کریں گے کہ اے اللہ ان ایمان والوں کو ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے اور ان کی بخشش کرتے ہوئے ان کو ہمیشہ رہنے والوں کی جنتوں میں داخل فرمائیں جن کا آپ نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے پروردگار ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے ان کے ماں باپ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع فرما دیجیے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ ہم اہل ایمان کے اہل وعیال کو ان کے ساتھ جمع کر دیں گے جیسا کہ سورۂ طور میں ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ (پارہ ۲۷ رکوع ۱ آیت ۲۱)

(جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دینگے۔ ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہن ہے۔)

اس آیت میں خوش خبری دی گئی ہے کہ اگر اولاد کسی نہ کسی درجۂ ایمان میں بھی اپنے آباء کے نقش قدم کی پیروی کرتی رہی ہو تو خواہ اپنے عمل کے لحاظ سے وہ اس مرتبے کی مستحق نہ ہو جو آباء کو ان کے بہتر ایمان وعمل کی بنا پر حاصل ہوگا پھر بھی اولاد اپنے آباء کے ساتھ ملا دی جائے گی اور وہ جنت میں ان کے ساتھ ہی رکھی جائے گی۔ اور اولاد کا درجہ بڑھا کر انھیں اوپر پہنچا دیا جائے گا۔ تو فرشتے بھی ان کے لئے اللہ سے سفارش کریں گے اور عرض کریں گے کہ اے پروردگار آپ قادر مطلق اور ہر چیز پر غالب ہیں جو چاہیں آپ فیصلہ فرما سکتے ہیں اور آپ کا ہر فیصلہ حکیمانہ ہوتا ہے۔

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ

وَقِهِمُ	السَّيِّاٰتِ	وَمَنْ	تَقِ	السَّيِّاٰتِ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ رَحِمْتَهٗ
اور انہیں بچالے	برائیاں	اور جو	بچا	برائیاں	اس دن	تو تونے اس پر رحم کیا

اور انھیں برائیوں سے بچالے اور جو اس دن برائیوں سے بچا تو تحقیق تونے اس پر رحم کیا

ع ۱ ۹ ۲ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَذٰلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيْمُ	اِنَّ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا
اور یہ	وہ (یہی)	کامیابی	بڑی	بیشک	جن لوگوں نے کفر کیا

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ

يُنَادَوْنَ	لَمَقْتُ + اللّٰهِ	اَكْبَرُ	مِنْ	مَّقْتِكُمْ	اَنْفُسَكُمْ	اِذْ
وہ پکارے جائینگے	البتہ اللہ کا بیزار ہونا	بڑا	سے	تمہارا بیزار ہونا	اپنے تئیں	جب

وہ پکارے جائیں گے (انھیں پکار کر کہا جائے گا) اللہ کا بیزار ہونا تمہارے اپنے تئیں بیزار ہونے سے بڑا ہے۔ جب

تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰

تُدْعَوْنَ	اِلَى	الْاِيْمَانِ	فَتَكْفُرُوْنَ
تم بلائے جاتے تھے	طرف	ایمان	تو تم کفر کرتے تھے

تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے تو تم کفر کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

قَالُوْا	رَبَّنَآ	اَمَتَّنَا	اثْنَتَيْنِ	وَاَحْيَيْتَنَا	اثْنَتَيْنِ
وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	تونے ہمیں مردہ رکھا	دو بار	اور زندگی بخشی ہمیں	دو بار

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تونے ہمیں مردہ رکھا دو بار، اور ہمیں زندگی بخشی دو بار

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ

فَاعْتَرَفْنَا	بِذُنُوْبِنَا	فَهَلْ	اِلٰى	خُرُوْجٍ
پس ہم نے اعتراف کرلیا	اپنے گناہوں کا	تو کیا	طرف	نکلنا

پس ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا تو کیا (اب یہاں سے) نکلنے کی

مِنْ سَبِيْلٍ (١١)

سَبِيْلٍ	مِنْ
سبیل	سے۔ کوئی

کوئی سبیل ہے

(۹) وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ اَیْ عَذَابَهَا وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(۹) اور ان کو بچا برائیوں کی مصیبت سے اور جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچا یا اس پر بڑی رحمت فرمائی۔

اور یہ ہے بڑی مقصدیابی نجات

(۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ مِنْ قِبَلِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَهُمْ يَمْقُتُوْنَ اَنْفُسَهُمْ عِنْدَ دُخُوْلِهِمُ النَّارَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اِيَّاكُمْ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ فِي الدُّنْيَا اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ○

(۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ بیشک جو لوگ کافر ہوئے ان کو فرشتے پکار کر کہیں گے درآں حالیکہ وہ اپنے آپ کو مبغوض کہیں گے اور ملامت کریں گے کہ اللہ کا غصہ تم پر بڑھا ہوا ہے تمہارے اپنی جانوں پر غصہ اور ملامت کرنے سے کیونکہ تم کو دنیا میں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا پر تم کفر کرتے تھے۔

(۱۱) قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ اَمَاتَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اِحْيَائَيْنِ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا نُطَفًا اَمْوَاتًا فَاُحْيُوْا ثُمَّ اُمِيْتُوْا ثُمَّ اُحْيُوْا لِلْبَعْثِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا بِكُفْرِنَا بِالْبَعْثِ فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنَ النَّارِ وَالرُّجُوْعِ

(۱۱) وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو مرتبہ مارا۔

اور دو مرتبہ زندہ کیا (کیونکہ جب وہ نطفہ تھے اس وقت وہ مردہ تھے پھر زندہ کیے گئے، پھر ان کو موت آئی پھر مرکر زندہ کیے گئے اس طرح دو مرتبہ زندہ کرنا اور دو مرتبہ مارنا صادق آگیا۔

سو اب ہم اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا یعنی حشر و نشر کے انکار اور اپنے کفر کا ہم اقرار کرتے ہیں سو کیا اب ہم دوزخ سے نکل سکتے ہیں اور دنیا میں جاسکتے ہیں۔

اِلَى الدُّنْيَا لِنُطِيعَ رَبَّنَا مِنْ سَبِيلٍ ۝ طریق
وَجَوَابُهُمْ لَا۔

کہ وہاں جاکر اپنے رب کی اطاعت کریں۔ اور ان کو یہ جواب ملے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔

تشریح

۹ اہل ایمان کے لئے فرشتوں کی دعا کہ پروردگار ان کو دنیا کی برائی اور آخرت کی گھبراہٹ سے بچالے | فرشتے اہل ایمان کے لئے یہ بھی دعا کریں گے کہ اے اللہ ان کو ہر اس چیز سے بچالیجئے جو ان کے حق میں بری ہو۔ نہ تو ان کے عقیدے اور اخلاق بگڑیں نہ یہ گمراہی میں مبتلا ہوں اور ہر طرح کی آفات اور پریشانیاں چاہے اِس دنیا کی ہوں یا اُس دنیا کی۔ اور برائی سے وہی بچ سکتا ہے جس پر آپ کی مہر اور رحمت ہو۔ صرف اپنے عمل سے کون بچ سکتا ہے کون ہے جو تھوڑی بہت برائی سے خالی نہو اسلئے آپ کی رحمت اور توجہ ہی انسان کو بچاسکتی ہے اور جو آخرت کی ذلت اور پریشانی سے بچ گیا وہ بڑا کامیاب ہے۔

۱۰ تم اپنے آپ سے بے زار ہو اللہ تم سے بے زار ہے | جن لوگوں نے دنیا میں سچائی سے منہ موڑا حق کا مقابلہ کیا اللہ کے رسولوں کی مخالفت کی جب وہ موت کے بعد حساب کتاب کے مرحلے سے گزر کر اپنا برا انجام سامنے دیکھیں گے تو جھنجلائیں گے اپنے آپ کو کوسیں گے اور اپنی حماقت پر پچھتائیں گے۔ ان کے غصے اور جھنجلاہٹ کو دیکھ کر فرشتے کہیں گے کہ آج تمہیں اپنے اوپر غصہ آرہا ہے مگر جب دنیا میں تمہیں راہ راست دکھانے کے لئے اور برے انجام سے بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا وہ تمہیں سمجھاتے تھے اور تم ان کی بات نہیں مانتے تھے تو جتنا غصہ تمہیں آج آرہا ہے اس سے زیادہ اللہ تعالےٰ کو تم پر غصہ آتا تھا کہ تم کیسے احمق ہو کہ آنے والے انجام سے بے خبر ہو۔ آج جتنے تم خود سے بیزار ہو، اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم سے بے زار ہیں۔

۱۱ اپنی غلطی کا اعتراف کہ موت کے بعد زندگی کو نہ مان کر ہم نے بڑی خطا کی | اب یہ لوگ جنھوں نے دنیا میں حق کا انکار کیا رسولوں کی دعوت کو ٹھکرایا، آخرت پر ایمان نہیں لائے اقرار کریں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندگی دی ہے یعنی پہلے مٹی یا نطفے کی شکل میں تھے اللہ تعالےٰ نے زندگی دی۔ زندگی کے بعد پھر موت آئی۔ موت کے بعد پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے، كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورۂ بقرہ آیت ۲۸ رکوع ۳) (تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔)

پہلی تین حالتیں یعنی مردے سے زندہ ہونا اور زندگی کے بعد موت کیونکہ آنکھوں سے نظر آتی ہے اس لئے ان کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر آخری اور چوتھی حالت کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا اور حساب کتاب کا ہونا کیونکہ یہ چیز اس دنیا میں نظر نہیں آتی انبیاء کرام اس کی خبر دیتے ہیں اس لئے وہ موت کے بعد کی زندگی کا اور آخرت کے حساب کتاب کا یقین نہیں کرتے تھے۔ قیامت کے بعد جب یہ چوتھی حالت بھی سامنے آجائے گی تو وہ اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ اس دوسری زندگی کا انکار کر کے سخت غلطی کی اور انکار آخرت پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھی۔ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ــ اب کیا اس عذاب سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے یا نہیں۔؟

آپ ہر چیز پر قادر ہیں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں تیسری مرتبہ پھر ہمیں دنیا کی طرف واپس بھیج دیں تو ہم نیکی کا راستہ اختیار کریں گے۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ

وَاِنْ	كَفَرْتُمْ	وَحْدَهٗ	دُعِيَ + اللّٰهُ	اِذَا	بِاَنَّهٗ	ذٰلِكُمْ
اور اگر	تم کفر کرتے	واحد	پکارا جاتا اللہ	جب	اسلئے کہ	یہ تم (پر)

یہ تم پر اس لئے (ہے) کہ جب اللہ واحد کو پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اگر

يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ⑫

الْكَبِيْرِ	الْعَلِيِّ	لِلّٰهِ	فَالْحُكْمُ	تُؤْمِنُوْا	يُّشْرَكْ + بِهٖ
بڑا	بلند	اللہ کے لئے	پس حکم	تم مان لیتے	اس کا شریک کیا جاتا

(کسی کو) اس کا شریک کیا جاتا تو تم مان لیتے پس حکم اللہ کے لئے ہے جو بلند بڑا ہے۔

⑫ ذٰلِكُمْ اَيِ الْعَذَابُ الَّذِيْ اَنْتُمْ فِيْهِ بِاَنَّهٗ اَيْ بِسَبَبِ اَنَّهٗ فِي الدُّنْيَا اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ج بِتَوْحِيْدِهٖ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ يُجْعَلْ لَهٗ شَرِيْكٌ تُؤْمِنُوْا تُصَدِّقُوْا بِالْاِشْرَاكِ فَالْحُكْمُ فِيْ تَعْذِيْبِكُمْ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ عَلٰى خَلْقِهٖ الْكَبِيْرِ ○ الْعَظِيْمِ

⑫ یہ عذاب جس میں تم ہو اس سبب سے پیش آیا کہ جب دنیا میں تمہارے سامنے اللہ کی توحید بیان کی جاتی تھی تو تم اس کا انکار کرتے تھے۔

اور جب اس کے لئے شریک بیان کئے جاتے تھے تو اس کے شرک کی تم تصدیق کرتے تھے۔

سو تمہارے عذاب دینے کا اختیار اور حکم اللہ کو ہے جو غالب اور بلند ہے اپنی مخلوق پر عظمت والا ہے۔

تشریح

⑫ یہ فیصلہ اس خدائے واحد کا ہے جس کا تم انکار کرتے تھے | منکرین کی اس درخواست پر کہ ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج کر موقعہ دیا جائے۔ جواب ملے گا کہ اب دنیا کی طرف واپس جانے کی اور دوبارہ عمل کے لئے موقعہ ملنے کی کوئی صورت نہیں ہے اب تو تمہیں اپنے کئے ہوئے کاموں کی سزا بھگتنی ہوگی۔ یہ فیصلہ اس لئے ہوا ہے کہ جب تمہیں دنیا میں اکیلے سچے خدا کی اطاعت کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کرتے تھے۔ جب خدائے واحد کو چھوڑ کر دوسروں کی باتیں آتی تھیں تو تم ماننے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اتنا ہی نہیں کہ تم نے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کا انکار کیا تھا بلکہ تمہیں تو اپنے خالق و مالک اور اپنے پروردگار سے جیسے چڑ سی تھی کہ اس کے ساتھ دوسروں کو ملائے بغیر تمہیں چین ہی نہ آتا تھا۔ اب یہاں جو بھی فیصلہ ہے وہ صرف خدائے واحد کا ہے۔ آج کوئی اس کے فیصلے میں نہ شریک ہے اور نہ اس کے فیصلے کی کہیں اپیل ہے۔ فیصلے کا مکمل اختیار اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے اور اس کی عدالت عالیہ سے یہی فیصلہ ہوا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

السَّمَآءِ	مِّنَ	لَکُمْ	وَیُنَزِّلُ	اٰیٰتِهٖ	یُرِیْکُمْ	الَّذِیْ	هُوَ
آسمانوں	سے	تمہارے لئے	اور اُتارتا ہے	اپنی نشانیاں	تمہیں دکھاتا ہے	جو کہ	وہ

وہ جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اُتارتا

رِزْقًا ؕ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ⑬

	یُّنِیْبُ	مَنْ	اِلَّا	وَمَا یَتَذَکَّرُ	رِزْقًا
	رجوع کرتا ہے	جو	سوائے	اور نہیں نصیحت قبول کرتا	رزق

ہے اور اس کے سوا کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے

(۱۳) هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیَاتِهٖ دَلَائِلِ تَوْحِیْدِهٖ وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا بِالْمَطَرِ وَمَا یَتَذَکَّرُ یَتَّعِظُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ یَرْجِعُ عَنِ الشِّرْكِ

(۱۳) وہ وہی کہ تم کو اپنی وحدانیت کی دلیلیں دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے لئے روزی بھیجتا ہے اور نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو شرک سے باز آوے۔

تشریح

(۱۳) اللہ کی وحدانیت کی نشانیاں پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں | آج جب اللہ کی بارگاہ عالیہ سے تمہارا فیصلہ ہو چکا ہے تم کہتے ہو ایک بار اور ہمیں عمل کی مہلت دی جائے۔ اللہ واحد کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں۔ جو یہ بتاتی ہیں کہ کائنات کے اس نظام کو بنانے اور چلانے والا اور اس کا منتظم ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اب ذرا بارش کے نظام پر ہی غور کر لو کہ آسمان سے پانی برستا ہے اور اس کی وجہ سے زمین میں پیداوار ہوتی ہے اور ہر ایک کو اس کا رزق ملتا ہے۔ صرف ایک اسی نشانی پر غور کر لو کہ رزق کا یہ انتظام اُسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب کہ زمین پانی ہوا سورج اور گرمی اور سردی سب کا خالق اور سب کا منتظم ایک ہو۔ اگر ان کے انتظام چلانے والے الگ الگ ہوں تو یہ نظام ایک دوسرے سے جُڑا نہیں رہ سکتا۔

پھر یہ دیکھو کہ زمین میں انسان جانور اور درخت وغیرہ پیدا کئے تو ٹھیک انکی ضرورت کے مطابق پانی کا نظام بھی قائم کیا اس پانی کو باقاعدگی کے ساتھ پہنچانے اور پھیلانے کے لئے حیرت انگیز انتظامات کئے۔

اب اگر ایک آدمی یہ تو دیکھتا ہے کہ ہوائیں آئیں بادل آئے، بجلی چمکی، بارش ہوئی مگر یہ دیکھ کر بھی اگر کوئی یہ نہ سوچے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کون کر رہا ہے؟ اور اس کرنے والے کے میرے اوپر کیا حقوق ہیں تو وہ دیکھ کر بھی اَن دیکھا ہے ان سب چیزوں کو دیکھ کر وہی شخص اپنے رب کو پہچانتا ہے اور ان سے سبق لیتا ہے جو پروردگار کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ

كَرِهَ	وَلَوْ	الدِّيْنَ	لَهُ	مُخْلِصِيْنَ	فَادْعُوا + اللّٰهَ
بُرا مانیں	خواہ	عبادت	اس کے لئے	خالص کرتے ہوئے	پس پکارو اللہ

پس اللہ کو پکارو، اسی کے لئے عبادت خالص کرتے ہوئے خواہ کافر

الْكٰفِرُوْنَ ⑭ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ

ذُو الْعَرْشِ	الدَّرَجٰتِ	رَفِيْعُ	الْكٰفِرُوْنَ
عرش کا مالک	درجے	بلند	کافر (جمع)

بُرا مانیں۔ بلند درجوں والا عرش کا مالک

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

مِنْ	يَّشَآءُ	عَلٰى + مَنْ	مِنْ اَمْرِهٖ	الرُّوْحَ	يُلْقِي
سے	وہ چاہتا ہے	جس پر	اپنے حکم سے	روح	وہ ڈالتا ہے

وہ اپنے حکم سے روح (وحی) ڈالتا ہے (بھیجتا ہے) جس پر اپنے بندوں میں سے

عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ⑮

التَّلَاقِ	يَوْمَ	لِيُنْذِرَ	عِبَادِهٖ
ملاقات (قیامت)	دن	تاکہ وہ ڈرائے	اپنے بندوں

چاہتا ہے۔ تاکہ وہ قیامت کے دن سے ڈرائے

⑭ فَادْعُوا اللّٰهَ اُعْبُدُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ مِنَ الشِّرْكِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ اِخْلَاصَكُمْ مِنْهُ

⑭ پس عبادت کرو اللہ کی ساتھ اخلاص کے شرک سے پاک و صاف ہو کر۔ اگرچہ کافروں کو تمہارا اخلاص اور شرک کو چھوڑنا بُرا معلوم ہو۔

⑮ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ اَیْ اللّٰهُ عَظِيْمُ الصِّفَاتِ اَوْ رَافِعُ دَرَجَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ ذُو الْعَرْشِ خَالِقُهُ يُلْقِي الرُّوْحَ الْوَحْيَ مِنْ اَمْرِهٖ اَیْ قَوْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

⑮ اللہ بڑی صفات والا اور عظمت والا ہے یا یہ کہ وہ ایمان والوں کی درجہ بندی فرمانے والا ہے جنت میں عرش کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ اپنے حکم کی وحی بھیجتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ تاکہ جس پر وحی کی جاوے

عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ ...

الْمُلْقَى عَلَيْهِ النَّاسُ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ بِحَذْفِ الْيَاءِ وَاِثْبَاتِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِتَلَاقِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْعَابِدِ وَالْمَعْبُوْدِ وَالظَّالِمِ وَالْمَظْلُوْمِ فِيْهِ

وہ ڈرا دے لوگوں کو قیامت کے دن سے جس میں آسمان والے اور عابد اور معبود اور ظالم اور مظلوم سب باہم ملیں گے

تشریح

(۱۴) صرف ایک اللہ کی بندگی پورے خلوص کے ساتھ | جب اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے پیدا کرنے والے اور اس کائنات کا نظام چلانے والے ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ خالص اور بے آمیز اطاعت اور بندگی صرف اللہ کی، کی جائے کیونکہ یہ اسی کا حق ہے اور اپنے ہر ایک نیک عمل میں اللہ ہی سے اجر کی امید رکھی جائے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اپنا مال اگر اس لئے دیتے ہیں کہ ہمارا نام ہو تو کیا ہمیں اس پر کوئی اجر و ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں — اس نے پوچھا کہ اگر اللہ کے اجر اور دنیا میں ناموری دونوں چیزوں کی نیت ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَقْبَلُ اِلَّا مَنْ اَخْلَصَ لَهٗ

(اللہ تعالیٰ بھی کوئی عمل قبول نہیں کرتے جب تک کہ خالص اسی کے لئے نہ ہو) اور اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝ (خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے) (سورۂ زمر آیت)

— لہٰذا اللہ کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ چاہے یہ بات اللہ کا انکار کرنے والوں کو کتنی ہی گراں گزرے۔

(۱۵) اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان عالی اور اس کے اختیارات | اللہ تبارک و تعالیٰ جو مخلوق کے لئے رزق کا انتظام کرتے ہیں اور کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں میں سے یہی ایک نشانی اس کی پہچان کے لئے کافی ہے اور بندگی کے تمام مراسم اسی کے لئے خاص ہیں۔ اس کی شان بہت بلند ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی ہستی چاہے اس کا رتبہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو اللہ کے بلند ترین مقام تک نہیں پہونچ سکتی اور اس کی خدائی صفات اور اختیارات میں کسی کی شرکت کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کائنات کے تختِ سلطنت کا مالک ہے فرماں روا اور بادشاہ ہے وہ بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لئے منتخب کر لیتا ہے اور اس پر اپنی وحی اور اپنا کلام نازل کرتا ہے اور نبی کے انتخاب اور علم وحی کے ذریعہ اس کی رہنمائی کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اس دن سے خبردار کر دے جب سب جمع ہوں گے اور اعمال پیش ہوں گے اور سب گواہ بھی حاضر کئے جائیں گے۔ اس وقت کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ مجھے اس دن کے بارے میں بتایا نہیں گیا۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ

يَوْمَ	هُمْ	بٰرِزُوْنَ	لَا يَخْفٰى	عَلَى اللّٰهِ	مِنْهُمْ	شَيْءٌ	لِمَنِ	الْمُلْكُ
جس دن	وہ	ظاہر ہوں گے	نہ پوشیدہ ہوگی	اللہ پر	ان سے ۔ کی	کوئی شے	کس کے لئے	بادشاہت

جس دن وہ ظاہر ہوں گے ، نہ پوشیدہ ہوگی اللہ پر ان کی کوئی شے (ندا ہوگی) آج کس کے لئے

الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ⑯ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ

الْيَوْمَ	لِلّٰهِ	الْوَاحِدِ	الْقَهَّارِ	اَلْيَوْمَ	تُجْزٰى	كُلُّ نَفْسٍ
آج	اللہ کیلئے	واحد	زبردست	آج	بدلہ دیا جائے گا	ہر شخص

بادشاہت ہے ؟ (اعلان ہوگا) "اللہ کے لئے" جو واحد زبردست ہے ۔ آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ

بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑰

بِمَا كَسَبَتْ	لَا ظُلْمَ	الْيَوْمَ	اِنَّ	اللّٰهَ	سَرِيْعُ	الْحِسَابِ
وہ جو اس نے کمایا (اعمال)	نہیں ظلم	آج	بیشک	اللہ	جلد	حساب لینے والا۔

دیا جائے گا ، آج کوئی ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔

⑯ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ خَارِجُوْنَ
مِنْ قُبُوْرِهِمْ لَا يَخْفٰى عَلَى
اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ
الْيَوْمَ ۭ يَقُوْلُهٗ تَعَالٰى وَيُجِيْبُ
نَفْسَهٗ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○
اَيْ لِخَلْقِهٖ
⑰ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا
كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○
يُحَاسِبُ جَمِيْعَ الْخَلْقِ فِيْ قَدْرِ
نِصْفِ نَهَارٍ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ
بِذٰلِكَ

⑯ اس دن کہ وہ سب اپنی قبروں سے نکلیں گے اللہ سے کوئی چیز ان کی پوشیدہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ فرمادے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ. کس کی ہے بادشاہت آج کے دن ؟ خود ہی اس کا جواب دے گا اللہ اکیلے کی جو غالب ہے اپنی مخلوق پر قہر والا ہے۔

⑰ آج ہر ایک کو اس کی کمائی کا عوض پورا پورا دیا جائے گا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے کہ تخمیناً دنیا کے دنوں کے حساب سے آدھے دن میں تمام مخلوق کا حساب لے لے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

تشریح

⑯ میدانِ حشر کا حال | اللہ تعالیٰ کی شان عالی اور اس کے اختیارات کا مظاہرہ حشر کے میدان میں ہو جائیگا جب سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں جمع ہوں گے جہاں کوئی آڑ نہ ہوگی، کوئی پردہ نہ ہوگا، کوئی بات چھپی نہ رہے گی جس نے جو کچھ کیا ہے سب سامنے آجائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جو بادشاہِ حقیقی ہیں سب ان کے سامنے ہونگے

ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہے گی مکمل اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے ہوں گے وہی فیصلے فرمائیں گے۔ پکار کر پوچھا جائے گا کہ آج بادشاہی کس کی ہے؟ اس پر سارا عالم پکار اٹھے گا، اللہ واحد و قہار کی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب "احاطۂ دار العلوم میں بیتے ہوئے کچھ دن" میں دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے مفتی (مفتی) عزیز الرحمٰن عثمانی (۱۲۷۵ھ ——— ۱۳۴۷ھ) کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ نماز میں امامت کرتے ہوئے قرآن مجید کی اسی آیت

"يَوْمَ هُم بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" ——— پر پہنچے

(وہ دن جب لوگ بے پردہ ہوں گے اللہ سے ان کی کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہوگی، اس وقت پکار کر پوچھا جائے گا آج بادشاہی کس کی ہے؟ سارا عالم پکار اٹھے گا: اللہ واحد و قہار کی")

اُس نماز میں خود مولانا گیلانی۔ اس کے علاوہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۹ء — ۱۹۴۹ء) بھی شریک تھے۔ مولانا گیلانی کا بیان ہے کہ اس آیت کی تلاوت حضرت مفتی صاحب نے نہ جانے کس کیفیت میں کی کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی بے ساختہ چیخ نکل پڑی۔ خود مولانا گیلانی اور دوسرے لوگ بے حال ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو تازہ وضو کر کے پھر نئے سرے سے صف میں شامل ہوئے۔ (صفحہ ۱۰۹)

اسی طرح تاریخ میں لکھا ہے کہ سامانی خاندان کا بادشاہ نصر ابن احمد (۳۰۱ھ — ۳۳۱ھ) نیشاپور میں داخل ہوا اور دربار منعقد کیا۔ تو اس نے خواہش کی کہ دربار کا آغاز تلاوت کلام سے کیا جائے۔ ایک بزرگ نے قرآن مجید کا یہی رکوع تلاوت کیا اور جب اس مذکورہ آیت پر پہنچے تو نصر پر ہیبت طاری ہو گئی اور وہ کانپتا ہوا تخت سے نیچے اُتر گیا۔

(۱۷) آج کے دن پورا پورا اور جلد انصاف ملے گا میدان حشر میں جہاں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی فرماں روائی ہوگی اور ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا کسی پر کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ ایک آدمی جس اجر کا مستحق ہے وہ اجر اس کو نہ ملے۔ جتنے اجر کا مستحق ہے اتنا ہی ملے گا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ ایک شخص سزا کا مستحق نہ ہو اور اس کو سزا مل جائے یا جو سزا کا مستحق ہے اسے سزا نہ ملے ——— یہ بھی نہیں ہوگا کہ کوئی شخص کم سزا کا مستحق ہے اس کو زیادہ سزا دی جائے ——— ایسا بھی نہیں ہوگا کہ ظالم بری ہو جائے اور مظلوم پھنس جائے ——— نہ ایسا ہوگا کہ جس نے گناہ کیا ہے اس کے بجائے کسی دوسرے کو پکڑ لیا جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کسی قسم کی کوئی زیادتی کسی کے ساتھ نہیں ہوگی۔

دوسرے یہ کہ حساب میں دیر نہیں لگے گی اس لئے کہ اس عدالت کے حاکم اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں جن کی بیک وقت تمام امور پر نگاہ رہتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ وہ ایک کام میں مشغول ہو گئے اور دوسری طرف سے توجہ ہٹ گئی اللہ تعالیٰ بیک وقت تمام مخلوق کو رزق دے رہے ہیں، بیک وقت سب کی حاجت روائی فرما رہے ہیں، بیک وقت سب کی فریادیں سن رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جب مقدمات پیش ہوں گے تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوگا ہر چیز اس کے سامنے بے نقاب ہوگی تمام تفصیلات اس کے سامنے ہوں گی اس لئے جھٹ پٹ ہر مقدمہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حساب لینے میں بہت تیز ہیں۔ دنیا کی عدالتوں کی طرح وہاں مقدمات میں نہ تاریخیں پڑیں گی اور نہ تاخیر ہوگی۔

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَـنَاجِرِ

وَاَنۡذِرۡهُمۡ	يَوۡمَ + الۡاٰزِفَةِ	اِذِ الۡقُلُوۡبُ	لَدَى + الۡحَنَاجِرِ
اور انہیں ڈرائیں	قریب آنے والا روز (قیامت)	جب دل (جمع)	گلوں کے نزدیک

اور انہیں قریب آنے والے روز قیامت سے ڈرائیں جب دل غم سے بھرے گلوں کے نزدیک (کلیجے منہ کو)

كٰظِمِيۡنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ؕ ﴿۱۸﴾

كٰظِمِيۡنَ	مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ	مِنۡ	حَمِيۡمٍ	وَّلَا شَفِيۡعٍ	يُّطَاعُ
غم سے بھرے ہوئے	نہیں ظالموں کے لئے	سے۔کوئی	دوست	اور نہ کوئی سفارش کرنے والا	جس کی بات مانی جائے

آ رہے ہوں گے۔ ظالموں کے لئے نہیں کوئی دوست، نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مانی جائے

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾

يَعۡلَمُ	خَآئِنَةَ	الۡاَعۡيُنِ	وَمَا	تُخۡفِى	الصُّدُوۡرُ
وہ جانتا ہے	خیانت	آنکھوں	اور جو	چھپاتے ہیں	سینے (جمع)

وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور جو وہ سینوں میں چھپاتے ہیں۔

﴿۱۸﴾ وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ
يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ مِنۡ اَزِفَ الرَّحِيۡلُ
قَرُبَ اِذِ الۡقُلُوۡبُ تَرۡتَفِعُ
خَوۡفًا لَدَى عِنۡدَ الۡحَنَاجِرِ
كٰظِمِيۡنَ ؕ مُمۡتَلِئِيۡنَ غَمًّا
حَالٌ مِنَ الۡقُلُوۡبِ عُوۡمِلَتۡ
بِالۡجَمۡعِ بِالۡيَآءِ وَالنُّوۡنِ مُعَامَلَةَ
اَصۡحَابِهَا مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ
حَمِيۡمٍ مُحِبٍّ وَّلَا شَفِيۡعٍ
يُّطَاعُ ؕ ۝ لَا مَفۡهُوۡمَ لِلۡوَصۡفِ
اِذۡ لَا شَفِيۡعَ لَهُمۡ اَصۡلًا فَمَا لَنَا مِنۡ
شَافِعِيۡنَ اَوۡ لَهٗ مَفۡهُوۡمٌ بِنَآءً
عَلٰى زَعۡمِهِمۡ اَنَّ لَهُمۡ شُفَعَآءُ
اَىۡ لَوۡ شَفَعُوۡا فَرَضًا لَمۡ يُقۡبَلُوۡا
﴿۱۹﴾ يَعۡلَمُ اَىِ اللّٰهُ خَآئِنَةَ

﴿۱۸﴾ اور اے محمد اُن کو ڈرا قیامت سے جو نزدیک ہے کہ اس وقت بہ سبب شدتِ خوف کے دل اوپر اُٹھ آویں گے گلے کے پاس غصہ میں بھرے ہوئے ہوں گے۔

ظالموں کا کوئی دوست اور کوئی سفارشی نہیں جس کی بات مانی جاوے یعنی ان کی کوئی سفارش ہی نہیں کرنے کا جیسا کہ دوسری آیت میں کافروں کا مقولہ منقول ہے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں یا یہ مطلب لیا جاوے کہ کفار جن کو اپنا سفارشی گمان کرتے ہیں یعنی بتوں کو اگر بالفرض وہ سفارش بھی کریں تو ان کی سفارش منظور نہ ہوگی۔

﴿۱۹﴾ اللہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھ کو جو چوری

الْأَعْيُنِ آنکھوں کی | بِمُسَارَقَتِهَا چوری | النَّظَرَ نظر | إِلَى طرف | مُحَرَّمٍ حرام | وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ | الْقُلُوبُ

سے حرام کو دیکھ لیتے ہیں اور جانتا ہے وہ دلوں کی پوشیدہ باتوں کو۔

تشریح

(۱۸) میدانِ حشر میں گھبراہٹ کا عالم | وہ لوگ جن کو دنیا میں آخرت کے حساب کتاب کا اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا کوئی خیال نہیں ہے ان کا تصور یہ رہتا ہے کہ قیامت ابھی بہت دور ہے اور ابھی ہمارے پاس کافی مہلت ہے۔ قرآن مجید میں بار بار یاددہانی کرائی گئی ہے کہ قیامت کو دور مت سمجھو اور اس کی طرف سے غافل نہ رہو جیسا کہ درج ذیل آیات میں ارشاد ہوا ہے۔

أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝

(آنے والی گھڑی قریب آرہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں ہے) (سورۃ النجم آیت ۵۷)

یعنی فیصلے کی گھڑی کو دور نہ سمجھو۔ کیا معلوم ایک سانس لینے کے بعد دوسرا سانس لینے کی نوبت آئے یا نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:- أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ (النحل آیت ۱)

(آگیا اللہ کا فیصلہ اب اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ۔)

یعنی بس فیصلے کا دن آیا ہی چاہتا ہے اس کے لئے تمہیں جلدی مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح فرمایا:- اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (الانبیاء آیت ۱)

(قریب آگیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔)

یعنی قیامت قریب آگئی ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے جب لوگوں کو اپنا حساب دینے کے لئے رب کے حضور حاضر ہونا ہوگا۔

نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے فرمایا میں ایسے وقت میں مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں (بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)

یعنی انسانی تاریخ — اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔ میرے بعد بس قیامت ہی ہے۔ سنبھلنا ہے تو میری دعوت پر سنبھل جاؤ اس کے بعد کوئی اور ہادی اور بشیر و نذیر آنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد ہوا:- اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ (القمر آیت ۱)

(قیامت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔) یعنی چاند کا پھٹ جانا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کا وقت قریب ہے اور نظامِ عالم کے درہم برہم ہونے کا وقت آیا ہی چاہتا ہے —— میدان حشر میں لوگوں کا عالم یہ ہوگا کہ خوف اور گھبراہٹ سے دل اس طرح دھڑک رہے ہوں گے کہ جیسے وہ گلوں میں آگئے ہیں۔ اس دن میں ظالموں کا کوئی سفارشی ہوگا ہی نہیں اور اللہ کے نیک بندوں کو سفارش کی اجازت ملے گی تبھی وہ سفارش کر سکیں گے وہاں کوئی ایسا سفارشی نہ ہوگا جس کی بات ضرور مانی جائے۔ جس کے حق میں اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اس کی اجازت سے سفارش ہو سکے گی۔

(۱۹) میدان حشر میں فیصلہ کرنے والا وہ ہے جو سینوں کے راز بھی جانتا ہے | میدان حشر میں فیصلہ کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ وہ ہیں جو نگاہوں کی چوری اور سینوں کے راز بھی جانتے ہیں۔ فیصلے کے لئے علم کی ضرورت ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کی گہرائی تک کو پہنچا ہوا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

وَاللّٰهُ	يَقْضِيْ	بِالْحَقِّ	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ
اور اللہ	فیصلہ کرتا ہے	حق کے ساتھ	اور جو لوگ	پکارتے ہیں	اس کے سوا

اور اللہ حق کے ساتھ فیصلے کرتا ہے، اور جو لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ

لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ؏ (۲۰)

لَا يَقْضُوْنَ	بِشَيْءٍ	اِنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْبَصِيْرُ
نہیں فیصلے کرتے	کچھ بھی	بیشک	اللہ	وہی	سننے والا	دیکھنے والا

کچھ بھی فیصلے نہیں کرتے بے شک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

اَوَ	لَمْ يَسِيْرُوْا	فِيْ + الْاَرْضِ	فَيَنْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ
کیا	وہ چلے پھرے نہیں	زمین میں	تو وہ دیکھتے	کیسا	ہوا

کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں ؟ تو وہ دیکھتے کیسا انجام ہوا

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ

عَاقِبَةُ	الَّذِيْنَ	كَانُوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَانُوْا	هُمْ	اَشَدَّ
انجام	ان لوگوں کا جو	تھے	ان سے پہلے	وہ تھے	وہ	زیادہ سخت

ان لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے۔ وہ ان سے قوت میں زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَّاٰثَارًا	فِي الْاَرْضِ	فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ
ان سے	قوۃ	اور آثار	زمین میں	تو انھیں آ پکڑا	اللہ

سخت تھے اور زمین میں آثار (نشانیوں کے اعتبار سے بھی) تو اللہ نے انہیں گناہوں کے

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۲۱)

بِذُنُوْبِهِمْ	وَمَا	كَانَ	لَهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ	وَّاقٍ
ان کے گناہوں کے سبب	اور نہیں	ہے	ان کے لئے	اللہ سے	سے۔کوئی	بچانے والا

سبب آ پکڑا، اور ان کے لئے نہیں ہے کوئی اللہ سے بچانے والا

۲۰ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
يَعْبُدُوْنَ اَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ
بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مِنْ دُوْنِهٖ
وَهُمُ الْاَصْنَامُ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ
فَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ شُرَكَاءَ لِلّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ لِاَقْوَالِهِمْ
الْبَصِيْرُ ○ بِاَفْعَالِهِمْ

۲۰ اور اللہ فیصلہ فرمادے گا ساتھ انصاف کے۔
اور جن کو کافر اللہ کے سوا پوجتے ہیں یعنی بت وہ کچھ حکم نہیں کرسکتے۔
پھر وہ کیوں کر اللہ کے شریک ہوسکتے ہیں۔
بے شبہ اللہ سنتا ہے ان کی باتوں کو دیکھتا ہے ان کے کاموں کو۔

۲۱ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ
قَبْلِهِمْ ط كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَفِيْ قِرَاءَةٍ
مِنْكُمْ وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ
مِنْ مَصَانِعَ وَقُصُوْرٍ فَاَخَذَ
هُمُ اللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
وَّاقٍ ○ عَذَابِهٖ

۲۱ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ الخ اور کیا یہ مکہ والے زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کیوں کر ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے وہ ان سے زیادہ زور والے تھے
اور زمین میں ان کے آثار ان سے زیادہ موجود ہیں قلعہ اور محل۔ سو ان کو اللہ نے ہلاک کیا بہ سبب ان کے گناہوں کے
اور ان کو عذاب الٰہی سے کوئی بچا نہ سکا۔

تشریح

۲۰ **اللہ کا فیصلہ بے لاگ ہوگا** | پھر یہ کہ اللہ کا فیصلہ بالکل ٹھیک ٹھیک عین انصاف کے مطابق بے لاگ فیصلہ ہوگا۔ اللہ کو چھوڑ کر جو لوگ دوسروں کو پکارتے ہیں ان کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ ان کو کچھ بھی علم نہیں ہے ان میں فیصلے کی اہلیت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔ ان کے علم و بصیرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ اور وہی فیصلے کے اہل ہیں

۲۱ **تاریخ سے عبرت حاصل کرو** | ایسی بہت سی قومیں ہوئی ہیں جو بڑی طاقت والی تھیں انھیں اپنی تہذیب پر بڑا ناز تھا آج بھی ان کے نشانات چل پھر کر دیکھو تو نظر آجائیں گے ــ مگر یہ کہ ان کی روش باغیانہ تھی اللہ نے ان کی نافرمانی پر جب ان کی گرفت فرمائی تو کوئی نہیں تھا جو اللہ کی پکڑ سے ان کو بچا سکے۔ جب دنیا میں ان کو کوئی نہیں بچا سکا تو آخرت میں ان کو کون بچا سکے گا۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ یہ مضبوط قلعے یہ عالی شان عمارتیں اور یہ طرح طرح کی یادگاریں کوئی بہت بڑا سرمایہ ہیں؟ کم فہمی کی بات ہے۔ انسان کا اصل سرمایہ یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کا تابعدار اور وفادار بن کر رہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	كَانَتْ + تَّاْتِيْهِمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ
یہ	اس لئے کہ وہ	ان کے پاس آتے تھے	ان کے رسول	کھلی نشانیوں کے ساتھ

اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آتے تھے۔

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ

فَكَفَرُوْا	فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ	اِنَّهٗ	قَوِيٌّ	شَدِيْدُ
تو انھوں نے کفر کیا	پس آپکڑا اُنھیں	اللہ	بے شک وہ	قوی	سخت

تو انھوں نے کفر کیا پس اُنھیں اللہ نے آپکڑا بے شک وہ قوی سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

الْعِقَابِ	وَلَقَدْ	اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَا	وَسُلْطٰنٍ
عذاب (والا)	اور تحقیق	ہم نے بھیجا	موسیٰ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	اور سند

دینے والا ہے اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو بھیجا اپنی نشانیوں اور روشن سند کے

مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ

مُّبِيْنٍ	اِلٰى + فِرْعَوْنَ	وَهَامٰنَ	وَقَارُوْنَ
روشن	فرعون کی طرف	اور ہامان	اور قارون

ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف

فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

فَقَالُوْا	سٰحِرٌ	كَذَّابٌ
تو انھوں نے کہا	جادوگر	بڑا جھوٹا

تو انھوں نے کہا (موسیٰ تو) جادوگر بڑا جھوٹا ہے۔

۲۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ

۲۲ یہ عذاب ان پر اس سبب سے آیا کہ ان کے پاس ان کے پیغام بر ظاہر معجزے لائے پر وہ اپنے کفر اور انکار سے باز نہ آئے پس پکڑا ان کو اللہ نے بیشک وہ زور والا سخت عذاب والا ہے۔

الْعِقَابِ

(۲۳) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ بُرْهَانٍ بَيِّنٍ ظَاهِرٍ

(۲۴) اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

(۲۳) اور بے شبہ ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی آیتیں اور ظاہر دلیلیں دے کر

(۲۴) فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف۔ وہ بولے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا۔

تشریح

(۲۲) **اللہ کی پکڑ اس لئے آئی کہ انھوں نے اللہ کی روشن دلیلیں ماننے سے انکار کر دیا** | ان طاقت ور اور ترقی یافتہ قوموں پر اللہ کی گرفت کی وجہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا جو یہ بتا رہی تھیں کہ جو تعلیم پیغمبر پیش کر رہے ہیں وہ برحق ہے اور انسان کے لئے اس پر عمل کرنے میں دونوں جہان کی بہترائی ہے اور جو دعوت یہ بتا رہی تھی کہ انسانی زندگی کے مسائل کا معقول حل اسی راہ پر چلنے میں ہے۔ پھر یہ کہ ان پیغمبروں کے سچے ہونے پر واضح اور روشن نشانیاں تھیں اور ہر آدمی سمجھ سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ اور معقول بات کوئی جھوٹا اور خود غرض آدمی نہیں کہہ سکتا۔ مگر ان لوگوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے رسولوں کو اور ان کی تعلیم کو جھٹلایا۔ اللہ کی طرف سے بار بار مہلت ملتی رہی آخر جب انتہا ہوگئی تو اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ آگیا اللہ تعالےٰ بڑی قوت والے اور سزا دینے میں بھی سخت ہیں ان لوگوں کی نامعقولیت عذاب کی ہی مستحق تھی۔ اسی مناسبت سے آگے حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔

(۲۳) **حضرت موسیٰ رسالت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ** | دنیا میں کتنی ہی طاقت ور قومیں گزری ہیں جن کو اپنی تہذیب پر اور اپنے کارناموں پر بڑا فخر تھا لیکن جب وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے اور اللہ کی بندگی کے راستے کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں پر ظلم ڈھانے لگے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو ان کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بھیجا جب انھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور سیدھی سچی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ کی گرفت ان پر آپڑی اور اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر قومیں ہلاک ہوگئیں۔ ایسی قوموں میں مشہور قوم قوم فرعون ہے جن کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کو بھیجا وہ اللہ کی نشانیاں اور اپنے پیغمبر ہونے کی سند کے ساتھ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے۔

یہ فرعون وہی تھا جس کے یہاں حضرت موسیٰ ؑ نے پرورش پائی۔ ان کے زمانے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے، ان میں ایک رعمیسس دوم تھا اس کا زمانۂ حکومت ۱۲۹۲ ق م سے ۱۲۲۵ ق م تک رہا۔ دوسرا فرعون جس کو حضرت موسیٰ ؑ نے اسلام کی دعوت دی اس کا نام منفتہ یا منفتاح تھا اللہ تعالےٰ کی سب سے بڑی نشانی اور ان کے پیغمبر ہونے کی دلیل ان کی وہ جرأت حق تھی کہ جس فرعون کے ڈر سے کہ قتل کے الزام میں وہ پکڑے نہ جائیں دس سال تک موسیٰ ملک بدر رہے آج اسی فرعون کے دربار میں پوری بیباکی کے ساتھ وہ اعلان کر رہے تھے کہ مجھے مالکِ کائنات نے اپنا رسول بنایا ہے اور میں اس کے حکم سے یہاں آیا ہوں پھر ان کے پاس عصا اور ید بیضا کی شکل میں وہ معجزات بھی دکھائے جن کو فرعون اور اس کے درباریوں نے جادو بتایا

(۲۴) **فرعون اور سرداران فرعون کا جواب** | حضرت موسیٰ ؑ کی اس دعوت حق اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود فرعون اس کے وزیر ہامان اور قارون نے جو بنی اسرائیل میں بڑا مال دار آدمی تھا یہ جواب دیا کہ یہ شخص تو جادوگر ہے جھوٹا ہے۔ قارون کے بارے میں سورہ قصص کی آیات ۷۶ تا ۸۲ میں آچکا ہے کہ اس کو اپنی دولت پر بڑا گھمنڈ تھا۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ

فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	بِالْحَقِّ	مِنْ + عِنْدِنَا	قَالُوا	اقْتُلُوْٓا	اَبْنَآءَ
پھر جب	وہ آئے ان کے پاس	حق کے ساتھ	ہمارے پاس (طرف) سے	انھوں نے کہا	تم قتل کردو	ان کے بیٹے

پھر جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے حق کے ساتھ آئے تو انھوں نے کہا انکے بیٹوں کو قتل کرڈالو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	وَاسْتَحْيُوْا	نِسَآءَهُمْ	وَمَا كَيْدُ
وہ جو	ایمان لائے	اس کے ساتھ	اور زندہ رہنے دو	ان کی عورتیں (بیٹیاں)	اور نہیں داؤ

جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو، اور کافروں کا داؤ

الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

الْكٰفِرِيْنَ	اِلَّا	فِيْ	ضَلٰلٍ
کافروں	سوائے	میں	گمراہی

گمراہی کے سوا (کچھ) نہیں۔

(۲۵) فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا
اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
وَاسْتَحْيُوْا اِسْتَبْقُوْا نِسَآءَهُمْ
وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ ○ هَلَاكٍ

(۲۵) پس جب لایا موسیٰ ان کے پاس سچی بات ہمارے پاس سے وہ بولے مار ڈالو اولاد کو ان لوگوں کی جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی عورتوں کو باقی رکھو۔

اور کافروں کا مکر خراب اور تباہ ہی ہوتا ہے۔

تشریح

(۲۵) فرعونیوں کی طرف سے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم ۔ پے درپے نشانیوں کے ذریعے یہ بات اچھی طرح کھل کر سامنے آگئی کہ حضرت موسیٰ ؑ برحق ہیں اللہ کے مقرر کردہ رسول ہیں۔ اُدھر حضرت موسیٰ ؑ کے ماننے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے ڈر کر درباریوں کی طرف سے مطالبہ تھا کہ موسیٰ کو یہ چھوٹ نہ دی جائے کہ وہ لوگوں میں اپنے دین کی بات پہنچاتے پھریں۔ فرعون نے کہا تھا کہ میں عنقریب یہ حکم دینے والا ہوں کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کیا جائے اور لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دیا جائے۔ اب یہاں پھر اس حکم کے جاری کرنے کا ارادہ دُہرایا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ان کی قوم اور اُن کے ماننے والوں کو اتنا خوفزدہ کردیا جائے کہ وہ موسیٰ ؑ کا ساتھ چھوڑدیں مگر ایسے داؤ پیچ اور گھٹیا حرکتوں سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر مخالفین کے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے مخالفین اپنی ضد میں بڑھتے جارہے تھے اور سچائی کو نیچا دکھانے کے لئے گری سے گری حرکتیں کررہے تھے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	ذَرُوْنِيْٓ	اَقْتُلْ	مُوْسٰى	وَلْيَدْعُ	رَبَّهٗ	اِنِّيْٓ + اَخَافُ
اور کہا	فرعون	مجھے چھوڑ دو	میں قتل کروں	موسیٰ	اور اسے پکارنے دو	اپنا رب	بے شک میں ڈرتا ہوں

اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور اسے اپنے رب کو پکارنے دو، بے شک میں ڈرتا ہوں کہ

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾

اَنْ يُّبَدِّلَ	دِيْنَكُمْ	اَوْ	اَنْ يُّظْهِرَ	فِي الْاَرْضِ	الْفَسَادَ
کہ وہ بدل دے	تمہارا دین	یا	یہ کہ ظاہر کردے (پھیلادے)	زمین میں	فساد

وہ بدل دے گا تمہارا دین۔ یا زمین میں فساد پھیلائے گا۔

(۲۶) وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكُفُّوْنَهٗ عَنْ قَتْلِهٖ وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ لِيَمْنَعَهٗ مِنِّيْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ مِنْ عِبَادَتِكُمْ اِيَّايَ فَتَتَّبِعُوْنَهٗ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ مِنْ قَتْلٍ وَغَيْرِهٖ وَفِيْ قِرَاءَةٍ اَوْ وَفِيْ اُخْرٰى بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ

(۲۶) اور کہا فرعون نے چھوڑو مجھ کو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ کو (یہ اس لئے کہا کہ وہ اس کو موسیٰ کے مار ڈالنے سے روکتے تھے) اور چاہیئے کہ پکارے موسیٰ اپنے رب کو کہ وہ اس کو میرے عذاب سے بچاوے۔ بیشک مجھ کو ڈر ہے کہ یہ تم کو میرے عذاب سے روکے اور تمہارے مذہب کو بدل ڈالے کہ تم اس کی پیروی اختیار کرو اور مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ کو ڈر ہے کہ یہ زمین میں فساد پھیلاوے قتل وغیرہ کا۔

تشریح

(۲۶) فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ کی کش مکش میں ایک اہم واقعہ | کچھ بھی ہو سچائی بہرحال اپنا ایک اثر رکھتی ہے فرعونیوں کی لاکھ مخالفتوں کے باوجود حضرت موسیٰ ؑ کی دعوتِ حق کے اثرات اندر اندر اپنا کام کررہے تھے اور اگرچہ لوگ فرعون کے ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا حق کا اظہار نہیں کرتے تھے مگر دلوں میں یہ بات گھر کرتی جارہی تھی کہ جو بات حضرت موسیٰ کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے فرعون کو بھی یہ خطرہ تھا کہ یہ دھیمی دھیمی سلگتی ہوئی آگ ایک دن شعلہ بن سکتی ہے اور فرعون کے خاندان کے اقتدارِ اعلیٰ کی بنیاد پر جو نظام قائم ہے وہ حضرت موسیٰ کی دعوت سے بدل بھی سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دن اس نے دربار میں اپنے درباریوں کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ کیوں نہ میں موسیٰ کو قتل کردوں۔ اور پھر یہ پکارے اپنے رب کو دیکھتا ہوں کون اس کو بچاتا ہے؟ اگرچہ دل ہی دل میں فرعون خود بھی خوف زدہ تھا مگر درباریوں کے سامنے اس نے اس کا اظہار کیا کہ مجھے موسیٰ کی طرف سے یہ ڈر ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد برپا کرے گا تو کیوں نہ اس آنے والے انقلاب کو روکنے کے لئے موسیٰ کے خطرے سے نجات حاصل کرلی جائے۔ وہ اپنے سر پر منڈلاتے ہوئے خطرے کو اس طرح سے پیش کررہا تھا کہ جیسے یہ خطرہ اس کو نہیں بلکہ ملک کے لوگوں کو ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ

مِّنْ	وَرَبِّكُمْ	بِرَبِّىْ	عُذْتُ	اِنِّىْ	مُوْسٰٓى	وَقَالَ
سے	اور تمہارے رب کی	اپنے رب کی	پناہ لے لی	بےشک میں	موسیٰ	اور کہا

اور موسیٰ ؑ نے کہا، بے شک میں نے پناہ لے لی ہے اپنے اور تمہارے رب کی، ہر

كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ ۳ ع ۷

وَ قَالَ	بِيَوْمِ الْحِسَابِ	لَّا يُؤْمِنُ	مُتَكَبِّرٍ	كُلِّ
اور کہا	روز حساب پر	(جو) ایمان نہیں رکھتا	مغرور	ہر

مغرور سے جو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا اور کہا

رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

يَكْتُمُ	اٰلِ فِرْعَوْنَ	مِّنْ	مُّؤْمِنٌ	رَجُلٌ
وہ چھپائے ہوئے تھا	فرعون کے لوگ	سے	مومن	ایک مرد

فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن مرد نے (جو) اپنا ایمان چھپائے

اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ

رَبِّىَ	اَنْ يَّقُوْلَ	رَجُلًا	اَتَقْتُلُوْنَ	اِيْمَانَهٗ
میرا رب	کہ وہ کہتا ہے	ایک آدمی	کیا تم قتل کرتے ہو	ایمان

ہوئے تھا کیا تم ایک آدمی کو (محض اس بات پر) قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب

اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَ

وَ	مِنْ رَّبِّكُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	وَقَدْ جَآءَكُمْ	اللّٰهُ
اور	تمہارے رب کی طرف سے	کھلی نشانیوں کے ساتھ	اور تمہارے پاس آیا ہے	اللہ

اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے اور

اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ

يَّكُ	وَاِنْ	كَذِبُهٗ	فَعَلَيْهِ	كَاذِبًا	اِنْ + يَّكُ
ہے	اور اگر	اس کا جھوٹ	تو اس پر	جھوٹا	اگر ہے

اگر (بالفرض والمحال) وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ (کا وبال) اسی پر ہوگا اور اگر وہ

صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ

اِنَّ	يَعِدُكُمْ	الَّذِيْ	بَعْضُ	يُّصِبْكُمْ	صَادِقًا
بیشک	تم سے وعدہ کرتا ہے	وہ جو	کچھ	تمہیں پہونچے گا	سچا

سچا ہے تو وہ جو تم سے وعدہ کر رہا ہے اس کا کچھ (عذاب) تم پر (ضرور) پہونچے گا۔ بے شک

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

كَذَّابٌ	مُسْرِفٌ	مَنْ هُوَ	لَا يَهْدِيْ	اللّٰهَ
جھوٹا	حد سے گزرنے والا	جو ہو	ہدایت نہیں دیتا	اللہ

اللہ (اُسے) ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا، جھوٹا ہو۔

﴿۲۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ اِنِّيْ
عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ
مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ
بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

﴿۲۷﴾ اور موسیٰ نے یہ سُنکر اپنی قوم سے کہا کہ بے شک میں پناہ میں آتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر ایک تکبر کرنے والے سے جس کو قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔

﴿۲۸﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ
مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ قِيْلَ
هُوَ ابْنُ عَمِّهٖ يَكْتُمُ
اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ
رَجُلًا اَنْ اَيْ لِاَنْ
يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ
جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْمُعْجِزَاتِ
الظَّاهِرَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ
وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ
كَذِبُهٗ ۚ اَيْ ضَرَرُ كِذْبِهٖ
وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ
بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ

﴿۲۸﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ الخ۔ اور کہا ایک مرد مسلمان نے فرعون کے کنبہ میں سے جو کہ اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا کہ آیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ کہ وہ تمہارے پاس ظاہر معجزہ لایا تمہارے رب کے پاس سے۔

اور اگر یہ جھوٹا ہوگا تو اس کے جھوٹ کا نقصان اسی کو ہوگا۔
اور اگر وہ سچا ہے تو تم کو پہنچے گا بعض وہ عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔

بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ عَاجِلًا — دنیا ہی میں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُشْرِكٌ كَذَّابٌ ○ مُفْتَرٍ — بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا ہے اس شخص کو جو شرک میں حد سے بڑھا ہوا جھوٹا مفتری ہے۔

تشریح

(۲۷) فرعون کے قتل کی دھمکی پر حضرت موسیٰؑ کا تاثر | قتل کی اس دھمکی پر حضرت موسیٰ کا جواب نہایت بے باکانہ اور متوکلانہ تھا۔ اس کی دھمکی پر آپ ذرا بھی خوفزدہ نہیں ہوتے بلکہ آپنے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک اکیلا فرعون کیا دنیا کے سارے متکبرین جمع ہوجائیں تب بھی اس کے شر سے بچانے کے لئے میرا رب کافی ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کی پناہ میں دے چکا ہوں وہی میرا مددگار رہے۔ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَا تَخَافَا اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۲ آیت ۴۶)
(فرمایا۔ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سُن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔)

(۲۸) ایک سچے آدمی کا نعرۂ حق | ایک سچے آدمی نے جو ایمان لا چکا تھا اور فرعون کی قوم میں سے ہی تھا مگر اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر کہ فرعون موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، حق بات کہہ اُٹھا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے قتل کردوگے کہ وہ اللہ کو اپنا رب مانتا ہے۔ جب کہ وہ اپنے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے اور کھلی کھلی روشن دلیلوں سے اپنا پیغمبر ہونا ثابت کر رہا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا وہ اللہ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہو گا تو اللہ تعالے اس سے خود نپٹ لے گا۔ اس لئے اگر تم اسے جھوٹا بھی سمجھتے ہو تو اس کے راستے میں رکاوٹ مت بنو، اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

خود حضرت موسیٰ بھی فرعون سے یہ بات کہہ چکے تھے کہ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ (الدخان پ ۲۵)
(اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔)

اگر وہ سچا ہے تو جن باتوں سے وہ تجھے ڈرا رہا ہے ان میں سے کچھ باتیں تمہارے سامنے آسکتی ہیں اور تمہارے لئے پریشانی پیدا کرسکتی ہیں۔

اسی شخص نے کہا کہ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتے جو حد سے گزر جانے والا اور جھوٹا ہو۔ ایک شخص میں دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر وہ سچا ہے تو جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور اگر وہ جھوٹ پر چلنے والا ہے تو کبھی سچا نہیں ہوسکتا۔

قوم فرعون کے اس شخص نے اپنے ایمان کو چھپاتے ہوئے خیرخواہانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ فرعون اور اس کے درباری کسی طرح بات ماننے والے نہیں ہیں تو پھر اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کر دیا جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۳۸ اور ۳۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ○ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ○

(وہ شخص جو ایمان لایا تھا بولا اے میری قوم کے لوگو میری بات مانو میں تمہیں صحیح راستہ بتاتا ہوں۔ اے میری قوم لوگو یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے۔)

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ

يٰقَوْمِ	لَكُمُ	الْمُلْكُ	الْيَوْمَ	ظٰهِرِيْنَ	فِي	الْاَرْضِ
اے میری قوم	تمہارے لئے	بادشاہت	آج	غالب	میں	زمین

اے میری قوم آج بادشاہت تمہاری ہے، تم غالب ہو، زمین میں، اگر

فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ

فَمَنْ	يَّنْصُرُنَا	مِنْ	بَاْسِ + اللّٰهِ	اِنْ + جَآءَنَا	قَالَ
تو کون	ہماری مدد کریگا	سے	اللہ کا عذاب	اگر وہ آجائے ہم پر	کہا

اللہ کا عذاب ہم پر آجائے تو اس سے بچانے کے لئے کون ہماری مدد کریگا۔ فرعون نے

فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ

فِرْعَوْنُ	مَآ اُرِيْكُمْ	اِلَّا	مَآ اَرٰى	وَمَآ اَهْدِيْكُمْ
فرعون	نہیں میں دکھاتا (رائے دیتا) تمہیں	مگر	جو میں دیکھتا ہوں	اور راہ نہیں دکھاتا تمہیں

کہا میں تمہیں رائے نہیں دیتا مگر جو میں دیکھتا ہوں اور میں تمہیں راہ نہیں دکھاتا

اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ

اِلَّا	سَبِيْلَ	الرَّشَادِ	وَقَالَ	الَّذِيْٓ	اٰمَنَ	يٰقَوْمِ	اِنِّيْٓ
مگر	راہ	بھلائی	اور کہا	وہ شخص جو	ایمان لے آیا	اے میری قوم	میں

مگر بھلائی کی راہ۔ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لے آیا تھا اے میری قوم، میں

اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ

اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	مِثْلَ	يَوْمِ + الْاَحْزَابِ	مِثْلَ	دَاْبِ
ڈرتا ہوں	تم پر	مانند	(سابقہ) گروہوں کا دن	جیسے	حال

تم پر سابقہ گروہوں کے دن کی مانند (عذاب نازل ہونے سے) ڈرتا ہوں۔ جیسے حال ہوا

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

قَوْمِ + نُوْحٍ	وَّعَادٍ	وَّثَمُوْدَ	وَالَّذِيْنَ	مِنْ + بَعْدِهِمْ
قوم نوح	اور عاد	اور ثمود	اور جو لوگ	ان کے بعد

قوم نوح اور عاد اور ثمود کا اور جو اُن کے بعد (ہوئے)

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

وَمَا	اللّٰهُ	يُرِيْدُ	ظُلْمًا	لِّلْعِبَادِ	وَيٰقَوْمِ	اِنِّيْٓ + اَخَافُ
اور نہیں	اللہ	چاہتا	کوئی ظلم	اپنے بندوں کے لئے	اور اے میری قوم	میں ڈرتا ہوں

اور اللہ نہیں چاہتا اپنے بندوں کے لئے کوئی ظلم اور اے میری قوم! میں تم پر

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾

عَلَيْكُمْ	يَوْمَ	التَّنَادِ
تم پر	دن	چیخ و پکار

چیخ و پکار کے دن سے ڈرتا ہوں

﴿٢٩﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ غالبين حال فِي الْاَرْضِ ارض مصر فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ عذابه ان قتلتم اولياءه اِنْ جَآءَنَا اى لا ناصر لنا قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى اى ما اشير عليكم الا بما اشير به على نفسي وهو قتل موسى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ○ طريق الصواب

﴿۲۹﴾ اے میری قوم تمہارے لئے زمین مصر کی بادشاہت ہے درآں حالیکہ تم کو غلبہ دیا گیا ہے۔ پس کون ہم کو عذاب الٰہی سے بچاوے گا اگر تم اس کے دوستوں کو قتل کروگے جب کہ عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ یعنی اس وقت کوئی ہمارا مددگار نہ ہوگا۔

فرعون نے کہا میں تم کو وہی مشورہ دیتا ہوں جو اپنے نفس کو دیتا ہوں یعنی موسیٰ کو مار ڈالنے کا

اور میں تم کو راہِ صواب پر ہی لاتا ہوں۔

﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ○ اى يوم حزب بعد حزب

﴿۳۰﴾ اور کہا اس شخص نے جو ایمان لایا تھا اے میری قوم بے شک میں ڈرتا ہوں ایسے دن سے جو پہلی امتوں کو پیش آیا۔

﴿٣١﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مثل بدل من مثل قبله اى مثل جزاء عادة من كفر

﴿۳۱﴾ جیسے قوم نوح کو اور عاد اور ثمود کو اور ان لوگوں کو جو اُن کے بعد ہوئے۔

قَبْلِكُمْ مِنْ تَعْذِيبِهِمْ فِي الدُّنْيَا
وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ○

جس طرح ان پر دنیا میں عذاب آیا تم پر بھی نہ آجائے۔
اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

(۳۲) يٰقَوْمِ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ○ بِحَذْفِ الْيَاءِ وَإِثْبَاتِهَا أَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْثُرُ فِيْهِ نِدَاءُ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ وَبِالْعَكْسِ وَالنِّدَاءُ بِالسَّعَادَةِ لِأَهْلِهَا وَالشَّقَاوَةِ لِأَهْلِهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ

(۳۲) اور اے میری قوم مجھ کو تمہارا خوف ہے قیامت کے دن سے (قیامت کے دن کو یوم التناد فرمایا اس لئے کہ اس دن میں ہر طرف سے پکار ہوگی اصحاب جنت اصحاب نار کو پکاریں گے، اور دوزخی جنتیوں کو آواز دیں گے۔ اور اہل سعادت کو سعادت کے ساتھ پکارا جائے گا اور اہل شقاوت کو ساتھ شقاوت کے وغیر ذلک۔

تشریح

(۲۹) قومِ فرعون کے مومن شخص کی نصیحت اور فرعون کا جواب | قوم فرعون کے اس مومن شخص نے اپنی نصیحت جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو آج تمہیں بادشاہی حاصل ہے اور زمین میں تم غالب ہو، اللہ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اگر خدا کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کر سکے گا۔

فرعون کو ابھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ اس کے دربار کا یہ امیر ایمان لا چکا ہے اس لئے اس نے بغیر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو مجھے مناسب نظر آتی ہے۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ تمام کر دیا جائے، میں تمہاری اسی راستے کی طرف رہنمائی کر رہا ہوں جو صحیح راستہ ہے۔

(۳۰) قومِ فرعون کے مردِ مومن کا اندیشہ | قوم فرعون کے اس مردِ مومن نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو مجھے اندیشہ ہے تم پر وہ دن نہ آجائے جو اس سے پہلے بہت سی قوموں اور جماعتوں پر آچکا ہے کہ وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوگئیں اور صفحۂ ہستی سے ان کا وجود مٹ گیا۔

(۳۱) وہ عذاب جو قومِ نوح وغیرہ پر آیا تھا | وہ عذاب جو قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد والی بہت قوموں پر آیا ہے کہ آج ان قوموں کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے۔ جب کوئی حد سے گزر جاتا ہے تو ان کو سزا دینا عین عدل وانصاف ہوتا ہے بھلا کون سی حکومت ہے جو اپنے سفیر کی رسوائی اور قتل کو برداشت کرے۔

احکم الحاکمین نے اپنا سفیر بھیجا ہے اگر ہم اس کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے تو پھر جو ہمیں سزا ملے گی اس کو ظلم نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

(۳۲) قومِ فرعون کے مردِ مومن کی فہمائش کہ کہیں ہانکا پکاری کا دن نہ آجائے | قوم فرعون کے مردِ مومن نے فہمائش کی کہ اے میری قوم کے لوگو مجھے ڈر ہے کہ تمہارے اوپر ہانکا پکاری کا دن نہ آجائے کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے اِدھر اُدھر بھاگے پھرو اور تمہیں بچنے کا کوئی ٹھکانہ نہ ملے۔

چنانچہ یہ ہوا بھی کہ بحر قلزم میں ڈوبتے ہوئے فرعونی ایک دوسرے کو پکار رہے تھے اور کوئی ان کا مددگار نہ تھا یہ تھا ہانکا پکاری کا وہ دن جس کا اندیشہ مردِ مومن نے ظاہر کیا تھا۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ

يَوْمَ	تُوَلُّوْنَ	مُدْبِرِيْنَ	مَا لَكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ عَاصِمٍ	وَمَنْ
جس دن	تم پھر جاؤ گے (بھاگو گے)	پیٹھ پھیر کر	نہیں تمہارے لئے	اللہ سے	کوئی بچانے والا	اور جس کو

جس دن تم بھاگو گے پیٹھ پھیر کر تمہارے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اور جس کو

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ

يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ	مِنْ هَادٍ	وَلَقَدْ + جَآءَكُمْ	يُوْسُفُ	مِنْ
گمراہ کردے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی ہدایت دینے والا	اور تحقیق آئے تمہارے پاس	یوسف	سے

اللہ گمراہ کردے اس کے لئے کوئی نہیں ہدایت دینے والا اور تحقیق تمہارے پاس اس سے قبل یوسفؑ آئے

قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا

قَبْلُ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَمَا زِلْتُمْ	فِيْ شَكٍّ	مِّمَّا جَآءَكُمْ	بِهٖ + حَتّٰٓى	اِذَا
قبل	(واضح) دلائل کے ساتھ	سو تم ہمیشہ رہے	شک میں	اس سے آئے تمہارے پاس	اس کے ساتھ یہاں تک	جب

واضح دلائل کے ساتھ، سو تم ہمیشہ شک میں رہے اس (کے بارہ میں) جس کے ساتھ وہ تمہارے پاس آئے۔ یہاں

هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ

هَلَكَ	قُلْتُمْ	لَنْ يَّبْعَثَ	اللّٰهُ	مِنْۢ + بَعْدِهٖ	رَسُوْلًا
وہ فوت ہوگئے	تم نے کہا	ہرگز نہ بھیجے گا	اللہ	اس کے بعد	کوئی رسول

تک کہ جب وہ فوت ہوگئے تو تم نے کہا اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اسی طرح

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ ج صلے

كَذٰلِكَ	يُضِلُّ	اللّٰهُ	مَنْ + هُوَ	مُسْرِفٌ	مُّرْتَابٌ
اسی طرح	گمراہ کرتا ہے	اللہ	جو وہ	حد سے گزرنے والا	شک میں رہنے والا

اللہ (اُسے) گمراہ کرتا ہے جو حد سے گزرنے والا شک میں رہنے والا ہو۔

ۨالَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ

الَّذِيْنَ	يُجَادِلُوْنَ	فِيْٓ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ	اَتٰىهُمْ
جو لوگ	جھگڑا کرتے ہیں	میں	اللہ کی آیتیں	بغیر کسی دلیل	آئی اُن کے پاس

جو لوگ اللہ کی آیتوں (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں کسی دلیل کے بغیر جو اُن کے پاس آئی

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ

كَبُرَ + مَقْتًا	عِنْدَ اللّٰهِ	وَعِنْدَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كَذٰلِكَ
سخت ناپسند	اللہ کے نزدیک	اور نزدیک	ان لوگوں کے جو	ایمان لائے	اسی طرح

(ان کی یہ کج بحثی) سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک اور ان کے نزدیک جو ایمان لائے - اسی طرح

يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾

يَطْبَعُ + اللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ	قَلْبِ	مُتَكَبِّرٍ	جَبَّارٍ	
مہر لگا دیتا ہے اللہ	پر	ہر	دل	مغرور	سرکش	

اللہ ہر مغرور، سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے

(۳۳) يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ عَنْ مَوْقِفِ
الْحِسَابِ اِلَى النَّارِ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
عَذَابِهٖ مِنْ عَاصِمٍ مَانِعٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

(۳۴) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ اَیْ
قَبْلِ مُوْسٰى وَهُوَ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ فِیْ قَوْلٍ
عُمِّرَ اِلٰى زَمَانِ مُوْسٰى اَوْ يُوْسُفُ ابْنُ
اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يُوْسُفَ ابْنِ يَعْقُوْبَ فِیْ
قَوْلٍ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ
فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ
بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ مِنْ غَيْرِ
بُرْهَانٍ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا
اَیْ فَلَنْ تَزَالُوْا كَافِرِيْنَ بِيُوْسُفَ وَغَيْرِهٖ
كَذٰلِكَ اَیْ مِثْلَ اِضْلَالِكُمْ يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُشْرِكٌ مُّرْتَابٌ ○ شَاكٌّ
فِيْمَا شَهِدَتْ بِهِ الْبَيِّنٰتُ

(۳۵) اِلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُعْجِزَاتِهٖ
مُبْتَدَأٌ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ بُرْهَانٍ اَتٰهُمْ كَبُرَ
جِدَالُهُمْ خَبَرُ الْمُبْتَدَاِ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ اَیْ مِثْلَ اِضْلَالِهِمْ

(۳۳) وہ دن کہ جس میں پشت پھیرو گے حساب کی جگہ سے دوزخ کی طرف کوئی تم کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ کرے پس اس کے واسطے کوئی راہ بتلانے والا نہیں۔

(۳۴) اور بالیقین لایا تمہارے پاس یوسف ظاہر معجزہ موسےٰ سے پہلے۔ اور یہ یوسف وہی یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہے ایک قول کے مطابق موسیٰ کے زمانہ تک اس کو عمر دی گئی۔ یا مراد یوسف سے یوسف بن ابراہیم بن یوسف بن یعقوب ہے دوسرے قول کے موافق سو تم برابر تردد اور شک میں ہو ان احکام سے جو یوسف لایا۔ یہاں تک کہ جب یوسف مرگیا اس وقت کہنے لگے بدون کسی حجت کے کہ یوسف کے بعد اللہ کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا۔ الغرض ہر ایک پیغمبر کا تم نے انکار ہی کیا۔ یوسف کے زمانے میں اس پر ایمان نہیں لائے اس کے بعد کہنے لگے کہ اب کوئی پیغمبر ہی نہ آوے گا جس طرح اللہ نے تم کو گمراہ کیا وہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے اس شخص کو جو شرک میں حد سے بڑھا اور جس کو شک ہے ظاہر معجزوں میں۔

(۳۵) جو لوگ اللہ کی نشانیوں اور ظاہر معجزوں میں جھگڑا کرتے ہیں بدون کسی دلیل روشن کے جو اُن کے پاس ہو تو یہ بہت بُری بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک یعنی موجب غضب الٰہی و غضب مومنین ہے۔ جس طرح اللہ نے ان کو گمراہ کیا وہ اسی

يَطْبَعُ يَخْتِمُ اللّٰهُ بِالضَّلَالِ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ بِتَنْوِيْنِ قَلْبٍ وَدُوْنِهِ وَمَتٰى تَكَبَّرَ الْقَلْبُ تَكَبَّرَ صَاحِبُهُ وَبِالْعَكْسِ وَكُلٌّ عَلَى الْقِرَاءَتَيْنِ لِعُمُوْمِ الضَّلَالِ جَمِيْعَ الْقَلْبِ لَا لِعُمُوْمِ الْقُلُوْبِ

طرح مہر لگاتا ہے ہر ایک متکبر سرکش ظالم کے تمام دل پر۔

تشریح

(۴۳) جو گمراہی سے نکلنا نہ چاہے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی | فریاد و فغاں کے اس دن سے تمہیں بچانے والا کوئی نہ ہوگا سچ تو یہ ہے کہ جو خود گمراہی سے نکلنا نہ چاہے اور اس میں ہدایت کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے بھٹکا دے تو پھر اُسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہدایت کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

(۴۴) یوسفؑ کی نبوت کو تم نے ان کے جیتے جی مان کر نہ دیا | حضرت موسیٰؑ سے پہلے مصر میں حضرت یوسفؑ آئے ان کے دورِ حکومت میں جو لوگوں کو انصاف ملا اور مصر کے لوگوں نے ان کی خیر و برکت کا زمانہ دیکھا ایسا زمانہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب کی صحیح تعبیر بتانے کا معجزہ عطا کیا تھا انھوں نے عزیزِ مصر کے خواب کی صحیح تعبیر بتا کر خوفناک قحط کی تباہ کاریوں سے پورے علاقے کو بچا لیا تھا۔ ان کی پاک دامنی، اللہ کے بندوں کے ساتھ ان کی خیر خواہی اور ان کے اخلاص کا زمانہ معترف تھا مگر ان کے جیتے جی تم نے ان کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔ ان کے انتقال کے بعد جب مصر کی سلطنت کا نظام بگڑنے لگا تو اب تمہیں حضرت یوسف یاد آئے کہ ہائے ان کا دور کیسا مبارک تھا۔

مردِ مومن کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم نے یوسف کی قدر ان کے بعد جانی۔ اب موسیٰ آئے ہیں تو ان کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ وہی ہے جو یوسفؑ کے ساتھ ان کی زندگی میں تھا جس طرح تم ان کی نبوت کے بارے میں شک ہی کرتے رہے اسی طرح آج موسیٰ کے معاملے میں بھی تمہارے دل شکوک سے خالی نہیں ہیں اور روشن نشانیاں دیکھنے کے باوجود تم ان پر ایمان لانے کے لئے آمادہ نہیں ہو۔

جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں اور ان کے دل یقین سے خالی ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ان کو گمراہی میں ڈال دیتے ہیں۔

(۴۵) ہٹ دھرم اور ضدی لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے رہتے ہیں | اوپر کی آیت میں بیان ہو چکا ہے کہ ایسے لوگ گمراہی کے چکر سے کبھی باہر نہیں نکلتے جو اپنی بداعمالیوں میں حد سے گزر جاتے ہیں اور پھر ان پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دوسری بات اوپر کی آیت میں یہ بیان ہوئی کہ ہمیشہ ان کا رویّہ شک اور تذبذب کا رہتا ہے۔ کتنے ہی حقائق ان کے سامنے پیش کئے جائیں، کتنی ہی کھلی نشانیاں ان کے سامنے رکھ دی جائیں مگر وہ پیغمبروں کی نبوت پر بھی شک کرتے ہیں اور ان سچائیوں پر بھی ان کو یقین نہیں ہوتا جو اُن کے سامنے کھول کھول کر بیان کی جاتی ہیں۔ اب تیسری بات ان میں یہ ہوتی ہے جو اس آیت میں آرہی ہے کہ وہ اللہ کی آیات پر غور و فکر کرنے کے بجائے، ہمیشہ کج بحثیوں میں لگے رہتے ہیں اور ان کی بنیاد نہ عقلی بات پر ہوتی ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل ہوتی ہے کہ آسمانی کتاب کے حوالے سے وہ کوئی بات کہیں۔ عقلی اور نقلی حجت کے بغیر اللہ کی باتوں میں جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے صاحب ایمان بندے ان کے اس رویئے سے سخت بیزار ہیں ایسے متکبر اور جبار اور اکڑفوں دکھانے والے جن میں مذکورہ باتیں ہوں ایسے لوگ کبھی راہِ راست پر نہیں آتے اور گویا ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے کہ پھر قبولِ حق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	يٰهَامٰنُ	ابْنِ	لِيْ	صَرْحًا	لَّعَلِّيْ
اور کہا	فرعون	اے ہامان	بنادے	میرے لئے	ایک بلند محل	شاید کہ میں

اور فرعون نے کہا اے ہامان ! میرے لئے ایک بلند عمارت بنا ، شاید کہ میں

اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

اَبْلُغُ	الْاَسْبَابَ	اَسْبَابَ	السَّمٰوٰتِ	فَاَطَّلِعَ
پہنچ جاؤں	راستے	راستے	آسمانوں	پس جھانک لوں

راستوں تک پہنچ جاؤں آسمانوں کے راستے ، پس میں موسیٰ کے

اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ

اِلٰٓى	اِلٰهِ	مُوْسٰى	وَاِنِّيْ	لَاَظُنُّهٗ	كَاذِبًا	وَكَذٰلِكَ
طرف۔کو	معبود	موسیٰ	اور بے شک میں	اسے البتہ گمان کرتا ہوں	جھوٹا	اور اسی طرح

معبود کو جھانک لوں ۔ اور بے شک میں اُسے البتہ جھوٹا گمان کرتا ہوں اور اسی طرح

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ

زُيِّنَ	لِفِرْعَوْنَ	سُوْۗءُ عَمَلِهٖ	وَصُدَّ	عَنِ	السَّبِيْلِ
آراستہ دکھلائے	فرعون کو	اس کے بُرے عمل	اور وہ روک دیا گیا	سے	سیدھا راستہ

فرعون کو اس کے بُرے عمل آراستہ دکھائے گئے اور وہ روک دیا گیا سیدھے راستہ سے

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْٓ ع ۹

وَمَا كَيْدُ	فِرْعَوْنَ	اِلَّا	فِيْ ، تَبَابٍ	وَقَالَ	الَّذِيْ
اور نہیں تدبیر	فرعون	مگر صرف	تباہی میں	اور کہا	وہ جو

اور فرعون کی تدبیر صرف تباہی ہی تھی ۔ اور جو شخص ایمان

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ ج

اٰمَنَ	يٰقَوْمِ	اتَّبِعُوْنِ	اَهْدِكُمْ	سَبِيْلَ	الرَّشَادِ
ایمان لے آیا تھا	اے میری قوم	تم میری پیروی کرو	میں تمہیں راہ دکھاؤں گا	راستہ	بھلائی

لے آیا تھا اس نے کہا اے میری قوم ! تم میری پیروی کرو میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھادوں گا۔

(۳۶) وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ
ابْنِ لِيْ صَرْحًا بِنَاءً عَالِيًا
لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ○

(۳۶) اور فرعون نے کہا اے ہامان بنا تو میرے لئے ایک اونچا محل امید ہے کہ میں پہنچوں آسمان کے راستوں پر

(۳۷) اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ طُرُقَهَا
الْمُوْصِلَةَ اِلَيْهَا
فَاَطَّلِعُ بِالرَّفْعِ عَطْفًا
عَلٰى اَبْلُغُ وَبِالنَّصْبِ جَوَابًا
لِابْنِ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى
وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ اَيْ مُوْسٰى
كَاذِبًا فِيْ اَنَّ لَهٗ اِلٰهًا غَيْرِيْ
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذٰلِكَ تَمْوِيْهًا
وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ
صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ طَرِيْقِ الْهُدٰى بِفَتْحِ
الصَّادِ وَضَمِّهَا وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ
تَبَابٍ خَسَارٍ ○

(۳۷) جو مجھ کو آسمان تک پہنچا دیں تاکہ دیکھ آؤں میں موسیٰ کے معبود کو.

اور بے شبہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں اس بات میں کہ وہ کہتا ہے کہ اس کے واسطے میرے سوا کوئی دوسرا معبود ہے (فرعون نے جو آسمان کی طرف جانا بیان کیا یہ محض دھوکہ دہی اور اشتباہ ڈالنا تھا اپنی قوم کو ورنہ یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ آسمانوں پر پہنچنا محال ہے) اور اسی طرح اچھا کر دکھلایا گیا فرعون کو اس کا برا عمل اور روکا گیا وہ راہ ہدایت سے اور فرعون کا مکر محض خرابی اور تباہی میں ہے.

(۳۸) وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ بِاِثْبَاتِ
الْيَاءِ وَحَذْفِهَا اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ○
تقدم

(۳۸) وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ الخ
اور کہا اس شخص نے جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم پیروی کرو میں تم کو راہ صواب کی ہدایت کروں گا.

تشریح

(۳۶) فرعون نے کہا ہامان میرے لئے اونچی عمارت تو بنواؤ | حضرت موسیٰ اللہ کی نشانیاں پیش کر رہے تھے اور یہ متکبر اور جبار فرعون ان کی بات پر دھیان تو کیا دیتا مذاق اڑانے کے انداز میں اپنے وزیر ہامان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ موسیٰ کہتا ہے کہ اس کا خدا آسمان میں رہتا ہے اور اس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے. ہامان میرے لئے اونچی عمارت تو بنواؤ کہ میں راستوں تک پہونچ سکوں.

(۳۷) آسمان کے راستے جہاں موسیٰ کا خدا رہتا ہے | اس اونچی عمارت پر چڑھ کر میں آسمان کے راستوں پر پہنچ سکوں اور موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں کہ وہ یہاں رہتا بھی ہے یا نہیں مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے اور اس نے موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا ہے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (قصص۔ رکوع ۴)
یہ تھی فرعون کی وہ سوچ کہ اس کی گمراہی اس کی اپنی نظر میں بڑی خوشنما معلوم ہو رہی تھی اور اس طرح اس سوچ نے اس کو راہ راست پر آنے سے روک دیا مگر جتنی وہ چالبازیاں کر رہا تھا اس کی ساری مکاریاں اپنی ہی تباہی کے راستے میں صرف ہوئیں اور باطل کا انجام ہمیشہ یہی ہوتا ہے.

(۳۸) قوم فرعون کے مرد مومن کی بات کہ میں تجھے صحیح راستہ دکھاتا ہوں | فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہیں وہی راستہ بتا رہا ہوں جو ٹھیک ہے. قوم فرعون کا وہ شخص جو ایمان لا چکا تھا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو صحیح راستہ وہ نہیں ہے وہ تباہی کا راستہ ہے صحیح راستہ میں تمہیں بتاتا ہوں.

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ

يٰقَوْمِ	اِنَّمَا	هٰذِهِ	الْحَيٰوةُ + الدُّنْيَا	مَتَاعٌ	وَّ اِنَّ	الْاٰخِرَةَ
اے میری قوم	اس کے سوا نہیں	یہ	دنیا کی زندگی	(تھوڑا) فائدہ	اور بیشک	آخرت

اے میری قوم اس کے سوانہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور آخرت بے شک

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى

هِيَ	دَارُ + الْقَرَارِ	مَنْ	عَمِلَ	سَيِّئَةً	فَلَا يُجْزٰٓى
یہ	(ہمیشہ) رہنے کا گھر	جو۔جس	عمل کیا	برا	اسے بدلہ نہ دیا جائے گا

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جس شخص نے برا عمل کیا اسے اس جیسا بدلہ دیا

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

اِلَّا	مِثْلَهَا	وَمَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ	ذَكَرٍ
مگر	اسی جیسا	اور جو۔جس	عمل کیا	اچھا	سے۔خواہ	مرد

جائے گا۔ اور جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اَوْ	اُنْثٰى	وَهُوَ + مُؤْمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ	يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ
یا	عورت	اور (بشرطیکہ) وہ مومن	تو یہی لوگ	داخل ہوں گے	جنت

یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ

يُرْزَقُوْنَ	فِيْهَا	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَيٰقَوْمِ	مَا لِيْٓ	اَدْعُوْكُمْ
وہ رزق دیئے جائیں گے	اس میں	بے حساب	اور اے میری قوم	کیا ہوا مجھے	میں بلاتا ہوں تمہیں

اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات

النصف

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ ط

اِلَى	النَّجٰوةِ	وَتَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَى	النَّارِ
طرف	نجات	اور بلاتے ہو تم مجھے	طرف	آگ (جہنم)

کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔

(۳۹) يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا مَتَاعٌ تَمَتُّعٌ
يَزُوْلُ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ
دَارُ الْقَرَارِ ○

(۳۹) اے میری قوم یہ دُنیا کی زندگی صرف چند روز تک فائدہ اٹھانا ہے پھر فنا ہو جاوے گی اور بے شبہ ہمیشہ کے رہنے کی جگہ آخرت ہے۔

(۴۰) مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى
اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِضَمِّ الْيَاءِ
وَفَتْحِ الْخَاءِ وَبِالْعَكْسِ يُرْزَقُوْنَ
فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ رِزْقًا
وَاسِعًا بِلَا تَبِعَةٍ

(۴۰) جو کوئی برائی کرتا ہے اس کو اسی کے مثل بدلہ ملے گا۔ اور جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں اور حال یہ کہ وہ ایمان لانے والے ہوں تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا یعنی فراغت کے ساتھ روزی دی جائے گی بدون منّت کے۔

(۴۱) وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ
اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ
اِلَى النَّارِ ○

(۴۱) اور اے میری قوم کیا وجہ کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

تشریح

(۳۹) دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی | اس نے کہا کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہاں کی خوش حالی اور عارضی دولت پر مت جاؤ یہ دنیا ایک دن ختم ہونے والی ہے ہمیشہ قیام کی جگہ آخرت ہے اس لئے جو اپنی آخرت کو بھول کر دنیا بناتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔

(۴۰) آخرت کی نجات نیک عمل پر ہے | قوم فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی فانی زندگی میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو کیوں کہ دنیا کی زندگی تو بھلی بُری کٹ جائے گی اور موت کے بعد آخرت کی وہ زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور آخرت کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں کی کامیابی اور نجات کے لئے نیک عمل درکار ہوں گے۔ وہاں ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا جس نے برائی کی تو اس کے بُرے عمل کے مطابق ہی اس کا بدلہ پائے گا لیکن نیک عمل کا معاملہ یہ ہوگا کہ مرد و عورت جس نے بھی اچھے کام کئے ہوں گے بشرطیکہ ان نیک اعمال کی بنیاد ایمان پر ہو تو وہ اللہ کے انعامات سے نوازے جائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور بغیر حساب کے اللہ تعالیٰ کی نوازشیں ان کو حاصل ہونگی اس لئے سمجھ دار وہی ہے جس کی نگاہ آخرت پر رہے۔

(۴۱) قوم فرعون کے مرد مومن کی پُر درد نصیحت | قوم فرعون کے اس مردِ مومن نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے درد بھرے انداز میں کہا کہ اے میری قوم کے لوگو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں تو تمہیں ایمان کے راستے پر لگا کر نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ لگ کر اس راستے پر آجاؤں جو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہے۔ تم خود کو بھی اور اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہو جب کہ میں تمہیں نجات کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم میری قوم کے لوگ ہو۔ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ

يٰقَوْمِ	اِنَّمَا	هٰذِهِ	الْحَيٰوةُ + الدُّنْيَا	مَتَاعٌ	وَّاِنَّ	الْاٰخِرَةَ
اے میری قوم	اس کے سوا نہیں	یہ	دنیا کی زندگی	(تھوڑا) فائدہ	اور بیشک	آخرت

اے میری قوم اس کے سوا نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور آخرت بے شک

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى

هِيَ	دَارُ + الْقَرَارِ	مَنْ	عَمِلَ	سَيِّئَةً	فَلَا يُجْزٰٓى
یہ	(ہمیشہ) رہنے کا گھر	جو۔جس	عمل کیا	بُرا	اسے بدلہ نہ دیا جائے گا

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جس شخص نے بُرا عمل کیا اسے اس جیسا بدلہ دیا

اِلَّا مِثْلَهَا ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

اِلَّا	مِثْلَهَا	وَمَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ	ذَكَرٍ
مگر	اسی جیسا	اور جو۔جس	عمل کیا	اچھا	سے۔خواہ	مرد

جائے گا۔ اور جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اَوْ	اُنْثٰى	وَهُوَ + مُؤْمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ	يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ
یا	عورت	اور (بشرطیکہ) وہ مومن	تو یہی لوگ	داخل ہوں گے	جنت

یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ

يُرْزَقُوْنَ	فِيْهَا	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَيٰقَوْمِ	مَا لِيْٓ	اَدْعُوْكُمْ
وہ رزق دیئے جائیں گے	اس میں	بے حساب	اور اے میری قوم	کیا ہوا مجھے	میں بلاتا ہوں تمہیں

اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ ط

اِلَى	النَّجٰوةِ	وَتَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَى	النَّارِ
طرف	نجات	اور بلاتے ہو تم مجھے	طرف	آگ (جہنم)

کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔

النصف

(۳۹) يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ (تمتع يزول) وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ○

(۳۹) اے میری قوم یہ دُنیا کی زندگی صرف چند روز تک فائدہ اٹھانا ہے پھر فنا ہو جاوے گی اور بے شبہ ہمیشہ کے رہنے کی جگہ آخرت ہے۔

(۴۰) مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (بضم الياء وفتح الخاء وبالعكس) يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (رزقا واسعا بلا تبعة)

(۴۰) جو کوئی بُرائی کرتا ہے اس کو اسی کے مثل بدلہ ملے گا۔ اور جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں اور حال یہ کہ وہ ایمان لانے والے ہوں تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا یعنی فراغت کے ساتھ روزی دی جائے گی بدون منّت کے۔

(۴۱) وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ○

(۴۱) اور اے میری قوم کیا وجہ کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

تشریح

(۳۹) دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی | اس نے کہا کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہاں کی خوش حالی اور عارضی دولت پر مت جاؤ یہ دنیا ایک دن ختم ہونے والی ہے ہمیشہ قیام کی جگہ آخرت ہے اس لئے جو اپنی آخرت کو بھول کر دنیا بناتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔

(۴۰) آخرت کی نجات نیک عمل پر ہے | قوم فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی فانی زندگی میں پڑکر آخرت کو نہ بھولو کیوں کہ دنیا کی زندگی تو بھلی بُری کٹ جائے گی اور موت کے بعد آخرت کی وہ زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور آخرت کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں کی کامیابی اور نجات کے لئے نیک عمل درکار ہوں گے۔ وہاں ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا۔ جس نے برائی کی تو اس کے بُرے عمل کے مطابق ہی اس کا بدلہ پائے گا لیکن نیک عمل کا معاملہ یہ ہوگا کہ مرد و عورت جس نے بھی اچھے کام کئے ہوں گے بشرطیکہ ان نیک اعمال کی بنیاد ایمان پر ہو تو وہ اللہ کے انعامات سے نوازے جائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور بغیر حساب کے اللہ تعالیٰ کی نوازشیں ان کو حاصل ہونگی اس لئے سمجھ دار وہی ہے جس کی نگاہ آخرت پر رہے۔

(۴۱) قوم فرعون کے مرد مومن کی پُر درد نصیحت | قوم فرعون کے اس مردِ مومن نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے درد بھرے انداز میں کہا کہ اے میری قوم کے لوگو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں تو تمہیں ایمان کے راستے پر لگا کر نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ لگ کر اس راستے پر آجاؤں جو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہے۔ تم خود کو بھی اور اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہو جب کہ میں تمہیں نجات کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم میری قوم کے لوگ ہو۔ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِکَ بِهٖ مَا لَیْسَ

مَا لَیْسَ	بِهٖ	وَ + اُشْرِکَ	بِاللّٰهِ	لِاَکْفُرَ	تَدْعُوْنَنِیْ
جو نہیں	اسکے ساتھ	اور میں شریک ٹھیراؤں	اللہ کا	کہ میں انکار کروں	تم بلاتے ہو مجھے

تم مجھے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ اُسے شریک ٹھیراؤں جس کا

لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾

الْغَفَّارِ	الْعَزِیْزِ	اِلَی	اَدْعُوْکُمْ	وَّاَنَا	عِلْمٌ	بِهٖ	لِیْ
بخشنے والا	غالب	طرف	بلاتا ہوں تمہیں	اور میں	کوئی علم	اس کا	مجھے

مجھے کوئی علم نہیں۔ اور میں تمہیں (اللہ) غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ

دَعْوَةٌ	لَیْسَ + لَهٗ	اِلَیْهِ	تَدْعُوْنَنِیْۤ	اَنَّمَا	لَا جَرَمَ
بلانا	نہیں اس کے لئے	اس کی طرف	تم بلاتے ہو مجھے	یہ کہ	کوئی شک نہیں

کوئی شک نہیں کہ تم مجھے جس کی طرف بُلاتے ہو اس کا دنیا میں اور آخرت

فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَی

اِلَی	مَرَدَّنَا	وَاَنَّ	الْاٰخِرَةِ	فِی	وَلَا	الدُّنْیَا	فِی
طرف	پھر جانا ہے ہمیں	اور یہ کہ	آخرت	میں	اور نہ	دنیا	میں

میں (کچھ بھی) نہیں۔ اور یہ کہ ہمیں پھر جانا ہے اللہ کی

اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

اَصْحٰبُ + النَّارِ	هُمْ	الْمُسْرِفِیْنَ	وَاَنَّ	اللّٰهِ
آگ والے (جہنمی)	وہ۔ وہی	حد سے بڑھنے والے	اور یہ کہ	اللہ

طرف اور یہ کہ حد سے بڑھ جانے والے ہی جہنمی ہیں۔

فَسَتَذْکُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَکُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ

اَمْرِیْ	وَ اُفَوِّضُ	لَکُمْ	مَاۤ + اَقُوْلُ	فَسَتَذْکُرُوْنَ
اپنا کام	اور میں سونپتا ہوں	تمہیں	جو میں کہتا ہوں	سو تم جلد یاد کرو گے

سو تم جلدی یاد کرو گے جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں اپنا کام (معاملہ) اللہ کو

اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ

اِلَى اللّٰهِ	اِنَّ	اللّٰهَ	بَصِيْرٌ	بِالْعِبَادِ	فَوَقٰىهُ	اللّٰهُ
اللہ کو	بیشک	اللہ	دیکھنے والا	بندوں کو	سو اُسے بچا لیا	اللہ

سونپتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ سو اللہ نے اُسے بچا لیا (اُن)

سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ ج

سَيِّاٰتِ	مَا مَكَرُوْا	وَحَاقَ	بِاٰلِ فِرْعَوْنَ	سُوْٓءُ الْعَذَابِ	
بُرے	داؤ جو وہ کرتے تھے	اور گھیر لیا	فرعون والوں کو	بُرا عذاب	

بُرے داؤ سے جو وہ کرتے تھے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔

﴿۴۲﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ
بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ
الغالب علٰی امرہ الْغَفَّارِ ۝
لمن تاب

﴿۴۲﴾ تم مجھ کو اس طرف بلاتے ہو کہ میں کفر کروں ساتھ اللہ کے اور اس کے واسطے شریک بناؤں جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں تم کو بلاتا ہوں اللہ کی طرف جو غالب ہے اپنے حکم میں بخشنے والا ہے اس شخص کو جو توبہ کرے۔

﴿۴۳﴾ لَا جَرَمَ حقًّا اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ
اِلَيْهِ لاعبدہ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ
فِي الدُّنْيَا ای استجابۃ دعوۃ
وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ
مَرَدَّنَآ مرجعنا اِلَى اللّٰهِ
وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ الکافرین
هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

﴿۴۳﴾ بالیقین جس طرف تم مجھ کو بلاتے ہو وہ کسی طرح قبولیت کے لائق نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اور بے شک ہم سب کا رجوع اللہ کی طرف ہے اور بالضرور کافروں ہی کے واسطے دوزخ ہے۔

﴿۴۴﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ اذا عاینتم
العذاب مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ
اُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ قال
ذلک لما توعدوہ بمخالفۃ دینہم

﴿۴۴﴾ سو عنقریب تم یاد کرو گے میری بات کو جو میں تم کو کہتا ہوں جس وقت کہ تم عذاب کو دیکھو گے۔ اور میں سپرد کرتا ہوں اپنے کام اللہ کو بے شک اللہ دیکھتا ہے بندوں کے حال کو (یہ کلمہ اس نے اس وقت کہا کہ جب کفار نے اس کو ڈرایا اپنے مذہب کی مخالفت سے۔)

﴿۴۵﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا بہ
من القتل وَحَاقَ نزل بِاٰلِ فِرْعَوْنَ
قومہ معہ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ الغرق

﴿۴۵﴾ سو اس کو اللہ نے بچایا ان کے مکر کی برائیوں سے جو انھوں نے اس کے ساتھ کرنا چاہا تھا اس کے مار ڈالنے کا اور نازل ہوا بدتر عذاب فرعون اور اس کی قوم پر یعنی وہ سب غرق ہو گئے۔

تشریح

(۴۲) اللہ کا کوئی ساجھی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے | وہ ہستیاں جن کو اللہ کے ساتھ ساجھی سمجھا جاتا ہے میں ان ہستیوں کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں اور اس کا کوئی علمی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہستیاں اللہ کے ساتھ شریک ہو سکتی ہیں۔ بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اتنی بڑی بات کیسے مان لوں کہ یہ فرضی ہستیاں اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور مجھے اللہ کے ساتھ ان کی بھی بندگی کرنی ہے۔ جب کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں جو ہر چیز پر غالب ہے اور بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

اب ایک طرف وہ انجانی ہستیاں ہیں جن کی شرکت کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ نہ ان میں کوئی خدائی صفت پائی جاتی ہے۔ جب کہ دوسری طرف وہ خدائے واحد ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور غالب ہونے کے باوجود بہت مغفرت کرنے والا ہے۔ میں تمہیں اس خدائے واحد کی طرف بلا رہا ہوں اور تم ان فرضی ہستیوں کی طرف جن میں کوئی خدائی صفت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے کہ وہ خدا کی خدائی میں شریک ہو سکتے ہیں۔

(۴۳) نفع نقصان سب اللہ کے قبضے میں ہے | حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جو نفع نقصان کا مالک ہو سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر ان ہستیوں کو ماننے سے نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں یہ کام آئیں گی اور کمال یہ ہے کہ خود ان کا دعویٰ بھی نہیں کہ ہمیں خدا مانو۔ لوگوں نے خود ہی ان کو زبردستی خدا بنا لیا ہے۔ ان کا نہ دنیا میں کوئی حق ہے نہ آخرت میں اور ہم سب کو اللہ کے پاس جانا ہے۔ جو شخص اللہ کے سوا دوسروں کی خدائی مانتا ہے یا خود خدا بن بیٹھتا ہے یا خدا سے بغاوت کا رویہ اختیار کرتا ہے وہ حد سے گزرنے والا ہے۔ وہ عقل انصاف کی تمام حدوں کو پھاند رہا ہے۔ ایسا حد سے گزرنے والا اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی ہو سکتی ہے۔

(۴۴) قوم فرعون کے مرد مومن کی آخری بات | قوم فرعون کے اس مومن نے جس نے کھلم کھلا فرعون کے دربار میں کھڑے ہو کر حق کی آواز بلند کی تھی اپنی دردبھری بات کو اس پر ختم کیا کہ آج میں جو کچھ کہہ رہا ہوں آگے چل کر جب تم اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے تو تمہیں میری بات یاد آئے گی لیکن اس وقت پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں وہی اپنے بندوں کا نگہبان ہے قوم فرعون کے اس مرد مومن کا یہ توکل اللہ پر اس کا یہ اعتماد اس کی روشن ضمیری اور کلمہ حق کی یہ جرأت کہ وہ نہ صرف دنیاوی اعزازات بلکہ اپنی جان تک داؤ پر لگا کر حق بات کہنے سے نہیں چوکا۔ مگر اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔

(۴۵) اُلٹی پڑ گئیں سب تدبیریں | قرآن مجید نے قوم فرعون کے اس مرد مومن کا نام نہیں لیا۔ مگر انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص فرعون کی سلطنت میں اتنی اہمیت رکھتا تھا کہ بھرے دربار میں اس کی حق گوئی کے باوجود فرعون اس پر کھلم کھلا ہاتھ نہیں ڈال سکا بلکہ اس کے خلاف خفیہ تدبیریں کرتا رہا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اور حضرت موسیٰ کو فرعون کے منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فرعون کو یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ حضرت موسیٰ کی دعوت کا اثر حکومت کے ایوانوں تک اور اونچے عہدیداروں تک پہنچ چکا ہے اس لئے وہ اس فکر میں تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلاف قتل کا اقدام کرنے سے پہلے ان عناصر کا پتہ لگایا جائے ابھی وہ ان تدبیروں میں لگا ہی ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجرت کر جائیں اور فرعون پیچھا کرتا ہوا اپنے امراء اور لاؤ لشکر کے ساتھ حضرت موسیٰ کو پکڑنے کے لئے ان کا پیچھا کر رہا تھا اور آخر کار فرعونیوں کی قوم ___ بحر قلزم میں ڈوب گئی اور اس طرح فرعون اور اس کے ساتھ اس کی قوم خود بدترین عذاب کے گھیرے میں آ گئے۔

حق و باطل کی کشمکش میں یہ تھا باطل کا عبرت ناک انجام مگر ابھی بس کہاں ابھی تو آخرت کا عذاب ان کا منتظر ہے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ

اَلنَّارُ	یُعْرَضُوْنَ	عَلَیْهَا	غُدُوًّا	وَّعَشِیًّا	وَیَوْمَ	تَقُوْمُ
آگ	وہ حاضر کیے جاتے ہیں	اس پر	صبح	اور شام	اور جس دن	قائم ہوگی

(جہنم کی) آگ جس پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

السَّاعَةُ	اَدْخِلُوْآ	اٰلَ + فِرْعَوْنَ	اَشَدَّ	الْعَذَابِ
قیامت	داخل کرو	فرعون والے	شدید ترین	عذاب

(حکم ہوگا) داخل کرو فرعون والوں کو شدید ترین عذاب میں

وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ

وَاِذْ	یَتَحَآجُّوْنَ	فِیْ + النَّارِ	فَیَقُوْلُ	الضُّعَفٰٓؤُا	لِلَّذِیْنَ
اور جب	وہ باہم جھگڑیں گے	آگ (جہنم) میں	تو کہیں گے	کمزور	ان لوگوں کو جو

اور وہ جہنم میں باہم جھگڑیں گے تو کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جو

اسْتَکْبَرُوْآ اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

اسْتَکْبَرُوْآ	اِنَّا کُنَّا	لَکُمْ	تَبَعًا	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّغْنُوْنَ
وہ بڑے بنتے تھے	بے شک ہم تھے	تمہارے	تابع	تو کیا	تم	دُور کردو گے

بڑے بنتے تھے ، بے شک ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا (اب) تم ہم سے دُور کردو گے

عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾

عَنَّا	نَصِیْبًا	مِّنَ	النَّارِ
ہم سے	کچھ حصہ	کا	آگ

آگ کا کچھ حصہ ۔ ؟

﴿۴۶﴾ ثُمَّ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا
یُحْرَقُوْنَ بِهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ
صَبَاحًا وَمَسَاءً ا وَیَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ قف یُقَالُ اُدْخُلُوْآ
یَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ

﴿۴۶﴾ وہ پیش کیے جاتے ہیں آگ پر صبح اور شام یعنی اس میں جلائے جاتے ہیں ۔
اور جب قیامت آوے گی کہا جائے گا کہ اے فرعون کے لوگو داخل ہوجاؤ دوزخ کے عذاب میں (ایک قراءۃ میں اَدْخِلو ساتھ فتحہ ہمزہ و کسرہ خاء کے ہے

بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَاءِ اَمْرٌ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○ عَذَابِ جَهَنَّمَ

باب افعال سے اس وقت مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کو کہا جاویگا کہ داخل کر دو فرعون اور اس کی قوم کو جہنم میں کہ وہ اس کا عذاب چکھیں۔

(۴۷) وَ اذْكُرْ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ يَتَخَاصَمُ الْكُفَّارُ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا جَمْعُ تَابِعٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ دَافِعُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا جُزْءً مِّنَ النَّارِ ○

(۴۷) اور یاد کر جبکہ کفار جھگڑا کریں گے دوزخ میں پس کہیں گے ضعیف لوگ ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے کہ ہم تمہارے پیرو تھے سو کیا تم ہم سے دور کر سکتے ہو کوئی حصہ عذاب کا۔؟

تشریح

(۴۶) قیامت تک برزخ کی سزا اور قیامت کے بعد دوزخ کا ہولناک عذاب | فرعونی اور دوسرے وہ لوگ جنھوں نے حق کا انکار کیا اور باطل پر جمے رہے مرنے کے بعد عالم برزخ میں فرعون اور آل فرعون کو یہ عذاب دیا جاتا ہے کہ صبح شام انھیں دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر وہ بہت دہشت زدہ رہتے ہیں کہ ہمیں ایک دن اس میں جھونکا جائے گا اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی کہ دوزخ کے سخت ترین عذاب میں جھونک دیا جائے گا اور تمام ایسے مجرم جنھوں نے سچ کو چھوڑ کر باطل کا راستہ اختیار کیا ان کو ان کے انجام بد کی تصویر دکھائی جاتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (راوی عبداللہ ابن عمر رض۔ بخاری۔ مسلم۔ مسند احمد)

(تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اسے صبح و شام اس کی آخری قیام گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جائے گا جب اللہ تجھے قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائیں گے۔) —— عام مجرمین کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ان کو ان کا ٹھکانا دکھایا جائے گا اور فرعونیوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ○

البتہ روحوں کا مع جسموں کے دوزخ یا جنت میں جانا یہ قیامت کے بعد عالم آخرت میں ہوگا۔ قیامت سے پہلے عالم برزخ میں روحوں کے ساتھ ان کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتیوں میں سے شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے خول میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں۔ اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی روحوں کو برے پرندوں کے خول میں داخل کر کے صبح و شام دوزخ دکھائی جاتی ہے۔

(۴۷) دنیا میں اپنی چلانے والے آخرت میں کسی کے کام نہ آسکیں گے | عالم آخرت میں یہ بات کھل چکی ہوگی کہ وہ بڑے بڑے فرعونی قسم کے لوگ جو دنیا میں اپنی ہی چلاتے تھے اور لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیتے تھے دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے دنیا کے کمزور لوگ ان بڑا بننے والوں سے طنز کے طور پر کہیں گے کہ جناب دنیا میں تو آپ ہم پر بڑی سرداری چلاتے تھے اور ہمیں اپنے پیچھے لگا لیتے تھے اب جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے سے بھی تو ہمیں بچائیے۔ دیکھئے آج ہم کس مصیبت میں ہیں آپ بڑے بنتے تھے اب ذرا چھوٹوں کی خبر تو لیجئے اور ان کی مصیبت کو کچھ ہلکا کیجئے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ لا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

قَالَ	الَّذِيْنَ	اسْتَكْبَرُوْٓا	اِنَّا	كُلٌّ	فِيْهَآ	اِنَّ	اللّٰهَ	قَدْ
کہیں گے	وہ لوگ جو	بڑے بنتے تھے	بیشک ہم	سب	اس میں	بیشک	اللہ	تحقیق

وہ لوگ جو بڑے بنتے تھے کہیں گے، بے شک ہم سب اس میں ہیں ۔ بے شک اللہ بندوں کے

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

حَكَمَ	بَيْنَ + الْعِبَادِ	وَقَالَ	الَّذِيْنَ	فِي النَّارِ	لِخَزَنَةِ
فیصلہ کرچکا ہے	بندوں کے درمیان	اور کہیں گے	وہ لوگ جو	آگ میں	نگہبان۔داروغہ (جمع)

درمیان فیصلہ کرچکا ہے اور وہ لوگ جو آگ میں ہوں گے وہ کہیں گے داروغوں جہنم

جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

جَهَنَّمَ	ادْعُوْا	رَبَّكُمْ	يُخَفِّفْ	عَنَّا	يَوْمًا	مِّنَ	الْعَذَابِ
جہنم	تم دعا کرو	اپنے رب سے	ہلکا کردے	ہم سے	ایک دن	سے۔کا	عذاب

(کے نگہبان فرشتوں) سے اپنے رب سے دعا کرو، ایک دن کا عذاب ہم سے ہلکا کر دے۔

﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ط اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○ فَاَدْخَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ وَالْكَافِرِيْنَ النَّارَ

﴿۴۸﴾ وہ متکبرین کہیں گے کہ بیشک ہم سب دوزخ میں ہیں ۔ بالیقین اللہ فیصلہ فرماچکا اپنے بندوں کا پس داخل کر دیا اس نے ایمان والوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں ۔

﴿۴۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا اَىْ قَدْرَ يَوْمٍ مِّنَ الْعَذَابِ ○

﴿۴۹﴾ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ پکارو تم اپنے رب کو اور اس سے کہو کہ ہم سے کم کر دے عذاب کو مقدار ایک دن کے ۔

تشریح

﴿۴۸﴾ دنیا میں بڑا بننے والوں کا جواب | دنیا میں وہ بڑے بننے والے وہ متکبر جو اپنی چودھراہٹ چلاتے تھے بڑی بے بسی کے ساتھ جواب دیں گے کہ یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا فیصلہ ہوچکا ہے ہم اور تم سب ایک حال میں ہیں اب نہ کوئی کسی کے کام آسکتا ہے اور نہ کسی کی مصیبت کو ہلکا کرسکتا ہے۔ ہم تو اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کرسکتے تو تمہارے کیا کام آسکتے ہیں ۔

﴿۴۹﴾ دوزخ کے منتظم فرشتوں سے درخواست | عذاب دوزخ میں مبتلا یہ لوگ سرداروں اور چودھریوں سے مایوس ہوکر جہنم کے اہلکار فرشتوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں ایک دن کی تخفیف کردیا کرے۔ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن چھٹی کا کرادو۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا

قَالُوْٓا	اَوَ	لَمْ تَكُ	تَاْتِيْكُمْ	رُسُلُكُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	قَالُوْا	بَلٰى	قَالُوْا
وہ کہیں گے	کیا	نہیں تھے	تمہارے پاس آتے	تمہارے رسول	نشانیوں کے ساتھ	وہ کہیں گے	ہاں	وہ کہیں گے

وہ کہیں گے، کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ نہیں آتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں (کیوں نہیں) وہ

ع ۵ ۱۳ ۱۰ فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع

فَادْعُوْا	وَمَا	دُعٰٓؤُا	الْكٰفِرِيْنَ	اِلَّا	فِيْ + ضَلٰلٍ
تو تم پکارو	اور نہ	پکار	(جمع) کافر	مگر	گمراہی میں (بے سود)

کہیں گے تو تم پکارو، اور نہ ہوگی کافروں کی پکار مگر بے سود۔

﴿۵۰﴾ قَالُوْٓا اَيِ الْخَزَنَةُ تَهَكُّمًا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اَلْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ قَالُوْا بَلٰى اَيْ فَكَفَرْنَا بِهِمْ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ اَنْتُمْ فَاِنَّا لَا نَشْفَعُ لِكَافِرٍ قَالَ تَعَالٰى وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ اِنْعِدَامٍ

﴿۵۰﴾ داروغہ جہنم ان سے ازراہ تمسخر کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر ظاہر معجزے نہ لائے تھے وہ کہیں گے کہ بے شبہ وہ معجزے ظاہر ہمارے پاس لائے تھے پر ہم نے ان کا انکار کیا اور کفر کو اختیار کیا۔ داروغہ جہنم ان سے کہیں گے کہ تمہیں اپنے رب کو پکارو ہم کافر کی سفارش نہیں کرسکتے۔ فرمایا اللہ تعالٰی نے اور پکارنا کافروں کا محض بے سود اور نکمّا ہے۔ ان کی دعا قبول نہیں ہوسکتی۔

تشریح

﴿۵۰﴾ دوزخ کے اہل کار فرشتوں کا جواب | دوزخ کا انتظام کرنے والے اس کے اہل کار فرشتے دوزخیوں کی درخواست کے جواب میں کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول کھُلی دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے۔ سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام تو اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مجرموں کو عذاب دینا ہے۔ سفارش کرنا رسولوں کا کام ہے اور تم نے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا اور ان کی شفاعت کا حق کھو دیا۔

دوزخ کا عذاب بھگتنے والے کہیں گے کہ بے شک ہمارے پاس اللہ کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے مگر ہماری ہی عقل ماری گئی تھی کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی۔ دوزخ کے اہل کار فرشتے کہیں گے کہ اب تو تم خود ہی دعا کرنا چاہو تو کرلو مگر حق سے منہ موڑنے والوں کا دعا کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا نہ سنی جاتی ہے نہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ دعا کے لئے کوئی نہ کوئی عذر ہونا چاہیئے اور تم خود ہی ہر معذرت کی گنجائش ختم کرچکے ہو۔ اس لئے اب اس عالم میں جو نتیجے کی دنیا ہے تمہارا دعا کرنا بے کار ہے۔

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

إِنَّا	لَنَنصُرُ	رُسُلَنَا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	فِي الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا
بیشک ہم	ضرور مدد کرتے ہیں	اپنے رسول (جمع)	اور جو لوگ	ایمان لائے	زندگی میں	دنیا (کی)

بے شک ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ

وَيَوْمَ	يَقُومُ	الْأَشْهَادُ	يَوْمَ	لَا يَنفَعُ	الظَّالِمِينَ
اور جس دن	کھڑے ہونگے	گواہی دینے والے	جس دن	نفع نہ دیگی	(جمع) ظالم

اور (اس دن بھی) جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾

مَعْذِرَتُهُمْ	وَلَهُمُ	اللَّعْنَةُ	وَلَهُمْ	سُوءُ	الدَّارِ
ان کی عذر خواہی	اور ان کے لئے	لعنت	اور ان کے لئے	بُرا	گھر

ان کی عذر خواہی اور ان کے لئے لعنت (اللہ کی رحمت سے دوری) ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

وَلَقَدْ	آتَيْنَا	مُوسَى	الْهُدَىٰ	وَأَوْرَثْنَا	بَنِي إِسْرَائِيلَ
اور تحقیق	ہم نے دی	موسیٰ	ہدایت	اور ہم نے وارث بنایا	بنی اسرائیل

اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت (توریت) دی اور ہم نے بنی اسرائیل کو توریت کا وارث

الْكِتَابَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٤﴾

الْكِتَابَ	هُدًى	وَذِكْرَىٰ	لِأُولِي + الْأَلْبَابِ
کتاب (توریت)	ہدایت	اور نصیحت	عقل مندوں کے لئے

بنایا (جو) عقل مندوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے

﴿٥١﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ جمعُ شَاهِدٍ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ لِلرُّسُلِ بِالْبَلَاغِ وَعَلَى الْكُفَّارِ بِالتَّكْذِيبِ۔

﴿٥١﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا الخ

بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی زندگی دنیا میں اور اس دن کہ جب گواہ قائم ہوں گے یعنی قیامت میں کہ اس میں فرشتے گواہی دیں گے پیغمبروں کے احکام الٰہی کو پہنچانے کی اور کافروں کی تکذیب کی۔

(۵۲) یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ الظّٰلِمِیۡنَ مَعۡذِرَتُہُمۡ عُذْرُهُمْ لَوِ اعْتَذَرُوْا وَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ اَیِ الْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ۝ الْاٰخِرَةِ اَیْ شِدَّةُ عَذَابِهَا

(۵۲) وہ دن ہے کہ اس میں کافروں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اگر وہ عذر کریں اور دور ہوں گے وہ رحمت الٰہی سے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے آخرت میں

(۵۳) وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡہُدٰی اَلتَّوْرٰتَهُ وَالْمُعْجِزَاتُ وَ اَوۡرَثۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی الۡکِتٰبَ ۝ اَلتَّوْرٰىةَ

(۵۳) اور بالتحقیق ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی یعنی تورات اور معجزہ اور موسیٰ کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو تورات کا وارث کیا۔

(۵۴) ہُدًی ھَادِیًا وَّ ذِکۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝ تَذْكِرَةً لِاَصْحَابِ الْعُقُوْلِ۔

(۵۴) کہ جو ہدایت کرنے والی اور نصیحت کرنے والی تھی اہل عقل کو۔

تشریح

(۵۱) اللہ کے رسولوں اور اہل ایمان کی دنیا اور آخرت میں سربلندی | اللہ کے رسول حق و صداقت کی جو دعوت لے کر آتے ہیں اور وہ نیک بخت انسان جو اس دعوت کو قبول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور فرماتے ہیں۔ یہ لوگ اخلاقی اعتبار سے سربلند ہوتے ہیں دنیا میں بھی ان کو حقیقی عزت ملتی ہے اور آخرت میں بھی جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی اور اس کے حضور میں گواہ پیش کئے جائیں گے وہاں بھی اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تمام اہل جہاں کے سامنے ان کی سربلندی اور عزت و رفعت کا اظہار فرمائیں گے۔ دنیا میں بظاہر ان پر امتحانات آتے ہیں اُتار چڑھاؤ ہوتے ہیں مگر آخرکار ان کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے اور اخلاقی اعتبار سے وہ سربلند رہتے ہیں دلوں میں ان کی عزت ہوتی ہے علمی حیثیت سے بھی حجت و برہان میں منصور و کامیاب ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں تو مادی اور سیاسی فتح بھی ان کے قدم چومتی ہے جیساکہ وعدہ کیا گیا ہے کہ وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (آل عمران ع ۱۴ آیت ۱۳۹) (تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو)

(۵۲) میدان حشر میں ظالموں کی بے سود معذرت | میدان حشر میں ظالموں کی معذرت ان کے کسی کام نہ آئے گی ان کی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہوگی ان پر اللہ کی لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔ ایک طرف اللہ کے وہ مقبول بندے ہونگے جن کی عزت افزائی ہو رہی ہوگی دوسری طرف یہ مردود ہوں گے جو ذلیل و رسوا ہو رہے ہوں گے۔

(۵۳) موسیٰ اور فرعون کے واقعہ سے عبرت | دنیا میں عبرت اور نصیحت کے لئے موسیٰ اور فرعون کے واقعہ ہی کو دیکھ لو کہ جب ہم نے موسیٰ کو فرعون کے مقابلے کے لئے بھیجا قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرتے رہے اور بنی اسرائیل کو اس عظیم الشان کتاب توریت کا وارث بنایا جو دنیا کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی اور آخرکار موسیٰؑ کی برکت سے بنی اسرائیل غالب آئے اور فرعون اپنے انجام کو پہنچا کہ ایک کمزور سی قوم کس طرح ایک طاقت ور حکومت پر غالب آگئی۔ اسی طرح ہر دور میں حق باطل پر غالب آتا رہا ہے۔

موسیٰؑ ہوں یا مکّے کے حضرت محمدؐ اور ان پر ایمان لانے والے ہمیشہ کامیابی نے اہل حق کے قدم چومے ہیں۔

(۵۴) تورات کتاب ہدایت کتاب نصیحت | ہم نے موسیٰ کو جو کتاب دی تھی اور جس کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا تھا وہ کتاب ہدایت تھی عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے اس میں نصیحت تھی۔ جو قوم بھی اللہ کی ہدایت کو مضبوطی سے تھام لیتی ہے وہ اسی طرح کامیاب ہوتی ہے جس طرح بنی اسرائیل تورات پر عمل کر کے دنیا کے امام اور رہنما بنے رہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ

فَاصْبِرْ	إِنَّ	وَعْدَ + اللّٰهِ	حَقٌّ	وَّاسْتَغْفِرْ	لِذَنْۢبِكَ	وَسَبِّحْ
پس تم صبر کرو	بیشک	اللہ کا وعدہ	سچا	اور مغفرت طلب کریں	اپنے گناہوں کیلئے	اور پاکیزگی بیان کریں

پس صبر کریں۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور اپنے (ناکردہ) گناہوں کے لیے مغفرت طلب کریں اور اپنے رب کی تعریف

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ

بِحَمْدِ + رَبِّكَ	بِالْعَشِيِّ	وَالْإِبْكَارِ	إِنَّ	الَّذِينَ
اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ	شام	اور صبح	بیشک	وہ لوگ جو

کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں شام اور صبح۔ بے شک جو لوگ

يُجَادِلُونَ فِي آيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰهُمْ إِنْ فِي

يُجَادِلُونَ	فِي	آيٰتِ اللّٰهِ	بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ	أَتٰهُمْ	إِنْ	فِي
جھگڑتے ہیں	میں	اللہ کی آیات	بغیر کسی سند	ان کے پاس آئی ہو	نہیں	میں

اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی سند کے جو اُن کے پاس آئی ہو، ان کے دلوں

صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ج فَاسْتَعِذْ

صُدُورِهِمْ	إِلَّا	كِبْرٌ	مَّا هُمْ	بِبَالِغِيهِ	فَاسْتَعِذْ
ان کے سینے (دل)	سوائے	تکبر	نہیں وہ	اس تک پہونچنے والے	پس آپ پناہ چاہیں

میں تکبر (بڑائی کی ہوس) کے کچھ نہیں جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں۔ پس آپ اللہ کی

بِاللّٰهِ ط إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۵۶﴾

بِاللّٰهِ	إِنَّهُ	هُوَ	السَّمِيعُ	الْبَصِيرُ
اللہ کی	بے شک وہ	وہی	سننے والا	دیکھنے والا

پناہ چاہیں بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

﴿۵۵﴾ فَاصْبِرْ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بِنَصْرِ أَوْلِيَائِهِ حَقٌّ وَأَنْتَ وَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ لِيُسْتَنَّ بِكَ وَسَبِّحْ صَلِّ مُتَلَبِّسًا

﴿۵۵﴾ پس صبر کر تو اے محمد بے شبہ اللہ کا وعدہ اپنے دوستوں کی مدد فرمانے کا سچا ہے۔ اور تو اور تیرے پیرو بھی اللہ کے دوست ہیں پس تمہاری بھی مدد بالضرور حق تعالیٰ فرمائیگا اور بخشش مانگ اپنے گناہ ... کی تاکہ تیری امت بھی تیرے طریقہ پر چلے اور بخشش مانگا کریں اپنے گناہوں سے اور اپنے

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ هُوَ مِنْ بَعْدِ الزَّوَالِ وَالْإِبْكَارِ ۝ اَلصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ

رب کی حمد کرا ور نماز پڑھ زوال کے بعد سے رات تک اور صبح کو، مراد یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کر کیونکہ زوال کے بعد سے رات تک چار نمازیں ہوئیں صبح سے ملکر پانچ نمازیں ہوئیں.

(۵۶) إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ بُرْهَانٍ أَتَاهُمْ إِنْ مَا فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ تَكَبُّرٌ وَطَمَعٌ أَنْ يَعْلُوا عَلَيْكَ وَ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ مِنْ شَرِّهِمْ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ لِأَقْوَالِهِمْ الْبَصِيرُ ۝ بِأَحْوَالِهِمْ

(۵۶) بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں یعنی قرآن میں جھگڑتے ہیں بدون کسی دلیل کے کہ ان کے پاس ہو.

ان کے دلوں میں صرف یہ آرزو ہے کہ وہ تجھ سے بڑے بنیں اور از راہ تکبر تیری پیروی نہ کریں کہ نہیں ہیں وہ پہنچنے والے اس بڑائی کو جس کی وہ تمنا کرتے ہیں۔ پس پناہ مانگ تو اللہ سے ان کی برائی سے بیشک اللہ سننے والا ہے ان کے کلام کو دیکھنے والا ہے ان کے حالات کو۔

تشریح

(۵۵) آں حضرتؐ کو تسلی اور صبر و استغفار کا حکم | اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو تسلی دی کہ اے نبیؐ آپ صبر و ہمت سے کام لیں اللہ کا جو وعدہ ہے جس کا ذکر اوپر آیت ۵۱ میں ہو چکا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی اور اہل ایمان کی دنیا کی زندگی میں بھی لازماً مدد کرتے ہیں اور حشر کے دن بھی ان کی مدد کریں گے۔ اللہ کا یہ وعدہ برحق ہے پورا ہو کر رہے گا آپ کے ساتھ جو ناگوار حالات پیش آرہے ہیں آپ ان کو برداشت کرتے رہیں ان پر صبر کریں اور دل کو مضبوط رکھنے کے لئے صبح و شام اللہ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریمؐ دن میں سو سو بار اللہ سے استغفار کیا کرتے تھے۔ اور ظاہر و باطن میں کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ساری امت کو سنانا ہے کہ ہر بندہ اپنے درجے کے مطابق اللہ سے استغفار کرتا رہے اور قول سے اور عمل سے اللہ کی پاکی اور اس کی حمد و ثنا کی طرف متوجہ رہے۔ تاکہ مشکل حالات میں اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ رہے اور اللہ کی طرف سے اس کو ڈھارس ملتی رہے۔

(۵۶) اللہ کی آیتوں سے انکار کی وجہ ان کا غرور نفس | یہ حق کا انکار کرنے والے لوگ جو توحید کے دلائل، آسمانی کتابوں اللہ کے پیغمبروں کی صداقت اور ان کی دعوت کے بارے میں بلاوجہ جھگڑے کرتے ہیں، بحثیں کرتے ہیں بے سند باتیں نکال کر سچائی کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں اس کی وجہ ان کا غرور نفس ہے ان کا احساس کبر یہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ حق کے سامنے سر جھکائیں اور پیغمبر کی پیروی کریں مگر اللہ نے جو بڑائی پیغمبر کو دی ہے لاکھ حسد کے باوجود وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ان کا یہ گھمنڈ آخر ان کو لے ڈوبے گا۔ ان کو سر اطاعت جھکانا پڑے گا۔ آپ اللہ کی پناہ مانگیں کہ وہ ان جھگڑا کرنے والوں کی حرکتوں سے اور ان کے شر سے بچائے رکھے بے شک وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

آگے بعض مسائل کی تحقیق جن کے بارے میں یہ لوگ بحثیں کرتے تھے بڑے دل پذیر انداز میں پیش کی جا رہی ہیں۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ

خَلْقِ	مِنْ	اَكْبَرُ	وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	لَخَلْقُ
پیدا کرنا	سے	زیادہ بڑا	اور زمین	آسمانوں	یقیناً پیدا کرنا

یقیناً آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے زیادہ

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

	لَا يَعْلَمُوْنَ	النَّاسِ	اَكْثَرَ	وَلٰكِنَّ	النَّاسِ
	جانتے (سمجھتے) نہیں	لوگ	اکثر	اور لیکن	لوگوں

بڑا ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

﴿۵۷﴾ وَنَزَلَ فِيْ مُنْكِرِي الْبَعْثِ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِبْتِدَاءً اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ مَرَّةً ثَانِيَةً وَهِيَ الْاِعَادَةُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اَيِ الْكُفَّارُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ذٰلِكَ فَهُمْ كَالْاَعْمٰى وَمَنْ يَعْلَمُهٗ كَالْبَصِيْرِ

﴿۵۷﴾ اور نازل ہوئیں حشر و نشر کے انکار کرنے والوں کے بارے میں یہ آیتیں، لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا ابتداءً بہت بڑا ہے آدمیوں کے دوبارہ زندہ کرنے سے ولیکن اکثر آدمی یعنی کفار اس کو نہیں سمجھتے۔

سو وہ اندھوں کی مانند ہیں اور جو لوگ اس امر کو جانتے ہیں وہ مثل بینا کے ہیں۔

تشریح

﴿۵۷﴾ **امکانِ آخرت** | محمد رسول اللہ ﷺ جن باتوں کو ماننے کی دعوت دے رہے ہیں وہ سراسر معقول باتیں ہیں مثلاً جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے اور دنیا میں جو اس نے کام کئے ہیں ان کا حساب کتاب ہوگا تو یہ سراسر معقول اور باوزن بات ہے ـــــ ذرا دلیل سے سمجھو تباؤ اس کائنات کا خالق کون ہے۔ زمین اور آسمان کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا اس چھوٹے سے انسان کو پیدا کرنا تو جس خالق نے زمین اور آسمان اور یہ تمام چیزیں پیدا کیں جو اپنی عظمت اور جسامت کے اعتبار سے انسان سے کہیں زیادہ بڑی ہیں اس کے لئے انسان کو پہلی بار یا دوسری بار پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ کیا ایسی موٹی سی بات کو بھی بہت سے لوگ نہیں سمجھتے کہ جس خدا نے یہ عظیم الشان کائنات بنائی ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے اب اگر حضرت محمد ﷺ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ آخرت کو یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو مانو تو بھلا اس میں کون سی غلط بات ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

وَمَا يَسْتَوِي	الْأَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
اور برابر نہیں	نابینا	اور بینا	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

اور برابر نہیں نابینا اور بینا اور (نہ) وہ جو ایمان لائے اور انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ (۵۸)

الصّٰلِحٰتِ	وَلَا الْمُسِيْٓءُ	قَلِيْلًا	مَا + تَتَذَكَّرُوْنَ
اچھے	اور نہ بدکار	بہت کم	جو تم غور و فکر کرتے ہو

اچھے عمل کئے، اور نہ وہ جو بد کار ہیں۔ بہت کم تم غور و فکر کرتے ہو۔

(۵۸) وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَلَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ هُوَ الْمُحْسِنُ وَلَا الْمُسِيْٓءُ فِيْهِ زِيَادَةُ لَا قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ يَتَّعِظُوْنَ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ اَيْ تَذَكُّرُهُمْ قَلِيْلٌ جِدًّا

(۵۸) اور نہیں برابر ہے اندھا اور بینا اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے۔

اور وہ جس نے برُے عمل کئے۔ کافروں کو بہت ہی کم نصیحت ہوتی ہے۔

تشریح

(۵۸) وجوب آخرت | اوپر کی آیت میں بتایا گیا کہ آخرت کا برپا ہونا ممکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا اس کے لئے انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اب اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ آخرت کا صرف امکان ہی نہیں ہے بلکہ عقلاً بھی آخرت برپا ہونی چاہیئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک شخص جس کو نظر نہیں آتا اندھا ہے اور ایک شخص جس کو نظر آتا ہے بینا ہے آنکھوں والا ہے دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ جس طرح اندھا اور آنکھوں والا ایک جیسے نہیں ہیں اسی طرح ایماندار صالح اور بدکار دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ اچھے اور برے کو ہر ایک شخص مانتا ہے۔ جب اچھے اور برے میں فرق ہے تو آخر ایسا کیوں ہوگا کہ برُے کے سامنے برُا انجام اور اچھے کے سامنے اچھا نتیجہ نہ آئے وہ اچھا اور برا نتیجہ کہاں آئے گا، وہ حساب کتاب کہاں ہوگا وہ برے کو برا اور اچھے کو اچھا بدلہ کہاں ملے گا؟ اس دنیا میں تو یہ ممکن نہیں پھر وہ دوسری دنیا کیوں نہیں ہوگی۔ یقیناً ہوگی مگر لوگ پوری طرح سمجھتے نہیں ہیں۔ سوچتے نہیں ہیں۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

إِنَّ	السَّاعَةَ	لَآتِيَةٌ	لَّا رَيْبَ	فِيهَا	وَلَٰكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا
بیشک	قیامت	ضرور آنے والی	نہیں شک	اس میں	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں

بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ، لیکن اکثر لوگ ایمان

يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ

يُؤْمِنُونَ	وَقَالَ	رَبُّكُمُ	ادْعُونِي	أَسْتَجِبْ	لَكُمْ	إِنَّ
ایمان لاتے	اور کہا	تمہارے رب نے	تم دعا کرو مجھ سے	میں قبول کروں گا	تمہاری	بیشک

نہیں لاتے اور تمہارے رب نے کہا تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک

الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

الَّذِينَ	يَسْتَكْبِرُونَ	عَنْ	عِبَادَتِي	سَيَدْخُلُونَ	جَهَنَّمَ
جو لوگ	تکبر کرتے ہیں	سے	میری عبادت	عنقریب وہ داخل ہوں گے	جہنم

جو لوگ میری عبادت سے تکبر (سرتابی) کرتے ہیں عنقریب خوار ہو کر وہ جہنم میں

ع ۶/۱۰ ۱۱ دَاخِرِينَ ﴿۶۰﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا

دَاخِرِينَ	اللَّهُ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمُ	اللَّيْلَ	لِتَسْكُنُوا
خوار ہو کر	اللہ	وہ جس نے	بنائی	تمہارے لئے	رات	تاکہ تم آرام پکڑو

داخل ہوں گے ۔ اللہ ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات تاکہ تم اس میں آرام

فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

فِيهِ	وَالنَّهَارَ	مُبْصِرًا	إِنَّ	اللَّهَ	لَذُو فَضْلٍ	عَلَى
اس میں	اور دن	دکھانے کو	بیشک	اللہ	فضل والا	پر

پکڑو اور دن دکھانے کو (روشن بنایا) بیشک اللہ فضل والا ہے لوگوں

النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۱﴾

النَّاسِ	وَلَٰكِنَّ	أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُونَ
لوگ (جمع)	اور لیکن	اکثر لوگ	شکر نہیں کرتے

پر ، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ۔

(۵۹) اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ شَكٌّ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ بِهَا

(۵۹) بے شبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ تردد نہیں ولیکن اکثر آدمی اس پر ایمان نہیں لاتے۔

(۶۰) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَیْ اَعْبُدُوْنِیْ اُثِبْكُمْ بِقَرِيْنَةِ مَا بَعْدَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الْخَاءِ وَبِالْعَكْسِ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ صَاغِرِيْنَ

(۶۰) اور فرمایا تمہارے رب نے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا (یعنی میری عبادت کرو میں تم کو اس پر ثواب دوں گا۔
بالیقین جو لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

(۶۱) اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِسْنَادُ الْاَبْصَارِ اِلَيْهِ مَجَازِیٌّ لِاَنَّهٗ يُبْصَرُ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ اللّٰهَ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

(۶۱) اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اللہ وہ ہے جس نے رات کو تمہارے آرام پانے کے لئے بنایا اور دن کو دیکھنے کے واسطے۔ بیشک اللہ بڑے فضل والا ہے لوگوں پر۔

ولیکن اکثر آدمی اللہ کا شکر نہیں کرتے کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

تشریح

(۵۹) وقوعِ آخرت کا قطعی حکم۔ قیامت کا آنا | عقلی دلیل سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آخرت کا امکان ہے۔ عقلی دلیل سے یہ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آخرت برپا ہونی چاہیئے۔ ان دونوں کے بارے میں اوپر کی آیتوں میں عقلی دلائل سے امکانِ آخرت اور وجوبِ آخرت دونوں چیزوں کو ثابت کیا جا چکا ہے۔

آخرت کے بارے میں اب یہ تیسری بات ہے جس کا تعلق وحی الٰہی سے ہے۔ وحی کا علم یقینی علم ہوتا ہے جس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ دین کی بنیاد خالص علم پر ہے اور علم بھی وہ جس کا ذریعہ وحی الٰہی ہے وحی کے ذریعے قطعی حکم یہ ہے کہ ایک دن یہ زمینی دنیا ختم ہو جائے گی قیامت برپا ہوگی اور آخرت قائم ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے وہ گھڑی آ کر رہے گی۔ مگر اکثر لوگ اس کو نہیں مانتے۔ ان کے نہ ماننے سے حقیقت پر کوئی فرق نہیں پڑتا حقیقت یہی ہے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ جو چیز پہلے نہیں تھی ایک دن آئے گا کہ وہ نہیں ہوگی جو چیز بدلتی رہتی ہے وہ فانی ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز میں تغیر ہے یہ تغیر اس کے فنا ہونے کی دلیل ہے جس طرح آدمی بچے سے جوان ہوتا ہے جوان سے بوڑھا ہوتا ہے اور آخر موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اسی طرح دنیا کی ہر چیز

اپنے انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔
آنحضرت ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ مدینہ طیبہ کی واپسی پر ابواء کے مقام پر بیمار ہو گئیں۔ آخری وقت آپہنچا۔ آنحضرتؐ والدہ کے سرہانے بیٹھے ہیں۔ بیوہ ماں نے یتیم بیٹے پر آخری نگاہیں ڈالتے ہوئے کچھ اشعار پڑھے ان میں سے ایک شعر کا مفہوم یہ ہے کہ:۔ "اے لخت جگر ہر زندہ ایک نہ ایک دن مر جائے گا، ہر نئی شے کی قسمت میں پرانا ہو جانا ہے، ہر ایک کی منزل قضا ہے۔" (قسطلانی مواہب لدنیہ صفحہ ۹۲)
آخرت کے اس بیان کے بعد اب آگے کی آیت میں توحید پر کلام شروع ہوتا ہے۔

(۶۰) اسلام کا اہم ستون۔ توحید اور اس کے تقاضے | اوپر آخرت کا بیان گزر چکا ہے جو کہ اسلامی عقیدے کا ایک اہم رکن ہے اور عقلی دلیل کے علاوہ وحی الٰہی کے قطعی علم کی روشنی میں بتا دیا گیا ہے کہ قیامت آئے گی اور آخرت برپا ہوگی
توحید اسلامی عقیدے کا ایک اہم ستون ہے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ جملہ اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے۔ توحید کے مقابلے میں شرک آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اختیارات میں کسی دوسری ہستی کو کسی اعتبار سے شریک سمجھا جائے۔
توحید کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی حاجتیں صرف اللہ کے سامنے پیش کریں۔ کیونکہ آدمی مانگتا اسی سے ہے جس کو وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ میری بات کو سن رہا ہے اُسے میری حالت کا پتہ ہے اور اس کے پاس وہ اختیار اور اقتدار ہے کہ وہ میری حاجت روائی کر سکتا ہے۔
آدمی کو عالم اسباب کے تحت جو ذرائع اور وسائل حاصل ہیں جب اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ میری ضرورت پوری کرنے کے لئے ناکافی ہیں تو وہ ایسی مافوق الفطری ہستی کو پکارتا ہے اور اس کی طرف رجوع ہوتا ہے جو عام اسباب سے ہٹ کر اس کی حاجت کو پورا کر سکے۔
جو شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے شخص کو پکارتا ہے وہ گویا یہ سمجھتا ہے کہ اس ہستی میں وہ صفات ہیں جو اللہ میں ہونی چاہئیں مثلاً وہ میری بات سنتا ہے میری حالت کو جانتا ہے میں جہاں بھی اس کو پکاروں وہیں میری مدد کرنے پر قادر ہے۔ جب کہ یہ باتیں اور یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہو سکتیں۔
اس لئے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم جب دعا مانگو اللہ سے مانگو۔ یہاں عبادت اور بندگی دونوں کو ایک قرار دیا گیا یعنی بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ اپنے رب سے نہ مانگنا غرور ہے، گھمنڈ ہے ــ اس لئے فرمایا کہ جو گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔ دعا عین عبادت ہے بلکہ جامع عبادت ہے۔ مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں نہ مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں۔
حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے: (اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ
راوی حضرت انس رضؓ)

(۶۱) توحید کی دلیل دن اور رات کا آنا | رات اور دن کا باقاعدگی سے آنا ٹھیک وقت پر دن کا نکلنا اور صحیح صحیح وقت پر رات کی تاریکی کا پھیلنا یہ بتلاتا ہے کہ سورج اور زمین اور پوری کائنات پر ایک ہی خدا کا حکم چلتا ہے۔ پھر رات انسان کے لئے اور دوسری مخلوقات کے لئے آرام کا باعث ہونا پھر دن کی روشنی جس میں انسان بھاگ دوڑ کرتا ہے چلتا پھرتا ہے ان دونوں چیزوں کا فائدہ مند ہونا اور اس کے کمال درجے کی حکمت اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے منعم حقیقی کا زبان سے عمل سے اور دل و جان سے شکر ادا کرے مگر بہت سے لوگ شکر نعمت کے بجائے اس کی نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی اس سے غداری اور بے وفائی کرتے ہیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ

ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	خَالِقُ	كُلِّ	شَيْءٍ	لَآ اِلٰهَ
یہ ہے	اللہ	تمہارا پروردگار	پیدا کرنے والا	ہر	شے	نہیں کوئی معبود

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار ہر شے کا پیدا کرنے والا۔ اس کے سوا

اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ

اِلَّا هُوَ	فَاَنّٰى	تُؤْفَكُوْنَ	كَذٰلِكَ	يُؤْفَكُ
اس کے سوا	تو کہاں تم	اُلٹے پھرے جاتے ہو	اسی طرح	الٹے پھر جاتے ہیں

کوئی معبود نہیں، تو تم کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہو؟ اسی طرح وہ لوگ

الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾

الَّذِيْنَ	كَانُوْا	بِاٰيٰتِ + اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ	
وہ لوگ جو	تھے	اللہ کی آیات سے۔ کا	وہ انکار کرتے	

اُلٹے پھر جاتے ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ

اَللّٰهُ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمُ	الْاَرْضَ	قَرَارًا	وَّ
اللہ	وہ جس نے	اس نے بنایا	تمہارے لئے	زمین	قرار گاہ	اور

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار گاہ بنایا، اور

السَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

السَّمَآءَ	بِنَآءً	وَّصَوَّرَكُمْ	فَاَحْسَنَ	صُوَرَكُمْ
آسمان	چھت	اور تمہیں صورت دی	تو بہت اچھی	تمہیں صورت دی

اور آسمان کو چھت (بنایا) اور تمہیں صورت دی تو بہت اچھی صورت دی

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

وَرَزَقَكُمْ	مِّنَ	الطَّيِّبٰتِ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ
اور تمہیں رزق دیا	سے	پاکیزہ چیزیں	یہ ہے	اللہ

اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یہ ہے اللہ

رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾

رَبُّكُمْ	فَتَبٰرَكَ	اللّٰهُ	رَبُّ	الْعٰلَمِيْنَ
تمہارا پروردگار	سوبرکت والا	اللہ	پروردگار	سارے جہان

تمہارا پروردگار، سو برکت والا ہے اللہ سارے جہان کا پروردگار

(٦٢) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

فَكَيْفَ تُصْرَفُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ

(٦٢) یہ اللہ ہے تمہارا رب جس نے بنایا ہر چیز کو۔ اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں پھر باوجود دلیل قائم ہونے کے تم کس طرح ایمان سے منہ موڑتے ہو۔

(٦٣) كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ اَىْ مِثْلَ اِفْكِ هٰؤُلَاءِ اُفِكَ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ مُعْجِزَاتِهٖ يَجْحَدُوْنَ ○

(٦٣) جس طرح یہ لوگ ایمان سے پھیر دیئے گئے اسی طرح پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے معجزوں کے منکر رہے۔

(٦٤) اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً سَقْفًا وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(٦٤) اللہ وہ ہے جس نے زمین کو قرار گاہ کیا اور آسمان کو چھت کیا۔

اور تم کو عمدہ عمدہ صورتیں دیں۔

اور لذیذ کھانے کھلائے۔

یہ اللہ ہے رب تمہارا۔ سو بڑی برکت والا ہے۔ اللہ جہاں کا رب۔

تشریح

(٦٢) اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی معبود ہے | دن اور رات ہی نہیں بلکہ اس کائنات کی ہر ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ اور صرف اللہ ہے اور وہ صرف خالق ہی نہیں ہے بلکہ تمہارا رب اور پروردگار ہے۔ یعنی پیدا کرنے کے بعد جس جس مرحلے پر جس جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے پروردگار وہ مہیا کرتا ہے اور تمام چیزیں مل کر مخلوقات کی ضرورت کو جن میں سب سے افضل اور اشرف انسان ہے پورا کرنے میں لگی رہتی ہیں۔ اس لئے وہ خالق بھی ہے پروردگار بھی ہے اور معبود بھی وہی ہے۔ جب وہ خالق اور رب ہے تو عبادت کے لائق

دوسرا کون ہوسکتاہے۔ یہ بات عقل اور انصاف کے خلاف ہے کہ خالق اور پروردگار تو اللہ ہو اور معبود بن بیٹھے کوئی دوسرا۔ جب دن اور رات کی تمام نعمتیں اس کی طرف سے ہیں تو بندگی بھی اسی کی ہونی چاہیئے۔ مگر یہاں پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو۔ یہاں سے کون سی راہ کی طرف چلے جاتے ہو۔ یہ کون تمہیں اُلٹی پٹی پڑھادیتا ہے کہ جو نہ خالق ہے نہ پروردگار وہ تمہاری عبادت کے مستحق کیسے ہوجاتے ہیں۔ ذرا سوچو مالک حقیقی کوئی ہو بندگی کسی کی کی جائے۔

(۶۳) یہ فریب ہر دور میں کھایا جاتا رہا ہے | یہ ایسا فریب ہے ایسا دھوکا ہے ایسا بہکاوا ہے کہ ہر دور میں بہکانے والے عوام الناس کو بہکاتے رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خودغرض ہیں اپنی دوکان چمکانے کے لئے انھوں نے نقلی خداؤں کے آستانے بنارکھے ہیں ان کو حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے رسولوں کو بھیجتا رہاہے۔ جنھوں نے رسولوں کا اور ان پر نازل کی ہوئی آیات اور نشانیوں کا انکار کیا وہ نہ ماننے والے اسی طرح جال میں پھنستے رہے ہیں۔

(۶۴) تمہارا رب وہی ہے جو تمہارا اور ہر چیز کا خالق ہے | تمہارا رب اور تمہارا معبود صرف اللہ ہے وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا۔

ذرا غور کیا جائے کہ زمین کا کرۂ کسی چیز پر لٹکا ہوا نہیں ہے بلکہ گیند کی طرح خلا میں لٹکا ہوا ہے مگر اس کے باوجود اس میں کوئی اس طرح کی حرکت نہیں ہے کہ آدمی اس کے اوپر رہ نہ سکے۔ سورج باقاعدگی کے ساتھ زمین کے اوپر آتا ہے چھپتا ہے جس سے رات اور دن کا اختلاف رونما ہوتا ہے۔ زمین کے اوپر پانچ سو میل کی بلندی تک ہوا کا ایک غلاف چڑھا ہوا ہے جو شہابوں کی بمباری سے زمین کو بچاتا ہے۔ ہوا کا یہ غلاف درجۂ حرارت کو قابو میں رکھتاہے۔ ہوا سمندروں سے بادل اٹھاتی ہے اور زمین کے مختلف حصوں تک وہ بادل پانی پہنچاتے ہیں۔ زمین میں مناسب کشش رکھ دی گئی ہے یہ کشش اتنی صحیح صحیح ہے کہ اس سے ہر چیز اپنی جگہ پر ٹکی ہوئی ہے اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے خالق کی حکمت کا نمونہ ہے جو اپنی عظمت اور اپنے علم کی وسعت کے اعتبار سے یکتا اور بے مثال ہے جس نے زمین کو انسان کے لئے ٹھکانا بنادیا ہے۔

زمین کے اوپر اللہ نے آسمان کی چھت گنبد نما بنائی ہے یہ زمین کے اوپر ایک مضبوط نظام ہے جو زمین پر رہنے والوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ امن چین کے ساتھ زمین پر رہتے بستے ہیں۔

پھر اس نے انسان کی صورت گری کی اور بہت ہی عمدہ صورت بنائی انسان اپنی صورت اپنی شکل اپنی بناوٹ اور اپنی سیرت ہر اعتبار سے خالق کا شاہکار ہے

پھر پیدا کرنے کے بعد پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا فرمایا زمین کے اوپر رزق کا ایک دسترخوان بچھا ہوا ہے جو خوش ذائقہ ہے مفید ہے، غذائیت سے بھرپور ہے۔

انسان ذرا غور کرے پیدا کرنے سے پہلے محفوظ جائے قرار، پھر انسان کا خوب صورت جسم اور اس کی بہترین ذہنی صلاحیتیں پھر اس کے لئے کام و دہن کی تسلی کے لئے طرح طرح کی غذائیں، کیا یہ سب انتظامات کرنے والی کوئی معمولی ہستی ہوسکتی ہے؟ وہ اللہ ہی ہے جس نے یہ سب کام کئے ہیں جو تمہارا رب ہے ساری کائنات کا رب ہے بے حساب برکتوں والا ہے

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ

هُوَ + الْحَيُّ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	فَادْعُوْهُ	مُخْلِصِيْنَ	لَهُ الدِّيْنَ	اَلْحَمْدُ
وہی زندہ رہنے والا	نہیں کوئی معبود	سوائے اس کے	پس تم پکارو اسے	خالص کرکے	اس کے لئے عبادت	تمام تعریفیں

وہی زندہ رہنے والا ہے، نہیں کوئی معبود اس کے سوا پس تم اس کے لئے عبادت خالص کرکے اسی کو پکارو تمام تعریفیں

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	قُلْ	اِنِّيْ	نُهِيْتُ	اَنْ اَعْبُدَ	الَّذِيْنَ	تَدْعُوْنَ
اللہ کے لئے	پروردگار سارے جہاں کا	فرمادیں	بیشک میں	مجھے منع کردیا گیا ہے	کہ پرستش کروں میں	وہ جن کی	تم پوجا کرتے ہو

اللہ کے لئے ہیں سارے جہان کا پروردگار۔ آپؐ فرمادیں بے شک مجھے منع کردیا گیا ہے کہ میں ان کی پرستش کروں جن کی تم اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ

مِنْ + دُوْنِ + اللّٰهِ	لَمَّا + جَآءَنِيْ	الْبَيِّنٰتُ	مِنْ رَّبِّيْ	وَ اُمِرْتُ
اللہ کے سوا	جب وہ میرے پاس آگئیں	کھلی نشانیاں	میرے رب سے	اور مجھے حکم دیا گیا

پوجا کرتے ہو، جب میرے پاس آگئیں میرے رب (کی طرف) سے کھلی نشانیاں اور مجھے حکم دیا گیا ہے

اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اَنْ + اُسْلِمَ	لِرَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ	هُوَ الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ
کہ میں اپنی گردن جھکادوں	پروردگار کے لئے	تمام جہان	وہ جس نے	پیدا کیا تمہیں

کہ تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے اپنی گردن جھکادوں، وہ جس نے تمہیں مٹی سے

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

مِّنْ	تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ	نُّطْفَةٍ	ثُمَّ	مِنْ عَلَقَةٍ	ثُمَّ
سے	مٹی	پھر	سے	نطفہ	پھر	لوتھڑے سے	پھر

پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے پھر وہ

يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا

يُخْرِجُكُمْ	طِفْلًا	ثُمَّ	لِتَبْلُغُوْٓا	اَشُدَّكُمْ	ثُمَّ	لِتَكُوْنُوْا
تمہیں نکالتا ہے وہ	بچہ سا	پھر	تاکہ تم پہنچو	اپنی جوانی	پھر	تاکہ تم ہوجاؤ

تمہیں نکالتا ہے (ماں کے پیٹ سے) بچہ سا، پھر (تمہیں باقی رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، پھر (زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم

شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُم مَّن يُتَوَفّٰى مِن قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوٓا

شُيُوخًا	وَ مِنْكُمْ	مَّنْ + يُتَوَفّٰى	مِنْ قَبْلُ	وَلِتَبْلُغُوٓا
بوڑھے	اور تم میں سے	جو فوت ہو جاتا ہے	اس سے قبل	اور تاکہ پہنچو

بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے (کوئی ہے) جو فوت ہو جاتا ہے اس سے قبل اور تاکہ تم سب

أَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

أَجَلًا مُّسَمًّى	وَّ لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُونَ	
وقت مقررہ	اور تاکہ تم	سمجھو	

(اپنے اپنے) وقت مقررہ کو پہنچو (مقصد یہ ہے) تاکہ تم سمجھو

﴿٦٥﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
فَادْعُوهُ اُعْبُدُوْهُ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ ط مِنَ الشِّرْكِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○
﴿٦٦﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ
الَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُوْنَ
مِن دُونِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ
الْبَيِّنٰتُ دَلَائِلُ التَّوْحِيْدِ
مِن رَّبِّي ز وَأُمِرْتُ أَنْ
أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ○
﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن
تُرَابٍ بِخَلْقِ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ
مِنْهُ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ
مَنِيٍّ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
دَمٍ غَلِيْظٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا بِمَعْنٰى اَطْفَالًا ثُمَّ
يُبْقِيْكُمْ لِتَبْلُغُوٓا أَشُدَّكُمْ
تَكَامُلَ قُوَّتِكُمْ مِنْ
ثَلَاثِيْنَ سَنَةً اِلَى الْاَرْبَعِيْنَ
ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا بِضَمِّ الشِّيْنِ وَكَسْرِهَا

﴿٦٥﴾ وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کی عبادت کرو اخلاص کے ساتھ شرک کو چھوڑ کر۔

سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو تمام جہان کا رب ہے۔

﴿٦٦﴾ اے محمدؐ کہدے کہ میں منع کیا گیا ہوں بتوں کی عبادت سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جب کہ آگئیں میرے پاس دلیلیں توحید کی میرے رب کے پاس سے۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ میں فرماں بردار ہو جاؤں جہان کے رب کا۔

﴿٦٧﴾ اللہ وہ ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا کہ تمہارے باپ آدم کو اس سے پیدا کیا۔
پھر تم کو پیدا کیا نطفہ منی سے
پھر گاڑھے خون سے پھر وہ تم کو نکالتا ہے درآنحالیکہ تم لڑکے ہوتے ہو۔
پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم اپنی پوری قوت کو پہنچو (مراد پوری قوت سے تیس برس کی عمر سے چالیس برس تک ہے۔

پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ اَیْ قَبْلَ الْاَشُدِّ وَالشَّيْخُوْخَةِ فَعَلَ ذٰلِكَ بِكُمْ لِتَعِيْشُوْا وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَقْتًا مَحْدُوْدًا وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ دَلَائِلَ التَّوْحِيْدِ فَتُؤْمِنُوْنَ

اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو مر جاتے ہیں جوانی اور بڑھاپے سے پہلے۔ اللہ نے یہ اس لئے کیا کہ تم زندہ رہو اور پہنچو وقت مقرر کو اور تاکہ تم سمجھو توحید کی دلیلوں کو۔ پس ایمان قبول کرو۔

تشریح

(۶۵) | ازلی وابدی حیات والا معبودِ حقیقی لائق تعریف | ازلی وابدی حیات صرف اللہ کی ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ جب حقیقی حیات اسی کی ہے تو معبود بھی وہی ہے لہٰذا انسان اسی کی پرستش کرے اُسی کی ہدایت کی پیروی کرے اور اسی کی اطاعت کرے اور جب معبود بھی وہی ہے تو تعریف اور شکر کے لائق بھی وہی ہے اس لئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام خوبیوں کا مالک ہے تمام کمالات کا منبع ہے اور جس میں بھی کوئی خوبی اور کمال ہے وہ اسی کا عطا کیا ہوا ہے لہٰذا حقیقی طور پر تعریف کے لائق بھی وہی ہے اور شکر گزاری کا مستحق بھی وہی ہے۔

(۶۶) | دُعا بھی اُسی سے، عبادت بھی اسی کی | اللہ تعالیٰ جو تمام صفاتِ کمال کا سرچشمہ ہیں اور کھلی کھلی نشانیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ معبودِ حقیقی وہی ہے۔ تو اپنی حاجت روائی کے لئے دُعا کی جائے تو اسی سے، ہاتھ پھیلائے جائیں تو اسی کے سامنے، اور سرِ عبودیت جھکایا جائے تو اللہ رب العٰلمین کے سامنے۔ اس لئے کہ وہی عبادت کے لائق ہے وہی فرماں برداری کے قابل ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارنا کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہاں تک روا ہے۔

(۶۷) | ذرا اپنی اصلیت اور تخلیق کے مرحلوں پر غور کرو | اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر آگے نسلِ انسانی انسان کے نطفے سے چلی اور نطفہ جن غذاؤں کا نچوڑ ہے وہ مٹی سے پیدا ہوتی ہیں لہٰذا انسان کی اصل مٹی ہوئی۔ پھر غور کرو کہ وہ انسان کا نطفہ رحمِ مادر میں جا کر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بچے کی شکل میں اللہ تعالیٰ نکالتے ہیں۔ پھر بچہ بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنی پوری جوانی کو پہنچ جاتا ہے۔ جوانی سے پھر بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ پیدا ہونے سے پہلے ہی کسی کو جوانی تک پہنچنے سے پہلے، کسی کو بڑھاپے سے پہلے موت دے دیتے ہیں۔ یہ سارے مرحلے کیوں پیش آتے ہیں تاکہ انسان ایک مقررہ وقت جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے پورا کر لے۔ زندگی کے مختلف مرحلوں سے گزرتا ہوا اُس وقت تک پہنچ جائے جو اللہ نے اس کی واپسی کے لئے حد مقرر کر رکھی ہے۔ اس مقررہ وقت سے پہلے ساری دنیا بھی مل کر.... اگر کسی کو مارنا چاہے تو مار نہیں سکتی۔ اور موت کا وقت آنے کے بعد ساری دنیا بھی مل کر چاہے تو زندگی کا ایک لمحہ بڑھا نہیں سکتی۔ ذرا غور کرو کہ زندگی کے یہ ہنگامے کس لئے ہیں کیا صرف اس لئے کہ تم کچھ دن کے لئے آؤ اور مر کر مٹی سے مل جاؤ اور ختم ہو جاؤ۔ بلکہ یہ سارے مرحلے اس لئے ہیں کہ مقررہ وقت پر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرو۔ اس حقیقت کو سمجھو کہ تمہیں یہ زندگی اس لئے نہیں دی جاتی کہ تم جانوروں کی طرح جیو اور جانوروں کی طرح مر جاؤ بلکہ تمہیں زندگی اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی عقل سے کام لو اور اس نظام کو سمجھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔

موت وحیات کا یہ نظام ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ تمہاری زندگی اور موت کی ڈور قادرِ مطلق کے ہاتھ میں ہے اور اسی قادرِ مطلق کی اطاعت اور بندگی تمہاری زندگی کا نصب العین ہے۔

هُوَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

فَاِنَّمَا	اَمْرًا	قَضٰٓى	فَاِذَا	وَيُمِيْتُ	يُحْىٖ	هُوَ الَّذِىْ
تو اس کے سوا نہیں	کسی کام	وہ فیصلہ کرتا ہے	پھر جب	اور مارتا ہے	جلاتا ہے	وہی ہے جو

وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے سوا نہیں

ع ۸ ۱۲ يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

اِلَى	اَلَمْ تَرَ	فَيَكُوْنُ	كُنْ	لَهٗ	يَقُوْلُ
طرف	کیا نہیں دیکھا تم نے	سو وہ ہو جاتا ہے	تو ہو جا	اس کے لئے	وہ کہتا ہے

کہ وہ اس کو کہتا ہے "ہو جا" سو وہ ہو جاتا ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾

يُصْرَفُوْنَ	اَنّٰى	اٰيٰتِ اللّٰهِ	فِىْٓ	يُجَادِلُوْنَ	الَّذِيْنَ
پھرے جاتے ہیں	کہاں	اللہ کی آیات	میں	جھگڑتے ہیں	جو لوگ

جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں؟ وہ کہاں پھرے جاتے (بھٹکتے) ہیں؟

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ

بِهٖ	اَرْسَلْنَا	وَبِمَآ	بِالْكِتٰبِ	كَذَّبُوْا	اَلَّذِيْنَ
اس کے ساتھ	ہم نے بھیجا	اور اس کو جو	کتاب کو	جھٹلایا	جن لوگوں نے

جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں

رُسُلَنَا ۛ قف فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ لا

يَعْلَمُوْنَ	فَسَوْفَ	رُسُلَنَا
وہ جان لیں گے	پس جلد	اپنے رسول

کو بھیجا پس وہ جلد جان لیں گے۔

﴿۶۸﴾ هُوَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا اَرَادَ اِيْجَادَ شَىْءٍ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا بِتَقْدِيْرِ

﴿۶۸﴾ اللہ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو فرما دیتا ہے کہ ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

أَنْ أَیْ یُوْجَدُ عَقْبَ الْاِرَادَةِ الَّتِیْ هِیَ مَعْنَی الْقَوْلِ الْمَذْکُوْرِ

(۶۹) أَلَمْ تَرَ إِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ آیَاتِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ أَنّٰی کَیْفَ یُصْرَفُوْنَ ○ عَنِ الْاِیْمَانِ

(۷۰) اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ الْقُرْاٰنِ وَبِمَآ أَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا مِنَ التَّوْحِیْدِ وَالْبَعْثِ وَهُمْ کُفَّارُ مَکَّةَ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ○ عَقُوْبَةَ تَکْذِیْبِهِمْ

(۶۹) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ ؁ کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو اللہ کی آیتوں یعنی قرآن میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یہ لوگ کس طرح ایمان سے منہ موڑتے ہیں۔

(۷۰) جو لوگ قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور انکار کرتے ہیں ان احکام کا جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا یعنی وحدانیت خداوندی اور مر کر زندہ ہونا وغیرہ اور مراد ان سے مکہ کے کافر ہیں پس نزدیک ہے کہ یہ لوگ اس جھٹلانے کی سزا کو پہنچیں گے۔

تشریح

(۶۸) وہ موت وحیات کا مالک ہے | وہ قادرِ مطلق تمہاری موت وحیات کا مالک ہے وہ فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ جس بات کا فیصلہ کرتا ہے اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے جس کی حکمرانی کائنات کے تمام نظام پر ہے اسی کی حکمرانی تمہارے اوپر ہے اور اس کی حکمرانی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہی تمہارا مقصدِ وجود ہے۔

(۶۹) گمراہی کی جڑ کہاں ہے؟ | اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی فرماں روائی اور مخلوق کے لئے اس کے تمام انتظامات ان تمام باتوں کو سننے اور سمجھنے کے بعد تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو لوگ گمراہ ہوئے ہیں اور راستے سے بھٹکے ہیں ان کی گمراہی کی جڑ کیا ہے؟ کہاں سے انھوں نے ٹھوکر کھائی ہے ان کی غلط بینی اور غلط روش کا سرچشمہ کہاں ہے۔ آگے کی آیت میں اس سرچشمے کی جہاں سے ان کی گمراہی شروع ہوئی ہے نشان دہی کی جا رہی ہے۔

(۷۰) گمراہی کی جڑ اللہ کی کتابوں کو جھٹلانا ہے | اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم عطا کی ہے۔ جن معاملات میں انسان اپنی عقل سے رسائی حاصل کر سکتا ہے وہاں تک قدرت بھی اس کو آزادی دیتی ہے کہ وہ غور و فکر کرے تجربات کرے اور ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی ترقی کی راہیں ہموار کرے۔

لیکن جہاں انسانی عقل جواب دے دیتی ہے اور انسان کو اللہ کی رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنی کتابوں اور پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کو راستہ دکھاتا ہے اور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

گمراہی کا نکتہ یہ ہے کہ اللہ کی رہنمائی کو ماننے سے انکار کر دیا جائے اور انسان اپنے بنائے ہوئے قانون اور راہِ عمل پر بھروسہ کر کے اپنا نظام تیار کرے۔

بس اللہ کی کتابوں کا انکار اور اللہ کی آخری کتاب قرآن کو جھٹلانا اور ان پیغمبروں کی تکذیب کرنا جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں اللہ کے رسولوں کی تعلیمات کو نہ ماننا اور اللہ کی نشانیوں پر سنجیدگی سے سوچ وچار کرنے کے بجائے ان کے مقابلے میں ضد اور ہٹ کا رویہ اختیار کرنا یہ بنیادی سبب ہے جس نے ان کی ہدایت کے سارے دروازے بند کر دئے ہیں۔ اپنی اس روش کا انجام انھیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔

إِذِ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ط يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ لا فِي الْحَمِيْمِ ۵

اِذِ	الْاَغْلٰلُ	فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ	وَالسَّلٰسِلُ	يُسْحَبُوْنَ	فِي الْحَمِيْمِ
جب	طوق (جمع)	ان کی گردنوں میں	اور زنجیریں	وہ گھسیٹے جائیں گے	کھولتے ہوئے پانی میں

جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی وہ گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ج ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ثُمَّ	فِي + النَّارِ	يُسْجَرُوْنَ	ثُمَّ	قِيْلَ	لَهُمْ	اَيْنَ	مَا كُنْتُمْ
پھر	آگ میں	وہ جھونک دیئے جائیں گے	پھر	کہا جائے گا	ان کو	کہاں	جن کو تم تھے

پھر وہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا اُن کو کہاں ہیں وہ جن کو تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ لا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ

تُشْرِكُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	قَالُوْا	ضَلُّوْا	عَنَّا	بَلْ	لَمْ	نَكُنْ
شریک کرتے	اللہ کے سوا	وہ کہیں گے	وہ گم ہوگئے	ہم سے	بلکہ	نہیں	تھے ہم

اللہ کے سوا شریک کرتے تھے، وہ کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے (کہیں نظر نہیں آتے) بلکہ ہم تو

نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ط كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾

نَّدْعُوْا	مِنْ قَبْلُ	شَيْئًا	كَذٰلِكَ	يُضِلُّ	اللّٰهُ	الْكٰفِرِيْنَ
پکارتے	اس سے قبل	کوئی چیز	اسی طرح	گمراہ کرتا ہے	اللہ	کافروں

اس سے قبل کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

اس سے قبل کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

۷۱ إِذِ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ اِذْ بمعنى اِذَا وَالسَّلٰسِلُ ط عطفٌ على الأغلالِ فتكونُ في الأعناقِ أو مبتدأ خبرُه محذوفٌ أي في أرجلهم أو خبرُه يُسْحَبُوْنَ ○ أي يُجَرُّوْنَ بها

۷۱ جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے اور زنجیریں پیروں میں کھینچ کر ڈال دی جائیں گی۔

۷۲ فِي الْحَمِيْمِ ۵ أي جهنّم ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ○ يُوقَدُوْنَ

۷۲ یہ لوگ دوزخ میں، پھر اس میں جلائے جائیں گے۔

۷۳ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ تبكيتًا أَيْنَمَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○

۷۳ پھر ان سے کہا جائے گا ازراہ سرزنش کے کہ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کا شریک بناتے تھے۔

(۷۴) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَعَهُ وَهِيَ
الْأَصْنَامُ قَالُوْا ضَلُّوْا غَابُوْا
عَنَّا فَلَا نَرَاهُمْ بَلْ لَّمْ نَكُنْ
نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا أَنْكَرُوْا
عِبَادَتَهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ أُحْضِرَتْ
قَالَ تَعَالٰى اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَيْ وَقُوْدُهَا
كَذٰلِكَ أَيْ مِثْلَ اِضْلَالِ
هٰٓؤُلَاءِ الْمُكَذِّبِيْنَ يُضِلُّ
اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○

(۷۴) اور اس کے سوا ان کو پوجتے تھے یعنی بُت وہ جواب دیں گے کہ وہ کہیں چھپ گئے ہم کو نظر نہیں آتے بلکہ ہم پہلے سے کسی کی پرستش نہ کرتے تھے۔ کفار انکار کریں گے بتوں کے پوجنے سے۔ پھر وہ بت حاضر کئے جاویں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کہ بے شک تم اور تمہارے معبود باطل سب دوزخ کا ایندھن ہو۔
جس طرح اللہ نے ان جھٹلانے والوں کو گمراہ کیا وہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔

تشریح

(۷۱) اللہ کی ہدایت کو ٹھکرانے کا اخروی انجام | پیغمبروں کی سچی دعوت اور اللہ کی ہدایت سے انکار کرنے کا آخرت میں یہ انجام ان کے سامنے آئے گا کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہوں گے زنجیر کا ایک سرا طوق میں ہوگا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں وہ مجرموں کی طرح ان کو کھینچتے ہوئے لے جائیں گے۔

(۷۲) ان مجرموں کو کھولتے پانی اور آگ میں جھونک دیا جائے گا | فرشتے قیدیوں کی طرح ان کی زنجیروں کو کھینچتے ہوئے لے جارہے ہوں گے اور جب پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر وہ پانی مانگیں گے تو دوزخ کے کارکن فرشتے زنجیروں سے کھینچتے ہوئے ایسے چشموں کی طرف لے جائیں گے جن سے کھولتا ہوا پانی نکل رہا ہوگا۔ جب وہ پانی پی کر فارغ ہوں گے تو کھولتے ہوئے پانی کے چشموں سے اسی طرح زنجیروں سے کھینچتے ہوئے واپس لے جائیں گے اور انھیں دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ غرض کبھی جلتے پانی کا عذاب ہوگا تو کبھی دہکتی ہوئی آگ کا۔

(۷۳) بلاؤ ان شریکوں کو جن کی پوجا کرتے تھے | اللہ کی دعوت ٹھکرانے والے اور حق و صداقت کا انکار کرنے والے خدا کی خدائی میں دوسروں کو ساجھے دار بنانے والے ان مجرموں سے کہا جائے گا کہ جن کی تم پوجا پاٹ کرتے تھے اور ان کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ برے وقت میں تمہارے کام آئیں گے تو اب انھیں بلاؤ کہ وہ آکر تمہیں اس عذاب سے چھٹکارا دلائیں۔ دنیا میں تو تم ان کے نام کے بڑے بھجن گایا کرتے تھے اب ان کو بلاتے کیوں نہیں؟ اور اگر واقعی وہ کچھ کر سکتے تھے تو اب وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے ۔؟

(۷۴) صداقت سے انکار کرنے والوں کی گمراہی سامنے آجائے گی | جب ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود جن کی تم بھگتی کرتے تھے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آتے؟ اللہ کے سوا وہ دوسرے خدا جن کو تم شریک سمجھتے تھے اب وہ کہاں ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ اب ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ جنھیں ہم دنیا میں چیخ چیخ کر یہ سمجھ کر پکارتے تھے کہ یہ ہمارے مددگار ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہیں ہم تو بلا وجہ ہی بھٹک گئے۔
اس طرح اللہ ان کی گمراہی کو ان کی آنکھوں کے سامنے ثابت کردے گا اور وہ خود دیکھ لیں گے کہ جنہیں ہم پکارتے تھے وہ آج کہیں بھی نہیں ہیں۔

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا

ذٰلِكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ	فِى الْاَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	وَبِمَا
یہ	اس کا بدلہ جو	تم خوش ہوتے تھے	زمین میں	ناحق	اور بدلہ اس کا جو

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں ناحق خوش ہوتے (پھرتے) تھے اور بدلہ ہے اس کا جس پر

كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

كُنْتُمْ	تَمْرَحُوْنَ	اُدْخُلُوْٓا	اَبْوَابَ	جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ
تم تھے	اتراتے	تم داخل ہو جاؤ	دروازے	جہنم	ہمیشہ رہنے کو

تم اتراتے تھے تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہنے کو

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

فِيْهَا	فَبِئْسَ	مَثْوَى	الْمُتَكَبِّرِيْنَ	فَاصْبِرْ	اِنَّ	وَعْدَ
اس میں	سو برا	ٹھکانا	تکبر کرنے (بڑا بننے) والوں کا	پس آپ صبر کریں	بیشک	وعدہ

سو بڑا بننے والوں کا برا ہے ٹھکانا۔ پس آپ صبر کریں بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ

اللّٰهِ	حَقٌّ	فَاِمَّا	نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ	الَّذِىْ	نَعِدُهُمْ	اَوْ
اللہ	سچا	پس اگر	ہم آپ کو دکھادیں	بعض (کچھ حصہ)	وہ جو	ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں	یا

وعدہ سچا ہے پس اگر ہم آپ کو اس (عذاب) کا کچھ حصہ دکھا دیں جو ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾

نَتَوَفَّيَنَّكَ	فَاِلَيْنَا	يُرْجَعُوْنَ	
ہم آپ کو وفات دے دیں	پس ہماری طرف	وہ لوٹائے جائیں گے	

(اس سے قبل) ہم آپ کو وفات دیدیں (بہرصورت) وہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے

﴿٧٥﴾ وَيُقَالُ لَهُمْ اَيْضًا ذٰلِكُمُ الْعَذَابُ بِمَا
كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ مِنَ الْاِشْرَاكِ وَاِنْكَارِ الْبَعْثِ وَبِمَا
كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ○ تَتَوَسَّعُوْنَ فِى الْفَرَحِ
﴿٧٦﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ

(۷۵) اور نیز ان سے کہا جائیگا یہ عذاب بعوض تمہارے ان اعمال کے ہے جن سے تم دنیا میں خوش ہوتے تھے اور حق کو چھوڑ کر شرک، اور قیامت کا انکار کرتے تھے۔ اور یہ عذاب بدلہ ہے تمہارے اترانے اور تکبر کرنے کا۔

(۷۶) داخل ہوجاؤ تم دوزخ کے دروازوں میں تم کو ہمیشہ وہیں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى مَاوٰى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

رہنا ہے۔ سو بُرا ٹھکانا ہے یہ دوزخیوں کا۔

۷۷ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بِعَذَابِهِمْ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ فِيْهِ اِنِ الشَّرْطِيَّةُ مُدْغَمَةٌ وَمَا زَائِدَةٌ تُؤَكِّدُ مَعْنَى الشَّرْطِ اَوَّلَ الْفِعْلِ وَالنُّوْنُ تُؤَكِّدُ اٰخِرَهٗ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ فِيْ حَيَاتِكَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَيْ فَذَاكَ

۷۷ پس صبر کر تو بے شک اللہ کا وعدہ ان پر عذاب بھیجنے کا سچا ہے۔ سو اگر ہم تجھ کو دکھلادیں تیری زندگی میں بعض حصہ اس عذاب کا جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا تب تو تو دیکھ لے گا اس کو۔

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَنُعَذِّبُهُمْ اَشَدَّ الْعَذَابِ فَالْجَوَابُ الْمَذْكُوْرُ لِلْمَعْطُوْفِ فَقَطْ

یا اگر ہم نے تجھے وفات دی پہلے اس سے کہ ان پر عذاب آوے تو وہ لوگ ہماری طرف آویں گے سو ہم ان کو عذاب کریں گے نہایت سخت عذاب۔

تشریح

۷۵ منکرین کے انجام بد کا سبب | اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ تمہارا یہ بُرا انجام اس لئے ہوا ہے کہ تم نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ جو چیز حق نہ تھی اس کی پیروی، کی بلکہ اس غیر حق اور باطل پر تم ایسے ڈٹے ہوئے تھے اور اتنے مگن تھے کہ جب تمہارے سامنے سچائی پورے دلائل کے ساتھ مکمل نشانیوں کے ساتھ دو اور دو، چار کی طرح سامنے رکھی گئی تو تم نے اس پر دھیان تک نہیں دیا تم نے غور کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ تم نے اس کو توجہ سے سُنا تک نہیں اور اپنی کج فکری باطل پرستی اور غلط روش پر اڑے رہے۔ اس لئے آج یہ انجام بد تمہارے سامنے ہے۔

۷۶ مجرمین کا دائمی ٹھکانا جہنم | باطل پرستی پر تمہاری اتراہٹ کا نتیجہ یہ ہے کہ مجرم جہنم کے دروازوں سے جو اُن کے لئے تجویز شدہ ہیں داخل ہو جائیں ــــ ان کا ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانا یہی جہنم ہے جو متکبرین کے لئے بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ ناحق کی دشمنی اور غرور اور بلا وجہ کی اکڑ فوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔

۷۷ اللہ کا وعدہ سچا ہے پورا ہوکر رہے گا | اے نبی ؐ آپ ان کی حرکتوں پر صبر کریں، ان کے ہتھکنڈوں سے نہ گھبرائیں جو لوگ آپ کا مقابلہ کر رہے ہیں اور آپ کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ ضرور سزا دیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، پورا ہوکر رہے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک کو جو آپ کی مخالفت کر رہا ہے اور آپ کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہے اُسے اِسی دنیا میں اور آپ کی زندگی ہی میں سزا دے دیں ــــ ہوسکتا ہے کہ ان کے بُرے کاموں کے برے نتیجے کا کچھ حصہ ہم انھیں اس دنیا میں دکھادیں اور یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی زندگی میں اُن کو سزا نہ ملے مگر وہ ہماری گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ آنا تو ان کو ہمارے ہی پاس ہے۔ اس وقت اپنے کرتوتوں کی پوری سزا پالیں گے۔

حاصل یہ ہے کہ مجرمین کو ان کے اعمال کی سزا تو ضرور ملے گی ــــ مگر کس کو کب سزا ملے کتنی سزا ملے یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے۔ آپ ہر حال میں حوصلے اور ہمت کا دامن تھامے رہیں اور ان کی ذلیل حرکتوں سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ

مِنْهُمْ	مِّنْ قَبْلِكَ	رُسُلًا	اَرْسَلْنَا	وَلَقَدْ
ان میں سے	آپ سے پہلے	بہت سے رسول	ہم نے بھیجے	اور تحقیق

اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ ان میں سے (کچھ ہیں)

مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

لَّمْ نَقْصُصْ	مَّنْ	وَمِنْهُمْ	عَلَيْكَ	قَصَصْنَا	مَّنْ
ہم نے حال نہیں بیان کیا	جو۔ جن	اور ان میں سے	آپ پر۔ سے	ہم نے حال بیان کیا	جو۔ جن

جن کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا۔ اور ان میں سے (کچھ ہیں) جن کا حال ہم نے آپ سے

عَلَيْكَ ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

يَّاْتِيَ	اَنْ	لِرَسُوْلٍ	وَمَا كَانَ	عَلَيْكَ
وہ لائے	کہ	کسی رسول کے لئے	اور نہ تھا	آپ پر۔ سے

بیان نہیں کیا، اور کسی رسول کے لئے (مقدور) نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی اللہ کے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ

قُضِيَ	اَمْرُ اللّٰهِ	جَآءَ	فَاِذَا	بِاِذْنِ اللّٰهِ	اِلَّا	بِاٰيَةٍ
فیصلہ کردیا گیا	اللہ کا حکم	آگیا	سو جب	اللہ کے حکم سے	مگر۔ بغیر	کوئی نشانی

حکم کے بغیر لے آئے سو جب اللہ کا حکم آگیا، انصاف کے ساتھ فیصلہ

بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ع (۷۸)

ع ۸ / ۱۰ / ۱۳

	الْمُبْطِلُوْنَ	هُنَالِكَ	وَخَسِرَ	بِالْحَقِّ
	اہل باطل	اس وقت	اور گھاٹے میں رہ گئے	انصاف کے ساتھ

کردیا گیا اور اہل باطل اس وقت گھاٹے میں رہ گئے۔

(۷۸) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط رُوِيَ اَنَّهٗ تَعَالٰى بَعَثَ

(۷۸) اور بے شک ہم نے تجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھ سے بیان کیا۔ اور بعض وہ ہیں کہ ان کا حال تجھ سے بیان نہیں کیا۔ (مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر بھیجے چار ہزار

ثَمَانِيَةَ اٰلَافِ نَبِيٍّ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ نَبِيٍّ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاَرْبَعَةُ اٰلَافِ نَبِيٍّ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ

(خاص بنی اسرائیل میں سے اور چار ہزار تمام آدمیوں میں سے)

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ مِّنْهُمْ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ لِاَنَّهُمْ عَبِيْدٌ مَرْبُوْبُوْنَ

اور ان میں کسی پیغمبر کو یہ قدرت نہیں کہ بدون حکم الٰہی کوئی نشانی اور معجزہ لا سکے اس لئے کہ وہ بندے ہیں اپنے رب کے حکم کے تابع۔

فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ بِنُزُوْلِ الْعَذَابِ عَلَى الْكُفَّارِ

سو جس وقت حکم الٰہی آجاوے گا یعنی کافروں پر عذاب کے اترنے کا وقت آجاوے گا۔

قُضِيَ بَيْنَ الرُّسُلِ وَمُكَذِّبِيْهَا بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اَيْ ظَهَرَ الْقَضَاۗءُ وَالْخُسْرَانُ لِلنَّاسِ وَهُمْ خَاسِرُوْنَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ قَبْلَ ذٰلِكَ

سچا فیصلہ کر دیا جاوے گا پیغمبروں اور ان کے جھٹلانے والوں کا اور اس وقت ٹوٹے میں پڑیں گے اہل باطل یعنی ان کا ٹوٹے میں پڑنا ظاہر ہو جاوے گا ورنہ یوں تو ان کو ہر وقت ٹوٹا پہلے سے حاصل ہے یہ نہیں کہ اسی وقت ٹوٹے میں پڑیں گے البتہ ظہور ان کے خسارہ کا اس وقت ہوگا۔

تشریح

(۷۸) رسول اور رسالت کی نشانی | اللہ تعالیٰ نے سب سے آخیر میں حضرت محمدؐ کو اپنا رسول مقرر کیا رسولوں کا مقرر کیا جانا کوئی نئی بات نہیں ہے شروع سے اللہ تعہ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور رسول کے ذریعے لوگوں تک اپنی ہدایت پہنچانے کا انتظام کیا۔ حضرت محمدؐ سے پہلے جو رسول گزرے ہیں ان میں سے بعض کے حالات قرآن میں آئے ہیں اور کچھ ایسے بھی رسول ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔

رسالت کے ثبوت کے طور پر جو نشانیاں اور معجزے رسولوں کو دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ کسی رسول کی یہ طاقت نہ تھی اور نہ ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کوئی معجزہ دکھا دیں اور نہ کوئی نبی معجزہ دکھانے پر قادر ہے۔ جب بھی کوئی معجزہ کسی نبی سے ظاہر ہوا وہ جب ہی ظاہر ہوا جب اللہ نے چاہا اور مناسب سمجھا۔

معجزہ کوئی کھیل اور تماشا نہیں ہے معجزہ کا ظہور ایک فیصلہ کن چیز ہے جب معجزہ ظاہر ہوتا ہے تو اس کو ماننا پڑتا ہے اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے انہیں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے اس لئے تم یہ جو معجزوں کی فرمائش کرتے ہو اور تقاضے کرتے ہو کہ فلاں معجزہ دکھاؤ فلاں معجزہ دکھاؤ یہ تقاضے کر کے خود اپنی شامت کو دعوت دے رہے ہو۔

رسول کے سچے ہونے کے لئے ایک نہیں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ تمہیں نہیں معلوم کہ جن قوموں نے معجزوں کی فرمائش کی اور جب وہ نشانی اور معجزہ آگیا اور غلط کار لوگوں نے اس کو نہیں مانا تو وہ خسارے میں پڑ گئے۔

اللہ کا حکم آنے کے بعد رسول اور ان کی قوم میں منصفانہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت رسول اور ان کے ماننے والے کامیاب ہوتے ہیں اور اہل باطل کے حصے میں خسارے کے سوا کچھ نہیں آتا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

اَللّٰهُ	الَّذِیْ	جَعَلَ	لَكُمُ	الْاَنْعَامَ	لِتَرْكَبُوْا
اللہ	وہ جس نے	بنائے	تمہارے لئے	چوپائے	تاکہ تم سوار ہو

اللہ (ہی) ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے تاکہ تم سوار ہو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

مِنْهَا	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ	وَلَكُمْ	فِيْهَا	مَنَافِعُ
ان سے	اور ان سے	تم کھاتے ہو	اور تمہارے لئے	ان میں	بہت سے فائدے

ان میں سے (بعض پر) اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں۔

وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا

وَلِتَبْلُغُوْا	عَلَيْهَا	حَاجَةً	فِيْ صُدُوْرِكُمْ	وَعَلَيْهَا
اور تاکہ تم پہنچو	ان پر	حاجت	تمہارے سینوں (دلوں) میں	اور ان پر

اور تاکہ تم ان پر (سوار ہوکر) اپنے دلوں کی مراد (منزل مقصود) کو پہنچو ۔ اور ان پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ

وَ	عَلَى الْفُلْكِ	تُحْمَلُوْنَ	وَ	يُرِيْكُمْ	اٰيٰتِهٖ
اور	کشتیوں پر	لدے پھرتے ہو	اور	وہ دکھاتا ہے تمہیں	اپنی نشانیاں

اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

فَاَيَّ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	تُنْكِرُوْنَ	اَفَلَمْ	يَسِيْرُوْا
تو کن کن	اللہ کی نشانیوں کا	تم انکار کرو گے	پس کیا وہ نہیں	چلے پھرے

تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟ پس کیا وہ زمین میں چلے

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

فِي	الْاَرْضِ	فَيَنْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ
میں	زمین	تو وہ دیکھتے	کیسا	ہوا

پھرے نہیں ؟ تو وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا

كَانُوْٓا	مِنْ قَبْلِهِمْ	الَّذِيْنَ	عَاقِبَةُ
وہ تھے	ان سے قبل	ان لوگوں کا جو	انجام

انجام ان لوگوں کا جو اُن سے قبل تھے۔ وہ تعداد اور

اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ

فِي الْاَرْضِ	وَّ + اٰثَارًا	قُوَّةً	وَاَشَدَّ	مِنْهُمْ	اَكْثَرَ
زمین میں	اور آثار	قوت	اور بہت زیادہ	ان سے	زیادہ

قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے اور وہ زمین میں (ان سے بڑھ چڑھ کر) آثار چھوڑ گئے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

كَانُوْا + يَكْسِبُوْنَ	مَّا	عَنْهُمْ	فَمَآ اَغْنٰى
وہ کماتے (کرتے) تھے	جو	اُن کے	سو نہ ان کے کام آیا

سو جو وہ کرتے تھے ان کے (کچھ) کام نہ آیا۔

---

(۷۹) اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
الْاَنْعَامَ قِيْلَ الْاِبِلُ هُنَا
خَاصَّةً وَالظَّاهِرُ الْبَقَرُ
وَالْغَنَمُ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ○

(۷۹) اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ
اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چار پایہ پیدا کئے تاکہ تم ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو کھاتے ہو۔ یا یہ کہ تم ان پر سوار بھی ہوتے ہو اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو۔ اس لئے بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت میں انعام سے مراد خاص اونٹ ہیں کہ ان میں یہ دونوں صفت پائے جاتے ہیں

[illegible]

(۸۰) وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ مِنَ الدَّرِّ
وَالنَّسْلِ وَالْوَبَرِ وَالصُّوْفِ وَلِتَبْلُغُوْا
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ هِيَ حَمْلُ
الْاَثْقَالِ اِلَى الْبِلَادِ وَعَلَيْهَا فِي الْبَرِّ
وَعَلَى الْفُلْكِ السُّفُنِ فِي الْبَحْرِ
تُحْمَلُوْنَ ○

(۸۰) اور تمہارے لئے انہیں بہت سے نفع ہیں دودھ پینا اور بچے نکلوانا اور اونٹ اور دنبوں کی اون سے نفع اٹھانا اور تاکہ تم ان پر سوار ہو کر یا بوجھ رکھ کر پہنچو اس حاجت کو جو تمہارے دلوں میں ہے اور تمہارے لئے خشکی میں یہ جانور سواری کے کام آتے ہیں اور دریا میں کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں۔

(۸۱) وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ
اللّٰهِ الدَّالَّةِ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ

(۸۱) اور اللہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے۔ سو اس کی توحید کی نشانیوں میں سے کس کس کو جھٹلاؤ گے اور انکار کرو گے۔

تُنۡكِرُوۡنَ ○ استفہام توبیخ و تذکیر ای اشہر من تانیثہ

(۸۲) اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ من مصانع و قصور فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ○

(۸۲) پس کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کیا ہوا انجام ان لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے۔

کہ وہ ان سے زیادہ تھے تعداد میں اور زیادہ تھے قوت میں اور مضبوط قلعوں اور مکانات والے تھے کہ جو ان کو نصیب نہیں ہوئے اور ان کے نشانات زمین میں بہت زیادہ تھے ان کے نشانات سے۔ سو نہ نفع دیا ان کو ان کے ان افعال اور زور آوری نے۔

تشریح

(۷۹) محمدؐ کی دعوتِ حق کے لئے نشانیاں بہت ہیں | محمدؐ تمہیں توحید اور آخرت کی دعوت دے رہے ہیں اس سچی دعوت کو سمجھنے کے لئے جگہ جگہ نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ جس میں سے ایک نشانی جو رات دن تمہارے مشاہدے اور تجربے میں آتی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسے جانور بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو ایسے جانور بھی بنائے جن کا تم گوشت کھاتے ہو۔ بتاؤ تمہارے فائدے کے لئے یہ جانور پیدا کرنے والا اللہ کے سوا کون ہے ؟

(۸۰) جانور تمہارے ذرا ذرا سے کام آتے ہیں | یہ جانور جس میں سواری اور گوشت کھانے کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں جہاں تم جانا چاہتے ہو وہاں پہنچاتے ہیں۔ اللہ نے تمہارے لئے ان جانوروں کو مسخر کر دیا ہے کہ تم ان پر سواری کرتے ہو اور وہ تمہیں منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سمندر میں کشتیاں تیرا دی ہیں کہ تم ان پر بیٹھ کر سمندر میں سفر کرتے ہو اور سامان ادھر سے ادھر لے جاتے ہو۔ بتاؤ یہ سب آسانیاں تمہارے لئے کون کرتا ہے۔

(۸۱) کیا یہ نشانیاں تمہارے لئے کافی نہیں ہیں | کیا یہ قدم قدم پر بکھری ہوئی اللہ کی نشانیاں جو وہ تمہیں دکھا رہا ہے کیا یہ نشانیاں کافی نہیں ہیں ان میں سے کس کس نشانی کا انکار کرو گے ؟ پھر کون سا معجزہ اور کون سی نشانی دیکھنا چاہتے ہو ؟ چشمِ بصیرت کے لئے تو جگہ جگہ نشانیاں ہی نشانیاں ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؂ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر شپرک (چمگادڑ) کو دن کی روشنی میں نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے ؟

(۸۲) گذشتہ قوموں کی تاریخ سے سبق حاصل کرو | زمین میں چل پھر کر دیکھو کتنی ہی قومیں گزری ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر طاقت والی تھیں زمین پر انھوں نے اپنی شاندار یادگاریں چھوڑی ہیں۔ علوم و فنون میں ان کی ترقیات قابلِ رشک تھیں لیکن ان کی یہ مادی طاقت اور یہ ظاہری ترقی ان کو ان کے برے انجام سے نہیں بچا سکی ان کا یہ برا انجام کیوں ہوا کیوں ان کو تباہی اور بربادی سے دوچار ہونا پڑا اس کا جواب آنے والی آیت میں دیکھئے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا

فَلَمَّا	جَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَرِحُوْا بِمَا
پھر جب	ان کے پاس آئے	ان کے رسول	کھلی نشانیوں کے ساتھ	خوش ہوئے (اترانے لگے) اس پر جو

پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تو وہ اس علم پر اترانے لگے

عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

عِنْدَهُمْ	مِنَ	الْعِلْمِ	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا + كَانُوْا
ان کے پاس	سے	علم	اور گھیر لیا	انہیں	جو وہ تھے

جو ان کے پاس تھا۔ اور انھیں اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا

بِهٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ	فَلَمَّا	رَاَوْا	بَاْسَنَا	قَالُوْٓا
اس کا	مذاق اڑاتے	پھر جب	انھوں نے دیکھا	ہمارا عذاب	وہ کہنے لگے

وہ مذاق اڑاتے تھے پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ کہنے لگے

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا

اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَحْدَهٗ	وَكَفَرْنَا	بِمَا	كُنَّا
ہم ایمان لائے	اللہ پر	وہ واحد	اور ہم منکر ہوئے	وہ جس	ہم تھے

ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور ہم اس کے منکر ہوئے جس کو ہم

بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

بِهٖ	مُشْرِكِيْنَ	فَلَمْ	يَكُ	يَنْفَعُهُمْ
اس کے	شریک کرتے	تو نہ	ہُوا	ان کو نفع دیتا

اس کے ساتھ شریک کرتے تھے تو (اب ایسا) نہ ہوا کہ ان کا ایمان

اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ

اِيْمَانُهُمْ	لَمَّا + رَاَوْا	بَاْسَنَا	سُنَّتَ	اللّٰهِ
ان کا ایمان	جب انھوں نے دیکھ لیا	ہمارا عذاب	دستور	اللہ

ان کو نفع دیتا جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ کا دستور ہے

الَّتِیۡ قَدۡ خَلَتۡ فِیۡ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ

خَسِرَ	وَ	عِبَادِهٖ	فِیۡ	قَدۡ + خَلَتۡ	الَّتِیۡ
گھاٹے میں گئے	اور	اس کے بندوں	میں	گزر چکا ہے	وہ جو

جو اس کے بندوں میں گزر چکا۔ (ہوتا چلا آیا ہے) اور اس وقت

ع ۹ ۱۴

هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿٨٥﴾ ع

	الۡكٰفِرُوۡنَ	هُنَالِكَ
	کافر (جمع)	اس وقت

کافر گھاٹے میں رہ گئے

﴿٨٣﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ
بِالۡبَيِّنٰتِ اَلۡمُعۡجِزَاتِ
الظَّاهِرَاتِ فَرِحُوۡا اَیِ
الۡكُفَّارُ بِمَا عِنۡدَهُمۡ اَیِ
الرُّسُلُ مِّنَ الۡعِلۡمِ فَرَحَ
اِسۡتِهۡزَاءٍ وَضِحۡكٍ مُنۡكِرِيۡنَ
لَهٗ وَحَاقَ نَزَلَ بِهِمۡ مَّا
كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ○
اَیِ الۡعَذَابُ

﴿٨٣﴾ پس جب لائے ان کے پاس ان کے پیغمبر ظاہر معجزے کفار خوش ہوئے اس علم سے جو پیغمبروں کے پاس تھا بطور استہزا اور تمسخر کے انکار کی نیت سے۔

اور آپہنچا ان پر وہ عذاب جس کو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔

﴿٨٤﴾ فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا اَیۡ
شِدَّةَ عَذَابِنَا قَالُوۡۤا
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ وَكَفَرۡنَا
بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ ○

﴿٨٤﴾ سو جب انھوں نے دیکھا ہمارے سخت عذاب کو کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے اللہ اکیلے پر اور کفر کیا ان کا جن کو ہم اس کا شریک بناتے تھے۔ یعنی بتوں کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے بیزاری ظاہر کی۔

﴿٨٥﴾ فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ
اِيۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا
سُنَّتَ اللّٰهِ نَصۡبُهٗ عَلَى الۡمَصۡدَرِ

﴿٨٥﴾ پھر ان کو کچھ نفع نہ دیا ان کے ایمان لانے نے جبکہ دیکھ لیا انھوں نے ہمارے سخت عذاب کو۔

یہی راہ ہے طریقہ خداوندی امتوں گذشتہ میں کہ

بِفِعْلِ مُقَدَّرٍ مِّنْ لَفْظِهٖ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ ج فِى الْاُمَمِ اَنْ لَّا يَنْفَعُهُمُ الْاِيْمَانُ وَقْتَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ — بوقت نزول عذاب ایمان لانے سے ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○ تَبَيَّنَ خُسْرَانُهُمْ لِكُلِّ اَحَدٍ وَهُمْ خَاسِرُوْنَ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ قَبْلَ ذٰلِكَ — اور ظاہر ہو گیا اس وقت خسارہ کافروں کا ہر ایک شخص کو۔

تشریح

(۸۳) **گذشتہ قوموں کی تباہی کی وجہ ان کا صداقت سے منہ موڑنا تھا۔** انبیاء کرام جس چیز کی دعوت دینے کے لئے آتے ہیں وہ یہ ہے انسان اپنے فلسفے اپنے سائنس اور اپنے بنائے ہوئے قانون میں اور خود ساختہ اصولوں میں الجھ کر یہ بات نہ بھول جائے کہ پروردگار نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لئے اس زمین پر بھیجا ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف ہو اس کو فکر و نظر کی اور عمل کی آزادی حاصل ہو۔ اخلاقی قدروں کو فروغ ہو اور انسان امن و امان کے ساتھ اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے اپنی مرضی سے اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کے قانون پر عمل پیرا ہو سکے۔

اگر انسان اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا چاہے تو کوئی زور زبردستی کوئی اقتدار اور کوئی فلسفۂ حیات اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔

مگر ہوا یہ ہے کہ جب قوموں کو طاقت ملی تو انھوں نے اپنے بنائے ہوئے نظام کو دنیا پر مسلط کرنا چاہا اور اس کے لئے انھوں نے مکر و فریب کے ساتھ طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا۔ جب اللہ کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تو انھوں نے اپنے علم و طاقت کے زعم میں ان کی بات پر توجہ نہیں دی۔ نہ صرف یہ کہ ان کا راستہ روکا بلکہ ان کا مذاق اڑایا۔ لیکن جلد ہی انھیں معلوم ہو گیا کہ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی حقیقت تھی اور جس چیز کو وہ اختیار کئے ہوئے تھے وہ ایک سراب سے زیادہ نہ تھی۔

(۸۴) **عذاب کو دیکھ کر ایمان لانا بے سود** جب تک ہمارا عذاب سامنے نہیں آیا وہ دنیا کی زندگی میں اللہ کے دین کا، پیغمبروں کی دعوت کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب قیامت قائم ہوگی عذاب کی جو بات کہی گئی تھی وہ سامنے آئے گی تو پکار اٹھیں گے کہ ہم نے یہ بات مان لی کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جن کو ہم نے معبود بنا رکھا تھا وہ سب ایک جھوٹ تھا ہم ان کا انکار کرتے ہیں واقعی ساری کائنات پر ایک اللہ ہی کی حکومت ہے۔

(۸۵) **ایمان اور توبہ کا فائدہ موت سے پہلے پہلے ہے** لیکن ایمان لانا جب آنکھوں کے سامنے عذاب آجائے اور موت کے بعد انسان سب کچھ آنکھوں سے دیکھ لے تو پچھتانے کا اور اپنی کوتاہی کے اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایمان اور توبہ کا فائدہ اسی وقت تک ہے جب تک آدمی اللہ کے عذاب یا موت کی گرفت میں نہ آجائے۔ عذاب آجانے یا موت کے

آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے ۔ یہ بے اختیاری یقین نہ نجات کا باعث بن سکتا ہے اور نہ اس سے عذاب ٹل سکتا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ (سورہ نساء ۴ آیت ۱۸ پ)

(مگر توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برے کام کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی ۔ اور جس طرح توبہ ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک حق کے منکر ہیں ۔)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ ۔

(اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اسی وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک موت کے آثار شروع نہ ہوں ۔)

توبہ کا مطلب رجوع کرنا اور پلٹنا ہے ۔ گناہ کے بعد بندے کا اللہ سے توبہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ بندہ اپنے کئے پر پشیمان ہے اور آقا کی فرماں برداری کی طرف پلٹ آیا ہے ۔ اور اللہ کی طرف سے توبہ کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مالک کی نظر عنایت پھر بندے کی طرف متوجہ ہو گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے یہاں معافی ان بندوں کے لئے ہے جو نادانی کی وجہ سے قصور کرتے ہیں اور جب آنکھوں پر سے جہالت کا پردہ اٹھتا ہے تو شرمندہ ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگ لیتے ہیں ۔

مگر توبہ ان کے لئے نہیں ہے جو اللہ سے بے خوف ہو کر گناہ پر گناہ کئے جائیں اور جب موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو تو معافی مانگنے لگیں ۔ اسی طرح جب موت آ گئی امتحان کی مہلت پوری ہو گئی تو اب پلٹنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے ۔ دوسری زندگی کی سرحد میں داخل ہو کر جب سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس نے دیکھا کہ دنیا میں جو کچھ سمجھتا تھا یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے تو اب معافی مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

۴۱

حٰمٓ السَّجدَہ

○ ترتیب تلاوت ــــــ ۴۱	○ ترتیب نزول ــــــ ۶۱
○ مکّی / مدنی ــــــ مکّی	○ تعداد رکوعات ــــــ ۶
○ تعداد آیات ــــــ ۵۴	○ تعداد الفاظ ــــــ ۸۰۹

○ تعداد حروف ــــــ ۳۴۰۶

○ سُورۃ کا نام دو لفظوں سے مل کر بنا ہے ایک لفظ حٰمٓ یعنی وہ سورت جس کا آغاز لفظ حٰمٓ سے ہُوا ہے دوسرا لفظ اَلسَّجْدَہ یعنی وہ سورت جس میں ایک جگہ پہ آیتِ سجدہ آتی ہے۔

○ یہ سورت حضرت حمزہ رضؓ کے ایمان لانے کے بعد اور حضرت عمر رضؓ کے ایمان لانے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

حضرت حمزہ رضؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑے عجیب طریقے سے پیش آیا ہے۔ حضرت حمزہ آپ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی ـــــ ابوجہل آپ کا اور اسلام کا دشمن تھا ایک روز آںحضرتؐ کوہِ صفا کے قریب بیٹھے تھے کہ ابوجہل ادھر آنکلا۔ آپ کو دیکھ کر الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا، آپ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابوجہل نے دیکھا کہ کوئی جواب نہیں دیتے تو ایک پتھر اٹھا کر آپ کے سر پہ مارا۔ خون بہہ نکلا مگر آپ خاموشی کے ساتھ گھر آگئے۔

حمزہ حسب معمول، شام کو شکار سے واپس آئے راستہ میں عبداللہ بن جدعان کی باندی سے ان کو ابوجہل کی حرکت کا پتہ چلا تو خون کھول اٹھا ـــــ ان کا معمول تھا کہ واپس گھر آکر پہلے کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر جاتے ـــــ طواف کعبہ کے لئے تیر کمان لٹکائے بیت اللہ کی طرف چلے تو وہاں ابوجہل اپنے ہم نشینوں سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا ـــــ طواف سے فارغ ہو کر حضرت حمزہ سیدھے ابوجہل کی طرف گئے، جاتے ہی ابوجہل کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔

پھر کہا کہ میں بھی محمد کے دین پر ہوں اور وہی کہتا ہوں جو محمد کہتے ہیں ـــــ اب میرے سامنے بول کر دکھا

(اَشَتَمْتَهُ وَاَنَا عَلٰی دِیْنِهٖ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ فَرُدَّ عَلَیَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ۔)

بنی مخزوم کا ایک شخص ابوجہل کی حمایت کے لئے اٹھا ـــــ مگر ابوجہل نے یہ کہہ کر روک دیا کہ نہیں زیادتی میری تھی۔

حضرت حمزہ واپس آکر حضرت محمد سے ملے اور کہا۔ بھتیجے! میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا چچا ـــــ یہ میرے لئے کوئی خوشی کی خبر نہیں ہے۔ مجھے اس وقت خوشی ہوگی جب اللہ کا سچا دین قبول کریں گے۔

حضرت حمزہ رض نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا ـــــ "میں محمد کے دین پر ہوں" بے اختیاری میں دل کی یہ آواز حقیقت بن گئی۔

○ اسلام کی اتنی شدید مخالفت کیوں تھی۔؟ اللہ کی ذات کو تو وہ مشرک و کافر بھی بڑا مانتے تھے۔ اللہ کی صفات میں اللہ کے علاوہ دوسروں کو شریک کرتے تھے۔ نجات کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ بت عبادت کی ایک علامت تھے ـــــ مخالفت کی وجہ کیا صرف اتنی ہی تھی کہ حضرت محمد ؐ بت پرستی سے خدا پرستی کی طرف لے جانا چاہتے تھے؟ گہرائی میں دیکھئے تو بڑی وجہ اس پورے سسٹم اور نظام کی تبدیلی تھی جس میں یہ لوگ رہ رہے تھے۔ اس سسٹم سے ان کا اقتدار وابستہ تھا ـــــ اللہ کے اقتدار کا مطلب ان کے اقتدار کا خاتمہ تھا ـــــ کتنے انسانوں کو انھوں نے اپنا غلام بنایا ہوا تھا، ان کی زندگی جانوروں سے بدتر کر رکھی تھی ـــــ حضرت محمد ؐ کی پیش کردہ دعوت کا مطلب اس غلامی کا خاتمہ تھا۔ انسانی برابری کا یہ پیغام ان کو کب بھاتا تھا جس میں غلام اور آقا کی کوئی تمیز نہ تھی۔ بالادستی اور زبردستی کا خاتمہ، یہی اکیلا سبب ان کی انا کے لئے کافی تھا۔ سب خدا کے بندے اور وہ اللہ سارے بندوں کا اکیلا خدا ـــــ جھوٹے خداؤں کے خاتمہ کا مطلب ان کا اپنا خاتمہ تھا۔ سوال بتوں کی خدائی کا نہیں ان کی اپنی خدائی کا تھا ـــــ اس لئے وہ کسی قیمت پر اس نظام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے ـــــ جس کا مطلب انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر صرف ایک خدا کا بندہ بنانا تھا۔ جس کا مطلب ہر طرح کے امتیازات کو ختم کر کے انسانوں کو بندوں کی سطح پر رکھنا تھا نہ کہ کسی ایک طبقہ کو خدائی کی سطح پر۔

مخالفین کے لئے حیرت انگیز بات اس دین کے قبول کرنے والوں کی استقامت تھی۔ ہر طرح کے حربے آزمانے کے باوجود ایک شخص کو بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلا سکتے تھے۔

○ اسلام کے ماننے والوں، اور اس دین حق میں داخل ہونے والوں کا رویہ یہ تھا کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے تو کیا دیتے اینٹ کا جواب اینٹ سے بھی نہ دیتے۔ ماریں سہتے اور صبر کرتے۔

اس سے اسلام کی اخلاقی برتری لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتی جا رہی تھی ـــــ اگر تھپڑ کا جواب تھپڑ سے

دیاجائے تو یہ تھپیڑ کا مقابلہ تھپڑ سے ہو جاتا ہے اور ظالم اور مظلوم دونوں ایک سطح پر آجاتے ہیں۔ دونوں کی سطح نمایاں کرنے کے لئے کسی غریب کا سب سے بہترین ہتھیار صبر ہے۔ صبر بزدلی کا نام نہیں ہے۔ ماریں کھانا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ سب کچھ سہہ کر نہ صرف اپنے موقف پر ڈٹے رہنا بلکہ دعوت اسلامی کے فریضہ سے کسی حال میں دست بردار نہ ہونا ـــــ اور یہ دکھا دینا کہ کسی ظالم کا طاقت ور ہاتھ ہمیں اس ذمہ داری کی ادائگی سے روک نہیں سکتا۔

مسلمانوں کے اس رویہ کا مشرکین کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اس لئے انھوں نے ایک دوسرے رخ سے سوچنا شروع کیا کہ کیوں حضرت محمدؐ سے مصالحت کریں۔

ابوالولید عتبہ بن ربیعہ کو قریش نے اپنی طرف سے نمائندہ بنا کر حضرت محمدؐ کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا۔ ابوالولید نے کہا ـ بھتیجے! تم شریف ہو۔ ایک معزز خاندان کے فرد ہو ـ مگر تم نے پوری قوم کو ایک کش مکش میں مبتلا کر دیا ہے، یہ بتاؤ کہ آخر تمہارا مقصد کیا ہے ؟

اگر تم مال و دولت چاہتے ہو ـــ تو ہم مل کر تمہیں اتنا مال دے دیتے ہیں کہ تم سب سے مالدار بن جاؤ ـــ اگر تمہیں سرداری کی خواہش ہے ـ تو ہم سب مل کر تمہیں اپنا سردار بنائے لیتے ہیں ـــ اور تمہاری جو خواہش ہو بتاؤ ہم پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت محمدؐ نے کہا ابوالولید آپ اپنی بات کہہ چکے ـ تو جواب سنئے۔ اس کے جواب میں نبیؐ نے ـــــ سورۂ حٰمٓ کی تلاوت فرمائی، جس میں ان کی بے ہودہ پیش کش کی طرف التفات کئے بغیر اس مخالفت کو موضوع بنایا گیا ہے جو قرآن مجید کی دعوت کو زک دینے کے لئے کفار مکہ کی طرف سے اس وقت انتہائی ہٹ دھرمی اور بد اخلاقی کے ساتھ جاری تھی۔ اس اندھی اور بہری مخالفت کے جواب میں سورۂ حٰمٓ سجدہ میں جو کچھ فرمایا گیا اس کا حاصل یہ ہے۔

۱ـ یہ خدا ہی کا نازل کردہ کلام ہے اور عربی زبان ہی میں ہے۔ جاہل لوگ اس کے اندر علم کی کوئی روشنی نہیں پاتے مگر سمجھ بوجھ والے اس روشنی کو دیکھ بھی رہے ہیں اور اس سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں۔

۲ـ تم نے اگر اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لئے ہیں اور اپنے کان بہرے کر لئے ہیں تو نبی کے سپرد یہ کام نہیں ہے کہ وہ زبردستی تمہیں اپنی بات سنائے اور سمجھائے وہ تو سننے والوں کو ہی سنا سکتا ہے اور سمجھنے والوں کو ہی سمجھا سکتا ہے

۳ـ تم چاہے اپنی آنکھیں اور کان بند کر لو اور اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لو مگر حقیقت یہی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی ہے اور تم کسی دوسرے کے بندے نہیں ہو۔

۴ـ تمہیں کچھ احساس بھی ہے کہ یہ شرک اور کفر تم کس کے ساتھ کر رہے ہو ـــ اس خدا کے ساتھ جو تمہارا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے اس کا شریک تم اس کی حقیر مخلوق کو بناتے ہو۔

۵ـ نہیں مانتے تو خبردار ہو جاؤ کہ تم پر اسی طرح کا عذاب اچانک ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہے جیسا عاد اور ثمود پر آیا تھا۔ جب نبیؐ اس آیت پر پہنچے فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ـ تو عتبہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا ایسا نہ کہیے۔

عتبہ واپس آیا تو اس کا انداز بدلا ہوا تھا اس نے کہا بھائیو! میری رائے ہے کہ اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اگر یہ غالب آگیا تو تمہارا بھائی ہے اس کی کامیابی تمہاری کامیابی ہوگی اور تباہ ہو گیا تو سستے چھوٹ جاؤ گے۔

قریش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم پر بھی محمد کا جادو چل گیا ہے ـــــ عتبہ نے کہا تم جو چاہے کرو، میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔

اسلام کی دعوت کے خلاف ان تمام مشکلات کے باوجود اعلیٰ اخلاق اور حسن کردار وہ ہتھیار تھا جس نے تمام مخالفتوں کے باوجود اسلام کے راستے میں آنے والی ہر مشکل کو دور کر دیا اور یہی وہ بات ہے جو اس پوری سورت کا حاصل اور خلاصہ ہے ـ اور ہر دور میں ہمارے لئے کامیابی کا راستہ دکھانے والی ہے۔

آیاتہا ۵۴	سورۃ حم السجدۃ مکیۃ ۔ ۴۱ ۔ ۶۱	رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

حٰمٓ ۞١ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞٢ كِتٰبٌ

حٰمٓ	تَنْزِيْلٌ	مِّنَ	الرَّحْمٰنِ	٢ الرَّحِيْمِ	كِتٰبٌ
حٰمٓ	نازل کیا ہوا	سے	نہایت رحم کرنے والا	مہربان	ایک کتاب

حٰمٓ (یہ کلام) نازل کیا ہوا ہے، نہایت رحم کرنے والے مہربان (اللہ کی طرف) سے۔ یہ ایک کتاب ہے

فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞٣

فُصِّلَتْ ۔ اٰيٰتُهٗ	قُرْاٰنًا	عَرَبِيًّا	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ	
جُدا جُدا (واضح) کردی گئیں اس کی آیتیں	قرآن	عربی زبان میں	ان لوگوں کے لئے	وہ جانتے ہیں۔	

اس کی آیتیں واضح کردی گئی ہیں۔ قرآن عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

سُوْرَةُ فُصِّلَتْ مَكِّيَّةٌ ثَلَاثٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ حٰمٓ ۞ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ۔

٢ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مُبْتَدَاٌ

٣ كِتٰبٌ خَبَرُهٗ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ بُيِّنَتْ بِالْاَحْكَامِ وَالْقَصَصِ وَالْمَوَاعِظِ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا حَالٌ مِّنْ كِتٰبٍ بِصِفَتِهٖ لِقَوْمٍ مُتَعَلِّقٌ بِفُصِّلَتْ يَّعْلَمُوْنَ ۞ يَفْهَمُوْنَ ذٰلِكَ وَهُمُ الْعَرَبُ

سورۂ فُصِّلَتْ مکی ہے اس میں ترپن ۵۳ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

(١) حٰمٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے مراد لی۔

(٢) تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الخ یہ کتاب جس میں تمام احکام اور قصے اور نصیحتیں کھلی کھلی بیان

(٣) ہوئی ہیں اتاری ہوئی ہے اللہ بہت بخشنے والے نہایت مہربان کی۔

وہ کتاب قرآن ہے عربی زبان میں۔ اس میں احکام وغیرہ بیان کئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو اس کو سمجھتے ہیں یعنی اہل عرب کے لئے۔

تشریح

(۱) حٰمٓ | یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ اور اس کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ ان کا تلفظ الگ الگ حرفوں کی شکل میں ہوتا ہے یعنی حٰ کو الگ اور مٓ کو الگ پڑھا جائے گا۔ ان حروف کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

(۲) قرآن رحمٰن اور رحیم کی طرف سے اُتارا ہوا ہے | یعنی قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی اپنے بندوں پر بڑی مہربانی اور رحمت ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب اس نے نازل فرمائی ہے اس کی طرف سے ہدایت کا آنا بندوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔

اگر کوئی اس کلام پر ناگواری محسوس کرتا ہے یا اس پر عمل کرنے سے بچتا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے رُخی اختیار کرتا ہے اور اس سے منہ موڑتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی صفات رحمٰن اور رحیم کا ذکر کر کے یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے گمراہی کے اندھیرے سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آئیں جس طرح اس نے اپنے بندوں کے لئے روزی کا انتظام کیا ہے کہ وہ کھانے کے لئے رزق اور ان کی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کا سامان کرتا ہے اسی طرح اس نے اپنی عنایت سے اپنے بندوں کے لئے علم کی روشنی دکھانے کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ اب بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی اس نعمت کا شکر ادا کرے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔

(۳) اس کتاب میں صاف صاف باتیں عربی زبان میں ہیں | اس کتاب میں ہر بات کھول کھول کر صاف صاف بتائی گئی ہے جس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ جو بات بھی کہی گئی ہے واضح اور دو ٹوک ہے حق اور باطل الگ الگ کر کے بتا دیا گیا ہے اچھائی اور برائی نیکی اور بدی ہر بات کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ کون سے طریقے پر چلنے میں انسان کی بھلائی ہے، کون سا طریقہ ہے جو نقصان پہنچانے والا ہے۔

کیونکہ اس کتاب کے اولین مخاطب اہل عرب ہیں اس لئے یہ کتاب ان کی زبان عربی میں نازل کی گئی ہے اس زبان کی لطافتوں اور نزاکتوں کو اہل زبان اچھی طرح سمجھتے ہیں وہ خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کتاب کی زبان اور مضامین کا معیار انسانی معیار سے بہت بلند ہے۔ وہ اس کی تعلیم کو سمجھ کر دوسری قوموں تک اس کی تعلیم پہنچانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں کی زبان ہی استعمال کی جائے گی اور وہ کوئی ایک ہی زبان ہو سکتی ہے۔ کسی چیز کو پھیلانے کا یہی فطری طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے اس لئے یہ کتاب اہل عرب اور غیر اہل عرب تمام عالم کے لئے ہے۔

البتہ اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن میں علم ہے اور طلب ہے جس طرح۔ قیمتی ہیرا اس شخص کے لئے بے کار ہوتا ہے جو پتھر اور ہیرے کا فرق نہ سمجھتا ہو۔ اسی طرح نادان لوگوں کے لئے قیمتی سے قیمتی بات بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۚ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

بَشِیْرًا	وَّنَذِیْرًا	فَاَعْرَضَ	اَكْثَرُهُمْ	فَهُمْ
خوش خبری دینے والا	اور ڈر سنانے والا	سو منہ پھیر لیا	ان میں سے اکثر	پس وہ

خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، سو ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا۔ پس وہ

لَا يَسْمَعُونَ ﴿٤﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا

لَا یَسْمَعُوْنَ	وَقَالُوْا	قُلُوْبُنَا	فِیْ + اَكِنَّةٍ	مِّمَّا
سنتے نہیں	اور انھوں نے کہا	ہمارے دل	پردوں میں	اس سے جو

سنتے نہیں اور انھوں نے کہا اس (بات) جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمارے دل

تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا

تَدْعُوْنَآ	اِلَیْهِ	وَفِیْ + اٰذَانِنَا	وَقْرٌ	وَّمِنْۢ بَیْنِنَا
تم بلاتے ہو ہمیں	اس کی طرف	اور ہمارے کانوں میں	بوجھ۔گرانی	اور ہمارے درمیان

پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور

وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ﴿٥﴾ قُلْ

وَبَیْنِكَ	حِجَابٌ	فَاعْمَلْ	اِنَّنَا	عٰمِلُوْنَ	قُلْ
اور تمہارے درمیان	ایک پردہ	سو تم کام کرو	بیشک ہم	کام کرتے ہیں	فرمادیں

تمہارے درمیان ایک پردہ ہے۔ سو تم اپنا کام کرو بے شک ہم تو اپنا کام کرتے ہیں آپ فرمادیں

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ

اِنَّمَآ	اَنَا + بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	یُوْحٰٓى	اِلَیَّ	اَنَّمَآ	اِلٰهُكُمْ
اس کے سوا نہیں	کہ میں ایک بشر	تم جیسا	وحی کی جاتی ہے	میری طرف	یہ کہ	تمہارا معبود

اس کے سوا نہیں کہ میں ایک بشر ہوں تم جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ کہ تمہارا معبود

إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ

اِلٰهٌ	وَّاحِدٌ	فَاسْتَقِیْمُوْٓا	اِلَیْهِ	وَاسْتَغْفِرُوْهُ
معبود	یکتا	پس سیدھے رہو	اس کی طرف (اس کے حضور)	اور اس سے مغفرت مانگو

معبود یکتا ہے۔ پس سیدھے رہو اس کے حضور اور اس سے مغفرت مانگو

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ⑥ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ

وَوَيْلٌ	لِّلْمُشْرِكِيْنَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْتُوْنَ
اور خرابی	مشرکوں کے لئے	وہ جو	نہیں دیتے

اور خرابی ہے مشرکوں کے لئے وہ جو زکوٰۃ نہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦

الزَّكٰوةَ	وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ
زکوٰۃ	اور وہ	آخرت کا	وہ	منکر ہیں

دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں

④ بَشِيْرًا صِفَةُ قُرْاٰنٍ وَّنَذِيْرًا ج
فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ
لَا يَسْمَعُوْنَ ○ سَمَاعَ قَبُوْلٍ

④ وہ قرآن خوشخبری دیتا ہے اور ڈراتا ہے. پس منہ پھیرا ان میں سے بہتوں نے سو وہ نہیں سنتے سننا قبول کرنے کی نیت سے.

⑤ وَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ قُلُوْبُنَا فِيْ
اَكِنَّةٍ اَغْطِيَةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا
اِلَيْهِ وَفِيْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ
ثِقَلٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ
حِجَابٌ خِلَافٌ فِي الدِّيْنِ
فَاعْمَلْ عَلٰى دِيْنِكَ
اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ○ عَلٰى دِيْنِنَا

⑤ اور کہتے ہیں پیغمبر سے کہ ہمارے دل پردوں میں ان امور سے جن کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے. اور ہم میں اور تجھ میں دین کے بارے میں اختلاف ہے.

پس تو اپنے دین کے موافق عمل کر ہم اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں.

⑥ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا
اِلَيْهِ بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ
وَاسْتَغْفِرُوْهُ ط وَوَيْلٌ كَلِمَةُ
عَذَابٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○

⑥ اے محمد کہہ دے کہ بات یہ ہے کہ میں تم جیسا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ کہ بیشک تمہارا معبود ایک ہے سو اُسی کی طرف سیدھے رہو ساتھ ایمان لانے اور اس کی بندگی کرنے کے.

اور اس سے بخشش مانگو اور سخت مصیبت ہے مشرکوں پر

⑦ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ تَاكِيْدٌ
كٰفِرُوْنَ ○

⑦ وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے وہ منکر ہیں.

تشریح

(۴) قرآن ایک عملی کتاب ہے | قرآن صرف ایک فلسفہ یا تخیل نہیں ہے جس کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ حاصل نہ ہو بلکہ یہ عمل کی طرف بلانے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بشارتیں ہیں یہ کتاب خبردار کرتی ہے کہ اگر ان طریقوں کو چھوڑو گے جن کی طرف یہ کتاب رہنمائی کر رہی ہے تو اس کے نتیجے تمہارے لئے بڑے ہولناک ہوں گے۔ غرض یہ کتاب عمل کی دعوت اور اس کے نتائج سے آگاہ کرتی ہے مگر اس کے باوجود بہت سے لوگ اس سے روگردانی کرتے ہیں اور سُن کر نہیں دیتے۔ ان کو سُنائی کیوں نہیں دیتا اور سُن کر بھی کیوں نہیں سُن سکتے اس کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے۔

(۵) نہ سننے کی وجہ ہٹ دھرمی | صحیح اور سچی بات سُن کر بھی کیوں سُنائی نہیں دیتا اس کی وجہ ہے ہٹ دھرمی ضد اور تعصب۔ یہ چیز انسان کے درمیان ایسی رُکاوٹ بن جاتی ہے کہ آدمی سُن کر بھی نہیں سُنتا اور دیکھ کر بھی نہیں دیکھتا ان کے دلوں پر غلاف چڑھ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اس لئے جس چیز کی طرف ہمیں بلا رہے ہو اس کا ہمارے دلوں تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اب ہمیں سن کر بھی سنائی نہیں دیتا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی روکاٹ پیدا ہو گئی ہے جو ہمیں قریب نہیں آنے دیتی۔ بس اب آپ اپنا کام کئے جائیں ہمیں کوئی لینا دینا نہیں ہے اور ہم اپنا کام کریں گے اور اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے۔

(۶) تمہارے دلوں کو بدلنا میرے بس میں نہیں ہے | میرے بس میں یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے جو اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لیا ہے اس کو اتار کر پھینک دوں اور تمہارے وہ کان جن کو تم نے خود ہی بہرہ کر لیا ہے ان کو کھول دوں اور میرے اور اپنے درمیان جو تم نے اپنی دشمنی کی وجہ سے دوری پیدا کر لی ہے اس کو ختم کر دوں۔ میں تو ایک انسان ہوں اس کو سمجھا سکتا ہوں جو سمجھنے کے لئے تیار ہو اور اس سے مِل سکتا ہوں جو ملنے کے لئے تیار ہو۔ چاہے تم اپنے دلوں پر غلاف چڑھاؤ چاہے تم اپنے کانوں کو بہرہ کر لو مگر سچائی یہی ہے کہ تمہارا سب کا پروردگار ایک ہی ہے۔ یہ بات مجھے وحی کے ذریعے بتائی گئی ہے جس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ بات میں نے نہ خود بنائی ہے نہ یہ کوئی فلسفہ ہے بلکہ وہ حقیقت اور سچائی ہے جس کا علم وحی کے ذریعے ہوا ہے، وہ صداقت جو پروردگار نے منکشف کی ہے۔ پس جب وہ ایک ہی پروردگار ہے تو اسی کے قانون اسی کے ضابطے اور اسی کی شریعت پر اپنی زندگی کو ڈھالو اور اب تک جو بے وفائی اپنے پروردگار سے کرتے رہے ہو وہ شرک اور نافرمانی وہ خدا فراموشی جو اب تک ہوتی رہی ہے اس کے لئے پروردگار سے معافی مانگو۔ اللہ کے ساتھ ساجھی بنانے والوں کے لئے تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۷) نفس کی پاکیزگی سے دور، غریبوں کا حق مارنے والے | اللہ کے ساتھ تو ان کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی عاجز مخلوق کو اس کی خدائی میں ساجھے دار بناتے ہیں۔ نفس کی پاکیزگی سے دور ہیں کہ اس میں شرک کی گندگی بھری ہوئی ہے۔

بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے غریب مسکین محتاج پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انجام کی طرف سے بالکل غافل، انہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی ہوگی اور حساب کتاب۔ ہوگا اس لئے ان کا مستقبل ہلاکت اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ عقائد بھی غلط، اخلاق بھی بُرے، اعمال بھی ناشائستہ۔ غرض اپنے رب اور انسانوں کے حقوق سے غافل اور لاپرواہ۔ اس لئے کہ انھوں نے پیغمبروں کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

إِنَّ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا + الصّٰلِحٰتِ	لَهُمْ
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے اچھے	ان کے لئے

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے

أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي ع ۸ ۱۵

أَجْرٌ	غَيْرُ مَمْنُونٍ	قُلْ	أَئِنَّكُمْ	لَتَكْفُرُونَ	بِالَّذِي
اجر	ختم نہ ہونے والا	فرمادیں	کیا تم	انکار کرتے ہو	اس کا جس نے

اجر ہے ختم نہ ہونے والا آپ فرمادیں کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے

خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ ذٰلِكَ

خَلَقَ	الْأَرْضَ	فِي يَوْمَيْنِ	وَتَجْعَلُونَ	لَهُ	أَنْدَادًا	ذٰلِكَ
پیدا کیا	زمین	دو دنوں میں	اور تم ٹھہراتے ہو	اس کے	شریک (جمع)	یہ

زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو یہی ہے

رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٩﴾ ج وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

رَبُّ الْعٰلَمِينَ	وَجَعَلَ	فِيهَا	رَوَاسِيَ	مِنْ فَوْقِهَا
سارے جہانوں کا رب	اور اس نے بنائے	اس میں	پہاڑ (جمع)	اس کے اوپر

سارے جہانوں کا رب اور اس نے اس میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور

وَبٰرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَآ أَقْوَاتَهَا فِيٓ أَرْبَعَةِ

وَبٰرَكَ	فِيهَا	وَقَدَّرَ	فِيهَآ	أَقْوَاتَهَا	فِيٓ	أَرْبَعَةِ
اور برکت رکھی	اس میں	اور مقرر کیں	اس میں	ان کی خوراکیں	میں	چار

اس میں برکت رکھی اور اس میں چار دنوں میں ان کی خوراکیں مقرر

أَيَّامٍ ۖ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ ﴿١٠﴾

أَيَّامٍ	سَوَآءً	لِّلسَّآئِلِينَ
دن (جمع)	یکساں	تمام سوال کرنے والوں کے لئے

کیں۔ یکساں تمام سوال کرنے والوں کے لئے

٨ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ مَقْطُوعٍ

٨ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے واسطے ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

٩ قُلْ أَئِنَّكُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَةِ الثَّانِيَةِ وَتَسْهِيلِهَا وَإِدْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهَا بِوَجْهَيْهَا وَبَيْنَ الْأُولَى لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ الْأَحَدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا شُرَكَاءَ ذٰلِكَ رَبُّ مَالِكُ الْعٰلَمِينَ ۝ جَمْعُ عَالَمٍ وَهُوَ مَا سِوَى اللّٰهِ وَجُمِعَ لِاخْتِلَافِ أَنْوَاعِهِ بِالْيَاءِ وَالنُّونِ تَغْلِيبًا لِلْعُقَلَاءِ

٩ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا الخ کہدے کیا تم کفر کرتے ہو ساتھ اس ذات کے جس نے زمین کو بنایا دو دن میں (مراد دو دن سے اتوار اور پیر کا دن ہے)

اور کرتے ہو تم واسطے اس کے شریک۔

وہ مالک ہے تمام جہان کا (عالم ماسوی اللہ کا نام ہے اور جمع لانا اس کا باعتبار اختلاف اقسام عالم کے ہے۔ اور یاء و نون کے ساتھ جمع لانا بسبب غلبہ دینے کے عقلاء کو جو افراد عالم سے ہیں۔)

١٠ وَجَعَلَ مُسْتَأْنَفٌ وَلَا يَجُوزُ عَطْفُهُ عَلَى صِلَةِ الَّذِي لِلْفَاصِلِ الْأَجْنَبِيِّ فِيهَا رَوَاسِيَ جِبَالًا ثَوَابِتَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا بِكَثْرَةِ الْمِيَاهِ وَالزُّرُوعِ وَالضُّرُوعِ وَقَدَّرَ قَسَمَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا لِلنَّاسِ وَالْبَهَائِمِ فِي تَمَامِ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ أَيِ الْجَعْلُ وَمَا ذُكِرَ مَعَهُ فِي يَوْمِ الثُّلَاثَاءِ وَالْأَرْبِعَاءِ سَوَاءً مَنْصُوبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ أَيِ اسْتَوَتِ الْأَرْبَعَةُ اسْتِوَاءً لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ لِلسَّائِلِينَ ۝ عَنْ خَلْقِ الْأَرْضِ بِمَا فِيهَا

١٠ اور بنائے اللہ نے زمین میں پہاڑ ثابت رہنے والے اس کے اوپر سے۔

اور زمین میں برکت پیدا کی پانی اور کھیتی اور دودھ والے جانوروں کی کثرت سے۔ اور تقسیم کی اس میں غذا آدمیوں اور جانوروں کی۔ یہ تمام چیزیں جو زمین میں پیدا کی گئیں دو دن میں ہوئیں منگل اور بدھ میں۔ پس کل چار دن ہو گئے،

پورے، نہ کم نہ زیادہ۔ ان کے لئے جو زمین کے اور اس کے اندر جو کچھ رکھا گیا اس کی مدت پیدا کرنے کی دریافت کرتے ہیں حاصل یہ کہ جن کو اس امر کی تحقیق منظور ہے کہ زمین و ما فیہا کس قدر مدت میں پیدا ہوئے تو وہ جان لیویں کہ چار دن میں سب کام متعلق زمین کے پورے ہو گئے۔

تشریح

(۸) ایمان لانے والوں کے لئے دائمی اجر | ایک طرف وہ لوگ ہیں جو نہ اللہ کا حق پہچانتے ہیں نہ بندوں کا اور نہ آخرت کے اجر وثواب کو مانتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کا حق بھی پہچانتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں اور صرف ایمان ہی نہیں لاتے بلکہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو نیک عمل کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ جس کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو نیکی کرتے ہیں وہ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کرتے ہیں اس میں کوئی دکھاوا نہیں ہوتا کسی پر احسان نہیں جتاتے۔ ایسے نیک بندوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ یہ ہوگا کہ ان کو وہ جزا دی جائے گی جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ان کے ثواب میں کبھی کمی نہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ جو اُن کو ان کے نیک کاموں کا انعام عطا فرمائیں گے اس پر کسی احسان کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔ غرض یہ کہ جنت میں پہنچ کر نہ ان کو فنا ہوگی اور نہ ان کا ثواب فنا ہوگا۔

(۹) اللہ رب العلمین کے برابر کوئی دوسرا کیسے ہوسکتا ہے؟ | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے زمین کو دو دن میں بنا دیا وہ پروردگار جو سارے جہانوں کا رب ہے، ہر ایک کی پرورش کرتا ہے ہر ایک کا حاجت روا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ کوئی دوسرا جو ایک ذرے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتا وہ اس کا ہمسر کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ کی قدرت کا انکار اس کی وحدانیت اور اس کی صفاتِ کمالیہ سے منہ موڑنا اور وہ ہستیاں جن کی کوئی قدرت نہیں ہے ان کو اللہ کے ہمسر سمجھنا انتہائی حیرت کی بات ہے۔ بھلا کہاں پروردگار عالم اور کہاں یہ عاجز ہستیاں جن کو کوئی بھی اختیار نہیں ہے ایک بے اختیار صاحبِ اختیار کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟

(۱۰) زمین جس کو اللہ نے بنایا ذرا اس کی برکتوں کا اندازہ کرو | یہ زمین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف دو۲ دن میں بنا دی جو حرکت کرنے کے باوجود اس طرح جمی ہوئی ہے کہ اس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی، اس کے اوپر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں جانتے ہو کہ اس زمین کے پیٹ میں کیسی کیسی برکتیں رکھ دی ہیں؟ اس کے پیٹ میں بے حد و بے حساب سامان ہے جو سالہا سال سے نکلتا چلا آرہا ہے جو چھوٹے سے چھوٹے کیڑے سے لے کر انسان کی بڑی سے بڑی ضرورت کو پورا کرتا ہے اس کے اندر سے پانی نکلتا ہے جس کی وجہ سے کھیتیاں اُگتی ہیں، ہوا کا غلاف چڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے انسان اور جانوروں کی زندگی ممکن ہوئی ہے اور یہ تمام چیزیں ایک خاص اندازے اور حکمت سے زمین کے اندر رکھی ہوئی ہیں جو ہر خطے اور ہر ملک کے باشندوں کی طبیعت اور ان کی ضرورت کے مطابق مہیا کی گئی ہیں۔ یہ سارا کام چار دن میں مکمل ہوا۔

دنوں سے مراد وہ دن نہیں ہیں جو زمین اور سورج کی پیدائش کے بعد اس کی گردش سے چوبیس گھنٹوں کے ہوتے ہیں بلکہ دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن کی نسبت سورۂ حج میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (رکوع ۶ آیت ۴۷)

(مگر تیرے رب کے یہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔)

اس لئے دنوں کی مقدار کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے مطلب یہ ہے کہ زمین میں زندگی کے آغاز سے لے کر قیامت تک جس جس قسم کی جتنی مخلوق اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والے تھے ہر ایک کی ٹھیک ٹھیک ضرورت کے مطابق غذا کا پورا سامان اس نے زمین کے اندر رکھ دیا اور انسان کی ضرورت اور اس کے ذوق کی تسکین کے لئے جن جن غذاؤں کی ضرورت ہے اس کی طلب پوری کرنے کے لئے مکمل انتظام کر دیا اور اس تمام تخلیقی انتظامات میں جن کی حکمتوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا صرف چار دن صرف ہوئے

ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ

ثُمَّ	اسْتَوٰىٓ	اِلَى	السَّمَآءِ	وَهِيَ	دُخَانٌ	فَقَالَ
پھر	اس نے توجہ فرمائی	طرف	آسمان	اور وہ	ایک دھواں	تو اس نے کہا

پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ ایک دھواں تھا ۔ تو اس نے اس

لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ

لَهَا	وَ لِلْاَرْضِ	ائْتِيَا	طَوْعًا	اَوْ	كَرْهًا	قَالَتَآ
اس سے	اور زمین سے	تم دونوں آؤ	خوشی سے	یا	ناخوشی سے	ان دونوں نے کہا

سے اور زمین سے کہا تم دونوں آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے ، ان دونوں نے کہا

اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ

اَتَيْنَا + طَآئِعِيْنَ	فَقَضٰىهُنَّ	سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ	فِيْ
ہم دونوں آئے (حاضر ہیں) خوشی سے	پھر اس نے بنائے	سات	آسمان	میں

ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان

يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ

يَوْمَيْنِ	وَ اَوْحٰى	فِيْ	كُلِّ	سَمَآءٍ	اَمْرَهَا
دو دن	اور وحی کردی	میں۔تو	ہر	آسمان	اس کا کام

بنائے اور ہر آسمان کو اس کے کام کی وحی کر دی ۔ اور

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ

وَ زَيَّنَّا	السَّمَآءَ	الدُّنْيَا	بِمَصَابِيْحَ	وَحِفْظًا
اور ہم نے زینت دی	آسمان	دُنیا	چراغوں (ستاروں) سے	اور حفاظت کے لئے

ہم نے آسمانِ دُنیا کو ستاروں سے زینت دی اور حفاظت کے لئے (بھی)

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾

ذٰلِكَ	تَقْدِيْرُ	الْعَزِيْزِ	الْعَلِيْمِ
یہ	اندازہ (فیصلہ)	غالب	علم والا

یہ غالب، علم والے (اللہ کا فیصلہ) ہے ۔

(۱۱) ثُمَّ اسْتَوٰٓى قَصَدَ اِلَى
السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ بُخَارٌ
مُّرْتَفِعٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ
ائْتِيَا اِلٰى مُرَادِيْ مِنْكُمَا
طَوْعًا اَوْ كَرْهًا فِيْ مَوْضِعِ
الْحَالِ اَيْ طَائِعَتَيْنِ اَوْ
مُكْرَهَتَيْنِ قَالَتَآ اَتَيْنَا
بِمَنْ فِيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝
فِيْهِ تَغْلِيْبُ الْمُذَكَّرِ الْعَاقِلِ
اَوْ نَزَلَتَا لِخِطَابِهِمَا مَنْزِلَتَهٗ

(۱۱) پھر قصد کیا آسمان کی طرف اور حال یہ کہ وہ بخار مرتفع مثل دھوئیں کے تھا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اور زمین کو کہ جو کچھ میں تم سے ارادہ کرتا ہوں اس کے موافق ہو جاؤ خوشی سے یا زبردستی۔

انھوں نے کہا کہ ہم اور وہ جو ہمارے اندر ہیں سب تیرے حکم کے تابع ہیں خوشی سے

(۱۲) فَقَضٰىهُنَّ الضَّمِيْرُ يَرْجِعُ
اِلَى السَّمَآءِ لِاَنَّهَا فِيْ مَعْنَى
الْجَمْعِ الْآئِلَةِ اِلَيْهِ اَيْ
صَيَّرَهَا سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ
يَوْمَيْنِ الْخَمِيْسِ وَالْجُمُعَةِ
فَرَغَ مِنْهَا فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ
مِنْهُ وَفِيْهَا خَلَقَ اٰدَمَ وَ
لِذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ هُنَا سَوَآءً
وَوَافَقَ مَا هُنَا اٰيَاتُ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ
اَمْرَهَا الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ
مَنْ فِيْهَا مِنَ الطَّاعَةِ
وَالْعِبَادَةِ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ
الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ بِنُجُوْمٍ
وَحِفْظًا مَنْصُوْبٌ
بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَيْ
حَفِظْنَاهَا عَنِ اسْتِرَاقِ
الشَّيَاطِيْنِ السَّمْعَ بِالشُّهُبِ
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

(۱۲) پس کر دیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سات دو دن میں یعنی جمعرات اور جمعہ میں۔ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے سے جمعہ کی پچھلی ساعت میں فراغت ہوئی۔ اور اسی وقت بنایا گیا آدم۔ اب یہ مجموعۂ ایام زمین و آسمان کے بنانے کا موافق ہو گیا اس عدد کے جو دوسری جگہ فرمایا ہے کہ زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا۔

اور وحی کی ہر آسمان میں اس امر کی جو وہاں کے رہنے والوں کو حکم کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور فرماں برداری کرنا۔

اور ہم نے زیبائش دی آسمان دنیا کو ساتھ ستاروں کے اور آسمانوں کو محفوظ رکھا شیاطین کے سننے سے جو وہ چوری سے سننا چاہتے ہیں ساتھ انگاروں کے۔

یہ تقدیر ہے اللہ کی جو غالب ہے اپنی بادشاہت میں

فِیْ مُلْکِہِ الْعَلِیْمِ○ بِخَلْقِہٖ
جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو۔

تشریح

(۱۱) تخلیق کائنات | اللہ تعالیٰ کائنات یعنی زمین و آسمان کی تخلیق کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت کائنات ایک بے شکل غبار کی طرح فضا میں پھیلے ہوئے دھوئیں جیسی تھی اس کو سائنس داں سحابیۓ (NEBUCA) سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ زمین و آسمان کے ملاپ سے دنیا بسانی چاہیۓ وہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں، بہر حال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا۔ دونوں کے ملاپ سے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طبیعت ایسی بنائی کہ ان میں تال میل قائم ہو، آسمان سے سورج کی شعائیں آئیں، گرمی پڑی ــ ہوائیں اٹھیں ان سے گرد و غبار اور بھاپ اوپر چڑھی، پھر بھاپ بارش ہو کر برسی، اور زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔

فرمایا تھا کہ زمین میں ہم نے ٹھیک ٹھیک اندازے سے تمام سامان مہیا کر دیا۔ یعنی زمین میں ان چیزوں کے نکلنے کی قابلیت رکھ دی۔ یہ زمین و آسمان یعنی پوری کائنات اللہ کے نقشے کے مطابق وجود میں آگئے، اُدھر اللہ کا حکم ہوا اُدھر ساری چیزیں اپنے مالک کے نقشے کے مطابق ڈھلتی چلی گئیں۔

پہلے کون سی چیز پیدا ہوئی کون سی چیز بعد میں، بنی قرآن مجید اس سے بحث نہیں کرتا وہ زمین و آسمان کی پیدائش کو انسان کے غور و فکر کے لئے پیش کرتا ہے جہاں خدا کی نعمتوں کا احساس دلانا مقصود ہوتا ہے وہاں وہ زمین کا ذکر پہلے کرتا ہے کیوں کہ زمین آسمان سے زیادہ قریب ہے اور جہاں خدا کی عظمت اور اس کی قدرت کے کمال کا تصور دلانا ہوتا ہے وہاں عام طور پر آسمانوں کا ذکر پہلے کرتا ہے۔

(۱ سات آسمانوں کی تخلیق | اللہ تعالیٰ نے دو دن میں سات آسمان پیدا فرمائے، اس طرح چار دن وہ اور دو دن یہ ملا کر کُل چھ دن ہو گئے۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کون سے آسمان میں کون سی مخلوق بستی ہے اور ان کا کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ جب اس چھوٹی سی زمین میں ہزاروں کا رخانے ہیں تو اتنے بڑے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے ــ زمین والے آسمان کو ستاروں کے چراغوں سے روشن کر دیا۔ دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ یہ سب ستارے اسی زمینی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو جب یہ قدرتی چراغ روشن ہوتے ہیں تو آسمان کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر ان آسمانوں کو محفوظ کر دیا کسی کی وہاں پہونچ نہیں ہے ــ فرشتوں کے پہرے لگے ہوئے ہیں۔ وہ طاقت ور نظام جو اس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا اس کے محکم نظام میں کوئی رخنہ اندازی نہیں کر سکتا۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ

فَاِنْ	اَعْرَضُوْا	فَقُلْ	اَنْذَرْتُكُمْ	صٰعِقَةً	مِّثْلَ
پھر اگر	وہ منہ موڑلیں	تو فرمادیں	میں ڈراتا ہوں تمہیں	ایک چنگھاڑ	جیسی

پھر اگر وہ منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک چنگھاڑ سے جیسی

صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ

صٰعِقَةِ	عَادٍ	وَّثَمُوْدَ	اِذْ	جَآءَتْهُمُ	الرُّسُلُ
چنگھاڑ	عاد	اور ثمود	جب	آئے ان کے پاس	رسول

چنگھاڑ سے عاد و ثمود (پر عذاب آیا تھا) جب ان کے پاس رسول آئے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

مِنْۢ بَيْنِ + اَيْدِيْهِمْ	وَمِنْ + خَلْفِهِمْ	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
ان کے آگے سے	اور ان کے پیچھے سے	کہ تم نہ عبادت کرو

ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کہ تم اللہ کے سوا کسی

اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

اِلَّا اللّٰهَ	قَالُوْا	لَوْ شَآءَ	رَبُّنَا	لَاَنْزَلَ	مَلٰٓئِكَةً
سوائے اللہ	انھوں نے جواب دیا	اگر چاہتا	ہمارا رب	تو ضرور اتارتا	فرشتے

کی عبادت نہ کرو تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے اتارتا

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

فَاِنَّا	بِمَآ	اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ	كٰفِرُوْنَ
پس ہم	اس کا جو	تم بھیجے گئے ہو	اس کے ساتھ	منکر ہیں

پس تم جس (پیغام) کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں

(۱۳) فَاِنْ اَعْرَضُوْا اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ عَنِ الْاِیْمَانِ بَعْدَ هٰذَا الْبَیَانِ فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ خَوَّفْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ○ اَیْ عَذَابًا یُّهْلِكُكُمْ

(۱۳) سو بعد اس بیان کے بھی اگر کفار مکہ ایمان سے منہ پھیریں تو کہہ دے کہ میں تم کو ڈراتا ہوں اس عذاب مہلک سے جو عاد اور ثمود پر آیا کہ وہ تم کو نیست ونابود کردے جیسا ان کو کردیا

مِثْلَ الَّذِیْ اَهْلَكَهُمْ

(۱۴) اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ
اَیْ مُقْبِلِیْنَ عَلَیْهِمْ وَمُدْبِرِیْنَ عَنْهُمْ فَكَفَرُوْا كَمَا سَیَاْتِیْ وَ الْاِهْلَاكُ فِیْ زَمَنِهٖ فَقَطْ
اَنْ اَیْ بِاَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ عَلٰی زَعْمِكُمْ كٰفِرُوْنَ ○

(۱۴) جب آئے ان کے پاس پیغمبر ان کے آگے اور پیچھے سے یعنی ان کی طرف متوجہ ہونے والے اور ان سے منہ پھیرنے والے۔ سو انھوں نے کفر کیا ساتھ پیغمبروں کے جیسا کہ بیان اس کا آگے آتا ہے اور ہلاک کرنا صرف اس پیغمبر کے زمانہ میں ہوا۔
وہ پیغمبر ان کے پاس یہ حکم لے کر آئے کہ نہ پرستش کرو تم مگر اللہ کی وہ بولے اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا سو ہم منکر ہیں ان احکام کے جو تم لائے جن کو تم اپنے گمان میں اللہ کے احکام کہتے ہو۔

تشریح

(۱۳) **اگر اتنی مضبوط نشانیوں کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہو تو عاد و ثمود جیسے عذاب کا انتظار کرو** زمین و آسمان کی تخلیق اور اس کی قدرت کا کمال اور اس کی کاری گری پھر ان تمام چیزوں میں آپس میں تال میل جو اس محکم نظام کو مربوط کئے ہوئے ہے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس ساری کائنات کا خالق اس کا پروردگار اس کا حاکم اس کا منتظم اس کا مدبر اور چلانے والا ایک اور صرف ایک ہے۔ اگر اتنی مضبوط دلیلوں کے باوجود یہ لوگ سچائی کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں اسی طرح کے اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے باخبر کرتا ہوں جیسا قوم عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا اور جس طرح ان کی ضد اور بے جا ہٹ دھرمی سے انکار اور انبیاء کرام کا انکار کرنے کی وجہ سے وہ اچانک عذاب میں گرفتار ہو گئے تھے میں تمہیں باخبر کرتا ہوں کہ کہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی نہ ہو جائے۔

اس سورت حٰم السجدہ کی تلاوت کرتے ہوئے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر پہنچے تو ابو ولید، عتبہ بن ربیعہ جو قریش کی طرف سے آپ کے پاس گفتگو کے لئے آیا تھا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اس نے آپ کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کہ ایسا نہ کہئے۔

(۱۴) **یہ کیسے رسول ہیں جو ہم ہی جیسے انسان ہیں** جب ان کے پاس یکے بعد دیگرے رسول آتے رہے ان کے اپنے ملک میں بھی اور آس پاس کے علاقوں میں بھی جہاں ضرورت ہوئی اللہ نے رسول بھیجے اور ان کو ہر پہلو سے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی ان کو گزری ہوئی تاریخ اور آنے والے وقت سے آگاہ کیا اور کوئی پہلو سمجھانے کا نہیں چھوڑا اور وہ رسول یہی تعلیم دیتے رہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ تو رسولوں کے ساتھ ان کا معاملہ یہی رہا کہ یہ تو ہم ہی جیسے انسان ہیں اگر اللہ کو کوئی رسول بھیجنا ہی ہوتا تو کسی فرشتے کو بھیجتے۔ اس لئے ہم یہ باور نہیں کرتے کہ تم اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہو یعنی ہر قوم کی ذہنیت یہ رہی کہ انھوں نے رسولوں کو رسول ماننے سے اس لئے انکار کر دیا کہ یہ تو ہم ہی جیسا ایک انسان ہے حالانکہ انسان ہونا رسولوں کا کمال ہے کیوں کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں ہوتا بلکہ احساس کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو خود غم نہیں کھا سکتا وہ ایک غمزدہ کی تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ جو خود بھوک سے آزاد ہے وہ بھوکے کی دل سوزی نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے جگہ جگہ رسول کا انسان ہونا ایک نعمت قرار دیا ہے۔ اس لئے اس بناء پر رسول کا انکار کرنا کہ وہ انسان ہے صرف انکار کا ایک بہانہ ہے۔ ورنہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ وہ انسان اپنی انسانیت میں کتنا کامل درجے کا ہے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ

مَنْ	وَقَالُوْا	بِغَيْرِ الْحَقِّ	فِي الْاَرْضِ	فَاسْتَكْبَرُوْا	عَادٌ	فَاَمَّا
کون	اور وہ کہنے لگے	ناحق	زمین (ملک) میں	تو وہ تکبر (غرور) کرنے لگے	عاد	پھر جو

پھر جو عاد تھے وہ ملک میں غرور کرنے لگے ناحق اور وہ کہنے لگے ہم سے

اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ

خَلَقَهُمْ	الَّذِيْ	اَنَّ اللّٰهَ	اَوَلَمْ يَرَوْا	قُوَّةً	مِنَّا	اَشَدُّ
پیدا کیا انھیں	وہ جس نے	کہ اللہ	کیا وہ نہیں دیکھتے	قوت	ہم سے	زیادہ

زیادہ وہ قوت میں کون ہے؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ ہے! جس نے انھیں پیدا کیا ہے

هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

يَجْحَدُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	وَكَانُوْا	قُوَّةً	مِنْهُمْ	اَشَدُّ	هُوَ
انکار کرتے	ہماری آیتوں کا	اور وہ تھے	قوت	ان سے	بہت زیادہ	وہ

وہ بہت زیادہ ہے ان سے قوت میں ، اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ

نَّحِسَاتٍ	فِيْ + اَيَّامٍ	صَرْصَرًا	رِيْحًا	عَلَيْهِمْ	فَاَرْسَلْنَا
نحوست	دنوں میں	تند و تیز	ہوا	ان پر	پس ہم نے بھیجی

پس ہم نے بھیجی ان پر، نحوست کے دنوں میں تند و تیز ہوا

لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

الدُّنْيَا	الْحَيٰوةِ	فِي	الْخِزْيِ	عَذَابَ	لِنُذِيْقَهُمْ
دنیا	زندگی	میں	رسوائی	عذاب	تاکہ ہم چکھائیں انھیں

تاکہ ہم انھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

لَا يُنْصَرُوْنَ	وَهُمْ	اَخْزٰى	الْاٰخِرَةِ	وَلَعَذَابُ
مدد نہ کئے جائیں گے	اور وہ	زیادہ رسوا کرنے والا	آخرت	اور البتہ عذاب

اور البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رُسوا کرنے والا ہے اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے ۔

۱۵ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَقَالُوْا لَمَّا خُوِّفُوْا
بِالْعَذَابِ مَنْ اَشَدُّ
مِنَّا قُوَّةً اَيْ لَا اَحَدٌ
كَانَ وَاحِدُهُمْ يَقْلَعُ
الصَّخْرَةَ الْعَظِيْمَةَ مِنَ
الْجَبَلِ يَجْعَلُهَا حَيْثُ يَشَاءُ
اَوَلَمْ يَرَوْا يَعْلَمُوْا اَنَّ
اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ
اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا الْمُعْجِزَاتِ يَجْحَدُوْنَ ۝

۱۵ سو عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا۔ جب ان کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔
وہ بولے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے یعنی کوئی نہیں۔
(ان کے زور کا یہ حال تھا کہ ان میں سے ایک آدمی بڑے سے بڑے پتھر کو پہاڑ سے اکھاڑ لاتا تھا، اور جہاں چاہتا اس کو رکھ دیتا۔)
کیا وہ نہیں جانتے کہ بالیقین اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ان سے زیادہ قوت والا ہے۔ اور تھے وہ لوگ منکر ہمارے معجزوں سے۔

۱۶ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
رِيْحًا صَرْصَرًا بَارِدَةً
شَدِيْدَةَ الصَّوْتِ بِلَا
مَطَرٍ فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ
بِكَسْرِ الْحَاءِ وَسُكُوْنِهَا
مَشْئُوْمَاتٍ عَلَيْهِمْ
لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
اَلذُّلِّ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اَشَدُّ
وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝
بِمَنْعِهٖ عَنْهُمْ۔

۱۶ سو ہم نے بھیجی ان پر ٹھنڈی ہوا سخت آواز والی جس میں بارش نہ تھی۔
ایسے دنوں میں کہ وہ ان پر منحوس تھے۔
تاکہ ہم ان کو چکھا دیں عذاب رسوائی کا زندگی دنیا میں۔
اور بے شک عذاب آخرت کا زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور ان کی کوئی مدد نہ کرے گا کہ ان کو اس عذاب سے بچاوے۔

تشریح

(۱۵) قوم عاد کی اکڑ فوں | عاد اصل میں ایک شخص کا نام ہے جو نوح ؑ کی پانچویں نسل اور ان کے بیٹے سام کی اولاد میں سے تھا۔ اس شخص کی اولاد اور پھر پوری قوم "قوم عاد" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ قرآن مجید کی سورۃ الفجر میں عاد کے ساتھ "اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ" کا لفظ بھی آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد کو ارم بھی کہا جاتا تھا۔

طوفانِ نوح کے بعد جب دنیا دوبارہ آباد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو قوم نوح کا جانشین بنایا اور بے مثال جسمانی ڈیل ڈول عطا کیا۔ ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دئے۔ جزیرہ نمائے عرب میں عمان سے لے کر حضر موت، یمن اور حدودِ عراق تک ان کی بستیاں تھیں۔ ان کی زمینیں بڑی شاداب تھیں، ہر قسم کے باغات تھے۔ رہنے کے لئے بڑے بڑے شان دار محلات بنائے تھے بڑے قدآور اور جسمانی طاقت کے مالک تھے۔ مگر ان کی کج فہمی نے ان نعمتوں کو ان کے لئے وبال بنا دیا۔ قوت و شوکت کے نشے میں بدمست ہو کر ڈینگیں مارنے لگے کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟!۔

اور رب العالمین جس کی نعمتوں کی بارش ان پر ہو رہی تھی اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا پاٹ میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہود ؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو خود انہی کے خاندان سے تھے۔ حضرت ہود ؑ حضرت نوح ؑ کی پانچویں نسل اور سام کی اولاد میں سے ہیں۔ ہود ؑ نے قوم عاد کو توحید اختیار کرنے اور ظلم چھوڑ کر عدل و انصاف پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ مگر یہ لوگ اپنی دولت اور قوت کے نشے میں سرشار تھے انھوں نے حضرت ہود ؑ کی بات نہ مانی اور یہ نہ سمجھا کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت ور ہے۔

(۱۶) قوم عاد پر عذاب | ان کے اس غرور و تکبر اور اللہ کی مخلوق پر ظلم کرنے کے نتیجے میں اس قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ پہلا عذاب تو یہ آیا کہ تین سال تک مسلسل بارش بند رہی زمینیں سوکھ گئیں، باغات جل گئے اس پر بھی جب یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو وہ ہولناک عذاب قوم عاد پر نازل ہوا جس نے اس قوم کو اس قوم کے بڑے حصے کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

عذاب کے یہ دن قوم عاد کے لئے بڑے منحوس اور ان کی بدبختی کا نشان تھے۔

عذاب کی صورت یہ تھی کہ تیز طوفانی ہوا مسلسل سات رات اور آٹھ دن تک چلتی رہی —— ہوا کے زور سے لوگ اس طرح گر گر کر مر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے گرے پڑے ہوں۔ جیسا کہ سورۂ الحاقہ میں فرمایا ہے۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

(آیت ۶ تا ۷ رکوع ۱ پارہ ۲۹ سورہ ۶۹)

(اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیئے گئے۔ اللہ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔ تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح بچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔)

سورۃ الذاریات میں ارشاد ہوا ہے:۔ وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ۝ (آیت ۴۱-۴۲ پارہ ۲۷ سورۃ ۵۱)

(اور تمہارے لئے نشانی ہے عاد میں جب کہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خیر ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اُسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔)

عقیم بانجھ عورت کو کہتے ہیں یعنی وہ ایسی سخت گرم اور خشک ہوا تھی کہ جس چیز پر سے وہ ہوا گزر گئی اُسے سُکھا کر رکھ دیا۔ جس وقت یہ ہوا آ رہی تھی اس وقت قوم عاد کے لوگ خوش ہو رہے تھے کہ خوب گھٹا گھِر کر آئی ہے بارش ہوگی اور سوکھے دانوں میں پانی پڑ جائے گا مگر وہ آئی تو ایسی کہ اس نے پورے علاقے کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ جیسا کہ سورۃ الاحقاف میں ارشاد ہوا ہے:۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ (آیت ۲۴-۲۵)

(پھر جب انھوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا ــــ نہیں بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے یہ ہوا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آ رہا ہے۔ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا۔ آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔)

یہ عذاب ان پر اس لئے نازل کیا گیا کہ دنیا کی زندگی میں ہی ذلت اور رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں یہ اُن کے اسی غرور کا جواب تھا کہ وہ خم ٹھونک کر کہتے تھے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے؟ اللہ نے ان کو اس طرح ذلیل کیا کہ ان کی آبادی کے بڑے حصے کو ہلاک کر دیا۔ ان کا وہ تمدن جس پر وہ ناز کرتے تھے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔ اس قوم کا تھوڑا بہت حصہ جو باقی رہ گیا تھا وہ دنیا کی انہیں قوموں کے آگے ذلیل و خوار ہوا جن پر یہ کبھی اپنا زور جتایا کرتے تھے۔

یہ تو ہُوا دنیا کا عذاب، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رُسوا کن ہے ــــ وہاں ان کو کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی اور محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے دعوے دار آنکھیں چُرائیں گے۔

ہود ؑ اور ان کے ساتھی جو ایمان لا چکے تھے انھوں نے ایک احاطے میں پناہ لے لی تھی یہ عجیب بات تھی کہ اس طوفانی ہوا سے بڑے بڑے محلات ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے لیکن اس احاطے میں ہَوا نہایت معتدل ہو کر داخل ہوتی تھی حضرت ہود اور ان کے سب ساتھی عین عذاب کے دوران بھی اس جگہ مطمئن بیٹھے رہے ان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

قوم کے ہلاک ہونے کے بعد حضرت ہود ؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں منتقل ہو گئے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى

وَاَمَّا	ثَمُوْدُ	فَهَدَيْنٰهُمْ	فَاسْتَحَبُّوا	الْعَمٰى	عَلَى
اور رہے	ثمود	سو ہم نے راستہ دکھایا انھیں	تو انھوں نے پسند کیا	اندھا پن	پر

اور رہے ثمود سو ہم نے انھیں راستہ دکھایا تو انھوں نے ہدایت (کے مقابلے) پر اندھا رہنا

الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ

الْهُدٰى	فَاَخَذَتْهُمْ	صٰعِقَةُ	الْعَذَابِ	الْهُوْنِ
ہدایت	تو انھیں آ پکڑا	چنگھاڑ	عذاب	ذلت

پسند کیا ، تو انھیں چنگھاڑ نے آ پکڑا (یعنی) ذلت کے عذاب نے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ ج وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ

بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ	وَ	نَجَّيْنَا	الَّذِيْنَ
اس کی سزا میں جو	وہ کماتے (کرتے) تھے	اور	ہم نے بچا لیا	وہ لوگ جو

اس کی سزا میں جو وہ کرتے تھے ۔ اور ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ ع وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ ع ۲ ۱۰ ۱۶

اٰمَنُوْا	وَ	كَانُوْا يَتَّقُوْنَ	وَيَوْمَ	يُحْشَرُ	اَعْدَآءُ
ایمان لائے	اور	وہ پرہیزگاری کرتے تھے	اور جس دن	جمع کئے جائیں گے	دشمن

جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگاری کرتے تھے اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی

اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾

اللّٰهِ	اِلَى النَّارِ	فَهُمْ	يُوْزَعُوْنَ
اللہ	جہنم کی طرف	تو وہ	گروہ گروہ کئے جائیں گے ۔

طرف جمع کئے جائیں گے تو وہ گروہ در گروہ (تقسیم) کر دیئے جائیں گے ۔

(۱۷) وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ بَيَّنَّا لَهُمْ طَرِيْقَ الْهُدٰى فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى اِخْتَارُوا الْكُفْرَ عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ الْمُهِيْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

(۱۷) اور لیکن ثمود کے لئے ہم نے راہ ہدایت کو بیان کر دیا سو انھوں نے پسند کیا کفر کو ہدایت پر پس پکڑا ان کو سخت آواز نے جو عذاب تھا ذلیل کرنے والا۔ بہ سبب ان کی کمائی کے۔

(۱۸) وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ اللہ

(۱۸) اور نجات دی ہم نے اس عذاب سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے اللہ سے۔

(۱۹) وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ○ یُسَاقُوْنَ

واذکر یوم نحشر بالیاء والنون المفتوحۃ وضم الشین وفتح الھمزۃ

(۱۹) اور یاد کرو کہ جس دن اٹھائے جاویں گے اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لیجانے کو پس وہ بسختی چلائے جاویں گے اس طرف۔

تشریح

(۱۷) قوم ثمود پر عذاب | جیسا کہ قوم عاد کے حالات میں اوپر بتایا گیا ہے کہ عاد ایک شخص کا نام ہے جو نوحؑ کی پانچویں نسل اور ان کے بیٹے سام کی اولاد میں سے ہے۔ عاد کے دادا کا نام ارم ہے اس کے ایک بیٹے عوص کی اولاد میں عاد ہے اور دوسرے بیٹے جثو کا بیٹا ثمود ہے۔ عاد اور ثمود دونوں ارم کی شاخیں ہیں اسی لئے قرآن حکیم نے قوم عاد اور قوم ثمود کے واقعات اور حالات اکثر مقامات پر ساتھ ساتھ ذکر کئے ہیں۔

قوم ثمود جس علاقے میں رہتی تھی اس کا نام قرآن مجید میں الحِجر آیا ہے اور اب یہ اجڑی بستی مدائنِ صالح کے نام سے مشہور ہے۔ اللہ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ کو پیغمبر مقرر فرمایا تھا ـــــ قوم ثمود نے حضرت صالحؑ سے ایسی نشانی کا مطالبہ کیا تھا جس سے ثابت ہو جائے کہ اللہ نے حضرت صالحؑ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے۔ ان کے مطالبے پر معجزے کے طور پر اونٹنی کا ظہور ہوا۔ حضرت صالحؑ نے ان کو باخبر کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ آزادانہ تمہاری زمینوں میں چلتی پھرے گی۔ ایک دن یہ اکیلی پانی پیئے گی اور دوسرے دن پوری قوم کے جانور پانی پیئیں گے اگر تم نے اس کو ہاتھ لگایا تو تم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے گا۔ قوم کے لوگ کچھ دن بادلِ ناخواستہ اونٹنی کو برداشت کرتے رہے اور آخر ایک سازش کر کے انھوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا۔

قوم ثمود کے لوگ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر اونچے اونچے مکان بنایا کرتے تھے آج بھی مدائنِ صالح میں ان کے کھنڈرات موجود ہیں۔

حضرت صالحؑ نے ان کو خبردار کیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں رہ لیں۔ جب اللہ کے فیصلے کا وقت آگیا تو اللہ نے حضرت صالحؑ اور ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے تھے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا۔ باقی ساری قوم ذلت آمیز عذاب سے ہلاک ہو گئی۔ یہ عذاب ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے آیا کہ انھوں نے راہِ راست پر چلنے کے بجائے اندھا بنا رہنا پسند کیا۔

(۱۸) اہل ایمان عذاب سے محفوظ رہے | جو لوگ حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور گمراہی اور بدعملی سے پرہیز کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ذلت آمیز عذاب سے محفوظ رکھا۔ وہ ذلت آمیز عذاب کیا تھا؟ ایک سخت زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ ایک ہولناک آواز تھی جس سے لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔

(۱۹) اگلی پچھلی تمام نسلوں کا اکٹھا حساب کیا جائے گا | انسان کے اعمال کے اثرات صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ دوسروں تک بلکہ بعض اوقات آنے والی نسلوں تک چلتے رہتے ہیں ـــــ اور ان سب کا ذمہ دار وہ شخص ہوتا ہے جس نے اس عمل کو رواج دیا ہے چاہے وہ اچھا عمل ہو یا برا۔ اس لئے ذمہ داری اور جواب دہی صرف اپنی ذات تک نہیں رہتی بلکہ اس کرنے والے کے اعمال سے متاثر ہو کر جن لوگوں نے وہ کام کئے ہیں ان سب کا تعلق بھی اس شخص کے ساتھ ہو گا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یہ کام کئے۔ اب آخرت میں جب حساب کتاب ہو گا تو ان تمام نسلوں کو جو اگلی پچھلی گزر چکی ہیں گھیر کر میدانِ حشر میں لایا جائے گا اور آخر پھر وہ اسی طرح اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے۔

حَتّٰٓی اِذَا مَاجَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَ

حَتّٰٓی	اِذَا	مَاجَآءُوْهَا	شَهِدَ	عَلَيْهِمْ	سَمْعُهُمْ	وَاَبْصَارُهُمْ	وَ
یہاں تک کہ	جب	وہ آئیں گے اس کے پاس	گواہی دیں گے	ان پر	ان کے کان	اور ان کی آنکھیں	اور

یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے تو اُن پر اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست

جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ

جُلُوْدُهُمْ	بِمَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	وَقَالُوْا	لِجُلُوْدِهِمْ	لِمَ
ان کی جلدیں (گوشت پوست)	اس پر	جو وہ کرتے تھے۔	اور وہ کہیں گے	اپنی جلدوں (گوشت پوست) سے	کیوں

گواہی دیں گے اس پر جو وہ کرتے تھے۔ اور وہ اپنے گوشت پوست سے کہیں گے تم نے ہمارے

شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ

شَهِدْتُّمْ	عَلَيْنَا	قَالُوْٓا	اَنْطَقَنَا	اللّٰهُ	الَّذِیْ	اَنْطَقَ	كُلَّ شَیْءٍ
تم نے گواہی دی	ہم پر (ہمارے خلاف)	وہ جواب دیں گے	ہمیں گویائی دی	اللہ	وہ جس نے	گویا فرمایا	ہر شے

خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گے ہمیں اس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر شے کو گویا فرمایا۔

وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

وَهُوَ	خَلَقَكُمْ	اَوَّلَ	مَرَّةٍ	وَّاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ	
اور وہ۔ اس	تمہیں پیدا کیا	پہلی	مرتبہ	اور اسی کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے۔	

اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿۲۰﴾ حَتّٰٓی اِذَا مَا زَائِدَةٌ جَآءُوْهَا
شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ
اَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
﴿۲۱﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ
شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا
اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ
اَیْ اَرَادَ نُطْقَهٗ وَهُوَ خَلَقَكُمْ
اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

﴿۲۰﴾ یہاں تک کہ جب دوزخ میں پہنچیں گے گواہی دیں گے ان پر ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑی بدن کی ان اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔

﴿۲۲﴾ اور کفار اپنے بدن کے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے مقابلے میں کیوں کر گواہی دی۔ وہ کہیں گے ہم کو گویا کیا اللہ نے جس نے ہر چیز بولنے والی کو گویا کیا اور اسی نے تم کو پیدا کیا اول مرتبہ اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

قِيْلَ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْجُلُوْدِ قِيْلَ هُوَ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَالَّذِيْ بَعْدَهٗ وَ مَوْقِعُهٗ تَقْرِيْبُ مَاقَبْلَهٗ بِاَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى اِنْشَائِكُمْ اِبْتِدَاءً وَّ اِعَادَتِكُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ اِحْيَاءً قَادِرٌ عَلٰى اِنْطَاقِ جُلُوْدِكُمْ وَ اَعْضَائِكُمْ

بعض نے کہا کہ یہ بدن کی کھالوں کے کلام میں سے ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اللہ تعالٰی کے کلام میں سے ہے جیساکہ اس سے آئندہ کی کلام بھی اللہ تعالٰی کی ہے اور یہاں اس کو بیان کرنا اس لئے مناسب ہوا کہ جلود کا بولنا سمجھ میں آجاوے کہ جو اللہ تم کو اول مرتبہ پیدا کرنے اور بعد موت کے دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ اعضاء اور کھالوں کے گویا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

تشریح

(۲۰) میدان حشر میں حساب کتاب کا منظر | میدان حشر میں جب حساب کتاب ہوگا اور کوئی ہیکڑ قسم کا مجرم اپنے جرائم کا انکار ہی کرتا چلا جائے گا تو اللہ تعالٰی کے حکم سے اس کے جسم کے اعضاء ایک ایک کر کے شہادت دیں گے کہ اس نے ان سے کیا کیا کام لئے تھے۔ جسم کے اعضا کی گواہی دینے سے پتہ لگتا ہے کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم و روح کے ساتھ زندہ کئے جائیں گے جس طرح وہ اب دنیا میں رہتے ہیں بلکہ جسم بھی وہی دیا جائے گا جو اس دنیا میں ہے کیونکہ بدن کے اعضاء جبھی گواہی دے سکتے ہیں جب وہ وہی اعضاء ہوں جن سے اس نے دنیا کی زندگی میں کام لیا تھا۔۔۔ تو وہاں ان کے کان گواہی دیں گے، ان کی آنکھیں، ان کے جسم کی کھال گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کرتے رہے ہیں۔

(۲۱) منکرین کا اپنے جسم سے خطاب اور ان کا جواب | جب اللہ کے حکم سے انسان کے اپنے بدن کی کھال اور اس کے اعضاء خود انسان کے خلاف گواہی دیں گے بلکہ ہر وہ چیز گواہی دے گی جس کے سامنے انسان نے عمل کیا تھا تو انسان اپنے جسم کے اعضاء اور کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تمہیں بولنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ بولنا تم کو کس نے سکھایا؟ بدن کی کھال اور اعضاء جواب میں کہیں گے کہ جس کی قدرت نے ہر چیز کو گویائی دی ہے اسی نے ہم کو بھی بولنے کی طاقت دے دی ہے ۔۔۔ اور جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہتا ہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کے حکم سے انکار کر سکے۔ قرآن مجید میں ہے کہ انسان کے اعضاء ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز بول اٹھے گی جس کے سامنے انسان نے وہ کام کیا ہے چنانچہ اللہ تعالٰی زمین کو بھی قوت گویائی دیدیں گے اور وہ سارے راز اللہ کے حکم سے باہر نکال کر رکھ دے گی۔ جیساکہ سورۂ زلزال میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝

(زمین وہ سارے بوجھ نکال پھینکے گی جو اس کے اندر بھرے پڑے ہیں۔ اور انسان کہے گا کہ یہ اسے کیا ہو گیا ہے اس روز زمین اپنی ساری سرگذشت سنا دے گی۔ یعنی جو کچھ انسان نے اس کی پیٹھ پر کیا ہے اس کی ساری داستان بیان کر دے گی۔ کیونکہ تیرا رب اسے بیان کرنے کا حکم دے چکا ہوگا۔)

آخر انسان اسی رب کے سامنے واپس آجائے گا جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ جس کے لئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل نہ تھا اس کے لئے انسان کو دوبارہ جوں کا توں بنا کر کھڑا کر دینا ذرا بھی مشکل نہ ہوگا۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ پور پور ویسی ہی بنا دیں جیسی پہلے تھی (بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ)

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

وَمَا	كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ	اَنْ يَّشْهَدَ	عَلَيْكُمْ	سَمْعُكُمْ
اور جو	تم چھپاتے تھے	کہ گواہی دیں گے	تم پر (تمہارے خلاف)	تمہارے کان

اور جو تم چھپاتے تھے کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہارے کان

وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ

وَلَآ اَبْصَارُكُمْ	وَلَا جُلُوْدُكُمْ	وَلٰكِنْ	ظَنَنْتُمْ
اور نہ تمہاری آنکھیں	اور نہ تمہاری جلدیں (گوشت پوست)	اور لیکن (بلکہ)	تم نے گمان کرلیا تھا

اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے گوشت پوست، بلکہ تم نے گمان کرلیا تھا

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

اَنَّ اللّٰهَ	لَا يَعْلَمُ	كَثِيْرًا	مِّمَّا	تَعْمَلُوْنَ
کہ اللہ	نہیں جانتا	بہت کچھ	اس کے	تم کرتے ہو

کہ اللہ اس سے (اس کے متعلق) بہت کچھ نہیں جانتا جو تم کرتے ہو۔

۲۲ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ عِنْدَ اِرْتِكَابِكُمُ الْفَوَاحِشَ مِنْ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ لِاَنَّكُمْ لَمْ تُوْقِنُوْا بِالْبَعْثِ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ عِنْدَ اِسْتِتَارِكُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

۲۲ اور تم لوگ بوقت گناہ اور فحش کرنے کے اپنے افعال پوشیدہ نہ رکھتے تھے اپنے کانوں اور آنکھوں اور کھالوں سے اور جس طرح لوگوں سے مخفی رکھتے تھے اپنے اعضاء سے نہ رکھتے تھے کیونکہ تم کو حشر ونشر کا یقین نہ تھا یعنی نہ یہ خیال تھا کہ تمہارے اعضا تمہاری بدکرداری پر گواہی دیں گے۔ لیکن تم نے بوقت چھپانے اپنے افعال کے لوگوں سے اور پردہ میں کرنے کے یہ گمان کیا کہ اللہ تمہارے بہت سے افعال کو نہیں جانتا۔

تشریح

۲۲ دنیا میں گناہ کرتے وقت تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ تمہارا ہی بدن تمہارے خلاف گواہی دے گا

جب تم دنیا میں چھپ چھپ کر دوسروں کی نگاہوں سے بچ کر گناہ کرتے تھے تو تمہیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ کبھی تمہارا ہی بدن، تمہارے ہی جسم کے اعضاء اور تمہاری ہی بدن کی کھال تمہارے خلاف گواہی دے گی۔ تمہیں خیال بھی نہیں تھا کہ اپنے ہی بدن سے بھی پردہ کریں اور کرنا بھی چاہیں تو کرتے کیسے؟ تمہارے طرز عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہ ہوگی — اگر تمہیں یقین ہوتا کہ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ تمہاری ہر بات سے باخبر ہے اور تمہاری ہر حرکت ریکارڈ ہو رہی ہے تو تم کبھی ایسے کام نہ کرتے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

بِرَبِّكُمْ	ظَنَنْتُمْ	الَّذِيْ	ظَنُّكُمُ	وَ ذٰلِكُمْ
اپنے پروردگار کے متعلق	تم نے گمان کیا تھا	وہ جو	تمہارا گمان	اور اس

تمہارے اس گمان (خیال باطل) نے جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا۔

اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

الْخٰسِرِيْنَ	مِّنَ	فَاَصْبَحْتُمْ	اَرْدٰىكُمْ
خسارہ پانے والے	سے	سو تم ہو گئے	ہلاک کیا تمہیں

تمہیں ہلاک کیا سو تم ہو گئے خسارہ پانے والوں میں سے

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ

وَاِنْ	لَّهُمْ	مَثْوًى	فَالنَّارُ	يَّصْبِرُوْا	فَاِنْ
اور اگر	ان کے لئے	ٹھکانا	تو جہنم	وہ صبر کریں	پھر اگر

پھر اگر وہ صبر کریں تو (بھی) جہنم ان کے لئے ٹھکانا ہے اور اگر

يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا

وَقَيَّضْنَا	الْمُعْتَبِيْنَ	مِّنَ	فَمَا هُمْ	يَّسْتَعْتِبُوْا
اور ہم نے مقرر کئے	معافی قبول کئے جانے والے	سے	تو نہ وہ	وہ معافی چاہیں

وہ (اب) معافی چاہیں تو وہ معافی قبول کئے جانے والوں میں سے نہ ہوں گے۔ اور ہم

لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ	لَهُمْ	فَزَيَّنُوْا	قُرَنَآءَ	لَهُمْ
جو اُن کے آگے	ان کے لئے	تو انھوں نے آراستہ کر دکھایا	کچھ ہم نشین	ان کے لئے

نے ان کے ہم نشین مقرر کئے تو انھوں نے ان کے لئے آراستہ کر دکھایا جو اُن کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ

فِيْٓ	الْقَوْلُ	عَلَيْهِمُ	وَحَقَّ	وَ مَا خَلْفَهُمْ
میں	قول	ان پر	اور پوری ہوگئی	اور جو اُن کے پیچھے

اور جو اُن کے پیچھے تھا اور ان پر قول (عذاب کی وعید) پوری ہو گئی اُن

أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَ

وَ	مِنَ الْجِنِّ	مِنْ قَبْلِهِمْ	قَدْ خَلَتْ	أُمَمٍ
اور	جنات میں سے کی	ان سے قبل	جو گزر چکیں	اُمتوں

اُمتوں میں جو گزر چکی ہیں ان سے قبل جنات اور انسانوں

ع ٣/٧ ١٧

الْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ ع

	كَانُوا خَاسِرِينَ	إِنَّهُمْ	الْإِنْسِ
	خسارہ پانے والے	بے شک وہ	انسان

کی۔ بے شک وہ خسارہ پانے والے تھے۔

(۲۳) وَذٰلِكُمْ مبتدا ظَنُّكُمُ
بدل منه الَّذِي ظَنَنْتُمْ
بِرَبِّكُمْ نعت البدل و
الخبر أَرْدٰىكُمْ أي أهلككم
فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝

(۲۳) اور یہ تمہارا گمان جو تم نے اپنے رب کی طرف کر رکھا ہے اس نے تم کو تباہ کیا۔

پس ہو گئے تم ٹوٹا پانے والوں میں سے۔

(۲۴) فَإِنْ يَصْبِرُوا على العذاب
فَالنَّارُ مَثْوًى منزل
لَهُمْ ۚ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا
يطلبوا العتبى أي الرضى فَمَا
هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ۝
المرضيين

(۲۴) پس اگر صبر کریں کفار عذاب پر تو دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔

اور اگر حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں کوشش کریں تو اللہ ان سے راضی نہیں ہو سکتا۔

(۲۵) وَقَيَّضْنَا سببنا لَهُمْ
قُرَنَاءَ من الشياطين
فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ من أمر الدنيا
واتباع الشهوات وَمَا
خَلْفَهُمْ من أمر الآخرة
بقولهم لا بعث ولا حساب وَحَقَّ
عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ بالعذاب وهو لأملأن

(۲۵) اور ہم نے ان کا ساتھی شیطانوں کو بنا دیا جو سبب ہوئے ان کے گمراہ ہونے کے۔

پس اچھا کر دکھلایا ان شیاطین نے ان کے واسطے ان امور کو جو ان کے آگے ہیں یعنی امور دنیا کو کہ ان میں خواہش نفسانی کی پیروی کریں اور ان امور کو جو ان کے پیچھے ہیں امور آخرت سے یعنی ان کی نسبت یہ کہا کہ نہ حشر و نشر ہے نہ حساب حاصل یہ ہے کہ شیاطین کے بہکانے سے دنیا میں انھوں نے خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور آخرت کے حساب اور جزا کے منکر ہوئے اور ان پر ثابت ہو گیا کلمہ عذاب کا یعنی لأملأن

جَهَنَّمَ الْاٰيَةِ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ○

جھنم الخ منجملہ ان امتوں کے جو ان سے پہلے ہلاک ہوئیں جن وانس سے بے شبہ تھے وہ لوگ ٹوٹا پانے والوں میں سے۔

تشریح

(۲۳) تمہارا غلط گمان تمہیں لے ڈوبا | اصل میں آدمی کا رویہ اور طرز عمل اس کے گمان کے برابر ہوتا ہے۔ ایک مومن کا رویہ اس لئے درست ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کے بارے میں صحیح گمان رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میرا رب میری ہر بات سے باخبر ہے۔ اور اگر میں اس کی فرماں برداری کروں گا تو وہ مجھ سے راضی اور خوش ہوگا اور مجھے اس کا اچھا بدلہ اس کی بارگاہ سے عنایت ہوگا۔ حضور نبی کریم ؐ کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب کہتا ہے میں اس گمان سے ہوں جو مجھ سے میرا بندہ رکھتا ہے۔ (اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ)۔ بخاری و مسلم

(۲۴) اب ان مجرمین کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں | یہ مجرم جو دنیا میں یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے گناہوں کی کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ اب یہ صبر کریں یا نہ کریں ان کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی ہے۔ اگر دوزخ سے نکلنا چاہیں تو نکل نہ سکیں گے اور دنیا کی طرف پلٹ کر جانا چاہیں تو جا نہ سکیں گے اور توبہ اور معذرت کریں تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ غرض یہ کہ اب ان کا آخری انجام اور ٹھکانا دوزخ ہے۔ دنیا میں تو ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اگر صبر کرے تو مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور دنیا میں معذرت خواہی سے پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں لیکن آخرت کا معاملہ دنیا سے مختلف ہے کیونکہ آخرت آخری نتیجے کی جگہ ہے دنیا میں جیسا بویا ہے آخرت میں ویسا ہی کاٹنا ہے۔

(۲۵) ان کے ساتھی وہ تھے جو ہر بُری چیز کو اچھا کر کے دکھاتے تھے | اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص بری نیت اور غلط خواہشات رکھتا ہے تو اس کے آگے پیچھے اسی کی طرح کے لوگ اس کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ اگر آدمی خود اچھا ہے تو بُروں کے ساتھ زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ اسی طرح اگر خود بُرا ہے تو اسے اچھے لوگوں کی رفاقت راس نہیں آتی۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز

(ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ کبوتر، کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ اُڑا کرتا ہے۔)

جب آدمی خود غلط ہے تو اس کو غلط ہی ساتھی مل جاتے ہیں جو اس کے ہر عمل کو اس کی نگاہوں میں اچھا کر کے دکھاتے ہیں۔ وہ اس کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں بالکل ٹھیک کر رہے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لئے یہی راستہ ہے۔ یہ کچھ لوگ جو آخرت کی باتیں کرتے ہیں، اول تو یہ آخرت واخرت کچھ ہے نہیں اور مان لو اگر ہو بھی تو جس پروردگار نے آپ کو یہاں نعمتوں سے نوازا ہے وہاں بھی وہ اپنے اکرام و انعام کی بارش کرے گا۔

اور آخر وہی فیصلہ چسپاں ہو کر رہا جو اُن سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروہوں پر چسپاں ہو چکا تھا وہی خسارہ وہی نقصان، آخر دوزخ کو بھی تو بھرنا ہی تھا۔

اصل میں اللہ کے ذکر سے غفلت انسان کو شیطان کے جال میں پھنسا دیتی ہے جیسا کہ سورۂ زخرف میں ارشاد ہوا۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔ (آیت ۳۶ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

(جو شخص رحمٰن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَا تَسْمَعُوْا	لِهٰذَا	الْقُرْاٰنِ
اور کہا	ان لوگوں نے جو	انھوں نے کفر کیا	تم مت سنو	یہ	قرآن

اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا (کافروں نے) کہ تم یہ قرآن سنو ہی مت

وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿٢٦﴾

وَالْغَوْا	فِيْهِ	لَعَلَّكُمْ	تَغْلِبُوْنَ
اور غل مچاؤ	اس میں	شاید کہ تم	تم غالب آجاؤ

اور (اگر سنانے لگیں تو) اس میں غل مچاؤ، شاید کہ تم غالب آجاؤ

﴿٢٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عِنْدَ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ اِئْتُوْا بِاللَّغَطِ وَنَحْوِهٖ وَصِيْحُوْا فِيْ زَمَنِ قِرَاءَتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ فَيَسْكُتُ عَنِ الْقِرَاءَةِ۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ

﴿۲۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ الخ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے، کفار کہتے تھے کہ نہ سنو تم اس قرآن کو اور اس کے پڑھتے وقت شور وغوغا کرو تاکہ تم غالب آؤ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں اور قرآن پڑھنا ترک کردیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

تشریح

﴿۲۶﴾ **قرآن سے لوگوں کو روکنے کی کوشش** اسلام کے مخالف خوب جانتے تھے کہ قرآن اپنے اندر بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ قرآن جس شخصیت پر نازل ہو رہا ہے وہ کس پائے کا انسان ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس انسان کا قرآن کو پیش کرنا کس درجہ مؤثر ہے اس لئے انھوں نے یہ کوشش کی کہ نہ تو خود قرآن سنیں اور نہ دوسروں کو سننے دیں۔ اور جب بھی حضرت محمد ﷺ یا ان کے اصحاب قرآن سنائیں تو اتنا شور وغل مچاؤ اور ان پر اتنے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردو کہ قرآن کی آواز ان کی آواز میں دب جائے۔ اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ ہم اسلام کو شکست دے سکیں گے لیکن ان کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوسکی حق کی آواز دل کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہی۔

؎ وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ٭ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ہو سکتا ہے آج بھی خوشنما تدبیروں سے یہ کوشش کی جائے کہ لوگ قرآن تک نہ پہنچ سکیں، اس کے مضامین اس کا انداز واسلوب اس کی قوت تاثیر لوگوں کے دلوں کو گرما نہ سکے۔ لیکن آج بھی یہ تدبیر ماضی کی طرح ناکام ہے قرآن سنا سنایا جا رہا ہے۔ اس کی آواز دنیا کے کونے کونے میں گونج رہی ہے۔ اصلی قرآن کے مقابلے میں نقلی قرآن کے لانے کی بھی کوشش کی گئی مگر وہ بھی ناکام رہی۔ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند صاف نظر آگیا۔ اب دنیا کو معلوم ہوگیا کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ جب پروردگار نے خود لیا ہے وہ پورا ہو رہا ہے۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۙ

فَلَنُذِيقَنَّ	الَّذِينَ + كَفَرُوا	عَذَابًا	شَدِيدًا
پس ہم ضرور چکھائیں گے	ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا (کافر)	عذاب	سخت

پس ہم کافروں کو ضرور سخت عذاب چکھائیں گے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	أَسْوَأَ	الَّذِي	كَانُوا يَعْمَلُونَ
اور ہم انہیں ضرور بدلہ دیں گے	بدترین	وہ جو	وہ کرتے تھے (اعمال)

اور البتہ ہم ان کے بدترین اعمال کا انہیں ضرور بدلہ دیں گے۔

ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ

ذَٰلِكَ	جَزَاءُ	أَعْدَاءِ اللَّهِ	النَّارُ	لَهُمْ
یہ	بدلہ	اللہ کے دشمن (جمع)	جہنم	ان کے لئے

یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ جہنم اور ان کے لئے

فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

فِيهَا	دَارُ الْخُلْدِ	جَزَاءً	بِمَا	كَانُوا	بِآيَاتِنَا
اس میں	ہمیشگی کا گھر	بدلہ	اس کا جو	وہ تھے	ہماری آیتوں کا

ہے اس میں ہمیشگی کا گھر، اس کا بدلہ جو وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

يَجْحَدُونَ	وَ	قَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا
انکار کرتے	اور	کہیں گے	وہ لوگ	جنھوں نے کفر کیا (کافر)

انکار کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے

رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ

رَبَّنَا	أَرِنَا	الَّذَيْنِ	أَضَلَّانَا	مِنَ
اے ہمارے رب	ہمیں دکھادے	وہ دونوں	جنھوں نے گمراہ کیا ہمیں	سے

ہمارے رب! ہمیں وہ دونوں دکھادے جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا

اَقْدَامِنَا	تَحْتَ	نَجْعَلْهُمَا	وَالْاِنْسِ	الْجِنِّ
اپنے پاؤں	تلے	ہم ان دونوں کو ڈالیں	اور انسانوں	جنات

جنات میں سے اور انسانوں میں سے کہ ہم ان دونوں کو اپنے پاؤں تلے ڈالیں

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۲۹

الْاَسْفَلِيْنَ	مِنَ	لِيَكُوْنَا
انتہائی ذلیل (جمع)	سے	تاکہ وہ ہوں

تاکہ وہ انتہائی ذلیلوں میں سے ہوں۔

۲۷ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اَيْ اَقْبَحَ جَزَاءُ عَمَلِهِمْ

۲۷ پس ہم ان کو جنھوں نے کفر کیا سخت عذاب میں گرفتار کریں گے اور ان کے عملوں کی بُری جزا ان کو دیں گے۔

۲۸ ذٰلِكَ اَيِ الْعَذَابُ الشَّدِيْدُ وَاَسْوَاُ الْجَزَاءِ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَةِ الثَّانِيَةِ وَاِبْدَالِهَا وَاوًا النَّارُ ج عَطْفُ بَيَانٍ لِلْجَزَاءِ الْمُخْبَرِ بِهٖ عَنْ ذٰلِكَ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ط اَيْ اِقَامَةٌ لَا اِنْتِقَالَ مِنْهَا جَزَآءً مَنْصُوْبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ بِمَا كَانُوْا

۲۸ یہ سخت عذاب اور بدتر سزا یعنی دوزخ میں جانا سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی ان کو دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے وہاں سے جُدا ہونا نہیں۔ یہ ان کو سزا ملی بہ سبب ان کے انکار کرنے کے

بِاٰیٰتِنَا اَلقُرْاٰنِ یَجۡحَدُوۡنَ ○

احکامِ قرآنی کو۔

(۲۹) وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِی النَّارِ رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَیۡ اِبۡلِیۡسَ وَقَابِیۡلَ سَنَّا الۡکُفۡرَ وَالۡقَتۡلَ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا فِی النَّارِ لِیَکُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِیۡنَ ○ اَیۡ اَشَدَّ عَذَابًا مِنَّا

(۲۹) اور کافر دوزخ میں کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان دونوں کو دکھلا آدمیوں اور جنوں میں سے جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا۔
مراد ان دونوں سے ابلیس اور قابیل آدم کا بیٹا ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا اور سب سے اول اس نے طریقہ قتل کرنے کا نکالا۔ اور ابلیس نے سب سے پہلے کفر جاری کیا ۔ ان دونوں کو ہمارے سامنے کرتا کہ ہم ان کو دوزخ میں اپنے قدموں کے نیچے ڈالیں کہ وہ ہم سے نیچے کے طبقے میں رہیں جہاں عذاب زیادہ سخت ہے ہمارے عذاب سے۔

تشریح

(۲۷) **ایسے لوگوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی** ایسے لوگ جو نہ خود نصیحت کی بات سُنیں اور نہ خود دوسروں کو سننے دیں، حق کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ اللہ کی کھلی نشانیوں کا انکار کرنے والے، ان لوگوں کو ہم ان کے کرتوتوں کا مزا چکھا کر رہیں گے اور جو تدبیریں اور گھٹیا حرکتیں یہ کرتے رہے ہیں ان کا پورا پورا بدلہ ان کو ضرور ملے گا۔ وہ بدلہ کیا ہوگا آنے والی آیت میں اس کا ذکر ہے۔

(۲۸) **منکرینِ حق کی جزاء عذابِ دوزخ** اللہ کے یہ دشمن جو...... دل میں سمجھتے تھے کہ بات یہی وہی ہے جو اللہ کی طرف سے آرہی ہے لیکن ضد ہٹ اور تعصّب کی وجہ سے اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے ان کی جزاء کیا ہوگی۔ دوزخ کا عذاب اور عذاب بھی دائمی کہ کبھی اس سے چھٹکارا نہ ملے گا وہاں یہ لوگ اپنے ان لیڈروں کے بارے میں جنھوں نے ان کو گمراہ کیا، کیا کہیں گے؟ اگلی آیت میں اس کا بھی بیان ہے۔

(۲۹) **گمراہ کرنے والے لیڈروں کے بارے میں اہل دوزخ کے خیالات** دنیا میں یہ شیطانی لیڈر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ لوگ ان کے پیچھے لگے رہے۔ ان کے زندہ باد کے نعرے بھی لگاتے رہے ان کی محفلوں اور جلسے جلوسوں کی رونقیں بھی بڑھاتے رہے۔ آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کی پیروی کرتے رہے۔ جب وہاں دوزخ میں پہنچیں گے اور معلوم ہوگا کہ جن لیڈروں پر بھروسہ کیا تھا ان کی بدولت آج یہ انجام ہوا۔ تو وہاں اللہ تعالیٰ سے کہیں گے پروردگار جن شیطانی لیڈروں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ذرا ہمیں انھیں دکھا دیجئے ــــ وہ ہمارے ہاتھ آجائیں تو ہم انھیں پکڑ کے اپنے پیروں سے روند ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل و رُسوا ہوں۔ اور انتقام لے کر ہمارا دل کچھ ٹھنڈا ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

عَلَيْهِمُ	تَتَنَزَّلُ	اسْتَقَامُوا	ثُمَّ	رَبُّنَا اللَّهُ	قَالُوا	الَّذِينَ	إِنَّ
ان پر	اُترتے ہیں	وہ ثابت قدم رہے	پھر	ہمارا رب اللہ	انہوں نے کہا	وہ جنھوں نے	بیشک

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر ثابت قدم رہے ، ان پر فرشتے

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ

بِالْجَنَّةِ	وَأَبْشِرُوا	وَلَا تَحْزَنُوا	أَلَّا + تَخَافُوا	الْمَلَائِكَةُ
جنت پر	اور تم خوش ہو	اور نہ غم گین ہو	کہ نہ تم خوف کھاؤ	فرشتے

اُترتے ہیں۔ کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غم گین ہو اور تم اس جنت پر خوش ہو

الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾

	تُوعَدُونَ	كُنْتُمْ	الَّتِي
	تمہیں وعدہ دیا جاتا	تم تھے	وہ جو

جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

۳۰ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا عَلَى التَّوْحِيدِ وَغَيْرِهِ مِمَّا وَجَبَ عَلَيْهِمْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَنْ أَيْ بِأَنْ لَا تَخَافُوا مِنَ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ وَلَا تَحْزَنُوا عَلَى مَا خَلَّفْتُمْ مِنْ أَهْلٍ وَوَلَدٍ فَنَحْنُ نَخْلُفُكُمْ فِيهِ وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○

۳۰ بے شبہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت رہے توحید پر اور ان احکام پر جو ان کے ذمہ لازم ہیں تو ان کے پاس بوقت موت کے فرشتے یہ پیغام لے کر آتے ہیں کہ تم موت اور موت کے بعد کے اہوال کا خوف نہ کرو اور جو کچھ تم اولاد اور متعلقین پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کے بارہ میں غم گین نہ ہو کہ ہم تمہارے خلیفہ ہیں ان میں۔ اور خوش ہو جاؤ ساتھ دخول جنت کے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

تشریح

۳۰ **اہل ایمان پر سکینت اور اطمینان قلب** وہ اہل ایمان جو حق پر قائم رہتے ہیں حق کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں۔ ان کے دلوں پر سکینت کا نزول ہوتا ہے ان کو اطمینان قلب کی دولت حاصل ہوتی ہے فرشتوں کی غیر محسوس آوازیں ان کے دلوں پر دستک دیتی ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور جنت کی بشارت قبول کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ جنت جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر نعمت ہیچ ہے وہ جنت تمہاری منتظر ہے جہاں خوف کا کوئی مقام نہیں ہے دنیا کی زندگی میں جو تم نے تکلیفیں اٹھائیں اس پر غم مت کرو جو دنیا میں تم چھوڑ کر جا رہے ہو اس پر رنجیدہ مت ہو۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ

الْاٰخِرَةِ	وَفِى	الدُّنْيَا	الْحَيٰوةِ	فِى	اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ	نَحْنُ
آخرت	اور میں	دنیا	زندگی	میں	تمہارے رفیق	ہم

ہم تمہارے رفیق تھے زندگی میں دنیا کی اور آخرت میں (بھی)

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

مَا	فِيْهَا	وَلَكُمْ	اَنْفُسُكُمْ	مَا تَشْتَهِيْٓ	فِيْهَا	وَلَكُمْ
جو	اس میں	اور تمہارے لئے	تمہارے دل	جو چاہیں	اس میں	اور تمہارے لئے

اور تمہارے لئے اس میں (موجود ہے) جو تمہارے دل چاہیں۔ اور تمہارے لئے اس میں (موجود ہے) جو

تَدَّعُوْنَ ۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۳۲ ع

ع ۴ ۱۸

رَّحِيْمٍ	غَفُوْرٍ	مِّنْ	نُزُلًا	تَدَّعُوْنَ
مہربان	بخشنے والا	سے	ضیافت	تم مانگوگے

تم مانگوگے (یہ) ضیافت ہے بخشنے والے مہربان (اللہ) کی طرف سے

(۳۱) نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَىْ حَفِظْنٰكُمْ فِيْهَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ اَىْ نَكُوْنُ مَعَكُمْ فِيْهَا حَتّٰى تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ تَطْلُبُوْنَ

(۳۱) ہم تمہارے نگہبان ہیں زندگی دنیا میں اور آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم جنت میں جاؤ۔

اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیزیں ہیں جن کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ ہے جو تم مانگو۔

(۳۲) نُزُلًا رِزْقًا مُهَيَّئًا مَنْصُوْبٌ بِجَعْلٍ مُقَدَّرٍ مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ اَىِ اللّٰهُ

(۳۲) یہ مہمانی ہے اللہ بہت بخشش والے اور نہایت مہربان کی۔

تشریح

(۳۱) صاحب ایمان بندوں کا اعزاز — اللہ کے وہ نیک بندے جو اللہ کی بندگی پر ثابت قدم رہے اور نیکی کے راستے پر جمے رہے اور اس راہ میں ہر دشواری کو برداشت کرتے رہے ان کو اللہ کے حکم سے فرشتے تسلی دیں گے کہ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق رہیں گے۔ تم جس جگہ جارہے ہو وہاں تمہیں وہ سب ملے گا جو تم چاہو گے۔ تم جس چیز کی تمنا کروگے وہ تمہیں دی جائے گی۔

(۳۲) غفور الرحیم کی طرف سے سامان ضیافت — اللہ غفور الرحیم کی طرف سے یہ تمہارے لئے سامانِ ضیافت ہوگا اور ایک بندے کی انتہائی عزت و توقیر ہوگی کہ وہ اپنے پروردگار کا مہمان ہو۔ اللہ خود جس کے میزبان ہوں اور وہ خود اللہ کا مہمان ہو اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوسکتی ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ

وَ مَنْ	اَحْسَنُ	قَوْلًا	مِّمَّنْ	دَعَآ	اِلَى + اللّٰهِ	وَ
اور کس	بہترین	بات	اس سے جو	بلائے	اللہ کی طرف	اور

اور اس سے بہترین کس کی بات ؟ جو بلائے اللہ کی طرف اور

عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

عَمِلَ	صَالِحًا	وَّ قَالَ	اِنَّنِيْ	مِنَ	الْمُسْلِمِيْنَ
عمل کرے	اچھے	اور وہ کہے	بے شک میں	سے	مسلمانوں

اچھے عمل کرے اور کہے بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ

وَ لَا + تَسْتَوِي	الْحَسَنَةُ	وَ لَا السَّيِّئَةُ	اِدْفَعْ
اور برابر نہیں ہوتی	نیکی	اور نہ برائی	دُور کردیں

اور برابر نہیں ہوتی نیکی اور برائی ۔ آپؐ (برائی کو) اس (انداز سے) دور کردیں

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ

بِالَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ	فَاِذَا	الَّذِيْ	بَيْنَكَ	وَ
اس سے جو	وہ	بہترین	تو یکایک	وہ جو شخص	آپ کے درمیان	اور

جو بہترین ہو تو یکایک وہ شخص کہ آپ کے درمیان اور

بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾

بَيْنَهٗ	عَدَاوَةٌ	كَاَنَّهٗ	وَلِيٌّ	حَمِيْمٌ	
اس کے درمیان	عداوت	گویا کہ وہ	دوست	قرابتی (جگری)	

اس کے درمیان عداوت تھی (ایسے ہوجائے گا) گویا وہ جگری دوست ہے ۔

﴿۳۳﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ اَیْ لَا
اَحَدٌ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ
دَعَآ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّوْحِيْدِ
وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ

﴿۳۳﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الخ اور اس سے بہتر کوئی نہیں
جو اللہ کی وحدانیت کی طرف بلاوے اور نیک عمل کرے
اور کہے کہ میں اسلام لانے والوں میں ہوں
ایسے شخص کی بات سے بہتر کسی کی بات نہیں اور

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
وہ سب سے اچھا ہے۔

(۳۴) وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ فِي جُزْئِيَّاتِهِمَا لِاَنَّ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِدْفَعْ اَيِ السَّيِّئَةَ بِالَّتِىْ اَيْ بِالْخَصْلَةِ الَّتِىْ هِيَ اَحْسَنُ كَالْغَضَبِ بِالصَّبْرِ وَالْجَهْلِ بِالْحِلْمِ وَالْاِسَاءَةِ بِالْعَفْوِ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ اَيْ فَيَصِيْرُ عَدُوُّكَ كَالصَّدِيْقِ الْقَرِيْبِ فِيْ مُحَبَّتِهٖ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَالَّذِىْ مُبْتَدَاٌ وَكَاَنَّهُ الْخَبَرُ وَاِذَا ظَرْفٌ لِمَعْنَى التَّشْبِيْهِ

(۳۴) اور نیکی اور بدی برابر نہیں یعنی نہ تمام نیکیاں باہم برابر نہ تمام بدیاں باہم مساوی کوئی نیکی بڑی ہے کوئی چھوٹی اسی طرح کوئی گناہ بڑا ہے کوئی چھوٹا۔
بدی کو دور کر اس خصلت سے جو عمدہ تر ہے جیسے یہ کہ غصہ کو صبر سے دفع کر اور جہل کو حلم سے اور کوئی برائی کرے تو اس کو معاف کر۔

اگر تو ایسا کرے گا تو جو تیرا جانی دشمن ہے وہ ایسا ہو جاوے گا جیسا دوست قریب یعنی تیرا دشمن تیرے ساتھ ایسی محبت کرنے لگے گا جیسے دوست ورشتہ دار محبت کرے اگر تو ایسا کرے گا جو بیان ہوا۔

تشریح

(۳۳) **سب سے بڑی نیکی دوسروں کو اللہ کی طرف بلانا ہے** اگرچہ خود نیک ہونا اچھے عمل کرنا اور اللہ کی بندگی پر ثابت قدم ہونا یہ بھی انسان کی بڑی سعادت ہے اور نیکی کا ایک بڑا درجہ ہے لیکن اس سے بلند درجہ نیکی کا یہ ہے کہ خود نیک عمل کرتے ہوئے دوسروں کو نیکی کے راستے کی طرف دعوت دی جائے اور اپنے قول اور اپنے عمل سے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف رغبت دلاتا رہے اور شدید مخالفت کے ماحول میں بھی جہاں اپنے دین کا اعلان اور اظہار کرنا گویا مصیبتوں کو دعوت دینا ہے وہاں بھی ڈٹ کر کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ کمال درجے کی نیکی ہے کہ آدمی اپنے اسلام کے اظہار کے ساتھ اللہ کی مخلوق کو اللہ کی بندگی کی دعوت دے۔ اور اس کام کو کرتے ہوئے خود اس کی زندگی اتنی پاکیزہ، اس کے اخلاق اتنے اعلیٰ اور اس کا کردار اتنا بلند ہو کہ کسی کو حرف گیری کی گنجائش نہ ملے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ تم ہمیں تو کہہ رہے ہو۔ اور خود تمہارا اس پر عمل نہیں۔

(۳۴) **تبلیغ ودعوت کے آداب** تبلیغ ودعوت کے آداب اور اس کا طریقہ بتلاتے ہوئے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ نیکی خود اپنی جگہ ایک طاقت ہے —— اور جا ہے وہ بظاہر کمزور نظر آتی ہو لیکن حقیقت میں کمزور نہیں ہے۔ اور برائی خواہ بظاہر طاقت ور نظر آتی ہو لیکن حقیقت میں وہ کمزور ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت نیکی پر بنائی گئی ہے۔ اسلئے انسان جاہے کتنا ہی بگڑ جائے بہرحال

اس کی فطرت کبھی نہ کبھی سامنے آہی جاتی ہے ـــــ اور وہ بدی سے نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ایک بُرا انسان خود اپنی نظروں میں گر جاتا ہے اور اس کے دِل میں ایک چور سا بیٹھ جاتا ہے جو اس کے عزم و ہمت کو کمزور کر دیتا ہے۔

ایک واقعہ سے یہ بات اچھی طرح نکھر کر سامنے آسکتی ہے۔ واقعہ ہے حضور نبی کریمؐ کے زمانے کا۔ باہر کا ایک تاجر آیا اور اس نے ابوجہل سے کچھ معاملہ کیا مگر ابوجہل نے رقم دینے میں آنا کانی کی۔ اس نے مکے کے بہت لوگوں سے مدد چاہی مگر کوئی مدد کے لئے آگے نہ بڑھا۔ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے لطف لینے کے لئے اس تاجر سے کہہ دیا کہ محمد سے کہو وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ وہ شخص حضرت محمدؐ کے پاس آیا واقعہ بیان کیا۔ آپ فوراً اس کے ساتھ ابوجہل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کچھ لوگ دور سے یہ سب دیکھ رہے تھے اور منتظر تھے کہ اب دونوں مخالف آپس میں بھڑیں گے مگر سب حیران رہ گئے جب حضرت محمدؐ نے ابوجہل کے گھر جا کر اس کو بلایا اور اس سے کہا کہ اس تاجر کی رقم دو۔ اور ابوجہل نے چپ چاپ وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔

بعد میں لوگوں کے پوچھنے پر ابوجہل نے کہا کہ جب محمد نے مجھے اس تاجر کی رقم دینے کے لئے کہا تو مجھے ایسا لگا کہ اگر میں ان کی بات نہیں مانوں گا تو نہ جانے کیا ہو جائے گا۔

یہ ہے وہ حق اور نیکی کی طاقت اور سچائی کا جھوٹ پر غلبہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی میں جو طاقت ہے وہ بدی میں نہیں۔

دعوت و تبلیغ کے آداب اور طریقہ بتلاتے ہوئے، نیکی اور بدی کا موازنہ کرتے ہوئے نیکی کی قوت کا احساس بھی دلایا اور یہ بھی بتایا کہ بدی کا مقابلہ محض نیکی ہی سے نہ کرو بلکہ اعلیٰ درجہ کی نیکی سے کرو۔ اور اعلیٰ درجے کی نیکی یہ ہے کہ جو تم سے بُرا سلوک کرے موقعہ ملنے پر تم اس کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرو۔ گالی سن کر خاموش رہ جانا اور جواب نہ دینا بے شک نیکی ہے لیکن گالی کے بدلے میں دعا دینا اعلیٰ درجے کی نیکی ہے ـــــــ اور یہ وہ نیکی ہے جو بدترین دشمن کو بھی جگری دوست بنا دیتی ہے۔

بے شک کچھ لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جو برائی کے جواب میں آپ کی نیکی سے متاثر نہ ہوں اور آپ کی خوش اخلاقی اس کی بداخلاقی کے جواب میں اس پر اثر نہ کرے۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور آخر کار ایک دن ایسے لوگ بھی متاثر ہو کر ہی رہتے ہیں۔

جیسا کہ سورۂ ممتحنہ میں ارشاد ہوا ہے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً

(آیت ۷ پارہ ۲۸ سورہ ۶۰)

(بعید نہیں کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے تم نے دشمنی مول لی ہے۔)

بہر حال دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کو بڑے عزم و ہمت صبر و استقلال، حسن اخلاق اور حکمت و دانائی کی ضرورت ہے اس لئے خود نیک ہونا بے شک اچھا ہے لیکن اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دوسروں کو نیک بنایا جائے۔ اس کے لئے جو حوصلہ چاہیئے اس کا ذکر آنے والی آیت میں کیا جا رہا ہے۔

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ

وَمَا يُلَقّٰهَآ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	صَبَرُوْا	وَمَا يُلَقّٰهَآ	اِلَّا	ذُوْ
اور نہیں ملتی یہ	مگر	وہ جنھوں نے	صبر کیا	اور نہیں ملتی یہ	مگر	والے

اور یہ (بات) نہیں ملتی مگر انھیں جنھوں نے صبر کیا اور یہ نہیں ملتی مگر

حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

حَظٍّ	عَظِيْمٍ	وَاِمَّا	يَنْزَغَنَّكَ	مِنَ	الشَّيْطٰنِ
نصیب	بڑے	اور اگر	تمہیں وسوسہ آئے	سے	شیطان

بڑے نصیب والے کو اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾

نَزْغٌ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ	اِنَّهٗ	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
کوئی وسوسہ	تو پناہ چاہیں	اللہ کی	بے شک وہ	وہی	سننے والا	جاننے والا

آئے تو اللہ کی پناہ چاہیں بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا

وَمِنْ	اٰيٰتِهِ	الَّيْلُ	وَالنَّهَارُ	وَالشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ	لَا
اور سے	اسکی نشانیاں	رات	اور دن	اور سورج	اور چاند	نہ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند۔ تم نہ

تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ

تَسْجُدُوْا	لِلشَّمْسِ	وَلَا	لِلْقَمَرِ	وَاسْجُدُوْا	لِلّٰهِ	الَّذِيْ
تم سجدہ کرو	سورج کو	اور نہ	چاند کو	اور تم سجدہ کرو	اللہ کو	وہ جس نے

سورج کو سجدہ کرو، نہ چاند کو، اور تم اللہ کو سجدہ کرو وہ جس نے

خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿٣٧﴾

خَلَقَهُنَّ	اِنْ	كُنْتُمْ	اِيَّاهُ	تَعْبُدُوْنَ
پیدا کیا انھیں	اگر	تم ہو	اس کی	عبادت کرتے

ان (سب) کو پیدا کیا۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

۳۵ وَمَا يُلَقّٰهَآ اَیْ لَا يُؤْتَى الْخَصْلَةَ
الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا ج وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا
ذُوْ حَظٍّ ثَوَابٍ عَظِيْمٍ ○
۳۶ وَاِمَّا فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ
الشَّرْطِيَّةِ فِیْ مَا الزَّائِدَةِ
يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
اَیْ اِنْ يَّصْرِفْكَ عَنِ الْخَصْلَةِ
وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَيْرِ صَارِفٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط جَوَابُ الشَّرْطِ
وَجَوَابُ الْاَمْرِ مَحْذُوْفٌ
اَیْ يَدْفَعُهٗ عَنْكَ اِنَّهٗ هُوَ
السَّمِيْعُ لِلْقَوْلِ الْعَلِيْمُ ○ بِالْفِعْلِ
۳۷ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ط لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اَیِ
الْاٰيَاتِ الْاَرْبَعِ اِنْ كُنْتُمْ
اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

۳۵ اور یہ عمدہ خصلت صابروں ہی کو عطا ہوتی ہے۔
اور یہ خصلت اسی کو ملتی ہے جو بڑے حصہ والا ہے۔ یعنی ثواب عظیم بوجہ اس خصلت کے پاتا ہے۔
۳۶ اور اگر تجھ کو اس خصلت وغیرہ دیگر امور خیر سے اثر شیطان نے روکے اور اس کے موافق عمل نہ کرنے دے۔

تو پناہ مانگ اللہ سے کہ وہ تجھ سے اثر شیطانی دفع فرمادے گا۔
بے شبہ وہ سننے والا ہے بات کو جاننے والا ہے بندوں کے افعال کو۔
۳۷ اور اس کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند۔ نہ سجدہ کرو تم سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان چاروں نشانیوں کو پیدا کیا۔
اگر ہو تم اللہ ہی کی پرستش کرنے والے۔

تشریح

۳۵ عزم و حوصلے کا یہ اعلیٰ مقام غیر معمولی آدمی کو ہی ملتا ہے | بدی کے جواب میں نیکی کرنا اور بدخواہی کے جواب میں خیر خواہی اور وہ بھی کوئی ایک آدھ مرتبہ نہیں بلکہ مستقل طور پر سالہا سال تک پورے صبر اور حوصلے کے ساتھ اس نسخۂ کیمیا کا استعمال کرنا کسی معمولی آدمی کا کام نہیں ہے اس کے لئے بڑا دل گردہ چاہیئے۔ ایک طرف طاقت کے نشے میں بدمست ہو۔ دوسری طرف وہ شخص ہو جو ٹھنڈے دل سے حق کی سربلندی کے لئے کام کرنے کا پورا ارادہ کرچکا ہو۔ یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جس میں نیکی سچائی ایسی جڑ پکڑ چکی ہو کہ کوئی بھی شرارت اور خباثت اس کو اس کے بلند مقام سے نیچے لانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ یہ صفات ایک بلند مرتبے اور بڑے نصیبے والے انسان میں ہی ہوسکتی ہیں اور جس میں یہ باتیں موجود ہوں دنیا کی کوئی طاقت اس کو کامیابی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ بُری بات کو برداشت کرکے بھلائی سے اس کا جواب دینا کوئی شک نہیں اس کے لئے بڑا حوصلہ چاہیئے یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کی طرف سے خوش نصیب اور اقبال مند بندوں کو ملتی ہے۔
ایک دشمن وہ ہے جو آپ کے اچھے معاملے اور حسن اخلاق سے متاثر ہوسکتا ہے۔ لیکن ایسے بھی دشمن ہوتے ہیں کہ

چاہے تم کتنی ہی نرمی برتو کتنا ہی اچھا معاملہ کرو وہ اپنی دشمنی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے پکے شیطانوں سے محفوظ رہنے کی تدبیر اللہ تعا آنے والی آیت میں بتا رہے ہیں۔

(۳۶) شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے اللہ سے پناہ مانگو | ایسے وقت میں جب حق اور باطل میں شدید کشمکش ہوتی ہے، حق پرست انسان بدی کا مقابلہ نیکی سے کرتا ہے بد اخلاقی کا جواب اخلاق سے دیتا ہے تو اس وقت شیطان کو بڑی پریشانی ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اشتعال دلا کر کوئی ایسی بات کرادے جو حق پرست کے مقام بلند سے کمتر ہو اور دونوں کو ایک مقام پر کھڑا کر دے۔ اس وقت میں شیطان سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیدے اور اس سے مدد مانگے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص حضرت صدیق اکبرؓ کو برا بھلا کہنے لگا۔ حضرت صدیق صبر کے ساتھ سنتے رہے اور نبی ﷺ مسکراتے رہے۔ آخر حضرت صدیق رضؓ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور انھوں نے بھی جواب میں ایک سخت بات کہہ دی۔ اس کے سنتے ہی نبی ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ خاموشی کے ساتھ اٹھ کر روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیق پیچھے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ماجرا ہے وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا اور آپ سنتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جب تک تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا ——— مگر تم بول پڑے تو فرشتے کی جگہ شیطان آگیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

(مسند امام احمد۔ راوی حضرت ابو ہریرہ رضؓ)

معلوم ہوا کہ ایسے نازک موقعہ پر جب صبر کا دامن چھوٹنے لگے اور دل میں غصے کی کیفیت پیدا ہو تو اللہ سے مدد مانگے۔ اس کی مدد کے بغیر انسان اپنے کو بچا نہیں سکتا۔ صاحب ایمان اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے کو جو چیز سکون دیتی ہے وہ یہ کہ اللہ سب کچھ سن اور دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔

(۳۷) زمین و آسمان میں اللہ کی نشانیاں | حق کی طرف دعوت دینے والا جہاں اپنے قول اور عمل سے اللہ کی طرف دعوت دے وہ اس طرف بھی توجہ دلائے کہ زمین و آسمان کا یہ نظام اللہ کی عظمت اس کی وحدانیت اور اس حقیقت کی طرف بلا رہا ہے کہ موت کے بعد انسان پھر زندہ ہوگا۔ ذرا انسان غور سے دیکھے، دن اور رات کا آنا سورج اور چاند کا نکلنا کیا یہ اللہ کی نشانی نہیں ہے۔ رات کو سورج کا چھپنا اور چاند کا نکلنا، دن کو چاند کا چھپنا اور سورج کا نمودار ہونا بتا رہا ہے کہ چاند اور سورج اللہ کے قانون میں بندھے ہوئے ہیں یہ اللہ کے حکم کے سامنے مجبور ہیں اس واسطے یہ سجدہ کرنے کے مستحق نہیں ہیں بلکہ سجدہ کرنے کا مستحق وہ ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور اللہ کو سجدہ کرنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے بلا کسی واسطے کے اس کو سجدہ کرو جو ان کا خالق ہے۔

جس طرح رات کے بعد دن کی روشنی آتی ہے اسی طرح اللہ تعا اس پر قادر ہیں کہ باطل کے اندھیرے کو حق کی روشنی سے بدل دیں۔ داعی کی بلند ہمتی اور اس کی خوش اخلاقی باطل کے اندھیرے کو حق کی روشنی سے بدل سکتی ہے۔ وہ اپنے قول و عمل کے ساتھ اللہ کی نشانیوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرے اور بتائے کہ زمین و آسمان کا عظیم الشان نظم و نسق سوچنے والوں کو الٰہ واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ

فَاِنِ	اسْتَكْبَرُوْا	فَالَّذِيْنَ	عِنْدَ + رَبِّكَ	يُسَبِّحُوْنَ
پس اگر وہ	تکبر کریں	سو وہ جو	آپ کے رب کے نزدیک	وہ تسبیح کرتے ہیں

پس اگر وہ تکبر کریں (تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے) سو وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ رات

سجدہ ۱۱ ع

لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۩ ﴿۳۸﴾ السجدۃ وَمِنْ

لَهٗ	بِالَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَهُمْ	لَا يَسْئَمُوْنَ	وَمِنْ
اس کی	رات	اور دن	اور وہ	نہیں اُکتاتے	اور سے

اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اُکتاتے نہیں اور اس کی

اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

اٰيٰتِهٖٓ	اَنَّكَ	تَرَى	الْاَرْضَ	خَاشِعَةً	فَاِذَآ	اَنْزَلْنَا
اس کی نشانیوں	کہ تو	تو دیکھتا ہے	زمین	دبی ہوئی (سنسان)	پھر جب	ہم نے اتارا

نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو سنسان دیکھتا ہے پھر جب ہم نے اس پر

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا

عَلَيْهَا	الْمَآءَ	اهْتَزَّتْ	وَرَبَتْ	اِنَّ	الَّذِيْٓ	اَحْيَاهَا
اس پر	پانی	وہ لہلہانے لگتی ہے	اور پھولتی ہے	بیشک	وہ جس نے	اس کو زندہ کیا

پانی اُتارا تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور پھولتی ہے، بیشک وہ جس نے اس کو زندہ کیا

لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

لَمُحْيِ الْمَوْتٰى	اِنَّهٗ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
البتہ زندہ کرنے والا مُردوں کو	بیشک وہ	ہر شے پر	قدرت رکھنے والا

البتہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے بیشک وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

﴿۳۸﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا عَنِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

اَيِ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ

﴿۳۸﴾ پس اگر کفار اللہ اکیلے کو سجدہ کرنے سے تکبر کریں تو اس کے لئے دن رات نماز پڑھتے ہیں اور اس کی تسبیح میں شب و روز مشغول ہیں فرشتے جو تیرے رب کے پاس ہیں۔

یُصَلُّوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ لَا يُمِلُّوْنَ

اور وہ کسی وقت نماز اور تسبیح سے نہیں تھکتے۔ حاصل یہ کہ اس کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔

(۳۹) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً يَابِسَةً لَا نَبَاتَ فِيْهَا فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ تَحَرَّكَتْ وَرَبَتْ اِنْتَفَخَتْ وَعَلَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(۳۹) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو خشک کہ اس میں سبزہ گھانس کچھ نہیں۔ پس جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ حرکت کرتی ہے اور پھولتی ہے ساتھ سبزہ کے

بے شک جس نے زمین مردہ کو زندہ کیا وہی زندہ کرنے والا ہے مردوں کو
بے شبہ وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تشریح

(۳۸) **کائنات کا نظام اللہ کی توحید کا گواہ ہے** اگر کچھ لوگ اپنے غرور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سچی بات کو نہ مانیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے تو کوئی پروا نہیں۔ اگر یہ احمق نہیں مانتے نہ مانیں کائنات کا پورا نظام جو فرشتوں کے ذریعے چل رہا ہے اللہ کی توحید اور اس کی بندگی میں رواں دواں ہے اور اس نظام کے چلانے کے لئے جو فرشتے مقرر ہیں وہ شب و روز بلا تھکے اللہ کی تسبیح و تقدیس ..... اور اس کی عبات میں مشغول ہیں۔

اس آیت پر حکم دیا گیا ہے کہ انسان عملاً اللہ کو سجدہ کرکے اپنی بندگی کا اظہار کرے ——— اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ کیا جائے یا وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ پر۔ یہ آیت سجدہ ہے اور یہاں سجدہ کرنا چاہیئے۔

(۳۹) **سوکھی زمین کی شادابی آخرت کی دلیل ہے** انسان مرجاتا ہے اس کا بدن مٹی میں مل کر مٹی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مردہ بدن کو زندگی عطا فرمائیں گے اور یہ اسی طرح جی اُٹھے گا جیسے موت سے پہلے تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ پور پور بالکل پہلے کی طرح بنا دیں۔

مردہ انسان کو زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے مردہ زمین کو شادابی دینا۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے ہر طرف خاک اڑتی نظر آرہی ہے لیکن جیسے ہی اس پر پانی کا چھینٹا پڑا اس کی تر و تازگی اس کی رونق اور اس کا اُبھار قابلِ دید ہوتا ہے۔ آخر یہ تبدیلی کس کے دستِ قدرت کا نتیجہ ہے جو پروردگار مردہ زمین کو زندگی دے سکتا ہے کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ زندگی کی لہر نہیں دوڑا سکتا؟ کیا وہ قادرِ مطلق مُردہ دِلوں کو اللہ کے دین کے اثر سے حیات نو نہیں دے سکتا؟ بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا

إِنَّ	الَّذِينَ	يُلْحِدُونَ	فِي	آيَاتِنَا	لَا يَخْفَوْنَ	عَلَيْنَا
بیشک	جو لوگ	کج روی کرتے ہیں	میں	ہماری آیات	وہ پوشیدہ نہیں	ہم پر

بے شک جو لوگ ہماری آیات میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم پر (ہم سے) پوشیدہ نہیں

أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ

أَفَمَنْ	يُلْقَىٰ	فِي + النَّارِ	خَيْرٌ	أَمْ مَنْ	يَأْتِي	آمِنًا	يَوْمَ
توکیا جو	ڈالا جائے	آگ میں	بہتر	یا جو	آئے	امان کے ساتھ	دن

توکیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا جو روز قیامت امان کے ساتھ

الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾

الْقِيَامَةِ	اعْمَلُوا	مَا شِئْتُمْ	إِنَّهُ	بِمَا تَعْمَلُونَ	بَصِيرٌ
قیامت	تم کرو	جو تم چاہو	بیشک وہ	جو تم کرتے ہو	دیکھنے والا

آئے ؟ تم جو چاہو کرو ، بے شک تم جو کچھ کرتے ہو وہ دیکھنے والا ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ

إِنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِالذِّكْرِ	لَمَّا	جَاءَهُمْ	وَإِنَّهُ
بیشک	وہ جنھوں نے	انکار کیا	ذکر (قرآن) کا	جب	وہ آیا ان کے پاس	اور بیشک یہ

بے شک جن لوگوں نے قرآن کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے)

لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

لَكِتَابٌ	عَزِيزٌ	لَا يَأْتِيهِ	الْبَاطِلُ	مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
البتہ کتاب ہے	گرامی قدر	اس کے پاس نہیں آتا	باطل	اس کے سامنے سے

بے یہ گرامی قدر کتاب ہے ۔ اس کے پاس نہیں آتا باطل اس کے سامنے سے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾

وَلَا	مِنْ خَلْفِهِ	تَنْزِيلٌ	مِنْ	حَكِيمٍ	حَمِيدٍ
اور نہ	اس کے پیچھے سے	نازل کیا گیا	سے	حکمت والے	سزاوار حمد

اور نہ اس کے پیچھے سے (قرآن) نازل کیا گیا ہے حکمت والے سزاوار حمد (اللہ کی طرف سے)

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ

مَا يُقَالُ	لَكَ	اِلَّا	مَا قَدْ قِيْلَ	لِلرُّسُلِ	مِنْ قَبْلِكَ
نہیں کہا جاتا	آپ کو	سوائے	جو کہا جاچکا ہے	رسولوں کو	آپ سے قبل

آپؐ کو اس کے سوا نہیں کہا جاتا جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جاچکا ہے

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

اِنَّ	رَبَّكَ	لَذُوْ مَغْفِرَةٍ	وَ	ذُوْ عِقَابٍ	اَلِيْمٍ
بیشک	آپ کا رب	بڑی مغفرت والا	اور	سزا دینے والا	دردناک

بیشک آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے۔

(۴۰) اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ من الحد
ولحد فِيْٓ اٰيٰتِنَا القرآن بالتكذيب
لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ نجازيهم
اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ
اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ تهديد لهم
(۴۱) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
القرآن لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ نجازيهم
وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○ منيع
(۴۲) لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ اى ليس قبله كتاب
يكذبه ولا بعده تَنْزِيْلٌ مِّنْ
حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○ اى الله المحمود
فى امره۔
(۴۳) مَا يُقَالُ لَكَ من التكذيب اِلَّا
مثل مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ
مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
لَذُوْ مَغْفِرَةٍ للمؤمنين
وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ○ للكافرين

(۴۰) بلاشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی اور بد دینی
کرتے ہیں یعنی قرآن کو جھٹلاتے ہیں ان کا حال ہم پر
مخفی نہیں سو ہم ان کو سزا دینگے۔
پس کیا وہ شخص اچھا ہے جو دوزخ میں ڈالا جاوے یا وہ شخص
جس کو قیامت میں امن اور نجات حاصل ہو۔ یعنی دوسرا
شخص بہتر ہے۔ اے لوگو تم جو چاہو کام کرو بالیقین
اللہ تمہارا حال دیکھتا ہے۔ (یہ تہدید ہے ان کے لئے)
(۴۱) بے شک جو لوگ منکر ہوئے قرآن کے جب کہ وہ ان
کے پاس آیا ہم ان کو جھٹلانے کی سزا دیں گے۔ اور
بے شبہ یہ قرآن کتاب ذی عزت اور غالب و محکم ہے۔
(۴۲) اس میں باطل کو دخل نہیں نہ اس کے سامنے نہ اس کے
پیچھے یعنی نہ کوئی پہلی کتاب اس کی تکذیب کر سکی نہ پچھلی اور
نہ شیطان اس میں کسی قسم کا تغیر اور کمی زیادتی کر سکے۔ یہ کتاب
اتاری ہوئی اور بھیجی ہوئی ہے اللہ حکمت والے تعریف کئے
گئے کی۔
(۴۳) اے محمدؐ تیرے لئے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے پیغمبروں
کو کہا گیا یعنی تجھ کو جھٹلانا کافروں کا نئی بات نہیں تجھ سے
پہلے پیغمبروں کی بھی اسی طرح تکذیب ہوئی ہے۔ بیشک
تیرا رب صاحب بخشش ہے ایمان والوں کے لئے اور
سخت عذاب کرنے والا ہے کافروں کو۔

تشریح

(۴۰) مخالفین کی چالیں ہم سے چھپی نہیں ہیں | کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ پروردگار ایک ہے اور اس کے ساتھ کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے۔ مردہ زمین کا جی اٹھنا مرنے کے بعد کی زندگی پر کھلی شہادت اور اللہ کی قدرت کی واضح نشانی ہے۔

ان باتوں کے برحق ہونے کے باوجود جو لوگ ہماری آیتوں کو الٹے معنی پہناتے ہیں، سیدھی بات کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کی آیات کا صحیح اور صاف مطلب نہ لے کر اس کو غلط معنی پہناتے ہیں ان کی یہ چالیں ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں ـــ جب چاہیں گے دیکھ لیں گے۔ فی الحال اس نے ڈھیل دے رکھی ہے کیونکہ وہ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ جو تمہاری سمجھ میں آئے کرتے جاؤ مگر تمہاری ساری حرکتیں اس کی نظر میں ہیں ـــ خوب سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی ہوئی آگ میں گرے وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو اپنی سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔

(۴۱) گھٹیا چالوں سے سچائی کو شکست نہیں دی جا سکتی | گھٹیا چالوں سے سچائی کو ہرایا نہیں جا سکتا کیوں کہ اس میں صداقت کا زور ہے۔ یہ علم حق ہے اس میں دلیل و حجت ہے اس میں زبان و بیان کا زور ہے۔ اس میں اس خدا کی طاقت ہے جس نے اس کتاب کو نازل کیا ہے۔ اس میں اس رسول کی شخصیت کا زور ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے۔ جھوٹ اور کھوکھلے پراپیگنڈے سے اس کو شکست نہیں دی جا سکتی۔

(۴۲) قرآن کو نہ جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ اس کو شکست دی جا سکتی ہے۔ | قرآن کی تعلیم کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اس میں جو حقائق پیش کئے گئے ہیں کوئی علم کوئی تجربہ اور کوئی مشاہدہ اس کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

باطل خواہ سامنے سے آکر حملہ کرے یا پیچھے سے اس کو شکست نہیں دے سکتا۔ اس کی دعوت تمام مخالفتوں کے باوجود پھیل کر رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہے جو حکیم و حمید حکمت والا اور قابل تعریف ہے۔ اس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ کہیں سے آ ہی نہیں سکتا۔ اس کتاب کی حفاظت کا ذمے دار وہ خود ہے۔ باطل کی کیا مجال ہے کہ اس میں دخل اندازی کر سکے۔

(۴۳) ہر زمانے میں سچائی کا انکار کرنے والوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ | اے نبی ص جو کچھ آج آپ کو کہا جا رہا ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے نہ کہی جا چکی ہو۔ ہر زمانے میں سچائی کا انکار کرنے والوں کا طریقہ یہی رہا ہے۔ اسی طرح سے الزام تراشیاں کی گئیں، اذیتیں پہنچائی گئیں، برا بھلا کہا گیا۔ بے شک آپ کا رب بڑا درگزر کرنے والا ہے۔ مخالفین کو مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ پیغمبر بھی ان کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ آپ کے صبر کے نتیجے میں کچھ لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آجائیں گے۔ اور جو لوگ اپنی روش اور ضد پر قائم رہیں گے وہ آخر کار اللہ کے دردناک عذاب کے مستحق بنیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے بھی ہیں اور سزا دینے والے بھی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ	قُرْاٰنًا	اَعْجَمِيًّا	لَّقَالُوْا	لَوْلَا فُصِّلَتْ	اٰيٰتُهٗ
اور اگر ہم بناتے	قرآن کو	عجمی (زبان) کا	تو وہ کہتے	کیوں نہ صاف بیان کی گئیں	اس کی آیتیں

اور اگر ہم قرآن کو عجمی زبان کا بناتے تو وہ کہتے اس کی آیتیں کیوں نہ صاف صاف بیان کی گئیں

ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ءَ اَعْجَمِيٌّ	وَّعَرَبِيٌّ	قُلْ	هُوَ	لِلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
کیا عجمی (کتاب)	اور عربی (رسول)	فرما دیں	وہ۔یہ	ان لوگوں کے لئے جو	ایمان لائے

کیا کتاب عجمی اور رسول عربی؟ آپ فرمادیں جو ایمان لائے یہ ان لوگوں کے لئے

هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

هُدًى	وَّشِفَآءٌ	وَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	فِيْٓ
ہدایت	اور شفاء	اور جو لوگ	ایمان نہیں لائے	میں

ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ

اٰذَانِهِمْ	وَقْرٌ	وَّهُوَ	عَلَيْهِمْ	عَمًى	اُولٰٓئِكَ
ان کے کانوں	گرانی	اور وہ۔یہ	ان پر	اندھا پن	یہ لوگ

کانوں میں گرانی ہے اور یہ اُن کے لئے اندھا پن ہے۔ (گویا) یہ لوگ

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ع ﴿۴۴﴾ ع ۵ ۱۲

يُنَادَوْنَ	مِنْ	مَّكَانٍۢ	بَعِيْدٍ
پکارے جاتے ہیں	سے	کسی جگہ	دُور

پکارے جاتے ہیں کسی دُور جگہ سے۔

(۴۴) وَلَوْ جَعَلْنٰهُ اَیِ الذِّکْرَ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا هلا فُصِّلَتْ بُیِّنَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ حتّٰی تَفْهَمُهَا ءَ قُرْاٰنٌ اَعْجَمِيٌّ وَّنَبِیٌّ عَرَبِيٌّ ؕ

(۴۴) لو اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں اتارتے تو کفار کہتے کہ قرآن کے احکام ایسی زبان میں کیوں نہ بیان کئے گئے جس کو ہم سمجھ لیتے۔ یہ کیسی بات ہے کہ پیغمبر عربی ہو اور کتاب اس پر نازل ہوئی عجمی ہو۔

اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ مِنْهُمْ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَةِ الثَّانِيَةِ وَقَلْبِهَا اَلِفًا بِاِشْبَاعٍ وَدُوْنِهٖ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى مِنَ الضَّلَالَةِ وَّشِفَآءٌ مِنَ الْجَهْلِ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ ثِقَلٌ فَلَا يَسْمَعُوْنَهٗ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ط فَلَا يَفْهَمُوْنَهٗ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○ اَیْ هُمْ كَالْمُنَادٰی مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ لَا يَسْمَعُ وَلَا يَفْهَمُ مَا يُنَادٰی بِهٖ

اے محمدؐ کہہ دے کہ قرآن ہدایت ہے ایمان والوں کو۔

اور شفاء دینے والا ہے جہل کی بیماری سے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے کہ وہ قرآن کو سُن نہیں سکتے اور دیکھ نہیں سکتے۔

یہ لوگ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔ یعنی ان کا حال ایسا ہے جیسا کسی شخص کو بہت دور جگہ سے پکارا جاوے کہ وہ نہ بات سن سکے نہ اس کو سمجھ سکے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی نہ قرآن کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

تشریح

(۴۴) قرآن عربی کے سوا دوسری زبان میں کیوں نہیں؟ | جو لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ حضرت محمدؐ کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے۔ انھوں نے ایک بات یہ نکالی کہ صاحب ہم تو جب یقین کرتے کہ یہ قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا ہے، جب یہ عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں ہوتا عربی تو حضرت محمدؐ کی اپنی مادری زبان ہے اپنی زبان میں انھوں نے ایک کلام بنا لیا ہے۔ اگر عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں یہ کلام ہوتا تو ہم یقین کر لیتے کہ واقعی یہ اللہ کا کلام ہے، محمد کا کلام نہیں ہے کیوں کہ یہ کلام عربی میں نہیں ہے اور محمد کی زبان عربی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر عربی کے علاوہ دوسری زبان میں ہوتا تو پھر یہ اعتراض کیا جاتا کہ لیجئے صاحب، اولین مخاطب بھی عربی، رسول بھی عربی اور کلام غیر عربی —— اور کہا جاتا کہ بھلا ہم اس زبان کو کیا سمجھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن اپنی جگہ ہدایت کا کلام ہے اور اپنے ماننے والوں کو بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے اور ان کے صدیوں کے روگ مٹا کر ان کے دلوں کو شفا دیتا ہے۔

قرآن کی اس خوبی کے باوجود فائدہ اس سے وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں —— اور جن کی آنکھوں پر تعصّب کی پٹی بندھی ہوئی ہے اور ان کے کانوں میں دشمنی کی ڈاٹیں لگی ہوئی ہیں وہ سُن کر بھی نہیں سُنتے۔ اگر آپ ان کو سنائیں گے تو ایسا لگے گا جیسے دُور سے کوئی پکار رہا ہو اور آپ کی آواز کان کے پردوں سے ٹکرا کر گزر رہی ہو مگر دل اور دماغ تک پہنچنے کا اس کو رستہ نہ مل رہا ہو۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ط

فِيْهِ	فَاخْتُلِفَ	الْكِتٰبَ	مُوْسَى	وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا
اس میں	تو اختلاف کیا گیا	کتاب	موسیٰ	اور تحقیق ہم نے دی

اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

لَقُضِيَ	مِنْ + رَّبِّكَ	سَبَقَتْ	لَا كَلِمَةٌ	وَلَوْ
تو فیصلہ ہو چکا ہوتا	آپ کے رب کی طرف سے	پہلے ٹھہر چکی	نہ ہوتی ایک بات	اور اگر

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾

مُرِيْبٍ	مِّنْهُ	لَفِيْ + شَكٍّ	وَاِنَّهُمْ	بَيْنَهُمْ
تردّد میں ڈالنے والے شک میں	اس سے	ضرور شک میں	اور بے شک وہ	ان کے درمیان

فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بے شک وہ ضرور اس سے تردّد میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ط

فَعَلَيْهَا	اَسَآءَ	وَمَنْ	فَلِنَفْسِهٖ	صَالِحًا	عَمِلَ	مَنْ
تو اس پر (اس کا وبال)	برائی کی	اور جس	تو اپنی ذات کے لئے	اچھے	عمل کئے	جس

جس نے اچھے عمل کئے تو اپنی ذات کے لئے (سکتے) اور جس نے برائی کی اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

	لِّلْعَبِيْدِ	بِظَلَّامٍ	رَبُّكَ	وَمَا
	اپنے بندوں پر	مطلق ظلم کرنے والا	آپ کا رب	اور نہیں

اور آپ کا رب اپنے بندوں پر مطلق ظلم کرنے والا نہیں۔

﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ التَّوْرٰىةَ فَاخْتُلِفَ
فِيْهِ ط بِالتَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ

﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ الخ اور بلاشک ہم نے موسیٰ کو توریت دی سو اس میں بھی آدمی مختلف ہوئے مثل قرآن کے کسی نے اس کو مانا کسی نے انکار کیا۔

كَالْفُرْقَانِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ بِتَاخِيْرِ الْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ لِلْخَلَائِقِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَاِنَّهُمْ اَىِ الْمُكَذِّبِيْنَ بِهٖ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○ مُوْقِعِ الرِّيْبَةِ

اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات پہلے سے مقرر نہ ہوتی کہ اس نے حساب اور جزا و سزا کو قیامت کے آنے پر مؤخر کیا ہے تو دنیا میں ہی ان پر حکم ہو جاتا اور ان کے اختلاف کا فیصلہ یہیں ہو جاتا۔

اور بے شبہ یہ لوگ جو اس کو جھٹلاتے ہیں سخت تردد اور شک میں اس سے جو کوئی نیک عمل کرتا ہے۔

(۴۶) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ عَمِلَ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا اَىْ فَضَرَرُ اِسَاءَتِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ اَىْ بِذِىْ ظُلْمٍ لِقَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔

(۴۶) جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے واسطے کرتا ہے۔ اور جو کوئی برائی کرتا ہے اس کا ضرر اسی کو ہے۔
اور تیرا رب بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۔ یعنی بلاشبہ تیرا رب ذرہ کی برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

تشریح

(۴۵) یہ جھٹلانا کوئی نیا نہیں ہے۔ موسیٰ کے تعلق سے بھی یہ ہو چکا ہے۔ ان کے دل اندر سے مضطرب ہیں۔

جو لوگ آج اسلام کی قرآن اور حضرت محمدؐ کی مخالفت کر رہے ہیں یہ مخالفت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جب ہم نے حضرت موسیٰؑ کو بھیجا اور ان پر اپنی کتاب تورات نازل کی تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ کچھ لوگوں نے مانا اور کچھ سخت مخالفت پر تُل گئے۔

مخالفین کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں کہ یہ طے کر لیا ہے کہ مخالفین کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ دیا جائے گا اس لئے ان کو مہلت دی جاتی رہی ورنہ معاملہ وہیں ختم کر دیا گیا ہوتا۔ اور کیونکہ اللہ کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ حق اور ناحق کے اختلافات کا آخری فیصلہ دنیا کے خاتمے پر قیامت کے دن ہوگا اور وہیں بات کھول دی جائے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اس لئے دنیا میں حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا جاتا ـــــ بلکہ انسانوں کے سمجھ ان کے شعور و آگہی اور ان کے انتخاب کی آزادی کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے کون سا راستہ چنتے ہیں۔

اختلاف کرنے والوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ سخت اضطراب اور خلجان میں مبتلا ہیں۔ ان کے دل اندر سے تو یہی کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ قرآن کا پیش کرنے والا نہ جھوٹا ہے، نہ مجنون اور پاگل ہے ایک نیک نفس خدا پرست اور پاکیزہ اخلاق و کردار کا انسان جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ان کے ذاتی مفادات، ان کے نفس کی خواہشات اور ان کے جاہلانہ تعصبات ان کو مخالفت پر ابھارتے ہیں اس طرح ان کا دل کچھ اور کہتا ہے اور عمل کچھ اور کہتا ہے۔

(۴۶) جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے لئے اچھا کرے گا اور جو بدی کرے اس کا وبال اور اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔ | انسان اچھا برا جو کرے گا اپنے لئے اسی پر ہوگا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے کہ کسی انسان کی نیکی ضائع کردے یا ایک کی بدی دوسرے پر ڈال دی جائے اس لئے ہر شخص اپنے عمل کو دیکھ لے جیسا کرے گا ویسا ہی نتیجہ اس کے سامنے آئے گا اللہ کی طرف سے کوئی زیادتی کسی پر نہ ہوگی۔

کیوں کہ نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ روز قیامت ہی ملے گا۔ اور مخالفت کرنے والے اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ اس لئے آگے کی آیت میں قیامت کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے کہ:۔

اِلَيۡهِ يُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ (اس ساعت کا علم اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔)

اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ

اِلَیۡهِ	یُرَدُّ	عِلۡمُ السَّاعَةِ	وَمَا تَخۡرُجُ	مِنۡ	ثَمَرٰتٍ
اسی کی طرف	لوٹایا (حوالے کیا) جاتا ہے	قیامت کا علم	اور نہیں نکلتا	کوئی	پھل (جمع)

قیامت کا علم اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اور کوئی پھل اپنے گابھوں

مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا

مِّنۡ	اَکۡمَامِهَا	وَمَا تَحۡمِلُ	مِنۡ اُنۡثٰی	وَلَا تَضَعُ	اِلَّا
سے	غلافوں (گابھوں) جمع	اور نہیں حاملہ ہوتی ہے	کوئی عورت	اور نہ وہ بچہ جنتی ہے	مگر

سے نہیں نکلتا اور کوئی عورت (مادہ) حاملہ نہیں ہوتی اور وہ بچہ نہیں جنتی مگر (یہ سب)

بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا

بِعِلۡمِهٖ	وَیَوۡمَ	یُنَادِیۡهِمۡ	اَیۡنَ	شُرَکَآءِیۡ	قَالُوۡۤا
اس کے علم میں	اور جس دن	وہ پکارے گا انہیں	کہاں	میرے شریک	وہ کہیں گے

اس کے علم میں ہوتا ہے۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہاں میں میرے شریک؟ وہ کہیں گے

اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا

اٰذَنّٰکَ	مَا مِنَّا	مِنۡ شَهِیۡدٍ	وَ	ضَلَّ	عَنۡهُمۡ	مَا کَانُوۡا
اطلاع دی ہم نے تجھے	نہیں ہم سے	کوئی شاہد	اور	کھو گیا	ان سے	جو تھے

ہم نے تجھے اطلاع دیدی کہ ہم میں سے کوئی (اس کا) شاہد (گواہ) نہیں۔ اور وہ جسے اس سے قبل (اللہ کے سوا) پکارتے

یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾

یَدۡعُوۡنَ	مِنۡ قَبۡلُ	وَظَنُّوۡا	مَا لَهُمۡ	مِّنۡ مَّحِیۡصٍ
وہ پکارتے	اس سے قبل	اور انھوں نے سمجھ لیا	نہیں ان کے لئے	کوئی بچاؤ (خلاصی)

تھے، ان سے کھو یا گیا۔ اور انھوں نے سمجھ لیا کہ (اب) ان کے لئے کوئی خلاصی نہیں۔

﴿۴۷﴾ اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ مَتٰی تَکُوۡنُ لَا یَعۡلَمُهٗ
غَیۡرُهٗ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرَةٍ وَفِیۡ قِرَاءَةٍ
ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا اَوۡعِیَتِهَا جَمۡعُ کِمٍّ
بِکَسۡرِ الۡکَافِ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ
اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ
یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ

﴿۴۷﴾ اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ الخ قیامت کے ہونے کی خبر اللہ ہی کو ہے کوئی دوسرا اس کے وقت کو نہیں جانتا۔ اور نہیں نکلتا ہے کوئی پھل اپنے غلاف سے مگر اللہ کے علم سے اور کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔ اور جس دن اللہ ان کو آواز دے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک، وہ بولیں گے کہ اب ہم تجھ سے کہے دیتے ہیں،

اَیْ اَعْلَمْنَاكَ الْاٰنَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ اَیْ شَاهِدٍ بِاَنَّ لَكَ شَرِيْكًا

کہ ہم میں سے کوئی اس امر کا گواہ نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے۔

(۴۸) وَضَلَّ غَابَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ قَبْلُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْاَصْنَامِ وَظَنُّوْا اَيْقَنُوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ مَهْرَبٌ مِنَ الْعَذَابِ وَالنَّفْيُ فِي الْمَوْضَعَيْنِ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ وَقِيْلَ جُمْلَةُ النَّفْيِ سَدَّتْ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ

(۴۸) اور پوشیدہ ہو جاویں گے ان سے وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پوجتے تھے۔ اور یقین کرلیں گے کفار کہ عذاب سے کوئی صورت بچنے کی اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہیں۔

تشریح

(۴۷) قیامت اور تمام اُمورِ غیب کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا علم صرف اللہ کو ہے | قیامت کب آئے گی کوئی بڑے سے بڑا نبی اور بڑے سے بڑا فرشتہ بھی اس کا وقت متعین کر کے یہ نہیں بتا سکتا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرشتہ اور نبی یہ کہنے ہی پر مجبور ہوں گے کہ

"مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"

جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ـــــ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ قیامت ہی نہیں تمام امورِ غیب اور اس کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا اللہ کو تفصیلی علم ہے۔ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، کوئی کھجور اپنے گچھے سے، کوئی دانہ اپنے خوشے سے اور کوئی پھل اپنے چھلکے سے باہر نہیں آتا جس کی اللہ کو خبر نہ ہو۔ کوئی عورت یا کوئی مادہ جانور اس کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ جب ان چھوٹی چھوٹی جزئیات کا علم اللہ کو ہے تو موجودہ دنیا کا خاتمہ اور آخرت کا ظہور کب ہونے والا ہے کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا اور نہ اُس کو خبر رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ خبر رکھنے کے بجائے کہ قیامت کب آئے گی انسان قیامت پر یقین رکھے اور اس دن کی فکر اور تیاری کرے۔

حدیث میں آتا ہے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کہیں سفر میں تشریف لے جارہے تھے۔ راستے میں ایک شخص نے زور سے پکار کر کہا: قیامت کب آئے گی؟ـــ آپ نے جواب دیا وہ تو آنی ہی ہے، تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے (وَيْحَكَ اِنَّهَا كَائِنَةٌ لَا مُحَالَةَ فَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خطاب کر کے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بناتے تھے فرمائیں گے۔ میرے وہ شریک کہاں ہیں؟ یہ کہیں گے ہم عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی ان کی گواہی دینے والا نہیں ہے ـــــ یعنی یہ حقیقت ہم پر کھل چکی ہے کہ جو ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ غلط تھا۔

پھر لوگ اس وقت بھی ڈھٹائی سے کہہ دیں گے کہ ہم میں کوئی اس جرم کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

(۴۸) اس وقت ان کو کوئی مددگار نظر نہیں آئے گا | اس وقت وہ سارے جھوٹے معبود جن کو وہ دنیا میں پکارتے تھے اور ان سے مدد مانگتے تھے گم ہو جائیں گے۔ مایوسی کی حالت میں ہر طرف نظر دوڑائیں گے مگر کوئی مددگار نہ ملے گا۔ سمجھ لیں گے کہ اب کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡوَاِنْ مَّسَّهُ

لَا يَسْـَٔمُ	الْاِنْسَانُ	مِنْ	دُعَآءِ الْخَيْرِ	وَاِنْ	مَّسَّهُ
نہیں تھکتا	انسان	سے	بھلائی مانگنے	اور اگر	اسے لگ جائے

انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اسے کوئی برائی لگ جائے

الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا

الشَّرُّ	فَيَـُٔوْسٌ	قَنُوْطٌ	وَلَئِنْ	اَذَقْنٰهُ	رَحْمَةً	مِّنَّا
برائی	تو مایوس ہو جاتا ہے	نا امید	اور البتہ اگر	ہم چکھائیں اسے	رحمت	اپنی طرف سے

تو نا امید ہو کر مایوس ہو جاتا ہے۔ اور البتہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اپنی طرف سے

مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ

مِنْ بَعْدِ	ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُ	لَيَقُوْلَنَّ	هٰذَا لِيْ	وَمَآ اَظُنُّ
بعد	کسی تکلیف	جو اس کو پہنچی	تو وہ ضرور کہے گا	یہ میرے لئے	اور میں خیال نہیں رکھتا

اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا یہ میرے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں رکھتا

السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ

السَّاعَةَ	قَآئِمَةً	وَّلَئِنْ	رُّجِعْتُ	اِلٰى + رَبِّيْٓ	اِنَّ	لِيْ	عِنْدَهٗ
قیامت	قائم ہونے والی	اور البتہ اگر	مجھے لوٹایا گیا	اپنے رب کی طرف	بیشک	میرے لئے	اس کے پاس

کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر مجھے اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو بیشک اس کے پاس

لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ز

لَلْحُسْنٰى	فَلَنُنَبِّئَنَّ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	بِمَا عَمِلُوْا
البتہ بھلائی	پس ہم ضرور آگاہ کریں گے	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اس سے جو انھوں نے کیا (اعمال)

میرے لئے البتہ بھلائی ہے۔ پس ہم کافروں کو ان کے اعمال سے ضرور آگاہ کریں گے اور البتہ

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ	مِّنْ	عَذَابٍ	غَلِيْظٍ	وَاِذَآ	اَنْعَمْنَا
اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے انہیں	سے	ایک عذاب	سخت	اور جب	ہم انعام کرتے ہیں

ہم انہیں ضرور چکھائیں گے [illegible] پر

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ

عَلَى	الْاِنْسَانِ	اَعْرَضَ	وَنَاٰ	بِجَانِبِهٖ	وَاِذَا	مَسَّهُ
پر	انسان	وہ منہ موڑ لیتا ہے	اور بدل لیتا ہے	اپنا پہلو	اور جب	آ لگے اُسے

انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے، اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور جب اُسے (ذرا)

الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

الشَّرُّ	فَذُوْ + دُعَآءٍ	عَرِيْضٍ	
برائی	تو دعاؤں والا	(لمبی) چوڑی	

برائی لگے تو لمبی چوڑی دعاؤں والا (بن جاتا) ہے۔

۴۹ لَا يَسْاَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ
الْخَيْرِ ز اَیْ لَا يَزَالُ يَسْأَلُ رَبَّهُ
الْمَالَ وَالصِّحَّةَ وَغَيْرَهُمَا وَاِنْ
مَّسَّهُ الشَّرُّ الْفَقْرُ وَالشِّدَّةُ
فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ○ مِنْ رَحْمَةِ
اللّٰهِ وَهٰذَا وَمَا بَعْدَهُ فِي
الْكٰفِرِيْنَ

۴۹ آدمی دعا، خیر کرنے سے کبھی نہیں تھکتا یعنی ہمیشہ اپنے رب سے مال اور تندرستی وغیرہ مانگتا رہتا ہے اگر اس کو تنگ دستی اور سختی پہنچتی ہے تو اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس ہو جاتا ہے۔ (یہ حال اور جو اس کے بعد آتا ہے کافر کا ہے)

۵۰ وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ اَذَقْنٰهُ
اٰتَيْنَاهُ رَحْمَةً غِنًى وَصِحَّةً
مِّنَّا مِنْ ۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ شِدَّةً
وَبَلَاءً مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
هٰذَا لِيْ اَیْ بِعَمَلِیْ وَمَآ
اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً
وَّلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ رُّجِعْتُ
اِلٰى رَبِّیْٓ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ
لَلْحُسْنٰى ج اَیِ الْجَنَّةَ
فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ
عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ شَدِيْدٍ وَاللَّامُ
فِي الْفِعْلَيْنِ لَامُ قَسَمٍ

۵۰ اور البتہ اگر اس کو دولت اور تندرستی دیتے ہیں اپنی رحمت سے بعد سختی اور مصیبت کے جو اس کو پہنچے تو وہ کہتا ہے یہ بسبب میرے اعمال کے ہے۔

اور مجھے گمان نہیں کہ قیامت ہوگی۔

اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا جاؤں گا تو میرے لئے وہاں بھی بھلائی ہے یعنی جنت۔

سو بالضرور ہم خبر کر دیں گے کافروں کو ان کے اعمال کی اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے۔

(۵۱) وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ الجنس اَعْرَضَ عَنِ الشُّكْرِ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ثنى عطفه متبخترا وفى قراءة بتقديم الهمزة وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ كثير

(۵۱) اور جس وقت ہم انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ اس کی شکرگزاری سے منھ موڑتا ہے اور تکبر سے اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔

اور جب اس کو کوئی سختی اور تکلیف پیش آتی ہے تو بڑی لمبی دعائیں مانگتا ہے۔

تشریح

(۴۹) انسانی فطرت کے عجیب پہلو | انسانی فطرت کا یہ عجیب رُخ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ خوش حال، تندرستی، عیش و آرام جتنے بھی ہو سکیں اس کو ملتے رہیں، اس کی حرص کہیں ختم نہیں ہوتی، کسی حد پر پہونچ کر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت اور اچھی سے اچھی چیز اپنے قبضے میں کرلے۔ لیکن دوسری طرف اس کا مزاج یہ ہے کہ جہاں ذرا کوئی پریشانی آئی حالات اس کے خلاف ہوئے تو مایوس اور ناامید ہو کر بیٹھ جاتا ہے کیوں کہ اس کی نظر سامنے کے حالات پر ہوتی ہے اس قادر مطلق پر اعتماد نہیں ہوتا جو مسبب الاسباب ہے۔ اور وہ چاہے تو آن کی آن میں اسباب کو پلٹ کر رکھ دے۔

(۵۰) اگر حالات حق میں ہو جائیں تو کہے گا یہ سب کچھ میری قابلیت کی وجہ سے ہوا ہے | اور اگر مایوسی کے بعد حالات حق میں ہو جائیں اور بدحالی خوش حالی سے بدل جائے تو یہ نہیں کہے گا کہ یہ اللہ کی رحمت سے ہوا ہے بلکہ یہی کہے گا کہ یہ سب میری قابلیت کا نتیجہ ہے۔ میں نے یوں کیا تھا جبھی تو یوں ہوا ہے ـــــ اور پھر گزری ہوئی پریشانیوں کو بھول کر عیش و آرام کے نشے میں ایسا مخمور ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی مزے ہمیشہ رہیں گے اور کبھی درمیان میں اگر قیامت کا ذکر آ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی۔ اور اگر آ گئی اور مجھے لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرے ساتھ معاملہ اچھا ہی ہوگا۔ اگر میں اللہ کی نظر میں بُرا ہوتا تو مجھے دنیا میں یہ مزے کیوں ملتے۔ حالاں کہ وہ لوگ جو ناشکری کے غرور میں پڑے ہوئے ہیں انھیں ہم بتا کر رہیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کر کے آئے ہیں۔ ایسے منکرین کو سخت سزا بھگتنی پڑے گی ـــــ اور اُن کی عمر بھر کی کرتوت شدید عذاب کی شکل میں ان کے سامنے آئے گی۔

(۵۱) انسان عیش و آرام میں اپنے رب کو بھول جاتا ہے | انسان کو جب ہم نعمتیں عطا کرتے ہیں تو وہ عیش و آرام میں پڑ کر منعم حقیقی کو بھول جاتا ہے اور شکرگزار ہونے کے بجائے اکڑ جاتا ہے اور پروردگار کے سامنے جھکنے کو اپنی توہین سمجھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو اسی پروردگار کے سامنے لمبی لمبی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ اس وقت اسے یہ خیال نہیں ہوتا کہ اب کس منھ سے اپنے رب کو پکارے جس کو عیش کے وقت بھول چکا تھا۔

غرض یہ کہ انسان میں نہ پریشانی میں صبر ہے اور نہ خوش حالی میں شکر ہے۔ یہ انسانی فطرت کا ایک پہلو ہے اور اس کی کمزوری ہے ـــــ لیکن وہ انسان بھی ہیں جنھوں نے اپنی ان کمزوریوں پر قابو پا کر اللہ کے قرب کے مراتب حاصل کیے ہیں اور وہ ہمیشہ صابر و شاکر رہتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ

قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	اِنْ كَانَ	مِنْ	عِنْدِ اللّٰهِ	ثُمَّ	كَفَرْتُمْ + بِهٖ
فرما دیں	کیا تم نے دیکھا	اگر ہو	سے	اللہ کے پاس	پھر	تم نے کفر کیا اس سے

آپ فرما دیں کیا تم نے دیکھا (یہ تو بتلاؤ) اگر (یہ قرآن) اللہ کے پاس سے ہو پھر تم نے اس سے کفر کیا

مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا

مَنْ	اَضَلُّ	مِمَّنْ	هُوَ	فِىْ	شِقَاقٍ	بَعِيْدٍ	سَنُرِيْهِمْ	اٰيٰتِنَا
کون	بڑا گمراہ	اس سے جو	وہ	میں	ضد	دُور دراز	ہم جلد دکھا دیں گے انھیں	اپنی آیات

تو اس سے بڑا گمراہ کون جو دُور دراز کی ضد میں ہو؟ ہم جلد اپنی آیات انہیں اطراف عالم

فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَ

فِى الْاٰفَاقِ	وَفِىْ	اَنْفُسِهِمْ	حَتّٰى	يَتَبَيَّنَ	لَهُمْ	اَنَّهُ	الْحَقُّ	اَوَ
اطراف عالم میں	اور میں	ان کی ذات	یہاں تک	ظاہر ہو جائے	ان کے لئے	کہ وہ	حق	کیا

میں اور (خود) ان کی ذات میں دکھا دیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ وہ (قرآن) حق ہے کیا

لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ

لَمْ يَكْفِ	بِرَبِّكَ	اَنَّهٗ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ	اَلَآ	اِنَّهُمْ
کافی نہیں	آپ کے رب کے لئے	کہ وہ	پر۔ کا	ہر شے	شاہد	خوب یاد رکھو	بیشک وہ

آپ کے رب کے لئے کافی نہیں کہ وہ ہر شے کا شاہد ہے۔ خوب یاد رکھو! بے شک وہ

ع ۶ ۱۰ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع

فِىْ مِرْيَةٍ	مِّنْ لِّقَآءِ	رَبِّهِمْ	اَلَآ	اِنَّهٗ	بِكُلِّ شَيْءٍ	مُّحِيْطٌ
شک میں	ملاقات سے	اپنا رب	یاد رکھو	بیشک وہ	ہر شے پر۔ کا	احاطہ کئے ہوئے

اپنے رب کی ملاقات (روبرو و حاضری) سے شک میں ہیں، یاد رکھو! بیشک وہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

﴿۵۲﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ اَیِ الْقُرْاٰنُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَیْ لَا اَحَدٌ اَضَلُّ

﴿۵۲﴾ ان سے کہہ دے کہ تم مجھ کو بتلاؤ اگر یہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہو جیسا کہ پیغمبر صاحب بیان کرتے ہیں پھر تم نے اس کا انکار کیا اور کافر رہے تو اس سے زیادہ کون بےراہ پر ہے جو صریح ناحق خلاف پر ہو۔ (یہ ان

مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ خِلَافٍ
بَعِیْدٍ ○ عَنِ الْحَقِّ اَوْقَعَ هٰذَا
مَوْقِعَ مِنْكُمْ بَیَانًا لِحَالِهِمْ
۵۳ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ
اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ
النَّیِّرَاتِ وَالنَّبَاتِ وَالْاَشْجَارِ
وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مِنْ لَطِیْفِ
الصَّنْعَةِ وَبَدِیْعِ الْحِكْمَةِ حَتّٰى
یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ اَیِ الْقُرْاٰنُ
الْحَقُّ ط الْمُنَزَّلُ مِنَ اللّٰهِ
بِالْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْعِقَابِ
فَیُعَاقَبُوْنَ عَلٰى كُفْرِهِمْ بِهٖ وَبِالْجَائِیْ
بِهٖ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ فَاعِلُ
یَكْفِ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ
شَهِیْدٌ ○ بَدَلٌ مِنْهُ اَیْ اَوَ
لَمْ یَكْفِهِمْ فِیْ صِدْقِكَ اَنَّ
رَبَّكَ لَا یَغِیْبُ عَنْهُ شَیْءٌ مَّا
۵۴ اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ شَكٍّ
مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ لِاِنْكَارِهِمُ الْبَعْثَ
اَلَآ اِنَّهٗ تَعَالٰى بِكُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ ○ عِلْمًا وَقُدْرَةً فَیُجَازِیْهِمْ
بِكُفْرِهِمْ

کافروں کا حال بیان ہو) یعنی تم سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں جو ضد سے ناحق خلاف پر جمے ہوئے ہو۔

۵۳ نزدیک ہے کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھلاویں گے اطراف آسمان اور زمین میں جیسے چاند و سورج و ستارے و سبزہ و درخت وغیرہ۔
اور ان کی جانوں میں عمدہ اور پاکیزہ کاری گری، اور نادر حکمت۔ یہاں تک کہ ان پر کھل جاوے گا یہ امر کہ قرآن سچی کتاب اور اللہ کی بھیجی ہوئی ہے کہ اس میں حشر و نشر و حساب و عذاب و ثواب کا بیان ہے پس کافروں کو سزا دی جائے گی بسبب ان کے انکار اور کفر کے ساتھ قرآن اور اس کے لانے والے کے۔
کیا ان کو تیرے سچے ہونے کی یہ دلیل کافی نہیں کہ تیرا رب ہر ایک چیز کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ جس امر کی خبر دیوے وہ ضرور ہونے والا ہے اور اس میں کذب کا احتمال نہیں۔

۵۴ آگاہ رہو بلاشک کفار اپنے رب کے ملنے سے شک اور تردد میں ہیں کہ وہ حشر کے منکر ہیں۔ آگاہ رہو حق تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے باعتبار علم اور قدرت کے سو وہ ان کو عوض ان کے کفر کا دیگا۔

تشریح

۵۲ **قرآن کو اللہ کا کلام ماننے سے انکار کا نتیجہ کیا ہوگا** | انسان کی عجیب و غریب فطرت کا نقشہ بڑے مؤثر انداز میں پیش کرنے کے بعد تنبیہ کی جارہی ہے کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر تمہیں توجہ دلاتی ہے اور تمہارے انجام سے تمہیں آگاہ کرتی ہے اگر اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہو ___ جیسا کہ واقعہ میں آئی ہے اور اسی نے یہ کتاب نازل کی ہے ___ اور تم نے اس بات کو نہ مانا اور اپنے انجام کی فکر نہ کی اور اس کی بیش قیمت باتوں کا انکار کرتے رہے اور اس کی مخالفت میں اتنے دور نکل گئے کہ اب کوئی بات سننے اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے تو بتاؤ اس سے بڑھ کر گمراہی اس سے زیادہ خسارہ اور اس سے زیادہ نقصان اور کیا ہو سکتا ہے۔

۵۳ **انفس و آفاق میں قرآن کی حقانیت کی نشانیاں** | اسلام اور قرآن کے حق ہونے کے دوسرے دلائل اور نشانیاں تو اپنی جگہ ہیں جو لوگ اس بات کا انکار کر رہے ہیں کہ قرآن اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے یا اسلام کی صداقت کے منکر ہیں ہم ان

انفس و آفاق، باہر بھی اور خود ان کے اندر بھی عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ اللہ کی قدرت کے وہ نمونے سامنے آئیں گے جس سے قرآن اور حضرت محمد ﷺ کی صداقت روزِ روشن کی طرح آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگے گی۔ وہ نشانیاں یہ ہیں کہ ــــ اسلام کی دعوت کے اثرات جہاں جہاں پہنچے انسان کے بہترین جوہر کھلتے چلے گئے۔ اسلام نے ان میں وہ انقلاب پیدا کر دیا اور وہ فضائل اخلاق ان میں ظاہر ہوئے کہ حکمرانوں کی سیاست، انصاف کی کرسی پر بیٹھنے والوں کی عدالت، سپہ سالاروں کی جنگی قیادت اور کاروبار کرنے والوں کی تجارت میں وہ اخلاق وہ کردار اور وہ طہارت ونظافت پیدا ہوگئی کہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں دوسرے معاشرے بہت کمتر نظر آنے لگے۔ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کر دیا کہ رنگ ونسل وطن اور زبان کی بنیاد پر انسانوں کی تفریق ختم ہوگئی اونچ نیچ کا امتیاز مٹ گیا اور انسانی مساوات کا وہ منظر نظر آیا کہ آقا اور غلام کی تمیز مٹ گئی۔ عورتوں کی پستی جرائم کی کثرت شراب نوشی، نشہ آور چیزوں کا استعمال ختم ہوگیا۔ دیکھتے دیکھتے انسان اوہام وخرافات کے چکر سے نکل کر معقول طرزِ فکر اور عمل کی شاہراہ پر گامزن ہوگیا۔

یہ تھیں وہ نشانیاں جو باہر بھی نظر آرہی تھیں اور اندر بھی اور صاف نظر آنے لگا کہ قرآن کی تعلیم برحق ہے ـــ کیا قرآن کی حقانیت کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے حق ہونے کے گواہ ہیں۔ اس کے بعد اور کون سی شہادت ہے جس کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

(۵۴) اللہ کی ملاقات سے انکار | اصل میں حق سے انکار کرنے والے یہ لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ اللہ سے ملنے اور اس کے سامنے جانا نہیں ہے۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ہر وقت گھیرے ہوئے ہے۔ یہ لوگ کسی وقت بھی اس کی گرفت سے باہر نہیں جاسکتے۔ اگر مرنے کے بعد بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں، پانی میں بہہ جائیں، ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ان کو جمع کر کے ان کے اعمال کا ان سے حساب لے لے گی۔

۴۲

الشُّوریٰ

○ ترتیب تلاوت ——— ۴۲	○ ترتیب نزول ——— ۶۲
○ مکی/مدنی ——— مکی	○ تعداد رکوعات ——— ۵
○ تعداد آیات ——— ۵۳	○ تعداد الفاظ ——— ۸۶۹
○ تعداد حروف ——— ۳۵۴۵	

○ اس سورت کی آیت ۳۸ میں لفظ "شُوْرٰی" آیا ہے "وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ" اس آیت سے لے کر اس سورت کا نام "شوریٰ" رکھا گیا ہے یعنی یہ وہ سورت ہے جس میں لفظ شوریٰ آیا ہے۔

○ اس سورت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت پچھلی سورت حٰمٓ السجدہ کے فوراً بعد ہی نازل ہوئی ہے ——— اس سورت میں اس بات کو نمایاں کیا گیا ہے کہ مخالف جس بے جا طریقے سے محمدﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں، ان کے مقابلے میں آپ کا رویہ کتنا شریفانہ اور سنجیدہ ہے ——— اس سورت میں بڑے دل نشین انداز میں اسلامی دعوت کی حقیقت اور اس کی صداقت کو سمجھایا گیا ہے۔

○ بات اس طرح شروع کی گئی ہے کہ حضرت محمدﷺ جو باتیں پیش کر رہے ہیں وہ کوئی نادر اور نرالی باتیں نہیں ہیں۔ پیغمبروں کا آنا اور ان پر اللہ کی طرف سے وحی کا نازل ہونا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو تاریخ میں پہلی

بارش آرہا ہو۔جب سے انسان دنیا میں آیا ہے اللہ کی طرف سے اس کی ہدایت اور رہنمائی کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اس نے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں اور ان پر اپنی ہدایت نازل کی ہے اور ان کے ذریعے وہ ہدایت بندوں تک پہنچائی گئی ہے

○ اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی شخص کا رسول کے طور پر مقرر ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ لوگوں کی قسمتوں کا مالک بن گیا ہے ۔ قسمتیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ نبی کا کام خبردار کرنا اور اللہ کی ہدایت کا پہنچانا ہے۔

○ اس سوال کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدائشی طور پر ایسا کیوں نہ بنا دیا کہ وہ گمراہی کی طرف جا ہی نہ سکے۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ فکر و عمل کی آزادی جو اللہ نے اپنے بندوں کو دی ہے وہ اسی لئے دی ہے کہ وہ شعوری طور پر اپنے اختیار سے اللہ کو اپنا ولی بنائے اور اس کی رحمت خاص کو پا سکے۔

○ اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت محمدؐ جو دین پیش کر رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے ــــ اس دین کی اولین بنیاد یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا اور انسان کا خالق ہے اس لئے وہی مالک اور حاکم بھی ہے اور یہ اسی کا حق ہے کہ اس کا حکم اس کی مخلوق پر چلے ۔ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو شارع بننے کا کوئی حق نہیں ہے ۔جس طرح تکوینی حاکمیت اللہ کے لئے مخصوص ہے اسی طرح تشریعی حاکمیت بھی اللہ ہی کا حق ہے اور انسان کا فرض ہے کہ اپنے اختیار سے اس شریعت کو قبول کرے اور نافذ کرے ــــ یہی شریعت ہے جو انسان کے لئے دین مقرر کرتی ہے اس کو زندگی کا راستہ بتاتی ہے اور یہی دین ہر زمانے میں ہر پیغمبر کو دیا جاتا رہا ہے ۔

○ اللہ کے دین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے بنائے ہوئے آئین کو اختیار کرنا اللہ کے خلاف بغاوت یہ اتنا شدید جرم ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں تو کوئی بعید نہیں۔

اللہ نے اس دین کو دل نشین طریقے سے سمجھانے کے لئے تمہاری ہی زبان میں کتاب نازل کی ،اس کتاب کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے حضرت محمدؐ اور ان کے اصحاب کی زندگیوں کو دیکھو اور غور کرو کہ اس کتاب پر عمل کے نتیجے میں کیسے انسان تیار ہوتے ہیں۔

○ غرض یہ سورت اللہ کے دین کے نہ ماننے والوں کو خبردار بھی کرتی ہے۔ دین کی حقیقت بھی سمجھاتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ محمدؐ کی زندگی کو دیکھو۔ چالیس سال تک ان کا بالکل خاموش رہنا اور پھر چالیس سال بعد اچانک اس تعلیم کا پیش کرنا جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی آپ کے سچے نبی ہونے کا کھلا ثبوت ہے ــــ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ آپ پر وحی کن طریقوں سے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت اپنے نبی پر کس طرح اتارتا ہے ۔

ایاتہا ۵۳	سورۃ الشوریٰ مکیۃ ۴۲ ۔ ۶۲	رکوعاتہا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ

الَّذِیۡنَ	وَ اِلَی	اِلَیۡکَ	یُوۡحِیۡ	کَذٰلِکَ	عٓسٓقٓ	حٰمٓ
وہ جو	اور طرف	آپ کی طرف	وحی فرماتا ہے	اسی طرح	عین۔سین۔قاف	حا۔میم

حا۔میم ۔ عین ۔ سین ۔ قاف اسی طرح آپ کی طرف اور آپ کے پہلوں کی طرف

مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَہٗ مَا فِی

فِی	مَا	لَہٗ	الۡحَکِیۡمُ	الۡعَزِیۡزُ	اللّٰہُ	مِنۡ قَبۡلِکَ
میں	جو	اسی کے لئے	حکمت والا	غالب	اللہ	آپ سے پہلے

اللہ وحی فرماتا ہے ، غالب حکمت والا ۔ اسی کے لئے ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾

الۡعَظِیۡمُ	الۡعَلِیُّ	وَ ہُوَ	فِی الۡاَرۡضِ	وَ مَا	السَّمٰوٰتِ
عظمت والا	بلند	اور وہ	زمین میں	اور جو	آسمانوں

آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے ، اور وہ بلند عظمت والا ہے۔

سُوۡرَۃُ الشُّوۡرٰی مَکِّیَّۃٌ اِلَّا
قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ اَلۡاٰیٰتُ
الۡاَرۡبَعُ ثَلٰثٌ وَّ خَمۡسُوۡنَ اٰیَۃً
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
(۱) حٰمٓ ○
(۲) عٓسٓقٓ ○ اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ
(۳) کَذٰلِکَ اَیۡ مِثۡلَ ذٰلِکَ الۡاِیۡحَاءِ
یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اَوۡحٰی اِلَی
الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ
فَاعِلُ الۡاِیۡحَاءِ الۡعَزِیۡزُ فِی

سورۂ شوریٰ مکی ہے مگر یہ چار آیتیں قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ سے آخر تک ۔ اس سورۃ میں ترپن ۵۳ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع ہے اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) حٰمٓ

(۲) عٓسٓقٓ ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

(۳) کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ الخ مثل اسی وحی کے وحی بھیجی ہم نے تیری طرف اور تجھ سے پہلے پیغمبروں کی طرف جو غالب ہے اپنے ملک میں.

مُلْكِهٖ الْحَكِيْمُ ۝ فِيْ صُنْعِهٖ
(۴) لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مُلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ عَلٰى خَلْقِهٖ الْعَظِيْمُ ۝ الْكَبِيْرُ

حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔
(۴) اسی کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں اور وہ برتر ہے اپنی مخلوق پر بڑی شان والا ہے۔

تشریح

(۱) حٰمٓ | یہ حروف مقطعات ہیں ان کو الگ الگ کر کے حا، میم اس طرح پڑھا جاتا ہے ان کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

(۲) عٓسٓقٓ | یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں ان کو بھی اسی طرح الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے یعنی عین، سین قاف۔ صحیح مراد کا علم اللہ ہی کو معلوم ہے کچھ لوگوں نے ان کے اشارات متعین کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

(۳) اللہ کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں پر وحی نازل کرتا رہا ہے | اللہ تعالیٰ کی عادت اور اس کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے جس سے اس کی حکمت اور اس کی شانِ حکومت کا اظہار ہوتا ہے ــ اسی طرح یہ سورت جو نہایت اعلیٰ اور نہایت ہی عمدہ مضامین پر مشتمل ہے آپ کی طرف بذریعہ وحی نازل کی جارہی ہے۔

وحی وہ ذریعہ علم ہے جو اللہ کی طرف سے اپنے مخصوص بندوں پر نازل کیا جاتا ہے۔ انسان کو اس علم کی ضرورت ہے کیونکہ یہ علم کائنات کی توجیہ کرتا ہے انسان کو اس کا مقصد بتاتا ہے اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کو یاددہانی کراتا ہے کہ اللہ نے اس کو دنیا میں کیوں بھیجا ہے۔ وحی کے ذریعے جو علم ہوتا ہے اس میں قیاس اور گمان نہیں ہوتا بلکہ مکمل یقین ہوتا ہے اور پوری صحت کے ساتھ اللہ کے رسول اللہ کے بندوں کے سامنے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اللہ اور اس مخصوص بندے کے درمیان نظر نہ آنے والا یہ رابطہ جس کو وحی کہا جاتا ہے کیسے قائم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موجودہ ایجادات میں ریموٹ کنٹرول کا آلہ انسان کے ہاتھ میں دے کر ان دیکھے رابطے کو سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے۔

(۴) زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے | کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس پوری کائنات کو بغیر کسی کی مدد کے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اس لئے زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ایک ایک ذرے کا اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیرے مالک ہے ـــــ جب خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی وہی ہے تو حکم بھی اسی کا چلتا ہے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ جس طرح اس کی مخلوق اور خود انسان اس کے تکوینی احکام کا پابند ہے جس میں اس کا کوئی اختیار نہیں، اسی طرح اس سے مطالبہ ہے کہ اللہ کے تشریعی احکام میں بھی اپنی مرضی سے اس کی پابندی کرے۔

اسی کی دعوت انبیاء کرام دیتے رہے ہیں۔ حضرت محمدﷺ اسی کی دعوت دے رہے ہیں۔ قرآن اسی کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ خالق اور مالک اور وہ حاکم انتہائی برتر اور عظیم ہے ـــــ کون اس کا ہمسر ہو سکتا ہے کون اس کی ذات، اس کی صفات، اس کے اختیارات اور اس کے حقوق میں حصہ دار بن سکتا ہے۔ وہ تو سب سے برتر ہے۔ انتہائی عظمت والا ہے۔ کوئی مخلوق میں بڑے سے بڑا اس کی عظمت کو چھو بھی نہیں سکتا۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

تَكَادُ	السَّمٰوٰتُ	يَتَفَطَّرْنَ	مِنْ فَوْقِهِنَّ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ
قریب	آسمانوں (جمع)	پھٹ پڑیں	اپنے اوپر سے	اور فرشتے

قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي

يُسَبِّحُوْنَ	بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	وَيَسْتَغْفِرُوْنَ	لِمَنْ	فِي
تسبیح کرتے ہیں	اپنے رب کی تعریف کے ساتھ	اور وہ مغفرت طلب کرتے ہیں	اس کے لئے جو	میں

تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جو زمین میں

الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾

الْاَرْضِ	اَلَآ	اِنَّ اللّٰهَ	هُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ
زمین	یاد رکھو	بیشک اللہ	وہ۔وہی	بخشنے والا	مہربان

ہیں۔ یاد رکھو! بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ

وَالَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اَوْلِيَاۗءَ	اللّٰهُ
اور جو لوگ	ٹھہراتے ہیں	اس کے سوا	رفیق	اللہ

اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں اس کے سوا (دوسروں کو) رفیق

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶﴾

حَفِيْظٌ + عَلَيْهِمْ	وَمَآ + اَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيْلٍ	
دیکھنے والا ان پر۔ (انہیں دیکھ رہا ہے)	اور آپ ﷺ نہیں	ان پر	ذمہ دار	

اللہ انھیں دیکھ رہا ہے۔ اور آپ ﷺ ان پر ذمہ دار نہیں۔

﴿۵﴾ تَكَادُ بالتاء والياء السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ بالنون وفي قراءة بالتاء والتشديد مِنْ فَوْقِهِنَّ اي تنشق كل واحدة فوق التي تليها من عظمته تعالى وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اي ملابسين بالحمد وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ

﴿۵﴾ نزدیک ہے اس کی عظمت اور کبریائی سے پھٹ جاویں اور ٹوٹ جاویں آسمان اپنے اوپر سے یعنی ہر ایک آسمان دوسرے کے اوپر سے ٹوٹ جاوے۔ اور فرشتے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ حمد کے اور بخشش مانگتے ہیں ایمان والوں کے لئے جو زمین میں ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ لِاَوْلِيَائِهٖ الرَّحِيْمُ ۝ بِهِمْ

آگاہ رہو بے شبہ اللہ ہے بخشنے والا اپنے دوستوں کو مہربان ہے ان پر۔

٦ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَيِ الْاَصْنَامِ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ مُحْصٍ عَلَيْهِمْ يُجَازِيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ تُحَصِّلُ الْمَطْلُوْبَ مِنْهُمْ مَا عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ

٦ اور جو لوگ اللہ کے سوا بتوں کو معبود بناتے ہیں اللہ ان کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے تاکہ ان کو سزا ان کے اعمال کی دیوے اور تو ان کا ذمہ دار نہیں کہ ان کی ہدایت سے جو مقصود ہے اس کو حاصل کرے تیرا کام صرف پہنچا دینا ہے۔

تشریح

٥ اللہ برتر و عظیم کی جناب میں اس گستاخی پر آسمان پھٹ کر گر سکتا ہے | اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے خالق ہیں مالک ہیں اور تمام کائنات پر انہی کی حکومت ہے ان کی جناب میں یہ گستاخیاں کہ کسی کو اللہ کا بیٹا، کسی کو اللہ کا شریک، کسی کو اللہ کے برابر حاجت روا اور فریاد رس بنانا یہ کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں قریب ہے کہ ان باتوں پر اوپر سے آسمان پھٹ پڑے جیسا کہ سورۂ مریم میں ارشاد ہوا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ (سورۂ مریم آیت ۸۸ تا ۹۱ پارہ ۱۶ رکوع ۶)

(قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمٰن کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا رحمٰن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔)

فرشتے انسانوں کی یہ باتیں سن سن کر کانپتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کس کی یہ حیثیت ہو سکتی ہے کہ رب العٰلمین کی برابری کرے۔ وہ اللہ سے زمین والوں کے حق میں مغفرت کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کی حلیمی اور چشم پوشی تو ہے جس کی بدولت ایسے ایسے ظالم سالوں سال تک اور ایسے معاشرے صدیوں تک مہلت پاتے چلے جاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ان کو دنیا میں سب کچھ ملتا رہتا ہے۔ دنیا کی زندگی کی زینت دیکھ کر نادان لوگ غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کوئی گرفت نہیں ہو گی۔

٦ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا لیا ہے اللہ ان سے بے خبر نہیں ہے | اللہ کے جناب میں ایسے گستاخوں کو جو دوسری ہستیوں کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہیں اللہ تعالیٰ مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ مہلت ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ان کے سب اعمال اللہ کے یہاں محفوظ ہیں وقت آنے پر کھول کر رکھ دئے جائیں گے۔

○ ولی اور سرپرست کے کئی مفہوم ہوتے ہیں۔ ایک مفہوم یہ ہے کہ آدمی جس کے کہنے پر چلے جس کے مقرر کئے ہوئے طریقوں اور ضابطوں کی پیروی کرے وہ اس کا ولی ہے۔

○ ولی کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس کی رہنمائی پر آدمی بھروسہ کرے اور یہ سمجھے کہ یہ مجھے صحیح راستہ بتانے والا ہے۔

○ ولی کا تیسرا مطلب ہے کہ میں جو کچھ کروں گا اگر اس کا کوئی دوسرا نتیجہ سامنے آئے گا یہ میرا ولی اور سرپرست مجھے بچا لے گا۔

○ ولی کا چوتھا مفہوم یہ ہے کہ اس کے متعلق آدمی یہ سمجھے کہ یہ میری فوق الفطری طریقے سے مدد کرنے والا ہے۔ مجھے آفتوں سے بچاتا ہے میری مرادیں پوری کرتا ہے۔

اس اعتبار سے جو اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا ولی سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نظر رکھے ہوئے ہے —— اے پیغمبر آپ ان کی باتوں کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ کا کام صرف پیغام حق پہنچا دینا ہے۔ ان کا حساب کتاب چکا دینا ہمارا کام ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

وَكَذٰلِكَ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	قُرْاٰنًا	عَرَبِيًّا
اور اسی طرح	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	قرآن	عربی زبان

اور اسی طرح ہم نے آپؐ کی طرف وحی کیا قرآن عربی زبان میں

لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ

لِّتُنْذِرَ	اُمَّ الْقُرٰى	وَمَنْ	حَوْلَهَا	وَتُنْذِرَ
تاکہ آپؐ ڈرائیں	ام القریٰ (اہل مکہ)	اور جو	اس کے اردگرد	اور آپؐ ڈرائیں

تاکہ آپؐ ڈرائیں اہل مکہ کو اور انھیں جو اس کے اردگرد ہیں اور آپؐ ڈرائیں

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ

يَوْمَ الْجَمْعِ	لَا رَيْبَ	فِيْهِ	فَرِيْقٌ	فِى الْجَنَّةِ
جمع ہونے کا دن	نہیں شک	اس میں	ایک فریق	جنت میں

جمع ہونے کے دن سے، کوئی شک نہیں اس میں ایک فریق جنت میں ہوگا

وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ

وَفَرِيْقٌ	فِى	السَّعِيْرِ	وَلَوْ	شَآءَ اللّٰهُ	لَجَعَلَهُمْ
اور ایک فریق	میں	دوزخ	اور اگر	چاہتا اللہ	ضرور بنادیتا انھیں

اور ایک فریق دوزخ میں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور انہیں ایک امت

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ

اُمَّةً	وَّاحِدَةً	وَّلٰكِنْ	يُّدْخِلُ	مَنْ يَّشَآءُ	فِىْ
امت	ایک	اور لیکن	وہ داخل کرتا ہے	جسے چاہتا ہے	میں

بنا دیتا اور لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸

رَحْمَتِهٖ	وَالظّٰلِمُوْنَ	مَا لَهُمْ	مِّنْ وَّلِىٍّ	وَّلَا نَصِيْرٍ
اپنی رحمت	اور ظالم (جمع)	نہیں ان کے لیے	کوئی کارساز	اور نہ مددگار

کرتا ہے اور ظالموں کے لیے نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔

(۷) وَكَذٰلِكَ مِثْلَ ذٰلِكَ الْاِيْحَاءِ
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ تُخَوِّفَ
أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
أَيْ أَهْلَ مَكَّةَ وَسَائِرَ
النَّاسِ وَتُنْذِرَ النَّاسَ
يَوْمَ الْجَمْعِ أَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
تُجْمَعُ فِيْهِ الْخَلْقُ لَا رَيْبَ
شَكَّ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي
السَّعِيْرِ ○ اَلنَّارِ

(۷) اور مثل اسے وحی کرنے کے ہم نے تیری طرف وحی کیا
قرآن جو عربی زبان میں ہے۔
تاکہ تو ڈرا دے مکہ والوں کو اور تمام لوگوں
کو۔

اور ڈرا دے لوگوں کو قیامت کے دن سے جس میں
تمام مخلوق جمع ہوگی۔
اس کے ہونے میں کچھ تردد نہیں۔
ایک گروہ ان میں سے جنت میں ہوگا
اور ایک جماعت دوزخ میں۔

(۸) وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ
أُمَّةً وَّاحِدَةً أَيْ عَلٰى
دِيْنٍ وَّاحِدٍ وَهُوَ الْاِسْلَامُ
وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ
يَّشَاءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَ
الظّٰلِمُوْنَ الْكَافِرُوْنَ مَا
لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
نَصِيْرٍ ○ يَدْفَعُ عَنْهُمُ
الْعَذَابَ

(۸) اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک مذہب پر
کر دیتا یعنی اسلام پر۔

ولیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں
داخل فرماتا ہے۔
اور کافروں کے لئے کوئی دوست اور مددگار
نہیں، جو اُن سے عذاب کو دفع کرے۔

تشریح

ہم نے قرآن اس لئے نازل کیا کہ وہ حق اور باطل کو الگ الگ کر دے۔

جس طرح پہلے نبیوں اور رسولوں پر وحی نازل کی جاتی رہی ہے اسی طرح ہم نے عربی زبان میں تمہاری طرف قرآن وحی کیا ہے کیونکہ تمہارے اولین مخاطب اہل عرب ہیں اس لئے اس کتاب کی زبان عربی ہے تاکہ وہ براہِ راست اللہ کے کلام کو سمجھ سکیں۔

خفیہ دعوت کے بعد اعلانیہ تبلیغ کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے دین کی دعوت دو۔ (سورۂ شعراء آیت ۲۱۴)

اعلانیہ دعوت کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ مکہ مکرمہ جو جغرافیائی اور مذہبی اعتبار سے مذہبی حیثیت رکھتا ہے وہاں کے اور قرب وجوار کے لوگوں کو دین کی دعوت دی جائے اور ان کو بتا یا جائے کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے انسان اللہ تعالیٰ کے رو برو حساب کے لئے جمع ہوں گے اس دن کے آنے میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے یہ ایک یقینی بات ہے۔ اس وقت تو انسان دو حصوں میں تقسیم ہوں گے ایک جنتی اور دوسرے دوزخی۔ انھیں بتا دو کہ جن گمراہیوں اور اخلاق و کردار کی جن خرابیوں میں تم لوگ مبتلا ہو اور تمہاری انفرادی اور اجتماعی زندگی جن غلط اصولوں پر چل رہی ہے اس کا انجام تباہی ہے اور یہ تباہی صرف اس دنیا تک نہیں ہے بلکہ آگے وہ دن بھی آنا ہے جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو جمع کر کے ان کا حساب لے گا ——— اب وہ خود فیصلہ کریں کہ کون سے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس گروہ میں جو اُس دنیا میں کامیاب ہوگا یا اس گروہ میں جس کے دونوں جہاں برباد ہو جائیں۔

۸ انسان کی آزادی میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حکمت پوشیدہ ہے — اللہ تعالیٰ کی ایک معصوم مخلوق فرشتے ہیں جن میں فرماں برداری کے علاوہ نافرمانی کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ان کی تخلیق ہی ایسی ہوتی ہے کہ جو اُن کو حکم دیا جاتا ہے بے چون وچرا اس پر عمل کرتے ہیں۔

فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ کی کائنات میں چاند سورج اور ستارے، زمین و آسمان، ہوائیں بارش شجر و حجر سب اللہ کے احکام کے تابع اس کے آگے سر جھکانے والے اور اس کے مسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضہ ہوا کہ ایک ایسی مخلوق انسان پیدا کرے جس کو ایک محدود دائرے میں آزادی اور عمل کا اختیار ہو وہ خود اپنی مرضی سے اپنا راستہ منتخب کرے، اس کو اچھے برے کی تمیز شعور علم و فہم اور بصیرت دی جائے تاکہ وہ گمراہی اور ہدایت میں فرق کر سکے اور اپنی مرضی سے اپنا راستہ چُن سکے۔

اگر اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے تو انسان کو عمل کی آزادی نہ دیتے اور سب کو ایک امت بنا دیتے جس میں نافرمانی کی طاقت ہی نہ ہو۔

مگر اللہ نے انسان کو ایک ذی اختیار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کر کے اس کو خلافت عطا کی اور زمین کے ذرائع اس کے تصرف میں دیئے تاکہ یہ اس امتحان سے گزر سکے جس میں کامیاب ہو کر کوئی بندہ اللہ کی رحمتِ خاص کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اللہ کی رحمت خاص اسی کو ملتی ہے جو اللہ کے حضور میں اپنی بندگی کا نذرانہ پیش کرے، اس کو اپنا ولی بنائے، اس کا دامن تھامے اس سے مدد اور رہنمائی مانگے تاکہ پروردگار اس کو زندگی کے امتحان سے بخیریت گزرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اس کی رحمت خاص میں داخل ہو سکے۔ لیکن جو ظالم اللہ سے منھ موڑ کے اللہ کے بجائے دوسروں کو اپنا ولی بنائے۔ اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اس کا ولی بنے۔ اللہ کے سوا سرے سے کوئی علم کوئی طاقت اور کوئی اختیار نہیں ہے کہ اس کو کامیاب کرا سکے۔

یہ ہے وہ حکمت جس کا اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شخص نے اپنا جدا جدا راستہ اختیار کیا ہے لیکن اللہ کا پسندیدہ راستہ وہی ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ بتایا ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ

اَمِ	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اَوْلِيَآءَ	فَاللّٰهُ	هُوَ
کیا	انھوں نے ٹھہرائے	اس کے سوا	کارساز (جمع)	پس اللہ	وہی

کیا انھوں نے اللہ کے سوا کارساز ٹھیرائے ہیں ؟ پس اللہ ہی

الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

الْوَلِيُّ	وَهُوَ	يُحْيِ	الْمَوْتٰى	وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ
کارساز	اور وہی	زندہ کرتا ہے	مُردوں	اور وہ	پر	ہر	چیز

کارساز ہے ۔ اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قدرت

قَدِيْرٌ ﴿۹﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ۱ ع ۹ ۲

قَدِيْرٌ	وَمَا	اخْتَلَفْتُمْ	فِيْهِ	مِنْ شَيْءٍ	فَحُكْمُهٗٓ	اِلَى اللّٰهِ
قدرت رکھنے والا	اور جو جس	اختلاف کرتے ہو تم	اس میں	کسی چیز	تو اس کا فیصلہ	طرف۔ پاس اللہ

رکھنے والا ہے ۔ اور جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ

ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبِّيْ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاِلَيْهِ	اُنِيْبُ	فَاطِرُ
وہی ہے	اللہ	میرا رب	اس پر	بھروسہ کیا میں نے	اور اس کی طرف	میں رجوع کرتا ہوں	پیدا کرنے والا

وہی ہے اللہ میرا رب اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا
آسمانوں	اور زمین	اس نے بنائے	تمہارے لئے	تمہاری ذات (جنس) سے	جوڑے

اور زمین کا پیدا کرنے والا ۔ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بنائے جوڑے

وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ

وَّمِنَ	الْاَنْعَامِ	اَزْوَاجًا	يَذْرَؤُكُمْ	فِيْهِ	لَيْسَ
اور سے۔ کے	چوپایوں	جوڑے	وہ پھیلاتا ہے تمہیں	اس (دنیا) میں	نہیں

اور چوپایوں کے جوڑے ۔ وہ تمہیں اس دنیا میں پھیلاتا ہے ۔ اس کے

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾

الْبَصِيْرُ	السَّمِيْعُ	وَهُوَ	شَيْءٌ	كَمِثْلِهٖ
دیکھنے والا	سننے والا	اور وہ	کوئی شے	اس کی مثل

مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

٩ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَيِ الْاَصْنَامِ اَوْلِيَآءَ ۚ اَمْ مُنْقَطِعَةٌ بِمَعْنٰى بَلِ الَّتِيْ لِلْاِنْتِقَالِ وَهَمْزَةُ الْاِنْكَارِ اَيْ لَيْسَ الْمُتَّخِذُوْنَ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ اَيِ النَّاصِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْفَآءُ لِمُجَرَّدِ الْعَطْفِ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

٩ کیا ان کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو اپنا دوست اور مددگار بنایا۔

وہ ان کے دوست نہیں۔
پس اللہ ہی مددگار ہے ایمان والوں کا اور وہی زندہ کرتا ہے
مُردوں کو۔

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

١٠ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ مَعَ الْكُفَّارِ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَغَيْرِهٖ فَحُكْمُهٗ مَرْدُوْدٌ اِلَى اللّٰهِ ؕ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ قُلْ لَهُمْ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ اَرْجِعُ

١٠ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اور جس امر میں تم کافروں کے ساتھ اختلاف کرتے ہو، امور مذہب وغیرہ سے پس حکم اس کا راجع ہے طرف اللہ کے وہ تم میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن۔ ان سے کہہ دے یہ اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

١١ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مُبْدِعُهُمَا جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا حَيْثُ خَلَقَ حَوَّآءَ مِنْ ضِلْعِ اٰدَمَ وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ذُكُوْرًا وَّاِنَاثًا يَذْرَؤُكُمْ بِالْمُعْجَمَةِ يَخْلُقُكُمْ فِيْهِ فِي الْجَعْلِ الْمَذْكُوْرِ اَيْ يُكَثِّرُكُمْ بِسَبَبِهٖ بِالتَّوَالُدِ وَالضَّمِيْرُ لِلْاَنَاسِيِّ وَالْاَنْعَامِ بِالتَّغْلِيْبِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

١١ وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا بدون مثال کے۔ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنائیں تمہاری جانوں سے چنانچہ حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا۔ اور پیدا کئے اس نے چوپایوں سے جوڑے یعنی نر اور مادہ وہ تم کو بڑھاتا ہے ساتھ توالد اور تناسل کے (یَذْرَؤُکُمْ میں ضمیر خطاب سے مراد آدمی اور چہارپایہ دونوں لئے گئے تغلیباً)

اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں (کمثلہ میں کاف زائدہ

اَلْکَافُ زَائِدَۃٌ لِاَنَّہٗ تَعَالٰی
لَامِثْلَ لَہٗ وَھُوَ السَّمِیْعُ
لِمَا یُقَالُ اَلْبَصِیْرُ بِمَا یُفْعَلُ

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں نہ یہ کہ یوں کہا جائے کہ اس کی مثل کا کوئی نظیر نہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا) اور وہ سنتا ہے جو کچھ کہا جاتا ہے دیکھتا ہے جو کچھ کیا جاتا ہے۔

تشریح

(۹) ولی حقیقت میں وہ ہے جو موت وحیات پر قدرت رکھتا ہے | مخلوق کا ولی اس کا سرپرست اور اس کا کارساز وہ ہے جو موت اور زندگی پر قدرت رکھتا ہے۔ جو زندگی دے سکتا ہے اور موت دے سکتا ہے وہی حقیقت میں رفیق اور مددگار ــــ ہونے کا مستحق ہے۔ اور وہ ہستی ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ کی۔ ولی بنانا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو چاہو ولی بنا کر بیٹھ جاؤ۔ ولایت تو ایک وصف ہے اور وہ وصف صرف اللہ تعالیٰ میں ہے کہ وہ بے جان مادوں میں جان ڈال کر جیتا جاگتا انسان پیدا کر دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے اس کو چھوڑ کر دوسری محتاج ہستیوں کو ولی بنانا جہالت بھی ہے حماقت بھی۔

(۱۰) اللہ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے | اے پیغمبر آپ ان کو بتا دیں کہ سب جھگڑوں کے فیصلے اللہ کے سپرد ہونے چاہئیں جب ولایت اور حاکمیت اسی کی ہے تو اس کے ولی ہونے کا منطقی تقاضا یہی ہے کہ انسانوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کرنا اسی کا حق ہے وہ جس طرح عالم آخرت میں فیصلے کے دن کا مالک ہے اسی طرح دنیا میں احکم الحاکمین ہے یہ اسی کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون سے طریقے درست ہیں اور کون سے غلط۔

عملاً بھی حق اور باطل کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں چاہے بظاہر اس فیصلے کے نفاذ میں تاخیر نظر آتی ہو۔ بندے کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ اللہ کے فیصلے سے سرتابی کرے ــ میں ہمیشہ اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں، اسی سے رہنمائی طلب کرتا ہوں اسی کی تعلیم وہدایت میں معاملات کا حل تلاش کرتا ہوں، اسی کی پناہ ڈھونڈتا ہوں ہر معاملے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۱۱) اللہ جیسا کوئی نہیں ہے | اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کمالات میں بے مثال ہیں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ ان کے احکام اور فیصلوں کی طرح کوئی فیصلہ نہیں ہے کوئی حکم نہیں ہے اس کے دین جیسا کوئی دین نہیں ہے، اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے، اس کا کوئی ہم جنس نہیں ہے وہ اپنی ذات میں یکتا اور اپنی صفات میں لاجواب ہے۔ وہ زمین اور آسمان کا بنانے والا ہے اس کا کمال یہ ہے کہ اس نے تمہاری اپنی ہی جنس سے تمہارے لئے مرد وعورت کے جوڑے پیدا کئے۔ اسی طرح جانوروں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے اور اس طرح جوڑے بنا کر وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے وہ کائنات میں ہر وقت ہر ایک کی سنتا ہے مگر اس کا دیکھنا اور سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے اس کی ذات والا صفات تمام کمالات کا مجموعہ ہے مگر کوئی کمال ایسا نہیں ہے جس کی کیفیت بیان کی جاسکے۔ کیوں کہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں ہے وہ مخلوق کی مشابہت اور مماثلت سے پاک ہے۔ وہ سننے والا ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں وہ دیکھنے والا ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں۔ اس کی صفات کی کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

لَهٗ	مَقَالِيْدُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	يَبْسُطُ
اس کے لئے پاس	کنجیاں	آسمانوں	اور زمین	وہ فراخ کرتا ہے

اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں وہ رزق فراخ کرنا

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ

الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ	وَيَقْدِرُ	اِنَّهٗ	بِكُلِّ
رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے	اور تنگ کرتا ہے	بیشک وہ	ہر

ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے (اور جس پر چاہے) تنگ کردیتا ہے بیشک وہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	شَرَعَ	لَكُمْ	مِّنَ + الدِّيْنِ
شے	جاننے والا	اس نے مقرر کیا	تمہارے لئے	وہی دین

شے کو جاننے والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے

مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

مَا وَصّٰى	بِهٖ	نُوْحًا	وَّالَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ
اس نے جس کا حکم دیا	اس کا	نوحؑ	اور وہ جس	ہم نے وحی کی	آپ کی طرف۔ کو

قائم کرنے کا اس نے حکم دیا تھا نوحؑ کو اور جس کی ہم نے آپؐ کی طرف وحی کی اور

وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى

وَمَا وَصَّيْنَا	بِهٖٓ	اِبْرٰهِيْمَ	وَمُوْسٰى	وَعِيْسٰٓى
اور جس کا حکم دیا ہم نے	اس کا	ابراہیمؑ	اور موسیٰؑ	اور عیسیٰؑ

جس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي

اَنْ	اَقِيْمُوا	الدِّيْنَ	وَلَا تَتَفَرَّقُوْا	فِيْهِ	كَبُرَ	عَلَي
کہ	تم قائم کرو	دین	اور تفرقہ نہ ڈالو	اس میں	گراں	پر

دین قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو، آپؐ جس کی طرف انہیں بلاتے ہیں وہ مشرکوں پر

الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ ۗ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ

اَلْمُشْرِكِيْنَ	مَا تَدْعُوْهُمْ	إِلَيْهِ	اَللّٰهُ	يَجْتَبِيْٓ
مشرکوں	جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں	اس کی طرف	اللہ	چن لیتا ہے

گراں گزرتی ہے۔ اللہ (اپنے قرب کے لیے) جس کو چاہتا

إِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑬

إِلَيْهِ	مَنْ يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْٓ	إِلَيْهِ	مَنْ + يُّنِيْبُ
اپنی طرف	جسے وہ چاہتا ہے	اور ہدایت دیتا ہے	اس کی طرف	جو رجوع کرتا ہے

ہے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے۔

⑫ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ج اَیْ مَفَاتِيْحُ
خَزَائِنِهِمَا مِنَ الْمَطَرِ
وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهِمَا
يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوَسِّعُهٗ
لِمَنْ يَّشَآءُ اِمْتِحَانًا وَّيَقْدِرُ ط
يُضَيِّقُهٗ لِمَنْ يَّشَآءُ
اِبْتِلَاءً اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ○

⑫ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ یعنی بارش کا اتارنا اور سبزہ کا جمانا سب اس کے قبضہ میں ہے۔

جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ فرماتا ہے آزمائش کے طور سے۔ اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے آزمائش کی راہ سے۔

بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

⑬ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ
مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا هُوَ
اَوَّلُ اَنْبِيَاءِ الشَّرِيْعَةِ
وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ
اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا
فِيْهِ هٰذَا هُوَ الْمَشْرُوْعُ

⑬ اس نے تمہارے لئے ظاہر اور مقرر کر دیئے دین کے احکام جس کی اس نے وصیت کی نوحؑ کو۔

(نوح سب میں اول پیغبر ہیں جو احکام شریعت لائے) اور وہ جو ہم نے تیری طرف وحی کی۔ اور وہ جس کی ہم نے وصیت کی ابراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ دین قائم اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

(یہ ہے وہ حکم جس کو اللہ نے شروع کیا اور نوح وغیرہ کو اس

الْمُوْصٰى بِهٖ وَالْمُوْحٰى اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ كَبُرَ عَظُمَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ مِنَ التَّوْحِيْدِ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ اِلَى التَّوْحِيْدِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ يُقْبِلُ عَلٰى طَاعَتِهٖ

کی وصیت فرمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی مراد اس سے توحید ہے)

بھاری اور دشوار ہے مشرکوں کو اقرار توحید جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے۔

اللہ پسند کرتا ہے توحید کے لئے جس کو چاہے۔

اور ہدایت فرماتا ہے توحید کی طرف اس کو جو اللہ کی بندگی کی طرف متوجہ ہو۔

تشریح

(۱۲) **وہ زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے** زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں اس کو اختیار ہے کہ جس خزانے میں سے جس کو جتنا چاہے عطا فرما دے۔ تمام مخلوق کو روزی دینے والا وہی ہے لیکن کمی اور زیادتی کی مقدار اپنی حکمت کے موافق مقرر کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون کتنی عطا کا مستحق ہے اور اس کے حق میں کتنا دینا مصلحت کے مطابق ہوگا۔ ہر چیز اسی حساب سے چاہے روزی ہو یا دوسری چیزیں نپی تلی حکمت اور مصلحت کے مطابق دیتا ہے۔

(۱۳) **حضرت نوح ؑ سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد ؐ تک تمام نبیوں اور ان کی امتوں کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول عمل سے دین کو قائم رکھیں** طوفانِ نوح ؑ کے بعد نسل انسانی کے اولین پیغمبر حضرت نوح ؑ اور آخری پیغمبر حضرت محمد ؐ، اس کے علاوہ جلیل القدر پیغمبروں میں حضرت ابراہیم ؑ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ ہیں۔ یہ سب اور دیگر پیغمبر ایک ہی دین لے کر آئے تھے۔ اس دین کی بنیادی تعلیمات ایک ہی تھیں۔ عقائد، اخلاق، دین کے اصول ان سب میں تمام پیغمبر متفق رہے ہیں۔ بعض جزئیات میں حسب مصلحت کچھ فرق ہوا اور دین کے قائم کرنے کے طور طریق اللہ نے ہر زمانے میں جُدا ٹھہرا دیئے ــــ دین تمام انبیاء کے درمیان مشترک تھا اور جس نبی کی امت کو جو شریعت بھی اللہ نے دی تھی وہ اس امت کے لئے دین تھی۔ سب انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم ہوا کہ اللہ کے دین کو اپنے قول اپنے عمل سے قائم کریں اور قائم رکھیں۔ اور اصل دین میں کسی طرح کی تفریق اور اختلاف کو روا نہ رکھیں۔

اے نبی، آپ ان کے سامنے اُسی دین کی صاف شاہراہ پیش کر رہے ہیں جو ہمیشہ سے تمام انبیاء کا دین رہا ہے۔ اور یہ نادان اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے اُلٹا اس کو زحمت سمجھ رہے ہیں ــــ مگر انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی انھیں کھینچ کھینچ کر اپنی طرف لا رہا ہے ــــ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کو راستہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے ــــ اب یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی اس نعمت کو پائے اور کوئی گنوائے۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا	اِلَّا	مِنْۢ بَعْدِ	مَا جَآءَهُمُ	الْعِلْمُ	بَغْيًا
اور انھوں نے تفرقہ نہ ڈالا	مگر	اس کے بعد	کہ آگیا ان کے پاس	علم	ضد

اور انھوں نے تفرقہ نہ ڈالا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم (وحی) آگیا، آپس کی ضد

بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ

بَيْنَهُمْ	وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ رَّبِّكَ	اِلٰٓى	اَجَلٍ
آپس کی	اور اگر نہ	فیصلہ	گزر چکا ہوتا	آپ کے رب کی طرف سے	تک	ایک مدت

کی وجہ سے اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک مدت، مقرر تک مہلت دینے کا فیصلہ نہ گزر چکا

مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ

مُّسَمًّى	لَّقُضِيَ	بَيْنَهُمْ	وَاِنَّ	الَّذِيْنَ	اُوْرِثُوا	الْكِتٰبَ
مقررہ	تو فیصلہ کر دیا جاتا	ان کے درمیان	اور بیشک	جو لوگ	وارث بنائے گئے	کتاب

ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک جو لوگ ان کے بعد کتاب کے وارث

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (۱۴)

مِنْۢ بَعْدِهِمْ	لَفِيْ + شَكٍّ	مِّنْهُ	مُرِيْبٍ
ان کے بعد	البتہ وہ شک میں	اس سے	تردد میں ڈالنے والے

بنائے گئے البتہ وہ اس سے تردد میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

(۱۴) وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اَیْ اَهْلُ الْاَدْیَانِ فِی الدِّیْنِ بِاَنْ وَحَّدَ بَعْضٌ وَ کَفَرَ بَعْضٌ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بِالتَّوْحِیْدِ بَغْیًا مِنَ الْکَافِرِیْنَ بَیْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ بِتَاخِیْرِ الْجَزَاءِ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ۭ بِتَعْذِیْبِ الْکَافِرِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّ

(۱۴) اور نہیں متفرق ہوئے تمام اہل مذاہب دین میں اس طرح کہ بعض توحید کے مقر ہوئے اور بعض کافر رہے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس توحید کا علم آیا۔ یہ کفر ان کافروں کا باعتبار باہمی سرکشی اور زیادتی کے تھا اور ان کی بغاوت اور خود بینی باعث اس کفر کا ہوئی۔

اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات مقرر نہ ہو لیتی کہ بدلہ کا دن قیامت ہے اور جزا و سزا فی الحال نہیں ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اس طرح کہ دنیا ہی میں کافروں کو عذاب ہوتا۔

اور بے شبہ وہ لوگ جو وارث ہوئے

الَّذِيْنَ أُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ أَيْ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرِيْبٍ ○ مُوْقِعَ الرِّيْبَةِ

کتاب کے ان کے بعد (مراد ان سے یہود اور نصاریٰ ہیں) وہ شک اور تردد میں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

تشریح

(۱۴) مذاہب کے اختلاف کی بنیادی وجہ لاعلمی نہیں تھی | لوگوں نے الگ الگ مذہب اور نظام زندگی خود ایجاد کر لئے۔ مذاہب کی یہ تفریق لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھی۔ اس وجہ سے نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء نہیں بھیجے تھے اور کتابیں نازل نہیں کی تھیں اور لوگوں کو سیدھے راستے کا علم نہیں تھا اور اس لاعلمی کی وجہ سے انھوں نے اپنے اپنے مذہب بنالئے بلکہ مذاہب کی یہ تفریق اور یہ الگ الگ راستے جو بنائے گئے اللہ کا دین نازل ہونے کے بعد بنائے گئے اور اس کا محرک ضد اور ہٹ اور مال و جاہ کی طلب تھی۔

جو چالاک اور ہوشیار لوگ تھے انھوں نے دیکھا کہ اگر سارے انسان برابر کے درجے کے رہے ان میں کوئی اونچ نیچ نہ ہوئی ان کا ایک خدا ہوا جس کی وہ عبادت کرتے رہے، ایک رسول ہوگا جس کو وہ اپنا رہنما مانیں گے، ایک کتاب ہوگی جس سے ہدایت حاصل کریں گے، ایک صاف ستھرا عقیدہ اور بے لاگ آئین ہوگا جس پر لوگ چلیں گے۔ اس نظام میں وہ کہاں ہوں گے ان کی بڑائی، ان کی چودہراہٹ، ان کی مشیخت کے لئے اس نظام میں کیا جگہ ہوگی وہ کس طرح لوگوں سے جبیں خالی کرائیں گے۔ یہی وہ جذبہ تھا کہ انھوں نے نئے فلسفے، نئے عقیدے، نئی مذہبی رسمیں، نئے نئے نظام زندگی نئے نئے طریقۂ عبادت ایجاد کئے اور اللہ کے بہت سے بندوں کو اللہ کے دین کی صاف ستھری شاہراہ سے ہٹا کر مختلف راہوں پر ڈال دیا۔ اور آہستہ آہستہ یہ کش مکش تلخیوں میں بدلتی گئی۔ اور مذہب کے نام پر جنگ و جدال کی نوبت آگئی اور آج انسانی خون کے چھینٹوں سے تاریخ سرخ نظر آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ حق اور باطل کے دوٹوک فیصلے کو اس نے قیامت تک ملتوی رکھا۔ کیوں کہ اگر دنیا ہی میں یہ فیصلہ ہوجاتا تو انسان کی آزمائش بے معنی ہو کر رہ جاتی — یہ ہے مذہبی اختلافات کا صحیح پس منظر ورنہ حقیقت میں انسان ایک ہے اس کا خالق ایک ہے اس کا معبود ایک ہے اور اس کا راستہ ایک ہے اس کی کتاب ایک ہے، اس کا قبلہ ایک ہے اور اس کی منزل ایک ہے۔

(۱۵) مذہبی اختلافات کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ ہر نبی اور اس کے قریبی لوگوں کا دور گزر جانے کے بعد جب اگلی نسلوں تک اللہ کی کتاب پہنچی تو انھوں نے اس پر پورا اعتماد نہیں کیا بلکہ وہ اس کے متعلق شکوک میں مبتلا ہوگئے۔ یہی صورت حال توریت اور انجیل کے بارے میں پیش آئی یہ کتابیں اصل عبارت اور اصل زبان میں محفوظ نہیں رہیں اللہ کے کلام کے ساتھ دوسری چیزیں اس طرح شامل ہوگئیں کہ دونوں کو الگ الگ کرنا مشکل ہوگیا۔ ان کے ترجموں میں اصل غائب ہوگئی اور صرف ترجمے باقی رہ گئے۔ اب کوئی شخص یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جو کتاب اس کے ہاتھ میں ہے یہ وہی کتاب ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے ذریعہ لوگوں کو ملی تھی — اور لوگوں نے مذہب کے راستوں کو اتنا پیچیدہ کر دیا کہ حق کو باطل سے الگ کرنا مشکل ہوگیا — جب دنیا اس طرح مذہبی اختلافات میں مبتلا ہو تو قرآن کی کیا اہمیت ہے اور اس کی تعلیم کو کس طرح مضبوطی کے ساتھ پیش کرنا چاہئے اس کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

فَلِذٰلِكَ	فَادْعُ	وَاسْتَقِمْ	كَمَآ + اُمِرْتَ	وَلَا تَتَّبِعْ
پس اسی کے لئے	آپ بلائیں	اور قائم رہیں	جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے تمہیں	اور آپ نہ چلیں

پس آپ اسی کے لئے بلائیں اور (اس پر) قائم رہیں جیسا کہ میں نے آپ کو حکم دیا ہے۔ اور آپ ان کی

اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ

اَهْوَآءَهُمْ	وَقُلْ	اٰمَنْتُ	بِمَآ	اَنْزَلَ اللّٰهُ	مِنْ كِتٰبٍ
ان کی خواہشات	اور کہیں	میں ایمان لے آیا	اس پر جو	نازل کی اللہ نے	سے۔ ہر کتاب

خواہشات پر نہ چلیں، اور کہیں میں ایمان لے آیا ہر کتاب پر جو اللہ نے نازل کی

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ

وَاُمِرْتُ	لِاَعْدِلَ	بَيْنَكُمْ	اَللّٰهُ	رَبُّنَا	وَرَبُّكُمْ	لَنَا
اور مجھے حکم دیا گیا	کہ میں انصاف کروں	تمہارے درمیان	اللہ	ہمارا رب	اور تمہارا رب	ہمارے لئے

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمارے لئے

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ

اَعْمَالُنَا	وَلَكُمْ	اَعْمَالُكُمْ	لَا حُجَّةَ + بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ
ہمارے اعمال	اور تمہارے لئے	تمہارے اعمال	کوئی حجت (جھگڑا) نہیں ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان

ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔

اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

اَللّٰهُ	يَجْمَعُ	بَيْنَنَا	وَاِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ
اللہ	جمع کرے گا	ہمارے درمیان (ہمیں)	اور اسی کی طرف	بازگشت

اللہ ہمیں جمع کرے گا اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

۱۵ فَلِذٰلِكَ التوحيد فَادْعُ يا محمد الناس وَاسْتَقِمْ عليه كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ في تركه وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ

۱۵ سو تو اے محمدؐ لوگوں کو توحید کی طرف بلا اور اسی پر خود بھی قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم ہوا۔ اور ان کی خواہشات کی پیروی کر کے توحید کو نہ چھوڑ اور کہہ کہ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو اللہ نے اتاری۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ جو کچھ تمہارے درمیان

لِاَعْدِلَ اَیْ بِاَنْ اَعْدِلَ بَیْنَكُمْ فِی الْحُكْمِ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ فَكُلٌّ یُجَازٰی بِعَمَلِهٖ لَا حُجَّةَ خُصُوْمَةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ هٰذَا قَبْلَ اَنْ یُّؤْمَرَ بِالْجِهَادِ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَاج فِی الْمَعَادِ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ○ اَلْمَرْجَعُ

حکم کروں انصاف سے کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے واسطے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل۔ پس ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ نہیں ہے کچھ جھگڑا اور خصومت ہم میں اور تم میں (یہ ارشاد پہلے اس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم ہوا) اور اللہ ہم تم سب کو آخرت میں جمع کرے گا فیصلہ کرنے کے لئے اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

تشریح

(۱۵) اِختلافات کے طوفان میں نبیؐ کا اور قرآن کا کردار | مذہب اور مذہبی گروہوں کے ان تمام اختلافات میں آں حضرتؐ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ اسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہیں جس کی دعوت آدمؑ و نوحؑ اور ان کے بعد تمام انبیاء کرام دیتے چلے آئے ہیں۔ کسی کو راضی کرنے کے لئے اس دین میں کسی ردّ و بدل اور کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہاں "کچھ دو اور کچھ لو" کا اصول نہیں ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ اپنے قول و فعل اور اپنے عمل سے اسی راستے پر چلتے رہیں جس پر اب تک گامزن رہے ہیں۔ جھٹلانے والوں کی اور مخالفین کی ذرا پرواہ نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر چاہے وہ تورات ہو یا انجیل چاہے وہ کسی زمانے میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ آپ کہہ دیں کہ میں ان تفرقہ پرداز لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کی نازل کی ہوئی بعض کتابوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ میں ہر اس کتاب کو مانتا ہوں جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ میرا کام پچھلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں میرا کام یہ نہیں ہے کہ کسی گروہ کے حق میں اور کسی کے خلاف تعصب برتوں۔ میرا سب انسانوں کے ساتھ عدل و انصاف کا تعلق ہے۔ میں حق کو تمہارے سامنے پیش کرنے پر مامور ہوں۔ اس میں کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میں دنیا میں عدل قائم کرنے پر مامور ہوں۔ میری ذمے داری ہے کہ جو اختلافات تم نے ڈالے ہیں ان کا منصفانہ فیصلہ دوں۔ اور جس طرح تمہیں خدا کی بندگی اور فرماں داری کی طرف بلاؤں اس سے پہلے خود احکام الٰہی کی تعمیل کر کے اس کا فرماں بردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ میرا اور تمہارا رب ایک ہے اس لئے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ ہم میں کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے۔ وہی اس کے سامنے آئے گا ہمیں جھگڑنے کی ضرورت نہیں سب کو اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ ہمیں اپنے عمل کا خود ہی خمیازہ بھگتنا ہو گا۔

یہ تھا مذہبی اختلافات کے درمیان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن کا منصفانہ اور عادلانہ کردار ــــــ آخر اسی کردار نے کامیابی کی منزل پر پہنچایا ــــــ اور اسلام فاتح زمانہ بن کر اُبھرا۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ

وَالَّذِيْنَ	يُحَاجُّوْنَ	فِي اللّٰهِ	مِنْ بَعْدِ	مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ
اور جو لوگ	جھگڑا کرتے ہیں	اللہ کے بارے میں	اس کے بعد	کہ قبول کرلیا گیا اس کے لئے اس کو

اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اس کے بعد کہ اس کو قبول کرلیا گیا ،

حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ

حُجَّتُهُمْ	دَاحِضَةٌ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	وَّلَهُمْ
ان کی حجت	باطل	ان کے رب کے ہاں	اور ان پر	غضب	اور ان کے لئے

ان کی حجت (جھگڑا) ان کے رب کے ہاں باطل ہے (بے ثبات) اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

عَذَابٌ	شَدِيْدٌ	اَللّٰهُ	الَّذِيْٓ	اَنْزَلَ	الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ
عذاب	سخت	اللہ	وہ جس نے	نازل کی	کتاب	حق کے ساتھ

سخت عذاب ہے ۔ اللہ ہے جس نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی اور

وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

وَالْمِيْزَانَ	وَمَا	يُدْرِيْكَ	لَعَلَّ	السَّاعَةَ	قَرِيْبٌ
اور میزان	اور کیا	تجھے خبر	شاید	قیامت	قریب

میزان (بھی) اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہو ۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

يَسْتَعْجِلُ	بِهَا	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِهَا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
وہ جلدی مچاتے ہیں	اس کی	وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے	اس پر	اور جو لوگ	ایمان لائے

اس کی وہ لوگ جلدی مچاتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو لوگ ایمان لائے

مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ

مُشْفِقُوْنَ	مِنْهَا	وَيَعْلَمُوْنَ	اَنَّهَا	الْحَقُّ	اَلَآ	اِنَّ الَّذِيْنَ
وہ ڈرتے ہیں	اس سے	اور وہ جانتے ہیں	کہ یہ	حق	یاد رکھو	بیشک جو لوگ

وہ اس سے ڈرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے یاد رکھو بے شک جو لوگ

يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ

يُمَارُوْنَ	فِى السَّاعَةِ	لَفِىْ ضَلٰلٍ	بَعِيْدٍ	اَللّٰهُ	لَطِيْفٌ
جھگڑتے ہیں	قیامت کے بارے میں	البتہ گمراہی میں	دور	اللہ	مہربان

قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ دُور (بڑی) گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ ع ۲ / ۳

بِعِبَادِهٖ	يَرْزُقُ	مَنْ يَّشَآءُ	وَهُوَ	الْقَوِىُّ	الْعَزِيْزُ
اپنے بندوں پر	وہ رزق دیتا ہے	جس کو چاہے	اور وہ	قوی	غالب

پر مہربان ہے وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ قوی، غالب ہے

﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ نَبِيِّهٖ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ بِالْاِيْمَانِ لِظُهُوْرِ مُعْجِزَتِهٖ وَهُمُ الْيَهُوْدُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ بَاطِلَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○

﴿۱۶﴾ اور جو لوگ اللہ کے دین میں اس کے پیغمبر سے جھگڑتے بعد اس کے کہ لوگ اس پر ایمان لائے بسبب ظاہر ہونے معجزہ اس کے کے۔ ان کا جھگڑنا لغو اور ان کی حجت باطل ہے ان کے رب کے نزدیک مراد ان سے یہود ہیں۔ اور ان پر اللہ کا غصہ ہے اور ان کو سخت عذاب ہونے والا ہے۔

﴿۱۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الْقُرْاٰنَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ وَالْمِيْزَانَ وَالْعَدْلَ وَمَا يُدْرِيْكَ يُعْلِمُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ اَىْ اِتْيَانُهَا قَرِيْبٌ ○ وَلَعَلَّ مُعَلِّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ اَوْمَا بَعْدَهٗ سَدَّ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ

﴿۱۷﴾ اللہ وہ ہے جس نے قرآن کو اتارا ساتھ حق کے اور اتارا میزان کو یعنی عدل اور انصاف کو۔ اور تجھ کو کیا خبر شاید قیامت کا آنا نزدیک ہی ہو۔

﴿۱۸﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ج يَقُوْلُوْنَ مَتٰى تَاْتِىْ ظَنًّا مِّنْهُمْ اَنَّهَا غَيْرُ اٰتِيَةٍ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ خَائِفُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا

﴿۱۸﴾ قیامت کے آنے میں وہی لوگ جلدی کرتے ہیں جن کو اس پر ایمان نہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قیامت کب آوے گی اس عقیدہ سے کہ قیامت آنے والی نہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ قیامت سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت کا آنا سچ ہے۔

اَلْحَقِّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ یُجَادِلُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ○

آگاہ رہو بالیقین جو لوگ قیامت میں جھگڑا اور تردد کرتے ہیں وہ گمراہی میں ہیں جو حق سے بہت دور ہے۔

۱۹ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ بَرٌّ هُمْ وَفَاجِرُهُمْ حَیْثُ لَمْ یُهْلِكْهُمْ جُوْعًا بِمَعَاصِیْهِمْ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ كُلٍّ مِّنْهُمْ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ عَلٰى مُرَادِهٖ الْعَزِیْزُ ○ اَلْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ

۱۹ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اچھوں پر اور بروں پر کہ ان کو ہلاک نہ کیا بھوک سے بسبب ان کے گناہوں کے وہ روزی دیتا ہے ہر ایک کو ان میں سے جس کو جس قدر چاہے اور وہ قوت والا ہے اپنے ارادہ میں، غالب ہے اپنے حکم میں۔

تشریح

۱۶ جنھوں نے اللہ کے دین کو قبول کرلیا ان سے جھگڑا کرنا بے معنیٰ ہے | جن لوگوں نے اللہ کے دین کو قبول کرلیا ان سے حجت بازی کرنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جب اللہ کے دین کی سچائی پوری طرح واضح ہوچکی اور جنھوں نے اس دین کو قبول نہیں کیا وہ بھی اس سچائی کا اقرار کرنے لگے تو خواہ مخواہ حجت بازی کرنا اللہ کے نزدیک باطل ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ ایک تو خود نہ ماننا اور دوسرے ماننے والوں کو روکنا اور ان سے جھگڑا کرنا تاکہ وہ اس دین کو چھوڑ کر پلٹ آئیں اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

۱۷ اللہ نے میزان نازل کی ہے | اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی یہ شریعت ہے جو ایک میزان کی طرح ہے جو تول تول کر صحیح کو صحیح، غلط کو غلط دکھاتی ہے۔ یہ شریعت حق اور باطل کے فرق کو دوٹوک طریقے پر بتاتی ہے۔ اللہ کی یہ شریعت ایک ترازو کی طرح ہے جو ظلم اور عدل کا فرق بتادیتی ہے یہ دین حق ایک ترازو کی طرح ہے جو خالق اور مخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتاتی ہے۔

جب تمہارے پاس یہ کتاب حق ایک میزان کی طرح ہے تو اپنے اعمال کو اس ترازو میں تول کر دیکھ لو کہ کہاں تک پورے اور کھرے اترتے ہیں کیا معلوم کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہی ہو۔ آدمی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ ایک سانس کے بعد دوسرے سانس کی مہلت ملے گی یا نہیں اس لئے جو فکر کرنی ہے پہلے سے کرلو۔

۱۸ قیامت پر یقین نہ رکھنے والوں کا قیامت کے بارے میں مذاق | جو لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ قیامت کی باتوں کو سن کر مذاق اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہاں صاحب! قیامت جس کی خبر دی جارہی ہے کب آئے گی؟ لیکن جو لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہ اس ہولناک گھڑی کے تصور سے ہی کانپ جاتے ہیں کیوں کہ انہیں یقین ہے قیامت ضرور آئے گی۔ جب ایک شخص قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں رکھتا تو وہ اس کی تیاری بھی کیا کرے گا جتنا اس حقیقت کا مذاق اڑائے گا اتنا ہی اور زیادہ گمراہ ہوتا چلا جائے گا۔

۱۹ اللہ کی عطا و بخشش کا نظام بڑی باریک بینی کے ساتھ قائم ہے | اللہ تعالیٰ بڑی باریک بینی کے ساتھ اپنے بندوں کی ان کے احوال کی رعایت کے ساتھ ضرورت پوری فرماتا ہے۔ اس کی عطا و بخشش میں حکمت کا پہلو ہے۔ اور اس کی بخشش کا یہ نظام اپنے زور پر قائم ہے جس کو وہ چاہے اور جتنا چاہے دے وہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس کے اس نظام میں دخل اندازی کرسکے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ

مَنْ	كَانَ + يُرِيْدُ	حَرْثَ	الْاٰخِرَةِ	نَزِدْ لَهٗ	فِیْ
جو شخص	چاہتا ہے	کھیتی	آخرت	ہم اضافہ کردیتے ہیں اس کی	میں

جو شخص چاہتا ہے کھیتی آخرت کی ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے

حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا

حَرْثِهٖ	وَ مَنْ	كَانَ يُرِيْدُ	حَرْثَ	الدُّنْيَا
کھیتی	اور جو	چاہتا ہے	کھیتی	دُنیا

ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُسے اس میں

نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ

نُؤْتِهٖ	مِنْهَا	وَمَا لَهٗ	فِی الْاٰخِرَةِ	مِنْ	نَّصِيْبٍ	اَمْ
ہم اُسے دیتے ہیں	اس میں سے	اور نہیں اس کے لئے	آخرت میں	کوئی	حصہ	کیا

کچھ دیتے ہیں اور اس کے لئے نہیں آخرت میں کوئی حصہ۔ کیا

لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ

لَهُمْ	شُرَكٰٓؤُا	شَرَعُوْا	لَهُمْ	مِّنَ	الدِّيْنِ	مَا لَمْ	يَاْذَنْۢ
ان کے لئے	کچھ شریک (جمع)	انھوں نے مقرر کیا	ان کے لئے	سے۔ ایسا	دین	جو۔ جس نہیں	اجازت دی

ان کے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی

بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَيْنَهُمْ ۭ

بِهٖ	اللّٰهُ	وَلَوْ	لَا	كَلِمَةُ الْفَصْلِ	لَقُضِیَ	بَيْنَهُمْ
اس کی	اللہ	اور اگر	نہ	ایک قول فیصل	تو فیصلہ ہوجاتا	ان کے درمیان

اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ایک قول فیصل نہ ہوتا تو ان کے درمیان (بہیں) فیصلہ ہوجاتا

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

وَاِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	
اور بے شک	ظالموں	ان کے لئے	عذاب	دردناک	

اور بے شک ظالموں کے لئے عذاب ہے دردناک۔

(۲۰) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ بِعَمَلِهٖ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ اَیْ كَسْبَهَا وَهُوَ الثَّوَابُ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ بِالتَّضْعِيْفِ فِيْهِ الْحَسَنَةُ اِلٰی عَشَرَةٍ وَّ اَكْثَرَ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا بِلَا تَضْعِيْفٍ مَا قُسِمَ لَهٗ وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(۲۰) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ
جو شخص اپنے اعمال سے آخرت کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے ہم اس کے ثواب میں زیادتی کرتے ہیں کہ ایک نیکی بدلے دس نیکیاں یا زیادہ دیتے ہیں۔
اور جو دنیا کی کمائی چاہتا ہے ہم اس کو دنیا میں سے حصہ دیتے ہیں موافق اس کی تقدیر کے اس میں زیادتی نہیں ہوسکتی۔
اور آخرت میں اس کے واسطے کچھ حصہ نہیں۔

(۲۱) اَمْ بَلْ لَهُمْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ شُرَكٰٓؤُا هُمْ شَيَاطِيْنُهُمْ شَرَعُوْا اَیْ الشُّرَكَاءُ لَهُمْ لِلْكُفَّارِ مِّنَ الدِّيْنِ الْفَاسِدِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ كَالشِّرْكِ وَاِنْكَارِ الْبَعْثِ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ اَیْ الْقَضَاءُ السَّابِقُ بِاَنَّ الْجَزَاءَ فِیْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَقُضِیَ بَيْنَهُمْ ط وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالتَّعْذِيْبِ لَهُمْ فِی الدُّنْيَا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ الْكَافِرِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ

(۲۱) بلکہ کفار مکہ کے لئے ان کے شرکاء یعنی شیاطین نے مذہب باطل مقرر کیا جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔
جیسے شرک کرنا اور قیامت کا انکار۔
اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ فیصلہ اور جزا کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے تو ان میں اور مسلمانوں میں دنیا میں ہی فیصلہ ہو جاتا کہ ان کو یہیں عذاب ہوتا۔
اور بیشک کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے۔

تشریح

(۲۰) **اللہ کے لطفِ عام میں اصولی فرق** اللہ تعالیٰ کا عام لطف تمام بندوں کے لئے ہے۔ چاہے وہ فرماں بردار ہوں یا نافرمان۔ لیکن رزق رسانی میں فرق ہے کسی کو زیادہ دیا جاتا ہے کسی کو کم — اور یہ فرقِ اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی حکمت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس کو کیا دیا جائے اور کتنا دیا جائے۔ اس فیضانِ عام کے علاوہ ایک اصولی فرق بھی ہے۔ اور یہ فرق بہت اہم ہے۔

○ اصولی فرق یہ ہے کہ ایک بندہ حصولِ رزق کے لئے جدوجہد کرتا ہے مگر اس کا مقصد دنیا نہیں بلکہ آخرت

ہوتی ہے۔ جو شخص آخرت کو مقصد بنا کر جدوجہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کا حصہ وافر ہوگا۔ اور اس کی جدوجہد میں ایسی خیر و برکت ہوگی کہ دنیا میں اس کی تھوڑی سی نیکی آخرت میں دس گنی یا اس سے بہت زیادہ بڑھا دی جاتی ہے۔ یہ تو وہ شخص ہے جو آخرت کو مقصد بنا کر دنیا میں جدوجہد کر رہا ہے اور اس کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ سے حصہ مل رہا ہے۔

اب ایک دوسرا شخص ہے جو دنیا ہی کو مقصد بنا کر حصولِ رزق کی کوشش کر رہا ہے اس کی جدوجہد کا حاصل دنیا اور بس دنیا ہے ــــ ایسے شخص کو اس کی محنت اور قسمت کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ دنیا میں مل جاتا ہے مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا کہ

عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ (بنی اسرائیل آیت ۱۸)

(جو کوئی اس دنیا میں جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہش مند ہوا ہے ہم یہیں دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر)

یعنی جو شخص اپنی کوششوں کا مقصود صرف دنیا اور اس کی کامیابیوں اور خوشحالیوں کو ہی بناتا ہے اُسے جو کچھ ملے گا بس دنیا میں مل جائے گا آخرت میں وہ کچھ نہیں پا سکتا۔ مزید برآں دنیا پرستی اور آخرت کی جوابدہی اور ذمہ داری سے بے پروائی اس کے طرزِ عمل کو بنیادی طور پر ایسا غلط کر کے رکھ دے گی کہ آخرت میں وہ الٹا جہنم کا مستحق ہوگا۔

یہ اصولی فرق ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم رزق اور اس کی بخشش و عطا میں کارفرما ہے۔ بے شک اس کا فیضان سب کے لئے ہے مگر اس کی رضا اسی کو ملے گی جو اس کی رضا حاصل کرنا چاہے گا۔ ” فیضانِ محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں۔“

(۲۱) الٰہی قانون کے مقابلے میں انسانی قانون | اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا دین جو اس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے بھیجا ہے دین حق ایک مکمل نظام شریعت اور دستور زندگی ہے جس میں عقائد، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست زندگی کے تمام امور اس دین میں داخل ہیں اور ہر چیز کے بارے میں مکمل ہدایات موجود ہیں۔ اللہ کے اس قانون کے مقابلے میں اگر کوئی انسانی قانون کو لاتا ہے تو وہ اللہ کے احکام میں دوسروں کو شریک کرتا ہے۔ جس کو اصطلاح میں ”شرک فی الحکم“ کہا جاتا ہے۔ حکم میں شرکت بھی اسی طرح کا شرک ہے جیسے عبادت میں اللہ کے سوا دوسروں کو ساجھی اور شریک بنانا۔

انسانوں کے سکھائے ہوئے عقائد اور نظریات اور فلسفے انسانوں کے پیش کئے ہوئے اصول ان کی تہذیب اور ثقافت انسانوں کے مقرر کئے ہوئے قوانین اپنی شخصی زندگی میں اپنی معاشرت اور تمدن میں اپنے کاروبار اور لین دین میں اپنی عدالتوں اور سیاست و حکومت میں جاری کرنا گویا اللہ کی شریعت کے مقابلے میں انسانی شریعت کو جاری کرنا اور اختیار کرنا ہے جس کی اللہ کی طرف سے کوئی سند اور اجازت نہیں ہے۔ یہ اللہ کے مقابلے میں اتنی بڑی جسارت ہے کہ اگر اللہ نے اپنی حکمت کے مطابق فیصلہ قیامت پر نہ اٹھا رکھا ہوتا کہ جس نے اللہ کی زمین پر اللہ کا بندہ ہوتے ہوئے اللہ کے دین کو چھوڑ کر دوسروں کے بنائے ہوئے دین کو قبول کیا تو دنیا ہی میں ان کا فیصلہ کر دیا جاتا۔ ایسے ظالموں کے لئے آخرت کا دردناک عذاب تو ہے ہی۔ دنیا میں بھی ان کی سزا یہ ہے کہ وہ اپنی متاع گراں مایہ کو چھوڑ کر دوسروں کے جھوٹے کے پیچھے پھرنے کے بدلے میں دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور انہیں کبھی عزت کا مقام نہ مل سکے گا۔ جیسا کہ آج دنیا میں ہو رہا ہے کہ مسلم تارکِ قرآں ہو کر دنیا میں رُسوا ہو رہے ہیں۔

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ؕ

تَرَى	الظّٰلِمِيْنَ	مُشْفِقِيْنَ	مِمَّا كَسَبُوْا + وَهُوَ	وَاقِعٌ	بِهِمْ
تم دیکھو گے	ظالموں	ڈرتے ہوں گے	اس سے جو انھوں نے کمایا (اعمال) اور وہ	واقع ہونے والا	ان پر

تم ظالموں کو دیکھو گے وہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈرتے ہوں گے اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	فِيْ	رَوْضٰتِ
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	میں	باغات

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے، وہ جنتوں کے باغات میں ہوں

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

الْجَنّٰتِ	لَهُمْ	مَّا يَشَآءُوْنَ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	ذٰلِكَ	هُوَ
جنتوں	ان کے لئے	جو وہ چاہیں گے	ان کے رب کے ہاں	یہ	وہ - یہی

گے، وہ جو چاہیں گے ان کے رب کے ہاں (ملے گا) - یہی ہے

الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ

الْفَضْلُ	الْكَبِيْرُ	ذٰلِكَ	الَّذِيْ	يُبَشِّرُ اللّٰهُ	عِبَادَهُ
فضل	بڑا	یہی	وہ جس	اللہ بشارت دیتا ہے	اپنے بندے

بڑا فضل۔ یہی ہے وہ جس کی اللہ اپنے بندوں کو بشارت دیتا ہے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	قُلْ	لَّآ اَسْئَلُكُمْ	عَلَيْهِ	اَجْرًا
وہ جو ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	فرما دیں	میں تم سے نہیں مانگتا	اس پر	کوئی اجر

جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے۔ آپ فرما دیں میں تم سے قرابت کی

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ

اِلَّا	الْمَوَدَّةَ	فِي الْقُرْبٰى	وَمَنْ	يَّقْتَرِفْ	حَسَنَةً	نَّزِدْ
سوائے	محبت	قرابت داری میں - کی	اور جو	کمائے گا	کوئی نیکی	ہم بڑھا دیں گے

محبت کے سوا اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اور جو شخص کوئی نیکی کمائے گا (کرے گا)

لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

لَهٗ	فِيْهَا	حُسْنًا	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	شَكُوْرٌ
اس کے لئے	اس میں	خوبی	بیشک	اللہ	بخشنے والا	قدردان

ہم اس کے لئے اس میں خوبی بڑھادیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

۲۲ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مُشْفِقِيْنَ خَائِفِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
فِى الدُّنْيَا مِنَ السَّيِّاٰتِ
اَنْ يُّجَازَوْا عَلَيْهَا وَهُوَ
اَىِ الْجَزَاءُ عَلَيْهَا وَاقِعٌ
بِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَامُحَالَةَ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فِىْ رَوْضٰتِ
الْجَنّٰتِ ج اَنْزَهِهَا بِالنِّسْبَةِ
اِلٰى مَنْ دُوْنَهُمْ لَهُمْ
مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○

۲۲ اے محمدؐ تو قیامت کے دن ظالموں کو دیکھے گا کہ وہ ڈرتے ہوئے ہوں گے اپنے گناہوں سے جو انھوں نے دنیا میں کئے کہ اب ہم کو ان کا عوض دیا جائے گا اور ان کو قیامت میں ضرور سزا ہونے والی ہے اور ان کے عملوں کا بدلہ ان کو ملنے والا ہے۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جنت کے عمدہ باغوں میں ہوں گے جو بہ نسبت ان سے کمتر مرتبہ والوں کے زیادہ صاف اور ستھرے ہوں گے۔ ان کے واسطے وہ ہے جو وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس۔ یہ بڑی بزرگی ہے۔

۲۲ ذٰلِكَ الَّذِىْ يُبَشِّرُ
اللّٰهُ مِنَ الْبِشَارَةِ مُخَفَّفًا
وَمُثَقَّلًا بِهٖ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
اَىْ عَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ
اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى
الْقُرْبٰى اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ
اَىْ لٰكِنْ اَسْـَٔلُكُمْ اَنْ تَوَدُّوْا
قَرَابَتِىَ الَّتِىْ هِىَ قَرَابَتُكُمْ
اَيْضًا فَاِنَّ لَهٗ فِىْ كُلِّ
بَطْنٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَرَابَةً
وَمَنْ يَّقْتَرِفْ يَكْتَسِبْ

۲۲ یہ وہ ثواب ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔

اے محمدؐ کہہ دے کہ میں تم سے احکام الٰہی پہنچانے پر مزدوری نہیں مانگتا لیکن میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرو جو تمہارے بھی رشتہ دار ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہؐ کی ہر بطن قریش سے رشتہ داری تھی۔

اور جو کوئی نیکی حاصل کرتا ہے اس کو ہم دوچند

حَسَنَةً طَاعَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا بتضعيفها اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ لِلذُّنُوْبِ شَكُوْرٌ ○ لِلْقَلِيْلِ فَيُضَاعِفُهٗ

کرتے ہیں۔
بے شبہ اللہ گناہوں کا بخشنے والا تھوڑی بندگی کو بھی قبول کرکے زیادہ کر دیتا ہے۔

تشریح

(۲۲) آخرت میں نافرمانوں کو سزائیں اور فرماں برداروں کو عنایتیں | آج یہ نافرمان اور گناہوں پر جری ظالم لوگ دنیا میں بے فکر ہوں مگر قیامت کے روز ان کا حال یہ ہوگا کہ اپنے کئے کے انجام سے ڈر رہے ہوں گے اور جس چیز سے وہ ڈر رہے ہوں گے وہ ہوکر رہے گی رہائی کی کوئی سبیل نہ ہوگی۔

اُس کے مقابلے میں اللہ کے فرماں بردار بندے جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی راحتیں حاصل ہوں گی، پروردگار کا قرب حاصل ہوگا۔ اور یہ سب سے بڑا افضل ہے۔ دنیا کے عیش اور یہاں کی راحتیں اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

(۲۳) میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں مگر ظلم سے تو باز رہو | اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والوں کو جو جنت کی بشارت دی ہے وہ لامحالہ واقع ہوکر رہے گی۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے وہ یقیناً اس بشارت کے مستحق ہیں۔ اے پیغمبر ان سے یہ بھی کہہ دو کہ میں قرآن جیسی دولت اللہ کی طرف سے تمہیں پہنچا رہا ہوں تمہیں ابدی نجات اور فلاح کا راستہ بتا رہا ہوں۔ تمہیں ایمان لانے اور نیک عمل کرنے پر جنت کی خوش خبری سنا رہا ہوں۔ میرا یہ کام محض اللہ کے لئے ہے میں اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر ایک بات چاہتا ہوں کہ تم میری بات مانو یا نہ مانو، اس دین کو قبول کرو یا نہ کرو، میری تائید یا حمایت کرو یا نہ کرو لیکن کم از کم رشتہ داری کا خیال کرکے ظلم کرنے اور تکلیف دینے سے تو باز رہو اور مجھے اتنی آزادی تو دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں کیا رشتے داری کے ناطے میں اس کا بھی مستحق نہیں ہوں؟

میں بے شک تم سے اس کام کا کوئی اجر نہیں چاہتا مگر میری یہ خواہش ہے کہ تم صحیح راستہ اختیار کرو اور تم میں اپنے رب کے قرب کی چاہت پیدا ہو جائے جیساکہ سورۂ فرقان میں ارشاد ہوا ہے۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۔ (فرقان۔ آیت ۵۷)

(ان سے کہہ دو کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔)

یعنی یہ آزادی ہونی چاہئے کہ جو رب کے راستے پر چلنا چاہے اس پر ظلم نہ ہو اس کے ساتھ دشمنی نہ ہو وہ آزادی کے ساتھ جو راستہ اختیار کرنا چاہے کرسکے۔ یہ کیا ستم ہے کہ تم خود بھی حق کو قبول نہیں کرتے، مجھے بھی حق کی بات پہنچانے نہیں دیتے اور قبول کرنے والوں کو قبول کرنے نہیں دیتے۔ جو کوئی بھلائی کمائے گا اللہ تعالیٰ اس کی بھلائی میں اضافہ کریں گے کیونکہ جب کوئی انسان بھلائی کا اور نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھلائی کو بڑھاتا ہے آخرت میں اجر و ثواب کے اعتبار سے، اور دنیا میں اس کو نیک خوئی عطا فرما کر اس کی لغزشوں کو معاف فرماتا ہے۔ اللہ کے یہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک عمل کی قدر فرماتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں بے شک وہ بڑے درگزر کرنے والے اور قدردان ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ

یَشَاِ	فَاِنْ	کَذِبًا	عَلَی اللّٰہِ	افْتَرٰی	یَقُوْلُوْنَ	اَمْ
چاہتا	سو اگر	جھوٹ	اللہ پر	اس نے باندھا	وہ کہتے ہیں	کیا

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر باندھا ہے جھوٹ۔ سو اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ

الْبَاطِلَ	اللّٰہُ	وَیَمْحُ	قَلْبِکَ	عَلٰی	یَخْتِمْ	اللّٰہُ
باطل	اللہ	اور مٹاتا ہے	تمہارے دل	پر	وہ مہر لگا دیتا	اللہ

تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا۔ اور اللہ باطل کو مٹاتا ہے۔

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

بِذَاتِ+	عَلِیْمٌ	اِنَّہٗ	بِکَلِمٰتِہٖ	الْحَقَّ	وَیُحِقُّ
دلوں کی	جاننے والا	بے شک وہ	اپنے کلمات سے	حق	اور ثابت کرتا ہے

اور حق کو ثابت کرتا ہے اپنے کلمات سے بے شک وہ دلوں کی باتوں کو

الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

عَنْ عِبَادِہٖ	التَّوْبَۃَ	الَّذِیْ + یَقْبَلُ	وَھُوَ	+الصُّدُوْرِ
اپنے بندوں سے	توبہ	جو قبول فرماتا ہے	اور وہی	باتوں کو

جاننے والا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾

	مَا تَفْعَلُوْنَ	وَیَعْلَمُ	السَّیِّاٰتِ	عَنِ	وَیَعْفُوْا
	جو تم کرتے ہو۔	اور جانتا ہے وہ	برائیاں	سے۔ کو	اور معاف کر دیتا ہے

اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(۲۴) أَمْ بَلْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ج بِنِسْبَةِ الْقُرْآنِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ يَرْبِطْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ط بِالصَّبْرِ عَلَىٰ أَذَاهُمْ بِهَٰذَا الْقَوْلِ وَغَيْرِهِ وَقَدْ فَعَلَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ الَّذِي قَالُوهُ وَيُحِقُّ الْحَقَّ يُثْبِتُهُ بِكَلِمَاتِهِ الْمُنَزَّلَةِ عَلَىٰ نَبِيِّهِ إِنَّهُ

(۲۴) بلکہ وہ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے اللہ پر جھوٹ باندھا کر قرآن کو حق تعالیٰ کی طرف نسبت کیا۔ پس اگر اللہ چاہے تیرے دل کو مضبوط کر دے صبر کرنے کے ساتھ ان کی ایذا رسانی پر ساتھ اس قسم کی باتوں کے جو وہ تجھ کو کہتے ہیں اور بیشک اللہ نے ایسا ہی کیا کہ آپ کو صبر دیا اور اللہ مٹاتا ہے باطل کو جو وہ کہتے ہیں اور ثابت کرتا ہے امر حق اپنے کلام سے جو اپنے پیغمبر پر اتارے

عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ بِمَا فِی الصُّدُوْرِ

۲۵ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ مِنْهُمْ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ اَلْمَتَابِ عَنْهَا وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ

ولیک وہ جانتا ہے دلوں کی باتوں کو

۲۵ اور وہی قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے گناہوں کو جن سے بندے توبہ کریں اور جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

تشریح

۲۴ **اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑنے کا الزام اور وہ بھی محمدؐ جیسی شخصیت پر** کیا یہ لوگ جو حق کا انکار کرتے ہیں اور دین کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اس قدر جری بے باک اور نڈر ہو چکے ہیں کہ محمدؐ جیسی شخصیت پر، اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑنے کا الزام لگاتے ہیں کہ محمدؐ نے یہ قرآن خود لکھ کر جھوٹ موٹ اللہ کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ انھوں نے تمہیں بھی اپنے جیسا سمجھ لیا ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ وہی بولا کرتے ہیں جن کو ذرا بھی خوفِ خدا نہ ہو ان کے دل سیاہ ہو چکے ہوں اور دلوں پر مہر لگ گئی ہو۔ اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے تمہارے دل پر وہ مہر نہیں لگائی ورنہ یہ وحی کا سلسلہ بند ہو جاتا بلکہ پہلا دیا ہوا بھی چھین لیا جاتا جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے کہ:۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ○ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ○ (بنی اسرائیل رکوع ۱۰ آیت ۸۶، ۸۷)

(اور اے نبی اگر ہم چاہیں تو وہ سب کچھ تم سے چھین لیں جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو عطا کیا ہے پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ پاؤ گے جو اسے واپس دلا سکے یہ تو جو کچھ تمہیں ملا ہے تمہارے رب کی رحمت سے ملا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم پر فضل بہت بڑا ہے۔)

یعنی یہ کلام پیغمبر نے نہیں گھڑا ہے بلکہ ہم نے عطا کیا ہے اور اگر ہم اسے چھین لیں تو نہ پیغمبر کی طاقت ہے کہ ایسا کلام لا سکے اور نہ کوئی دوسری طاقت ایسی ہے جو اس کو معجزانہ کتاب پیش کرنے کے قابل بنا سکے۔

اے پیغمبر آپ ان جھوٹے الزامات کی پرواہ کیے بغیر اپنا کام کرتے رہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سارا جھوٹ غبار کی طرح اڑ جائے گا اور جس چیز کو آپ پیش کر رہے ہیں اس کا حق ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہی ہے کہ وہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔ یہ الزامات جو آپ پر لگائے جا رہے ہیں اور یہ کوشش جو آپ کے خلاف ہو رہی ہے اس کے پیچھے کیا غرض اور نیت کام کر رہی ہے اسے ہم خوب جانتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے چھپے ہوئے راز بھی جانتا ہے۔

۲۵ **بندوں کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے** نبی کا کام تو یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے۔ اب کوئی نبی کو سچا سمجھے یا سچا نہ سمجھے۔ اصل میں تو نبی خدا کا نمائندہ ہے۔ اور بندوں کا اصل معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہر بندے کے ساتھ اللہ کا معاملہ اس کے حال اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب جاننے کے کتنی برائیوں سے درگزر کرتا ہے۔ مگر توبہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے کئے پر شرمندہ ہو۔ اللہ سے معافی مانگے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس سے مغفرت کا طلب گار ہو۔ جہاں تلافی ممکن ہو تلافی کرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اپنے دامن سے گناہوں کے دھبے دور کرے۔ جو کوئی دل سے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيدُهُم

وَيَسْتَجِيبُ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَيَزِيدُهُم
اور قبول کرتا ہے	وہ جو	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	اور ان کو زیادہ دیتا ہے

اور وہ (ان کی دعائیں) قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے، اور ان کو اپنے فضل سے

مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۲۶﴾

مِنْ فَضْلِهِ	وَالْكٰفِرُونَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	شَدِيدٌ
اپنے فضل سے	اور کافروں	ان کے لئے	عذاب	بڑا

اور زیادہ دیتا ہے، اور کافروں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ

وَلَوْ	بَسَطَ + اللّٰهُ	الرِّزْقَ	لِعِبَادِهِ	لَبَغَوْا	فِي الْأَرْضِ
اور اگر	کشادہ کردیتا اللہ	رزق	اپنے بندوں کے لئے	تو وہ سرکشی کرتے	زمین میں

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کردیتا، تو وہ زمین میں سرکشی کرتے۔

وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ

وَلٰكِنْ	يُنَزِّلُ	بِقَدَرٍ	مَا يَشَاءُ	إِنَّهُ	بِعِبَادِهِ
اور لیکن	وہ اُتارتا ہے	اندازے سے	جس قدر وہ چاہتا ہے	بیشک وہ	اپنے بندوں

لیکن وہ اندازے سے جس قدر چاہتا ہے اُتارتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی (ضرورتوں سے)

خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿۲۷﴾

خَبِيرٌ	بَصِيرٌ
باخبر	دیکھنے والا

باخبر ہے دیکھنے والا ہے۔

﴿۲۶﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يُجِيبُهُمْ إِلَىٰ مَا يَسْأَلُونَ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ○

(۲۶) اور دیتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جو کچھ وہ مانگتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے۔ اور کافروں کے واسطے سخت عذاب ہے۔

(۲۷) وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ جَمِيعِهِمْ لَبَغَوْا جَمِيعُهُمْ اَيْ طَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِالتَّخْفِيفِ وَضِدِّهٖ مِنَ الْاَرْزَاقِ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ فَيَبْسُطُهَا لِبَعْضِ عِبَادِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ○

(۲۷) اور اگر فراخ کرے اللہ روزی اپنے تمام بندوں کے لئے تو وہ سب سرکش ہو جاویں اور فساد کریں زمین میں ولیکن وہ اتارتا ہے روزی جس قدر چاہتا ہے

پس فراخ کرتا ہے اس کو بعض بندوں پر، نہ کہ بعض پر اور جن پر فراخ کرتا ہے انھیں میں سرکشی ظاہر ہوتی ہے بے شبہ اللہ اپنے بندوں کے حال کو جانتا ہے ان کے کاموں کو دیکھتا ہے۔

تشریح

(۲۶) نیک بندوں کو اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرتا ہے | اللہ تعالےٰ جہاں اپنے بندوں کی معافی قبول فرماتے ہیں وہاں وہ ایمان دار اور نیک بندے جو اس کی فرماں برداری کرتے ہیں وہ ان کی دعائیں سنتا ہے ان کی نیکیاں قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے جتنا وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے۔ رہے وہ منکر جن کو آخر دم تک توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ان کے لئے دردناک سزا ہے کیوں کہ نہ انھیں اپنی برائی کا احساس ہے نہ اس پر شرمندہ ہیں نہ اس سے باز آرہے ہیں نہ توبہ کر رہے ہیں تو ایسے سرکشوں کو سزا نہ ملے گی تو کیا ملے گا۔؟

(۲۷) خوش حالی عام نہ کرنے میں بھی اللہ کی بڑی حکمت ہے | زندگی کے وسائل اور ضروریات اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے اس زمین میں مہیا کی ہیں اس کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو اپنے تمام بندوں کو خوش حال بنا سکتا ہے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایک کو ناپ تول کر دیا جائے۔ بے اندازہ روزی دے کر مال داری کو عام نہ کیا جائے۔ ہوتا یہی ہے کہ عام طور پر مال و دولت کی زیادتی انسان میں تکبر اور سرکشی پیدا کر دیتی ہے اور مال و دولت کی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جتنا آتا ہے اس سے زیادہ کے طلب گار رہتے ہیں۔ نہ وہ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور نہ اللہ کے بندوں کو خاطر میں لاتے ہیں۔

مکے کے کچھ لوگ جو دوسرے عربوں کی بہ نسبت خوش حال تھے اگرچہ ان کی خوش حالی روم اور ایران کی ترقی یافتہ اور خوش حال قوموں کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی مگر دوسرے عربوں کی بہ نسبت جو ذرا مال و دولت اور بڑائی نصیب تھی اس نے ان کو اتنا مغرور بنا دیا تھا کہ قبیلوں کے سردار اس بات میں اپنی توہین سمجھتے تھے کہ حضرت محمدؐ کی پیشوائی کو قبول کریں اس لئے لوگوں کی اخلاقی تربیت اور ان کو ایک حد میں رکھنے کے لئے اللہ کی حکمت یہ ہے کہ ہر شخص کو مالدار نہ بنایا جائے اور ہر ایک کو اس کی استعداد اور حالات کی رعایت سے جانچ تول کر دیا جائے اور یہ اللہ تعالےٰ ہی جانتے ہیں کہ کس کے لئے کیا صورت مناسب ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ اگر اللہ اپنے سب بندوں کو کھلا رزق دے دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کا طوفان برپا کر دیتے۔ مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل کرتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا عام دستور یہی ہے جو اوپر بیان ہوا یہ اور بات ہے کہ کسی وقت معاشرہ اتنا اخلاقی اعتبار سے بلند ہو جائے کہ عام خوش حالی کے باوجود سرکشی کی نوبت نہ آئے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَ

وَ	مَا قَنَطُوا	مِنْ بَعْدِ	الْغَيْثَ	يُنَزِّلُ	الَّذِي	وَهُوَ
اور	جب وہ مایوس ہو گئے	بعد	بارش	نازل فرماتا ہے	وہ جو	اور وہی

اس کے بعد جب وہ ناامید ہو گئے تو وہی ہے جو بارش نازل فرماتا ہے۔ اور اپنی

يَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾

	الْحَمِيدُ	الْوَلِيُّ	وَهُوَ	رَحْمَتَهُ	يَنْشُرُ
	ستودہ صفات	کارساز	اور وہی	اپنی رحمت	پھیلاتا ہے

رحمت پھیلاتا ہے اور وہی ہے کارساز ستودہ صفات

۲۸ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْمَطَرَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا يَئِسُوا مِنْ نُزُوْلِهِ وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهُ يَبْسُطُ مَطَرَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْمُحْسِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْحَمِيدُ ○ الْمَحْمُوْدُ عِنْدَهُمْ

۲۸ اور وہی ہے جو بھیجتا ہے بارش بعد اس کے کہ وہ اس کے آنے سے ناامید ہوتے ہیں اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت یعنی بارش اور وہ احسان کرنے والا ہے مومنین پر حمد کیا گیا ہے نزدیک ان کے۔

تشریح

۲۸ بندوں کا ولی اور کارساز اللہ ہی ہے | اپنی پیدا کردہ ساری مخلوق کے معاملات کا ولی اور کارساز اللہ ہے جس نے ذمہ داری لے رکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حاجتوں کو اور ضرورتوں کو پورا کرے گا سب کام اسی کے اختیار میں ہیں جو کچھ وہ کرتا ہے عین حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ جب لوگ ظاہری حالات پر نظر کرکے بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اس وقت اللہ رحمت کی بارش نازل فرماتا ہے اور اپنی مہربانی کے آثار اور اس کی برکتیں چاروں طرف پھیلا دیتا ہے تاکہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح رزق اللہ کے قبضے میں ہے رزق کے اسباب بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور ہر قسم کی کارسازی اور اعانت و مدد اللہ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا مومن کا شیوہ نہیں ہے مگر کبھی کبھی اسباب کا سلسلہ مومن کی نظر میں یاس انگیز ہو سکتا ہے جیسا کہ سورۂ یوسف میں ارشاد ہوا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا (رکوع ۱۰ آیت ۸۰)

(جب وہ یوسف سے مایوس ہو گئے تو ایک گوشے میں جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔)

اسی سورت کی آیت ۱۱۰ میں ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ۔ (رکوع ۱۲)

(یہاں تک کہ پیغمبر جب لوگوں سے مایوس ہو گئے۔)

یہ مایوسی سلسلۂ اسباب سے ہے نہ کہ اللہ کی رحمت اور قدرت سے۔ بہر حال مخلوق کا کارساز اور حاجت روا وہی ہے اور قابل حمد و ستائش بھی وہی کہ اگر کسی میں کوئی خوبی و کمال ہے تو اس کی عطا کردہ ہے اس کا ذاتی کمال نہیں ہے اگر دنیا میں کوئی کسی حیثیت سے کسی کے کام آجاتا ہے تو یہ بھی اللہ کی قدرت سے ہے کہ اس نے اس کو اس قابل بنا دیا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ

وَمِنْ	اٰيٰتِهٖ	خَلْقُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَثَّ
اور سے	اس کی نشانیاں	پیدا کرنا	آسمانوں	اور زمین	اور جو	اس نے پھیلائے

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا، اور جو اس نے ان

فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ

فِيْهِمَا	مِنْ + دَآبَّةٍ	وَهُوَ	عَلٰى + جَمْعِهِمْ	اِذَا	يَشَآءُ
ان کے درمیان	چوپائے	اور وہ	ان کے جمع کرنے پر	جب	وہ چاہے

کے درمیان چوپائے پھیلائے، اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قدرت

قَدِيْرٌ ؑ (۲۹) وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

قَدِيْرٌ	وَمَآ اَصَابَكُمْ	مِّنْ مُّصِيْبَةٍ	فَبِمَا	كَسَبَتْ
قدرت رکھنے والا	اور جو پہنچی تمہیں	کوئی مصیبت	تو اس کے سبب جو	کمایا

رکھتا ہے اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کے سبب (پہنچی) جو تمہارے

اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ (۳۰)

اَيْدِيْكُمْ	وَيَعْفُوْا	عَنْ	كَثِيْرٍ	
تمہارے ہاتھوں	اور وہ معاف فرمادیتا ہے	سے	بہت	

ہاتھوں نے کمایا (کیا) اور وہ بہت سے (گناہ) معاف (ہی) کر دیتا ہے۔

(۲۹) وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَلْقُ مَا بَثَّ نَرَقَ وَنَشَرَ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ هِيَ مَا يَدِبُّ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ لِلْحَشْرِ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ○ فِي الضَّمِيْرِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ عَلٰى غَيْرِهٖ

(۲۹) اور اس کی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا بنانا اور پیدا کرنا اور پھیلانا ان چیزوں کا جو زمین پر چلتے ہیں آدمی اور دیگر حیوانات۔

اور اللہ ان کے اکٹھا کرنے پر حشر کے لئے جب چاہے قادر ہے۔ (جَمْعِهِمْ میں ضمیر ذوی العقول کی لائی گئی اور مراد ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب ہیں بوجہ غلبہ دینے ذوی العقول کے غیر ذوی العقول پر۔

(۳۰) وَمَآ اَصَابَکُمْ خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ بَلِیَّةٍ وَشِدَّةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ اَیْ کَسَبْتُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَعَبَّرَ بِالْاَیْدِیْ لِاَنَّ اَکْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهَا وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۝ مِنْهَا فَلَا یُجَازِیْ عَلَیْهِ وَهُوَ تَعَالٰی اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یُّثَنِّیَ الْجَزَاءَ فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا غَیْرُ الْمُذْنِبِیْنَ فَمَا یُصِیْبُهُمْ فِی الدُّنْیَا لِرَفْعِ دَرَجَاتِهِمْ فِی الْاٰخِرَةِ

(۳۰) وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ الخ اور اے ایمان والو جو کچھ تم کو مصیبت اور سختی پیش آتی ہے یہ بسبب تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے ہے یعنی بسبب گناہوں کے جو تم نے کئے (انسان کے تمام گناہوں کو ہاتھ کی کمائی فرمایا حالانکہ بعض افعال ہاتھوں سے نہیں ہوتے اس لئے کہ اکثر کام ہاتھوں سے ہی ہوتے ہیں۔) اور معاف فرماتا ہے اللہ ان گناہوں میں سے بہت کہ ان پر سزا نہیں دیتا اور حق تعالیٰ بزرگ تر ہے اس سے کہ جس گناہ پر دنیا میں مصیبت اور سختی پیش آئی اس پر آخرت میں دوبارہ مواخذہ کرے اور باقی وہ لوگ جو گناہ نہیں کرتے ان کو جو

تشریح

(۲۹) | ہر مخلوق اللہ کی گرفت میں ہے | اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رزق پہنچاتے ہیں اور رزق کے اسباب بارش وغیرہ کا ہونا یہ بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ اس نے اپنی مخلوقات جو زمین اور آسمان میں پھیلا رکھی ہیں ان سب کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے وہ جس طرح اپنی مخلوق کو پھیلانے پر قادر ہے اسی طرح جب چاہے ان کو جمع کرنے پر بھی قادر ہے وہ قیامت کے دن سب کو اکٹھا کرلے گا اور اولین و آخرین کی تمام مخلوقات کو جس طرح بکھیرا تھا پھر جمع کرلے گا۔

(۳۰) | نعمتوں کی طرح مصیبتوں میں بھی حکمت کا پہلو ہوتا ہے | اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف سے بہت ساری کوتاہیوں اور خطاؤں کو درگزر فرماتے رہتے ہیں اگر ہر جرم پر گرفت ہوتی اور ہر گناہ کی سزا لازماً دی جاتی اور اسی دنیا میں دی جاتی تو زمین پر کوئی متنفس باقی نہ رہتا مگر کیوں کہ اللہ کو اپنی یہ دنیا آباد رکھنی ہے اس لئے بہت سارے گناہوں کو درگزر فرماتے رہتے ہیں اور اس دنیا میں ان پر پکڑ نہیں ہوتی۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں ایک خاص اندازے کے مطابق اوقات اور احوال کی رعایت کرتے ہوئے عطا فرماتے ہیں اسی طرح مصیبتوں کا نزول بھی خاص حکمتوں اور اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً مصیبتیں کبھی خبردار کرنے کے لئے ہوتی ہیں، کبھی خود اپنے بُرے اعمال کی بدولت ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ غفلت دور کرکے توبہ کا موقع دینا چاہتے ہیں۔ کبھی مصیبتیں جب ایک مخلص مومن پر آتی ہیں تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کو جو رنج اور دُکھ اور فکر و غم اور تکلیف پیش آتی ہے یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی خطا کا کفارہ بن جاتا ہے۔

مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمُ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَةُ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ (بخاری و مسلم)

اللہ کے راستے میں مومن کو جو مصیبتیں پیش آتی ہیں وہ اس کے لئے اللہ کے یہاں ترقی درجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے پیغمبروں اور معصوم بچوں پر جو پریشانیاں آتی ہیں وہ بھی ان کے لئے بلندیٔ درجات کا سبب ہوتی ہیں نہ کہ کسی گناہ کا بدلہ۔

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۚۖ وَمَا لَکُمۡ

لَکُمۡ	وَمَا	الۡاَرۡضِ	فِی	بِمُعۡجِزِیۡنَ	اَنۡتُمۡ	وَمَآ
تمہارے لئے	اور نہیں	زمین	میں	عاجز کرنے والے	تم	اور نہیں

اور تم زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اللہ کے سوا تمہارے

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنۡ اٰیٰتِہِ

وَمِنۡ اٰیٰتِہِ	وَّلَا نَصِیۡرٍ	مِنۡ وَّلِیٍّ	مِنۡ + دُوۡنِ + اللّٰہِ
اور اس کی نشانیوں سے	اور نہ کوئی مددگار	کوئی کارساز	اللہ کے سوا

لئے نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔ اور اس کی نشانیوں میں

الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿۳۲﴾

کَالۡاَعۡلَامِ	الۡبَحۡرِ	فِی	الۡجَوَارِ
پہاڑوں جیسے	سمندر	میں	جہاز

سے سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز ہیں۔

(۳۱) وَمَآ اَنۡتُمۡ یا مشرکین بِمُعۡجِزِیۡنَ اللہ ھربا فِی الۡاَرۡضِ فتفوتونہ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ای غیرہ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ○ یدفع عذابہ عنکم

(۳۱) اور تم اے مشرکو! اللہ سے بچ کر کسی جگہ زمین میں بھاگ نہیں سکتے کہ اس تدبیر سے اس کے عذاب سے چھوٹ جاؤ۔ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں جو تم سے اس کے عذاب کو دور کرے۔

(۳۲) وَمِنۡ اٰیٰتِہِ الۡجَوَارِ السفن فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ○ کالجبال فی العظم

(۳۲) اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں کشتیاں جو دریا میں چلتی ہیں مثل پہاڑوں کے بلند۔

تشریح

(۳۱) اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے — اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو اپنی مہربانی سے اور اپنی حکمت سے معاف فرما دیتا ہے ورنہ جس جرم پر سزا دینا چاہے مجرم بچ کر نکل نہیں سکتا اور نہ اللہ کے سوا کوئی اور حمایت کرنے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

(۳۲) سمندروں میں بڑے بڑے جہازوں کا چلنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ — اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جہاں بہت سی نشانیاں ہیں وہاں اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ جیسے جہاز سمندر کی سطح پر اس طرح چلتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ ابھرے ہوئے ہوں۔

اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ

اِنْ یَّشَاْ	یُسْکِنِ	الرِّیْحَ	فَیَظْلَلْنَ	رَوَاکِدَ	عَلٰی ظَهْرِهٖ
اگر وہ چاہے	ٹھہرا دے	ہوا	تو وہ رہ جائیں	کھڑے ہوئے	اس کی پیٹھ (سطح) پر

اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو اس کی سطح پر وہ کھڑے ہوئے رہ جائیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ

اِنَّ	فِیْ ذٰلِکَ	لَاٰیٰتٍ	لِکُلِّ + صَبَّارٍ	شَکُوْرٍ	اَوْ
بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	ہر صبر کرنے والے کے لئے	شکر کرنے والے	یا

بیشک اس میں نشانیاں میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے۔ یا

یُوْبِقْهُنَّ بِمَا کَسَبُوْا وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّیَعْلَمَ

یُوْبِقْهُنَّ	بِمَا کَسَبُوْا	وَیَعْفُوْا	عَنْ کَثِیْرٍ	وَیَعْلَمَ
وہ انہیں ہلاک کردے	ان کے اعمال کے سبب	اور (یا) معاف کردے	بہتوں کو	اور جان لیں

وہ انہیں ان کے اعمال کے سبب ہلاک کردے یا بہتوں کو معاف کردے اور جان لیں

الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۵﴾

الَّذِیْنَ	یُجَادِلُوْنَ	فِیْٓ اٰیٰتِنَا	مَا لَهُمْ	مِّنْ	مَّحِیْصٍ
وہ لوگ جو	جھگڑتے ہیں	ہماری آیات میں	نہیں ان کے لئے	کوئی	خلاصی

وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی خلاصی (جائے فرار) نہیں۔

(۳۳) اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ
یَصِرْنَ رَوَاکِدَ ثَوَابِتَ لَا تَجْرِیْ
عَلٰی ظَهْرِهٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ○
هُوَ الْمُؤْمِنُ یَصْبِرُ فِی الشِّدَّةِ
وَیَشْکُرُ فِی الرَّخَاءِ

(۳۳) اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک دیوے جس سے وہ کشتیاں کھڑی رہ جاویں دریا میں چل نہ سکیں۔ بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے (مراد اس سے مسلمان ہے کہ وہ صبر کرتا ہے سختیوں پر اور شکر کرتا ہے راحت اور آسانی میں)

(۳۴) اَوْ یُوْبِقْهُنَّ عَطْفٌ عَلٰی یُسْکِنْ
اَیْ یُغْرِقْهُنَّ بِعَصْفِ الرِّیْحِ
بِاَهْلِهِنَّ بِمَا کَسَبُوْا اَیْ اَهْلُهُنَّ

(۳۴) یا اگر اللہ چاہے تو سخت ہوا چلا کر ان کشتیوں کو غرق کردے مع ان کے سواروں کے بسبب ان سواروں کے گناہوں کے۔

مِنَ الذُّنُوْبِ وَ يَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ○ مِنْهَا فَلَا يُغْرِقُ اَهْلَهٗ
اور وہ اکثروں کے گناہ معاف فرماتا ہے ان کو غرق نہیں کرتا۔

(۳۵) وَ يَعْلَمُ بِالرَّفْعِ مُسْتَانِفٌ وَّ بِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰى تَعْلِيْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ يُغْرِقُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ○ مَهْرَبٌ مِنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفْيِ سَدَّتْ مَسَدَّ مَفْعُوْلَيْ يَعْلَمُ اَوِ النَّفْيُ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ
(۳۵) اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔
ان کے لئے کوئی جگہ بھاگنے کی اور عذاب سے بچنے کی نہیں۔

تشریح

(۳۳) ہواؤں پر اللہ کی حکومت اور انسان کا رویہ | ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے اور وہ مخلوق کو رزق اور اپنی نعمتیں ایک خاص اندازے اور حکمت کے مطابق دیتا ہے۔ اسی طرح ہوا بھی اللہ کے قبضے میں ہے ہواؤں کے زور سے جو جہاز چل رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہوا کو روک دے تو بادبانی جہاز جو ہواؤں کے زور سے چلتے ہیں سمندر میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ اسی طرح پانی پر بھی اللہ کی حکومت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس پانی پر جہاز تیرتے رہیں ورنہ طوفان آئے اور ڈبو کر رکھ دے۔ دریائی سفر میں موافق اور ناموافق ہر طرح کے حالات پیش آتے ہیں ناموافق حالات پر انسان صبر کرے اپنے نفس کو قابو میں رکھے تمام حالات میں بندگی کے رویے پر ثابت قدم رہے۔ حالات موافق ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرے اپنی ہستی کو بھول کر بغاوت پر آمادہ نہ ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو نعمتیں عطا فرمائے تو وہ اسے اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ اللہ کا احسان سمجھے اور اگر حالات دگرگوں ہوں تو محرومیوں کے بجائے اللہ کی عنایتوں پر نظر رکھے۔ غرض خوش حالی اور بدحالی ہر حال میں رب کا شکر ادا کرتا رہے۔

(۳۴) مصیبتیں اعمال کی وجہ سے بھی آتی ہیں | اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو جہاز میں سوار ہونے والوں کے بہت سے گناہوں سے درگزر کرتے ہوئے ان میں سے چند لوگوں کی کرتوتوں کی پاداش میں سارے جہاز کو ڈبو دے کیونکہ اعمال کی پاداش میں بھی مصیبتیں آتی ہیں اور اللہ تم چاہے تو اس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف کر دے غرض معاف کرنا یا سزا دینا سب اللہ کے اختیار میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ بلاوجہ اور بغیر قصور کے کسی کو سزا نہیں دیتے۔

جھگڑالو لوگ دیکھ لیں گے اس وقت کوئی بچانے والا نہ ہوگا | آج جو لوگ ہماری نشانیوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بحثیں کر رہے ہیں اگر ہم ان کے جہازوں کو ڈبونا چاہیں تو ان کو پتہ چل جائے گا کہ کوئی ان کو بچانے والا نہیں ہے۔ اس وقت وہ عاجز رہ جائیں گے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی۔

جس وقت جہاز سمندروں سے گزرتے ہیں طوفان اٹھتے ہیں سمندری چٹانوں سے جہازوں کے ٹکرانے کا خطرہ رہتا ہے۔ خاص طور پر بحر احمر جس سے گزر کر حبشہ اور افریقہ کے ساحلوں پر جہازوں پر جانا ہوتا تھا اس سمندر میں اللہ کے سوا کون محافظ ہے۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَمَتَاعُ	الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَمَا
پس جو کچھ دی گئی تمہیں	کوئی شے	تو فائدہ	دنیوی زندگی	اور جو

پس تمہیں جو کچھ کوئی شے دی گئی ہے تو وہ دنیاوی زندگی کا (ناپائیدار) فائدہ ہے اور جو

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

عِنْدَ اللّٰهِ	خَيْرٌ	وَّاَبْقٰى	لِلَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	وَعَلٰى + رَبِّهِمْ
اللہ کے پاس	بہتر	اور ہمیشہ باقی رہنے والا	ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے	اور اپنے رب پر وہ

اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ

يَتَوَكَّلُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	يَجْتَنِبُوْنَ	كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
وہ بھروسہ کرتے ہیں	اور جو لوگ	وہ بچتے ہیں	کبیرہ (بڑے) گناہ

بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور

وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

وَالْفَوَاحِشَ	وَاِذَا	مَا غَضِبُوْا هُمْ	يَغْفِرُوْنَ	
اور بے حیائیاں	اور جب	وہ غصے میں ہوتے ہیں	وہ معاف کر دیتے ہیں	

بے حیائیوں سے۔ اور جب وہ غصے میں ہوتے تو معاف کر دیتے ہیں۔

(٣٦) فَمَآ اُوْتِيْتُمْ خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَغَيْرِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ مِنْ اَثَاثِ
الدُّنْيَا فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
يَتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا ثُمَّ يَزُوْلُ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ
(٣٧) وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ
الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ مُوْجِبَاتِ
الْحُدُوْدِ مِنْ عَطْفِ الْبَعْضِ

(٣٦) سوائے اہل ایمان وغیرہ جو چیز تم کو از قسم اسبابِ دُنیا دی جاتی ہے یہ دنیا میں فائدہ اٹھانے کے لئے ہے کہ چند روز اس سے فائدہ اٹھاؤ پھر وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے اور جو ثواب اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(٣٧) اور ان لوگوں کے لئے جو بڑے گناہوں اور فحش باتوں سے جو لائق سزا اور حد کے ہیں بچتے ہیں۔

عَلَى الْكُلِّ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ○

اور جب وہ کسی پر غصہ ہوتے ہیں معاف کر دیتے ہیں۔

يَتَجَاوَزُونَ

تشریح

(۳۶) چندروزہ زندگی کا سامان بہتر ہے یا آخرت کی پائیدار زندگی — ان سب باتوں پر غور کرو اور سوچو کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کا سروسامان بہتر ہے جو تھوڑی مدت کے لئے ملتا ہے اور پھر سب چھوڑ کر انسان خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے یا وہ دولت بہتر ہے جو پائیدار ہے وہ ان لوگوں کو ملے گی جو اللہ کو مانتے ہیں اس کی رہنمائی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اخلاق اور شریعت کے جو اصول عطا کئے ہیں ان پر عمل کرتے ہیں، اللہ کی رضا کو مقصود بنا لیتے ہیں اور حق پر قائم رہتے ہوئے ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں ان کے لئے وہ پائیدار اور دائمی نعمتیں ہیں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا سرمایہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

ایسے لوگوں میں کیا اوصاف ہوتے ہیں، کیا کیا خوبیاں ہوتی ہیں؟ ان کا بیان آگے آ رہا ہے۔

(۳۷) مومن کی صفت بڑے گناہوں سے پرہیز اور غصے سے درگزر — مومن کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑے بڑے گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ بڑے اور چھوٹے گناہ میں اصولی فرق یہ ہے کہ جو چیز کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے

○ ان میں ایک تو حق تلفی ہے چاہے وہ اللہ کا حق ہو یا بندوں کا یا اپنے نفس کا۔ اس حق تلفی کو ظلم بھی کہتے ہیں۔

○ دوسری چیز جو کسی عمل کو بڑا گناہ بناتی ہے وہ اللہ سے بے خوفی ہے۔ جان بوجھ کر وہ کام کرے جس سے منع کیا ہے نافرمانی — جتنی ڈھٹائی سے ہو گی اتنا ہی وہ گناہ بھی شدید ہو گا۔ اس کے لئے قرآن نے فسق اور معصیت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

○ تیسری چیز جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے وہ ان رابطوں کا بگاڑنا ہے جن پر انسانی زندگی کا امن منحصر ہے یہ رابطہ چاہے اللہ اور بندے کے درمیان ہو یا بندے اور بندے کے درمیان ہو اس کے لئے قرآن نے "فضول" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

یہ تین چیزیں ہیں جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر بندہ بڑے گناہوں سے بچے تو وہ چھوٹی خطاؤں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اسی لئے سورۂ نساء میں ارشاد ہوا ہے۔

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

(آیت ۳۱ رکوع ۵)

(اگر تم ان بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے)

مومن بندے انتقام لینے والے نہیں ہوتے وہ اللہ کے بندوں سے چشم پوشی کا معاملہ کرتے ہیں اور کسی بات پر غصہ آ جائے تو اسے پی جاتے ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں حضرت عائشہ رض کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا — البتہ جب اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی ہتک کی جاتی تب آپ ﷺ سزا دیتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَ

وَالَّذِيْنَ	اسْتَجَابُوْا	لِرَبِّهِمْ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَ
اور جن لوگوں نے	قبول کیا	اپنے رب کا (فرمان)	اور انھوں نے قائم کی	نماز	اور

اور جن لوگوں نے قبول کیا اپنے رب کا فرمان اور انھوں نے نماز قائم کی اور ان کا

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ

اَمْرُهُمْ	شُوْرٰى	بَيْنَهُمْ	وَمِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ	وَ
ان کا کام	مشورہ	باہم	اور اس سے جو	ہم نے عطا کیا انھیں	وہ خرچ کرتے ہیں	اور

کام باہم مشورہ (پر مبنی ہوتا ہے) اور جو ہم نے انھیں دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں اور

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾

الَّذِيْنَ	اِذَآ	اَصَابَهُمُ	الْبَغْيُ	هُمْ	يَنْتَصِرُوْنَ
جو لوگ	جب	انھیں پہنچے	کوئی ظلم وتعدی	وہ	بدلہ لیتے ہیں

جو لوگ ایسے ہیں کہ جب ان پر کوئی ظلم وتعدی پہنچے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

(۳۸) وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ اَجَابُوْهُ اِلٰى مَا دَعَاهُمْ اِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَالْعِبَادَةِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اَدَامُوْهَا وَاَمْرُهُمْ اَلَّذِيْ يَبْدُوْ لَهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ يَتَشَاوَرُوْنَ فِيْهِ وَلَا يَعْجَلُوْنَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اَعْطَيْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَنْ ذُكِرَ صِنْفٌ

(۳۹) وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ الظُّلْمُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ صِنْفٌ اَيْ يَنْتَقِمُوْنَ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ بِمِثْلِ ظُلْمِهٖ كَمَا قَالَ تَعَالٰى

(۳۸) اور ان کے لئے جنھوں نے اپنے رب کی بات مانی اور جو کچھ اس نے توحید اور بندگی کا حکم کیا تھا اس کو بجالائے اور نماز بھی ادا کی اور ان کا حال یہ ہے کہ جب ان کو کوئی امر پیش آتا ہے تو باہم اس میں مشورہ کرتے ہیں اور جلدی نہیں کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے حکم الٰہی کے موافق خرچ کرتے ہیں (یہ لوگ جن کا حال مذکور ہوا ایک قسم دوسری قسم کا ذکر آگے آتا ہے۔

(۳۹) اور ان کے لئے کہ جب ان پر کوئی شخص ظلم کرتا ہے تو وہ اس ظالم سے بقدر اس کے ظلم کے جو اس نے اس پر کیا بدلہ لیتے ہیں۔ یہ دوسری قسم ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں۔

تشریح

(۳۸) مومنین کی بہترین صفات — اپنے رب کا حکم مانتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ معاملات مشورے سے چلاتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

اہل ایمان کی بہترین صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ :۔

○ اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کام کے لئے بلاتے ہیں تو سستی نہیں دکھاتے، دوڑ کر جاتے ہیں اور خوشی خوشی اس کام کو انجام دیتے ہیں۔

○ اہل ایمان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں یعنی پورے اہتمام کے ساتھ خشوع اور خضوع دل لگا کر باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی مصروفیات میں نماز کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔

○ اہل ایمان کی بہترین صفت یہ ہے کہ وہ اپنے اجتماعی کام باہمی مشورے سے چلاتے ہیں۔ اسلام میں مشورے کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس لئے کہ جس معاملے کا تعلق دو اور دو سے زیادہ آدمیوں سے ہو اس میں سے کسی ایک شخص کا اپنی رائے سے فیصلہ کرنا اور دوسرے کو نظر انداز کرنا زیادتی ہے۔

اسلام میں مشورے کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اگر کوئی شخص مشورہ نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔ مومن نہ خود غرض ہوتا ہے نہ متکبر۔

مشورے کی اہمیت اسلام میں اس لئے بھی ہے کہ ایک مومن جو خدا سے ڈرتا ہو اور اسے احساس ہو کہ مجھے اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے وہ کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ کسی معاملہ کی پوری ذمہ داری اپنے اوپر لے لے۔

نبیؐ سب سے زیادہ مشورہ فرمانے والے تھے، صحابہؓ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ (کہ اہل ایمان کے معاملات مشورے سے طے پاتے ہیں۔)

شوریٰ دراصل اسلامی حکومت کا بنیادی اصول ہے۔ شوریٰ نام ہے رائے عامہ کے اظہار کا۔ امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات القرآن میں وضاحت کی ہے کہ شوریٰ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی رائے معلوم کی جائے آنحضرتؐ کو حکم دیا گیا وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ یعنی حکومت کے معاملات میں شوریٰ کا نظام اختیار کیجئے۔

حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ جب شوریٰ کا حکم آیا تو آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول شوریٰ سے مستثنیٰ ہے مگر یہ حکم امت کے لئے رحمت ہے۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ آں حضرتؐ کو وحی نازل ہونے کے باوجود اپنے اصحاب سے مشورہ کا حکم ملتا ہے اور یہ اس لئے تھا کہ قوم کو پورا اطمینان حاصل ہو جائے اور یہ کہ شوریٰ امت کے لئے قانون بن جائے۔

حدیث کی کتاب ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے میں اتنا زیادہ سرگرم ہو جتنے رسول اللہؐ تھے۔

حضرت عمر رضؓ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف معاملات میں عورتوں سے بھی رائے لیتے تھے۔

ضحاک کا بیان ہے کہ فاروق اعظم رضؓ نے عورتوں کو بھی رائے دینے کا حق دیا تھا (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ مولٰنا ثناء اللہ پانی پتیؒ)

مکی دور میں اجتماعی مشوروں کے لئے دار ارقم کو مجلس شوریٰ کا ایوان بنایا گیا تھا۔ مدنی دور میں حضورؐ کے زمانے تک کھلے میدانوں کو بھی اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور مسجد نبوی میں بھی اس طرح کے اجتماعات ہوتے تھے۔ خلافت راشدہ میں سب سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ سے ایوان شوریٰ کا کام لیا گیا۔

اسلامی حکومت شورائی حکومت ہے اور اسلامی حکومت کا خلیفہ اس کا با اختیار رہنما ہے۔ اس لئے خلیفہ شوریٰ کے اختیارات کا نمائندہ ـــ اور انتظامی معاملات میں مجلس شوریٰ کے فیصلوں کا ترجمان۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ یعنی مسلمانوں کے معاملات اور انتظامی امور آپس کے مشوروں سے انجام پاتے ہیں۔ یہ حکم عام ہے اور حکومت کے صدر نشین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجلس شوریٰ کے فیصلے کے خلاف کرے۔

قرآن مجید میں ہے کہ وَشَاوِرْهُمْ بِالْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔

یعنی معاملات میں اپنے اصحاب سے مشورہ کرلیا کیجئے اور جب معاملہ متعلقہ میں عزم کرلیں تو اعتماد خدا ہی پر رکھیئے۔ یہاں عزم سے پیدا ہونے والی رائے وہ ہے جو شوریٰ کے فیصلے کی بنیاد پر ہو۔ کیوں کہ قرآن میں شوریٰ کو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور عزم کو بعد میں اس لئے منشا اور مقصد یہ ہے کہ کسی معاملے کو طے کرنے کے لئے مجلس شوریٰ طلب کی جائے اور یہ مجلس جو فیصلہ کردے وہ عزم کی بنیاد بن جائے۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیت عزم کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ؐ سے یہ دریافت کیا گیا کہ عزم سے کیا مراد ہے تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا مُشَاوَرَةُ اَهْلِ الرَّاْیِ ثُمَّ اتِّبَاعُهُمْ۔ (اہل رائے کا باہمی مشورہ اور اس کے بعد شوریٰ کے فیصلے کی پابندی۔)

چنانچہ ابوبکر جصاص نے "احکام القرآن" میں واضح طور پر لکھا ہے وَفِیْ ذِکْرِ الْعَزِیْمَةِ عَقِیْبَ الْمُشَاوَرَةِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهَا صَدَرَتْ عَنِ الْمَشْوَرَةِ۔

یعنی قرآن میں عزم کا ذکر شوریٰ کے بعد آیا ہے اور یہ اس کی دلیل ہے کہ فیصلہ اور عزم وہی معتبر ہے جو شوریٰ کے فیصلے کا نتیجہ ہو اور یہ شوریٰ سے صادر ہوا ہو۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ پیغمبر اسلام ؐ اس دنیا میں دو قسم کی ذمہ داریوں پر فائز تھے ایک منصب رسالت دوسرے منصب امامت۔ یہی ذمہ داریاں ہیں جن سے آں حضرت ؐ کے طرز میں فرق ہو جاتا تھا۔ آپ منصب رسالت کا کام خدا کے حکم کے مطابق انجام دیتے تھے اور منصب امامت کا کام شوریٰ کے ذریعہ سے۔

منصب رسالت کے کام کو ادا کرنے کے لئے آپ مشورہ تو کرلیتے تھے لیکن یہ مشورہ لینا صرف تعلیم امت کے لئے تھا یہاں صرف خدا کا حکم واجب تعمیل ہوتا تھا۔

شوریٰ کی پابندی کرنے کی مثالیں سیرت نبوی ؐ میں بہت سی مل جاتی ہیں۔ اس لئے شوریٰ اسلام کی ایک مستقل دفعہ ہے جس پر عمل کرنا امیر کے لئے اور اجتماعی کام کو انجام دینے کے لئے ضروری ہے۔

○ اہل ایمان کی ایک صفت یہ ہے کہ ہم نے ان کو جو حلال روزی دی ہے وہ اسی میں سے خرچ کرتے ہیں حرام مال پر ہاتھ نہیں مارتے۔ مال حلال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس سے دوسرے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں صرف اپنی ذات ہی پر خرچ نہیں کرتے۔

(۳۹) اہل ایمان ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں | یعنی اہل ایمان میں اگرچہ نرم خوئی اور عفو و درگزر کی عادت ہوتی ہے اور ان میں یہ شرافت ہوتی ہے کہ جب غالب ہوں تو مغلوب کا قصور معاف کردیں اور جب قادر ہوں تو بدلہ لینے سے درگزر کریں اور جب کسی کمزور آدمی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کرجائیں لیکن وہ ظالموں اور جباروں کے لئے نرم چارہ نہیں ہوتے۔ وہ ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں اور ظلم کا قلع قمع کرنے کے لئے پوری طرح ڈٹ جاتے ہیں وہ متکبر کے آگے جھکتے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر ظالم کو چھوٹ دے دی جائے اور ظلم کا مقابلہ نہ کیا جائے تو ظالم شیر ہو جاتا ہے اور کمزور کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ نبی ؐ نے فرمایا کہ ظالم کی بھی مدد کرو اور مظلوم کی بھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی مدد کرنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، مگر ظالم کی مدد کیسے کی جائے۔؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے روکا جائے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ۵
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ

وَجَزٰۗؤُا	سَيِّئَةٍ	سَيِّئَةٌ	مِّثْلُهَا	فَمَنْ	عَفَا	وَاَصْلَحَ	فَاَجْرُهٗ
اور بدلہ	برائی	برائی	اس جیسی	سو جس	معاف کردیا	اور اصلاح کردی	تو اس کا اجر

اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔ سو جس نے معاف کردیا اور اصلاح (درستی) کردی تو اس کا

عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ

عَلَى اللّٰهِ	اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الظّٰلِمِيْنَ	وَلَمَنِ	انْتَصَرَ
اللہ پر ذمے	بیشک وہ	دوست نہیں رکھتا	(جمع) ظالم	اور البتہ جس	اس نے بدلہ لیا

اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور البتہ جس نے بدلہ لیا اپنے

بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا

بَعْدَ ظُلْمِهٖ	فَاُولٰۗىِٕكَ	مَا عَلَيْهِمْ	مِّنْ سَبِيْلٍ	اِنَّمَا
اپنے اوپر ظلم کے بعد	سو یہ لوگ	نہیں ان پر	کوئی راہ	اس کے سوا نہیں

اوپر ظلم کے بعد، سو یہ لوگ ہیں جن پر کوئی راہ (الزام) نہیں۔ اس کے سوا نہیں

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي

السَّبِيْلُ	عَلَى	الَّذِيْنَ	يَظْلِمُوْنَ	النَّاسَ	وَيَبْغُوْنَ	فِي
راہ (الزام)	پر	وہ لوگ جو	وہ ظلم کرتے ہیں	لوگ	اور وہ فساد کرتے ہیں	میں

کہ الزام ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾

الْاَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	اُولٰۗىِٕكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ
زمین	ناحق	یہی لوگ	ان کے لئے	دردناک عذاب

مچاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے

(۴۰) وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج سُمِّيَتِ الثَّانِيَةُ سَيِّئَةً لِمُشَابَهَتِهَا لِلْاُوْلٰى فِي الصُّوْرَةِ وَهٰذَا ظَاهِرٌ فِيْمَا يُقْتَصُّ فِيْهِ مِنَ الْجِرَاحَاتِ قَالَ بَعْضُهُمْ وَاِذَا قَالَ لَهٗ اَخْزَاكَ اللّٰهُ فَيُجِيْبُهٗ اَخْزَاكَ اللّٰهُ فَمَنْ عَفَا عَنْ ظَالِمِهٖ وَاَصْلَحَ الْوُدَّ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ بِالْعَفْوِ

(۴۰) اور بدلہ برائی کا برائی ہے اسی قدر (بدلہ کا نام بھی برائی رکھا حالانکہ بدلہ لینا گناہ نہیں بہ سبب مشابہ ہونے اس کے اول کو یعنی جس کا یہ عوض ہے اور یہ مشابہت ثانی کی اول کو ظاہر ہے ان زخموں میں جن میں ویسا ہی بدلہ لیا جاتا ہے بعض علما نے فرمایا کہ جب کوئی اس کو یہ لفظ کہے "اخزاک اللہ" یعنی رسوا کرے تجھ کو اللہ تو بھی اس کے جواب میں یہی لفظ کہے یعنی اخزاک اللہ پھر جو کوئی ظالم کے ظلم کو معاف کرے اور اس کا پورا دوست اور خیرخواہ

عَنْهُ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰہِ اَیْ اِنَّ اللّٰہَ یَاجُرُہٗ لَامُحَالَۃَ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ اَیِ الْبَادِیْنَ بِالظُّلْمِ فَیَرَتَّبُ عَلَیْھِمْ عِقَابُہٗ

ہو جاوے پس عوض اس کا اللہ پر ہے یعنی اللہ اس کو ضرور اجر عطا فرماوے گا بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو جو ابتدا کرتے ہیں ساتھ ظلم کے پس ان پر اللہ کا عذاب ضرور آوے گا۔

(۴۱) وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ اَیْ ظُلْمِ الظَّالِمِ اِیَّاہُ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ مُوَاخِذَۃٍ

(۴۱) اور البتہ وہ شخص جو ظالم کے ظلم کا بدلہ لیوے سو یہ لوگ ہیں کہ ان پر کچھ مواخذہ نہیں۔

(۴۲) اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ بِالْمَعَاصِیْ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ مُؤْلِمٌ

(۴۲) بات یہی ہے کہ مواخذہ ان لوگوں پر ہے جو آدمیوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں۔ یہ ہی لوگ ہیں کہ ان کو عذاب سخت ہونے والا ہے۔

تشریح

(۴۰) بدلے کی اجازت مگر درگزر بہتر | اسلام نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے تو تم اس کے برابر بدلہ لے سکتے ہو۔ برائی کا بدلہ برائی اگرچہ بظاہر برائی معلوم ہوتا ہے لیکن وہ حقیقتاً برائی نہیں ہے کیونکہ کوئی کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی کرے یہ بات اللہ کو کسی حالت میں پسند نہیں ہے۔ اگر کسی نے زیادتی کی ہے اور درگزر کرنے میں اور معاف کرنے میں بات سنور سکتی ہے تو بہتر یہی ہے کہ معاف کر دے اور چونکہ اس صورت میں معاف کرنے میں نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس معافی کا اجر ہمارے ذمہ ہے۔ کیونکہ تم نے بگڑے ہوئے کی اصلاح کے لئے یہ کڑوا گھونٹ پیا ہے۔ اور اگر بدلہ ہی لینا مناسب ہو تو بدلہ لے سکتا ہے مگر بدلہ لینے میں زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ انتقام لیتے لیتے خود ظالم بن جائیں۔ اگر کوئی کسی کے تھپڑ مارے تو ایک تھپڑ کا بدلہ ایک تھپڑ سے لے سکتا ہے مگر یہ نہیں کہ ایک تھپڑ کے ساتھ اس پر لاتوں اور گھونسوں کی بھی بارش کر دے۔ اسی طرح گناہ کا بدلہ گناہ سے لینا بھی جائز نہیں مثلاً اگر کسی نے کسی کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ جائز نہیں کہ آدمی جاکر اس کے بیٹے کو قتل کر دے۔ اگر کسی نے کسی کی بہن اور بیٹی کے ساتھ بدکاری کی تو یہ جائز نہیں کہ آدمی بدلے میں اس کی بہن اور بیٹی کے ساتھ خود یہ بری حرکت کرے۔ بدلہ لینے میں ان تمام حدود کا لحاظ رکھنا ہوگا۔

(۴۱) مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا گناہ نہیں ہے | اگرچہ معاف کر دینا پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو قابلِ ملامت نہیں ہے یہ اس کا حق ہے کہ اگر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کے مطابق ہی اس سے بدلہ لیا جائے ورنہ ظالم کی ہمت بڑھ جاتی ہے اور وہ کمزوروں پر زیادتیاں کرتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات سزا دینا بہتر رہتا ہے۔

(۴۲) ظالم قابل ملامت ہیں | ظالم سے بدلہ لینے والے قابل ملامت نہیں ہیں بلکہ ظالم قابلِ ملامت ہیں یہ لوگ دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پہ ناحق زیادتیاں کرتے ہیں اس طرح انتقام لینے سے حدِ استحقاق سے جو بڑھ جاتا ہے وہ بھی بڑی زیادتی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ع۴ ۵ وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۳﴾ ع

وَلَمَنۡ	صَبَرَ	وَغَفَرَ	اِنَّ	ذٰلِكَ	لَمِنۡ	عَزۡمِ + الۡاُمُوۡرِ
اور البتہ جس	صبر کیا	اور معاف کردیا	بیشک	یہ	البتہ سے	بڑی ہمت کے کام

اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کردیا تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِيٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ

وَمَنۡ	يُّضۡلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ	مِنۡ وَّلِيٍّ	مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ
اور جس	گمراہ کردے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی کارساز	اس کے بعد

اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کے لئے نہیں اس کے بعد کوئی کارساز۔

وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ يَقُوۡلُوۡنَ

وَتَرَى	الظّٰلِمِيۡنَ	لَمَّا	رَاَوُا	الۡعَذَابَ	يَقُوۡلُوۡنَ
اور تم دیکھوگے	(جمع) ظالم	جب	وہ دیکھیں گے	عذاب	وہ کہیں گے

اور تم ظالموں کو دیکھوگے کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے (تو) وہ کہیں گے

هَلۡ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ ﴿۴۴﴾ ج وَتَرٰٮهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ

هَلۡ	اِلٰى	مَرَدٍّ	مِّنۡ سَبِيۡلٍ	وَتَرٰٮهُمۡ	يُعۡرَضُوۡنَ
کیا	طرف.کا	لوٹنا	کوئی راہ	اور تو دیکھے گا انہیں	پیش کئے جائیں گے

کیا لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ اور تو دیکھے گا جب وہ عاجزی کرتے

عَلَيۡهَا خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ يَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ طَرۡفٍ

عَلَيۡهَا	خٰشِعِيۡنَ	مِنَ	الذُّلِّ	يَنۡظُرُوۡنَ	مِنۡ	طَرۡفٍ
اس (دوزخ) پر	عاجزی کرتے ہوئے	سے	ذلت	وہ دیکھتے ہوں گے	سے	گوشۂ چشم

ہوئے ذلت سے دوزخ پر پیش کئے جائیں گے تو وہ دیکھتے ہوں گے نیم کشادہ

خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ

خَفِيٍّ	وَقَالَ	الَّذِيۡنَ + اٰمَنُوۡۤا	اِنَّ	الۡخٰسِرِيۡنَ	الَّذِيۡنَ
پوشیدہ (نیم کشادہ)	اور کہیں گے	جو ایمان لائے (مومن)	بیشک	خسارہ پانے والے	وہ جنھوں نے

گوشۂ چشم سے، اور مومن کہیں گے خسارہ پانے والے وہ ہیں جنھوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ

خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَاَهْلِيْهِمْ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	اَلَآ	اِنَّ
خسارہ میں ڈالا	اپنے آپ کو	اور اپنے متعلقین	روز	قیامت	خوب یاد رکھو	بیشک

خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو روزِ قیامت، خوب یاد رکھو ظالم

الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾

الظّٰلِمِيْنَ	فِيْ	عَذَابٍ	مُّقِيْمٍ	
(جمع) ظالم	میں	عذاب	ہمیشہ رہنے والا	

بیشک ہمیشہ رہنے والے عذاب میں ہوں گے۔

﴿۴۳﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ فَلَمْ يَنْتَصِرْ وَاَوْغَفَرَ
تَجَاوَزَ اِنَّ ذٰلِكَ الصَّبْرَ وَ
التَّجَاوُزَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
اَىْ مَعْزُوْمَاتِهَا بِمَعْنَى الْمَطْلُوْبَاتِ
شَرْعًا

﴿۴۳﴾ اور البتہ جو شخص صبر کرتا ہے کہ وہ بدلہ نہیں لیتا اور معاف کرتا ہے تو یہ امر شرعاً نہایت پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

﴿۴۴﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ
وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَىْ اَحَدٌ يَلِىْ
هِدَايَتَهٗ بَعْدَ اِضْلَالِ اللّٰهِ اِيَّاهُ
وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا
الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى
مَرَدٍّ اِلَى الدُّنْيَا مِّنْ سَبِيْلٍ ○
طَرِيْقٍ

﴿۴۴﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ الخ
اور جس کو اللہ گمراہ کرے پس اس کو کے لئے کوئی اس کے سوا دوست مددگار نہیں یعنی اللہ کے گمراہ کرنے کے بعد کوئی اس کو راہ پر نہیں لا سکتا۔ اور دیکھے گا تو ظالموں کو کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے کہ آیا کوئی صورت ہمارے لئے دنیا میں واپس جانے کی ہے

﴿۴۵﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا
اَىِ النَّارِ خٰشِعِيْنَ خَائِفِيْنَ
مُتَوَاضِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهَا مِنْ طَرْفٍ
خَفِيٍّ ضَعِيْفِ النَّظَرِ مُسَارَقَةً
وَمِنْ اِبْتِدَائِيَّةٌ اَوْ بِمَعْنَى الْبَاءِ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ
الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

﴿۴۵﴾ اور دیکھے گا تو کہ وہ آگ میں پیش کئے جاویں گے۔ درآنحالیکہ پست ہونگے بہ سبب ذلت اور رسوائی کے آگ کو دیکھتے ہوں گے ضعیف نظر سے چھپ کر اور آنکھ چرا کر۔

اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے کہ بے شبہ ٹوٹے والے وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے گھر

أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بِتَخْلِيدِهِمْ فِي النَّارِ وَعَدَمِ
وُصُولِهِمْ إِلَى الْحُورِ الْمُعَدَّةِ
لَهُمْ فِي الْجَنَّةِ لَوْ آمَنُوا
وَالْمَوْصُولُ خَبَرُ إِنَّ أَلَا
إِنَّ الظَّالِمِينَ الْكَافِرِينَ
فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ○
دَائِمٍ هُوَ مِنْ مَقُولِ اللّٰهِ تَعَالَى

والوں کو لوٹے میں ڈالا قیامت میں کہ ان کو ہمیشہ کو دوزخ کا مستحق کیا اور جو اُن تک نہ پہنچا یا جو جنت میں ان کے لئے تیار تھے اگر وہ ایمان لاتے۔

آگاہ ہو بیشک کافرین عذاب دائمی میں رہیں گے۔

تشریح

(۴۳) صبر کرنا بڑا اولوالعزمی کا کام ہے | بے شک انتقام کی اجازت ہے اور وہ مظلوم قابلِ ملامت نہیں ہے جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لیکن صبر کرنا اور درگزر سے کام لینا یہ بڑے حوصلے ہمت اور بلند اخلاق کا کام ہے۔ اس لئے کہ کوئی کتنا بھی ظلم کرے کتنی بھی زیادتی ہو اگر مظلوم صبر سے کام لے گا تو ایک نہ ایک دن ظالم کو ضرور پچھتاوا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اگرچہ بدلہ کی اجازت ہے مگر معاف کر دینا اس سے بڑھ کر بہادری ہے اور یہ بڑی ہمت کا کام ہے حدیث میں آتا ہے کہ جس بندے پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے لئے درگزر کرے تو یقیناً اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور اس کی مدد کرے گا۔

(۴۴) جو ہدایت سے یہاں منہ موڑتا ہے اسے کبھی ہدایت نصیب نہ ہو گی | صبر کرنا اور معاف کر دینا بے شک بڑی اعلیٰ درجے کی صفات ہیں مگر یہ صفات انسان کی طلب، اللہ کی توفیق اور دست گیری ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ جن کے سامنے ہدایت کے لئے قرآن جیسی مؤثر اور دل نشین کتاب ہے اور انسانی کردار کا اعلیٰ ترین نمونہ محمدؐ کی سیرت اس کے سامنے ہے اور وہ یہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اس تعلیم کو ماننے والوں کی زندگیاں کیسی صاف ستھری ہیں ان میں عدل و انصاف ہے وہ صبر کرنے والے ہیں وسیع القلب ہیں لوگوں کی غلطی سے درگزر کر جاتے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ ہدایت حاصل نہ کرے تو پھر کون اس کو گمراہی سے بچا سکتا ہے۔ آج تو یہ لوگ اپنی گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن جب کل فیصلہ ہو چکا ہو گا اور اعمال کے نتائج سامنے آئیں گے اور سزا کا حکم نافذ ہو جائے گا تو اب کہیں گے کہ پلٹنے کی کوئی سبیل ہے یا نہیں لیکن پھر واپسی کا کوئی راستہ نہ ہو گا۔

(۴۵) آخرت میں ان کا حال یہ ہو گا کہ ذلت کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے | آج دنیا میں یہ ظالم لوگ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں لیکن آخرت میں جب عذاب سامنے ہو گا اور جہنم کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت کے مارے یہ حال ہو گا کہ آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی کسی سے نگاہیں ملانے کی ہمت نہ ہو گی نظریں بچا بچا کر کنکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، ایک سہمے ہوئے مجرم کی طرح خوف زدہ۔

اس وقت اہل ایمان کہیں گے کہ واقعی اصل خسارے میں وہی رہے جنھوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو اس پریشانی میں ڈال دیا۔ خبردار رہو ظالم لوگ مستقل عذاب میں ہوں گے بدبخت خود بھی ڈوبے اور اپنے متعلقین کو بھی لے ڈوبے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّنْ أَوْلِيَآءَ	يَنْصُرُوْنَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ
اور نہیں ہیں	ان کے لئے	کوئی کارساز	وہ مدد دیں انھیں	سوائے

اور ان کے لئے نہیں ہیں کوئی کارساز جو انھیں اللہ کے سوا مدد

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا

اللّٰهِ	وَمَنْ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ	مِنْ سَبِيْلٍ	اِسْتَجِيْبُوْا
اللہ	اور جس	گمراہ کردے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی راستہ	تم قبول کرو

دیں اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کے لئے (ہدایت کا) کوئی راستہ نہیں ۔ تم اپنے رب کا

لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ

لِرَبِّكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ يَّاْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا مَرَدَّ	لَهٗ	مِنَ اللّٰهِ
اپنے رب کا (فرمان)	اس سے قبل	کہ آئے	وہ دن	پھیرنے والا نہیں	اس کے لئے	اللہ سے

فرمان اس سے قبل قبول کرلو کہ وہ دن آئے جس کو اللہ (کی جانب) سے کوئی پھیرنے والا نہیں

مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ

مَا لَكُمْ	مِّنْ	مَّلْجَاٍ	يَّوْمَئِذٍ	وَّمَا لَكُمْ	مِّنْ
نہیں تمہارے لئے	کوئی	پناہ	اس دن	اور نہیں تمہارے لئے	کوئی

تمہارے لئے نہیں اس دن کوئی پناہ اور تمہارے لئے کوئی روک ٹوک

نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

نَّكِيْرٍ	فَاِنْ	اَعْرَضُوْا	فَمَآ	اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ
انکار (روک ٹوک کرنے والا)	پھر اگر	وہ منہ پھیریں	تو نہیں	ہم نے بھیجا تمہیں	ان پر

کرنے والا نہیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے آپ کو ان پر نہیں بھیجا

حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا

حَفِيْظًا	اِنْ	عَلَيْكَ	اِلَّا	الْبَلٰغُ	وَاِنَّآ	اِذَآ	اَذَقْنَا
نگہبان	نہیں	آپ پر۔ ذمے	سوا	پہنچانا	اور بیشک	جب	چکھاتے ہیں

نگہبان ۔ آپ کے ذمے پیغام پہنچانے کے سوا نہیں اور بے شک جب ہم انسان کو

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

الْاِنْسَانَ	مِنَّا	رَحْمَةً	فَرِحَ بِهَا	وَاِنْ	تُصِبْهُمْ	سَيِّئَةٌ
انسان	اپنی طرف سے	رحمت	خوش ہوجاتا ہے اس سے	اور اگر	پہنچے انھیں	کوئی برائی

اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوجاتا ہے اور اگر انھیں اس کے بدلے کوئی برائی پہنچے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾

بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	فَاِنَّ	الْاِنْسَانَ	كَفُوْرٌ
اس کے بدلے	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں	تو بیشک	انسان	بڑا ناشکرا

جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے۔

(۴۶) وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ أي غيره يدفع عذابه عنهم وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۞ طريق إلى الحق في الدنيا وإلى الجنة في الآخرة

(۴۶) اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا جو اُن سے عذاب الٰہی کو دفع کرے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے دنیا میں کوئی راستہ حق کی طرف نہیں اور نہ آخرت میں جنت ملنے کی کوئی صورت ہے ۔

(۴۷) اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ أجيبوه بالتوحيد والعبادة مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ هو يوم القيامة لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ أي أنه إذا أتى به لا يرده مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ تلجئون إليه يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۞ إنكار لذنوبكم فَاِنْ اَعْرَضُوْا عن الإجابة فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ تحفظ أعمالهم بأن توافق المطلوب منهم اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَهٰذَا

(۴۷) اپنے رب کا حکم مانو یعنی اس کی توحید اور بندگی پر قائم رہو پہلے اس سے کہ وہ دن آوے کہ اس کے لئے اللہ کی طرف واپسی کا حکم نہیں ۔ یعنی جب وہ دن آجاوے گا تو لوٹ نہ سکے گا۔ مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے ۔

تمہارے لئے اس دن کوئی جائے پناہ نہیں جہاں تم پناہ پکڑو اور نہ تم اپنے گناہوں کا انکار کرسکوگے ۔

پھر اگر وہ منہ پھیریں تیری بات کے ماننے سے تو ہم نے تجھ کو ان کے عملوں کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے عمل موافق مطلوب کے ہوجاویں ۔ اور جو اُن کی پیدائش سے مقصود ہے وہ حاصل ہوجاوے ۔ تیرا کام صرف پہنچادینا ہے (یہ حکم امر جہاد سے پہلا ہے ۔)

قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً نِعْمَةً كَالْغِنٰى وَالصِّحَّةِ فَرِحَ بِهَا ج وَاِنْ تُصِبْهُمْ اَلضَّمِيْرُ لِلْاِنْسَانِ بِاِعْتِبَارِ الْجِنْسِ سَيِّئَةٌ بَلَاءٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اَيْ قَدَّمُوْهُ وَعُبِّرَ بِالْاَيْدِيْ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهَا فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○ لِلنِّعْمَةِ

اور بے شبہ ہم جب وقت آدمی کو اپنی رحمت عطا کرتے ہیں یعنی اس کو نعمت تندرستی اور دولت مندی کی دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر ان کو کوئی مصیبت اور بلا پیش آتی ہے بسبب ان کے بدعملوں کے تو وہ ناشکری کرتے ہیں اس انعام کی جو پہلے ان پر ہوا۔

تشریح

(۴۶) **جو ہدایت کا طالب نہ ہو اس کے لئے نہ دنیا میں ہدایت نہ آخرت میں نجات** ایسے لوگ جو سچائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں ایسے لوگوں کا کوئی حامی اور سرپرست نہ ہوگا جو اللہ کے معاملے میں ان کی مدد کرے۔ جب انسان ہدایت کا طلبگار نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ہدایت نہیں کرتے اور اسے گمراہی میں پڑے رہنے دیتے ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں پھینک دے اس کے لئے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

(۴۷) **نہ ٹلنے والا دن آنے سے پہلے اپنے رب کی بات مان لو۔** اللہ تعالیٰ انسان کے رب ہیں اس کے پروردگار اس پر مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری ہدایت کو قبول کر کے میرے انعامات کے مستحق بنیں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس کو ٹالا نہ جا سکے گا نہ اللہ تعالیٰ اس کو ٹالیں گے اور نہ کسی دوسرے میں یہ طاقت ہے کہ اسے ٹال سکے اس دن کے آنے سے پہلے اللہ کی ہدایت کو قبول کر لو۔ دنیا میں تو عذاب ٹل بھی جاتا ہے اللہ تعالیٰ مہلت دے دیتے ہیں کہ شاید میرا بندہ سنبھل جائے مگر وہ دن جو فیصلے کا ہوگا اس دن عذاب ٹالے نہ ٹلے گا۔

(۴۸) **رسول کی ذمہ داری پہنچانا ہے منوانا نہیں** اگر سمجھانے اور خبردار کرنے کے باوجود لوگ نہیں مانتے تو آپ کا کام پہنچانا ہے زبردستی منوانا نہیں ان کے انکار پر آپ غمگین نہ ہوا کریں۔ عمومی طور پر انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کچھ انعام و احسان فرمادیں اور انھیں دنیا کی کچھ دولت حاصل ہو جائے تو وہ چھچھورے پن پر اُتر آتے ہیں اور آپے میں نہیں رہتے اور اگر انہیں سمجھا کر راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو سُن کر نہیں دیتے مگر جب ان کے اپنے کرتوتوں کی بدولت کوئی افتاد پڑ جاتی ہے اور کسی پریشانی میں پھنس جاتے ہیں تو ساری نعمتوں کو بھول کر ناشکرے پن پر اُتر آتے ہیں اور یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ جس حالت میں مبتلا ہوئے ہیں اس میں ان کا اپنا کتنا قصور ہے۔ ایسے لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ نہ خوش حالی میں ان کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ بدحالی سے سبق حاصل کرتے ہیں۔

البتہ مخلص اہل ایمان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ فراخی کی حالت میں شکر گزار ہوتے ہیں اور سختی کی حالت میں صبر کرتے ہیں۔ اور کسی حالت میں اللہ کے انعامات اور احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۭ

لِلّٰہِ	مُلْکُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	یَخْلُقُ	مَا یَشَآءُ
اللہ کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین	وہ پیدا کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے

اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ جو وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ

یَھَبُ	لِمَنْ + یَّشَآءُ	اِنَاثًا	وَّیَھَبُ	لِمَنْ + یَّشَآءُ
وہ عطا کرتا ہے	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	بیٹیاں	اور عطا کرتا ہے	جس کے لئے وہ چاہتا ہے

وہ عطا کرتا ہے جس کو وہ چاہے ۔بیٹیاں ، اور وہ عطا کرتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے

الذُّکُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَ

الذُّکُوْرَ	اَوْ	یُزَوِّجُھُمْ	ذُکْرَانًا	وَّاِنَاثًا	وَ
بیٹے	یا	جمع کر دیتا ہے انھیں	بیٹے	اور بیٹیاں	اور

بیٹے ، یا انھیں جمع کر دیتا ہے (جوڑے دیتا ہے) بیٹے اور بیٹیاں اور

یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۭ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا کَانَ

یَجْعَلُ	مَنْ یَّشَآءُ	عَقِیْمًا	اِنَّہٗ	عَلِیْمٌ	قَدِیْرٌ	وَمَا کَانَ
کر دیتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	بانجھ	بیشک وہ	جاننے والا	قدرت رکھنے والا ہے	اور نہیں ہے

جس کو وہ چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا، قدرت رکھنے والا ہے ۔اور کسی بشر

لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآیِٔ

لِبَشَرٍ	اَنْ + یُّکَلِّمَہُ	اللّٰہُ	اِلَّا + وَحْیًا	اَوْ	مِنْ وَّرَآیِٔ
کسی بشر کو	کہ اس سے کلام کرے	اللہ	مگر وحی سے	یا	پیچھے سے

کو (مجال) نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی (اشارے) سے یا پردے کے

حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ ۭ

حِجَابٍ	اَوْ + یُرْسِلَ	رَسُوْلًا	فَیُوْحِیَ	بِاِذْنِہٖ	مَا یَشَآءُ
ایک پردہ	یا وہ بھیجے	کوئی فرشتہ	پس وہ وحی کرے	اس کے حکم سے	جو وہ چاہے۔

پیچھے سے، یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے، پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچاوے)

إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (۵۱)

حَكِيمٌ	عَلِيٌّ	إِنَّهُ
حکمت والا	بلند تر	بے شک وہ

بے شک وہ بلند تر، حکمت والا ہے۔

(۴۹) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ
يَشَاءُ مِنَ الْأَوْلَادِ إِنَاثًا وَّ
يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝

(۴۹) اللہ کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے

(۵۰) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ أَيْ يَجْعَلُهُمْ
ذُكْرَانًا وَّإِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ
مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ فَلَا يَلِدُ
وَلَا يُولَدُ لَهُ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِمَا خَلَقَ قَدِيرٌ ۝ عَلٰى مَا يَشَاءُ

(۵۰) یا دونوں عطا فرماتا ہے یعنی لڑکیاں اور لڑکے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کرتا ہے کہ اس کے نہ لڑکی ہو نہ لڑکا۔
بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ پیدا فرماتا ہے قدرت والا ہے جو چیز چاہے پیدا کرے۔

(۵۱) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ
اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُّوحِيَ إِلَيْهِ وَحْيًا
فِي الْمَنَامِ أَوْ بِالْإِلْهَامِ أَوْ إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ
حِجَابٍ بِأَنْ يُسْمِعَ كَلَامَهُ وَلَا يَرَاهُ كَمَا وَقَعَ
لِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ إِلَّا أَنْ يُّرْسِلَ
رَسُولًا مَلَكًا كَجِبْرِيلَ فَيُوحِيَ الرَّسُولُ
إِلَى الْمُرْسَلِ إِلَيْهِ أَيْ يُكَلِّمَهُ بِإِذْنِهِ
أَيِ اللّٰهِ مَا يَشَاءُ ۚ اللّٰهُ إِنَّهُ
عَلِيٌّ عَنْ صِفَاتِ الْمُحْدَثِينَ
حَكِيمٌ ۝ فِي صُنْعِهِ

(۵۱) اور آدمی کی شان کے یہ مناسب نہیں کہ اس سے اللہ باتیں کرے مگر اس طرح کہ خواب میں اس کی طرف وحی بھیجے اور بطور الہام کے اس کے جی میں کوئی امر القاء فرماوے یا پس پردہ اس سے باتیں کرے۔ بایں طور کہ وہ شخص اللہ کے کلام سنے اور اس کو نہ دیکھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا یا یہ کہ فرشتہ اس کی طرف بھیجے جیسے جبرئیل پس وہ اس سے کلام کرے اذن خداوندی سے جو کچھ اللہ چاہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ برتر ہے صفات ممکنات سے حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

(۴۹) زمین اور آسمان کی ہر چیز پر بادشاہی اللہ کی ہے | زمین آسمان اور اس کے درمیان میں جو بھی چیز ہے سب کی بادشاہی کا مالک ہے سختی اور نرمی ہر حالت میں اس کی سلطنت میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ یہ حکومت نہ دنیا کے نام نہاد بادشاہوں کو ملی ہے نہ سرداروں کو، نہ ولیوں اور نبیوں کو۔ ہر ہر چیز کا مالک اکیلا بلا شرکتِ غیرے اللہ تعالیٰ ہے ــ وہ شہنشاہِ مطلق ہے کوئی انسان کیا بڑے سے بڑا دنیاوی اقتدار کا مالک سمجھا جاتا ہو کبھی اس پر قادر نہیں ہو سکا کہ اپنی خواہش کے مطابق دوسروں کے یہاں تو کیا اپنے یہاں بھی اولاد پیدا کر سکے ـــــــ وہ جسے چاہتا ہے لڑکیاں

دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔

(۵۰) اولاد دینا نہ دینا اسی کے قبضے میں ہے | وہ جسے چاہے اولاد دے۔ لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دے اور جسے چاہے بانجھ بنا دے۔ وہ سب جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے وہ مختارِ کُل ہے۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے علم عطا فرماتا ہے اور وحی کی کئی شکلیں ہوتی ہیں | "وحی" اور "ایحاء" عربی زبان کے لفظ ہیں جس کے معنیٰ ہیں "جلدی سے کوئی اشارہ کر دینا"۔

وحی انسان کے لئے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی کے متعلق ان سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے جو عقل اور حواس کے ذریعہ حل نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے جو علم عطا فرماتے ہیں اس کے کئی طریقے ہیں۔

○ کبھی وحی قلب کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ براہِ راست نبی کے قلب کو مسخر فرما کر اس میں کوئی بات ڈال دیتے ہیں۔ یہ کیفیت بیداری میں بھی ہو سکتی ہے اور خواب میں بھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم اسی طرح دیا گیا تھا۔

○ وحی کا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست ہم کلامی کا شرف عطا فرماتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہوا وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ــــــــــ (اللہ نے موسیٰ سے خوب باتیں کیں۔) ــــــ یا خاتم الانبیاءؐ کو لیلۃ الاسریٰ میں اسی طرح ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔

○ وحی کی تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ کا فرشتہ پیغام پہنچاتا ہے۔ بعض اوقات یہ فرشتہ نظر نہیں آتا صرف آواز سنائی دیتی ہے اور کبھی وہ انسانی شکل میں آکر پیغام پہنچاتا ہے۔ سورۂ شوریٰ کی مذکورہ آیت میں وحی کی انہی تینوں قسموں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

○ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حارث بن ہشام نے آں حضرتؐ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آں حضرتؐ نے فرمایا:۔

أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلُ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا

(کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کی یہ صورت میرے لئے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ آواز میں کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آجاتا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحؒ فرماتے ہیں کہ صلصلۃ الجرس (گھنٹی کی آواز) سے جو تشبیہ دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو آواز کے تسلسل کی وجہ سے گھنٹی سے تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے اس اعتبار سے کہ گھنٹی جو مسلسل بج رہی ہو تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متعین کرنا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ اس کی آواز ہر طرف سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اور باری تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے۔ اس لئے کلام الٰہی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی آواز ایک سمت سے نہیں آتی بلکہ ہر جہت سے آتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ

وَكَذٰلِكَ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	رُوْحًا	مِّنْ اَمْرِنَا	مَا كُنْتَ
اور اسی طرح	ہم نے وحی کیا	تمہاری طرف	قرآن	اپنے حکم سے	تم نہ تھے

اور اسی طرح ہم نے آپؐ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کو وحی کیا۔ آپ نہ جانتے تھے

تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ

تَدْرِيْ	مَا الْكِتٰبُ	وَلَا الْاِيْمَانُ	وَلٰكِنْ	جَعَلْنٰهُ	نُوْرًا	نَّهْدِيْ
جانتے	کیا ہے کتاب	اور نہ ایمان	اور لیکن	ہم نے بنا دیا اُسے	نور	ہم ہدایت دیتے ہیں

کتاب کیا ہے؟ اور نہ ایمان (کی تفصیل) لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا، اس سے ہم اپنے

بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ

بِهٖ	مَنْ نَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِنَا	وَاِنَّكَ	لَتَهْدِيْٓ	اِلٰى	صِرَاطٍ
اس سے	جس کو ہم چاہتے ہیں	اپنے بندوں میں سے	اور بیشک تم	ضرور رہنمائی کرتے ہو	طرف	راستہ

بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، اور بے شک آپؐ ضرور رہنمائی کرتے ہیں سیدھے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

مُّسْتَقِيْمٍ	صِرَاطِ + اللّٰهِ	الَّذِيْ + لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَ
سیدھا	راستہ اللہ کا	وہ جس کے لئے	جو کچھ	آسمانوں میں	اور

راستہ کی طرف (یعنی) اللہ کا راستہ، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع ۵ ۱۰ ۶

مَا	فِي الْاَرْضِ	اَلَآ	اِلَى اللّٰهِ	تَصِيْرُ	الْاُمُوْرُ
جو کچھ	زمین میں	یاد رکھیں	اللہ کی طرف	بازگشت	تمام کام

جو کچھ زمین میں ہے، یاد رکھیں تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔

﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَيْ مِثْلَ اِيْحَائِنَا اِلٰى غَيْرِكَ مِنَ الرُّسُلِ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ رُوْحًا هُوَ الْقُرْاٰنُ بِهٖ تَحْيَى بِهِ الْقُلُوْبُ مِنْ اَمْرِنَا الَّذِيْ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ تَعْرِفُ قَبْلَ الْوَحْيِ اِلَيْكَ مَا

﴿۵۲﴾ اور ہم نے جس طرح اور پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی اسی طرح تیری طرف قرآن آتارا اپنے امر سے کہ جس سے دل مردہ زندہ ہوتے ہیں۔

تو نہیں جانتا تھا پہلے اس سے کہ تیری طرف وحی آوے، کہ قرآن کیا ہے۔ اور نہ ایمان

كُنْتَ تَدْرِىْ تعرف قَبْلَ الْوَحْيِ اِلَيْكَ مَا الْكِتٰبُ الْقُرْاٰنُ وَلَا الْاِيْمَانُ اَىْ شَرَائِعُهٗ وَمَعَالِمُهٗ وَالنَّفْىُ مُعَلَّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ اَوْ مَا بَعْدَهٗ سَدَّ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ اَىِ الرُّوْحَ اَوِ الْكِتَابَ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ تدعوا بالموحى اِلَيْكَ اِلٰى صِرَاطٍ طريق مُّسْتَقِيْمٍ ۝ دين الاسلام

کے احکام اور نشانیوں کو جانتا تھا۔

ولیکن ہم نے اس قرآن کو نور بنایا کہ ہم اس سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اپنے بندوں میں سے۔ اور بے شبہ تو بلاتا ہے اس قرآن سے جو تیری طرف بھیجا گیا راہ مستقیم یعنی دین اسلام کی طرف۔

۵۳ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ ملكا وخلقا وعبيدا اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ ترجع

۵۳ کہ جو راستہ ہے اللہ کا جس کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں۔ آگاہ رہو اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔

تشریح

۵۲ **قرآن بذریعۂ وحی نازل ہوا ہے** | ہم نے قرآن کو اسی طرح بذریعہ وحی تمہارے اوپر نازل کیا ہے جس کو وحی کی صورتوں میں سے ایک صورت میں روح الامین ہمارے معتمد فرشتے ہمارے حکم سے تمہارے پاس لے کر آتے رہے ہیں۔ یہ قرآن تمہارے لئے ایک روشنی ہے جس سے ہم اپنے بندوں کو جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں۔ اس قرآن سے پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے ایمان کیا ہوتا ہے۔ نہ آپ نے کبھی کتاب الٰہی کا ذکر سنا تھا نہ آپ کو معلوم تھا کہ فلاں فلاں چیزوں پر ایمان لانا چاہئے نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے تک آپ کے ذہن میں کوئی تصور نہیں تھا کہ آپ کو کوئی کتاب ملنے والی ہے یا ملنی چاہیئے آپ آسمانی کتابوں اور ان کے مضامین کے تعلق سے کچھ نہ جانتے تھے۔ آپ کو اللہ پر ایمان تو ضرور حاصل تھا مگر آپ شعوری طور پر اس تفصیل سے واقف نہ تھے کہ انسان کو اللہ کے متعلق کیا کیا باتیں ماننی چاہئیں اور نہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ ملائکہ، نبوت، کتب الٰہی اور آخرت کے متعلق بہت سی باتوں کا ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب باتوں سے واقف کرایا اور بے شک آپ لوگوں کو سیدھے راستے کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

۵۳ **سیدھا راستہ مالک ارض وسما کا راستہ** | یہ سیدھا راستہ جس کی طرف آپ لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے جو مالک ارض وسما کا راستہ ہے جو ایک ایک چیز کا بلا شرکت غیرے مالک ہے اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اسی کے دربار میں یہ فیصلہ ہو گا کہ کس کا کیا انجام ہونا ہے۔

۴۳

الزُّخرُف

ترتیب تلاوت ــــ ۴۳	ترتیب نزول ــــ ۶۳
مکی/مدنی ــــ مکی	تعدادِ رکوعات ــــ ۷
تعداد آیات ــــ ۸۹	تعداد الفاظ ــــ ۸۴۳
تعداد حروف ــــ ۳۶۵۶	

اس سورت کی آیت ۳۵ میں "زُخْرُفًا" کا لفظ آیا ہے اسی سے لے کر اس سورت کا نام "زخرف" رکھا ہے جس کے معنی سونا چاندی کے آتے ہیں۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ زخرف آیا ہے۔

اس سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ مومن، حٰم سجدہ اور سورۂ شوریٰ تقریباً ایک ہی زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ جب کہ مخالف آپ کی جان تک کے درپے ہو گئے تھے۔ اور آپ پر جان لیوا حملہ ہو بھی چکا تھا۔

سورت کے ابتدا میں بتایا گیا ہے کہ مخالفینِ حق میں قریش سب سے آگے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کا نازل ہونا رُک جائے۔ اس کے لئے وہ فتنہ پردازیاں کر رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے کسی بھی زمانے میں فتنہ پردازوں کی وجہ سے انبیاء کو بھیجنا اور کتابوں کا اتارنا بند نہیں کیا بلکہ ان ظالموں کو سزا دی ہے جو سچائی کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

○ ان کے جاہلانہ عقائد کی نامعقولیت بڑے حکیمانہ طریقے سے ظاہر کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ایک طرف تو تم لوگ یہ مانتے ہو کہ ہمارا اور کائنات کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ یہ تسلیم کرنے کے باوجود اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہو۔

کتنی نامعقول بات ہے کہ تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہو۔ بھلا کہاں سے پتہ لگا کہ فرشتے مؤنث ہوتے ہیں پھر تم نے کیسے جان لیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اپنے لئے تو تم بیٹیوں کا ہونا باعثِ ننگ سمجھتے ہو اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتا کر عورتوں کے کپڑے پہنا کر، دیویوں کا روپ دے کر ان کی پوجا کرتے ہو۔

○ ان نامعقول عقیدوں کے ساتھ تم اس معقول دین کی مخالفت کر رہے جس کو حضرت محمدؐ اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ نہ اللہ کے کوئی اولاد ہے نہ معبود ہونے میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہے جو جان بوجھ کر نافرمانی کرنے والوں کو اللہ کی پکڑ سے بچا سکے۔

○ قرآن عربی زبان میں ہے یہ نہایت بلند مرتبہ کتاب ہے۔ ہر طرح کی تبدیلی سے محفوظ ہے اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے۔

○ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم اور اپنے والد کو شرک سے باز رہنے کی نصیحت کی تھی اس کا بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ تم لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہو پھر بھی شرک میں مبتلا ہو۔

○ بتایا گیا ہے کہ نبیؐ کا راستہ وہی ہے جو دوسرے نبیوں کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی بھی نبی اور رسول نے نہیں دی۔ اس سلسلے میں حضرت موسیٰؑ اور ان کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ دنیا میں آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا۔

○ بتایا گیا ہے کہ جنت کی نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمت اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا اہل جنت کے لئے سب سے بڑا انعام ہوگا۔

ایاتہا ۸۹	۴۳	سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ	۶۲	رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰمٓ	وَالْكِتٰبِ	الْمُبِيْنِ	اِنَّا	جَعَلْنٰهُ	قُرْاٰنًا	عَرَبِيًّا	لَّعَلَّكُمْ
حٰمٓ	قسم ہے کتاب	واضح	بیشک ہم	ہم نے اسے بنایا	قرآن	عربی زبان	تاکہ تم

حامیم قسم ہے واضح کتاب کی بے شک ہم نے اسے بنایا عربی زبان میں قرآن، تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۴﴾

تَعْقِلُوْنَ	وَاِنَّهٗ	فِيْٓ	اُمِّ الْكِتٰبِ	لَدَيْنَا	لَعَلِيٌّ	حَكِيْمٌ
سمجھو	اور بیشک وہ	میں	اصل کتاب (لوح محفوظ)	ہمارے پاس	بلند مرتبہ	باحکمت

سمجھو اور بے شک وہ (قرآن) ہمارے پاس لوح محفوظ میں ہے بلند مرتبہ، باحکمت۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَ
قِيْلَ اِلَّا وَاسْاَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا
الْاٰيَةَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۱ حٰمٓ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ
۲ وَالْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ الْمُبِيْنِ ○
الْمُظْهِرِ طَرِيْقَ الْهُدٰى وَ
مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ مِنَ الشَّرِيْعَةِ
۳ اِنَّا جَعَلْنٰهُ اَوْجَدْنَا الْكِتَابَ
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلُغَةِ
الْعَرَبِ لَعَلَّكُمْ يَا اَهْلَ
مَكَّةَ تَعْقِلُوْنَ ○ تَفْهَمُوْنَ
مَعَانِيَهٗ
۴ وَاِنَّهٗ مُثْبَتٌ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ

سورۂ زخرف مکی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت وَاسْاَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الخ مدنی ہے باقی تمام سورۃ مکی ہے۔ اس سورۃ میں نواسی ۸۹ آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

۱ حٰمٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

۲ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ الخ قسم ہے قرآن کی جو راہ ہدایت ظاہر کرنے والا اور بیان کرنے والا ہے، ان امور کو جن کی شریعت میں احتیاج ہے۔

۳ بے شک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں بنایا تاکہ تم اے مکہ والو اس کے معانی کو سمجھو۔

۴ اور بالتحقیق یہ قرآن ہمارے پاس لوح محفوظ میں ثابت

اَصۡلِ الۡکِتٰبِ اَیِ اللَّوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ لَدَیۡنَا بَلۡ لَ عِنۡدَنَا لَعَلِیٌّ عَلَی الۡکُتُبِ قَبۡلَہٗ حَکِیۡمٌ ○ ذُوۡحِکۡمَۃٍ بَالِغَۃٍ

اور لکھا ہوا ہے عالی مرتبہ والی ان کتابوں سے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

بڑی حکمت والا ہے۔

تشریح

(۱) حٰمٓ | یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کو حا اور میم الگ الگ کرکے پڑھا جاتا ہے۔

(۲) قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ اس کے مصنف ہم ہیں | یہ کتاب مبین، یہ کھلی کتاب حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی غیر مبہم اور واضح مضامین پر مشتمل یہ کتاب جو تمہارے سامنے ہے اس کے مصنف محمدؐ نہیں بلکہ ہم خود ہیں۔ ہم نے ہی یہ کتاب نازل کی ہے ـــــ اور یہ کتاب خود اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی انسان نہیں بلکہ انسانوں کا خالق اللہ ہے۔

(۳) تمہیں آسانی سے سمجھانے کے لئے یہ کتاب عربی زبان میں ہے | کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تم اس کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہو اور پھر سمجھ کر تمہارے ذریعے سے دنیا کی قومیں اس کو سمجھ سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ کیوں کہ یہ تمہاری اپنی زبان ہے اس لئے اس کتاب کی قدر و منزلت کا اندازہ کرنے میں تمہیں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔

(۴) قرآن وہ حقیقت پیش کرتا ہے جو امّ الکتاب بلند مرتبہ والی کتاب میں ثبت ہے۔ | اللہ تعالےٰ کی طرف سے مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں اور قوموں کی ہدایت کے لئے مختلف انبیاء پر مختلف زبانوں میں کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں مگر ان سب میں دعوت ایک ہی سچائی کی طرف دی گئی ہے۔ ہر کتاب میں خیر و شر کا ایک ہی معیار پیش کیا گیا ہے، انسانی اخلاق اور تہذیب کے ہر زبان میں ایک ہی اصول بیان کئے گئے ہیں اور ایک ہی دین یہ سب کتابیں لے کر آئی ہیں۔ یہ اصل حقیقت جو اللہ تعالےٰ کے یہاں "ام الکتاب" بنیادی کتاب میں ثبت ہیں جب اور جیسے ضرورت پیش آتی ہے موقع کی مناسبت سے خاص عبارت اور خاص زبان میں اسی حقیقت اور سچائی کو پیش کیا گیا ہے ـــــ یہ ہے وہ ام الکتاب وہ حقیقت اور وہ صداقت جو ہمیشہ سے ایک ہے اور ایک ہی رہی ہے ـــــ اسی کو سورۂ بروج میں "لوح محفوظ" اور سورۂ واقعہ میں "کتاب مکنون" کہا گیا ہے۔ اسی کو سورۂ شعراء میں لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ فرمایا گیا ہے۔

یہ بڑی بلند مرتبہ، حکمت سے لبریز کتاب ہے جس کی مصنف وہ عالی شان ذات والا قدر ہے جس کے وجود اقدس نے اس کتاب کو بلندی دی ہے۔ یہ کسی کے گرانے سے گرنے والی نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کی ناقدری کی تو تم خود ہی اپنے شرف کا ایک موقع کھو دو گے۔

أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا

قَوْمًا	كُنتُمْ	أَن	صَفْحًا	الذِّكْرَ	عَنكُمُ	أَفَنَضْرِبُ
لوگ	تم ہو	کہ	یا اعراض کرکے	نصیحت	تم سے	کیا ہم ہٹا لیں

کیا ہم یہ نصیحت تم سے اعراض کرکے اس لئے ہٹا لیں کہ تم حد سے گزرنے

مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾

فِي الْأَوَّلِينَ	مِن نَّبِيٍّ	وَكَمْ + أَرْسَلْنَا	مُّسْرِفِينَ
پہلے لوگوں میں	نبی	اور بہت بھیجے ہم نے	حد سے گزرنے والے

والے لوگ ہو۔ اور ہم نے پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجے۔

﴿٥﴾ أَفَنَضْرِبُ نمسك عَنكُمُ الذِّكْرَ القرآن صَفْحًا امساكًا فلا تؤمرون ولا تنهون لاجل أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾

﴿٥﴾ پس کیا ہم روک لیں قرآن کو اور اس کے اوامر و نواہی کی تم کو خبر نہ کریں۔ اس وجہ سے کہ تم لوگ شرک میں گرفتار حد سے بڑھے ہوئے ہو۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا۔

﴿٦﴾ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾

﴿٦﴾ اور ہم نے بہت سے پیغمبر پہلے لوگوں میں بھیجے۔

تشریح

﴿٥﴾ کیا تمہاری زیادتیوں کی وجہ سے ہم اس وحی کو روک دیں گے | انسانیت کی اعلیٰ قدریں پیش کرنے والی، انسانی اخلاق کو بلند کرنے والی، انسانیت کو اونچا اٹھانے والی یہ کتاب جو بذریعۂ وحی اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمدؐ پر نازل فرما رہے ہیں، کیا تمہاری ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے اس کا نازل کرنا بند کر دیا جائے گا؟ کیا تمہاری نالائقی کی وجہ سے درس نصیحت کے اس سلسلے کو ختم کر دیا جائے گا؟ کیا ایک قوم کو اس لئے پستی میں پڑا رہنے دیا جائے گا کہ اس قوم کے کچھ لوگ اپنی حدوں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ کی رحمت اور اس کی حکمت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ سعید روحوں کو راہ دکھلانے والی، اندھیروں میں بھٹکے ہوؤں کو روشنی دکھانے والی اس کتاب رحمت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور یہ جاری رہے گا۔

﴿٦﴾ نبیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے | گزری ہوئی قوموں میں بھی ہم نے بارہا نبی بھیجے ہیں۔ نبیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ شروع سے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ نبیوں کے ذریعے اللہ نے اپنی ہدایات بھیجی ہیں اور وہ مختلف قوموں میں اور مختلف ملکوں میں آتے رہے ہیں۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۷﴾

يَسْتَهْزِءُونَ	بِهِ	كَانُوا	إِلَّا	مِّنْ نَّبِيٍّ	وَمَا يَأْتِيهِمْ
ٹھٹھا کرتے	اس سے	وہ تھے	مگر	کوئی نبی	اور نہیں آیا ان کے پاس

اور ان کے پاس نہیں آیا کوئی نبی، مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔

فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿۸﴾

الْأَوَّلِينَ	مَثَلُ	وَّمَضَىٰ	بَطْشًا	مِنْهُمْ	أَشَدَّ	فَأَهْلَكْنَا
پہلے	مثال (حالت)	اور گزر چکی	پکڑ	ان سے	سخت	پس ہم نے ہلاک کیا

پس ہم نے ان (اہل مکہ) سے زیادہ سخت پکڑ والے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور گزر چکی ہے پہلے لوگوں کی حالت

﴿۷﴾ وَمَا كَانَ يَأْتِيهِمْ أَتَاهُمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ كَاسْتِهْزَاءِ قَوْمِكَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿۸﴾ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ مِنْ قَوْمِكَ بَطْشًا قُوَّةً وَّمَضَىٰ سَبَقَ فِي آيَاتٍ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ○ صِفَتُهُمْ فِي الْإِهْلَاكِ فَعَاقِبَةُ قَوْمِكَ كَذٰلِكَ

﴿۷﴾ اور جو پیغمبر ان کے پاس آیا انھوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق کیا جیسا کہ اے محمدؐ تیری قوم تیرے ساتھ استہزاء کرتی ہے (اس میں تسلی دی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو)

﴿۸﴾ سو ہم نے ہلاک کیا ان میں سے ان لوگوں کو جو تیری قوم سے قوی تر اور سخت تھے۔
اور پہلے بیان ہی آیتوں میں صفت پہلے لوگوں کے ہلاک کرنے میں پس انجام تیری قوم کا بھی ایسا ہی ہوگا کہ وہ ہلاک کئے جاویں گے۔

تشریح

﴿۷﴾ **نبیوں کے ساتھ بدسلوکی ہوتی رہی ہے** | جہاں ہر زمانے میں جب جب ضرورت ہوئی انبیاء کرام بھیجے گئے اس کے ساتھ یہ بھی ہوا ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی آیا ہو اور لوگوں نے اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کی ہو۔ اگر یہ بے ہودگی اور کچھ لوگوں کی طرف سے یہ گری ہوئی حرکت نبی اور کتاب کے بھیجنے میں مانع ہوتی تو نہ کسی قوم میں کوئی نبی آتا اور نہ کوئی کتاب نازل کی جاتی۔ مگر لوگوں کی اس غلط روش کے باوجود اللہ تم کی طرف سے انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے کتابوں کے نازل ہونے کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ اللہ کی رحمت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے بندوں کے لئے ہدایت کا سامان فرمائیں۔

﴿۸﴾ **گزری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو** | چند لوگوں کی غلط روش کی وجہ سے تاریخ انسانی میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تع نے اپنے بندوں کو نبوت اور کتاب کی رہنمائی سے محروم کر دیا ہو بلکہ ہمیشہ یہی ہوا کہ جو باطل پرست اپنی طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر انبیاء کا مذاق اڑاتے تھے وہی تباہ ہو گئے۔ ایسے جھٹلانے والوں کی بہت سی مثالیں پیش کی جا چکی ہیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ آگے کی آیتوں میں اللہ تم کی عظمت اس کی قدرت اور کمال کی ان باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کو ایک حد تک مخالفین بھی تسلیم کرتے تھے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَلَئِنْ	سَاَلْتَهُمْ	مَّنْ	خَلَقَ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ
اور اگر	تم ان سے پوچھو	کس	پیدا کیا آسمانوں کو	اور زمین

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا؟

لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ ⑨

لَيَقُوْلُنَّ	خَلَقَهُنَّ	الْعَزِيْزُ	الْعَلِيْمُ
تو وہ ضرور کہیں گے	انھیں پیدا کیا	غالب	علم والا

تو وہ ضرور کہیں گے انھیں پیدا کیا ہے غالب، علم والے (اللہ) نے

⑨ وَلَئِنْ لام قسم سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِي النُّوْنَاتِ وَوَاوُ الضَّمِيْرِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ اٰخِرُ جَوَابِهِمْ اَىِ اللّٰهُ ذُو الْعِزَّةِ وَالْعِلْمِ زَادَ تَعَالٰى

⑨ اور بیشک اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو، تو وہ کہیں گے

کہ پیدا کیا ان کو اللہ غالب عزت والے نے۔ ان کا جواب یہاں ختم ہوا۔ حق تعالیٰ نے یہ اوصاف اور زیادہ بیان فرمائے۔

تشریح

⑨ تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے ۔ یہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے ہیں، اگر ان لوگوں سے پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے ــــــ؟ تو یہ خود کہیں گے کہ انھیں اسی زبردست علیم ہستی نے پیدا کیا ہے۔ وہ ہستی جو ہر چیز پر قادر ہے ہر چیز سے باخبر ہے۔ ہر ایک کی، ہر ایک ضرورت کا علم رکھنے والی ہے ــــــ اپنی مخلوق کی حاجت روا ہے وہی علیم و خبیر، وہی کامل قدرت والی ہستی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، اسی نے یہ زمین بنائی ہے، اسی نے یہ آسمان بنائے ہیں۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ

اَلَّذِیْ	جَعَلَ	لَکُمُ	الْاَرْضَ	مَهْدًا	وَّجَعَلَ	لَکُمْ
وہ جس	بنایا	تمہارے لئے	زمین	فرش	اور بنائے	تمہارے لئے

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا، اور تمہارے لئے اس میں بنائے

فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑩

فِیْهَا	سُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ	
اس میں	راستے۔ جمع سبیل	تاکہ تم	تم راہ پاؤ	

راستے، تاکہ تم راہ پاؤ۔

⑩ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا فِرَاشًا كَالْمَهْدِ لِلصَّبِیِّ وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا طُرُقًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ اِلٰى مَقَاصِدِكُمْ فِیْ اَسْفَارِكُمْ

⑩ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا جیسا کہ لڑکے کے لئے گہوارہ اور جھولا آرام کرنے کا ہوتا ہے اور اس نے تمہارے لئے زمین میں راستے بنائے تاکہ تم اپنے سفروں میں اپنے مطالب کا راستہ معلوم کرو اور وہاں پہنچ جاؤ۔

تشریح

⑩ زمین کو گہوارہ تمہارے لئے کس نے بنایا | وہی علیم وخبیر ہستی نا جس نے زمین کو تمہارے لئے گہوارہ بنا دیا۔ اس گہوارے میں انسان اس طرح آرام کر رہا ہے جیسے ایک بچہ آرام کے ساتھ پالنے میں لیٹا ہوتا ہے۔ زمین کا یہ کرّہ، یہ گولا جو فضا میں لٹکا ہوا ہے اور ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے محور پر گھوم رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود خالق ارض وسما نے اسے ایسا پُرسکون بنا دیا ہے کہ یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ گولا فضا میں لٹکا ہوا ہے اور ہم سر کے بل اس پر لٹکے ہوئے ہیں۔ ہم اطمینان سے اس پر چلتے پھرتے ہیں اس کا پیٹ چیر چیر کر اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔ وہی علیم وخبیر ہستی جس نے زمین پر راستے بنا دئے تاکہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پاسکو پہاڑوں کے بیچ بیچ میں درّے پھر پہاڑی اور میدانی علاقوں میں دریا وہ قدرتی راستے ہیں جو اللہ نے زمین کی پشت پر بنا دیئے ہیں اگر یہ قدرتی راستے نہ ہوتے تو انسان کے لئے زمین پر نقل وحرکت آسان نہ ہوتی اگر کبھی لق ودق صحراؤں میں جانے کا اتفاق ہو جہاں سیکڑوں میل تک زمین ایک طرح کی ہو اور آدمی کو پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچا ہے اس وقت اسے ان راستوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ ان امتیازی نشانات کے ذریعے تم اپنی منزل بھی پالیتے ہو اور اللہ کی قدرت اور کاری گری کو دیکھ کر ہدایت بھی حاصل کرسکتے ہو۔

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا

فَاَنْشَرْنَا	بِقَدَرٍ	مَآءً	مِنَ السَّمَآءِ	نَزَّلَ	وَالَّذِیْ
پھر زندہ کیا ہم نے	ایک اندازے	پانی	آسمان سے	اتارا	اور وہ جس

اور وہ جس نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمانوں سے پانی اُتارا پھر ہم نے اس سے زندہ کیا

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑪

تُخْرَجُوْنَ	كَذٰلِكَ	مَّيْتًا	بَلْدَةً	بِهٖ
تم نکالے جاؤ گے	اسی طرح	مردہ	شہر	اس سے

مُردہ شہر کو اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

⑪ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ ج ای بقدر حاجتکم الیہ ولم ینزلہ طوفانًا فَاَنْشَرْنَا احیینا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ج كَذٰلِكَ ای مثل ھذا الاحیاء تُخْرَجُوْنَ ○ من قبورکم احیاءً

⑪ وہ اللہ ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا بقدر تمہاری ضرورت کے۔ اور اس کو اس قدر نہیں برسایا کہ طوفان ہو جائے۔

پس زندہ کیا ہم نے اس بارش سے شہر مردہ کو۔ اسی طرح تم قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔

تشریح

⑪ **اللہ ہی آسمان سے مناسب مقدار میں پانی برساتا ہے** جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسانوں کا گہوارہ بنا دیا ہے اور اس میں انسانوں کے لئے راستے بنا دئے ہیں اسی طرح آسمان کی طرف دیکھو تو پانی کی ایک مناسب مقدار جو اس کے علم اور حکمت کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برساتا ہے۔ بارش کا نظام اللہ کی قدرت کی کھلی دلیل ہے اس میں ہر علاقے کے لئے بارش کی ایک اوسط مقدار متعین کر دی ہے جو مدت دراز تک سال بسال اسی طرح چلتی رہتی ہے اس کی حکمت یہ بھی ہے کہ زمین کے بعض حصوں میں خوب بارش ہوتی ہے اور بعض حصے بارش سے محروم رہتے ہیں اس پورے نظام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا مکمل تصرف اور کنٹرول ہے۔ کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس نظام میں کوئی دخل اندازی کر سکے اور اس تقسیم میں کوئی فرق ڈال سکے۔

اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ زمین اور سبزہ لہلہانے لگتا ہے سوکھی زمین شاداب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک دن مردہ انسانوں کو زندہ کر دیں گے اور وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے کبھی مرے ہی نہ ہوں

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

وَالَّذِیْ	خَلَقَ	الْاَزْوَاجَ	كُلَّهَا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنَ
اور وہ جس	پیدا کئے	جوڑے	اُن سب	اور بنائی	تمہارے لئے	سے

اور وہ جس نے ان سب کے جوڑے بنائے ، اور تمہارے لئے (بنائیں)

الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾

الْفُلْكِ	وَالْاَنْعَامِ	مَا تَرْكَبُوْنَ
کشتیاں	اور چوپائے	جس تم سوار ہوتے ہو۔

کشتیاں اور چوپائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

۱۲ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ اَلْاَصْنَافَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ السُّفُنِ وَالْاَنْعَامِ كَالْاِبِلِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○ حُذِفَ الْعَائِدُ اِخْتِصَارًا وَهُوَ مَجْرُوْرٌ فِى الْاَوَّلِ اَىْ فِيْهِ مَنْصُوْبٌ فِى الثَّانِىْ

۱۲ وہ اللہ جس نے تمام اقسام واصناف کو پیدا کیا۔ اور بنائیں تمہارے لئے کشتیاں اور چارپائے کہ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

تشریح

۱۲ ہر چیز کا جوڑے جوڑے پیدا کرنا، سمندروں میں کشتیاں چلانا اور جانوروں کو انسانوں کی سواری بنا دینا یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے جہاں بارش کا عجیب و غریب نظام ہے وہاں یہ بھی اس کی قدرت کی نشانی ہے کہ اس نے تمام چیزوں کو جوڑے جوڑے متماثل اور متقابل بنایا ہے —— جیسے نوعِ انسانی میں مرد و عورت، حیوانات میں نر اور مادہ، اسی طرح نباتات میں بھی نر اور مادہ ہیں بلکہ دوسری بہت ساری چیزیں ہیں جن کو پروردگار نے ایک دوسرے کا جوڑ بنایا ہے —— اور ان کے ملنے سے نئی نئی چیزیں وجود میں آتی ہیں۔ عناصر کا بعض کا بعض سے جوڑ لگتا ہے اور بعض کا بعض سے جوڑ نہیں لگتا —— اور ان کی ترکیب سے عجیب عجیب چیزیں وجود میں آرہی ہیں۔ جیسے بجلی میں (NEGATIVE اور POSITIVE) مثبت اور منفی بجلیاں ایک دوسرے کا جوڑ ہیں اور ان کی کشش سے عجیب کرشمے سامنے آرہے ہیں۔

غرض پورے کارخانۂ عالم میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی زبردست کاریگر کا بنایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمندر میں کشتیاں چلانے جہاز چلانے اور سواری کے لئے جانور استعمال کرنے کی قدرت دی ہے۔

لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

لِتَسْتَوٗا	عَلٰی ظُهُوْرِهٖ	ثُمَّ	تَذْكُرُوْا	نِعْمَةَ	رَبِّكُمْ
تاکہ تم ٹھیک بیٹھو	ان کی پیٹھوں پر	پھر	تم یاد کرو	نعمت	اپنا رب

تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک طور سے بیٹھو، پھر تم یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو

اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ

اِذَا	اسْتَوَيْتُمْ	عَلَيْهِ	وَتَقُوْلُوْا	سُبْحٰنَ	الَّذِيْ	سَخَّرَ
جب	تم ٹھیک بیٹھ جاؤ	اس پر	اور تم کہو	پاک ہے	وہ ذات جس	مسخر کیا

جب تم اس پر ٹھیک بیٹھ جاؤ اور تم کہو پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر (تابع فرمان)

لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

لَنَا	هٰذَا	وَمَا كُنَّا	لَهٗ	مُقْرِنِيْنَ	
ہمارے لئے	اس	اور نہ تھے	ہم اس کو	قابو میں لانے والے	

کیا اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے۔

۱۳ لِتَسْتَوٗا لِتَسْتَقِرُّوْا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ذَكَرَ الضَّمِيْرَ وَجَمَعَ الظَّهْرَ نَظَرَ اللَّفْظِ مَا وَمَعْنَاهَا ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ مُطِيْقِيْنَ

۱۳ تاکہ تم ان کی پشتوں پر برابر بیٹھو۔ پھر یاد کرو اپنے رب کا انعام جب کہ تم ان پر برابر ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور کہو کہ پاک ہے وہ اللہ جس نے ہمارے لئے ان جانوروں کو مسخر کر دیا۔ اور ہم میں ان کے مسخر کرنے کی طاقت نہ تھی۔

تشریح

۱۳ احسان شناسی کا تقاضا۔ منعم حقیقی کی یاد | ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منعم حقیقی کو یاد کرنا چاہیئے اور احساسِ نعمت سے دل شکرِ نعمت کے جذبے سے لبریز ہونا چاہیئے۔

اس آیت کے منشا کو سمجھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے سواری پر سوار ہوتے ہوئے جن اذکار و دعا کی تعلیم دی ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمت دینے والے کو یاد رکھنا چاہیئے۔ چناں چہ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا پھر سوار ہونے کے بعد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا پھر آپ نے یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ۝ فَاغْفِرْلِيْ فرما کر آپ ہنس دئے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کس بات پر ہنسے۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ جب رَبِّ اغْفِرْلِيْ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی پسند آتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ بندہ میرا یہ جانتا ہے کہ میرے سوا مغفرت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ⑭ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ

وَاِنَّآ	اِلٰی	رَبِّنَا	لَمُنْقَلِبُوْنَ	وَجَعَلُوْا	لَهٗ	مِنْ عِبَادِهٖ
اور بیشک ہم	طرف	اپنا رب	ضرور لوٹ کر جانے والے	اور انھوں نے بنا لیا	اس کے لئے	اس کے بندوں میں سے

اور ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور انھوں نے اس کے بندوں میں سے اس کے لئے بنا لیا ہے

ع ۵ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ⑮ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا

جُزْءًا	اِنَّ	الْاِنْسَانَ	لَكَفُوْرٌ	مُّبِيْنٌ	اَمِ اتَّخَذَ	مِمَّا
جزو (لختِ جگر)	بیشک	انسان	ناشکرا	صریح	کیا اس نے بنالیں	اس سے جو

جزو (لختِ جگر) بے شک انسان صریح ناشکرا ہے۔ کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے

يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ⑯

يَخْلُقُ	بَنٰتٍ	وَّاَصْفٰىكُمْ	بِالْبَنِيْنَ	
اس نے پیدا کیا (مخلوق)	بیٹیاں	اور تمہیں مخصوص کیا	بیٹوں کے ساتھ	

(اپنے لئے) بیٹیاں بنالیں؟ اور تمہیں مخصوص کیا (نوازا) بیٹوں کے ساتھ

⑭ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○
لَمُنْصَرِفُوْنَ

⑭ اور بے شک ہم کو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

⑮ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ
حَيْثُ قَالُوْا اَلْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ
لِاَنَّ الْوَلَدَ جُزْءُ الْوَالِدِ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ
اِنَّ الْاِنْسَانَ الْقَائِلَ ذٰلِكَ
لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنُ ظَاهِرُ
الْكُفْرِ

⑮ اور بنایا کافروں نے اس کے بندوں کو اس کی اولاد کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ وہ بندے اللہ کے ہیں (جزء سے مراد اولاد ہے کیونکہ ولد جزء ہوتا ہے اپنے والد کا۔
بے شک آدمی جو ایسی باتیں کرتا ہے ظاہر ناشکرا ہے۔

⑯ اَمْ بِمَعْنٰى هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ وَالْقَوْلُ
مُقَدَّرٌ اَىْ اَتَقُوْلُوْنَ اتَّخَذَ مِمَّا
يَخْلُقُ بَنَاتٍ لِنَفْسِهٖ وَّاَصْفٰىكُمْ
اَخْلَصَكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○ اللَّازِمُ
مِنْ قَوْلِكُمُ السَّابِقِ فَهُوَ
مِنْ جُمْلَةِ الْمُنْكَرِ

⑯ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ الخ
کیا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں بنائیں اور تم کو خاص کیا ساتھ بیٹوں کے جیسا کہ تمہارے پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔

تشریح

(۱۴) اس سفر کے بعد ایک اور سفر بھی ہے | ہر سفر پر جاتے ہوئے یہ بھی یاد کر لو کہ ایک بڑا اور آخری سفر بھی سامنے ہے اور ہم سب کو ایک دن پلٹ کر اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

سواری کے استعمال میں خطرات بھی ہوتے ہیں حادثات بھی پیش آجاتے ہیں۔ سفرِ آخرت کو یاد کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ اگر اس سفر میں موت بھی آئے تو بے خبری میں موت نہ آئے۔

سفر کی یہ دعائیں جو ہمیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور نعمت دینے والے کی طرف متوجہ کرتی ہیں اس کے اخلاقی نتائج بڑے خوش گوار ہو سکتے ہیں۔ جو شخص پورے شعور کے ساتھ نعمت دینے والے کو اور جواب دہی کے خیال کو یاد کر کے چلا ہو اسے خود احساس ہوگا کہ میرا یہ سفر کہیں گناہ کے لئے تو نہیں۔ اگر کوئی کسی کو قتل کرنے جا رہا ہو، کسی پر ظلم کرنے کے لئے سفر کر رہا ہو، کوئی بداخلاقی کے کام کے لئے سفر کر رہا ہو تو کیا وہ آخرت کو اور اللہ کو یاد کر کے سفر کر سکے گا۔ ؟

اس سے جو ضمیر کی بیداری اور قلب و نظر کی پاکیزگی پیدا ہوگی وہ معاشرہ کے لئے کس درجہ فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

(۱۵) انسان کی ناشکری | جس پروردگار نے انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے وہ سمندروں میں سفر کرتا ہے۔ اللہ نے سواری کے لئے جانور مسخر کر دیئے ہیں اور کتنی ہی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان اللہ کا شکر ادا کرتا اور اس کا احسان مند ہو جاتا اس کے بجائے انسان ناشکری بلکہ گستاخی پر اتر آیا۔ اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جزء بنا ڈالا یعنی اس کے لئے اولاد تجویز کر دی اور اللہ کے کسی بندے کو اللہ کی اولاد قرار دے دیا ـــــ اولاد باپ کی ہم جنس اور اس کے وجود کا حصہ ہوتی ہے۔ کسی کو اللہ کا بیٹا یا بیٹی بنانے کے معنی یہ ہوئے کہ اسے اللہ کی ذات میں شریک کیا جا رہا ہے یا پھر ان صفات اور اختیارات کا حامل قرار دیا جا رہا ہے جو اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اس سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں، اسے حاجت روا سمجھا جا رہا ہے، اس کے سامنے مراسمِ عبودیت ادا کئے جا رہے ہیں یا یہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ کسی چیز کو حرام یا حلال کر سکتا ہے۔ گویا اس طرح الوہیت کو تقسیم کیا جا رہا ہے اور اس کا ایک جزء بندوں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

پھر اللہ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں تو نعوذ باللہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا دیتے ہیں۔ جب کہ خود اپنے لئے بیٹیوں کا ہونا پسند نہیں کرتے اور ان کو اپنے لئے باعثِ ننگ و عار سمجھتے ہیں ـــــ کیسی گستاخانہ حرکت ہے کہ کسی کو اللہ کے ہم جنس بنا دیا جائے یا اس کا ایک جزء قرار دے دیا جائے اور جو اپنے لئے پسند نہیں وہ اللہ کے لئے پسند کیا جائے۔

(۱۶) اپنے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں | کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کی ہیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا ہے یہ کیسی بیہودگی ہے کہ چاہتے ہو کہ ہمارے بیٹے ہوں بیٹیاں نہ ہوں۔ اول تو اللہ کے اولاد ہی نہیں ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے سب اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں وہ سب کا خالق اور پروردگار ہے اس نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر یہ کیا نازیبا حرکت ہے کہ اس کی ذاتِ عالی کی طرف اولاد کی اور اولاد میں سے بھی بیٹیوں کی نسبت کرتے ہو۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا

مَثَلًا	لِلرَّحْمٰنِ	ضَرَبَ	بِمَا	اَحَدُهُمْ	بُشِّرَ	وَاِذَا
مثال	رحمٰن (اللہ) کے لئے	اس نے بیان کیں	اس کی جو	ان میں سے ایک	خوش خبری دی جائے	اور جب

اور جب ان میں سے کسی ایک کو اس کی خوش خبری دی جاتی ہے جس کی مثال اس نے اللہ کے لئے (بیٹی کی) دی تو

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾

	كَظِيْمٌ	وَّهُوَ	مُسْوَدًّا	ظَلَّ + وَجْهُهٗ
	پُر از غم	اور وہ	سیاہ	ہو جاتا ہے اس کا چہرہ

اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ پُر از غم ہو جاتا ہے -

۱۷ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا جَعَلَ لَهٗ شِبْهًا بِنِسْبَةِ الْبَنَاتِ اِلَيْهِ لِاَنَّ الْوَلَدَ يُشْبِهُ الْوَالِدَ اَلْمَعْنٰى اِذَا اُخْبِرَ اَحَدُهُمْ بِالْبِنْتِ تُوْلَدُ لَهٗ ظَلَّ صَارَ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا مُتَغَيِّرًا تَغَيُّرَ مُغْتَمٍّ وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ مُمْتَلِئٌ غَمًّا فَكَيْفَ يُنْسَبُ الْبَنَاتُ اِلَيْهِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ

۱۷ اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اس چیز کی جس کی وہ اللہ کے لئے مثال بیان کرتا ہے یعنی دختر کے پیدا ہونے کی خبر اس کو ملتی ہے۔

تو اس خبر سے اس کا چہرہ سیاہ اور متغیر ہو جاتا ہے غم سے اور وہ غصہ میں بھر جاتا ہے۔ پس جب خود اس کا یہ حال ہے تو کیوں کر نسبت کرتا ہے بیٹیوں کو طرف اللہ کے۔ وہ برتر ہے اس سے۔

تشریح

۱۷ جس بیٹی کو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہو خود اپنے لئے اس کا ہونا باعثِ ننگ و عار سمجھتے ہو

جس اولاد کو یعنی بیٹی کو یہ لوگ اس خدائے رحمٰن کی طرف منسوب کرتے ہیں جب خود ان میں سے کسی کو اُس کی پیدائش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ بیٹی کا ہونا اپنے لئے باعثِ ننگ سمجھتے ہیں۔ بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر غم کا گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں اور بعض اوقات اس بیٹی کو زندہ دفن کر دیتے ہیں اپنے لئے تو بیٹا ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ کی طرف بیٹیاں منسوب کرتے ہیں -

أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ

أَوَ	مَنْ	يُنَشَّؤُا	فِي الْحِلْيَةِ	وَهُوَ	فِي الْخِصَامِ	غَيْرُ
کیا	جو	پرورش پائے	زیور میں	اور وہ	جھگڑے (بحث مباحثہ) میں	غیر

کیا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور وہ بحث مباحثہ میں غیر واضح ہو (اُسے اللہ کی بیٹی

مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ

مُبِيْنٍ	وَجَعَلُوْا	الْمَلٰٓئِكَةَ	الَّذِيْنَ	هُمْ	عِبٰدُ
واضح	اور انھوں نے ٹھہرایا	فرشتے	وہ جو	وہ	بندے

کہتے ہیں) اور انھوں نے ٹھہرایا فرشتوں کو عورتیں جو اللہ کے

الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ط اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

الرَّحْمٰنِ	اِنَاثًا	اَشَهِدُوْا	خَلْقَهُمْ	سَتُكْتَبُ	شَهَادَتُهُمْ
رحمن (اللہ کے	عورتیں	کیا تم موجود تھے	ان کی پیدائش	ابھی لکھ لیا جائے گا	ان کی گواہی (دعوٰی)

بندے ہیں۔ کیا تم ان کی پیدائش (کے وقت) موجود تھے؟ ان کا یہ دعوٰی ابھی لکھ لیا جائے گا

وَيُسْئَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ط

وَيُسْئَلُوْنَ	وَقَالُوْا	لَوْ شَآءَ	الرَّحْمٰنُ	مَا عَبَدْنٰهُمْ
اور ان سے پوچھا جائے گا	اور وہ کہتے ہیں	اگر چاہتا	رحمن (اللہ)	ہم نہ عبادت کرتے ان کی

اور (قیامت کے دن) ان سے پوچھا جائے گا۔ اور وہ کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا ہم ان کی عبادت نہ کرتے،

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ق اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ط ﴿۲۰﴾

مَا لَهُمْ	بِذٰلِكَ	مِنْ عِلْمٍ	اِنْ	هُمْ	اِلَّا	يَخْرُصُوْنَ
انھیں نہیں	اس کا	کچھ علم	نہیں	وہ	مگر (صرف)	اٹکل دوڑاتے ہیں

انھیں اس کا کچھ علم نہیں وہ تو صرف اٹکل دوڑاتے ہیں۔

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾

اَمْ	اٰتَيْنٰهُمْ	كِتٰبًا	مِّنْ قَبْلِهٖ	فَهُمْ بِهٖ	مُسْتَمْسِكُوْنَ
کیا	ہم نے دی انھیں	کوئی کتاب	اس سے قبل	سو وہ اس کو	تھامے ہوئے ہیں۔

کیا ہم نے اس سے قبل انھیں کوئی کتاب دی ہے جس کو وہ تھامے ہوئے ہیں۔

(۱۸) اَوَ هَمْزَةُ الْاِنْكَارِ وَوَاوُ الْعَطْفِ بِجُمْلَةٍ اَيْ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَنْ يُّنَشَّؤُا اَيْ يُرَبّٰى فِي الْحِلْيَةِ الزِّيْنَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○ مُظْهِرُ الْحُجَّةِ لِضُعْفِهِ عَنْهَا بِالْاُنُوْثَةِ

(۱۸) کیا یہ لوگ ثابت کرتے ہیں اللہ کے لئے وہ جو زینت اور تکلف میں پرورش کی جاتی ہے اور بوقت خصومت وہ کچھ حجت بیان نہیں کرتی بہ سبب عورت ہونے کے اظہار حجت سے ضعیف ہے۔

(۱۹) وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا اَحَضَرُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ بِاَنَّهُمْ اِنَاثٌ وَيُسْئَلُوْنَ ○ عَنْهَا فِي الْاٰخِرَةِ فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الْعِقَابُ

(۱۹) اور بنایا کافروں نے فرشتوں کو جو بندے ہیں رحمن کے عورتیں۔ کیا یہ لوگ حاضر تھے ان کے پیدا ہونے کے وقت جو گواہی دیتے ہیں ان کے عورت ہونے پر۔ نزدیک ہے کہ لکھی جاوے گی ان کی گواہی اس امر پر کہ فرشتے عورتیں ہیں اور ان سے یہ امر پوچھا جائے گا آخرت میں پس مترتب ہوگا اس پر عذاب الٰہی۔

(۲۰) وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ اَيِ الْمَلٰٓئِكَةَ فَعِبَادَتُنَا اِيَّاهُمْ بِمَشِيَّتِهِ فَهُوَ رَاضٍ بِهَا قَالَ تَعَالٰى مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ الْمَقُوْلِ مِنَ الرِّضَا بِعِبَادَتِهَا مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ يَكْذِبُوْنَ فِيْهِ فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْعِقَابُ فِيْهِ

(۲۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر رحمن چاہتا تو ہم فرشتوں کی پرستش نہ کرتے پس ہمارا پوجنا فرشتوں کو اس کی مشیت سے ہے سو وہ راضی ہے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الخ وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ راضی ہے فرشتوں کی پرستش سے ان کو اس کی خبر نہیں اس میں وہ لوگ محض جھوٹے ہیں پس ان کو اس کی سزا دی جائے گی۔

(۲۱) اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَيِ الْقُرْاٰنِ بِعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○ اَيْ لَمْ يَقَعْ ذٰلِكَ

(۲۱) کیا ہم نے ان کو قرآن سے پہلے کوئی کتاب ایسی دی ہے جس میں غیر اللہ کی پرستش کا حکم ہو کہ وہ اس سے دلیل پکڑتے ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہوا۔

تشریح

(۱۸) صنف نازک اللہ کے حصے میں دے دیا | وہ صنف نازک جو قدرتی طور پر نرم ہے اور وہ زیورات میں پلتی ہے، اور فکری قوت اس کی مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہے اس لئے بحث وحجت میں وہ مردوں کی طرح اپنا مدعا بیان نہیں کر پاتی۔ اس کو اللہ کے حصے میں ڈال دیا اور جو جسمانی اعتبار سے عورتوں کے مقابلے میں مضبوط ہوتا ہے یعنی مرد اس کو اپنے حصے میں لگا لیا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عورتوں کی فطرت میں زیب وزینت اور آرائش ہوتی ہے اس لئے اللہ نے ان کے لئے زیورات کا پہننا اور ریشمی لباس جائز رکھا ہے بشرط یہ کہ وہ سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ ادا کرتی رہے۔

حضرت عمر بن العاصؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے

تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ انھوں نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا تو ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی زکات نکالو۔

(۱۹) فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مؤنث | فرشتے اللہ کے خاص بندے ہیں وہ اللہ کے کارکن ہیں ان سے اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں مختلف کام لیتا ہے۔ وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث ہیں اور نہ ان میں توالد و تناسل ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جو فرشتوں کو دیویاں بنا کر پوجتے ہیں اپنی طرف سے ہی دیویاں قرار دے دیا ہے۔ کیا جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو پیدا فرما رہے تھے تو انھوں نے ان کے جسم کی بناوٹ دیکھی تھی کہ انھیں عورتیں بنایا جا رہا ہے؟ ان کی اس بات پر نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ ان کی یہ بات بطور شہادت ان کے نامۂ اعمال میں لکھ لی جائے گی اور جب وہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو انھیں اس بات کی جواب دہی کرنی ہوگی کہ انھوں نے ایسا کیوں کہا تھا اور کس دلیل سے کہا تھا۔

(۲۰) اپنی مشرکانہ گستاخیوں پر عقلی دلیل | جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو ساجھی اور شریک کرتے ہیں اور اللہ کے لئے اولاد ہونا اور اولاد میں بھی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہیں۔ جب ان سے کہا گیا کہ تمہاری ان حرکتوں کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی ہے؟ —— تو انھوں نے کہا کہ ہاں، ہمارے پاس اس کی عقلی دلیل ہے اور عقلی دلیل کے طور پر وہ بڑی دور کی کوڑی لائے کہ دیکھئے اللہ کے چاہے بغیر تو کچھ ہو نہیں سکتا ہم جو اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کر رہے ہیں فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر ان کی عبادت کر رہے ہیں تو یہ جبھی تو ممکن ہوا کہ اللہ نے ہمیں یہ کام کرنے دیا۔ اگر وہ ہمیں روکنا چاہتا تو روک سکتا تھا۔ پھر مدت دراز سے یہ کام ہوتا چلا آ رہا ہے اس پر اس کی طرف سے کسی عذاب کا نہ آنا بتاتا ہے کہ اللہ کو ہمارا یہ کام ناپسند نہیں ہے تو جو کچھ ہم کر رہے ہیں اللہ کے چاہے کر رہے ہیں۔

ان کی اس عقلی تُک بندی اور اٹکل کے تیروں کا جواب یہ ہے کہ اللہ کی مشیّت اور چیز ہے اور رضا اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام سے راضی نہیں ہے۔ یہ بات وہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے اور کتابوں کے ذریعے بتاتے رہے ہیں۔ رہی مشیت کی بات تو اللہ کی حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو آزادی دی ہے۔ خیر و شر کا راستہ بتا کر اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو راستہ چاہے اپنی مرضی سے اختیار کر سکتا ہے اگر انسان شر کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو روکتے نہیں مگر اس کے اس کام سے راضی نہیں ہیں۔ اس کا نہ روکنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ راضی بھی ہے۔ اس لئے ان کی عقلی دلیل تیر تُکّے سے زیادہ نہیں ہے۔ معاملے کی حقیقت کچھ اور ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنی حکمت سے ہی انسان کی آزمائش کے لئے اس کو عمل کی آزادی دی ہے۔

(۲۱) اللہ کی پسند ناپسند کے لئے کیا کوئی سند اُن کے پاس ہے | یہ تو ہوا مشرکین کی عقلی دلیل کا حال کہ وہ تیر تُکّے لڑا کر اپنی مشرکانہ حرکتوں کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اب رہ گئی نقلی دلیل، کیا خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب اور کوئی سند ان کے پاس ہے جس میں لکھا ہو کہ اللہ کو شرک پسند ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اگر اللہ کی رضا کے مطابق ہو رہا ہے تو پھر ایک شرک ہی کیا جتنے بھی جرائم ہیں چوری، ڈاکے، قتل، بدکاری رشوت، بدعہدی جنھیں کوئی بھی نیکی اور بھلائی کا کام نہیں سمجھتا کیا یہ سارے کام اچھے سمجھے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی پسند ناپسند اپنی رضا، اپنی کتاب اور اپنے رسولوں کے ذریعہ بتاتے ہیں کہ اللہ کو کون سی باتیں پسند ہیں اور کون سی ناپسند۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّ

وَّ	عَلٰٓی + اُمَّةٍ	اٰبَآءَنَا	اِنَّا + وَجَدْنَآ	قَالُوْٓا	بَلْ
اور	ایک طریقہ پر	اپنے باپ دادا	بیشک ہم نے پایا	وہ کہتے ہیں	بلکہ

بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا۔ اور

اِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ

مَآ	وَكَذٰلِكَ	مُّهْتَدُوْنَ	عَلٰٓی + اٰثٰرِهِمْ	اِنَّا
نہیں	اور اسی طرح	راہ پانے والے (چل رہے ہیں)	ان کے نقش قدم پر	بیشک ہم

بیشک ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور اسی طرح ہم نے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ

مِّنْ نَّذِيْرٍ	فِيْ + قَرْيَةٍ	مِنْ قَبْلِكَ	اَرْسَلْنَا
کوئی ڈر سنانے والا	کسی بستی میں	آپ سے پہلے	بھیجا ہم نے

آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا،

اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

اٰبَآءَنَا	اِنَّا + وَجَدْنَآ	مُتْرَفُوْهَآ	قَالَ	اِلَّا
اپنے باپ دادا	بیشک ہم نے پایا	اس کے خوش حال	کہا	مگر

مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا، بیشک ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادا کو

عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

مُّقْتَدُوْنَ	عَلٰٓی + اٰثٰرِهِمْ	وَّاِنَّا	عَلٰٓی + اُمَّةٍ
پیروی کرتے ہیں۔	ان کے نقش قدم پر	اور بیشک ہم	ایک طریقہ پر

ایک طریقہ پر اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔

﴿۲۲﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ مِّلَّةٍ وَّاِنَّا مَاشُوْنَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ

﴿۲۲﴾ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انھیں کے پیچھے چلتے ہیں اور ان سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

مُّهْتَدُوْنَ ○ بِہِمۡ وَکَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ غَيۡرَ اللّٰهِ

اور ان کے باپ دادوں کا مسلک غیر اللہ کی پرستش کرنا تھا۔

۲۳ وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ مُتَنَعِّمُوۡهَا مِثۡلَ قَوۡلِ قَوۡمِكَ اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ مِلَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ○ مُتَّبِعُوْنَ

۲۳ اور اسی طرح ہم نے جس قریہ میں کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے بھیجا وہاں کے دولت مندوں نے یہی کہا جو تیری قوم کہتی ہے:۔

کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک مذہب پر پایا اور بالضرور ہم انھیں کا اتباع کریں گے۔

تشریح

۲۲ عقلی دلیل نہ نقلی دلیل، بس باپ دادا کی اندھی پیروی | اصل بات تو یہ ہے کہ ان مشرکین کے پاس اپنی غلط حرکتوں کے لئے نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی ایسی سند ہے جس سے ثابت ہو سکے کہ یہ باتیں اللہ کو پسند ہیں۔ بس ان کے پاس تو ایک ہی بات ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ انھوں نے فرشتوں کو دیویاں بنایا تھا ہم نے بھی بنا لیا ہے۔

۲۳ ہر دور میں کھاتے پیتے لوگ باپ دادا کی تقلید کا جھنڈا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ | جس بستی میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا اور انھوں نے آکر اللہ کے دین کی دعوت دی تو قوم کے کھاتے پیتے لوگ حق کی مخالفت میں پیش پیش رہے اور انبیاء ع کے خلاف عام لوگوں کو بھڑکا کر فتنے برپا کرتے رہے اور ان کا نعرہ یہی رہا کہ قائم شدہ جاہلیت برقرار رہے۔ اور عوام کو اسی بنیاد پر بہکاتے رہے کہ دیکھو باپ دادا کے زمانے سے یہی سب چلا آتا رہا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ خوش حال لوگوں کی چودھراہٹ اور ان کے مفادات کا تحفظ اسی نظام میں ہو سکتا ہے جو پہلے سے قائم شدہ ہے۔ نئے نظام کی باتیں سن کر انھیں خطرہ ہو جاتا ہے کہ عوام میں بیداری پیدا ہو جائے گی لوگ ہمارے پیچھے لگنے کے بجائے خود سوچ سمجھ کر فیصلے کریں گے اور ہمارے مفادات محفوظ نہ رہیں گے۔

وہ اپنے مال و دولت میں مگن رہنے کی وجہ سے دین کے معاملے میں بے فکرے ہو جاتے ہیں۔ اور کیا چیز حق ہے کیا باطل ہے اس کے بارے میں زیادہ سوچنا نہیں چاہتے۔ اس لئے ہر دور میں انبیاء کرام کی مخالفت کے لئے اس بستی اور قوم کے خوش حال لوگ آگے آئے ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہوتی نہیں کوئی معقول بات وہ پیش نہیں کر سکتے۔ بس ایک ہی بات کی رٹ ہوتی ہے کہ باپ دادا سے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ صحیح ہو رہا ہے یا غلط یہ سوچنے کی وہ ضرورت نہیں سمجھتے کیوں کہ ان کا مفاد اسی میں ہے۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ

قٰلَ	اَوَ	لَوْجِئْتُكُمْ	بِاَهْدٰى	مِمَّا	وَجَدْتُّمْ	عَلَيْهِ
(نبی نے) کہا	کیا	اگرچہ میں لایا ہوں	بہتر راہ بتانے والا	اس سے جس	تم نے پایا	اس پر

نبی نے کہا کیا (اس صورت میں بھی) اگرچہ میں بہتر راہ بتلانے والا (دین حق) لایا ہوں اس سے جس پر تم نے اپنے

اٰبَآءَكُمْ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اٰبَآءَكُمْ	قَالُوْٓا	اِنَّا	بِمَا	اُرْسِلْتُمْ بِهٖ	كٰفِرُوْنَ
اپنے باپ دادا	وہ بولے	بیشک ہم	اس پر	جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو	انکار کرنے والے

باپ دادا کو پایا؟ وہ بولے بیشک ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

فَانْتَقَمْنَا	مِنْهُمْ	فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُكَذِّبِيْنَ
تو ہم نے بدلہ لیا	ان سے	سو دیکھو	کیا	ہوا	انجام	جھٹلانے والوں

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ سو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	لِاَبِيْهِ	وَقَوْمِهٖٓ	اِنَّنِيْ	بَرَآءٌ	مِّمَّا
اور جب	کہا	ابراہیم	اپنے باپ کو	اور اپنی قوم	بیشک میں	بیزار	اس سے جس کی

اور (یاد کرو) جب ابراہیم ؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا بیشک میں اس سے بیزار ہوں جس کی تم

تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾

تَعْبُدُوْنَ	اِلَّا الَّذِيْ	فَطَرَنِيْ	فَاِنَّهٗ	سَيَهْدِيْنِ
تم پرستش کرتے ہو	مگر وہ جس نے	مجھے پیدا کیا	تو بیشک وہ	جلد مجھے ہدایت دیگا

پرستش کرتے ہو، مگر (ہاں) جس نے مجھے پیدا کیا تو بیشک وہ جلد مجھے ہدایت دے گا۔

﴿۲۴﴾ قٰلَ لَهُمْ اَتَتَّبِعُوْنَ ذٰلِكَ
وَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ
قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ اَنْتَ وَمَنْ قَبْلَكَ كٰفِرُوْنَ

(۲۴) اس پیغمبر نے ان سے کہا کیا تم پھر بھی اسی کا اتباع کروگے اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا امر لاؤں جو تم کو زیادہ راہ بتانے والا ہے اس طریق سے جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا وہ بولے کہ تو اور تجھ سے پہلے پیغمبر جس قدر احکام الٰہی لائے ہیں ہم ان سب کے منکر ہیں۔

۲۵ فَقَالَ تَعَالٰی تَخْوِیفًا لَهُمْ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ أَیْ مِنَ الْمُكَذِّبِینَ لِلرُّسُلِ قَبْلَكَ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِینَ ○

۲۵ اللہ تعالیٰ نے ان کے ڈرانے کو فرمایا: سو ہم نے بدلہ لیا ان لوگوں سے جنھوں نے تجھ سے پہلے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پس تو دیکھ کیوں کر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

۲۶ وَاذْكُرْ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِیمُ لِأَبِیهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِی بَرَاءٌ أَیْ بَرِیءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ○

۲۶ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِیمُ لِأَبِیهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِی بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ اور یاد کرو جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہ بے شبہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم پرستش کرتے ہو۔

۲۷ إِلَّا الَّذِی فَطَرَنِی خَلَقَنِی فَإِنَّهُ سَیَهْدِینِ ○ یُرْشِدُنِی لِدِینِهِ

۲۸ إِلَّا الَّذِی فَطَرَنِی فَإِنَّهُ سَیَهْدِینِ الخ مگر اس ذات سے جس نے مجھ کو پیدا کیا بس بالضرور وہی مجھ کو اپنے دین کا راستہ بتلا دے گا۔

تشریح

۲۴ پیغمبروں کی دعوت ماننے سے انکار | جب پیغمبروں نے دعوت دی کہ ہم تمہیں تمہارے باپ دادا کی راہ سے زیادہ بہتر راستہ بتائیں تو کیا تم اسے مانو گے حالاں کہ پیغمبر جو بات کہہ رہے تھے وہ نہایت معقول تھی مگر ان خوش حال اور رئیس لوگوں نے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ تم جس دین کی دعوت کے لئے بھیجے گئے ہو ہم اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔۔ ان کا یہ واضح انکار اور انکار ہی نہیں بلکہ اس دین کا مقابلہ کرنا اور اس کی مخالفت میں سارے وسائل صرف کرنا گویا اللہ کے ساتھ لڑائی کا اعلان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بے شک اپنی حکمت اور مصلحت کی وجہ سے انسانوں کو راہِ عمل اختیار کرنے کی آزادی دی ہے مگر اس آزادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے لوگ جو حق کے راستے پر چلنا چاہیں ان کو چلنے نہ دیا جائے اور ان کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔

جب یہ ظلم و ستم اپنی حدوں سے آگے بڑھ جاتا ہے اور کمزوروں کو دبایا جاتا ہے تو ظلم و جبر کو دور کرنے کے لئے اللہ کا غضب حرکت میں آجاتا ہے۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔

۲۵ آخر اللہ نے ان کی خبر لے ڈالی | جب بات حد سے گزر گئی اور یہ اپنے غرور میں مبتلا ہو کر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے تو پھر اللہ نے ان کی خبر لے ڈالی ـــــــ اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

۲۶ حضرت ابراہیمؑ کی آباد پرستی کے خلاف حق پرستی | حضرت ابراہیمؑ نے باپ دادا کی غلط روش کو چھوڑ کر حق پرستی اختیار کی اور انھوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ نہ عبادت کے لائق ہیں نہ ان میں معبودیت کی کوئی شان ہے نہ یہ کسی کی حاجت روائی کر سکتے ہیں نہ کسی کی فریاد سن سکتے ہیں۔

۲۷ معبود تو وہی ہے جو خالق ہے | جس نے مجھے اور سب کو پیدا کیا وہی میرا معبود ہے اور وہی انسان کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے ـــــــ اس لئے اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہیئے اور صرف اسی خالق کی عبادت کرنی چاہیئے۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

لَعَلَّهُمْ	فِي + عَقِبِهِ	بَاقِيَةً	كَلِمَةً	وَجَعَلَهَا
تاکہ وہ	اپنی نسل میں	باقی رہنے والی	بات	اور اس نے کیا اس کو

اور اس (ابراہیمؑ) نے اس کو کیا اپنی نسل میں باقی رہنے والی بات تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ

وَآبَاءَهُمْ	هٰؤُلَاءِ	بَلْ + مَتَّعْتُ	يَرْجِعُونَ
اور ان کے باپ دادا	ان کو	بلکہ میں نے سامانِ زیست دیا	رجوع کرتے رہیں

رجوع کرتے رہیں۔ بلکہ میں نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو سامانِ زیست دیا،

حَتّٰى جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمُ

جَاءَهُمُ	وَلَمَّا	مُبِينٌ	وَرَسُولٌ	الْحَقُّ	جَاءَهُمُ	حَتّٰى
آگیا ان کے پاس	اور جب	صاف صاف بیان کرنے والا	اور رسول	حق (قرآن)	آگیا ان کے پاس	یہاں تک کہ

یہاں تک کہ ان کے پاس قرآن آگیا اور صاف صاف بیان کرنے والا رسول۔ اور جب ان کے پاس

الْحَقُّ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾

كَافِرُونَ	بِهِ	وَإِنَّا	سِحْرٌ	هٰذَا	قَالُوا	الْحَقُّ
انکار کرنے والے	اس کے	اور بیشک ہم	جادو	یہ	وہ کہنے لگے	حق

حق آیا تو وہ کہنے لگے یہ جادو ہے اور بے شک ہم اس کے انکار کرنے والے ہیں۔

﴿٢٨﴾ وَجَعَلَهَا أَيْ كَلِمَةَ التَّوْحِيدِ الْمَفْهُومَةَ مِنْ قَوْلِهِ إِنَّنِي - إِلَى - سَيَهْدِينِ كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ ذُرِّيَّتِهِ فَلَا يَزَالُ فِيهِمْ مَنْ يُوَحِّدُ اللّٰهَ لَعَلَّهُمْ أَيْ أَهْلِ مَكَّةَ يَرْجِعُونَ عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ إِلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ أَبِيهِمْ

﴿٢٨﴾ اور ابراہیمؑ نے کلمہ توحید کو باقی رکھا اپنی اولاد میں سو ہمیشہ رہے گا ان میں وہ شخص جو توحید الٰہی کا معتقد ہوگا۔

تاکہ مکہ والے رجوع کریں اپنے مذہب باطل سے جس پر وہ ہیں اپنے باپ ابراہیم کے دین کی طرف۔

﴿٢٩﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ وَآبَاءَهُمْ وَلَمْ أُعَاجِلْهُمْ بِالْعُقُوبَةِ حَتّٰى جَاءَهُمُ الْحَقُّ

﴿٢٩﴾ بلکہ میں نے مہلت دی نفع حاصل کرنے کو ان مشرکین اور ان کے باپ دادوں کو اور ان پر جلدی نہیں کی عذاب کرنے میں یہاں تک کہ آیا ان کے پاس قرآن اور

الْقُرْاٰنُ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ مُظْهِرٌ لَهُمُ الْاَحْكَامَ الشَّرِيْعَةِ وَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پیغمبر ظاہر کرنے والا ان کے لئے احکام شریعت کو۔ (مراد پیغمبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔)

(۳۰) وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ الْقُرْاٰنُ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

(۳۰) اور جب ان کے پاس قرآن آیا وہ بولے کہ یہ جادو ہے اور بے شبہ ہم اس کے منکر ہیں۔

تشریح

(۲۸) اللہ ہی معبود ہے یہ وصیت ابراہیم ع نے اپنی اولاد کو کی | اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور عبادت کے مستحق وہی ہیں۔ یہ وصیت ابراہیم ع نے اپنی اولاد کو بھی کی تاکہ ان کے بعد آنے والے اسی بات کی طرف رجوع کریں جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ (رکوع ۱۶ آیت ۱۳۲ پارہ ۱)

(اس طریقہ پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب اپنی اولاد کو کر گیا تھا۔)

اگر اسلاف کی پیروی کرنی ہی تھی تو بہترین اسلاف کی پیروی کرنی چاہیئے تھی جنھوں نے سوچ سمجھ کر دلائل کی روشنی میں حق کا راستہ اختیار کیا تھا۔

(۲۹) ابراہیم کے نام لیواؤں نے ان کی وصیت کو بھلائے رکھا یہاں تک کہ اب دلیل روشن کے ساتھ اللہ کے رسول آگئے ہیں۔ | حضرت ابراہیم ع نے جو وصیت کی تھی کہ میرے بعد خالق حقیقی اللہ ہی کی عبادت کرنا۔ ابراہیم ع کے نام لیوا ان کی وصیت کو بھول گئے اور حضرت ابراہیم ع اور حضرت اسماعیل ع کے طریقے کو چھوڑ کر گردوپیش کی بت پرست قوموں سے شرک سیکھ لیا اور حق و باطل کی تمیز کے بغیر آنکھیں بند کر کے دوسروں کی بندگی کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے باوجود ان کو متاع حیات دیتے رہے۔ ان کی ناشکریوں کے جواب میں اللہ نے ان کو مٹایا نہیں یہاں تک کہ اب ان کے پاس حق آگیا اور حق کو کھول کھول کر بیان کرنے والے وہ رسول آگئے جن کا رسول ہونا بالکل روشن اور واضح ہے۔ ان کی نبوت سے پہلے کی زندگی اور نبوت کے بعد کی زندگی صاف صاف شہادت دے رہی ہے کہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یہ اللہ کا سچا دین پہنچا رہے ہیں اللہ کا کلام پڑھ کر سنا رہے اور اللہ کے احکام صاف صاف بتا رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ فوراً آگے بڑھ کر اس سچائی کو قبول کر لیتے۔ مگر ہوا کیا؟ آگے سُنیئے!

(۳۰) حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کو جادو کہنے لگے | یعنی بجائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان پر ایمان لانے والوں کے اونچے اخلاق اور بلند کردار پر غور کرتے، تب یہ دیکھتے کہ جو لوگ اس دین میں داخل ہو رہے ہیں ان کے سیرت و کردار میں کس طرح انقلاب برپا ہو رہا ہے اور کس طرح وہ اچھے انسان بن رہے ہیں۔ انھوں نے اس دین اور اس دین کے تعلق کو جادو سے تعبیر کیا کہ یہ آدمی ایسا جادوگر ہے کہ جو اس پر ایمان لے آتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کے کہنے پر ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی فداکاری اور جاں نثاری کو جو حق کو پہچاننے اور اس سے تعلق کا نتیجہ تھی انھوں نے جادوگری سے تعبیر کیا اور سچائی کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ بھول گئے کہ حضرت ابراہیم ع نے کیا وصیت کی تھی اور ان کے نام لیوا ہو کر ہم کیا کر رہے ہیں۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ

وَقَالُوْا	لَوْلَا + نُزِّلَ	هٰذَا الْقُرْاٰنُ	عَلٰى + رَجُلٍ	مِّنَ
اور وہ بولے	کیوں نہ اتارا گیا	یہ قرآن	کسی آدمی پر	سے

اور وہ بولے یہ قرآن (مکہ و طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں

الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ

الْقَرْيَتَيْنِ	عَظِيْمٍ	اَهُمْ + يَقْسِمُوْنَ	رَحْمَتَ	رَبِّكَ
دو بستیاں	بڑے	کیا وہ تقسیم کرتے ہیں	رحمت	تمہارا رب

نہ نازل کیا گیا۔؟ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا

نَحْنُ	قَسَمْنَا	بَيْنَهُمْ	مَّعِيْشَتَهُمْ	فِي	الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَرَفَعْنَا
ہم	ہم نے تقسیم کی	ان کے درمیان	ان کی روزی	میں	دنیا کی زندگی	اور ہم نے بلند کئے

اور ہم نے ان کے درمیان ان کی روزی دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے۔ اور ہم نے ان میں

بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ

بَعْضَهُمْ	فَوْقَ + بَعْضٍ	دَرَجٰتٍ	لِّيَتَّخِذَ	بَعْضُهُمْ + بَعْضًا	سُخْرِيًّا
ان میں سے بعض (ایک)	بعض (دوسرے) پر	درجے	تاکہ بنائے	ان میں سے بعض (ایک) دوسرے کو	خدمتگار

سے ایک کے درجے دوسرے پر بلند کئے ہیں تاکہ ان میں سے ایک دوسرے کو خدمت گار بنائے۔

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ

وَرَحْمَتُ + رَبِّكَ	خَيْرٌ	مِّمَّا	يَجْمَعُوْنَ	وَلَوْلَآ	اَنْ + يَّكُوْنَ
اور تمہارے رب کی رحمت	بہتر	اس سے جو	وہ جمع کرتے ہیں	اور اگر (یہ) نہ ہوتا	کہ ہو جائیں

اور تمہارے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر (احتمال) نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک

النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

النَّاسُ	اُمَّةً + وَّاحِدَةً	لَّجَعَلْنَا	لِمَنْ يَّكْفُرُ	بِالرَّحْمٰنِ
تمام لوگ	ایک امت (طریقہ)	تو ہم بناتے	ان کے لئے جو کفر کرتے ہیں	رحمن (اللہ) کا

طریقہ پر ہو جائیں گے تو ہم بناتے ان کے لئے جو کفر کرتے ہیں اللہ کا

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٤﴾

لِبُيُوتِهِمْ	سُقُفًا	مِّنْ فِضَّةٍ	وَّمَعَارِجَ	عَلَيْهَا	يَظْهَرُونَ
ان کے گھروں کے لئے	چھت	چاندی سے۔ کی	اور سیڑھیاں	جن پر	وہ چڑھتے۔

ان کے گھروں کے لئے چاندی کی چھت، اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

٣١ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ مِنْ اٰيَةٍ مِنْهُمَا عَظِيْمٍ ○ اَىِ الْوَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَه بِمَكَّةَ وَعُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِىُّ بِالطَّائِفِ

٣١ اور کہنے لگے کہ یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا گیا۔ یعنی ولید بن مغیرہ پر جو مکہ کا رہنے والا ہے یا عروہ بن مسعود ثقفی پر جو طائف میں رہتا ہے۔

٣٢ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ط اَلنُّبُوَّةَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَجَعَلْنَا بَعْضَهُمْ غَنِيًّا وَبَعْضَهُمْ فَقِيْرًا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ بِالْغِنٰى فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ اَلْغَنِىُّ بَعْضًا اَلْفَقِيْرَ سُخْرِيًّا ط مُسَخَّرًا فِى الْعَمَلِ لَهٗ بِالْاُجْرَةِ وَالْيَاءُ لِلنَّسَبِ وَقُرِئَ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ اَىِ الْجَنَّةُ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ فِى الدُّنْيَا

٣٢ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ الخ کیا یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں تیرے رب کی رحمت یعنی نبوت کو۔ ہم نے ان کی روزی ان میں تقسیم کر دی زندگی دنیا میں کہ بعض کو دولت مند کیا اور بعض کو محتاج۔

اور بلند کیا بعض کو بعض پر باعتبار درجات کے یعنی غنی کو محتاج پر فضیلت دی تاکہ غنی محتاج سے کام لیوے اور اس کو اپنا فرماں بردار کرے کہ اس سے مزدوری کراوے۔

اور تیرے رب کی رحمت یعنی جنت بہتر ہے اس چیز سے جو یہ لوگ اکٹھا کرتے ہیں دنیا میں۔

٣٣ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً عَلَى الْكُفْرِ لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ بَدَلٌ مِّنْ لِمَنْ سُقُفًا بِفَتْحِ السِّيْنِ وَسُكُوْنِ الْقَافِ وَبِضَمِّهِمَا جَمْعًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ كَالدَّرَجِ مِنْ فِضَّةٍ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ يَعْلُوْنَ اِلَى السَّطْحِ

٣٣ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب آدمی کافر ہو جاتے اور مذہب کفر اختیار کر کے ایک گروہ بن جاتے تو ہم ان لوگوں کے گھروں کی چھت جو رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی چاندی کی بناتے جن پر چڑھ کر وہ چھتوں پر پہنچتے۔

تشریح

(۳۱) نبوت کسی بڑے آدمی کو کیوں نہیں دی گئی | جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور ان پر اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا تو پہلے پہلے تو یہ اعتراض کیا گیا کہ کوئی بشر رسول کیسے ہو سکتا ہے مگر جب دلائل سے سمجھایا گیا کہ جتنے بھی رسول ہوئے ہیں وہ سب بشر ہی تھے، بال بچوں والے تھے، انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے بشری رسول ہو سکتا ہے تو کہنے لگے کہ اچھا چلو رسول بشر ہی سہی مگر مرکزی شہروں مکہ وطائف کے کسی بڑے آدمی کو نبوت کیوں نہیں دی گئی اور اس پر قرآن کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ کوئی بڑا سردار ہوتا، کوئی بڑا مال دار ہوتا، کوئی بڑا عہدے دار ہوتا۔ یہ کیا ایک شخص جو یتیم پیدا ہوا، بکریاں چرا کر جوان ہوا، تجارت کر کے گزر اوقات کرتا ہے اس کو نبی بنانے کی اور اس پر اپنا کلام نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کسی قبیلے کا شیخ یا کسی خانوادہ کا سربراہ نبوت سے کیوں نہیں نوازا گیا۔ یہ تھا اعتراض جو نہایت ہی سطحی اور معمولی درجے کا اعتراض تھا کہ ان کی نظروں میں انسان کی عظمت کا پیمانہ مال ودولت یا کسی قبیلے کا سردار ہونا تھا نہ کہ کردار کی عظمت اور اس کے اوصاف کا حسن۔

(۳۲) تقسیم کا خدائی نظام نہایت حکیمانہ ہے | اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے وسائل و ذرائع کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور یہ تقسیم نہایت حکیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری چیزیں کسی ایک کو نہیں دیں کسی کو اچھی شکل وصورت دے دی تو کسی کو معمولی شکل عطا کر دی اور کسی کو بدصورت بنا دیا۔ کسی کو اچھی آواز دے دی، کسی کو ذہانت دے دی اور کسی کو کند ذہن بنا دیا، کسی کو طاقت عزت اور شہرت دے دی، کسی کو دولت وحکومت دے دی، کسی کو ریاست ووجاہت دے دی، کسی کو اعلیٰ اخلاق کی دولت سے نواز دیا۔ غرض یہ عالم گیر خدائی نظام ہے جس میں اللہ کا فیصلہ بڑی حکمت کے ساتھ ہے۔ تاکہ کوئی انسان دوسرے انسان سے بے نیاز نہ ہو بلکہ ہر ایک کسی نہ کسی معاملے میں دوسرے کا ضرورت مند رہے۔ اللہ کی رحمت عام ہر ایک کے لئے ہے جس میں سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

اب رہ گئی اس کی رحمت خاص یعنی نبوت، یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ جس کو ریاست ووجاہت ملی ہے اسی کو نبوت بھی ملنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا۔ اگر تم دنیا کی دولت کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو جسے دنیا کے رئیس سمیٹ رہے ہیں تو اللہ کی رحمت خاص یعنی نبوت اس دنیاوی دولت سے کہیں زیادہ قیمتی ہے ——— نہ اللہ نے روزی ان کی مرضی سے بانٹی اور نہ پیغمبران کی مرضی سے۔ کس کو کیا دینا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔

اللہ کی رحمتِ خاص یعنی نبوت دنیا کے مال ودولت اور یہاں کی ریاست ووجاہت سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ——— اللہ کی نظر میں دنیا کی دولت کوئی قدر وقیمت نہیں رکھتی۔

(۳۳) مال ودولت کی فراوانی انسانی شرافت کی دلیل نہیں ہے | اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کا مال ودولت کوئی قابل قدر چیز نہیں ہے نہ اس کا دیا جانا اللہ کے قرب کی دلیل ہے۔ اللہ کی نظر میں یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ دین سے انکار کرنے والوں کے مکان ان کی چھتیں، زینے چاندی سونے کے بنا دیتے۔ مال ودولت کی فراوانی انسانی شرافت، پاکیزگیٔ نفس اور طہارت روح کی دلیل نہیں ہے مال ودولت تو ان گھٹیا انسانوں کے پاس بھی پایا جاتا ہے جن کے کردار کی پستی نے سارے سماج کو سڑا کر رکھ دیا ہے۔ تم نے مال ودولت کو آدمی کی بڑائی کا معیار کیسے بنا لیا۔

وَلِبُيُوتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝۳۴

يَتَّكِـُٔوْنَ	عَلَيْهَا	وَّسُرُرًا	اَبْوَابًا	وَلِبُيُوتِهِمْ
وہ تکیہ لگاتے	جن پر	اور تخت	دروازے	اور ان کے گھروں کے لئے

اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ۔

وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

مَتَاعُ	لَمَّا	ذٰلِكَ	كُلُّ	وَاِنْ	وَزُخْرُفًا
پونجی	مگر	یہ	سب	اور نہیں	اور سونے

اور (وہ بھی) سونے کے ۔ اور یہ سب (کچھ) نہیں مگر دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

عِنْدَ + رَبِّكَ	وَالْاٰخِرَةُ	الدُّنْيَا	الْحَيٰوةِ
تمہارے رب کے نزدیک	اور آخرت	دنیا	زندگی

زندگی کی پونجی ، اور تمہارے رب کے نزدیک آخرت

ع ۱۰ ۳/
لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۵ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحْمٰنِ	ذِكْرِ	عَنْ	يَّعْشُ	وَمَنْ	لِلْمُتَّقِيْنَ
رحمٰن (اللہ)	یاد	سے	شب کوری کرے	اور جو	پرہیز گاروں کے لئے

پرہیز گاروں کے لئے ہے ۔ اور جو کوئی اللہ کی یاد سے شب کوری (غفلت) کرے

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶

قَرِيْنٌ	لَهٗ	فَهُوَ	شَيْطٰنًا	لَهٗ	نُقَيِّضْ
ساتھی	اس کا	تو وہ	ایک شیطان	اس کے لئے	ہم مقرر (مسلط) کر دیتے ہیں

ہم مسلط کر دیتے ہیں اس کے لئے ایک شیطان تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے ۔

۳۴ وَلِبُيُوتِهِمْ اَبْوَابًا مِّنْ فِضَّةٍ
وَّجَعَلْنَا لَهُمْ سُرُرًا مِّنْ فِضَّةٍ
جمع سریر عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝

۳۴ اور ان کے گھروں کے دروازے چاندی کے بناتے اور ان کے لئے تخت چاندی کے تیار کراتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھے ۔

۳۵ وَزُخْرُفًا ذَهَبًا اَلْمَعْنٰى لَوْلَا خَوْفُ الْكُفْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ مِنْ اِعْطَاءِ الْكَافِرِ مَا ذُكِرَ لَاَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ لِقِلَّةِ خَطَرِ الدنيا عِنْدَنَا وَعَدَمُ حَظِّهٖ فِى الْاٰخِرَةِ فِى النَّعِيْمِ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا بِالتَّخْفِيْفِ فَمَا زَائِدَةٌ وَبِالتَّشْدِيْدِ بِمَعْنٰى اِلَّا فَاِنْ نَافِيَةٌ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا يَتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا ثُمَّ يَزُوْلُ وَالْاٰخِرَةُ الْجَنَّةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

۳۶ وَمَنْ يَّعْشُ يُعْرِضُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ الْقُرْاٰنِ نُقَيِّضْ نُسَبِّبْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ لَا يُفَارِقُهٗ

۳۵ اور ان کو بہت سا سونا دیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اگر ہم کافروں کو یہ نعمتیں جو مذکور ہوئیں دیویں، تو مومن کافر ہو جاویں گے، تو کافروں کو یہ سب زیبائش اور مال و دولت دیتے کیونکہ دنیا کے مال و دولت کی ہمارے نزدیک کچھ وقعت نہیں اور آخرت میں اس کو کچھ حصہ نعمت جنت کا نہ ملتا۔ اور نہیں ہے یہ سب مگر زندگی دنیا میں فائدہ اٹھانا کہ انجام اس کا فنا ہے۔

اور جنت تیرے رب کے نزدیک ڈرنے والوں کے ہی واسطے ہے۔

۳۶ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ الخ اور جو کوئی اعراض کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے یعنی قرآن سے منہ موڑتا ہے ہم اس کے لئے مہیا کر دیتے ہیں ایک شیطان کو کہ وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے کسی وقت اس سے جدا نہیں ہوتا۔

تشریح

۳۴ مال و دولت کی حقیقت اللہ کی نظر میں | دنیاوی مال و دولت اللہ کی نظر میں اتنا بے حقیقت ہے کہ اگر مصلحت کے خلاف نہ ہوتا تو دین سے انکار کرنے والوں کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت جن پر وہ تکیئے لگائے بیٹھتے ہیں سب سونے چاندی کے بنوا دیتے۔

۳۵ دنیا متاع حقیر ہے۔ اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے | دنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں نیک اور بد سب کو دنیا مل جاتی ہے مگر آخرت کی نعمتیں صرف پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔ وہ ابدی نعمتیں جو کبھی زائل نہ ہوں گی اللہ کے ان نیک بندوں کے لئے ہیں جو دنیا کو اپنا مقصد نہیں بناتے بلکہ اللہ کی رضا اور اس کی فرماں برداری کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

۳۶ اللہ کے ذکر سے منہ موڑنے والے کی سزا | جو شخص رحمٰن کے ذکر یعنی قرآن اور اس کی طرف سے آئی ہوئی نصیحت اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتا ہے اس پر ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے جو ہر وقت اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے اس کو اللہ کی یاد سے غافل رکھتا ہے اور آخیر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا کیوں کہ یہ دنیا امتحان اور آزمائش کی دنیا ہے اگر کوئی شخص پھر بھی اپنے آپ کو برائی سے بچانے کی کوشش نہ کرے تو شیطانی طاقتیں اس کی دمساز بن جاتی ہیں اور برائی کی طرف اس کو کھینچتی رہتی ہیں۔

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ

وَاِنَّهُمْ	لَيَصُدُّوْنَهُمْ	عَنِ	السَّبِيْلِ	وَيَحْسَبُوْنَ
اور بیشک وہ	البتہ وہ روکتے ہیں انھیں	سے	راستہ	اور وہ گمان کرتے ہیں

اور بے شک وہ انہیں راستے سے روکتے ہیں، اور وہ گمان کرتے ہیں

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ

اَنَّهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءَنَا	قَالَ
کہ وہ	ہدایت یافتہ	یہاں تک	جب	وہ آئیں گے ہمارے پاس	وہ کہے گا

کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو وہ

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

يٰلَيْتَ	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكَ	بُعْدَ	الْمَشْرِقَيْنِ	فَبِئْسَ
اے کاش	میرے درمیان	اور تیرے درمیان	دوری	مشرق و مغرب	تو برا

(اپنے شیطان ساتھی سے) کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی تو برا

الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ

الْقَرِيْنُ	وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ	الْيَوْمَ	اِذْ	ظَّلَمْتُمْ
ساتھی	اور ہرگز نفع نہ دے گا تمہیں	آج	جب	جب ظلم کیا تم نے

ساتھی ہے۔ اور جب تم نے ظلم کیا تو آج تمہیں یہ ہرگز نفع نہ دے گا۔

اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

اَنَّكُمْ	فِي	الْعَذَابِ	مُشْتَرِكُوْنَ	
یہ کہ تم	میں	عذاب	مشترک ہو	

کہ تم عذاب میں مشترک ہو۔

﴿۳۷﴾ وَاِنَّهُمْ اَيِ الشَّيَاطِيْنُ لَيَصُدُّوْنَهُمْ اَيِ الْعَاشِيْنَ عَنِ السَّبِيْلِ طَرِيْقِ الْهُدٰى وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ فِي الْجَمْعِ رِعَايَةً

﴿۳۷﴾ اور بیشک شیاطین راہ ہدایت سے روکتے ہیں ان لوگوں کو جو ذکر رحمٰن سے منہ موڑتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

(۳۸) مَعْنَى مَنْ حَتّٰى إِذَا جَآءَنَا الْعَاشِيْ بِقَرِيْنِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَهٗ يَا لِلتَّنْبِيْهِ لَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ اَيْ مِثْلَ بُعْدِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ اَنْتَ لِيْ

(۳۹) قَالَ تَعَالٰى وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ اَيِ الْعَاشِيْنَ تَمَنِّيْكُمْ وَنَدَمُكُمْ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَيْ تَبَيَّنَ لَكُمْ ظُلْمُكُمْ بِالْاِشْرَاكِ فِي الدُّنْيَا اَنَّكُمْ مَعَ قُرَنَائِكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ عِلَّةٌ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ لِعَدَمِ النَّفْعِ وَاِذْ بَدَلٌ مِّنَ الْيَوْمِ

(۳۸) یہاں تک کہ جب وہ اعراض کرنے والا قرآن سے معہ اپنے ساتھی یعنی شیطان کے قیامت میں ہمارے پاس آوے گا کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان اس قدر دوری ہوتی جیسے مشرق اور مغرب میں۔ کہ تو میرا بُرا ساتھی ہے۔

(۳۹) فرمایا اللہ تعالٰی نے اور نہ نفع دیگی تم کو آج کے دن اے اعراض کرنے والو ذکر رحمانی سے آرزو تمہاری اور ندامت تمہاری جب کہ ظاہر ہوگیا تم پر تمہارا ظلم بسبب شرک کرنے کے دنیا میں کہ بے شک تم معہ اپنے ساتھیوں شیاطین کے عذاب میں مشترک ہو۔

تشریح

(۳۷) بدی نیکی کی تمیز جاتی رہتی ہے | اللہ کی نصیحت اور قرآن سے غفلت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس پر مسلّط ہو جاتا ہے اور وہ اس کا رفیق بن کر راہِ راست سے روکتا رہتا ہے اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خیالات پیدا کرکے سیدھے راستے سے ہٹاتا رہتا ہے یہاں تک کہ عقلیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ غلط راستے کو ہی ٹھیک راستہ سمجھتے رہتے ہیں۔ نیکی اور بدی کی تمیز باقی نہیں رہتی۔

قرآن دراصل حق و باطل کی کسوٹی ہے جو انسان کو صاف صاف بتاتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل ہے قرآن سے ہٹ کر جو بھی راستہ انسان اختیار کرتا ہے وہ باطل کی طرف ہی جاتا ہے۔

(۳۸) آخرت میں شیطان کا غصہ | دنیا میں اسی طرح شیطان کے کہنے میں آکر برائی کو اچھائی سمجھتا رہے گا۔ آخر کار جب مرنے کے بعد اللہ کے یہاں پہنچے گا اور وہاں معلوم ہوگا کہ جس راستہ کو وہ صحیح سمجھ رہا تھا وہ غلط تھا اور شیطان نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا تو وہاں اپنا غصہ شیطان پر اتارے گا اور کہے گا کہ تُو تو بہت ہی بُرا ساتھی نکلا۔ کاش میرے اور تمہارے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گزرتا۔ دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا رہا۔ اب وہاں جاکر پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔

(۳۹) گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سبھی عذاب میں شریک ہوں گے | وہاں ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے اپنی گمراہی کی ذمہ داری دوسروں پر ڈالیں گے کہ انھوں نے ہمیں راستے سے بھٹکایا۔ یہ ہماری گمراہی کے ذمہ دار ہیں مگر اس وقت یہ باتیں کچھ فائدہ نہ دیں گی اور گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سبھی عذاب میں شریک ہوں گے۔ عذاب کی شدت ہی ایسی ہوگی کہ وہاں اس طرح کی باتوں سے تسلی کا کوئی سامان نہ ہوگا۔

اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ

وَمَنۡ كَانَ	الۡعُمۡىَ	اَوۡ + تَهۡدِىۡ	الصُّمَّ	تُسۡمِعُ	اَفَاَنۡتَ
اور جو ہو	اندھوں	یا راہ دکھائیں گے	بہروں	سُنائیں گے	تو کیا آپؐ

تو کیا آپؐ بہروں کو سنائیں گے؟ یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے؟ اور اس کو جو

فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾

مُّنۡتَقِمُوۡنَ	فَاِنَّا + مِنۡهُمۡ	بِكَ	نَذۡهَبَنَّ	فَاِمَّا	مُّبِيۡنٍ	فِىۡ ضَلٰلٍ
انتقام لینے والے	تو بیشک ہم ان سے	تمہیں	لے جائیں	پھر اگر	صریح	گمراہی میں

صریح گمراہی میں ہو۔ پھر اگر ہم آپؐ کو (دنیا سے) لے جائیں تو بیشک ہم (پھر بھی) ان سے انتقام لینے والے ہیں۔

﴿۴۰﴾ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ○ بَيِّنٍ اَىۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ

﴿۴۰﴾ پس کیا تو سنا سکتا ہے بہروں کو یا راہ دکھا سکتا ہے اندھوں کو اور اس کو جو ظاہر گمراہی میں رہا یعنی یہ لوگ ایمان نہیں لا سکتے۔

﴿۴۱﴾ فَاِمَّا فِيۡهِ اِدۡغَامُ نُوۡنِ اِنِ الشَّرۡطِيَّةِ فِىۡ مَا الزَّائِدَةِ نَذۡهَبَنَّ بِكَ بِاَنۡ نُّمِيۡتَكَ قَبۡلَ تَعۡذِيۡبِهِمۡ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ○ فِى الۡاٰخِرَةِ

﴿۴۱﴾ پس اگر اے محمدؐ ہم تجھ کو وفات دے دیں پہلے ان کے عذاب کرنے سے تو ہم ان سے آخرت میں ضرور بدلہ لیں گے۔

تشریح

﴿۴۰﴾ اندھے بہرے ہدایت نہیں پاسکتے | جن کے کان حق بات سُننے سے بہرے ہوگئے ہوں، جن کی آنکھیں حق کو دیکھنے سے اندھی ہوگئی ہوں۔ جو سننے کے لئے تیار نہ ہوں اور حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہوں، جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہوں اور نکلنے کے لئے تیار نہ ہوں آپ ان کو ہدایت پر کیسے لاسکتے ہیں؟ ان کے غم میں آپ اپنے آپ کو نہ گھلائیں۔ پہنچانے کی ذمہ داری آپ نے ادا کردی۔ اب یہ جانیں ان کا کام جانے۔

﴿۴۱﴾ ایسے لوگوں کو سزا تو ملنی ہی ہے | یہ لوگ گمراہی کی آخری حدوں کو پہنچ چکے ہیں۔ نہ سننے کو تیار ہیں نہ دیکھنے کو تیار ہیں ---- آپ دنیا میں رہیں یا نہ رہیں ان لوگوں کو سزا تو ملنی ہی ہے۔

أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنٰهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

مُّقْتَدِرُوْنَ	عَلَيْهِمْ	فَإِنَّا	وَعَدْنٰهُمْ	الَّذِي	أَوْ نُرِيَنَّكَ
قدرت رکھنے والے (قادر) ہیں	ان پر	تو بیشک ہم	ہم نے وعدہ کیا ان سے	وہ جو	یا ہم دکھادیں تمہیں

یا اگر ہم آپ کو دکھادیں وہ جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے (تب بھی) ہم ان پر قادر ہیں۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴۳﴾

مُّسْتَقِيمٍ	صِرَاطٍ	عَلٰى	إِنَّكَ	إِلَيْكَ	أُوحِيَ	بِالَّذِي	فَاسْتَمْسِكْ
سیدھا	راستہ	پر	بیشک آپ	آپ کی طرف	وحی کیا گیا	وہ جو	پس آپ وہ مضبوطی سے تھام لیں

پس آپ وہ مضبوطی سے تھام لیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

﴿۴۲﴾ أَوْ نُرِيَنَّكَ فِي حَيٰوتِكَ الَّذِي وَعَدْنٰهُمْ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ عَلٰى عَذَابِهِمْ مُقْتَدِرُوْنَ ○ قَادِرُوْنَ

﴿۴۳﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ أَيِ الْقُرْاٰنَ إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

﴿۴۲﴾ یا اگر تیری زندگی میں تجھ کو دکھلادیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم یہ بھی کرسکتے ہیں۔

﴿۴۳﴾ سو مضبوط پکڑ لو اس کو جو تیری طرف وحی کیا گیا یعنی قرآن کو بے شک تو ٹھیک راستہ پر ہے۔

تشریح

﴿۴۲﴾ ہمیں ان پر پوری قدرت ہے | یہ پوری طرح ہمارے قابو میں ہیں ہم سے بچ نہیں سکتے۔ ہوسکتا ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی وعدے کے مطابق ان کا انجام تمہیں دکھادیں۔

دین کے اور حضرت محمدؐ کے یہ مخالف یہ سمجھتے تھے کہ محمدؐ کی ذات ان کے لئے مصیبت بنی ہوئی ہے۔ یہ کانٹا درمیان سے نکل جائے تو سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔ ایسی غلط خیالی کی وجہ سے وہ آپ کو ختم کرنے کے مشورے کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعؒ نے نبیؐ کو خطاب کرتے ہوئے ان لوگوں کو جواب دیا ہے کہ اے پیغمبر آپ کے رہنے یا نہ رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ زندہ رہیں گے تو اپنی آنکھوں سے ان کا انجام دیکھ لیں گے اور آپ دنیا سے چلے جائیں گے تو آپ کے پیچھے ان کی خبر لی جائے گی۔ یہ اپنی شامتِ اعمال سے بچ نہیں سکتے ــــ اللہ نے جن کو رحمت بنا کر بھیجا تھا عقل کے اندھے اپنے لئے وہ زحمت سمجھ رہے تھے۔

﴿۴۳﴾ آپ مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں اللہ کے فضل سے آپ سیدھے راستے پر ہیں | آپ اس کتاب کو جو وحی کے ذریعے آپ کے پاس بھی جا رہی ہے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھیں آپ حق کے اوپر جمے رہیں اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے رہیں آپ کے لئے یہ اطمینان کافی ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے حق پر ہیں لہٰذا نتائج کی فکر کئے بغیر آپ اپنا فرض انجام دیتے رہیں آپ اس بات کی فکر مت کیجیے کہ یہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے اور کیوں اپنا انجام خراب کر رہے ہیں۔ آپ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجیے وہی ان کو ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ

وَ اِنَّهٗ	لَذِكْرٌ	لَّكَ	وَ لِقَوْمِكَ	وَ سَوْفَ	تُسْـَٔلُوْنَ	وَ
اور بیشک یہ	نصیحت (نامہ)	آپ کے لئے	اور آپ کی قوم کے لئے	اور عنقریب	تم سے پوچھا جائیگا	اور

اور بیشک یہ (قرآن) ایک نصیحت نامہ ہے آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے۔ اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا۔ اور

سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ

سْـَٔلْ	مَنْ	اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	مِنْ رُّسُلِنَآ	اَجَعَلْنَا	مِنْ
پوچھ لیں	جو	ہم نے بھیجے	آپ سے پہلے	ہمارے رسولوں میں سے	کیا ہم نے مقرر کئے	سے

آپ ہمارے ان رسولوں سے پوچھیں جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے کیا ہم نے اللہ نے سوا کوئی

دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

دُوْنِ + الرَّحْمٰنِ	اٰلِهَةً	يُّعْبَدُوْنَ	وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
رحمٰن (اللہ) کے سوا	کوئی معبود	ان کی عبادت کی جائے	اور تحقیق ہم نے بھیجا

معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔ اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ

مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَآ	اِلٰى	فِرْعَوْنَ	وَ مَلَا۠ئِهٖ	فَقَالَ
موسیٰؑ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	طرف	فرعون	اور اس کے سردار	تو اس نے کہا

اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو اس نے کہا

اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾

اِنِّيْ	رَسُوْلُ	رَبِّ + الْعٰلَمِيْنَ	
بیشک میں	رسول	تمام جہانوں کا پروردگار	

بیشک میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں۔

﴿۴۴﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَشَرَفٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ ۚ لِنُزُوْلِهٖ بِلُغَتِهِمْ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّهٖ

﴿۴۴﴾ اور بے شک یہ قرآن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے باعث شرافت ہے کہ ان کی زبان میں اتارا گیا۔ اور نزدیک ہے کہ تم سے سوال کیا جاوے کہ تم نے اس کا حق پورا ادا بھی کیا ہے یا نہیں۔

﴿۴۵﴾ وَاسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ

﴿۴۵﴾ اور پوچھ لے ہمارے ان پیغمبروں سے جو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے کہ آیا ہم نے بنائے رحمٰن کے سوا معبود جن کی

الرَّحْمٰنِ اَیْ غَیْرِہٖ اٰلِھَۃً یَّعْبُدُوْنَ۝
قِیْلَ ھُوَ عَلٰی ظَاھِرِہٖ بِاَنْ جُمِعَ لَہُ
الرُّسُلُ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ
اُمَمُ مِنْ اَیْ اَھْلِ الْکِتَابَیْنِ
وَلَمْ یُسْاَلْ عَلٰی وَاحِدٍ مِنَ الْقَوْلَیْنِ
لِاَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْاَمْرِ بِالسُّوَالِ
اَلتَّقْرِیْرُ لِمُشْرِکِیْ قُرَیْشٍ اَنَّہُ
لَمْ یَاتِ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ وَلَا کِتَابٌ
بِعِبَادَۃِ غَیْرِ اللّٰہِ

(۴۶) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ
اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاْئِہٖ اَیِ الْقِبْطِ
فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

پرستش کی جاوے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہے اس طرح کہ آپ کے پاس شب معراج میں پیغمبر جمع کئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ان سے مضمون بالا پوچھ ۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ دونوں کتابوں والوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے جس سے چاہے اس امر کو دریافت کرلیں۔ اور بہر حال آپ نے کسی قول موافق اس امر کو کسی سے نہیں پوچھا۔ اس لئے کہ مراد اس حکم سے کہ سوال کر یہ ہے کہ قریش کے مشرکین پر ظاہر اور ثابت ہو جاوے کہ کوئی پیغمبر اور کوئی کتاب اللہ کی طرف سے غیر اللہ کی عبادت کا حکم کرنے کو نہیں آئی ۔

(۴۶) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاْئِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الخ اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے گروہ قبط کی طرف پس کہا موسیٰ نے کہ بالضرور میں بھیجا ہوا ہوں تمام جہان کے رب کا۔

تشریح

(۴۴) قرآن ایک عظیم نعمت ہے | کسی شخص کے لئے اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پیغمبری کے لئے اور اس پر اپنی کتاب نازل کرنے کے لئے منتخب کرے اور کسی قوم کے لئے اس سے بڑھ کر خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قوموں میں سے اس قوم کے فرد کو نبوت کے لئے منتخب کرے۔ ان کی زبان میں اپنی کتاب نازل کرے اور انہیں دنیا میں اللہ کے پیغام کا حامل بن کر اٹھنے کا موقع دے۔ اس سے بڑھ کر عزت کیا ہو گی کہ وہ اولین مخاطب قرار پائیں۔ وہ چیز جو ان کے فضل و شرف کا سبب ہے اللہ کا وہ کلام جو ساری دنیا کی نجات و فلاح کا ابدی دستور العمل ہے اگر وہ غور کریں تو ان کے لئے دنیاوی اور اخروی سعادت کا اس سے بڑھ کر کوئی اور موقع نہیں ہو سکتا اگر وہ اس کی ناقدری کریں گے تو ایک وقت آئے گا کہ انہیں اس بات کی جوابدہی کرنی ہو گی ۔

(۴۵) ہر رسول نے توحید کی تعلیم دی ہے | محمدؐ سے پہلے جتنے بھی نبی اور رسول آئے ان کی کتابوں اور ان کی تعلیمات میں اٹھا کر دیکھ لو کیا کسی نے بھی خدائے رحمٰن کے سوا کوئی دوسرے معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟ ہر نبی اور رسول کی تعلیم توحید کی تھی کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے کسی نبی نے شرک کی تعلیم نہیں دی۔ محمدؐ کی تعلیم اور آپ کا راستہ بھی وہی ہے جو پچھلے نبیوں کا تھا۔ رسولوں کی تعلیمات آج بھی دنیا میں موجود ہیں ان سب میں تلاش کر لو سب نے یہی سکھایا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت اور اطاعت کا مستحق نہیں ہے اور نبی آخر الزماں کی دعوت اور تعلیم بھی یہی ہے۔

(۴۶) حضرت موسیٰؑ کی فرعونیوں کو دعوتِ توحید | ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو توحید کی دعوت دیں۔ موسیٰ نے فرعونیوں کے پاس جا کر کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں حضرت موسیٰ کے پاس ان کے رسول ہونے کی نشانیاں موجود تھیں جن کو لے کر وہ فرعون کے دربار میں گئے تھے۔ ان کے پاس وہ عصا تھا جو اژدہا بن جاتا تھا۔ دوسری نشانی ید بیضا تھا کہ جب اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالتے تھے تو وہ انتہائی روشن ہو کر چمکنے لگتا تھا فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے موقع تھا کہ وہ حق کو قبول کر لیتے مگر انھوں نے اپنی بادشاہی اور شوکت و حشمت کے زعم میں اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کو حقیر سمجھا مگر اللہ کے فیصلے نے ظاہر کر دیا کہ اصل میں حقیر کون ہے؟ جب اللہ تعالیٰ خبردار کرتے ہیں تو ان کی نشانیوں کے ساتھ مذاق کرنا بہت مہنگا پڑتا ہے جس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کے اس واقعہ میں بھی عبرت اور نصیحت کے ایسے کئی قابل غور گوشے موجود ہیں ۔ اور اس قصے کو اسی لئے بیان کیا جا رہا ہے ۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾

فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	بِاٰيٰتِنَآ	اِذَا هُمْ	مِّنْهَا + يَضْحَكُوْنَ
پھر جب	وہ آئے	ہماری نشانیوں کے ساتھ	ناگہاں وہ	اس سے (ان نشانیوں پر) ہنسنے لگے

پھر جب وہ ہماری نشانیوں کے ساتھ آئے۔ تو ناگہاں وہ ان نشانیوں پر ہنسنے لگے

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ

وَمَا نُرِيْهِمْ	مِّنْ اٰيَةٍ	اِلَّا هِيَ	اَكْبَرُ	مِنْ
اور ہم انھیں دکھاتے تھے	کوئی نشانی	مگر وہ	بڑی	سے

اور ہم انھیں کوئی نشانی نہیں دکھاتے تھے، مگر وہ پہلی نشانی سے بڑی

اُخْتِهَا ز وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

اُخْتِهَا	وَاَخَذْنٰهُمْ	بِالْعَذَابِ	لَعَلَّهُمْ
اس کی بہن (دوسری نشانی)	اور ہم نے گرفتار کیا انھیں	عذاب میں	تاکہ وہ

ہوتی۔ اور ہم نے انھیں عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ باز

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا

يَرْجِعُوْنَ	وَقَالُوْا	يٰٓاَيُّهَ	السّٰحِرُ	ادْعُ	لَنَا
وہ باز آجائیں	اور انھوں نے کہا	اے	جادوگر	دعا کر	ہمارے لئے

آجائیں۔ اور انھوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

رَبَّكَ	بِمَا عَهِدَ	عِنْدَكَ	اِنَّنَا	لَمُهْتَدُوْنَ
اپنا رب	اس عہد کے سبب جو	تیرے پاس	بیشک ہم	البتہ ہدایت پانے والے

دعا کر اس عہد کے سبب جو تیرے پاس ہے بیشک ہم ہدایت پانے والے ہیں (ہدایت پالیں گے)

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُمُ	الْعَذَابَ	اِذَا هُمْ	يَنْكُثُوْنَ
پھر جب	ہم نے کھولا (ہٹا دیا)	ان سے	عذاب	ناگہاں وہ	عہد توڑ گئے۔

پھر جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا تو ناگہاں وہ عہد توڑ گئے۔

(۴۷) فَلَمَّا جَآءَهُم بِاٰيٰتِنَا الدَّالَّةِ عَلٰى رِسَالَتِهٖ إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ○

(۴۷) سو جس وقت موسیٰ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا جو دلالت کرتی تھی اس کے پیغمبر ہونے پر ناگاہ وہ لوگ ان سے ہنستے تھے۔

(۴۸) وَمَا نُرِيهِم مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيَاتِ الْعَذَابِ كَالطُّوفَانِ وَهُوَ مَاءٌ دَخَلَ بُيُوتَهُمْ وَوَصَلَ إِلٰى حُلُوقِ الْجَالِسِينَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَالْجَرَادِ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا قَرِينَتِهَا الَّتِي قَبْلَهَا وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ عَنْ كُفْرِهِمْ

(۴۸) اور ہم نے ان کو عذاب کی نشانیوں میں سے ہر ایک نشانی ایسی دکھلائی جو زیادہ بڑی اور ہولناک تھی اس نشانی سے جو اس سے پہلے تھی جیسے ان پر طوفان کا بھیجنا (مراد طوفان سے وہ پانی جو سات دن تک ان کے گھروں میں رہا اور بیٹھنے والوں کے حلق تک پہنچتا تھا۔) اور ٹڈیوں کا بھیجنا۔

اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب کیا تاکہ وہ لوگ اپنے کفر سے باز آویں۔

(۴۹) وَقَالُوا يَا مُوسٰى لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ أَيِ الْعَالِمُ الْكَامِلُ لِأَنَّ السِّحْرَ عِنْدَهُمْ عِلْمٌ عَظِيمٌ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ مِنْ كَشْفِ الْعَذَابِ عَنَّا إِنْ آمَنَّا إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ○ أَيْ مُؤْمِنُونَ

(۴۹) اور وہ کہنے لگے موسیٰ سے جبکہ انہوں نے عذاب کو دیکھا کہ اے جادوگر یعنی اے عالم کامل (جادوگر سے مراد ان کے کامل علم میں تھا کیونکہ وہ لوگ جادو کو بڑا علم اور کمال جانتے تھے) ہمارے لئے دعا کر اپنے رب سے ساتھ اس عہد اور قرار کے جو تجھ سے کیا گیا۔ مراد اس سے دور کرنا عذاب کا اگر ہم ایمان لاویں۔

بے شبہ ہم ایمان لانے والے ہیں۔

(۵۰) فَلَمَّا كَشَفْنَا بِدُعَاءِ مُوسٰى عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ○ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ وَيُصِرُّونَ عَلٰى كُفْرِهِمْ

(۵۰) پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب موسیٰ کی دعا سے ناگاہ وہ توڑنے لگے عہد اپنا اور اصرار کرنے لگے کفر پر۔

تشریح

(۴۷) **فرعونیوں نے اللہ کی نشانیوں کا مذاق اڑایا** | جب حضرت موسیٰ نے ان کے سامنے اللہ کی نشانیاں پیش کیں تو بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر سنجیدگی سے حضرت موسیٰؑ کی دعوت پر غور کرتے الٹا وہ ان معجزات کا مذاق اڑانے لگے اور ٹھٹھے مارنے لگے۔

(۴۸) **ہم ان کو ایک سے بڑھ کر ایک نشانیاں دکھاتے گئے** | حضرت موسیٰ اللہ کے سچے رسول تھے۔ اللہ کی طرف سے معجزے اور نشانیاں لے کر آئے تھے تاکہ ان کی سچائی اچھی طرح واضح ہو جائے۔ انھوں نے ابتدائی معجزے عصا اور ید بیضاء کے پیش کئے فرعون اور اس کے درباروالوں نے ان معجزات کا مذاق اڑایا مگر حضرت موسیٰ برابر اپنی بات کہتے رہے اور اللہ کے حکم سے ایک سے بڑھ کر ایک معجزے دکھائے تاکہ ان کی صداقت میں کوئی کمی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ نے جو نشانیاں دکھائیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ جادوگروں سے مقابلہ ہوا اور جادوگر شکست کھا کر ایمان لے آئے۔

۲۔ حضرت موسیٰ نے اطلاع دی کہ مصر میں شدید قحط برپا ہوگا، وہ ہوا۔ اور پھر حضرت موسیٰ کی دعا پر ہی وہ دُور ہوا۔

۳۔ حضرت موسیٰ نے بتایا کہ سارے ملک میں ہولناک بارشیں ہوں گی طوفان آئیں گے چنانچہ بارشوں کے طوفان آئے۔ اور یہ مصیبت بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے ہی دفع ہوئی۔

۴۔ پورے ملک پر ٹڈی دَل کا خوفناک حملہ ہوا۔ اور یہ آفت بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے دُور ہوئی۔

۵۔ حضرت موسیٰ کے اعلان کے مطابق سارے ملک میں جوئیں اور سُرسُریاں پھیل گئیں جن سے آدمی اور جانور سخت پریشانی میں مبتلا ہوئے غلّوں کے گودام تباہ ہوگئے۔ فرعون اور اس کے سرداروں نے حضرت موسیٰ سے دُعا کی درخواست کی اور آپ کی دعا سے یہ آفت دفع ہوئی۔

۶۔ حضرت موسیٰ کی تنبیہ کے مطابق پورے ملک میں مینڈکوں کا سیلاب امنڈ آیا۔ یہ مصیبت بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے ٹلی۔

۷۔ حضرت موسیٰ کے اعلان کے مطابق خون کا عذاب آیا جس سے تمام نہروں، کنوؤں اور تالابوں کا پانی خون میں تبدیل ہوگیا۔ مچھلیاں مرگئیں ہر جگہ بدبو پیدا ہوگئی۔ ایک ہفتے تک لوگ اس عذاب میں مبتلا رہے اور صاف پانی کو ترس گئے۔ یہ عذاب بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے ختم ہوا۔

غرض اللہ تعالیٰ ایک سے بڑھ کر ایک نشانیاں دکھاتے رہے تاکہ یہ لوگ اپنی روش سے باز آجائیں۔ مگر ہوتا کیا تھا کہ ہر مرتبہ یہ لوگ وعدہ کرتے اور پھر جاتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

(۴۹) راہِ راست پر آنے کا وعدہ ۔ جادو اور معجزے کا فرق | جب بھی اللہ کی طرف سے اس قسم کا کوئی عذاب آتا تھا وہ حضرت موسیٰ سے درخواست کرتے تھے کہ اپنے رب کی طرف سے جو منصب آپ کو حاصل ہے کہ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اس کی بنا پر ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں کہ یہ عذاب ہم پر سے ہٹا دے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ضرور راہِ راست پر آجائیں گے۔ مگر جوں ہی ہم وہ عذاب ان پر سے ہٹا دیتے وہ اپنی بات سے پھر جاتے تھے اور وعدہ کر کے مُکر جاتے تھے۔

یہ فرعونی سردار اتنے ہٹ دھرم تھے کہ اس مصیبت کے وقت بھی وہ حضرت موسیٰ کو اللہ کا پیغمبر ماننے اور کہنے کے بجائے "اے ساحر" کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ حالاں کہ وہ خوب جانتے تھے کہ یہ سحر اور جادو نہیں ہے۔ جادوگر زیادہ سے زیادہ جو کر سکتا ہے کہ ایک محدود رقبے میں جو لوگ اس کے سامنے ہوں ان کے ذہن پر ایسا اثر ڈالے جس سے وہ یہ محسوس کرنے لگیں کہ پانی خون بن گیا ہے یا مینڈک اُبلے پڑ رہے ہیں یا ٹڈی دل چڑھے آرہے ہیں۔ اور اس محدود رقبے کے اندر بھی پانی حقیقت میں خون نہ بنے گا بلکہ ایک دائرہ سے نکل کر پانی کا پانی ہی رہ جائے گا۔ اگر جادوگروں کے پاس یہ طاقت ہوتی تو وہ بادشاہوں کی ملازمت کرنے کے بجائے خود بادشاہ بن بیٹھتے۔ اور اگر جادو کے زور سے یہ ہو سکتا تو کسی بادشاہ کو فوج رکھنے اور جنگیں لڑنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ لوگ بھی اپنے دلوں میں خوب سمجھتے تھے کہ یہ اللہ رب العالمین کی نشانیاں ہیں مگر پھر یہ جان بوجھ کر ان کا انکار کرتے تھے جیسا کہ سورۂ نمل میں ارشاد ہوا۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ
ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۔ (آیت ۱۴)

(ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا۔)

(۵۰) وعدہ کیا مُکر گئے | جب حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ عذاب ٹل جاتا تھا تکلیف دور ہو جاتی تھی مصیبت کی گھڑی ختم ہو جاتی تھی۔ اپنی بات سے پھر جاتے تھے اور جو قول و قرار کرتے تھے ان سے مُکر جاتے تھے جیسے کوئی وعدہ کیا ہی نہ ہو۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ

اَلَيْسَ	يٰقَوْمِ	قَالَ	قَوْمِهٖ	فِىْ	فِرْعَوْنُ	وَنَادٰى
کیا نہیں	اے میری قوم	اس نے کہا	اپنی قوم	میں	فرعون	اور پکارا

اور فرعون نے اپنی قوم میں پکارا (منادی کی) اس نے کہا اے میری قوم! کیا

لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ

تَجْرِىْ	الْاَنْهٰرُ	وَهٰذِهٖ	مُلْكُ + مِصْرَ	لِىْ
جاری ہیں	نہریں	اور یہ	میری مصر کی بادشاہت	میرے لئے

مصر کی بادشاہت میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں جاری ہیں

مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؕ﴿۵۱﴾

تُبْصِرُوْنَ	اَفَلَا	مِنْ تَحْتِىْ
دیکھتے تم	تو کیا نہیں	میرے نیچے سے

میرے (محلات کے) نیچے سے، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟

﴿۵۱﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ اِفْتِخَارًا فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ اَىْ مِنَ النِّيْلِ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ اَىْ تَحْتَ قُصُوْرِىْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿﴾ عَظَمَتِىْ

﴿۵۱﴾ اور فرعون نے ازراہ فخر و تکبر اپنی قوم میں آواز دی کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں دریائے نیل کی میرے محل کے نیچے بہہ رہی ہیں سو کیا تم میری بڑائی اور بلندی کو نہیں دیکھتے۔

تشریح

﴿۵۱﴾ فرعون کا قوم سے خطاب ایک طرف یہ حالات پیش آرہے تھے کہ حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے پے در پے نشانیاں پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے ملک کے عوام کا عقیدہ ہل گیا تھا۔ فرعون بھی اس بات کو محسوس کر رہا تھا کہ لوگوں کی وہ عقیدت اور وہ اعتماد کمزور پڑ رہا ہے اور فرعون کا باندھا ہوا وہ طلسم جس کے ذریعہ وہ خدائی اوتار بن کر مصر پر حکومت کر رہا تھا اس کے تار و پود بکھرے جا رہے ہیں۔ آس پاس کے ملکوں میں مصر کے حاکم کا بڑا دبدبہ تھا۔ اس نے اپنے ملک کو بڑا خوش حال بنا رکھا تھا۔ دریائے نیل کا پانی کاٹ کر نہریں بنائی تھیں اور ایک نہر اپنے باغ میں نکالی تھی۔ ایک طرف یہ حکومت تھی دوسری طرف یہ فقیر بے نوا حضرت موسیٰ تھے۔ جن کے پاس نہ کوئی فوج تھی نہ دولت تھی اور نہ حکومت۔ فرعون نے ایک روز قوم کے سامنے خطاب کرتے ہوئے دونوں کی حیثیت کا موازنہ کیا اور کہا کہ کیا یہ مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے، کیا میں نے اس ملک کو خوش حال نہیں بنایا؟ یہ بہتی ہوئی نہریں جنھوں نے اس ملک میں سبز انقلاب برپا کر دیا ہے ملک کو خوش حالی دی ہے، کیا میری بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ یہ ترقیات کے کام جو تم دیکھ رہے ہو کیا میرے اور میرے خاندان کے کئے ہوئے نہیں ہیں۔ کیا تمہیں یہ سب نظر نہیں آتا۔؟

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ

أَمْ أَنَا	خَيْرٌ	مِّنْ هَٰذَا	الَّذِي	هُوَ	مَهِينٌ
کیا بلکہ میں	بہتر	اس سے	وہ جو	وہ	کم قدر

بلکہ میں اس سے بہتر ہوں جو کم قدر ہے۔ اور وہ

وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ

وَلَا يَكَادُ	يُبِينُ	فَلَوْلَا	أُلْقِيَ	عَلَيْهِ
اور وہ معلوم نہیں ہوتا	صاف گفتگو کرتا	تو کیوں نہ	ڈالے گئے	اس پر

معلوم نہیں ہوتا صاف گفتگو کرتا۔ تو اس پر سونے کے کنگن کیوں

أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾

أَسْوِرَةٌ	مِّن ذَهَبٍ	أَوْ جَاءَ	مَعَهُ	الْمَلَائِكَةُ	مُقْتَرِنِينَ
کنگن	سونے کے	یا آئے	اس کے ساتھ	فرشتے	پرا باندھ کر

نہ ڈالے گئے؟ یا اس کے ساتھ فرشتے (کیوں نہ) آئے پرا باندھ کر

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾

فَاسْتَخَفَّ	قَوْمَهُ	فَأَطَاعُوهُ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	قَوْمًا	فَاسِقِينَ
پس اس نے بے عقل کردیا	اپنی قوم	تو انھوں نے اس کی اطاعت کی	بیشک وہ	تھے	لوگ	نافرمان

پس اس نے اپنی قوم کو بے عقل کردیا تو انھوں نے اس کی اطاعت کی بیشک وہ نافرمان لوگ تھے۔

﴿٥٢﴾ أَمْ تُبْصِرُونَ وَحِينَئِذٍ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ
هَٰذَا أَيْ مُوسَىٰ الَّذِي هُوَ
مَهِينٌ ۙ ضَعِيفٌ حَقِيرٌ وَلَا يَكَادُ
يُبِينُ ○ يُظْهِرُ كَلَامَهُ لِلُثْغَتِهِ
بِالْجَمْرَةِ الَّتِي تَنَاوَلَهَا فِي صِغَرِهِ
﴿٥٣﴾ فَلَوْلَا هَلَّا أُلْقِيَ عَلَيْهِ إِنْ
كَانَ صَادِقًا أَسَاوِرُ مِنْ
ذَهَبٍ جَمْعُ أَسْوِرَةٍ كَأَغْرِبَةٍ
جَمْعُ سِوَارٍ كَعَادَتِهِمْ فِيمَا يُسَوِّدُونَهُ

﴿٥٢﴾ یا دیکھتے ہو۔ اگر دیکھتے ہو تو ظاہر ہے کہ میں بہتر ہوں موسیٰ سے جو
ضعیف وحقیر ہے
اور اپنی بات بھی ظاہر نہیں کرسکتا یعنی بہ سبب لکنت کے
جو پیش آئی تھی موسیٰ کو منہ میں چنگاری آگ کی رکھنے سے چھوٹی
عمر میں۔
﴿٥٣﴾ سو اگر وہ سچا ہے تو اس کو سونے کے کنگن کیوں نہ پہنائے گئے
یہ کلمہ اس نے ان لوگوں کی عادت کے موافق کہا کہ ان
میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کو سردار بناتے تھے تو اس کو
سونے کے کنگن پہناتے تھے اور اس کے گلے میں سونے کے

اَنْ یُّلْبِسُوْہُ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَہَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مُقْتَرِنِیْنَ ○ مُتَتَابِعِیْن یَشْہَدُوْنَ بِصِدْقِہٖ

ہار ڈالتے تھے۔ یا آتے اس کے ساتھ فرشتے ان کی متابعت میں پرا باندھ کر تاکہ ان کی سچائی کی گواہی دیں۔

(۵۴) فَاسْتَخَفَّ اسْتَفَزَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَہٗ فَاَطَاعُوْہُ فِیْمَا یُرِیْدُ مِنْ تَکْذِیْبِ مُوْسٰی اِنَّہُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ○

(۵۴) پس کم عقل پایا فرعون نے اپنی قوم کو کہ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور موسیٰ کی تکذیب کے لئے اس کا کہا مان لیا۔ وہ فاسق قوم تو تھے ہی۔

تشریح

(۵۲) بتاؤ میں بہتر ہوں یا یہ حقیر انسان جو الجھی الجھی باتیں کرتا ہے | ایک طرف میں اور میرا خاندان ہے جس نے تمہارے لئے اور ملک کی خوش حالی کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ آج مصر کا مقام آس پاس کے ملکوں میں بھی نمایاں ہے۔ دوسری طرف یہ معمولی سا ذلیل و حقیر انسان ہے جس کے پاس نہ حکومت و عزت ہے نہ دولت ہے نہ کوئی ظاہری کمال ہے۔ معلوم نہیں کیا الجھی الجھی باتیں کرتا ہے۔ کیا اس کا مدعا ہے، کیا اس کا مقصد ہے؟

(۵۳) یہ کیسا پیغمبر ہے کہ اس میں سفیروں والی شان و شوکت نہیں ہے | پرانے زمانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کسی علاقے کی گورنری یا کسی غیر ملک کے لئے بادشاہ کا سفیر مقرر کیا جاتا تھا تو بادشاہ کی طرف سے اس کو خلعت عطا ہوتا تھا جس میں سونے کے کنگن بھی ہوتے تھے اور اس کے ساتھ سپاہیوں چوبداروں اور نوکروں کا ایک دستہ ہوتا تھا تاکہ اس کی شان و شوکت کا اظہار ہو۔ خود فرعون بھی سونے اور جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس کو وزیر بناتا تھا اس کو سونے کے کنگن پہناتا تھا اور اس کے سامنے فوج صف باندھ کر کھڑی ہوتی تھی۔ اس بات کو سامنے رکھ کر فرعون نے کہا کہ اگر موسیٰ اللہ کا پیغمبر اور سفیر ہے تو کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں کیوں نہیں آیا جس سے معلوم ہوتا کہ یہ واقعی سفیر ہے اور اس کا رعب قائم ہوتا۔

گویا ان کے نزدیک ظاہری شان و شوکت ہی سب کچھ تھی جس سے لوگ مرعوب ہو جائیں کردار کی عظمت اور ان کی صداقت اور وہ نشانیاں جو اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے قابل توجہ نہ تھیں۔

(۵۴) اس نے اپنی قوم کو بے وقوف سمجھا اور وہ تھے بھی ایسے ہی | اس نے اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰ کے پیغمبر ہونے کی جو دلیلیں دیں وہ اتنی سطحی تھیں کہ ان کی حقیقت کو ہر شخص معمولی غور و فکر سے سمجھ سکتا تھا کہ ان میں فریب مکر اور دغا کے سوا کچھ نہیں ہے مگر اس نے یہ سمجھا کہ یہ بے ضمیر اور بزدل لوگ۔ ان کو میں جدھر چاہوں ہنکا سکتا ہوں۔ یہ میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔ اور یہی ہوا بھی کہ انھوں نے فرعون کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ ان میں اتنی ہمت اور بے داری نہیں تھی کہ وہ سچائی کا ساتھ دیں۔ وہ بنیادی طور پر خود بھی نالائق اور فاسق تھے۔ ایسے لوگوں کے سامنے صرف ان کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ وہ ہر ظالم کا ساتھ دینے، ہر جبار کے سامنے سر جھکانے، ہر باطل کو قبول کرنے اور ہر سچی آواز کو دبانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ لا

اجمعین	فاغرقنہم	منہم	انتقمنا	اسفونا	فلما
سب	پس ہم نے غرق کردیا انہیں	ان سے	ہم نے انتقام لیا	انھوں نے غصہ دلایا ہمیں	پھر جب

پھر جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو ہم نے غرق کر دیا

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ ع

ع ۵ / ۱۱

للاخرین	ومثلا	سلفا	فجعلنہم
بعد میں آنے والے	اور مثال (داستان)	پیش رو (گئے گزرے)	تو ہم نے کر دیا انھیں

تو ہم نے انھیں گئے گزرے کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک داستان۔

﴿۵۵﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا اَغْضَبُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
﴿۵۶﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا جَمْعُ سَالِفٍ كَخَادِمٍ وَّخَدَمٍ اَيْ سَابِقِيْنَ عِبْرَةً وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ بَعْدَهُمْ يَتَمَثَّلُوْنَ بِحَالِهِمْ فَلَا يُقْدِمُوْنَ عَلٰى مِثْلِ اَفْعَالِهِمْ

﴿۵۵﴾ پس جس وقت انھوں نے ہم کو غصہ اور غضب دلایا ہم نے ان سے بدلا لیا۔ سو غرق کر دیا ہم نے ان سب کو۔
﴿۵۶﴾ پھر کر دیا ہم نے ان کو عبرت اور مثال واسطے پچھلوں کے کہ وہ ان کے حال سے عبرت پکڑیں اور ویسے افعال نہ کریں جو وہ کرتے تھے۔

تشریح

﴿۵۵﴾ مُردہ ضمیر لوگوں پر خدا کا غضب | آخر ان مردہ ضمیر لوگوں پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام بڑا دردناک تھا۔ پوری کی پوری قوم مع لاؤ لشکر کے سمندر میں غرق ہو گئی اور بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نمونۂ عبرت بنا دیا۔ نور و ظلمت فرعون و موسیٰ کی یہ داستان تاریخ کے سینے پر عبرت کا ایسا نشان ہے جن سے آنے والی نسلیں نصیحت حاصل کرتی رہیں۔

﴿۵۶﴾ نمونۂ عبرت | یہ واقعہ صرف ایک قوم کا ہی نہیں بلکہ آنے والے ہر زمانے میں ہر فرعون کو اور فرعونیوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے لئے ایک موسیٰ بھی بھیجا ہے۔ یہ دنیا ظلم پر قائم نہیں ہے اور ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں ہے۔ اللہ نے اس کائنات کا نظام حق و انصاف پر بنایا ہے۔ حق و باطل کی کش مکش بھی اللہ کی حکمت کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موقع دیتے ہیں، ڈھیل دیتے ہیں، سنبھلنے کے لئے مہلت دیتے ہیں اور آخر رسّی کھینچ لی جاتی ہے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿۵۷﴾

يَصِدُّونَ	مِنْهُ	قَوْمُكَ	إِذَا	مَثَلًا	ابْنُ مَرْيَمَ	ضُرِبَ	وَلَمَّا
(خوشی سے) چلانے لگتے ہیں۔	اس سے	تمہاری قوم	یکایک	مثال	عیسیٰ ابن مریم	بیان کی گئی	اور جب

اور جب عیسیٰؑ ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو یکایک تمہاری قوم اس سے خوشی کے مارے چلانے لگی۔

﴿۵۷﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ جُعِلَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا حِيْنَ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالٰى "إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ رَضِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ اٰلِهَتُنَا مَعَ عِيْسٰى لِأَنَّهُ عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِذَا قَوْمُكَ الْمُشْرِكُوْنَ مِنْهُ مِنَ الْمَثَلِ يَصِدُّوْنَ ○ يَضِجُّوْنَ فَرَحًا بِمَا سَمِعُوْهُ

﴿۵۷﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ

اور جس وقت عیسیٰؑ مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی یعنی یہ آیت نازل ہوئی " انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم " تو مشرکوں نے کہا کہ ہم خوش ہیں اس سے کہ ہمارا معبود عیسیٰ کے ساتھ ہو۔ کیونکہ عیسیٰ کی بھی پرستش ہوئی ہے اس کو سن کر تیری قوم کے مشرک خوش ہوتے تھے اور شور کرتے تھے۔

تشریح

﴿۵۷﴾ **حضرت عیسیٰ کے ذکر پر شور و غل** حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورۂ انبیاء کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ
(آیت ۹۸ رکوع ۷ پارہ ۱۷)
(بے شک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔)

اس پر ایک شخص جس کا نام " عبداللہ بن الزبعری " تھا اس نے اعتراض کیا کہ اس طرح تو صرف ہمارے معبود ہی نہیں بلکہ مسیح، عُزیر اور ملائکہ بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نَعَمْ كُلُّ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْبَدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهُ۔ (ہاں ہر وہ شخص جس نے پسند کیا کہ اس کی بندگی کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے اس کی بندگی کی۔)

اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے خلقِ خدا کو خدا پرستی کی تعلیم دی تھی ان کے جہنم میں جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس شرک کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ

لَكَ	مَا ضَرَبُوْهُ	اَمْ هُوَ	خَيْرٌ	ءَاٰلِهَتُنَا	وَقَالُوْٓا
تمہارے لئے	نہیں وہ بیان کرتے اس کو	یا وہ	بہتر	کیا ہمارے معبود	اور وہ بولے

وہ بولے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں؟ یا وہ (عیسیٰ ابن مریم) وہ اس کو تمہارے لئے

اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾

	خَصِمُوْنَ	قَوْمٌ	بَلْ هُمْ	اِلَّا + جَدَلًا
	جھگڑالو	لوگ	بلکہ وہ	مگر صرف جھگڑنے کو

صرف جھگڑنے کو بیان کرتے ہیں بلکہ وہ تو ہیں ہی جھگڑالو۔

﴿۵۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ اَیْ عِیْسٰی فَنَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ اٰلِهَتُنَا مَعَهٗ مَا ضَرَبُوْهُ اَیِ الْمَثَلَ لَكَ اِلَّا جَدَلًا خُصُوْمَةً بِالْبَاطِلِ لِعِلْمِهِمْ اَنَّ مَا لِغَیْرِ الْعَاقِلِ فَلَا یَتَنَاوَلُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ شَدِیْدُ الْخُصُوْمَةِ

﴿۵۸﴾ اور کہتے تھے کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ یعنی ظاہر ہے کہ عیسیٰ اچھا ہے۔ پس ہم راضی ہیں اس سے کہ ہمارے معبود عیسیٰ کے ساتھ ہوں۔ یہ مثال ان کافروں نے محض جھگڑا کرنے کو بیان کی کہ ان کو ناحق کا جھگڑا مقصود ہے۔ ورنہ وہ خود اس کو جانتے ہیں کہ مَآ غیر ذوی العقول کے لئے ہے عیسیٰ علیہ السلام اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بلکہ وہ ایک قوم ہے بہت جھگڑنے والے۔

تشریح

﴿۵۸﴾ جھگڑالو مزاج | نبی ﷺ نے اسی سورت سورۂ زخرف کی گزری ہوئی آیت (آیت ۴۵) تلاوت فرمائی۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ○

(تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کئے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے۔) اس پر مذکورہ شخص عبداللہ بن الزبعری نے اعتراض کیا کہ عیسائی مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا قرار دیکر اس کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں پھر ہمارے معبود کیا برے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ مثال جھگڑالو مزاج کی ہے ورنہ حضرت عیسیٰ نے کب کہا تھا کہ میری عبادت کی جائے ان کی تعلیم تو یہی تھی کہ ایک اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ

إِنْ	هُوَ	إِلَّا	عَبْدٌ	أَنْعَمْنَا	عَلَيْهِ	وَ	جَعَلْنٰهُ
نہیں	وہ (عیسیٰ)	صرف	ایک بندہ	ہم نے انعام کیا	اس پر	اور	ہم نے بنایا اس کو

عیسیٰ ؑ صرف ایک بندے ہیں ہم نے انعام کیا ان پر اور ہم نے انھیں

مَثَلًا لِّبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾

مَثَلًا	لِّبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ
ایک مثال	بنی اسرائیل کے لئے

بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنایا۔

﴿٥٩﴾ إِنْ هُوَ مَا عِيْسٰى إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ بِالنُّبُوَّةِ وَجَعَلْنٰهُ لِوُجُوْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَبٍ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ○ أَيْ كَالْمَثَلِ لِغَرَابَتِهٖ يُسْتَدَلُّ بِهٖ عَلٰى قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا يَشَآءُ

﴿۵۹﴾ عیسیٰ محض ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس کو نعمت پیغمبری کی دی اور اس کو بدون باپ کے پیدا کرکے ایک عجیب وغریب مثال بنی اسرائیل کے لئے ظاہر کی جس سے دلیل پکڑی جاوے اس امر پر کہ اللہ کو قدرت ہے جو چاہے پیدا کرے۔

تشریح

﴿۵۹﴾ **حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کی قدرت کا نمونہ تھے** حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا بنانا اور ان کی عبادت کرنا صرف اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کو اپنی قدرت کے نمونے کے طور پر بغیر باپ کے پیدا کیا تھا۔ ایک جاہلانہ حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کو بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا، حضرت عیسیٰ ؑ کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ وہ اللہ کے ایک بندے تھے اللہ نے ان کو بہت سے معجزے عطا کئے تھے اور معجزے بھی ایسے تھے جو نہ حضرت مسیح سے پہلے کسی کو دئے گئے اور نہ حضرت مسیح کے بعد کسی کو دیئے گئے۔ وہ مٹی کا پرندہ بناتے اور اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے جیتا جاگتا پرندہ بن جاتا۔ حضرت ابن مریم اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو بینا کردیتے تھے۔ اللہ نے ان کو ایسی مسیحائی عطا کی تھی کہ کوڑھ کے مریض کو تندرست کردیتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سانس میں زندگی کی لہر عطا کی تھی کہ وہ مرے ہوئے کو زندہ کردیتے تھے۔ ان غیر معمولی واقعات اور معجزات اور ان کی پیدائش کے غیر معمولی واقعہ کو سامنے رکھ کر ان کو خدا کا بیٹا قرار دینا اور ان کو بندے سے زیادہ حیثیت دے کر معبود کا مقام دینا گویا اللہ تبارک وتعالیٰ پر تہمت رکھنا ہے۔ یہ اللہ کا عطیہ اور قدرت ہے وہ جس کو چاہے عطا کرسکتے ہیں۔ بس ان کی حیثیت اتنی ہی تھی کہ وہ اللہ کے ایک بندے تھے جن پر اللہ نے اپنے انعامات عطا فرمائے اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا وہ بھی ایک بندے تھے اور اللہ کے رسول تھے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ

وَلَوْ نَشَآءُ	لَجَعَلْنَا	مِنْكُمْ	مَّلٰٓئِكَةً	فِى	الْاَرْضِ
اور اگر ہم چاہتے	البتہ ہم کرتے	تم میں سے	فرشتے	میں	زمین

اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے پیدا کرتے زمین میں۔ وہ

يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ

يَخْلُفُوْنَ	وَاِنَّهٗ	لَعِلْمٌ	لِّلسَّاعَةِ	فَلَا تَمْتَرُنَّ
وہ (تمہارے) جانشین ہوتے	اور بیشک وہ	ایک نشانی	قیامت کی	تو ہرگز شک نہ کرو تم

تمہارے جانشین ہوتے اور بیشک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں تو تم ہرگز اس میں شک

بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ

بِهَا	وَاتَّبِعُوْنِ	هٰذَا	صِرَاطٌ	مُّسْتَقِيْمٌ	وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ
اس میں	اور میری پیروی کرو	یہ	راستہ	سیدھا	اور روک نہ دے تمہیں

نہ کرو اور میری پیروی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور شیطان تمہیں روک

الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا

الشَّيْطٰنُ	اِنَّهٗ	لَكُمْ	عَدُوٌّ	مُّبِيْنٌ	وَلَمَّا
شیطان	بیشک وہ	تمہارا	دشمن	کھلا	اور جب

نہ دے۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب

جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

جَآءَ	عِيْسٰى	بِالْبَيِّنٰتِ	قَالَ	قَدْ جِئْتُكُمْ	بِالْحِكْمَةِ
آئے	عیسیٰ	کھلی نشانیوں کے ساتھ	اس نے کہا	تحقیق میں آیا ہوں تمہارے پاس	حکمت کے ساتھ

عیسیٰ ؑ آئے کھلی نشانیوں کے ساتھ، تو انھوں نے کہا تحقیق میں تمہارے پاس حکمت کے ساتھ آیا

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ تَخْتَلِفُوْنَ

وَلِاُبَيِّنَ	لَكُمْ	بَعْضَ	الَّذِىْ	تَخْتَلِفُوْنَ
اور اس لئے کہ بیان کردوں	تمہارے لئے	بعض	وہ جو کہ	تم اختلاف کرتے ہو

ہوں اور اس لئے کہ میں تمہارے لئے وہ بعض باتیں بیان کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو

فِيهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۝۶۳

فِيهِ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَأَطِيعُونِ
اس میں	سو ڈرو	اللہ	اور میری اطاعت کرو

سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

۶۰ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ
بَدَلَكُمْ مَلَائِكَةً فِي
الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝
بِأَنْ نُهْلِكَكُمْ

۶۰ اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری عوض فرشتے پیدا کرتے زمین میں کہ وہ تمہاری جگہ ہوتے۔ اور تم کو ہلاک کر دیتے۔

۶۱ وَإِنَّهُ أَيْ عِيسَىٰ لَعِلْمٌ
لِلسَّاعَةِ تُعْلَمُ بِنُزُولِهِ
فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا حُذِفَ مِنْهُ
نُونُ الرَّفْعِ لِلْجَزْمِ وَوَاوُ
الضَّمِيرِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ تَشُكُّنَّ
فِيهَا وَقُلْ لَهُمْ اتَّبِعُونِ
عَلَى التَّوْحِيدِ هَٰذَا الَّذِي
آمُرُكُمْ بِهِ صِرَاطٌ طَرِيقٌ
مُسْتَقِيمٌ ۝

۶۱ اور بیشک عیسیٰ علامت ہے قیامت کی کہ اس کے اترنے سے قیامت کا آنا معلوم ہوگا۔ سو تم اس میں شک نہ کرو۔

اور اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ میری پیروی کرو توحید کے اقرار میں۔ یہ جو میں تم کو حکم کرتا ہوں ٹھیک راستہ ہے۔

۶۲ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ يَصْرِفَنَّكُمْ
عَنْ دِينِ اللّٰهِ الشَّيْطَانُ ۚ
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝
بَيِّنُ الْعَدَاوَةِ

۶۲ اور تم کو اللہ کے دین سے شیطان نہ روکے بیشک وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

۶۳ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ
بِالْمُعْجِزَاتِ وَالشَّرَائِعِ
قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ
بِالنُّبُوَّةِ وَشَرَائِعِ الْإِنْجِيلِ
وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ
مِنْ أَحْكَامِ التَّوْرَاةِ مِنَ

۶۳ اور جب کہ لایا عیسیٰ معجزے اور احکام شریعت کے۔ کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس نبوۃ اور انجیل کے مسائل لایا ہوں۔

اور تاکہ میں تمہارے لئے بیان کر دوں بعض ان احکام توریت کو کہ جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ مراد ان بعض سے دین کے احکام ہیں۔

اَمْرِ الَّذِیْ بَیْنَ وَعَشِیْرِہٖ
فَبَیَّنَ لَهُمْ اَمْرَ الَّذِیْنَ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ○

سو عیسیٰ نے ان سے بیان کر دیئے باقی دین کے سوا اور امور میں جو وہ اختلاف کرتے تھے اس سے کچھ غرض نہ کیا کہ اس سے کوئی غرض دینی متعلق نہ تھی سو تم ڈرو اللہ سے اور میری فرماں برداری کرو۔

تشریح

(۶۰) وہ پاکیزہ طینت، فرشتہ صفت تھے۔ ہم چاہیں تو تم میں بھی فرشتے پیدا کر سکتے ہیں۔ | یہ بات کہ حضرت عیسیٰ میں فرشتوں کے آثار یا ان جیسی صفات تھیں ان کو عبدیت اور بندہ ہونے کے دائرے سے باہر نہیں لے جاتی۔ ہمیں یہ بھی قدرت ہے کہ تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں یا تم میں سے بعض کو فرشتہ بنا دیں یا تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں جو فرشتہ صفت ہوں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں کو لاکر زمین پر آباد کر دیں ہمیں سب قدرت حاصل ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ میں فرشتوں جیسی صفات رکھ دیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔؟

(۶۱) حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں | دراصل حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی اور قیامت کے علم کا ایک ذریعہ ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مع بدن کے زندہ آسمانوں میں اٹھا لیا ہے اور جب وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو قرب قیامت ہوگا۔ اور وہ قیامت کی نشانی اس طرح ہیں کہ جو خدا باپ کے بغیر بچہ پیدا کرسکتا ہے اور جس خدا کا ایک بندہ مٹی کے پتلے میں جان ڈال سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کرسکتا ہے اس خدا کے لئے تم یہ بات کیوں کر ناممکن سمجھتے ہو کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ لہذا پیغمبر کی بات میں شک نہ کرو اور جو دعوت وہ پیش کر رہے ہیں اس کو مانو۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھنا ہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے۔

(۶۲) شیطان تمہیں اس راہ سے روک نہ دے | آخرت اور روز قیامت پر ایمان جو انسان کے لئے سیدھا اور صحیح راستہ ہے کہیں شیطان طرح طرح کے وسوسے اور خیالات پیدا کرکے اس پر ایمان لانے سے روک نہ دے اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اور تمہیں راہ ہدایت سے ہٹانا چاہتا ہے۔

(۶۳) حضرت عیسیٰؑ شریعت موسوی کا اختلاف دور کرنے کے لئے تشریف لائے تھے | حضرت عیسیٰؑ نبوت کی صریح نشانیاں اور معجزات لے کر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس دانائی اور حکمت کی پختہ باتیں لے کر آیا ہوں اور دین کی وہ باتیں لے کر آیا ہوں جس سے شریعتِ موسوی کا اختلاف ختم ہو جائے۔ ان پر بعض باتوں کی حقیقت کھول دوں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو کہ وہ حقیقت میں شریعت میں نہیں تھیں مگر لوگوں نے ان کو داخل شریعت کر لیا جیسا کہ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوا کہ:۔

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ (آیت ۵۰)

(اور اس لئے آیا کہ تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔)

یعنی تمہارے جہلا کے توہمات تمہارے فقیہوں کی قانونی موشگافیاں، تمہارے رہبانیت پسند لوگوں کے تشددات اور غیر مسلم قوموں کے غلبے اور تسلط کی بدولت تمہارے یہاں اصل شریعت الٰہی پر جن قیود کا اضافہ ہو گیا ہے میں ان کو منسوخ کروں گا اور تمہارے لئے وہی چیزیں حلال اور وہی حرام قرار دوں گا جنہیں اللہ نے حلال یا حرام کیا ہے۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اس لئے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اللہ کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا

إِنَّ اللّٰهَ	هُوَ	رَبِّيْ	وَرَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوْهُ	هٰذَا
بیشک اللہ	وہ	میرا رب	اور تمہارا رب	سو تم اس کی عبادت کرو	یہ

بیشک اللہ ہی ہے میرا رب اور تمہارا رب سو تم اس کی عبادت کرو۔ یہ

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ

صِرَاطٌ	مُّسْتَقِيْمٌ	فَاخْتَلَفَ	الْأَحْزَابُ	مِنْ +
راستہ	سیدھا	پھر اختلاف ڈال لیا	گروہ (جمع)	آپس +

راستہ ہے سیدھا۔ پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف ڈال لیا

بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ

بَيْنِهِمْ	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْ + عَذَابِ
میں	سو خرابی	ان لوگوں کے لئے	جنھوں نے ظلم کیا	عذاب

سو ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جنھوں نے ظلم کیا عذاب سے

يَوْمٍ أَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ

يَوْمٍ + أَلِيْمٍ	هَلْ	يَنْظُرُوْنَ	إِلَّا	السَّاعَةَ	أَنْ
دکھ دینے والا دن	کیا	وہ انتظار کرتے ہیں	صرف	قیامت	کہ

دکھ دینے والے دن کے۔ کیا وہ صرف قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ

تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾

تَأْتِيَهُمْ	بَغْتَةً	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ	
وہ ان پر آجائے	اچانک	اور وہ	شعور نہ رکھتے ہوں۔	

وہ ان پر اچانک آجائے اور وہ شعور (خبر بھی) نہ رکھتے ہوں۔

﴿٦٤﴾ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا
صِرَاطٌ طَرِيْقٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

﴿٦٤﴾ بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی پرستش
کرو۔ یہ راستہ سیدھا ہے۔

۶۵ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فِیْ عِیْسٰی اَھُوَ اللّٰہُ اَوْ اِبْنُ اللّٰہِ اَوْ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ فَوَیْلٌ کَلِمَةُ عَذَابٍ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا کَفَرُوْا بِمَا قَالُوْہُ فِیْ عِیْسٰی مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ○ مُؤْلِمٍ

۶۵ پس اختلاف کیا عیسیٰ میں چند گروہ نے باہم کہ آیا عیسیٰ اللہ ہے یا اللہ کا بیٹا یا تین معبودوں میں سے ایک معبود۔
سو خرابی ہے ان کے لئے جو کافر ہوئے بسبب اس قول کے جو انھوں نے عیسیٰ کے بارے میں کہا عذاب روزِ دردناک سے۔

۶۶ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اَیْ کُفَّارِ مَکَّةَ اَیْ مَا یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ بَغْتَةً فُجَاءَةً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ بِوَقْتِ مَجِیْئِهَا قَبْلَهٗ

۶۶ نہیں منتظر ہیں کفارِ مکہ مگر قیامت کے کہ وہ ناگاہ ان پر آ پہنچے گی اور ان کو پہلے سے اس کے آنے کی خبر نہ ہو گی۔

تشریح

۶۴ حضرت مسیحؑ نے خالص توحید کی دعوت دی | حضرت مسیحؑ نے بڑی صفائی اور وضاحت کے ساتھ خدائے واحد کے ربوبیت اور اس کے معبود ہونے کو بیان فرمایا اور اسی توحید اور رسول کی اطاعت کو صراطِ مستقیم قرار دیا۔ آپ نے کہیں نہیں کہا کہ "میں خدا ہوں، یا خدا کا بیٹا ہوں" کہیں آپ نے اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی بلکہ آپ کی تعلیم اور دعوت وہی تھی جس کی تمام انبیاء دعوت دیتے رہے ہیں اور جس کی طرف محمدؐ بلا رہے ہیں۔

۶۵ واضح تعلیم کے باوجود اختلاف اور گروہ بندی | حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم اور آپ کی دعوت بالکل بے غبار صاف اور واضح تو حید خالص کی تھی۔ آپ نے بنی اسرائیل کو خدائے واحد کی بندگی کی دعوت دی مگر اس کے باوجود مختلف گروہوں اور جماعتوں نے حضرت مسیحؑ کے بارے میں اختلاف کیا۔ ایک گروہ اس حد تک مخالفت پر تل گیا کہ ان پر ناجائز ولادت کی تہمت لگائی اور اپنے خیال میں ان کو سولی پر چڑھوا دیا۔

دوسرے گروہ نے عقیدت میں غلو کیا اور ان کو خدا بنا بیٹھا۔ پھر ایک انسان کے خدا ہونے کا مسئلہ ایسی گتھی بن گیا جس کو سلجھاتے سلجھاتے بے شمار فرقے بن گئے۔ ان لوگوں کے لئے تباہی ہے جنھوں نے حضرت مسیح کی اصل تعلیم کو چھوڑ کر کہیں ان کو خدا کا بیٹا کہیں تین خداؤں میں سے ایک خدا بنا ڈالا۔ انھوں نے ظلم کیا وہ دردناک عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے۔

۶۶ کیا یہ لوگ قیامت کے منتظر ہیں؟ | حضرت عیسیٰؑ کی اتنی واضح تعلیم اور ہدایت کے باوجود جو لوگ ان کی بات نہیں مانتے سمجھ میں نہیں آتا وہ کس بات کے منتظر ہیں۔ ان کے حالات کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ جب اچانک قیامت ان کے سر پر آ کھڑی ہو گی تبھی وہ سچائی کو مانیں گے مگر اس وقت کا ماننا کچھ کام نہ آئے گا۔

ع ۱۲

اَلْاَخِلَّاۤءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۷﴾ ع

اَلْاَخِلَّاۤءُ	یَوْمَئِذٍ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	عَدُوٌّ	اِلَّا	الْمُتَّقِیْنَ
تمام دوست	اس دن	ان کے بعض (دوسرے)	بعض کے (ایک)	دشمن	سوا	پرہیزگاروں

پرہیزگاروں کے سوا اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ ج

یٰعِبَادِ	لَاخَوْفٌ	عَلَیْكُمُ	الْیَوْمَ	وَلَاۤ اَنْتُمْ	تَحْزَنُوْنَ
اے میرے بندو	کوئی خوف نہیں	تم پر	آج	اور نہ تم	غمگین ہوگے

اے میرے بندو تم پر کوئی خوف نہیں آج کے دن اور نہ تم غمگین ہوگے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ ج اُدْخُلُوا

اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	بِاٰیٰتِنَا	وَكَانُوْا	مُسْلِمِیْنَ	اُدْخُلُوْا
جو لوگ	ایمان لائے	ہماری آیات پر	اور وہ تھے	(جمع) مسلم	تم داخل ہوجاؤ

جو لوگ ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلم (فرماں بردار) تھے۔ داخل ہوجاؤ

الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾

الْجَنَّةَ	اَنْتُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ	تُحْبَرُوْنَ	
جنت	تم	اور تمہاری بیویاں	تم خوش بخت کئے جاؤگے۔	

تم اور تمہاری بیویاں جنت میں، تم خوش بخت کئے جاؤگے۔

﴿۶۷﴾ اَلْاَخِلَّاۤءُ عَلَى الْمَعْصِیَةِ فِی الدُّنْیَا یَوْمَئِذٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○ اَلْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰهِ عَلٰی طَاعَتِهٖ فَاِنَّهُمْ اَصْدِقَاۤءُ وَیُقَالُ لَهُمْ

﴿۶۸﴾ یَاعِبَادِ لَاخَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○

﴿۶۷﴾ جو لوگ دنیا میں باہم دوست اور گناہوں میں شریک تھے وہ قیامت کے دن ایک دوسرے کا دشمن ہوجاویگا بجز ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے اور اطاعت خداوندی میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں کہ بے شبہ یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے دوست اور محب ہوں گے۔ اور ان سے کہا جاوے گا۔

﴿۶۸﴾ یَاعِبَادِ لَاخَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ الخ

اے میرے بندو تم کو آج کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کوئی رنج وغم پیش آوے گا۔

فیصـــــلـہ

(۶۹) اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (نعت لِعِبَادِیَ) بِاٰیٰتِنَا (القرآن) وَ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ○

(۶۹) وہ بندے جو ایمان لائے میری آیتوں یعنی قرآن پر اور تھے وہ اسلام لانے والے۔

(۷۰) اُدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ اَنۡتُمۡ (مبتدأ) وَ اَزۡوَاجُکُمۡ (زوجاتکم) تُحۡبَرُوۡنَ ○ (تسرون وتکرمون خبر المبتدأ)

(۷۰) داخل ہوجاؤ تم اور تمہاری بیبیاں جنت میں ساتھ تعظیم اور خوشی کے۔

تشریح

(۶۷) قیامت کی ہولناکیاں | صداقت کو تسلیم کرنے کے لئے تم جس روزِ قیامت کے منتظر ہو اس کی ہولناکیوں کا یہ حال ہوگا کہ اس دن صرف وہ تعلق باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں نیکی اور خدا ترسی پر قائم ہیں۔ اور باقی ساری دوستیاں دشمنی میں بدل جائیں گی۔ آج جو لوگ گمراہی اور ظلم و ستم میں ایک دوسرے کے مددگار بنے ہوئے ہیں کل قیامت کے روز وہ پچھتا رہے ہوں گے کہ فلاں سے دوستی کیوں کی تھی اور اس کے اُکسانے سے آج اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا۔ ایک دوسرے پر الزام ڈالنے اور اپنی جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ وہ دن آنے سے پہلے ہی سوچ لینا چاہیئے کہ کون لوگ لائق تعلق ہیں اور کون نہیں۔

(۶۸) اللہ کے نیک بندے بے خوف ہوں گے | قیامت کے دن جب کہ حق کی مخالفت کرنے والے آپس میں دست و گریباں ہوں گے ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔ اللہ کے نیک بندے اس دن بے خوف ہوں گے۔ نہ تو انہیں اپنے گزرے ہوئے وقت اور دنیا چھوڑنے کا غم ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی اللہ کی فرماں برداری میں بسر کی۔ نہ انھیں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی ڈر ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے وعدے پر پورا اطمینان کیا ہے۔ کوئی کام کرنے سے پہلے اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آدمی کو خوف ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ جو میں کرنے جا رہا ہوں وہ ٹھیک ہے یا نہیں لیکن اللہ پر ایمان لانے والوں کو کوئی خوف نہیں ہوتا اس لئے کہ انہیں یقین ہے کہ اللہ کی فرماں برداری میں اور اس کے حکم کی تعمیل میں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ جب ایک چیز کا انجام سامنے آجاتا ہے تو اگر انجام اچھا نہ ہو تو انسان کو غم ہوتا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا اس کا نتیجہ ٹھیک نہ نکلا مگر یہاں اللہ کے نیک بندوں کو اور اس کے فرماں برداروں کو رنج و غم کا بھی کوئی موقعہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے عمل کا جو نتیجہ سامنے آئے گا وہ انتہائی خوش گوار ہوگا۔ اس واسطے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندو آج تمہارے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

(۶۹) اہل ایمان کو دعوت دی جائے گی | جو نتیجہ ان کے سامنے آئے گا وہ کیسا خوش گوار ہوگا کہ اس روز ان لوگوں سے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان لائے اور مطیع و فرماں بردار بن کر رہے تھے ان کو دعوت دی جائے گی۔ کس چیز کی دعوت، اگلی آیت میں اس کا بیان ہے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے دل سے یقین کیا اور دل کے یقین کے ساتھ اللہ کے احکام پر عمل کیا۔ ایمان دل کے یقین اور اسلام عمل سے اس کے اظہار کا نام ہے۔ جیسا کہ حدیثِ جبرئیل میں اس کی تشریح موجود ہے۔

(۷۰) جنت میں داخلے کی دعوت | اہل ایمان کو دعوت دی جائے گی کہ آؤ تم اور تمہاری مومن بیویاں تمہارے مومن ساتھی تمہارے اہل ایمان رفیق جنت میں داخل ہوجاؤ۔ تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔!

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ أَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا

مَا	وَفِيهَا	وَّ أَكْوَابٍ	مِّنْ + ذَهَبٍ	بِصِحَافٍ	عَلَيْهِمْ	يُطَافُ
جو	اور اس میں	اور آبخورے	سونے کی	رکابیاں	ان پر	لئے پھریں گے

ان پر سونے کی رکابیاں اور آبخورے لئے پھریں گے۔ اور اس میں (موجود ہوگا)

تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَ

وَ	خٰلِدُوْنَ	فِيهَا	وَأَنْتُمْ	الْأَعْيُنُ	وَتَلَذُّ	الْأَنْفُسُ	تَشْتَهِيهِ
اور	ہمیشہ رہو گے	اس میں	اور تم	آنکھوں	لذت ہوگی	جی (جمع)	وہ چاہیں گے

جو (ان کے) جی چاہیں گے۔ اور آنکھوں کی لذت (ہوگی) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾

تَعْمَلُوْنَ	بِمَا كُنْتُمْ	أُوْرِثْتُمُوْهَا	الَّتِيْ	الْجَنَّةُ	تِلْكَ
جو تم کرتے۔	اس کے بدلے تھے	تم وارث بنائے گئے اس کے	وہ جس	جنت	یہ

یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ان (اعمال) کے بدلے جو تم کرتے تھے۔

﴿٧١﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ بِقِصَاعٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ أَكْوَابٍ ج جَمْعُ كُوْبٍ وَهُوَ إِنَاءٌ لَا عُرْوَةَ لَهٗ لِيَشْرَبَ الشَّارِبُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ تَلَذُّذًا وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ج نَظَرًا وَأَنْتُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ○

﴿٧٢﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

﴿٧١﴾ ان کے سامنے لائی جائیں گی رکابیاں اور گلاس سونے کے اور وہاں ان کے لئے وہ سامان موجود ہوگا جو ان کی جانوں کو بھلا لگے۔ اور آنکھیں اس کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اور تم تو اے اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہو گے۔

﴿٧٢﴾ اور یہ وہ جنت ہے جو تم کو دی گئی بسبب تمہارے اعمال کے۔

تشریح

﴿٧١﴾ **جنت میں اہل ایمان کا اعزاز** جنت میں اہل ایمان کی کیسی عزت ہوگی کہ اُن کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کریں گے اور وہاں ہر وہ چیز موجود ہوگی جو من کو بھائے اور نگاہوں کو لذت دے جن میں سب سے اعلیٰ دیدار خداوندی ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا تم اب یہاں ہمیشہ رہو گے۔ کبھی تمہیں اس جنت سے نکالا نہ جائے گا۔

﴿٧٢﴾ **اچھے اعمال کا بدلہ جنت** ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جو تم اچھے عمل کرتے رہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس جنت کا وارث بنایا ہے یہ تمہارے باپ آدم کی میراث تھی جو تمہارے اعمال اور اللہ کے فضل سے تمہیں واپس مل گئی ہے۔

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۷۳﴾

تَأْكُلُونَ	مِّنْهَا	كَثِيرَةٌ	فَاكِهَةٌ	فِيهَا	لَكُمْ
تم کھاتے ہو	اس سے	بہت	میوے	اس میں	تمہارے لئے

تمہارے لئے اس میں بہت میوے ہیں ان میں سے تم کھاتے ہو

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿۷۴﴾

خَالِدُونَ	جَهَنَّمَ	عَذَابِ	فِي	الْمُجْرِمِينَ	إِنَّ
ہمیشہ رہیں گے	جہنم	عذاب	میں	مجرم (جمع)	بیشک

بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿۷۵﴾

مُبْلِسُونَ	فِيهِ	وَهُمْ	عَنْهُمْ	لَا يُفَتَّرُ
ناامید پڑے رہیں گے۔	اس میں	اور وہ	ان سے	ہلکا نہ کیا جائے گا

ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید پڑے رہیں گے

﴿۷۳﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا أَیْ
بَعْضِهَا تَأْكُلُونَ ○ وَمَا يُؤْكَلُ
﴿۷۴﴾ يَخْلُفُ بَدَلَهُ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ
فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○
﴿۷۵﴾ لَا يُفَتَّرُ يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ
مُبْلِسُونَ ○ سَكُوتَ يَاسِ

﴿۷۳﴾ تمہارے لئے وہاں بہت سے میوے کھانے کے لئے موجود ہوں گے اور جو میوہ کھایا جاوے گا اس کی جگہ دوسرا میوہ فوراً موجود ہو جاوے گا۔
﴿۷۴﴾ بے شک گنہگار دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔
﴿۷۵﴾ ان سے کبھی عذاب کم نہ ہوگا اور وہ وہاں خاموش ہوں گے بسبب ناامیدی کے۔

تشریح

﴿۷۳﴾ جنت میں میووں کی کثرت | کہا جائے گا کہ یہاں تمہارے لئے ہر قسم کے میوے بکثرت موجود ہیں جنہیں تم چن چن کر کھاتے رہو گے اب یہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

﴿۷۴﴾ مجرم ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے | اہل ایمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ نہایت عزت کا ہوگا وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان کو طرح طرح کی نعمتیں ہمیشہ ملتی رہیں گی قسم قسم کے پھل ان کے کھانے کے لئے بکثرت ہوں گے۔
دوسری طرف وہ مجرم جنھوں نے دنیا میں حق کا انکار کیا باطل کے ہمنوا رہے، اللہ پر ایمان نہیں لائے اور نہ اس کے دین کی صداقت کو تسلیم کیا تو ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

﴿۷۵﴾ اہل باطل کے عذاب میں کبھی کمی نہ ہوگی | نہ ان پر عذاب کسی وقت ہلکا کیا جائے گا اور نہ کبھی ملتوی ہوگا یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا

وَنَادَوْا	الظّٰلِمِيْنَ	هُمُ	كَانُوْا	وَلٰكِنْ	وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ
اور وہ پکاریں گے	ظالم (جمع)	وہ	وہ تھے	اور لیکن (بلکہ)	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ وہی ظالم تھے۔ اور وہ پکاریں گے

يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾

مّٰكِثُوْنَ	اِنَّكُمْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِيَقْضِ + عَلَيْنَا	يٰمٰلِكُ
ہمیشہ رہنے والے	بیشک تم	وہ کہے گا	تیرا رب	اچھا ہو کہ موت کا فیصلہ کردے ہم پر (ہمارا)	اے مالک

اے مالک (داروغہ جہنم) اچھا ہو کہ تیرا رب ہماری موت کا فیصلہ کردے، وہ کہے گا کہ بیشک تم (اسی حال میں) ہمیشہ رہنے والے ہو۔

﴿۷۶﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ○

﴿۷۶﴾ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ولیکن وہی ظالم تھے۔

﴿۷۷﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ هُوَ خَازِنُ النَّارِ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط لِيُمِتْنَا قَالَ بَعْدَ اَلْفِ سَنَةٍ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ○ مُقِيْمُوْنَ فِي الْعَذَابِ دَائِمًا۔

﴿۷۷﴾ اور وہ آواز دیں گے کہ اے مالک (مالک خازن جہنم کا نام ہے) چاہیئے کہ پورا کردے ہم پر تیرا رب۔ یعنی ہم کو موت دیدے ہزار برس کے بعد مالک ان کو جواب دے گا کہ ہمیشہ تو اسی عذاب میں رہو گے۔

تشریح

﴿۷۶﴾ **مجرمین پر اللہ کا یہ عذاب ظلم نہیں ہے** اہل باطل اور مجرمین پر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب اور ہمیشہ ان کا دوزخ میں رہنا ان کے اوپر اللہ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہے بلکہ وہ جرم پر جرم کر کے خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھلائی برائی کے سب پہلو سمجھا دیئے تھے۔ پیغمبروں کو بھیجا گیا انھوں نے کھول کھول کر ہر بات بتائی۔ اللہ کی نشانیاں دکھائیں۔ کوئی معقول عذر ان کے لئے باقی نہیں رہا، حجت تمام ہو گئی مگر اس پر بھی وہ نہ مانے، سمجھ کر ترک دیئے اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ ایسوں کو سزا دی جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے۔ ظالموں کو سزا دینا ظلم نہیں عین انصاف ہے۔

﴿۷۷﴾ **عذاب سے تنگ آکر موت کی تمنا** یہ مجرمین جو عذاب دوزخ میں مبتلا ہوں گے اب نہ ان کا عذاب ہلکا ہو گا نہ ملتوی ہو گا وہ عذاب سے تنگ آکر دوزخ کے داروغہ سے کہیں گے کہ تمہارا رب ہمارا کام تمام ہی کردے تو اچھا ہے۔ وہ عذاب سے تنگ آکر موت کی تمنا کریں گے۔ داروغۂ دوزخ جواب دے گا کہ تم یوں ہی پڑے رہو گے تمہیں کبھی موت نہ آئے گی۔

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

لِلْحَقِّ	اَكْثَرَكُمْ	وَلٰكِنَّ	بِالْحَقِّ	لَقَدْ جِئْنٰكُمْ
حق سے۔ کو	تم میں سے اکثر	لیکن	حق کے ساتھ	تحقیق ہم آئے تمہارے پاس

تحقیق ہم تمہارے پاس حق کے ساتھ آئے لیکن تم میں سے اکثر حق کو نا پسند کرنے

كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿٧٩﴾

مُبْرِمُوْنَ	فَاِنَّا	اَمْرًا	اَبْرَمُوْٓا	اَمْ	كٰرِهُوْنَ
ٹھہرانے والے	تو بیشک ہم	کوئی بات	انھوں نے ٹھہرالی	کیا	ناپسند کرنے والے

والے تھے۔ کیا انھوں نے کوئی بات ٹھہرالی ہے تو بیشک ہم (بھی) ٹھہرانے والے ہیں۔

﴿٧٨﴾ قَالَ تَعَالٰى لَقَدْ جِئْنٰكُمْ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ بِالْحَقِّ عَلٰى لِسَانِ الرُّسُلِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝

﴿٧٩﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ اَحْكَمُوْٓا اَمْرًا فِیْ كَیْدِ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ مُحْكِمُوْنَ كَیْدَنَا فِیْ اِهْلَاكِهِمْ

﴿٧٨﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے اہل مکہ ہم تمہارے پاس حق لائے پیغمبروں کی زبان پر ولیکن اکثر مکہ والے حق کو برا سمجھنے والے ہیں۔

﴿٧٩﴾ آیا کفار مکہ نے محمدؐ کے ساتھ مکر کرنے میں کوئی بات پختہ کی ہے سو ہم ان کے ہلاک کرنے میں اپنا مکر پختہ کرنے والے ہیں۔

تشریح

﴿٧٨﴾ **حق تمہارے پاس پہونچا مگر وہ تمہیں بُرا لگتا تھا** یاد کرو دنیا کی زندگی میں حقیقت کھول کر رکھ دی گئی تھی، سچائی تمہارے سامنے تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ سچائی سے چڑتے تھے، حق ان کو ناگوار ہوتا تھا۔ اندھوں کی طرح غلط لوگوں کے پیچھے لگ گئے آج جو تمہیں سزا مل رہی ہے وہ تمہارے انہی گناہوں کی سزا ہے اس وقت تمہاری آنکھیں کیوں نہ کھلیں۔ دنیا کے معاملات میں تم بڑے ہوشیار تھے لیکن زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں تم ناکام ثابت ہوئے۔

﴿٧٩﴾ **نبیؐ کے مخالفین کا فیصلہ** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے تھے مگر ان کے مخالفین پوری پوری مخالفت پر آمادہ تھے ہر دن ایک نیا منصوبہ بناتے تھے کہ کس طرح اللہ کے دین کو شکست دی جائے اور اللہ کے نبی کو نیچا دکھایا جائے۔ ایک مرتبہ انھوں نے مشورہ کیا کہ اب جو بھی حضرت محمدؐ پر اور اللہ کے اس دین پر ایمان لائے اس کے رشتہ دار اس کو ماریں اور اس کو دین سے پھیریں اس کو مجبور کریں کہ وہ اپنے آبائی دین پر واپس آئے۔ دوسرے یہ کہ جو بھی اجنبی شخص باہر سے آئے اس کو پہلے ہی بتا دیا جائے کہ وہ محمد سے نہ ملے اور اس شخص سے ہوشیار رہے۔ انھوں نے اپنا یہ منصوبہ تیار کرلیا۔ ان کا فیصلہ کچھ تھا اور اللہ کا فیصلہ کچھ اور ــــ

اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ ان کی تدبیریں ناکام ہوں گی اور اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اسی لئے فرمایا کہ کیا ان لوگوں نے کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اچھا تو ہم بھی ایک فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ مخالف رسوا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے پیغمبر کو عزت عطا فرمائیں گے۔

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

لَدَيْهِمْ	وَرُسُلُنَا	بَلَىٰ	وَنَجْوَاهُمْ	سِرَّهُمْ	لَا نَسْمَعُ	أَنَّا	أَمْ يَحْسَبُونَ
ان کے پاس	اور ہمارے فرشتے	ہاں	اوران کی سرگوشیاں	ان کی پوشیدہ باتیں	نہیں سنتے	کہ ہم	کیا وہ گمان کرتے ہیں

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سُنتے ان کی پوشیدہ باتوں اوران کی سرگوشیوں کو۔ ہاں (کیوں نہیں) ہمارے فرشتے ان کے

يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾

الْعَابِدِينَ	أَوَّلُ	فَأَنَا	وَلَدٌ	لِلرَّحْمَٰنِ	إِنْ + كَانَ	قُلْ	يَكْتُبُونَ
عبادت کرنے والا	پہلا	تو میں	کوئی بیٹا	رحمٰن (اللہ) کا	اگر ہوتا	فرمادیں	لکھتے ہیں

پاس لکھتے ہیں۔ آپ فرمادیں اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں (اس کا) پہلا عبادت کرنے والا ہوتا۔

﴿٨٠﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ
وَنَجْوَاهُمْ مَا يُسِرُّونَ إِلَىٰ غَيْرِهِمْ
وَمَا يَجْهَرُونَ بِهِ بَيْنَهُمْ بَلَىٰ
نَسْمَعُ ذَٰلِكَ وَرُسُلُنَا الْحَفَظَةُ
لَدَيْهِمْ عِنْدَهُمْ يَكْتُبُونَ ○

﴿٨٠﴾ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے دل کی پوشیدہ بات کو اور جو کچھ وہ دوسروں سے پوشیدہ مشورہ کرتے ہیں اور باہم کھلم کھلا باتیں کرتے ہیں نہیں سنتے بیشک ہم اسکو سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے جو ان کے اعمال کے محافظ ہیں ان کے پاس اس کو لکھتے ہیں۔

ذَٰلِكَ
﴿٨١﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ
فَرْضًا فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ○
لِلْوَلَدِ لَٰكِنْ ثَبَتَ أَنْ لَا وَلَدَ لَهُ
تَعَالَىٰ فَانْتَفَتْ عِبَادَتُهُ

﴿٨١﴾ اے محمدؐ کہہ دے اگر بالفرض رحمٰن کے ولد ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی پرستش کرتا لیکن ثابت ہوئی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے ولد نہیں اس لئے اس کی پرستش بھی ثابت نہ ہوئی

تشریح

﴿٨٠﴾ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید اور ان کے خفیہ مشورے جانتا ہے | حق کے یہ مخالف جو اندر بیٹھ کر خفیہ منصوبے بناتے ہیں اور حق و صداقت کے خلاف نئی نئی سازشیں کرتے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں اور ان کے خفیہ مشورے بھی ہم سنتے ہیں۔ اور اللہ کی سلطنت کے انتظامی ضابطوں کے مطابق کراماً کاتبین ہمارے فرشتے ان کے سب اعمال وافعال لکھتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ ساری فائل قیامت کے دن ہماری عدالت میں پیش ہوگی۔

﴿٨١﴾ اگر اللہ کے کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا | اے پیغمبرؐ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میرا کسی کو خدا کی اولاد نہ ماننا اور جنہیں تم اللہ کی اولاد کہہ رہے ہو اس کی عبادت سے انکار کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں کوئی ہٹ دھرمی برت رہا ہوں یا اپنی ضد پر اڑا ہوا ہوں۔ بلکہ میرا انکار اس لئے ہے کہ حقیقت میں نہ خدا کے کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی اور تمہاری یہ باتیں کہ تم کسی کو خدا کی اولاد مانتے ہو حقیقت کے قطعی خلاف ہیں ورنہ میں اللہ کا اتنا وفادار ہوں کہ اگر حقیقت یہی ہوتی جو تم کہہ رہے ہو تو سب سے پہلے میں خود آگے بڑھ کر اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

رَبِّ الْعَرْشِ	وَ الْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	رَبِّ	سُبْحٰنَ
عرش کا رب	اور زمین	آسمانوں	رب	پاک ہے

آسمانوں اور زمین کا رب، عرش کا رب اس سے پاک ہے جو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا

وَ يَلْعَبُوْا	يَخُوْضُوْا	فَذَرْهُمْ	يَصِفُوْنَ	عَمَّا
اور کھیلیں	وہ بیہودہ باتیں کریں	پس چھوڑ دیں ان کو	وہ بیان کرتے ہیں	اس سے جو

وہ بیان کرتے ہیں۔ پس ان کو چھوڑ دیں کہ وہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾

	يُوْعَدُوْنَ	الَّذِيْ	يَوْمَهُمُ	يُلٰقُوْا	حَتّٰى
	ان کو وعدہ کیا جاتا ہے	وہ جس	اس دن کو	وہ پالیں	یہاں تک

یہاں تک کہ وہ پالیں اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

﴿۸۲﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ الْكُرْسِيِّ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ مِنَ الْكَذِبِ بِنِسْبَةِ الْوَلَدِ اِلَيْهِ

﴿۸۳﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا فِيْ بَاطِلِهِمْ وَ يَلْعَبُوْا فِيْ دُنْيَاهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ فِيْهِ الْعَذَابُ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

﴿۸۲﴾ پاک ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا جو رب ہے عرش و کرسی کا اس امر سے جو کافر بیان کرتے ہیں یعنی جھوٹ بولتے ہیں اس کی طرف اولاد کو نسبت کرتے ہیں۔

﴿۸۳﴾ پس چھوڑ تو ان کو کہ وہ خوض اور فکر کریں اپنے خیال باطل میں اور دنیا میں لہو و لعب میں مشغول رہیں یہاں تک کہ وہ ملیں اس دن سے جس میں ان کے لئے عذاب کا وعدہ ہے مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔

تشریح

﴿۸۲﴾ اللہ تو ان سب باتوں سے پاک ہیں | حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کا فرماں روا، عرش کا مالک ان ساری باتوں سے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں پاک ہے، اس کی ذات اس سے برتر اور منزہ ہے کہ وہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے اس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں ہے۔

﴿۸۳﴾ ان کو اپنے خیالوں میں مگن رہنے دو | یہ اپنی غفلت اور حماقت کے نشے میں بکتے ہیں ان کو بکنے دو ان کو اپنے باطل خیالات میں غرق اور اپنے کھیل میں منہمک رہنے دو۔ وہ دن آنے والا ہے جس میں ایک ایک کر کے ان کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزا چکھایا جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ

وَهُوَ	الَّذِیْ	فِی	السَّمَآءِ	اِلٰهٌ	وَّفِی الْاَرْضِ
اور وہ	وہ جو	میں۔کا	آسمانوں	معبود	اور زمین میں۔کا

اور وہی جو آسمانوں کا معبود ہے اور زمین کا معبود ہے

اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ

اِلٰهٌ	وَهُوَ	الْحَكِیْمُ	الْعَلِیْمُ	وَتَبٰرَكَ
معبود	اور وہی	حکمت والا	علم والا	اور بڑی برکت والا

اور وہی حکمت والا ، علم والا ہے اور بڑی برکت والا

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

الَّذِیْ	لَهٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
وہ جو	اس کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

اور جس کے لئے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور

وَمَا بَیْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ

وَمَا بَیْنَهُمَا	وَعِنْدَهٗ	عِلْمُ	السَّاعَةِ	وَ
اور جو ان دونوں کے درمیان	اور اس کے پاس	علم	قیامت	اور

جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور اس کے پاس ہے قیامت کا علم اور

اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ

اِلَیْهِ	تُرْجَعُوْنَ	وَ	لَا یَمْلِكُ	الَّذِیْنَ
اس کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے	اور	اختیار نہیں رکھتے	وہ جن کو

اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے اور وہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ

یَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	الشَّفَاعَةَ	اِلَّا	مَنْ
وہ پکارتے ہیں	اس کے سوا	شفاعت	سوائے	جس نے

وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ سوائے اس کے جس نے

شَہِدَ بِالۡحَقِّ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنۡ

وَلَئِنۡ	یَعۡلَمُوۡنَ	وَہُمۡ	بِالۡحَقِّ	شَہِدَ
اور اگر	جانتے ہیں	اور وہ	حق کی	گواہی دی

گواہی دی حق کی اور وہ جانتے ہیں اور اگر آپ

سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَہُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی

فَاَنّٰی	اللّٰہُ	لَیَقُوۡلُنَّ	خَلَقَہُمۡ	مَّنۡ	سَاَلۡتَہُمۡ
تو کدھر	اللہ	تو وہ ضرور کہیں گے	پیدا کیا انھیں	کس	آپ ان سے پوچھیں

ان سے پوچھیں انہیں کس نے پیدا کیا ؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے تو وہ

یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۸۷﴾ وَقِیۡلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ

ہٰۤؤُلَآءِ	اِنَّ	یٰرَبِّ	قِیۡلِہٖ	وَ	یُؤۡفَکُوۡنَ
یہ	بیشک	اے میرے رب	قسم ہے اس کے کہنے کی	اور	وہ الٹے پھرے جاتے ہیں

کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں؟ قسم ہے (رسول کے یہ) کہنے کی اے میرے رب بیشک یہ

قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ وَقُلۡ

وَقُلۡ	عَنۡہُمۡ	فَاصۡفَحۡ	لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ	قَوۡمٌ
اور کہیں	ان سے	تو آپ منہ پھیرلیں	ایمان نہیں لائیں گے	لوگ

لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو آپ ان سے منہ پھیرلیں ، اور سلام

ع ۷ ۲۲ ۱۳

سَلٰمٌ ؕ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۹﴾

	یَعۡلَمُوۡنَ	فَسَوۡفَ	سَلٰمٌ
	انہیں معلوم ہو جائے گا	پس جلد	سلام

کہیں پس جلد وہ (انجام) جان لیں گے۔

﴿۸۴﴾ وَہُوَ الَّذِیۡ ہُوَ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ بتحقیق الہمزتین وَاسقاطِ الاُولیٰ وتسہیلہا

﴿۸۴﴾ وَہُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّ فِی الۡاَرۡضِ اِلٰہٌ الخ
اور اللہ وہ ہے کہ معبود ہے آسمان میں اور زمین میں

کالیاء أی معبود وفی الأرض إله وکل من الظرفین متعلق بما بعده وهو الحکیم فی تدبیر خلقه العلیم بمصالحهم

اور وہ حکمت والا ہے اپنی مخلوق کی تدبیر میں۔

جاننے والا ہے ان کی مصلحتوں کو۔

۸۵ وتبارک تعظم الذی له ملک السموت والأرض وما بینهما وعنده علم الساعة متی تقوم وإلیه ترجعون ○ بالتاء والیاء۔

۸۵ اور برکت والا اور بڑی نشانی والا ہے وہ اللہ کہ اس کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اور اسی کو خبر ہے قیامت کے وقت کی اور اسی کی طرف تم کو جانا ہے۔

۸۶ ولا یملک الذین یدعون یعبدون أی الکفار من دونه أی الله الشفاعة لأحد إلا من شهد بالحق أی قال لا إله إلا الله وهم یعلمون ○ بقلوبهم ما شهدوا به بألسنتهم وهم عیسی وعزیر والملائکة فإنهم یشفعون للمؤمنین

۸۶ اور جن کو کفار اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں وہ کسی کی سفارش کا اختیار نہیں رکھتے۔

مگر وہ جو گواہ ہیں حق کے اور کلمہ گو ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے مقر ہیں۔

اور جو کچھ زبان سے اقرار کرتے ہیں اس کو دل سے بھی جانتے ہیں۔ مراد ان سے عیسیٰ، عزیر اور فرشتے ہیں کہ یہ سب سفارش کریں گے ایمان والوں کی۔

۸۷ ولئن لام قسم سألتهم من خلقهم لیقولن الله حذفت منه نون الرفع وواو الضمیر فأنی یؤفکون ○ یصرفون عن عبادة الله تعالی

۸۷ اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

پھر وہ کہاں پھرے جاتے ہیں اللہ کی عبادت سے۔

۸۸ وَقِيْلِهٖ اَیْ قَوْلَ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَصَبَهٗ عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَیْ وَقَالَ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

۸۸ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی کہ اے میرے رب بے شک یہ لوگ ایسی جماعت ہیں کہ ایمان نہ لاویں گے

۸۹ قَالَ تَعَالٰى فَاصْفَحْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ مِّنْكُمْ وَهٰذَا قَبْلَ اَنْ يُّؤْمَرَ بِقِتَالِهِمْ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ تَهْدِيْدًا لَّهُمْ

۸۹ اللہ تعالٰے نے فرمایا پس منہ موڑ تو ان سے اور کہہ کہ مجھے خدا تم سے بچاوے اور دور رکھ۔ (یہ حکم پہلے اس سے ہے کہ آپ کو ان سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔) پس نزدیک ہے کہ وہ جان لیں گے۔ (یہ تہدید ہے ان کے لئے۔)

تشریح

۸۴ زمین و آسمان میں وہی تنہا معبود ہے | زمین اور آسمان کے خدا الگ الگ نہیں ہیں۔ آسمانوں میں بھی وہی خدا ہے اور زمین پر بھی وہی خدا ہے ساری کائنات کا خدا ایک ہے۔ اسی کی حکمت نظام کائنات میں کارفرما ہے اور وہ تمام حقائق کا علم رکھتا ہے تمام عالم کون میں وہ اپنے علم اور اختیار سے تصرف کرتا ہے۔

۸۵ زمین و آسمان ہر چیز پر اس کی حکومت ہے | اس کی ذات والاصفات بدرجہا بزرگ و برتر اور اس بات سے بلند ہے کہ کوئی اس کی خدائی میں شریک ہو اور اس کائنات کی فرماں روائی میں اس کے سوا کسی کا بھی دخل ہو۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اس کے حکم کے تابع ہے۔ سب اس کے بندے اور تابع فرمان ہیں نہ ان میں سے کوئی خدائی صفت سے متصف ہے اور نہ کسی کو خدائی کا اختیار ہے۔ وہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ کب یہ نظام ختم ہو جائے گا اس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ سب کو اسی کی عدالت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اگر دنیا میں کوئی کسی کا حامی اور سرپرست بنا لے تو وہاں جا کر وہ کسی کام نہ آئے گا اس لئے کہ فیصلہ کا اختیار مالکِ کائنات کو ہے۔ وہاں پہونچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائے گا۔

۸۶ اللہ کے سامنے سفارش کا حق | دنیا میں لوگوں نے جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ سب اللہ کے حضور سفارش کا حق نہیں رکھتے۔ البتہ وہ لوگ ضرور دوسروں کی شفاعت کرنے کے قابل ہوں گے جنھوں نے علم کے ساتھ حق کی شہادت دی تھی۔ یعنی وہ اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے ان کے علم کے موافق کلمۂ اسلام کہا اس کی گواہی دیں۔ بغیر کلمۂ اسلام کسی کے حق میں سفارش کا ایک حرف نہیں کہہ سکتے اور یہ سفارش بھی وہ نیک لوگ کریں گے جو سچائی کو جانتے ہیں دل سے مانتے ہیں اور اس کو زبان سے کہتے ہیں۔

۸۷ ان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ | اگر ان سے پوچھو کہ تمہارا اور تمہارے ان معبودوں کا جن کو تم معبود سمجھ کر عبادت کر رہے ہو پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو یہ کہیں گے کہ بنانے والا اور پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے۔

بتاؤ جب خالق ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیسے ہو گیا۔ جب اللہ کی عظمت

اور اس کی قدرت کو تسلیم کرتے ہو تو اس بات کو بھی مانو کہ عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ عبادت نام ہے انتہائی عاجزی کا جو کسی صاحب عظمت ہستی کے سامنے ہوتی ہے۔ جب صاحب عظمت ہستی اللہ کی ہے تو عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیے۔ پھر کہاں سے یہ دھوکا کھا رہے ہو کہ مقدمات کو مانتے ہو اور نتیجے سے انکار کرتے ہیں۔

(۸۸) قول رسول کی قسم واقعی یہ ہٹ دھرم لوگ ہیں | نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے کہ ہر چند سمجھانے کے باوجود یہ لوگ مان کر نہیں دیتے۔ اللہ اپنے رسول کی مخلصانہ التجا اور درد بھری فریاد کی قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کی مدد ضرور کرے گا اور اس کو غالب و منصور کرے گا۔

ان لوگوں کی فریب خوردگی کیسی عجیب ہے کہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور پھر بھی خالق حقیقی کو چھوڑ کر معبودوں کی بندگی پر اصرار کرتے ہیں۔ پھر واقعی ہٹ دھرم لوگ ہیں۔ اور رسول کا کہنا صحیح ہے کہ یہ لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

(۸۹) اے نبی ؐ آپ درگزر سے کام لیں عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا | اے نبی ؐ آپ ان کی سخت باتوں پر رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ ان سے درگذر کریں۔ اپنا فرض ادا کر کے ان سے منہ پھیر لیں اور کہہ دیں کہ ہمارا اسلام لو جو بات ہم نے پہنچانی تھی پہنچا دی۔ آخر ان کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ کس گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

۴۴

الدُّخَان

○ ترتیب تلاوت ـــــــ ۴۴	○ ترتیبِ نزول ـــــــ ۶۴
○ مکی / مدنی ـــــــ مکیؔ	○ تعداد رکوعات ـــــــ ۳
○ تعداد آیات ـــــــ ۵۹	○ تعداد الفاظ ـــــــ ۳۴۹

○ تعدادِ حروف ـــــــ ۱۴۹۵

○ اس سورت کی آیت ۱۰ میں لفظ " دُخَانٌ " آیا ہے يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ـــــــ اس آیت کے لفظ "دخان" کو اس سورت کا عنوان بنایا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ دخان آیا ہے۔

○ یہ سورت کب نازل ہوئی۔ کسی معتبر روایت سے اس کا زمانۂ نزول متعین نہیں ہوتا۔ اس سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو دو تین سورتیں نازل ہوئی ہیں اس کے فوراً بعد ہی اللہ تعالٰے نے یہ سورت نازل فرمائی ہے۔

○ سورت کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعوت کے مقابلے میں مخالفین کی ضد اور ہٹ دھرمی دن بہ دن بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اور آپ کے ہر طرح کے سمجھانے کے باوجود یہ لوگ اپنی ضد پر قائم تھے بلکہ مخالفت میں

اور شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ اس پر حضور نبی کریم ؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ ان پر ایسا قحط نازل فرمائیے کہ جیسے یوسف کے زمانے میں قحط پڑا تھا۔ شاید اس پریشانی سے گھبرا کر ان کے دلوں میں کچھ نرمی پیدا ہو، یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور سچائی قبول کرنے پر مائل ہوں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی ؐ کی دعا قبول فرمائی پورے عرب میں شدید قحط پڑا۔ قحط ایسا تھا کہ خشک سالی سے لوگ بلبلا اٹھے۔ قریش کے بعض سردار جن میں ابوسفیان نمایاں تھے حضور ؐ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ــــ یہی موقع تھا جس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

○ اس سورت میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام اور اس کی نازل کی گئی کتاب ہے ــــ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ یہ قرآن محمد ؐ نے لکھا ہے تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ سچائی یہ ہے کہ اس کتاب کے لکھنے والے اور نازل کرنے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں جس کا ثبوت خود یہ کتاب ہے۔

○ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کی اس کتاب اور اللہ کے رسول سے تم جنگ کر کے تم جیت جاؤ گے تو یہ تمہاری نادانی ہے۔ حق بہرحال غالب آکر رہے گا۔

○ تیسری بات یہ بتائی گئی کہ جہاں اللہ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمہاری روزی کا سامان کرے تمہاری ہدایت کا سامان کرنا بھی اسی کی رحمت کا تقاضا ہے۔ اور اسی لئے اس نے تمہاری بھلائی کے لئے رسول بھیجا ہے اور اپنی کتاب نازل کی ہے۔

○ چوتھی بات یہ بتائی گئی کہ جب یہ اس رسول کو نہیں مانتے جس کی زندگی آئینے کی طرح ان کے سامنے ہے تو ایک قحط سے ان کی غفلت کیسے دور ہوگی۔

○ فرعون اور قوم فرعون کا حوالہ دیا گیا کہ وہ قوم بھی ایسی آزمائشوں سے گزری مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑی رہی آخر کار بڑی گرفت میں مبتلا ہوئی اور ایسی اللہ کی پکڑ آئی کہ قوم فرعون ہمیشہ کے لئے عبرت کا نمونہ بن کر رہ گئی۔

○ آخرت کے موضوع کو لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک دن انسانوں کو زندہ کر کے اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو لوگ مجرم ہوں گے ان کا کیا انجام ہوگا اور جو لوگ دنیا میں اللہ کی فرماں برداری اختیار کریں گے وہ اللہ کے انعامات سے سرفراز ہوں گے ــــ اور یہ کہہ کر بات سمیٹ دی گئی کہ اگر تم سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور ہمارے رسول بھی۔ وہ وقت آہی جائے گا۔

اٰیاتُہَا ۵۹	سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۴ ـ ۶۴	رُکُوْعَاتُہَا ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

حٰمٓ	وَ الْكِتَابِ	الْمُبِيْنِ	اِنَّآ + اَنْزَلْنٰهُ	فِيْ	لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
حٰمٓ	قسم۔ کتاب	واضح	بیشک ہم نے نازل کیا اسے	میں	ایک مبارک رات

حا۔ میم۔ قسم ہے واضح کتاب کی۔ بیشک ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝٣ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝٤

اِنَّا كُنَّا	مُنْذِرِيْنَ	فِيْهَا	يُفْرَقُ	كُلُّ	اَمْرٍ	حَكِيْمٍ
بیشک ہم ہیں	ڈرانے والے	اس میں	فیصل کیا جاتا ہے	ہر	امر	حکمت والا

بیشک ہم ہی ڈرانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہمارے پاس سے حکم ہوکر ہر حکمت والا امر فیصل کیا جاتا ہے

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ
وَقِيْلَ اِلَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ
اَلْاٰيَةَ وَهِيَ سِتٌّ اَوْ سَبْعٌ اَوْ تِسْعٌ
وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ حٰمٓ ۝ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ

٢ وَالْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ الْمُبِيْنِ ۝ اَلْمُظْهِرِ لِلْحَلَالِ مِنَ الْحَرَامِ

٣ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ اَوْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَزَلَ فِيْهَا مِنْ اُمِّ الْكِتَابِ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ مُخَوِّفِيْنَ بِهٖ

سورۂ دخان مکیّ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیت اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ الخ مکی نہیں مدنی ہے اور اس سورت میں چھپن یا ستاون یا اُنسٹھ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

١ حٰمٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے مراد لی۔

٢ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ الخ قسم ہے قرآن کی جو ظاہر کرنے والا ہے حلال کو حرام سے۔

٣ بے شک ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں اتارا۔ مراد اس سے شب قدر ہے یا شعبان کی پندرہویں رات کہ اس میں قرآن لوح محفوظ سے جو ساتویں آسمان میں ہے آسمان دنیا میں نازل ہوا۔

بے شک ہم قرآن سے لوگوں کو ڈراتے ہیں۔

(۴) فِيهَا أَيْ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَوْ لَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ يُفْرَقُ يُفْصَلُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ مُحْكَمٍ مِنَ الْأَرْزَاقِ وَالْآجَالِ وَغَيْرِهِمَا الَّتِي تَكُونُ فِي السَّنَةِ إِلَى مِثْلِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ

(۴) اس رات میں ہر ایک امر پختہ کا فیصلہ ہوتا ہے روزی اور وقت ہر ایک کام موت وغیرہ کا مقرر ہوتا ہے کہ جو امور اس سال میں اگلے برس کی اسی رات تک پیش آنے والے ہوتے ہیں سب اس میں طے ہوتے ہیں۔

تشریح

(۱) حٰمٓ حا۔ میم یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں۔ ان کو الگ الگ کر کے حا اور میم پڑھا جائے گا۔

(۲) یہ کتاب خود گواہ ہے کہ اس کے مصنف ہم ہیں | یہ کھلی کتاب تمہارے سامنے ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو اس کے صاف صاف مضامین اس کا معیاری ادب، اس کی تعلیم جو حق اور باطل کو الگ الگ کرنے والی ہے کھلی شہادت دے رہی ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ نہ اس کے مصنف محمدؐ ہیں اور نہ کوئی اور بلکہ اس کے مصنف ہم ہیں۔ اور اس کا ثبوت خود اسی کتاب کے اندر موجود ہے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ایسی معیاری کتاب کا لکھنے والا اللہ رب العزت کے سوا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

(۳) قرآن بڑے مرتبے والی اور مبارک رات میں نازل ہوا | وہ ساعت بڑی ہی سعید بڑی ہی مبارک اور بڑی مرتبے والی رات تھی جب ہم نے غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو متنبہ اور خبردار کرنے کے لئے اس کتاب کے نازل کرنے کا فیصلہ کیا وہ شب قدر اور بڑی رتبے والی رات تھی جیسا کہ ارشاد ہوا۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (ہم نے اس کو ایک مرتبے والی رات میں نازل کیا)۔(سورۂ قدر پارہ ۳۰ رکوع ۱ آیت ۱)

یہ مرتبے والی رات رمضان کی راتوں میں سے ایک رات تھی جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا) (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵ رکوع ۲۳) — قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئیس ۲۳ سال میں حضرت محمدؐ پر نازل ہوا اور اسی رات میں اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

(۴) اہم فیصلوں کی رات | یہ وہ رات تھی جس میں ہر معاملے کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جو تکوینیات کے شعبے میں اللہ کی طرف سے کام کرنے والے ہیں۔ سورۂ قدر میں ارشاد ہوا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝

(یعنی اس رات میں ملائکہ اور جبرئیل اپنے رب کے اذن سے ہر طرح کا حکم لے کر اترتے ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نظم و نسق میں یہ ایسی رات ہے جس میں وہ افراد اور قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کر کے اپنے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ پھر وہ ان ہی فیصلوں کے مطابق اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

بعض روایات سے جن میں حضرت عکرمہؓ سب سے زیادہ نمایاں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرہویں رات ہے جس کو شب برأت بھی کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتداء اور شب قدر پر انتہا ہوئی ہو۔

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً

رَحْمَةً	مُرْسِلِيْنَ	إِنَّا + كُنَّا	مِنْ عِنْدِنَا	أَمْرًا
رحمت	بھیجنے والے	بیشک ہم	ہمارے پاس سے	حکم ہو کر

ہمارے پاس سے حکم ہو کر بیشک ہم ہی (رسول) بھیجنے والے ہیں۔ رحمت

مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾

الْعَلِيْمُ	السَّمِيْعُ	هُوَ	إِنَّهُ	رَّبِّكَ	مِنْ
جاننے والا	سننے والا	وہی	بیشک وہ	تمہارا رب	سے

آپ کے رب کی طرف سے۔ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(۵) أَمْرًا فرقًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ الرُّسُلَ محمدًا ومن قبله
(۶) رَحْمَةً رأفةً بالمرسل إليهم مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ لأقوالهم الْعَلِيْمُ ۝ بأفعالهم

(۵) یہ فیصلہ ہو جاتا ہے ہماری طرف سے بے شک ہم ہی ہیں بھیجنے والے محمدؐ کو اور اس سے پہلے پیغمبروں کو۔
(۶) یہ رحمت ہے تیرے رب کی ان لوگوں پر جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے۔ بے شبہ وہ سنتا ہے ان کی باتوں کو جانتا ہے ان کے افعال کو۔

تشریح

(۵) رسول کو بھیجنے کا فیصلہ | اس رات کے اہم فیصلوں میں سے ایک اہم فیصلہ یہ بھی تھا کہ جبرئیلؑ کو قرآن دیکر محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ قرآن کا محمدؐ پر نازل ہونا اس رات کے فیصلوں میں سے ایک اہم فیصلہ تھا جو سراسر حکمت پر مبنی تھا۔ کیوں کہ اللہ کے کسی فیصلے میں نہ کسی غلطی اور خامی کا امکان ہوتا ہے بلکہ ہر فیصلہ نہایت حکیمانہ اور نہایت محکم ہوتا ہے۔

(۶) یہ ہماری رحمت کا تقاضا تھا | کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے ان کی پکار سنتا اور ان کی فریاد جانتا ہے اس لئے عین ضرورت کے وقت جب عالم انسانیت کو اس کی ضرورت تھی خاتم النبیینؐ پر قرآن نازل فرما کر عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ رسولؐ کا بھیجنا اور اس پر کتاب نازل کرنا حکمت کا بھی تقاضا تھا اور رحمت کا بھی۔

اللہ کی رحمت اور ربوبیت کا تقاضا صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے بندوں کی پرورش کا سامان کرے بلکہ اس کی رحمت اور ربوبیت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کو تاریکی میں بھٹکتا نہ چھوڑے ان کے لئے ہدایت کی روشنی کا انتظام کرے۔ ہدایت کا صحیح علم اللہ ہی دے سکتا ہے کیونکہ وہ تمام حقائق کو جانتا ہے وہی بتا سکتا ہے کہ انسان کے لئے ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے، حق کیا ہے باطل کیا ہے۔ انسان کے لئے خیر کس چیز میں ہے اور شر کس چیز میں۔ تمام دنیا کے انسان مل کر بھی اگر اپنے لئے کوئی راستہ متعین کریں تو کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ راستہ صحیح اور حق ہوگا اس لئے راہ ہدایت دکھلانے کا راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے رکھا ہے۔ اور یہ اس کا کرم اور اس کی عنایت ہے کہ اس خیر و برکت کی رات میں انسانوں کے لئے اس نے یہ اہم فیصلہ فرمایا۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾

مُوْقِنِيْنَ	اِنْ كُنْتُمْ	وَمَا بَيْنَهُمَا	وَالْاَرْضِ	رَبِّ السَّمٰوٰتِ
یقین کرنے والے	اگر تم ہو	اور جو ان دونوں کے درمیان	اور زمین	رب ہے آسمانوں

رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾

الْاَوَّلِيْنَ	اٰبَآئِكُمْ	وَرَبُّ	رَبُّكُمْ	يُحْيٖ + وَيُمِيْتُ	اِلَّا هُوَ	لَآ اِلٰهَ
پہلے	تمہارا باپ دادا	اور رب	تمہارا رب	وہ جان ڈالتا ہے اور جان نکالتا ہے	اس کے سوا	نہیں کوئی معبود

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جان ڈالتا ہے اور جان نکالتا ہے اور (وہی) رب ہے تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا۔

۷ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا برفع رب خبر ثالث و بجرہ بدل من ربك اِنْ كُنْتُمْ یا اهل مكة مُّوْقِنِيْنَ ۝ بانه تعالى رب السموات والارض فايقنوا بان محمدا رسوله

۷ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اگر تم اے مکہ والو اس امر کا یقین رکھتے ہو کہ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا تو اس امر کا بھی یقین کرلو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔

۸ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۸ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا۔

تشریح

۷ اللہ کے رب ہونے پر یقین | اگر تم میں کسی چیز پر یقین کرنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز جس پر یقین کرنا چاہئے وہ اللہ کی ربوبیت عامہ ہے کہ اللہ ہی ہر ہر چیز کا مالک و پروردگار ہے۔ اللہ کے رب ہونے کے آثار کائنات کے ذرّے ذرّے میں روز روشن کی طرح واضح ہیں اور اگر واقعی اللہ کے رب ہونے پر یقین ہے تو یہ ماننا ہوگا کہ اس کی شان رحمت اور اس کی پروردگاری کا عین تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کی رہبری کے لئے اپنے رسول بھیجے اور اپنی کتابیں نازل کرے۔

جب اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کے اور انسان کے پروردگار اور مالک ہیں تو اللہ کے مملوک اور بندے ہونے کی حیثیت سے انسان کا فرض ہے کہ مالک کی طرف سے جو ہدایت آئے اُسے مانے اور مالک جو حکم دے اس کے سامنے فرماں برداری کے لئے سر جھکا دے۔

۸ معبود حقیقی وہی ہے | حقیقی معبود جس کا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت بندگی اور پرستش کی جائے اس کے سوا کون ہو سکتا ہے جس کے قبضے میں موت و حیات ہے۔ وجود و عدم اس کے تصرف میں ہے اولین و آخرین جتنے بھی ہیں وہ سب کا پروردگار ہے۔ یہ ایسی صاف حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں جو بے جان مادے میں جان ڈال کر جیتا جاگتا انسان بناتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کی زندگی کو ختم کر سکتا ہے اور جب تک چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کا رب بھی وہی تھا اور تمہارا رب بھی وہی ہے۔

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی

بَلْ هُمْ	فِیْ شَكٍّ	یَّلْعَبُوْنَ	فَارْتَقِبْ	یَوْمَ	تَاْتِی
بلکہ وہ	شک میں	کھیلتے ہیں	تو تم انتظار کرو	اس دن	لائے

بلکہ وہ شک میں پڑے کھیلتے ہیں۔ تو آپ اس دن کا انتظار کریں کہ

السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۰﴾ لا یَّغْشَی النَّاسَ هٰذَا

السَّمَآءُ	بِدُخَانٍ	مُّبِیْنٍ	یَّغْشَی	النَّاسَ	هٰذَا
آسمان	دھواں	ظاہر	وہ ڈھانپ لے گا	لوگوں	یہ

آسمان دھواں ظاہر لائے وہ ڈھانپ لے (چھا جائے) لوگوں پر۔ یہ ہے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

عَذَابٌ	اَلِیْمٌ	رَبَّنَا	اكْشِفْ	عَنَّا	الْعَذَابَ	اِنَّا	مُؤْمِنُوْنَ
عذاب	دردناک	اے ہمارے رب	کھول (دور کردے)	ہم سے	عذاب	بیشک ہم	ایمان لے آئیں گے

دردناک عذاب۔ (اب وہ کہیں گے) اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کردے بیشک ہم ایمان لے آئیں گے۔

اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰی وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ لا

اَنّٰی	لَهُمُ	الذِّكْرٰی	وَقَدْ جَآءَهُمْ	رَسُوْلٌ + مُّبِیْنٌ
کہاں	ان کو	نصیحت	اور تحقیق آچکا ان کے پاس	رسول کھول کھول کر بیان کرنے والا

ان کو کہاں نصیحت ہوگی؟ ان کے پاس تو کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آچکا ہے۔

﴿۹﴾ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِنَ الْبَعْثِ
یَلْعَبُوْنَ ○ اِسْتَهْزَاءً بِكَ
یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ
بِسَبْعٍ كَسَبْعِ یُوْسُفَ. قَالَ تَعَالٰی
﴿۱۰﴾ فَارْتَقِبْ لَهُمْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ
بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ○ فَاَجْدَبَتِ
الْاَرْضُ وَاشْتَدَّ بِهِمُ الْجُوْعُ اِلٰی
اَنْ رَاَوْا مِنْ شِدَّتِهٖ كَهَیْئَةِ الدُّخَانِ
بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ
﴿۱۱﴾ یَغْشَی النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذَا عَذَابٌ

﴿۹﴾ بلکہ یہ لوگ شک میں ہیں قیامت سے تیرے ساتھ اے
محمدؐ استہزاء کرتے ہیں۔ سو کہا محمدؐ نے کہ اے میرے اللہ
میری مدد فرما ان پر ساتھ ایسے سات سالوں کے جیسے یوسف
کے زمانے میں سات سال قحط رہا ان پر بھی سات برس قحط بھیجا اللہ تعالیٰ نے
﴿۱۰﴾ پس منتظر رہ تو ان کے لئے اس دن کا کہ آسمان سے دھواں
ظاہر ہو جو لوگوں کو محیط ہو جاوے گا پس قحط سالی ہوئی زمین میں
اور وہ لوگ سخت بھوک میں گرفتار ہوئے یہاں تک کہ شدت بھوک
میں ان کو آسمان وزمین کے درمیان مثل دھوئیں کے نظر آتا
تھا۔
﴿۱۱﴾ جو لوگوں کو محیط ہو جاوے گا۔ اس کو دیکھ کر وہ بولے یہ نہایت

اَلِيۡمٌ ۝ | دردناک عذاب ہے ۔
۱۲ رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ۝ | ۱۲ اے ہمارے رب دور کر ہم سے اس عذاب کو بیشک ہم تصدیق کرتے ہیں
مُصَدِّقُوْنَ بِنَبِیِّكَ . قَالَ تَعَالٰی | تیرے پیغمبر کی فرمایا اللہ تعالٰی نے ۔
۱۳ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكۡرٰى اَیْ لَا یَنْفَعُهُمُ الْاِیْمَانُ عِنْدَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ وَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ ۝ بَیِّنُ الرِّسَالَۃِ | ۱۳ ان کو کچھ نفع نہیں دے سکتا ایمان لانا بوقت آجانے عذاب کے حالانکہ آیا ان کے پاس پیغمبر جس کی پیغمبری ظاہر تھی ۔

تشریح

۹ حق کا انکار کرنے والے دھوکے میں ہیں | ان واضح نشانیوں اور کھلی دلیلوں کا تقاضا یہ تھا کہ اسی کو رب مانتے اسی کے آگے سر جھکاتے، اسی کی بندگی کرتے ۔ مگر یہ سچائی کا انکار کرنے والے نہ جانے کس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ۔ یقین کے بجائے شکوک و شبہات میں مبتلا رہتے ہیں ۔ اگر ذرا بھی غور کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کی یہ حیرت انگیز تخلیق اور کائنات کا یہ حکیمانہ نظام بغیر کسی حکیم و دانا کے وجود میں نہیں آسکتا ۔ اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بجائے وہ دنیا کے کھانے اور دنیا کے عیش میں اپنے دل و دماغ اور جسم کی ساری صلاحتیں خرچ کرتے رہتے ہیں انھیں اپنے مشغلوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ حق کے بارے میں غور کریں ۔ مذہب کو بھی وہ ایک ذہنی تفریح اور رسم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے ۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں نہ آخرت کی فکر ہوتی ہے اور نہ وہ سچائی تک پہنچ پاتے ہیں ۔

۱۰ کھلی کھلی دلیلوں کے باوجود جب تم مان کر نہیں دیتے تو قیامت کا انتظار کرو | تمہارے سامنے سچائی کی کھلی کھلی دلیلیں ہیں تمہارے سامنے رسول کی بے داغ زندگی ہے رسول تمہیں بار بار سمجھا رہے ہیں تمہیں حق کے قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں جب تم نہ رسول کے سمجھانے سے مانتے ہو اور قحط کی شکل میں جو تنبیہ کی گئی ہے اس سے تمہیں ہوش نہیں آتا تو بس پھر قیامت کا انتظار کرو اس وقت تمہیں پتہ چل جائے گا کہ حق کیا تھا اور باطل کیا تھا ۔ قیامت کے قریب آسمان صریح دھواں لئے ہوئے آئے گا ۔ یہ پہچان ہوگی کہ قیامت اب بالکل نزدیک آچکی ہے ۔

۱۱ یہ دھواں لوگوں پر چھا جائے گا | یہ دھواں لوگوں پر اس طرح چھا جائے گا کہ سب لوگ اس کی لپیٹ میں آجائیں گے ۔ البتہ نیک آدمیوں پر اس کا بہت ہلکا سا اثر ہوگا ۔ یہ ہے دردناک سزا اس بات پر کہ یہ لوگ آخر تک حق سے غافل رہے ۔

۱۲ اب کہتے ہیں کہ قحط کا عذاب ٹال دیں، ہم ایمان لے آئیں گے ۔ | ان کی تنبیہ کے لئے اور ان کو خبردار کرنے کے لئے کہ شاید ان کے دل نرم پڑ جائیں ۔ اللہ تعالٰی نے قحط کا عذاب مسلط کیا تو اب یہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم پر سے یہ عذاب ٹال دے ہم ایمان لاتے ہیں ۔

۱۳ ان کی غفلت دور ہونے والی نہیں ہے | اس وقت قحط کے عذاب سے گھبرا کر کہہ تو رہے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں لیکن جب ان کے سامنے رسول مبین ہے جس کی سیرت کھلی کھلی ان کے سامنے ہے جب اس کو دیکھ کر یہ ایمان نہیں لاتے تو قحط کے عذاب سے ان کی غفلت کہاں دور ہونے والی ہے ۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾

ثُمَّ	تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَقَالُوْا	مُعَلَّمٌ	مَّجْنُوْنٌ
پھر	وہ پھر گئے	اس سے	اور کہنے لگے	سکھایا ہوا	دیوانہ

پھر وہ اس سے پھر گئے اور کہنے لگے (یہ تو کسی کا) سکھایا ہوا دیوانہ ہے

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾

اِنَّا	كَاشِفُوْا	الْعَذَابِ	قَلِيْلًا	اِنَّكُمْ + عَآئِدُوْنَ
بیشک ہم	کھولنے والے	عذاب	چندے	تم بیشک (اصل) حالت پر لوٹ آنے والے ہو۔

بیشک ہم چندے عذاب کھولنے والے ہیں (مگر) تم بیشک پھر اصل حالت پر لوٹ آنے والے ہو

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

يَوْمَ	نَبْطِشُ	الْبَطْشَةَ	الْكُبْرٰى	اِنَّا	مُنْتَقِمُوْنَ
جس دن	ہم پکڑیں گے	پکڑ	بڑی (سخت)	بیشک ہم	انتقام لینے والے

جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں ۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ

وَلَقَدْ + فَتَنَّا	قَبْلَهُمْ	قَوْمَ	فِرْعَوْنَ	وَجَآءَهُمْ
اور ہم آزما چکے ہیں	ان سے قبل	قوم	فرعون	اور آیا ان کے پاس

اور ہم ان سے قبل قوم فرعون کو آزما چکے ہیں ۔ اور ان کے پاس ایک

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾

رَسُوْلٌ	كَرِيْمٌ	
ایک رسول	عالی قدر	

عالی قدر رسول آیا ۔

﴿۱۴﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ اَیْ يُعَلِّمُهُ الْقُرْاٰنَ بَشَرٌ مَّجْنُوْنٌ ○

﴿۱۴﴾ پھر انھوں نے اس سے منہ موڑا اور کہا کہ یہ جنونی ہے سکھلایا گیا۔ کہ کوئی آدمی اس کو قرآن سکھلاتا ہے۔

﴿۱۵﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ

﴿۱۵﴾ بے شک ہم دُور کرنے والے ہیں بھوک کے عذاب کو

أَيِ الْجُوْعَ عَنْكُمْ زَمَنًا قَلِيْلًا فَكَشَفَ عَنْهُمْ إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ ○ إِلَى كُفْرِكُمْ فَعَادُوْا إِلَيْهِ

تھوڑے زمانہ تک۔ سو دور کر دیا اللہ نے ان سے عذاب کو۔ بالضرور تم لوٹنے والے ہوا اپنے کفر کی طرف سو وہ لوٹے کفر پر

(۱۶) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى هُوَ يَوْمُ بَدْرٍ إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○ مِنْهُمْ وَالْبَطْشُ الْأَخْذُ بِشِدَّةٍ

(۱۶) یاد کرو جبکہ ہم ان کو پکڑیں گے سخت پکڑنا (مراد اس سے بدر کا دن ہے) بے شک ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔

(۱۷) وَلَقَدْ فَتَنَّا بَلَوْنَا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ مَعَهُ وَجَاءَهُمْ رَسُوْلٌ هُوَ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَرِيْمٌ ○ عَلَى اللهِ تَعَالَى

(۱۷) اور بے شک ہم نے آزمایا ان سے پہلے فرعون کو اور اس کی قوم کو۔ اور آیا ان کے پاس پیغمبر جو بزرگ ہے اللہ کے نزدیک۔ یعنی موسیٰ ؑ یہ پیغام لے کر آئے کہ۔

تشریح

(۱۴) قحط کا عذاب ٹل گیا تو پھر بدل گئے | حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ نے قحط کا عذاب دور کر دیا تو بجائے اس کے کہ شکر گزار ہوتے اور وعدے کے مطابق سچائی کو تسلیم کرتے، مگر پھر بدل گئے اور وہی پرانے الزامات دہرانے لگے کہ یہ رسول تو سکھایا پڑھایا باؤلا ہے۔ یعنی وہی باتیں جو پہلے کہہ رہے تھے وہی نامعقول الزامات جو پہلے لگاتے تھے وہی دہرانے شروع کر دیئے۔

(۱۵) ہٹ دھرمی | حق کا انکار کرنے والوں کی ہٹ دھرمی کا حال یہ ہے کہ اب تو گڑگڑا رہے ہیں کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹا لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر رہے ہیں کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ اس عذاب کو دور کر دے تو ہم ایمان لے آئیں گے مگر ان کا یہ کہنا بس دکھاوے کے لئے ہے ہم ذرا عذاب ہٹائے لیتے ہیں تو یہ لوگ پھر وہی کریں گے جو پہلے کر رہے تھے ان کی ہٹ دھرمی میں کوئی فرق آنے والا نہیں ہے۔

(۱۶) ان کو تو بس بڑی ضرب کا انتظار ہے | جس روز ہم بڑی ضرب لگائیں گے یعنی قیامت کا دن اور سب کچھ سامنے آجائے گا۔ وہ دن ہوگا جب ہم ان سے انتقام لیں گے۔ دنیا کیوں کہ دار الامتحان ہے ابھی مکمل نتیجہ یہاں سامنے آنا نہیں ہے اسلئے اس دن سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا۔

(۱۷) فرعون اور اس کی قوم بھی آزمائش میں ڈالی جا چکی ہے | ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو اسی آزمائش میں ڈالا تھا جب ایک نہایت شریف خصلت رسول کو ہم نے ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو سمجھایا اور انھوں نے اس کی بات نہیں مانی تو اسی طرح کے قحط کی اور مختلف قسم کے عذابوں کی آزمائشیں آئیں۔ کبھی ٹڈیوں کا عذاب، کبھی خون کا، کبھی جوؤں کا۔ مگر ہر بار اس قوم نے یہی کیا کہ جب عذاب آتا تھا تو، توبہ، تلا کرنے لگتے تھے اور جب عذاب ٹل جاتا تھا تو پھر وہی پرانی روش اختیار کر لیتے تھے۔ باطل پرست قوموں کا مزاج ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے وہی ضد وہی ہٹ دھرمی وہی نہ ماننوں کی رٹ واضح دلیلوں اور کھلی نشانیوں کے باوجود باطل پر اڑے رہنا اور حق کا انکار کرتے رہنا۔

أَنْ أَدُّوْٓا إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّأَنْ لَّا تَعْلُوْا

أَنْ أَدُّوْٓا	إِلَيَّ	عِبَادَ اللّٰهِ	إِنِّيْ + لَكُمْ	رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ	وَّأَنْ	لَّا تَعْلُوْا
کہ سپرد کردو میرے	میرے	بندے اللہ کے	بیشک میں تمہارے لئے	ایک رسول امین	اور یہ کہ	تم سرکشی نہ کرو

کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کردو، بیشک میں تمہارے لئے ایک رسول امین ہوں۔ اور یہ کہ تم اللہ کے

عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَإِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ

عَلَى اللّٰهِ	إِنِّيْٓ + اٰتِيْكُمْ	بِسُلْطٰنٍ	مُّبِيْنٍ	وَإِنِّيْ	عُذْتُ	بِرَبِّيْ	وَرَبِّكُمْ
اللہ پر۔ مقابل	بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس	دلیل کے ساتھ	واضح	اور بیشک میں	پناہ چاہتا ہوں	اپنے رب کی	اور تمہارا رب

مقابل سرکشی نہ کرو، بے شک میں تمہارے پاس واضح دلیل کے ساتھ آیا ہوں اور بیشک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی

أَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

أَنْ تَرْجُمُوْنِ	وَإِنْ	لَّمْ تُؤْمِنُوْا	لِيْ	فَاعْتَزِلُوْنِ
کہ تم مجھے سنگسار کردو	اور اگر	تم ایمان نہیں لاتے	مجھ پر	تو ایک کنارے ہو جاؤ مجھ سے

(اس سے) کہ تم مجھے سنگسار کردو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے ایک کنارے ہو جاؤ۔

﴿۱۸﴾ أَنْ أَيْ بِأَنْ أَدُّوْٓا إِلَيَّ مَا أَدْعُوْكُمْ
إِلَيْهِ مِنَ الْإِيْمَانِ أَيْ أَظْهِرُوْا
إِيْمَانَكُمْ بِالطَّاعَةِ لِيْ يَا
عِبَادَ اللّٰهِ ؕ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
أَمِيْنٌ ○ عَلٰى مَا أُرْسِلْتُ بِهٖ
﴿۱۹﴾ وَأَنْ لَّا تَعْلُوْا تَتَجَبَّرُوْا عَلَى
اللّٰهِ بِتَرْكِ طَاعَتِهٖ إِنِّيْٓ
اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ بُرْهَانٍ
مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ عَلٰى رِسَالَتِيْ
فَتَوَعَّدُوْهُ بِالرَّجْمِ فَقَالَ
﴿۲۰﴾ وَإِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ أَنْ
تَرْجُمُوْنِ ○ بِالْحِجَارَةِ
﴿۲۱﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ
تُصَدِّقُوْنِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ○
فَاتْرُكُوْا أَذَايَ فَلَمْ يَتْرُكُوْهُ

﴿۱۸﴾ اے اللہ کے بندو جو کچھ میں تم کو حکم کرتا ہوں ایمان لانے کا اس کو پورا کرو اور میری اطاعت کرو۔

بیشک تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آیا ہوں۔
امانت دار ہوں ان احکام پر جو مجھ کو دیئے گئے۔

﴿۱۹﴾ اور یہ کہ تم اللہ کے سامنے تکبر نہ کرو، اس کی بندگی سے منہ نہ موڑو۔ بیشک میں تمہارے پاس دلیل ظاہر لایا ہوں اپنے پیغمبر ہونے کی۔
اس پر انھوں نے اس کو ڈرایا کہ ہم تجھے سنگسار کردیں گے۔ اس نے کہا۔

﴿۲۰﴾ اور بے شک میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو۔

﴿۲۱﴾ اور اگر تم میری بات نہیں مانتے۔ تو مجھ کو چھوڑ دو ایذا نہ دو

پھر بھی انھوں نے اس کو نہ چھوڑا

تشریح

(۱۸) قوم فرعون سے رسول نے کہا تھا کہ میں رسولِ امین ہوں اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو | اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ کو قوم فرعون کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ اور اپنی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں دے دو۔ انھوں نے کہا کہ میں رسولِ امین ہوں یعنی اپنی طرف سے کوئی بات ملا کر کہنے والا نہیں ہوں کوئی قانون اپنی طرف سے گھڑنے والا نہیں ہوں، اپنی ذاتی خواہش سے کچھ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ پروردگار نے میرے بھیجنے والے نے جو مجھ سے کہا ہے وہ کسی کمی بیشی کے بغیر تم تک پہنچا رہا ہوں۔ میں پوری طرح بھروسے کے قابل ہوں لہٰذا میری بات مانو۔ جو میں ہدایت پیش کر رہا ہوں اس کی پیروی کرو۔ یہ میرے رب کی طرف سے تمہارے اوپر میرا حق ہے تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم اللہ کے آزاد کردہ بندوں کو اپنا غلام بناؤ۔ ان کو میرے حوالے کرو میں ان کو جہاں چاہوں لے جاؤں۔

(۱۹) سرکشی مت کرو میں سند لے کر آیا ہوں | اللہ کے مقابلے میں سرکشی کا رویہ اختیار مت کرو کیونکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اللہ کی طرف سے کہہ رہا ہوں اور اس کا انکار کرنا گویا اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے میں مکمل سند اور صریح دلائل کے ساتھ آیا ہوں۔ اگر تمہیں اس میں شک ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوں یا نہیں تو میں تمہارے سامنے وہ سندیں پیش کر رہا ہوں جو اللہ کی طرف سے میرے رسول مقرر ہونے کی کھلی دلیلیں ہیں ـــ حضرت موسیٰؑ فرعون کے دربار میں پہلی مرتبہ پہنچنے کے بعد سے مصر کے آخیر زمانہ قیام تک فرعون اور اس کی قوم کو وہ کھلے معجزے دکھاتے رہے جو آپ کے سچے رسول ہونے کی دلیل تھے۔ عصا، ید بیضاء، اور دوسرے کتنے ہی معجزات جو حضرت موسیٰ کی صداقت کی کھلی نشانی تھے۔ وہ لوگ ایک سند کو جھٹلاتے تھے تو حضرت موسیٰ ایک دوسری سند پیش کر دیتے تھے مگر قوم فرعون کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑی رہی۔

(۲۰) موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ میں آچکا ہوں | جب فرعون حضرت موسیٰ کو دھمکیاں دیتا تھا تو آپ ان کی دھمکیوں کے جواب میں فرماتے تھے کہ میں تمہارے ظلم اور ایذاء سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں وہ میری حمایت پر ہے اور مجھے اس کی حفاظت پر بھروسہ ہے۔

(۲۱) مجھے ایذا پہنچانے سے باز رہو | فرعون اپنی ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا تھا۔ ادھر حضرت موسیٰ جو نشانیاں پیش کر رہے تھے اس کا کچھ نہ کچھ اثر مصر کے لوگوں پر پڑ رہا تھا اگرچہ وہ ابھی فرعون کے ڈر سے کھل کر سامنے نہیں آ رہے تھے مگر فرعون محسوس کر رہا تھا کہ اس کا سنگھاسن ہل رہا ہے۔ اس نے لوگوں کے سامنے اپنا اور موسیٰ کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ بتاؤ میں بہتر ہوں یا یہ حقیر سا آدمی جو الجھی الجھی باتیں کرتا ہے نہ اس کا کوئی دبدبہ ہے نہ وقار ہے۔ ہمارے سفیروں کے پاس سونے کے کنگن ہوتے ہیں یہ کیسا خدا کا سفیر ہے کہ نہ اس کے پاس سونے کے کنگن ہیں نہ اس کے چوب دار اور خادموں کا کوئی دستہ ہے۔

فرعون اتنا زیادہ گھبرا گیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا کہ :- اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ۔ (سورۂ مومن آیت ۲۷)

(میں نے پناہ لی اپنے رب اور تمہارے رب کی ہر اس متکبر سے جو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔)

حضرت موسیٰ نے اس بات کا حوالہ دے کر فرمایا کہ دیکھو میں تمہارے حملوں کے مقابلے میں اللہ رب العلمین کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو نہ مانو۔ مگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مجھ پر ہرگز ہاتھ مت ڈالنا ـــ اور اپنی قوم کو لے جاؤں تو راہ مت روکنا۔

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ

فَدَعَا	رَبَّهٗ	اَنَّ	هٰٓؤُلَآءِ	قَوْمٌ + مُّجْرِمُوْنَ	فَاَسْرِ
تو اس نے دعا کی	اپنے رب سے	کہ	یہ	مجرم قوم	تو تو لے جا

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (ارشاد الٰہی ہوا) تو تم میرے

بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ

بِعِبَادِیْ	لَیْلًا	اِنَّكُمْ	مُّتَّبَعُوْنَ	وَاتْرُكِ
میرے بندوں کو	رات میں	بیشک تم	پیچھا کیے جاؤ گے (تعاقب کیے جاؤ گے)	اور چھوڑ جاؤ

بندوں کو لے جاؤ راتوں رات، بے شک تمہارا تعاقب ہو گا۔ اور دریا کو چھوڑ جاؤ (پار کر جاؤ)

الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

الْبَحْرَ	رَهْوًا	اِنَّهُمْ	جُنْدٌ	مُّغْرَقُوْنَ	كَمْ + تَرَكُوْا
دریا	ٹھہرا ہوا	بیشک وہ	ایک لشکر	ڈوبنے والے	وہ کتنے (ہی) چھوڑ گئے

ٹھہرا (تھما) ہوا۔ بے شک وہ ایک لشکر ہیں ڈوبنے والے۔ اور وہ چھوڑ گئے کتنے ہی

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾

مِنْ	جَنّٰتٍ	وَّعُیُوْنٍ	وَّزُرُوْعٍ	وَّمَقَامٍ	كَرِیْمٍ
سے	باغات	اور چشمے	اور کھیتیاں	اور مکان	نفیس

باغات اور چشمے اور کھیتیاں اور نفیس مکان

﴿۲۲﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ اَیْ بِاَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ مُشْرِكُوْنَ فَقَالَ تَعَالٰی

﴿۲۲﴾ سو اس نے دعا کی اپنے رب سے کہ بے شک یہ لوگ شرک کرنے والے ہیں۔ پس فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ۔

﴿۲۳﴾ فَاَسْرِ بِقَطْعِ الْهَمْزَةِ وَوَصْلِهَا بِعِبَادِیْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ یَتَّبِعُكُمْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

﴿۲۳﴾ لے جا تو میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات میں بالضرور فرعون اور اس کا لشکر تمہارا پیچھا کریں گے۔

﴿۲۴﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ اِذَا قَطَعْتَهٗ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ رَهْوًا سَاكِنًا مُتَفَرِّجًا حَتّٰی تَدْخُلَهُ الْقِبْطُ

﴿۲۴﴾ اور جس وقت تو اور تیرے اصحاب دریا کو طے کر لو تو اس کو کھلا ہوا ٹھیر نے والا چھوڑ دے تا کہ اس میں داخل ہو جاویں قبطی۔

إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ۝ بے شک وہ تمام لشکر غرق کیا جاوے گا۔ اس پر موسیٰ

فَاطْمَأَنَّ بِذَٰلِكَ فَأُغْرِقُوا کو اطمینان ہوا پس غرق کئے گئے وہ یعنی فرعون اور اس کا لشکر۔

(۲۵) كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ بَسَاتِينَ تَجْرِي (۲۵) کس قدر باغ اور نہریں بہتی ہوئی۔

(۲۶) وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ مَجْلِسٍ حَسَنٍ (۲۶) اور کھیتیاں اور عمدہ مجالس۔

تشریح

(۲۲) حضرت موسیٰ کی دعا | آخر مجبور ہو کر حضرت موسیٰ ع نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ لوگ باز آنے والے نہیں ہیں اب ان کے ساتھ رعایت برتنے اور ان کو اصلاح کا موقعہ دینے کی کوئی گنجائش نہیں رہی اب وقت آگیا ہے کہ حضور آخری فیصلہ فرمادیں۔

(۲۳) امت موسوی کو ہجرت کا حکم | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ع کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ ان میں بنی اسرائیل مصر کے وہ قبطی باشندے جو اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور وہ بھی جنھوں نے حضرت موسیٰ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا ـــــ سب کو راتوں رات مصر سے لے کر نکل پڑو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بتا دیا کہ ہجرت کے لئے رات کا وقت ہے کیونکہ دن ہوتے ہی تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

(۲۴) سمندر کو اسی حالت پر رہنے دو | حضرت موسیٰ ع اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایمان لانے والے اہل اسلام اپنی امت کو لے کر مصر سے راتوں رات روانہ ہوئے۔ فرعون کو جب معلوم ہوا کہ موسیٰ ع قوم کو لے کر مصر سے نکل گئے ہیں تو اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حضرت موسیٰ کے آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر، حضرت موسیٰ درمیان میں پوری قوم کے ساتھ پھنسے ہوئے تھے۔ اس وقت جب بچنے کی کوئی صورت نہ تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ع کو حکم دیا کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ کے لاٹھی مارنے پر سمندر بیچ میں سے پھٹ گیا پانی دونوں طرف رک گیا اور درمیان میں راستہ پیدا ہو گیا۔ حضرت موسیٰ ع اپنی پوری امت کو لے کر بحفاظت سمندر پار کر گئے اور وہ چاہتے تھے کہ دوبارہ لاٹھی مار کر سمندر کو برابر کر دیں تاکہ فرعون کا لشکر اس راستے سے گزر کر ان تک نہ پہنچ سکے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ سمندر کو اسی حال پر کھلا چھوڑ دو جس طرح وہ پھٹا ہوا ہے اسی طرح پھٹا کا پھٹا رہنے دو تاکہ فرعون اپنے لشکر سمیت اس راستے پر اُتر آئے پھر سمندر کو چھوڑ دیا جائے گا اور یہ پوری فوج سمندر میں غرق کر دی جائے گی ـــ چنانچہ ایسا ہی ہوا ـــــ فرعون مع اپنے پورے لشکر کے غرقاب ہو گیا۔

(۲۵) فرعونیوں کے شاندار محل | فرعونی سمندر میں غرق ہو گئے۔ کیسے کیسے ان کے شاندار محل تھے باغات تھے چشمے تھے اور کھیت تھے جو وہ چھوڑ گئے، یہ سب چیزیں جو انھوں نے جمع کی تھیں اسی دنیا میں رہ گئیں۔

(۲۶) عیش کے سروسامان | کتنے ہی عیش کے سروسامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے وہ حسرت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور یہ سب چیزیں اسی دنیا میں پڑی رہ گئیں۔

وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فٰكِهِينَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا

وَنَعْمَةٍ	كَانُوا	فِيهَا	فٰكِهِينَ	كَذٰلِكَ	وَاَوْرَثْنٰهَا	قَوْمًا
اور نعمتیں	وہ تھے	اس میں	مزے اڑاتے	اسی طرح	اور ہم نے وارث بنایا ان کا	قوم

اور نعمتیں جن میں وہ مزے اڑاتے تھے۔ اسی طرح (ہوا) اور ہم نے دوسری قوم کو ان کا

اٰخَرِينَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا

اٰخَرِينَ	فَمَا بَكَتْ	عَلَيْهِمُ	السَّمَاءُ	وَالْأَرْضُ	وَمَا كَانُوا
دوسرے	سو نہ روئے	ان پر	آسمان	اور زمین	اور نہ ہوئے وہ

وارث بنایا، سو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور نہ ہوئے وہ

مُنْظَرِينَ ﴿۲۹﴾ ع وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَاءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ ع ۱ ۲۹ ۱۴

مُنْظَرِينَ	وَلَقَدْ نَجَّيْنَا	بَنِي إِسْرَاءِيلَ	مِنَ	الْعَذَابِ
ڈھیل دیئے گئے	اور تحقیق ہم نے نجات دی	بنی اسرائیل	سے	عذاب

ڈھیل دیئے گئے (انھیں ڈھیل نہ دی گئی) اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت والے عذاب سے

الْمُهِينِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾

الْمُهِينِ	مِنْ	فِرْعَوْنَ	إِنَّهُ	كَانَ	عَالِيًا	مِنَ الْمُسْرِفِينَ
ذلت والا	سے	فرعون	بیشک وہ	تھا	سرکش	حد سے بڑھ جانے والوں میں سے

نجات دی (یعنی) فرعون سے بیشک وہ حد سے بڑھ جانے والوں سے سرکش تھا۔

﴿۲۷﴾ وَنَعْمَةٍ مُتْعَةٍ كَانُوا فِيهَا فٰكِهِينَ ○ نَاعِمِينَ

﴿۲۷﴾ اور ناز و نعمت وہ چھوڑ گئے جن میں وہ آرام اور راحت اٹھاتے تھے۔

﴿۲۸﴾ كَذٰلِكَ ط خَبَرُ مُبْتَدَأٍ أَيِ الْأَمْرُ وَأَوْرَثْنٰهَا أَيْ أَمْوَالَهُمْ قَوْمًا اٰخَرِينَ ○ أَيْ بَنِي إِسْرَاءِيلَ

﴿۲۸﴾ بات یہ ہی ہے جو ہم نے بیان کی۔ اور ہم نے ان کے اموال کا وارث دوسری قوم کو کیا یعنی بنی اسرائیل کو۔

﴿۲۹﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِينَ يَبْكِي عَلَيْهِمْ بِمَوْتِهِمْ مُصَلَّاهُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَمَصْعَدُ

﴿۲۹﴾ سو نہ روئے ان پر آسمان اور نہ زمین بخلاف ایمان والوں کے کہ ان کی موت سے روتی ہے ان کی نماز پڑھنے کی جگہ زمین سے۔ اور ان کے عملوں کے چڑھنے کی جگہ آسمان سے۔

عَمَلِهِمْ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا
كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ مُؤَخَّرِيْنَ لِلتَّوْبَةِ
(۳۰) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝
قَتْلَ الْاَبْنَآءِ وَاسْتِخْدَامِ النِّسَآءِ
(۳۱) مِنْ فِرْعَوْنَ قِيْلَ بَدَلٌ مِنَ الْعَذَابِ
بِتَقْدِيْرِ مُضَافٍ اَيْ عَذَابُ وَقِيْلَ
حَالٌ مِنَ الْعَذَابِ اِنَّهٗ كَانَ
عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ اور ان کو مہلت نہ دی گئی توبہ کی کہ وہ توبہ کرسکیں۔

(۳۰) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ. مِنْ فِرْعَوْنَ
اور بےشک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب کہ وہ ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور عورتوں کو خدمت میں رکھتا تھا۔

(۳۱) بے شک فرعون متکبر حد سے بڑھنے والا تھا۔

تشریح

(۲۷) عیش کے سامان سب دھرے رہ گئے | کیسی کیسی نعمتیں تھیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے، کیسے کیسے سامان عیش تھے جن کے وہ مزے لوٹ رہے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ہم سب یہیں دھرے رہ گئے۔

(۲۸) فرعونیوں کے سارے سروسامان کے دوسرے لوگ وارث ہوگئے | فرعونی اپنی زمین اپنے سروسامان سب اس دنیا میں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ ان کا انجام ہوا۔ اور ہم نے دوسروں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا۔ دنیا میں یہی ہوتا ہے انسان مال و دولت جمع کرتا ہے، سامان عیش اکٹھے کرتا ہے، چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس پر قابض ہو جاتے ہیں۔

(۲۹) نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین | یہ تھی قوم فرعون کہ جب پکڑ آگئی تو ذرا سی مہلت نہ دی گئی۔ ان کی موت پر نہ آسمان رویا نہ زمین نے کوئی آنسو بہایا۔ جب وہ حکمران تھے ان کی عظمت کے ڈنکے بجتے تھے، ان کی تعریفوں کے ترانوں سے فضائیں گونج رہی تھیں، خوشامدیوں کے جھمگھٹے آگے پیچھے لگے رہتے تھے، ان کی ہوا باندھی جاتی تھی، ان کی تعریفوں کے پل باندھے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا ان کے احسانوں کے تلے دبی ہوئی ہے۔ مگر جب گرے تو کوئی آنکھ ان پر رونے والی نہ تھی ـــــ جب گرے تو ایسے اٹھا کر پھینک دیئے گئے جیسے کوڑا پھینک دیا جاتا ہے۔

(۳۰) بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات | فرعون مع لشکر کے سمندر میں غرق ہوگیا اور اس طرح اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات عطا فرمادی۔ اس فرعون نے پوری قوم کو غلام بنا کر رکھ لیا تھا انتہا تھی کہ ان کے بیٹوں کو قتل کردیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا تاکہ ان کو اپنی باندی بنالے اور اس طرح پوری قوم آہستہ آہستہ اپنی شناخت ختم کردے اور اس کا وجود مٹ جائے۔

(۳۱) فرعون بذات خود عذاب تھا | بنی اسرائیل پر فرعون نے جو جو ستم کئے وہ تو تھے ہی۔ اصل میں بذات خود فرعون ہی مجسم عذاب تھا جو بھی بنی اسرائیل پر ظلم ہوتے تھے ان کی جڑ یہی فرعون تھا۔ طرح طرح سے اس قوم کو تکلیف دیتا تھا ذلیل کرتا تھا۔ بڑے اونچے درجے کا سرکش تھا۔

وہ لوگ جو اپنے تکبر اور غرور میں حد سے آگے گزر جاتے ہیں ان متکبرین میں فرعون بڑا متکبر اور سرکش تھا یعنی متکبرین میں بھی بڑا اونچے درجے کا متکبر ـــ سرکشوں کا سردار۔ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت پر خدائی روپ دھارے بیٹھا تھا۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾

عَلٰى + الْعٰلَمِيْنَ	عَلٰى + عِلْمٍ	وَلَقَدِ + اخْتَرْنٰهُمْ
تمام جہان والوں پر	دانستہ	اور البتہ ہم نے انھیں پسند کیا

اور البتہ ہم نے انھیں تمام جہان والوں پر دانستہ پسند کیا

وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

مُّبِيْنٌ	بَلٰٓؤٌا	مَا فِيْهِ	مِّنَ + الْاٰيٰتِ	وَاٰتَيْنٰهُمْ
کھلی	آزمائش	وہ جن میں	نشانیاں	اور ہم نے انھیں دی

اور ہم نے انھیں کھلی نشانیاں دیں جن میں کھلی آزمائش تھی

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا

اِلَّا	اِنْ + هِيَ	لَيَقُوْلُوْنَ	هٰٓؤُلَآءِ	اِنَّ
مگر۔ صرف	نہیں یہ	البتہ کہتے ہیں	یہ لوگ	بیشک

بے شک یہ لوگ کہتے ہیں یہ تو صرف ہمارا ایک

مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾

بِمُنْشَرِيْنَ	وَمَا نَحْنُ	الْاُوْلٰى	مَوْتَتُنَا
دوبارہ اٹھائے جانے والے	اور ہم نہیں	پہلی (ایک ہی) بار	ہمارا مرنا

ہی بار مرنا ہے اور ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں۔

﴿۳۲﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ اَيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنَّا بِحَالِهِمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ اَيْ عَالَمِيْ زَمَانِهِمْ اَيِ الْعُقَلَاءِ

﴿۳۲﴾ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو پسند کیا اور فضیلت دی ان کے زمانہ کے عقلاء پر درآں حالیکہ ہم ان کے حال سے واقف تھے۔

﴿۳۳﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ○ نِعْمَةٌ ظَاهِرَةٌ مِنْ فَلْقِ الْبَحْرِ وَالْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَغَيْرِهِمَا

﴿۳۳﴾ اور ہم نے ان کو وہ نشانیاں دیں جو ظاہر انعام تھا جیسے دریا کو چیرنا ان کے چلنے کو اور من وسلویٰ ان پر اتارنا اور اس کے سوا اور نعمتیں ان کو دیں۔

(۳۴) اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَیْ کُفَّارِ مَکَّۃَ لَیَقُوْلُوْنَ ○

(۳۴) بے شک کفار مکہ کہتے ہیں۔

(۳۵) اِنْ ھِیَ مَا الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ بَعْدَھَا الْحَیٰوۃُ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰی اَیْ وَھُمْ نُطَفٌ وَّمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ○ بِمَبْعُوْثِیْنَ اَحْیَاءً بَعْدَ الثَّانِیَۃِ

(۳۵) کہ وہ موت جس کے بعد حیات ہوتی ہے وہی ہماری اول موت ہے یعنی جب کہ ہم نطفہ تھے۔

اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے زندہ کر کے اس دوسری موت کے بعد۔

تشریح

(۳۲) **دنیا کی قوموں میں بنی اسرائیل کا انتخاب** | اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی زمین کی سلطنت اس قوم کے سپرد کرتا ہے جو اس کے بنائے ہوئے اس گلشن کو آباد رکھ سکے۔ یہ دنیا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کا چمن ہے چمن کا مالک جب اپنے گلستاں کے لئے کسی کو مالی کے طور پر چنتا ہے تو یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرے گلشن کے درختوں اور پھولوں کی بلا امتیاز و تفریق دیکھ بھال کر سکے اور ان کو پروان چڑھا سکے گا؟

اللہ تعالیٰ قوموں میں اسی قوم کا انتخاب کرتا ہے جو انصاف کے ساتھ باغبانی کے فرائض انجام دے سکے فرعون کے بعد اس وقت کی قوموں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا انتخاب فرمایا۔ اس قوم کی خوبیاں اور کمزوریاں، دونوں اللہ تعالیٰ کی نظر میں تھیں لیکن اس وقت کی قوموں میں قوم بنی اسرائیل کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ اس وقت یہی قوم دنیا کی انقلابی قوموں میں زیادہ موزوں تھی۔ اللہ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے اور توحید کا علم بلند کرنے کے لئے دوسری قوموں پر ترجیح دیتے ہوئے بنی اسرائیل کا انتخاب کیا۔ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے اتنے دنیا کی کسی قوم میں نہیں آئے۔ یہ بھی اس قوم کی فضیلت ہے۔

(۳۳) **بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے طرح طرح کی نشانیاں دکھائی گئیں** | قوم بنی اسرائیل ہر طرح کے دور سے گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے ذریعے ایسی نشانیاں دکھائیں جس میں قوم کی کھلی آزمائش تھی مثلاً چالیس سال تک اتنی بڑی قوم کے لئے من و سلویٰ کا انتظام۔ تیہ کے کھلے میدان میں پوری قوم پر بادل کا سایہ اور اس کے علاوہ بہت سی نشانیاں۔

(۳۴) **مشرکین مکہ کی گمراہی** | قوموں کی تاریخ ان کی زندگی کے نشیب و فراز، فرعون جیسے متکبر کی سلطنت کا خاتمہ اور پھر اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کا قوموں کی امامت کے لئے انتخاب، پھر ان کا زوال عبرت کی یہ تمام داستانیں سامنے رکھی گئیں ــــــــــ مکے کے مشرک اور باطل پرست اس کے باوجود اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں اگلی آیت میں دیکھئے۔

(۳۵) **باطل پرست کہتے ہیں کہ اس موت کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے** | باطل پرست اور مکے کے مشرک اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے کہ بس یہ موت جو دنیا میں آئے گی اور پہلی بار جب ہم مریں گے تو فنا ہو جائیں گے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے کوئی حشر اور کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ نہ ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور نہ اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا کوئی حساب کتاب ہوگا۔ اس طرح وہ آخرت اور موت کے بعد زندگی کا انکار کرتے ہیں۔ اور اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہیں۔

فَأْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

فَاْتُوْا	بِاٰبَآئِنَا	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	اَهُمْ	خَيْرٌ	اَمْ	قَوْمُ تُبَّعٍ
تو لے آؤ	ہمارے باپ دادا	اگر تم ہو	سچے	کیا وہ	بہتر	یا	قوم تبع

اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ کیا وہ بہتر تھے یا تبّع کی قوم

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

وَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	اَهْلَكْنٰهُمْ	اِنَّهُمْ	كَانُوْا	مُجْرِمِيْنَ
اور جو لوگ	ان سے قبل	ہم نے ہلاک کیا انھیں	بیشک وہ	تھے	مجرم (جمع)

اور جو لوگ ان سے قبل تھے؟ ہم نے انھیں ہلاک کیا بے شک وہ مجرم لوگ تھے۔

﴿۳۶﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَا اَحْيَاءً اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ○ اِنَّا نُبْعَثُ بَعْدَ مَوْتِنَا
اَیْ نُحْيَا قَالَ تَعَالٰى
﴿۳۷﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ هُوَ نَبِیٌّ
اَوْ رَجُلٌ صَالِحٌ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
مِنَ الْاُمَمِ اَهْلَكْنٰهُمْ لِكُفْرِهِمْ
وَالْمَعْنٰى لَيْسُوْا اَقْوٰى مِنْهُمْ
فَاُهْلِكُوْا اِنَّهُمْ كَانُوْا
مُجْرِمِيْنَ ○

﴿۳۶﴾ سو اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مر کر زندہ ہوں گے تو لاؤ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

﴿۳۷﴾ کہ یہ لوگ بہتر ہیں یا قوم تبّع (تبّع پیغمبر ہوا ہے یا کوئی نیک آدمی تھا) اور وہ امتیں جو ان سے پہلے گزریں کہ ہم نے ان کو ہلاک کیا بسبب ان کے کفر کے حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے زیادہ قوت والے نہیں سو وہ لوگ ہلاک کئے گئے بیشک وہ لوگ مشرک تھے۔

تشریح

﴿۳۶﴾ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو قبروں سے اٹھا کر لاؤ اس موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے کوئی حشر نشر نہیں ہے، کوئی عالم آخرت نہیں ہے، کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ اپنے اس دعوے کے لئے ان کی دلیل یہ تھی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ۔

حالاں کہ یہ دلیل نہایت بھونڈی دلیل تھی اس لئے کہ یہ کب کہا جارہا تھا کہ انسان مرنے کے بعد اسی دنیا میں زندہ ہوگا۔ بلکہ بتایا یہ جارہا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ دوسری دنیا میں زندگی ہوگی۔ یہ کب کہا کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اسی دنیا میں واپس آئیں گے۔ یہ دعویٰ نہ نبی نے کیا تھا نہ کسی مسلمان نے کہ ہم مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ بلکہ دوسری زندگی کا تعلق عالم آخرت کے ساتھ ہے اور اس کے لئے بہت سی دلیلیں قرآن نے پیش کی ہیں۔ عقل بھی کہتی ہے کہ ایک ایسا عالم ہونا چاہیے کہ جہاں انسان کو اپنے اعمال کی پوری پوری جزا ملے۔ اور پورے پورے بدلے کے لئے یہ عالم کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ایک اور عالم کی ضرورت ہے اس لئے یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے جہاں انسان کو

زندہ کرکے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

جو پروردگار انسان کو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دوبارہ انسان کو جوں کا توں بنا کر کھڑا کردے۔

(۳۷) یہ دنیا دارالعمل اور دارالامتحان ہے اور اس دنیا میں انسان ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے یہاں انسان کا قیام عارضی ہے۔ ایک مقررہ مدت تک اُس کو اس دنیا میں رہنا ہے۔ اس دنیا کے بعد ایک دوسرا عالم ہے جسے عالم آخرت کہتے ہیں۔ عالم آخرت میں اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا حساب کتاب ہوتا ہے۔ اُس کے مطابق جزا سزا ملتی ہے۔ عالم آخرت لافانی ہے اور یہ عالم فانی ہے۔ عالم آخرت اور اس دنیا کے درمیان موت کا پردہ حائل ہے جسمانی موت کے بعد انسان اس عالم میں چلا جاتا ہے۔ اور پھر جب اللہ تعالٰی چاہیں گے اسی جسم و جان کے ساتھ انسان کو زندہ اٹھائیں گے اور انسان اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا ——— یہ ہے عقیدۂ آخرت۔

عقیدۂ آخرت کی اہمیت یہ ہے کہ جو شخص یا جو قوم اس کا انکار کرے اس میں لازمی طور پر اخلاقی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ انکار آخرت کسی شخص یا گروہ یا قوم کو مجرم بنائے بغیر نہیں رہنے دیتا۔

انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جتنے لوگ برباد ہوئے ہیں ان کی بربادی میں لازمی طور پر عقیدۂ آخرت کا انکار شامل رہا ہے۔

اُس عقیدے کا انکار گھن کی طرح انسانیت کو ختم کردیتا ہے اور انسان اپنی اغراض کا اور خواہشات کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے۔

مکے کے باطل پرست جو آخرت کا انکار کر رہے تھے ان کے سامنے اللہ تعالٰی نے قوم تُبّع اور اس سے پہلی قوموں کی تباہی ان کی بربادی بطور مثال عبرت پیش کی ہے۔

یہ قوم تبع کیا ہے؟ اصل میں یہ یمن کے بادشاہ کا لقب تھا۔ یمن کا ایک قبیلہ تھا حِمیَرُ۔ اس قبیلے کے جو بھی بادشاہ ہوتے تھے ان کا لقب تُبّع ہوتا تھا جیسے فارس کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ، روم کے بادشاہوں کا لقب قیصر، اور مصر کے بادشاہوں کو فرعون کہا جاتا تھا۔ اسی طرح یمن کے قبیلے حِمیَرُ کو تُبّع کہتے تھے۔ یہ لوگ قوم سبا کی ایک قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۱۵ق م میں ان کو سبا کے ملک پر غلبہ حاصل ہوا اور ۳۰۰ء تک یہ اُس ملک پر حکمرانی کرتے رہے۔ بڑی قوت اور شوکت والی قوم تھی عرب میں صدیوں تک ان کی عظمت کے گیت گائے جاتے رہے۔ اور آخر یہ قوم اپنی بداخلاقی اور عیش پرستی کی وجہ سے اسی طرح تباہ ہوگئی جس طرح ان سے پہلی قومیں عاد و ثمود وغیرہ اپنی نافرمانیوں اور ظلم کی وجہ سے ہلاک کی گئیں۔

اللہ تعالٰی قریش کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم ان قوموں سے کچھ زیادہ افضل نہیں ہو۔ یہ اپنے زمانے کی بڑی ترقی یافتہ قومیں سمجھی جاتی تھیں۔ مگر ان کی تباہی کے اسباب پر غور کرو تو اُس کی تہہ میں تمہیں عقیدۂ آخرت کا انکار نظر آئے گا جس نے ان قوموں کو بداخلاقیوں اور بدکاریوں میں مبتلا کردیا تھا۔ اور آخر کار یہ قومیں اپنی دنیوی ترقیوں کے باوجود تباہ کردی گئیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

وَمَا	خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا	لٰعِبِيْنَ
اور نہیں	ہم نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور جو ان دونوں کے درمیان	کھیلتے ہوئے

اور آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے (عبث کھیل کود) نہیں پیدا کیا

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

مَا خَلَقْنٰهُمَا	اِلَّا بِالْحَقِّ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
ہم نے نہیں پیدا کیا انہیں	مگر حق کے ساتھ (ٹھیک طور پر)	اور لیکن	ان میں سے اکثر	نہیں جانتے

ہم نے انھیں نہیں پیدا کیا مگر ٹھیک طور پر لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے

۳۸ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ بِخَلْقِ ذٰلِكَ حَالٌ

۳۸ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے لہو ولعب کی راہ سے نہیں بنایا۔

۳۹ مَا خَلَقْنٰهُمَا وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ اَىْ مُحِقِّيْنَ فِىْ ذٰلِكَ لِيُسْتَدَلَّ بِهٖ عَلٰى قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا وَغَيْرَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ اَىْ كُفَّارَ مَكَّةَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۳۹ ہم نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان میں ہے حق بنایا کہ ان کو دیکھ کر ہماری قدرت اور توحید وغیرہ پر دلیل پکڑی جاوے۔

لیکن کفار مکہ اس کو نہیں جانتے۔

تشریح

۳۸ کارخانۂ عالم کوئی کھیل تماشا نہیں | یہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں یہ اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ کھیل تماشے نادان بچے کیا کرتے ہیں کوئی دانا آدمی کوئی کام بے مقصد اور فضول نہیں کرتا تو پھر پروردگار عالم سے یہ امید رکھنا کہ اس نے اتنا بڑا کارخانہ ایک تماشے کے طور پر بنایا ہو نادانی کی بات ہے۔

۳۹ اللہ نے یہ کارخانۂ عالم بڑی حکمت سے بنایا ہے | اللہ نے یہ کارخانہ زمین وآسمان کی یہ تمام چیزیں بڑی حکمت سے پیدا کی ہیں جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہے گا۔ وہی نتیجہ آخرت ہے۔ جو شخص موت کے بعد کی زندگی اور آخرت کی جزا اور سزا کا انکار کرتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ کارخانہ کوئی بچوں کا کھلونا ہے کہ بس ایک دن یوں ہی ختم ہو جائے گا کسی اچھے اور برے کام کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا یہ کائنات ایک خالق حکیم کی بنائی ہوئی ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس نے یہ عالم بنایا اس نے انسان کو پیدا کیا اس کو عقل وشعور دانائی اور علم عطا کیا تاکہ یہ دیکھے کہ انسان کس راہ پر چلتا ہے۔ یہی اس کی حکمت تخلیق ہے یہ زندگی ایک امتحان ہے اور امتحان کا نتیجہ لازماً نکل کر رہے گا۔ اسی نتیجہ کا نام آخرت ہے۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ لا

إِنَّ	يَوْمَ - الْفَصْلِ	مِيقَاتُهُمْ	أَجْمَعِينَ
بیشک	فیصلہ کا دن	ان سب کا وقت مقرر	سب

بیشک فیصلہ کا دن (روز قیامت) ان سب کا وقت مقرر (میعاد) ہے

﴿٤٠﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ اللّٰهُ فِيهِ بَيْنَ الْعِبَادِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ○ لِلْعَذَابِ الدَّائِمِ

(۴۰) بے شک قیامت کا دن جس میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیں گے بندوں میں

ان سب کافروں کے لئے عذاب دائمی کا وقت ہے۔

تشریح

(۴۰) سب کے لئے فیصلے کا ایک دن مقرر ہے | اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا ایک نظام بنایا ہے کہ ایک مقررہ وقت تک انسان کو دنیا میں رہنا ہے پھر وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی بساط لپیٹ دیں گے قیامت قائم ہوگی تمام انسان اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام کام اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق ہوں گے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ مُردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ یہ حیات بعد الموت (موت کے بعد زندہ ہونا) یہ سب اللہ کے منصوبے کے مطابق انجام پائے گا۔ اس بات کو ماننا یا نہ ماننا انسان کی مرضی پر ہے۔ اگر وہ مانے گا تو اپنا ہی بھلا کرے گا اور اس دن کی کامیابی کے لئے تیاری کرے۔ اگر نہیں مانتا اور یہ سمجھتا ہے برائی بھلائی جو کچھ ہے اسی دنیا کی زندگی تک ہے۔ مرنے کے بعد کوئی عدالت نہیں ہے اچھے برے اعمال کا نتیجہ سامنے آنا نہیں ہے تو وہ خود اپنے ہی حق میں برا کرے گا۔

یہ مطالبہ کرنا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو جو مر چکے ہیں زندہ کر کے دکھاؤ۔ یہ ایک بے جا مطالبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نظام ایک مقررہ منصوبے پر چل رہا ہے کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ کہ اگر کوئی موت کے بعد کی زندگی سے انکار کرے تو فوراً ایک مردہ قبرستان سے اٹھا کر اس کے سامنے کھڑا کر دیا جائے کہ یہ رہا موت کے بعد زندگی کا ثبوت۔

اس طرح کی فرمائشیں کرنا سنجیدہ اور صاف فکر لوگوں کا کام نہیں ہے۔ غور و فکر کا پہلو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو بے مقصد نہیں بھیجا اور اللہ کا بنایا ہوا یہ نظام بڑا حکیمانہ ہے اور اس میں کوئی چیز بھی بے فائدہ اور بے کار نہیں ہے۔ اس لئے انسان جیسی اہم مخلوق کو اللہ نے ایک بڑے مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے نتیجہ کا نام آخرت ہے۔

قابل توجہ بات جو ہے وہ یہ ہے کہ جو پروردگار ہر چیز کے پیدا کرنے کے قابل ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کرنا کون سا مشکل کام ہے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

يُنْصَرُوْنَ	وَّلَا هُمْ	شَيْئًا	عَنْ + مَّوْلًى	مَوْلًى	لَا يُغْنِيْ	يَوْمَ
مدد کیے جائیں گے	اور نہ وہ	کچھ	کسی ساتھی کے	کوئی ساتھی	نہ کام آئے گا	جس دن

جس دن کام نہ آئے گا کوئی ساتھی کچھ بھی کسی ساتھی کے اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ ع ۱۲ ۲ ۱۵

الرَّحِيْمُ	الْعَزِيْزُ	هُوَ	اِنَّهٗ	رَّحِمَ اللّٰهُ	مَنْ	اِلَّا
رحم کرنے والا	غالب	وہ	بیشک وہ	رحم کیا اللہ نے	جس	مگر

مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بیشک وہی غالب رحم کرنے والا ہے

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾

الْاَثِيْمِ	طَعَامُ	الزَّقُّوْمِ	شَجَرَتَ	اِنَّ
گنہگاروں	کھانا	تھوہر	درخت	بیشک

بیشک تھوہر کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہے۔

﴿۴۱﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى بِقَرَابَةٍ اَوْ صَدَاقَةٍ اَيْ لَا يَدْفَعُ عَنْهُ شَيْئًا مِّنَ الْعَذَابِ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ يُمْنَعُوْنَ مِنْهُ وَيَوْمَ بَدَلٌ مِّنْ يَوْمِ الْفَصْلِ

﴿۴۱﴾ وہ دن کہ اس میں کوئی دوست اور رشتہ دار کسی دوست اور رشتہ دار سے کچھ عذاب دفع نہ کر سکے گا۔

اور نہ ان کی مدد کی جاوے گی کہ وہ عذاب بچ جاویں۔

﴿۴۲﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَاِنَّهٗ يَشْفَعُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ بِاِذْنِ اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَالِبُ فِيْ اِنْتِقَامِهٖ مِنَ الْكُفَّارِ الرَّحِيْمُ ○ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

﴿۴۲﴾ مگر وہ جن پر اللہ رحم کرے۔ مراد ان سے ایمان والے ہیں کہ وہ باہم ایک دوسرے کی سفارش کریں گے حکم الٰہی سے۔

بے شک اللہ غالب ہے کفار سے بدلہ لینے میں۔

رحمت والا ہے ایمان والوں پر۔

۴۳ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ○ مِنْ اَخْبَثِ الشَّجَرِ الْمُرِّ بِتِهَامَةَ يُنْبِتُهَا اللّٰهُ فِى الْجَحِيْمِ

۴۴ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ اَىْ اَبُوْجَهْلٍ وَاَصْحَابُهٗ ذَوِى الْاِثْمِ الْكَثِيْرِ

۴۳ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ ○

بے شک درخت زقوم گنہگاروں کا کھانا ہے یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں

۴۴ کا جو بہت گناہ کرنے والے تھے۔ (زقوم ایک نہایت کڑوا اور بدمزہ درخت ہے جو مکہ کی زمین ہوتا ہے) اللہ اپنی قدرت سے اس کو دوزخ میں جما دے گا۔

تشریح

۴۱ اس دن نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا اور نہ کہیں سے مدد پہونچ سکے گی | قیامت کا وہ دن جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی وہاں ہر ایک کے اپنے اعمال ہی اس کا ساتھ دیں گے وہ دن ایسا ہوگا کہ نہ کوئی کسی کی حمایت کرے گا اور نہ کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

دنیا کی عدالتوں میں وکیل بھی ہوتے ہیں، حمایتی بھی مل جاتے ہیں۔ اِدھر اُدھر سے کسی مدد کی بھی امید ہو جاتی ہے۔ یہاں کی عدالتوں میں سچ کا جھوٹ اور جھوٹ کا سچ بھی بن جاتا ہے۔

لیکن اللہ کی عدالت کا معاملہ بالکل مختلف ہوگا وہاں فیصلہ حقائق کی بنیاد پر ہوگا۔ کوئی سفارش کوئی وکالت کوئی حمایت کچھ کام نہ آئے گی۔ اس لئے کسی پر بھروسہ کرکے یہ سمجھنا کہ یہ ہمیں وہاں چھڑائے گا ہمارا نجات دہندہ بن جائے گا یا کہیں سے کوئی مدد مل جائے گی۔ ان کی عدالت میں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ وہاں میزان عدل قائم ہوگی۔ بے لاگ عادلانہ اور بالکل کھرا فیصلہ ہوگا۔

۴۲ اللہ کی عدالت کا رنگ منصفانہ اور رحیمانہ ہوگا | اللہ کی عدالت میں مکمل اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہوں گے وہی حاکم حقیقی ہے اور وہی اس عدالت کا حاکم اعلیٰ ہوگا اس کے فیصلے کو نافذ کرنے سے نہ کوئی طاقت روک سکے گی اور نہ اس کے فیصلے پر کوئی اثر انداز ہو سکے گا۔ اس کی شان یہ ہے کہ وہ انصاف کرنے میں رحم دلی سے کام لے گا اس کی عدالت کا رنگ انتہائی منصفانہ اور رحیمانہ ہوگا کیونکہ وہ چیز پر غالب ہے لیکن اس کے ساتھ اس کی "شان رحمت" ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس دن وہی بچے گا جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے:

اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ

عدالت کے اس انداز کو بیان کرنے کے بعد آگے بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی عدالت میں جو لوگ مجرم ثابت ہوں گے ان کا کیا انجام ہوگا اور فرماں برداروں کو کس طرح انعامات سے نوازا جائے گا۔

۴۳ دوزخ میں زقوم کا درخت | زقوم جس کو سینڈ یا تھوہر کہتے ہیں ایک قسم کا درخت ہے جو تہامہ کے علاقے میں ہوتا ہے اس کا ذائقہ انتہائی کڑوا اور بو بڑی ناگوار قسم کی ہوتی ہے۔ توڑنے پر اس میں سے دودھ کی قسم کا رس نکلتا ہے۔ اگر یہ بدن کو لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ دوزخ میں یہ درخت کیسا ہوگا اس کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ زقوم کے درخت کی مشابہت کی وجہ سے اس کو بیان کیا گیا ہے۔ اشتراک اسمی ہے صحیح کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے ــــــ مطلب یہ ہے کہ دوزخ کا یہ درخت ایسا ہی ہوگا جیسے سمجھ لو دنیا میں تھوہر یا سینڈ کا درخت ہوتا ہے۔

۴۴ گنہگاروں کا کھانا | زقوم کا یہ درخت جس کا پھل نہایت کڑوا اور بدبودار ہوتا ہے وہ گنہگاروں کا اور مجرمین کا کھانا ہوگا۔ اور یہ کھانا کیا ہوگا اور اس کا اثر کیا ہوگا۔ اس کی کیفیت اگلی آیت میں بیان ہو رہی ہے۔

كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾

كَالْمُهْلِ	يَغْلِي	فِي الْبُطُونِ	كَغَلْيِ	الْحَمِيمِ
پگھلے ہوئے تانبے کی طرح	کھولتا ہے	پیٹوں میں	جیسے کھولتا ہوا	گرم پانی

(وہ) پیٹوں میں پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا رہے گا جیسے کھولتا ہوا گرم پانی

خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾

خُذُوهُ	فَاعْتِلُوهُ	إِلَىٰ	سَوَاءِ	الْجَحِيمِ
پکڑ لو اسے	پھر کھینچو اسے	تک	بیچوں بیچ	جہنم

اسے پکڑ لو پھر اسے جہنم کے بیچوں بیچ تک کھینچو۔

(۴۵) كَالْمُهْلِ اَیْ كَدُرْدِيِّ الزَّيْتِ الْاَسْوَدِ خَبَرٌ ثَانٍ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ○ بِالْفَوْقَانِيَّةِ خَبَرٌ ثَالِثٌ وَ بِالتَّحْتَانِيَّةِ حَالٌ مِّنَ الْمُهْلِ

(۴۵) جیسے سیاہ تیل کا تلچھٹ کروہ پیٹوں میں جوش کرے گا۔

(۴۶) كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ○ اَلْمَاءُ الشَّدِيْدُ الْحَرَارَةِ

(۴۶) جیسے کھولتا ہوا پانی۔

(۴۷) خُذُوهُ يُقَالُ لِلزَّبَانِيَةِ خُذُوا الْاَثِيْمَ فَاعْتِلُوهُ بِكَسْرِ التَّاءِ وَضَمِّهَا جُرُّوْهُ بِغِلْظَةٍ وَّشِدَّةٍ اِلٰى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ○ وَسْطِ النَّارِ

(۴۷) دوزخ کے فرشتوں سے کہا جاوے گا پکڑو اس نافرمان کو اور سختی سے کھینچ کر وسط دوزخ میں ڈالو۔

تشریح

(۴۵) زقوم کا پھل پیٹ میں جوش مارے گا | جب دوزخی زقوم کے پھل کو چبائیں گے تو اس کے چبانے سے جو رس نکلے گا وہ ایسا ہوگا جیسے تیل کی تلچھٹ۔ پیٹ میں جا کر جوش مارے گا۔

(۴۶) جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے | جب زقوم کے پھل کا یہ رس پیٹ میں پہنچے گا اور وہ تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا تو وہ پیٹ میں جوش مارے گا ایسے جوش مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔ یہ ہوگا دوزخ کے مجرمین کا کھانا جو ان کو کھلانے کے لئے دیا جائے گا۔

(۴۷) اس کو گھسیٹتے ہوئے لے چلو | اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان مجرمین کو پکڑ و اور گھسیٹتے ہوئے رگیدتے ہوئے جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ اور جہنم کے بیچوں بیچ لے جا کر کیا کرو۔ اگلی آیت میں اس کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۸﴾

ثُمَّ	صُبُّوْا	فَوْقَ	رَاْسِهٖ	مِنْ	عَذَابِ	الْحَمِیْمِ
پھر	ڈالو	پر۔ اوپر	اس کا سر	سے	عذاب	کھولتا ہوا پانی

پھر اس کے سر اوپر ڈالو کھولتے ہوئے پانی کے عذاب سے

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا

ذُقْ	اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِیْزُ	الْكَرِیْمُ	اِنَّ هٰذَا
چکھ	بیشک تو	تو	زور آور	عزت والا	بیشک یہ

چکھ بیشک تو (اپنے زعم میں) زور آور عزت والا ہے۔ بے شک یہ ہے

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ

مَا كُنْتُمْ	بِهٖ	تَمْتَرُوْنَ	اِنَّ	الْمُتَّقِیْنَ	فِیْ
جو تم تھے	اس میں	شک کرتے	بیشک	متقی (جمع)	میں

جس میں تم شک کرتے تھے۔ بے شک متقی امن کے

مَقَامٍ اَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾

مَقَامٍ	اَمِیْنٍ	فِیْ	جَنّٰتٍ	وَّ عُیُوْنٍ	
مقام	امن	میں	باغات	اور چشمے	

مقام میں ہوں گے باغات اور چشموں میں

﴿۴۸﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ○ اَیْ مِنَ الْحَمِیْمِ الَّذِیْ لَا یُفَارِقُهُ الْعَذَابُ فَهُوَ اَبْلَغُ مِمَّا فِیْ اٰیَةِ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ۔

﴿۴۸﴾ پھر اس پر گرم پانی ڈالو جو اس کو ہمیشہ جلاوے۔

﴿۴۹﴾ وَیُقَالُ لَهٗ ذُقْ اَیِ الْعَذَابَ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ○ بِزَعْمِكَ وَقَوْلِكَ مَا بَیْنَ

﴿۴۹﴾ اور اس کو کہا جائے گا چکھ تو بس عذاب کو بے شک تو اپنے دعوے کے مطابق بڑا عزت والا بزرگ مرتبہ تھا کہ کہتا تھا مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان

جَبِیْلَیْھِمَا اَعَزُّوْا اَکْرَمُ مِنِّیْ

میں مجھ سے زیادہ کوئی عزت والا اور بزرگ مرتبہ نہیں

(۵۰) وَیُقَالُ لَھُمْ اِنَّ ھٰذَا الَّذِیْ تَرَوْنَ مِنَ الْعَذَابِ مَاکُنْتُمْ بِہٖ تَمْتَرُوْنَ ○ فِیْہِ تَشُکُّوْنَ

(۵۰) اور دوزخیوں سے کہا جاوے گا کہ یہ عذاب جس کو تم دیکھتے ہو وہ ہے جس میں تم کو شک اور تردد تھا۔

(۵۱) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ مَجْلِسٍ اَمِیْنٍ ○ یُؤْمِنُ فِیْہِ الْخَوْفُ

(۵۱) بے شک پرہیزگار ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں کوئی خوف نہیں۔

(۵۲) فِیْ جَنّٰتٍ بَسَاتِیْنَ وَّعُیُوْنٍ ○

(۵۲) باغوں میں اور نہروں میں۔

تشریح

(۴۸) کھولتا پانی اس کے سر پر انڈیلو | حکم ہوگا کہ جہنم کے بیچوں بیچ لے جاکر کھولتا ہوا پانی اس کے سر پر ڈالو وہ پانی دماغ سے اُتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا۔ یہ ہوگا کھولتے ہوئے پانی کا عذاب۔

(۴۹) چکھ عذاب کا مزہ | کہا جائے گا اب چکھو اس عذاب کا مزہ۔ تم وہی تو ہو جو دنیا میں بڑے معزز اور بڑے مکرم سمجھے جاتے تھے اور اپنے آپ کو سردار ثابت کیا کرتے تھے۔ اب وہ عزت اور سرداری کہاں گئی۔ اب اس عزت والے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ہے، جو آنتیں کاٹتا ہوا باہر نکل رہا ہے۔

(۵۰) یہی تو ہے جس کے آنے پر تم شک کرتے تھے | تمہیں کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا اسی دھوکے میں تھے کہ بس یوں ہی مزے میں زندگی گزر جائے گی اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نہ کوئی حساب کتاب ہوگا نہ پوچھ پرسش۔ پیغمبروں کی باتوں پر تمہیں یقین نہیں تھا اور حساب کے اس دن کے آنے پر شک کرتے تھے۔ اب دیکھ لو آگیا وہ دن۔

اس سے آگے ان لوگوں کا بیان ہے جنھوں نے اللہ کی فرماں برداری کی پیغمبروں کی باتوں کو سچا جانا ان کے ساتھ کیا عزت اور اکرام کا معاملہ ہوگا کیا کیا نعمتیں ان کو دی جائیں گی۔ آگے والی آیت سے ان کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

(۵۱) اللہ سے ڈرنے والوں کی حالت | اللہ سے ڈرنے والے وہاں امن چین سے ہوں گے کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئے گا۔ جنت ایسی امن کی جگہ ہوگی جہاں کسی قسم کا غم پریشانی کوئی خطرہ اور کوئی مشقت اور تکلیف نہ ہوگی۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہوگے، ہمیشہ زندہ رہو گے اب تمہیں موت نہ آئے گی، ہمیشہ خوش حال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہوگے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔

تو ایسے امن کا مقام اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائیں گے اور وہ بے خوف و خطر وہاں رہیں گے۔

(۵۲) وہاں باغات ہوں گے اور پانی کے چشمے ہوں گے | وہاں قسم قسم کے سرسبز و شاداب باغات ہوں گے جن میں طرح طرح کے پھل ہوں گے، قسم قسم کے پھول ہوں گے چشمے اور جھرنے بہتے ہوں گے۔ غرض ایسے نظارے ہوں گے جو انتہائی دل کش اور دل فریب ہوں گے۔

يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾

مُّتَقٰبِلِيْنَ	وَّ اِسْتَبْرَقٍ	سُنْدُسٍ	مِنْ	يَلْبَسُونَ
ایک دوسرے کے آمنے سامنے	اور دبیز ریشم	باریک ریشم	سے۔ کے	پہنے ہوئے

پہنے ہوئے باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے ایک دوسرے کے آمنے سامنے

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾

بِحُوْرٍ + عِيْنٍ	وَزَوَّجْنٰهُمْ	كَذٰلِكَ
خوب رُو بڑی بڑی آنکھوں والیاں	اور ہم جوڑے بنادینگے ان کے	اسی طرح

اسی طرح ہم خوب رُو بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے ان کے جوڑے بنا دیں گے

﴿۵۳﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ اَیْ مَارَقَّ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَمَا غَلُظَ مِنْهُ مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ حَالٌ اَیْ لَا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى قَفَا بَعْضٍ لِدَوَرَانِ الْاَسِرَّةِ بِهِمْ

﴿۵۴﴾ كَذٰلِكَ يُقَدَّرُ قَبْلَهُ الْاَمْرُ وَزَوَّجْنٰهُمْ مِنَ التَّزْوِيْجِ اَوْ قَرَنَّاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ بِنِسَاءٍ بِيْضٍ وَاسِعَاتِ الْاَعْيُنِ حِسَانِهَا

﴿۵۳﴾ دیباج کے باریک اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے، ایک دوسرے کو دیکھتا ہوگا۔ ان میں سے کسی کو کسی کی پشت نظر نہ آوے گی۔ کہ ان کے تخت جن پر وہ بیٹھے ہوئے ہونگے ہر طرف کو پھرتے رہیں گے۔

﴿۵۴﴾ بات یہی ہے جو مذکور ہوئی۔ اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے یا ان کو نزدیک کر دیں گے خوبصورت عورتوں بڑی آنکھوں والیوں بھلی نگاہ والیوں سے۔

تشریح

﴿۵۳﴾ جنت والوں کا لباس | جنت میں ان کا لباس حریر و دیبا کا ہوگا۔ یعنی باریک ریشمی کپڑا اور باریک اور دبیز ریشم کی پوشاک ان کا لباس ہوگی۔ دنیا میں مردوں کے لئے ریشمی لباس جائز نہیں ہے جنت میں ان کو ریشمی لباس پہنایا جائے گا۔ جنھوں نے اللہ کے احکام کی پاس داری کی۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یعنی بے تکلف دوستوں کی طرح، محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقاتیں ہوں گی مجلسیں ہوں گی آمنے سامنے نشستیں ہوں گی کوئی ایک دوسرے سے بچنے کی کوشش نہیں کرے گا بلکہ ملاقات کر کے خوش ہوگا۔

﴿۵۴﴾ حسین عورتوں سے جوڑے ملا دئے جائیں گے | گوری گوری، بڑی بڑی آنکھوں والی حسین عورتوں سے ان کے جوڑے ملا دیئے جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو جوان ہونے سے پہلے انتقال کر گئی ہوں اور ان کے والدین جنت کے مستحق نہ ہوں۔ ممکن ہے کہ ایسی لڑکیوں کو اللہ تعالےٰ اہل جنت کے لئے حوریں بنادے یعنی گورے رنگ کی خوبصورت آنکھوں والی لڑکیاں اور وہ ہمیشہ ہی نوخیز لڑکیاں رہیں گی۔

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝٥٥

يَدْعُونَ	فِيهَا	بِكُلِّ	فَاكِهَةٍ	آمِنِينَ
وہ مانگیں گے	اس میں	ہر قسم	میوہ	اطمینان سے

وہ مانگیں گے اس میں اطمینان سے ہر قسم کا میوہ

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ

لَا يَذُوقُونَ	فِيهَا	الْمَوْتَ	إِلَّا	الْمَوْتَةَ
وہ نہ چکھیں گے	وہاں	موت	سوائے	موت

وہ پہلی موت کے سوا وہاں (پھر) موت کا ذائقہ

الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝٥٦ فَضْلًا

الْأُولَىٰ	وَ + وَقَاهُمْ	عَذَابَ	الْجَحِيمِ	فَضْلًا
پہلی	اور اس (اللہ) نے بچالیا انھیں	عذاب	جہنم	فضل سے

نہ چکھیں گے اور اللہ نے انھیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا تمہارے

مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝٥٧

مِّن	رَّبِّكَ	ذَٰلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيمُ
سے ۔ کے	تمہارا رب	یہ	یہی	کامیابی	بڑی

رب کے فضل سے یہی ہے بڑی کامیابی

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝٥٨

فَإِنَّمَا	يَسَّرْنَاهُ	بِلِسَانِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُونَ
اس کے سوا نہیں	ہم نے اسے آسان کردیا	آپ کی زبان پر	تاکہ وہ	نصیحت پکڑیں

اس کے سوا نہیں کہ ہم نے اس (قرآن) کو آسان کردیا ہے آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

ع ۲ ۱۷ ۱۶ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ۝٥٩ ع

فَارْتَقِبْ	إِنَّهُم	مُّرْتَقِبُونَ	
پس آپ انتظار کریں	بے شک وہ	انتظار میں ہیں	

پس آپ انتظار کریں بے شک وہ بھی منتظر ہیں۔

۵۵ یَدْعُوْنَ یَطْلُبُوْنَ الْخَدَمَ
فِیْهَا اَیْ الْجَنَّةِ اَنْ
یَاْتُوْا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ
مِنْهَا اٰمِنِیْنَ ○ مِنْ
اِنْقِطَاعِهَا وَ مَضَرَّتِهَا
وَمِنْ كُلِّ مُخَوِّفٍ حَالٌ

۵۵ اہل جنت، جنت میں خادموں سے ہر ایک قسم کا میوہ جنت کا مانگیں گے۔

مامون ہوں گے میوہ کے ختم ہونے سے اور اس کی مضرت سے ہر ایک خوف سے۔

۵۶ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا
الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ
الْاُوْلٰی ۚ اَیْ الَّتِیْ فِی
الدُّنْیَا بَعْدَ حَیٰوتِهِمْ
فِیْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِلَّا
بِمَعْنٰی بَعْدُ وَ وَقٰهُمْ
عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○

۵۶ وہاں ان کو موت نہ آوے گی بعد اس موت کے جو ان کو زندگی دنیا میں زندگی کے بعد پیش آئی۔

اور تیرا رب ان کو عذاب دوزخ سے بچاوے گا

۵۷ فَضْلًا مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی
تَفَضُّلًا مَنْصُوْبٌ بِتَفَضَّلَ
مُقَدَّرًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

۵۷ اپنے فضل سے۔ یہ بڑی نجات اور مقصد یابی ہے

۵۸ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ سَهَّلْنَا
الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ
بِلُغَتِكَ لِتَفْهَمَهُ الْعَرَبُ
مِنْكَ لَعَلَّهُمْ
یَتَذَكَّرُوْنَ ○ یَتَّعِظُوْنَ
فَیُؤْمِنُوْنَ لٰكِنَّهُمْ
لَا یُؤْمِنُوْنَ

۵۸ پس بات یہ ہی ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان کردیا تیری زبان میں۔ تاکہ اہل عرب اس کو تجھ سے سن کر سمجھیں۔

شاید ان کو نصیحت ہو کہ وہ ایمان لاویں۔

لیکن وہ ایمان نہ لاویں گے۔

۵۹ فَارْتَقِبْ اِنْتَظِرْ
اِهْلَاكَهُمْ اِنَّهُمْ
مُّرْتَقِبُوْنَ ○ هَلَاكَكَ

۵۹ پس منتظر رہ تو ان کی ہلاکی کا بے شبہ وہ منتظر ہیں تیری ہلاکی کے۔

وَهٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ الْأَمْرِ بِجِهَادِهِمْ

اور یہ ارشاد جناب باری کا جہاد کے حکم سے پہلا ہے۔

تشریح

(۵۵) اہل جنت بے فکری سے ہر میوہ منگوائیں گے | جنت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت تو یہ ہوگی کہ مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے۔ اور یہ جوڑے بڑے مناسب اور موزوں ہوں گے جن میں ایک دوسرے کے لئے دل کشی ہوگی۔

کھانے پینے کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہوگی کہ ہر طرح کے میوے بے فکری سے جو دل چاہے گا منگوائیں گے۔ اور وہ حاضر کر دیا جائے گا، کوئی فکر نہ ہوگی۔ پوری دل جمعی اور اطمینان سے کھائیں پئیں گے —— جو چیز جتنی چاہیں گے جنت کے خادموں کو لانے کا حکم دیں گے، اور وہ پیش کردی جائے گی۔ اگر آدمی ہوٹل میں ہو اور کوئی چیز طلب کرے تو فکر رہتی ہے کہ بل آئے گا وہ ادا کرنا پڑے گا۔ گھر میں ہو تب بھی یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ جو چیز طلب کی جا رہی ہے اس کا ذخیرہ گھر میں ہے یا نہیں —— لیکن جنت میں یہ فکر نہ ہوگی ہر چیز کے بے شمار ذخیرے جو نہ ختم ہونے والے ہوں گے موجود رہیں گے۔ اہل جنت کو بل کی ادائیگی کی فکر نہ ہوگی۔ مال اللہ کا ہوگا اور بندے کو اس کے استعمال کی کھلی اجازت ہوگی۔

(۵۶) جنت میں نہ ختم ہونے والی زندگی | جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت یہ ہوگی کہ انسان کو حیات ابدی مل جائے گی۔ اور جنت کی یہ لطف بھری زندگی کبھی ختم نہ ہوگی موت جو دنیا میں آنی تھی آچکی اب دوبارہ کبھی موت نہ آئے گی۔ اہل جنت کبھی موت کا مزا نہ چکھیں گے۔

(۵۷) بفضل الٰہی عذاب دوزخ سے حفاظت | دوسرا انعام اللہ کا یہ ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے انسان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ جہنم کے عذاب سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہو جانا محض اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔

بے شک آدمی کو انعام اس کے حسن عمل پر ملے گا۔ لیکن حسن عمل کی توفیق یہ بھی اللہ کے فضل سے ہے۔

پھر یہ کہ انسان کتنا بھی اچھے سے اچھا عمل کرے اس میں کوئی نہ کوئی کمی رہ ہی جاتی ہے۔ یہ اللہ کا فضل، اس کی بندہ نوازی اور کرم فرمائی ہے کہ وہ بندہ کی کمزوریوں کو اور اس کے عمل کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اس کے عمل کو قبولیت عطا فرما دے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے آپؐ نے فرمایا:۔ ” عمل کرو اور اپنی طاقت کی حد تک زیادہ سے زیادہ ٹھیک کام کرنے کی کوشش کرو مگر یہ جان لو کہ کسی شخص کا محض اس کا اپنا عمل ہی جنت میں داخل نہ کرا دے گا۔“

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کا عمل بھی؟ — فرمایا ہاں! میں بھی محض اپنے عمل کے

زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا اِلّا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔
اس لئے اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون رہے اور ابدالآباد کے لئے اللہ کی مہربانیوں اور اس کے فضل سے فائدہ اٹھاتا رہے۔

(۵۸) قرآن سے فائدہ اٹھانا مشکل نہیں ہے | قرآن آسان ہے۔ عرب والوں کے لئے اس لئے بھی آسان ہے کہ ان کی مادری زبان عربی میں ہے تاکہ وہ اس کو آسانی سے سمجھ لیں اور اس کو یاد رکھیں اور اس سے نصیحت حاصل کریں اور پھر دوسرے لوگوں کو سمجھائیں۔ دوسرے لوگوں کے لئے بھی قرآن کا سمجھنا اس کے مضامین سے فائدہ اٹھانا کوئی مشکل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بات کو بہت کھول کھول کر اور تمام انسانوں کے سامنے رکھتے ہوئے آسان بنا کر پیش کیا ہے۔

(۵۹) تم بھی انتظار کرو یہ بھی منتظر ہیں | اتنا سمجھانے کے باوجود اگر اب بھی یہ نہ سمجھیں اور نصیحت کو قبول نہ کریں تو دیکھتے رہو کہ ان کی کس طرح شامت آتی ہے۔ اور یہ بھی منتظر ہیں کہ تمہاری دعوت کا کیا انجام ہوتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ انتظار کرتے رہیں۔ نتیجہ جلد ہی سامنے آجائے گا۔

۴۵

اَلْجَاثِیَہ

○ ترتیب تلاوت ______ ۴۵	○ ترتیب نزول ______ ۶۵
○ مکی / مدنی ______ مکی	○ تعداد رکوعات ______ ۴
○ تعداد آیات ______ ۳۷	○ تعداد الفاظ ______ ۴۹۲
○ تعداد حروف ______ ۲۱۳۱	

○ اِس سورت کا نام "اَلْجَاثِیَۃ" اس سورت کی آیت ۲۸ "وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً" (تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا دیکھو گے) سے لے کر رکھا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ جاثیہ آیا ہے۔

○ سُوْرَۃُ دخان اور اس سورت کے مضامین میں مشابہت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت، سورۂ دُخان کے بعد قریب کے زمانے میں ہی نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت کا اصل موضوع یہ ہے کہ توحید اور آخرت کے متعلق مخالفین کے شبہات اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اور ان کو خبردار کیا گیا ہے کہ قرآن کی دعوت کے مقابلے میں ان کا مخالفانہ رویہ انتہائی غیر مناسب ہے۔

○ سُوْرَت کے شروع میں توحید پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ خود انسان کا اپنا وجود، پھر زمین و آسمان میں جگہ جگہ پھیلی ہوئی بے شمار نشانیاں جو قدرت کے مظاہر ہیں ان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ذرا ان نشانیوں پر غور کرو کہ ہر

چیز اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے۔

ہر گیاہے کہ از زمیں روئید ؎ وحدہٗ لاشریک می گوید

گھاس کا ایک پتہ بھی زمین سے نکلتا ہے تو وحدہٗ لاشریک کہتا ہوا آتا ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ انسان جتنی چیزیں اپنے کام میں لاتا ہے چاہے وہ کھانے کی ہیں، رہنے کی ہیں یا اور دوسری چیزیں ہیں وہ خود بخود وجود میں نہیں آئیں۔ اگر کوئی شخص صحیح غور و فکر سے کام لے تو اس کی اپنی عقل ہی پکار اٹھے گی کہ کوئی بالاتر ہستی ہے جو ان سب چیزوں کی پیدا کرنے والی ہے۔ وہی ہستی انسان کی محسن ہے اور اسی کا یہ حق ہے کہ انسان اس کا شکر گزار رہو۔

○ حق کا مقابلہ کرنے والے اہل باطل کو خبردار کیا گیا ہے کہ یہ قرآن بھی وہی دعوت لے کر آیا ہے جو اس سے پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور اسی دعوت کا حامل ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل تمام دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت کے مستحق ہوئے تھے جب انھوں نے دین کی اس نعمت کی ناقدری کی تو ان کی قدر و منزلت بھی ختم ہو گئی اور وہ قوموں کی رہنمائی کی فضیلت سے محروم کر دیئے گئے۔

○ رسول اللہؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان مخالفین کی بے ہودگیوں پر درگزر سے کام لیں اللہ تعالیٰ خود ان سے نمٹ لیں گے اور آپ کو آپ کے صبر کا بہترین اجر ملے گا۔

○ آخرت کے متعلق مخالفین کے جاہلانہ خیالات پر کلام کیا گیا ہے وہ کہتے تھے کہ زندگی بس اسی دنیا کی حد تک ہے اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے — ان کو سمجھایا گیا ہے کہ تمہاری یہ باتیں محض تمہارے گمان ہیں۔ تمہارا علم نہیں ہے تم اپنے گمان سے سمجھ بیٹھے ہو کہ روحیں قبض نہیں کی جاتیں بلکہ فنا ہو جاتی ہیں۔ موت کے بعد زندگی سمجھنے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ جس پروردگار نے پہلی بار انسان کو پیدا کیا وہ دوبارہ بھی موت کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے۔

○ سب سے بنیادی بات جو اس سورت میں سمجھائی گئی ہے کہ آخرت کا انکار اس دنیا میں بھی اخلاق کے لئے تباہ کن ہے۔ دنیا میں جتنی قومیں گمراہ ہوئی ہیں اور جن کے اخلاق بگڑے ہیں آخرت کے انکار کی وجہ سے بگاڑ آیا ہے۔

○ ایک دن آئے گا کہ یہ سب سچائیاں تمہارے سامنے کھل جائیں گی۔ اس دن تمہیں حسرت ہو گی پچھتاوا ہو گا مگر اس وقت پچھتاوا کام نہ آئے گا۔

آیاتہا ۳۷	۴۵ سُورَۃُ الجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۵	رُکُوعَاتُہا ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾

حٰمٓ	تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ	مِنَ اللّٰہِ	الۡعَزِیۡزِ	الۡحَکِیۡمِ
حٰمٓ	نازل کی ہوئی کتاب	اللہ کی طرف سے	غالب	حکمت والا

حا ۔ میم یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے غالب حکمت والے اللہ کی طرف سے

سُوۡرَۃُ الۡجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَغۡفِرُوۡا الۡاٰیَۃَ وَھِیَ سِتٌّ اَوۡ سَبۡعٌ وَّثَلٰثُوۡنَ اٰیَۃً

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱ حٰمٓ ○ اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ

۲ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ الۡقُرۡاٰنِ مُبۡتَدَاٌ مِنَ اللّٰہِ خَبَرُہٗ الۡعَزِیۡزِ فِیۡ مُلۡکِہٖ الۡحَکِیۡمِ ○ فِیۡ صُنۡعِہٖ

سورۂ جاثیہ مکی ہے مگر یہ آیت قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَغۡفِرُوۡا مدنی ہے اور اس سورت میں چھتیس ۳۶ یا سینتیس ۳۷ آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

۱ حٰمٓ ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

۲ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ الخ قرآن اتارا ہوا ہے اللہ کا جو غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

تشریح

۱ حٰمٓ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے حا اور میم الگ الگ کرکے پڑھا جائے گا۔

۲ قرآن اللہ نے نازل کیا ہے یہ کتاب قرآن مجید محمد ﷺ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست بھی ہے اور حکیم بھی۔

انسان، اس کے زبردست اور غالب ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ اس کی نافرمانی کرکے وہ اس کے عتاب سے بچ نہیں سکتا۔

وہ حکیم اور دانا بھی ہے اس کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت ہے۔ اس کے حکیم ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے دل کی رضا اور شوق اور لگن سے اس کے احکامات کی پیروی کرے کیوں کہ حکیم ہونے کی وجہ سے اس کی تعلیم نہ تو غلط ہوسکتی ہے اور نہ نامناسب ہوسکتی ہے بلکہ اس میں انسان کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور فائدہ بھی دونوں جہان کا۔ اس دنیا میں بھی اس کو فلاح نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی بامراد ہوگا۔ لہٰذا ایسے عزیز و حکیم پروردگار کی بات ماننے میں ذرا بھی تامل نہ ہونا چاہیئے۔

إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۳

لِلْمُؤْمِنِيْنَ	لَاٰيٰتٍ	وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	فِيْ	اِنَّ
اہل ایمان کے لئے	البتہ نشانیاں	اور زمین	آسمانوں	میں	بیشک

بے شک آسمانوں اور زمین میں البتہ اہل ایمان کے لئے نشانیاں ہیں

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ

اٰيٰتٌ	مِنْ دَآبَّةٍ	يَبُثُّ	وَمَا	خَلْقِكُمْ	وَفِيْ
نشانیاں	جو جانور	وہ پھیلاتا ہے	اور جو	تمہاری پیدائش	اور میں

اور تمہاری پیدائش میں اور جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں یقین

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۴ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

وَالنَّهَارِ	الَّيْلِ	اخْتِلَافِ	وَ	لِقَوْمٍ + يُّوْقِنُوْنَ
اور دن	رات	تبدیلی	اور	یقین کرنے والے لوگوں کے لئے

کرنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور رات اور دن کی تبدیلی میں

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

الْاَرْضَ	بِهِ	فَاَحْيَا	مِنْ رِّزْقٍ	مِنَ السَّمَآءِ	اَنْزَلَ اللّٰهُ	وَمَآ
زمین	اس سے	پھر زندہ کیا	رزق	آسمان سے	اللہ نے اتارا	اور جو

اور اس رزق میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زندہ کیا زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۵

لِقَوْمٍ + يَّعْقِلُوْنَ	اٰيٰتٌ	الرِّيٰحِ	وَتَصْرِيْفِ	بَعْدَ مَوْتِهَا
عقل (سلیم) رکھنے والوں کے لئے	نشانیاں	ہوائیں	اور گردش	اس کے مرنے (خشک ہونے) کے بعد

اس کے خشک ہو جانے کے بعد اور ہواؤں کی گردش میں عقل سلیم والوں کے لئے نشانیاں ہیں

۳ إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ أَيْ فِيْ خَلْقِهِمَا لَاٰيٰتٍ دَالَّةٍ عَلٰى قُدْرَةِ اللّٰهِ وَوَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

۳ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں بہت بڑے نشانات ہیں اللہ کی قدرت اور اس کے واحد ہونے پر واسطے ایمان والوں کے۔

۴ وَفِیْ خَلْقِکُمْ اَیْ خَلْقُ کُلٍّ مِّنْکُمْ مِنْ نُطْفَۃٍ ثُمَّ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مُضْغَۃٍ اِلٰی اَنْ صَارَ اِنْسَانًا وَخَلْقُ مَا یَبُثُّ یَفْرُقُ فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ ھِیَ مَا یَدُبُّ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَیْرِھِمْ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ○ بِالْبَعْثِ	۴ اور بڑی نشانی ہے اس کی قدرت اور توحید کی تم میں سے ہر ایک آدمی کے پیدا کرنے میں کہ اول نطفہ تھا پھر خون بستہ ہوا پھر ٹکڑا گوشت کا یہاں تک کہ انسان بنا ۔ اور ان جانوروں کے پیدا کرنے میں جو زمین پر چلتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں ۔ ان لوگوں کے لئے جو قیامت کا یقین رکھتے ہیں ۔
۵ وَفِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ ذَھَابِھِمَا وَمَجِیْئِھِمَا وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ مَطَرٍ لِاَنَّہٗ سَبَبُ الرِّزْقِ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ تَقْلِیْبِھَا مَرَّۃً جُنُوْبًا وَمَرَّۃً شِمَالًا وَبَارِدَۃً وَحَارَّۃً اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ الدَّلِیْلَ وَیُؤْمِنُوْنَ	۵ اور رات اور دن کے آنے جانے میں ۔ اور بارش میں جو اللہ نے آسمان سے اتاری تمہاری روزی کے لئے ۔ جس سے زندہ کیا اس نے زمین مردہ کو ۔ اور ہوا کے چلنے اور پھرنے میں جنوب اور شمال کی طرف ۔ اور اس کے ٹھنڈا اور گرم ہونے میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو دلیل کو سمجھتے ہیں پس ایمان لاتے ہیں ۔

تشریح

۳ ایمان لانے والوں کے لئے زمین و آسمان میں بے شمار نشانیاں ھیں ! آدمی ماننا چاہے تو زمین اور آسمان کی بناوٹ میں اور اس کے مضبوط نظام میں غور کرکے مان سکتا ہے کہ کوئی ان کا پیدا کرنے والا اور ان کو قائم رکھنے والا ضرور ہے ۔

اگر ذرا بھی غور کرے تو انسان دیکھے گا کہ ہر ہر چیز میں کمالِ حکمت اور ایسی خوبی نظر آئے گی جس سے بنانے والے کی قدرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن دیکھنے کے لئے آنکھیں چاہئیں. گلشن کی رونق اور اس کے حسن و جمال کو دیکھنے کے لئے آنکھوں کی ضرورت ہے۔ اندھے کو کیا پتہ لگتا ہے کہ پھولوں کا حسن کیا ہے۔ انسان اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو اللہ کی معرفت مشکل نہیں ہے۔

عربی کا محاورہ ہے کہ مینگنیاں بتاتی ہیں کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے۔

" اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ "

نشانِ قدم بتاتے ہیں کہ اس راستے پر کوئی چلا ہے:

" اَلْاَقْدَامُ تَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ "

پھر کائنات کا یہ عجیب و غریب نظام اپنے بنانے والے کو جو لطیف و خبیر ہے کیسے نہ بتائے گا

(فَكَيْفَ لَا يَدُلُّ هٰذَا النِّظَامُ الْعَجِيْبُ الْغَرِيْبُ عَلَى الصَّانِعِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ)

(۴) **خود انسان کی اور دوسرے جانداروں کی بناوٹ میں اللہ کی نشانیاں ہیں** اگر انسان خود اپنے وجود کی بناوٹ پر اور زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے طرح طرح کے جانداروں کی ساخت پر غور کرے تو اسے عرفان و یقین تک پہنچانے والی ہزارہا نشانیاں ملیں گی۔ بے شمار ایسی علامتیں نظر آئیں گی جنہیں دیکھ کر انسان کو اس میں کوئی شک نہ رہے گا کہ ان چیزوں کو بنانے والا اعلےٰ درجے کا حکیم و دانا اور قدرت والا ہے اور اس کو یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ ان تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا ایک ہی ہے اور ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ اگر ایک سے زیادہ بنانے والے ہوئے تو ہر چیز میں یہ ربط اور یہ نظام جو ایک کو دوسرے سے باندھے ہوئے ہے نظر نہ آتا۔

(۵) **اہلِ فکر و دانش کے لئے قدم قدم پر اللہ کی نشانیاں** اللہ نے انسان کو عقل و فہم کی دولت سے نوازا ہے اس کو اس بات کا شعور دیا ہے کہ وہ ایک چیز کو دیکھ کر اس سے نتیجہ نکالتا ہے اور اس کے ذریعے دوسری چیز کو سمجھ لیتا ہے۔

اب ذرا غور کرو پوری باقاعدگی کے ساتھ دن اور رات کا آنا، دن کا روشن ہونا اور رات کا تاریک ہونا۔ آہستہ آہستہ دن کا بڑا ہونا رات کا چھوٹا ہونا۔ پھر آہستہ آہستہ رات کا بڑا ہونا اور دن کا چھوٹا ہونا، پھر ایک وقت پر دونوں کا برابر ہوجانا۔ یہ فرق اور اختلاف جو دن اور رات میں پائے جاتے ہیں اور اس سے بڑی حکمتیں وابستہ ہیں یہ اس بات کی نشانی ہے کہ سورج، زمین اور موجودات جو بھی ہیں ان سب کا خالق ایک ہے اور اس نے چاند سورج، زمین سب کو اپنی قدرت میں قابو کیا ہوا ہے۔ پھر اس کا اقتدار اندھا اور بہرا اقتدار نہیں ہے بلکہ ایک حکیمانہ اقتدار ہے۔ جس نے زمین پر زندگی کی بے شمار قسموں کو رہنے کے قابل بنایا ہے۔

اسی طرح بارش کا برسنا جس سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے پانی کے ایک چھینٹے سے ہی سوکھی زمین ہری بھری ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ہواؤں کا چلنا۔ کبھی گرم ہوا چلتی ہے کبھی ٹھنڈی، کبھی ہلکی کبھی تیز اس سے طرح طرح کی حکمتیں وابستہ ہیں ——— ان سب چیزوں میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ

فَبِاَيِّ	بِالْحَقِّ	عَلَيْكَ	نَتْلُوْهَا	اللّٰهِ	اٰيٰتُ	تِلْكَ
پس کس	حق کے ساتھ	آپ پر	ہم وہ پڑھتے ہیں	اللہ	احکام	یہ

یہ اللہ کے احکام ہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) پڑھتے ہیں۔ پس اللہ کے

حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ⑥ وَيْلٌ

وَيْلٌ	يُؤْمِنُوْنَ	وَاٰيٰتِهٖ	بَعْدَ اللّٰهِ	حَدِيْثٍۢ
خرابی	وہ ایمان لائیں گے	اور اس کی آیات	اللہ کے بعد	بات

اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔؟ خرابی ہے

لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ⑦ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اٰيٰتِ + اللّٰهِ	يَسْمَعُ	اَثِيْمٍ	لِكُلِّ + اَفَّاكٍ
اللہ کی آیات	وہ سنتا ہے	گنہگار	ہر جھوٹ باندھنے والے کے لئے

ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے لئے وہ اللہ کی آیات کو سنتا ہے

تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

لَمْ	كَاَنْ	مُسْتَكْبِرًا	يُصِرُّ	ثُمَّ	عَلَيْهِ	تُتْلٰى
نہیں	گویا کہ	تکبر کرتا ہوا	اڑا رہتا ہے	پھر	اس پر	پڑھی جاتی ہیں

جو اس پر پڑھی جاتی ہیں، پھر کرتا ہوا اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے سُنا

يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑧

	اَلِيْمٍ	بِعَذَابٍ	فَبَشِّرْهُ	يَسْمَعْهَا
	دردناک	عذاب	پس اسے خوش خبری دو	سنا اس نے

ہی نہیں پس اسے دردناک عذاب کی خوش خبری دو۔

⑥ تِلْكَ اَلْاٰيَاتُ الْمَذْكُوْرَةُ اٰيٰتُ اللّٰهِ حُجَجُهٗ اَلدَّالَّةُ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ نَتْلُوْهَا نَقُصُّهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

⑥ یہ آیتیں جو مذکور ہوئیں اللہ کی دلیلیں ہیں جو اس کی توحید پر دلالت کرتی ہیں۔
ہم ان کو تجھ پر پڑھتے ہیں ساتھ حق کے۔

مُتَعَلِّقٌ بِنَتْلُوْا فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ اَیْ حَدِیْثٌ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ وَاٰیٰتِهٖ حُجَجِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ اَیْ کُفَّارِ مَکَّةَ اَیْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّاءِ

پس کفار مکہ بعد قرآن کے جو اللہ کا کلام ہے اور بعد اس کی نشانیوں اور دلیلوں کے کس بات پر ایمان لاویں گے۔

حاصل یہ کہ وہ ایمان نہ لاویں گے۔

(۷) وَیْلٌ کَلِمَةُ عَذَابٍ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ کَذَّابٍ اَثِیْمٍ ○ کَثِیْرِ الْاِثْمِ

(۷) خرابی اور مصیبت ہے ہر ایک جھوٹے گنہگار کی۔

(۸) یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنَ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ عَلٰی کُفْرِهٖ مُسْتَکْبِرًا مُتَکَبِّرًا عَنِ الْاِیْمَانِ کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا ج فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ مُؤْلِمٍ

(۸) جو سنتا ہے اللہ کی آیات کو جو اس پر پڑھی جاتی ہیں۔ پھر اصرار کرتا ہے اپنے کفر پر تکبر کرنے والا ایمان لانے سے۔ گویا کہ اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں۔ پس خبر دے اس کو عذاب دردناک کی۔

تشریح

(۶) یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اب اس کے بعد کون سی بات رہ گئی جس پر یہ ایمان لائیں گے۔ | یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جنھیں ہم ٹھیک بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی وحدانیت پر ان دلائل کے بعد اب کون سی دلیل باقی رہ جاتی ہے اَن دیکھی حقیقتوں کا یقین دلانے کے لئے جو زیادہ سے زیادہ معقول بات ہوسکتی ہے وہ سامنے رکھ دی گئی۔ ایمان لانے کے لئے اب اس سے بڑھ کر اور کون سی بات ہوسکتی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار پر ہی تُلا ہوا ہے تو اس کا کوئی علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

(۷) تباہی ہے جھوٹے بدعمل شخص کے لئے | وہ جھوٹا آدمی جو حقیقت کو دیکھ کر جان بوجھ کر انکار کرتا رہے اور اپنی بدعملی کے اندر مبتلا رہے اس کے لئے تباہی ہے۔

(۸) جھوٹا بدعمل گھمنڈی جس نے اپنے دل کے دروازے سچائی کے لئے بند کر لئے ہیں | ایک شخص وہ ہے اللہ کی باتوں کو کھلے دل سے نیک نیتی کے ساتھ سنتا ہے اور سنجیدگی کے ساتھ ان پر غور کرتا ہے۔ اگر اس کے ایمان لانے میں دیر لگ رہی ہے تو ہوسکتا ہے کہ کل کوئی دوسری بات اس کے دل کو اپیل کر جائے اور وہ مان لے۔
لیکن ایک شخص وہ ہے جو پہلے ہی انکار کا فیصلہ کر چکا ہے۔ غور و فکر کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے سچائی اس کو اپیل نہیں کرتی ——— بدعمل ہے ایسی کوئی تعلیم ماننے کو تیار نہیں ہوتا جو اس پر اخلاقی پابندی عائد کرتی ہو ——— گھمنڈی ہے۔ سمجھتا ہے کہ ہمیں سب پتہ ہے۔ ہمیں کوئی کیا سکھائے گا۔ ایسا شخص جو اپنے دل کے دروازے بند کئے بیٹھا ہے اس کو دردناک عذاب کا مژدہ سنا دو۔

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ِۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

وَاِذَا	عَلِمَ	مِنْ اٰيٰتِنَا	شَيْئًا	ِۨاتَّخَذَهَا	هُزُوًا	اُولٰۗىِٕكَ
اور جب	واقف ہو	ہماری آیات میں سے	کسی شے	وہ اس کو پکڑتا ہے	ہنسی مذاق	یہی لوگ

اور جب وہ ہماری آیات میں سے کسی شے پر واقف ہو تو وہ اس کو پکڑتا (بناتا) ہے ہنسی مذاق۔ یہی لوگ

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۹ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَ

لَهُمْ	عَذَابٌ	مُّهِيْنٌ	مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ	جَهَنَّمُ	وَ
ان کے لئے	عذاب	رسوا کرنے والا	ان کے دوسری طرف (آگے)	جہنم	اور

ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ اور ان کے

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ

لَا يُغْنِيْ	عَنْهُمْ	مَّا كَسَبُوْا	شَيْئًا	وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا	مِنْ
نہ کام آئے گا	اُن کے	جو انھوں نے کمایا	کچھ	اور نہ جو انھوں نے ٹھہرایا	کے سے

کچھ کام نہ آئے گا جو انھوں نے کمایا اور نہ وہ جن کو انھوں نے اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۱۰ هٰذَا

دُوْنِ	اللّٰهِ	اَوْلِيَاۗءَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ	هٰذَا
سوائے	اللہ	کارساز	اور ان کے لئے	عذاب	بڑا	یہ (قرآن)

کارساز ٹھیرایا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ قرآن (سراسر)

هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

هُدًى	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِ	رَبِّهِمْ	لَهُمْ
ہدایت	اور جن لوگوں نے	کفر کیا (نہ مانا)	آیات کو	اپنا رب	ان کے لئے

ہدایت ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیات کا ان کے لئے

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۱۱ ع ۱۱/۱۷

عَذَابٌ	مِّنْ	رِّجْزٍ + اَلِيْمٌ
ایک عذاب	سے	دردناک عذاب

دردناک عذاب میں سے ایک بڑا عذاب ہوگا

۹ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيَاتِنَا اَيِ الْقُرْاٰنِ
شَيْئًا اِتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اَىْ
مَهْزُوًّا بِهَا اُولٰٓئِكَ اَىِ الْاَفَّاكُوْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ذُوْ اِهَانَةٍ

۹ اور اس کا حال یہ ہے کہ جب وہ جان لیتا ہے ہماری آیتوں سے کسی چیز کو یعنی قرآن کی کسی آیت کو تو اس کے ساتھ مذاق اور ہنسی کرتا ہے۔ جو لوگ جھوٹ بولتے انھیں کے لئے عذاب اہانت والا۔

۱۰ مِّنْ وَّرَآئِهِمْ اَىْ اَمَامِهِمْ لِاَنَّهُمْ
فِى الدُّنْيَا جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِىْ
عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا مِنَ الْمَالِ
وَالْفِعَالِ شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَىِ الْاَصْنَامِ
اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ۝

۱۰ ان کے آگے دوزخ ہے۔
اور ان کو کچھ نفع نہ دے گا ان کا مال اور افعال
اور نہ
وہ بت جن کو انھوں نے اللہ کے سوا دوست
بنایا۔
اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

۱۱ هٰذَا اَيِ الْقُرْاٰنُ هُدًى ۚ
مِنَ الضَّلَالَةِ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَىْ
عَذَابٍ اَلِيْمٌ ۝ مُؤْلِمٍ

۱۱ قرآن ہدایت ہے گمراہی سے۔
اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے رب کی آیتوں سے ان کے لئے سخت عذاب دردناک کا حصہ ہے۔

تشریح

۹ بد بخت اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتا ہے | اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر تو کیا کرتا کیونکہ وہ تو پہلے ہی انکار کا فیصلہ کر چکا ہے اس سے بڑھ کر بد بخت کا حال یہ ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے جب کوئی نشانی اس کے سامنے آتی ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں فلاں بات آئی ہے تو اس کو سیدھے معنی کے بجائے الٹے معنی میں لیتا ہے اور اس میں کوئی بات نکال کر مذاق کا موضوع بناتا ہے۔ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ اہانت کا معاملہ کرتا ہے کہ یہاں تو روز ایسی ایسی باتیں آتی رہتی ہیں۔ جیسا ذلت آمیز رویہ اس کا اللہ کی نشانیوں کے ساتھ ہے ایسا ہی ذلت آمیز عذاب اس کو دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔

۱۰ ان کے پرے جہنم ہے اور کوئی ان کے کام نہ آئے گا | یہ اپنی شرارتیں کئے جا رہے ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں ہے کہ جہنم ان کا منتظر ہے آخرت سے بے فکر ہو کر یہ خود عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ دنیا میں جو انھوں نے مال و دولت کمایا ہے اور جس اولاد کے لئے حلال و حرام کی پروا کئے بغیر مال جمع کیا ہے ان میں سے کوئی چیز ان کے کام نہ آئے گی وہ سرپرست بھی جن کو انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا ولی بنا رکھا ہے جنھیں اپنا رفیق مددگار اور قائد سمجھ رکھا ہے آنکھیں بند کر کے جن کی پیروی کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد نہ کر سکے گا ان کو زبردست عذاب دیا جائے گا اور ان کو کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔

۱۱ قرآن سراسر ہدایت ہے | یہ قرآن جس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں اور جس کی رہنمائی ان کو منظور نہیں ہے یہ سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جو سب طرح بھلائی برائی انسان کو سمجھانے کے لئے آئی ہے جنھوں نے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور گمراہی میں بھٹکتے رہے ان کے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ

الْفُلْکُ	لِتَجْرِیَ	الْبَحْرَ	لَکُمْ	سَخَّرَ	الَّذِیْ	اَللّٰہُ
کشتیاں	تاکہ چلیں	دریا	تمہارے لئے	مسخر کیا	وہ جس	اللہ

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو مسخر کیا تاکہ چلیں اس میں

فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ

وَلَعَلَّکُمْ	مِنْ + فَضْلِهٖ	وَلِتَبْتَغُوْا	بِاَمْرِهٖ	فِیْهِ
اور تاکہ تم	اس کے فضل سے	اور تاکہ تم تلاش کرو	اس کے حکم سے	اس میں

اس کے حکم سے کشتیاں اور تاکہ اس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو، اور تاکہ تم

تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ

فِی السَّمٰوٰتِ	مَا	لَکُمْ	وَ سَخَّرَ	تَشْکُرُوْنَ
آسمانوں میں	جو	تمہارے لئے	اور اس نے مسخر کیا	شکر کرو

شکر کرو۔ اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیا جو آسمانوں میں

وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ

فِیْ + ذٰلِکَ	اِنَّ	مِّنْهُ	جَمِیْعًا	الْاَرْضِ	فِی	وَمَا
اس میں	بیشک	اپنے حکم سے	سب	زمین	میں	اور جو

اور جو زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے بے شک اس میں

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

	یَّتَفَکَّرُوْنَ	لِّقَوْمٍ	لَاٰیٰتٍ
	غور وفکر کرتے ہیں	ان لوگوں کے لئے جو	نشانیاں

غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿۱۲﴾ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ
لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ السُّفُنُ فِیْهِ
بِاَمْرِهٖ بِاِذْنِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا
تَطْلُبُوْا بِالتِّجَارَۃِ مِنْ فَضْلِهٖ

﴿۱۲﴾ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ الخ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مسخر کیا دریا کو تاکہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل کو تجارت سے۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
۱۳ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ مِنْ شَمْسٍ وَّ قَمَرٍ وَّنُجُوْمٍ وَّمَاءٍ وَّغَيْرِهٖ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّشَجَرٍ وَّنَبَاتٍ وَّاَنْهَارٍ وَّغَيْرِهَا اَيْ خَلَقَ ذٰلِكَ لِمَنَافِعِهِمْ جَمِيْعًا تَاكِيْدٌ مِّنْهُ حَالٌ اَيْ سَخَّرَهَا كَائِنَةً مِّنْهُ تَعَالٰى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ فِيْهَا فَيُؤْمِنُوْنَ

اور تاکہ تم شکر کرو۔
۱۳ اور مسخر کیا تمہارے لئے جو آسمانوں میں ہیں سورج اور چاند اور ستارے اور پانی وغیرہ۔
اور جو کچھ زمین میں ہیں جانور اور درخت اور گھاس اور نہریں وغیرہ۔
یعنی ان سب چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے بنایا اپنی طرف سے۔
بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ان میں فکر کرکے ایمان لاتے ہیں۔

تشریح

۱۲ **اللہ کی نشانیوں میں سے ایک سمندر کی تسخیر** | اللہ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا ہے کہ تم جس طرح چاہتے ہو اس کو استعمال کرتے ہو۔ میلوں گہرے سمندر میں کشتیاں اور جہاز چلاتے ہو سمندر کے پانی پر تیرتے ہوئے تمہارے جہاز تمہاری تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔

سمندر سے تم مچھلیاں پکڑتے ہو شکار حاصل کرتے ہو اس کی تہہ میں سے موتی نکال لیتے ہو۔ غرض یہ کہ سمندر تمہیں طرح طرح سے فائدہ پہنچاتا ہے تاکہ تم اس سے فائدہ حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولو، اس کا حق پہچانو زبان و دل ہر طرح سے اس کا شکر ادا کرو تمہارا جسم اور بدن بھی اس کا احسان مند ہو اور تمہارا قلب بھی اس مالک حقیقی کے احسان کے سامنے جھکا ہوا ہو۔

۱۳ **ایک سمندر ہی کیا زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا** | ایک سمندر ہی تمہیں طرح طرح سے فائدے نہیں پہنچاتا بلکہ اللہ نے زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ یہ تمام چیزیں اللہ کے حکم اور قدرت سے اور اس کی مہربانی سے انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی جانور تمہارا بوجھ اٹھا رہا ہے، کوئی تمہارے لئے دودھ پیدا کر رہے ہیں، کوئی تمہارے لئے کھانے کا سامان دے رہے ہیں۔ تم ہواؤں میں اڑ رہے ہو، تو ہوائیں تمہارے لئے مسخر کر دی ہیں۔ یہ ساری نعمتیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں ان کے پیدا کرنے میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے یہ نعمتیں اپنی طرف سے انسانوں کو عطا فرمائی ہیں۔

اس میں غور کرنے کے لئے نشانیاں ہیں کہ زمین سے آسمان تک تمام چیزوں اور طاقتوں کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم ایک اللہ ہے جس نے ان چیزوں کو ایک مقررہ قانون کے تابع کر رکھا ہے اور صرف وہی انسان کی شکر گزاری اور نیازمندی کا مستحق ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

لَا يَرْجُوْنَ	لِلَّذِيْنَ	يَغْفِرُوْا	اٰمَنُوْا	لِّلَّذِيْنَ	قُلْ
امید نہیں رکھتے	ان لوگوں سے جو	وہ درگزر کریں	ایمان لائے	ان لوگوں کو جو	فرمادیں

آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے (مومنوں کو) فرمادیں وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے ایام کی

اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

يَكْسِبُوْنَ	كَانُوْا	بِمَا	قَوْمًا	لِيَجْزِيَ	اَيَّامَ اللّٰهِ
وہ کماتے (اعمال)	تھے	اس کا جو	ان لوگوں کو	تاکہ وہ بدلہ دے	اللہ کے ایام

امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ان لوگوں کو بدلہ دے ان کے اعمال کا۔

(۱۴) قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ يَخَافُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ وَقَائِعَهُ اَيْ اِغْفِرُوْا لِلْكُفَّارِ مَا وَقَعَ مِنْهُمْ مِنَ الْاَذٰى لَكُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِجِهَادِهِمْ لِيَجْزِيَ اَيِ اللّٰهُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ مِنَ الْغَفْرِ لِلْكُفَّارِ اَذَاهُمْ

(۱۴) اے محمدؐ کہہ دے ان لوگوں سے جو ایمان لائے کہ معاف کریں قصور ان لوگوں کا جو اللہ کے وقائع اور حوادث سے نہیں ڈرتے یعنی کفار نے جو کچھ تم کو تکالیف پہنچائی اس کو معاف کرو (یہ حکم پہلے اس سے ہے کہ آپ کو جہاد کا حکم ہوا۔)
تاکہ بدلہ دیوے اللہ ان لوگوں کو جو کافروں کی ایذا رسانی پر چشم پوشی کرتے ہیں اور ان کا قصور معاف کرتے ہیں ان کی نیک کمائی کا۔

تشریح

(۱۴) شرارتی اور گھٹیا لوگوں کے مقابلے میں اہل ایمان کا رویہ | جنہیں خدا سے بے خوفی نے اخلاق و آدمیت کی ساری حدیں توڑنے پر جری کردیا ہے اور وہ اللہ کے عذاب سے بے فکر ہیں انھیں اس بات کا کوئی خیال ہی نہیں ہے کہ کبھی وہ بُرا دن بھی آسکتا ہے جب اللہ کا غضب ہم پر ٹوٹ پڑے۔

اے نبیؐ آپ اہل ایمان سے کہہ دیں کہ ایسے لوگوں سے درگزر کریں اور ان کی حرکتوں کا کوئی نوٹس نہ لیں تاکہ جو کچھ وہ لوگ کررہے ہیں اللہ تعالیٰ خود اس گروہ کو اس کے کرتوتوں کا بدلہ دے۔

بے شک ایسی باتوں پر صبر کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے مگر وہ یہ سوچ کر تحمل سے کام لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے صبر و تحمل کا بہترین بدلہ دے گا۔ اور اس گروہ کی شرارتوں پر سزا مل کررہے گی۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ

مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	فَلِنَفْسِهٖ	وَمَنْ	اَسَآءَ	فَعَلَيْهَا
جس	عمل کیا	نیک	تو اپنی ذات کے لئے	اور جس	برا کیا	تو اس پر

جس نے نیک عمل کیا اپنی ذات کے لئے (کیا) اور جس نے برا کیا تو (اس کا وبال) اسی پر ہوگا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

ثُمَّ	اِلٰى + رَبِّكُمْ	تُرْجَعُوْنَ	وَلَقَدْ	اٰتَيْنَا
پھر	تم اپنے رب کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے	اور تحقیق	ہم نے دی

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل

بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

بَنِىْٓ + اِسْرَآءِيْلَ	الْكِتٰبَ	وَالْحُكْمَ	وَالنُّبُوَّةَ
بنی اسرائیل	کتاب	اور حکومت	اور نبوت

کو کتاب (توریت) اور حکومت اور نبوت دی۔ اور

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى

وَرَزَقْنٰهُمْ	مِّنَ + الطَّيِّبٰتِ	وَفَضَّلْنٰهُمْ	عَلَى
اور ہم نے عطا کیں انھیں	پاکیزہ چیزیں	اور ہم نے فضیلت دی انھیں	پر

ہم نے انھیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں، اور ہم نے انھیں جہان والوں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ

الْعٰلَمِيْنَ	وَ	اٰتَيْنٰهُمْ	بَيِّنٰتٍ	مِّنَ الْاَمْرِ
جہاں والے	اور	ہم نے انھیں دیں	واضح نشانیاں	امر سے (دین کے بارے میں

پر فضیلت دی اور ہم نے انھیں دین کے بارے میں واضح نشانیاں دیں

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ

فَمَا + اخْتَلَفُوْٓا	اِلَّا	مِنْ بَعْدِ	مَا جَآءَهُمُ	الْعِلْمُ
تو انھوں نے اختلاف نہ کیا	مگر	اس کے بعد	جب آگیا ان کے پاس	علم

تو انھوں نے اختلاف نہ کیا مگر اس کے بعد جب کہ ان کے پاس علم آگیا

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ

يَوْمَ	بَيْنَهُمْ	يَقْضِي	رَبَّكَ	إِنَّ	بَيْنَهُمْ	بَغْيًا
دن	ان کے درمیان	فیصلہ دے گا	تمہارا رب	بیشک	آپس کی	ضد سے

آپس کی ضد کی وجہ سے ، بیشک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا

الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾

يَخْتَلِفُونَ	فِيهِ	كَانُوا	فِيمَا	الْقِيٰمَةِ
اختلاف کرتے	اس میں	وہ تھے	اس میں	قیامت

قیامت کے دن جس میں وہ اختلاف کرتے تھے ۔

(۱۵) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
عَمِلَ وَمَنْ اَسَاۤءَ فَعَلَيْهَا
اَسَاۤءَ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
تُرْجَعُوْنَ ○ تُصِيْرُوْنَ
فَيُجَازِي الْمُصْلِحَ وَالْمُسِيْءَ

(۱۵) جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی برائی کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ پھر تم لوٹائے جاؤ گے اب رب کی طرف۔
پس وہ بدلہ دے گا نیکوکار اور بدکار کو

(۱۶) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ
الْكِتٰبَ اَلتَّوْرٰةَ وَالْحُكْمَ
بِهٖ بَيْنَ النَّاسِ وَالنُّبُوَّةَ
لِمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ مِنْهُمْ
وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
اَلْحَلَالَاتِ كَالْمَنِّ وَالسَّلْوٰى
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○
عَالَمِيْ زَمَانِهِمُ الْعُقَلَاۤءِ

(۱۶) اور بالتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو تورات دی اور فیصلہ کرنا درمیان لوگوں کے موافق حکم تورات کے اور پیغمبری دی موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ان میں سے

اور ان کو حلال اور پاک روزی دی جیسے من وسلویٰ

اور ان کو بزرگی دی ان کے زمانہ کے عقلاء پر۔

(۱۷) وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ
اَمْرِ الدِّيْنِ مِنَ الْحَلَالِ
وَالْحَرَامِ وَبِعْثَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ
اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ
فَمَا اخْتَلَفُوْۤا فِيْ بِعْثَتِهٖ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَهُمُ
الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ

(۱۷) اور ہم نے ان کو دین کے بارہ میں حلال اور حرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی ظاہر دلیلیں دیں ۔

سو نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے میں ۔ مگر بعد اس کے کہ ان کو اس کا علم ہوا ، بسبب بغاوت اور حسد کے

لِبَغْیِ حَدَثَ بَیْنَهُمْ حَسَدًا لَهُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا يَخْتَلِفُونَ ○

جو اُن کے دلوں میں پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ بیشک تیرا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا ان امور میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

تشریح

(۱۵) ہرایک کے عمل کا نفع نقصان اسی کو پہنچتا ہے | اگر کوئی کسی کے ساتھ بُرا کرتا ہے تو حقیقت میں اس کے برے عمل کا بدلہ خود کرنے والے کو ہی ملتا ہے۔ اور اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کا صلہ خود اچھے کام کرنے والے کو ہی ملتا ہے۔ عمل کرنے والے کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جو میں کررہا ہوں ویسا ہی میرے سامنے آئے گا اور پھر اللہ کے یہاں پہنچ کر ساری اچھائی برائی جو کچھ کیا ہے سامنے آجائے گا۔

پنداشت ستم گر کہ جفا برمن کرد ❊ برگردنِ او بماند وبرما بگذشت

(ظالم سمجھتا ہے کہ ظلم اس نے ہم پر کیا ہے اس کے ظلم کا وبال اس کی گردن پر رہ گیا اور ہم پر سے ظلم گزر گیا)

(۱۶) بنی اسرائیل پر نوازشیں | ہم نے بنی اسرائیل کو روحانی اور مادی ہر طرح کی نعمتیں عطا کی تھیں۔

انھیں کتاب کا علم وفہم، دین کی سمجھ اور کتاب کے منشاء کے مطابق کام کرنے کی حکمت معاملات میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔ انھیں سلطنت عطا کی یہاں تک کہ ان پر من وسلویٰ نازل کیا۔

پھر اس زمانے میں دُنیا کی تمام قوموں میں سے بنی اسرائیل کو اس خدمت کے لئے چن لیا کہ وہ اللہ کے دین کی دعوت لے کر اٹھیں اور خدا پرستی کے علم بردار ہوں۔

بنی اسرائیل کے لئے اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوگی کہ بے شمار پیغمبر اسی قوم میں سے چنے گئے۔

(۱۷) بنی اسرائیل کا باہم تفرقہ لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا | بنی اسرائیل کو دین کی واضح ہدایات، مفصل احکام اور کھلے کھلے معجزات دیئے گئے تھے جو دین کے بارے میں بطور حجت پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود بنی اسرائیل میں بے شمار فرقے بن گئے۔

یہ فرقے لاعلمی کی وجہ سے نہ تھے بلکہ اصل کتاب کو چھوڑ کر آپس کی ضد اور نفسانیت کی وجہ سے تھے۔ قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ فرقہ بندیاں نفس پرستی کے سوا اور کچھ نہ تھیں۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ دین کے صاف صاف اصول اور شریعت کے واضح احکام سے ہٹ کر اپنے اپنے مدارس فکر ایجاد کر لئے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنے لئے کوئی مقامی امتیاز حاصل کیا جاسکے۔ دین کی صاف شفاف شاہراہ کو چھوڑ کر نئے نئے فلسفے، نئے طرزِ عبادت، نئی رسومات ایجاد کرنے کا منشاء لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنا اور اپنی مذہبی اسٹیٹس بنانا اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

بنی اسرائیل کی فرقہ بندیوں کی تاریخ دہرائی جارہی ہے تاکہ امت محمدیہ اس پر غور کرے۔ یہاں پر ہر مکتب فکر اور ہر مسلک اپنا جھنڈا لئے کھڑا ہے اور مسلک کو اصل دین بنا لیا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو دین کی دعوت و تبلیغ اور اس کی اشاعت کے لئے مامور کیا تھا نہ کہ مسالک کی ترویج کے لئے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ

ثُمَّ	جَعَلْنٰكَ	عَلٰى + شَرِيْعَةٍ	مِّنَ + الْاَمْرِ
پھر	ہم نے کردیا آپ کو	شریعت (خاص طریقہ) پر	دین کے بارے میں

پھر ہم نے آپؐ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا۔

فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾

فَاتَّبِعْهَا	وَلَا تَتَّبِعْ	اَهْوَآءَ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ
تو آپؐ ان کی پیروی کریں	اور نہ پیروی کریں	خواہشات	ان لوگوں کی جو	علم نہیں رکھتے

تو آپؐ اس کی پیروی کریں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

اِنَّهُمْ	لَنْ + يُّغْنُوْا	عَنْكَ	مِنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا
بیشک وہ	ہرگز کام نہ آئیں گے	آپؐ کے	اللہ سے سامنے	کچھ

بے شک وہ اللہ کے سامنے آپ کے کام نہ آئیں گے کچھ بھی

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ج

وَاِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ	بَعْضٍ
اور بیشک	ظالم (جمع)	ان میں سے بعض (ایک)	رفیق (جمع)	بعض (دوسرے)

اور بے شک ظالم ایک، دوسرے کے رفیق ہیں۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ

وَاللّٰهُ	وَلِيُّ	الْمُتَّقِيْنَ	هٰذَا	بَصَآئِرُ	لِلنَّاسِ
اور اللہ	رفیق	پرہیزگاروں	یہ	دانائی کی باتیں	لوگوں کے لئے

اور اللہ پرہیزگاروں کا رفیق ہے یہ لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں ہیں

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	لِّقَوْمٍ + يُّوْقِنُوْنَ
اور ہدایت	اور رحمت	یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے

اور ہدایت اور رحمت یقین رکھنے والوں کے لئے

(۱۸) ثُمَّ جَعَلْنٰكَ یا محمد عَلٰی شَرِیْعَةٍ طریقۃ مِّنَ الْاَمْرِ امر الدین فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ فی عبادۃ غیر اللہ

(۱۸) پھر ہم نے تجھ کو اے محمدؐ امر دین کے ظاہر طریقہ پر مقرر کیا اور شریعت دیکر بھیجا۔ سو تو پیروی کر اس کی اور نہ پیروی کر ان لوگوں کی خواہشوں کی جن کو علم نہیں یعنی غیر اللہ کی پرستش میں ان کا کہنا نہ مان۔

(۱۹) اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا یدفعوا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ من عذابہ شَیْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ الکافرین بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ○ المؤمنین

(۱۹) بے شبہ وہ بالکل نہیں دفع کر سکتے تجھ سے عذاب الٰہی کو۔
اور بے شک کافرین میں سے ایک دوسرے کا دوست اور مددگار ہے۔ اور اللہ مددگار ہے مومنین کا۔

(۲۰) هٰذَا الْقُرْاٰنُ بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ معالم یتبصرون بہا فی الاحکام والحدود وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ○ بالبعث

(۲۰) یہ قرآن بینائی دیتا ہے لوگوں کو احکام اور حدود میں
اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

تشریح

(۱۸) اے نبیؐ آپ دین کی صاف شاہراہ پر ہیں | دین کا وہ صاف و شفاف راستہ جس میں نہ گروہ بندیاں تھیں نہ فرقہ پرستیاں اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بنی اسرائیل کو مامور کیا گیا تھا۔ اے نبی اب وہی کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے بنی اسرائیل کے باہمی اختلافات اور فرقہ وارانہ کش مکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستے پر قائم کر دیا۔ آپؐ کو اور آپ کی امت کو چاہیئے کہ اسی راستے پر قائم رہتے ہوئے چلتے رہیں۔ کبھی بھول کر بھی جاہلوں کی خواہشات پر توجہ نہ دیں۔ نہ اختلاف و تفرقے میں پڑیں اور نہ ان کی حرکتوں سے تنگ آکر دین کے کام کو چھوڑیں۔

(۱۹) نادانوں کی خواہش پر دین کو بدلا نہیں جا سکتا راستی پسند گمراہیوں کے رفیق نہیں ہو سکتے | جو لوگ خود بھٹکے ہوئے ہیں ان کو راضی کرنے کے لئے دین میں کوئی ردو بدل نہیں ہو سکتا اگر تم ان کی خواہش کی پیروی کرو گے تو وہ اللہ کے مواخذے سے تمہیں بچا نہ سکیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو خود بے راہ رَو ہوں راستی پسند ان کے رفیق ہو جائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ اللہ کے فرماں بردار بندے ان کا رفیق و سرپرست اللہ ہے اسی کے راستے پر چلیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔

(۲۰) قرآن بصیرت اور ہدایت کی کتاب ہے | قرآن بڑے بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اور یہ شریعت دنیا کے تمام انسانوں کے لئے روشنی ہے۔
یہ کتاب لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کا راستہ سمجھاتی ہے جو خوش قسمت اس کی ہدایت اور نصیحتوں پر یقین کر کے عمل کرتے ہیں ان کے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

أَمْ حَسِبَ	الَّذِينَ	اجْتَرَحُوا	السَّيِّئَاتِ	أَنْ نَجْعَلَهُمْ
کیا گمان کرتے ہیں	وہ جنھوں نے	کمائیں (کیں)	برائیاں	کہ ہم کردیں گے انھیں

کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں جنھوں نے برائیاں کیں کہ ہم انھیں ان

كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً

كَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	سَوَاءً
ان لوگوں کی طرح جو	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	برابر

لوگوں کی طرح کردیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے تاکہ برابر (ہوجائے)

۲ ع ۱۰ ۱۸

مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾

مَحْيَاهُمْ	وَمَمَاتُهُمْ	سَاءَ	مَا يَحْكُمُونَ
ان کا جینا	اور ان کا مرنا	برُا	جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

ان کا جینا اور ان کا مرنا۔ برُا ہے جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

(۲۱) أَمْ بِمَعْنَى هَمْزَةِ الْإِنْكَارِ
حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا
اِكْتَسَبُوا السَّيِّاٰتِ الْكُفْرَ وَ
الْمَعَاصِيَ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ
كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَوَاءً خَبَرٌ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ
مُبْتَدَأٌ وَ مَعْطُوْفٌ وَالْجُمْلَةُ
بَدَلٌ مِنَ الْكَافِ وَالضَّمِيْرَانِ
لِلْكُفَّارِ اَلْمَعْنَى أَحَسِبُوْا
أَنْ نَجْعَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
فِي خَيْرٍ كَالْمُؤْمِنِيْنَ
أَيْ فِي رَغَدٍ مِنَ
الْعَيْشِ مُسَاوٍ لِعَيْشِهِمْ
فِي الدُّنْيَا حَيْثُ قَالُوْا

(۲۱) کیا وہ لوگ جنھوں نے کفر اور معاصی حاصل کئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو برابر ان لوگوں کے کردیں گے

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ برابر ہو جینا اور مرنا ان کا۔ یعنی ان کا یہ گمان باطل ہے کہ ہم ان کو آخرت میں ایمان والوں کے برابر کردیں گے بھلائی اور خوبی اور عیش میں جیسا کہ دنیا میں ان کو فراغت دی۔

جیسا کہ کفار کہتے تھے کہ اگر ہم مبعوث

لِلْمُؤْمِنِیْنَ لَئِنْ بُعِثْنَا لَنُعْطٰی مِنَ الْخَیْرِ مِثْلَ مَا تُعْطَوْنَ قَالَ تَعَالٰی عَلٰی وَفْقِ اِنْکَارِہٖ بِالْھَمْزَۃِ

ہوئے تو ہم کو تم سے بہتر ثواب وہاں ملےگا۔

سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ○ اَیْ لَیْسَ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ فَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ فِی الْعَذَابِ عَلٰی خِلَافِ عَیْشِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْمُؤْمِنُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ فِی الثَّوَابِ بِعَمَلِھِمُ الصّٰلِحٰتِ فِی الدُّنْیَا مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَمَا مَصْدَرِیَّۃٌ اَیْ بِئْسَ حُکْمًا حُکْمُھُمْ ھٰذَا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال کے انکار میں۔ بُرا ہے جو کچھ وہ حکم کرتے ہیں۔
حاصل یہ ہے کہ فی الواقع ایسا نہیں جیسا کفار گمان کرتے ہیں۔
کافروں کے لئے آخرت میں عذاب ہے۔ برخلاف اس عیش اور تنعم کے جو ان کو دنیا حاصل تھی۔
اور ایمان والوں کے لئے آخرت میں ثواب ہے بسبب ان کے نیک عملوں کے دنیا میں جیسا کہ نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا اور روزہ رکھنا وغیرہ۔

تشریح

(۱۲) نیکوں اور بروں کا انجام ایک نہیں ہوسکتا | اچھائی اور برائی نیکی اور بدی کا فرق ہر انسان کے شعور میں موجود ہے ہر آدمی نیکی اور بدی میں تمیز کرتا ہے۔

جب نیکی اور بدی خیر وشر ایک نہیں ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نیکی کرنے والے کا بھی وہی انجام ہو جو بدی کرنے والے کا ہوگا۔ یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کا مرنا اور جینا برابر کردے گا۔ دونوں کے اعمال کا ٹھیک نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوکر رہے گا۔ نیکی اور بدی کے آثار فی الجملہ دنیا کی زندگی میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کی پوری حقیقت آخرت میں روشن ہوجائے گی۔

ایک شخص جو زندگی بھر اللہ کے قانون کا پابند رہا، حق والوں کے حق ادا کرتا رہا ناجائز فائدوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو محروم کئے رکھا، سچائی کی خاطر نقصان برداشت کرتا رہا ——— اس کے مقابلے میں دوسرا شخص اپنی ناجائز خواہشات ہر طرح سے پوری کرتا رہا نہ اللہ کا حق پہچانا، نہ بندوں کا حق ادا کیا اپنے فائدے کے لئے سب کچھ کر گزرا۔

کیا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے فرق کو نظرانداز کردے گا۔ اس کے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جن کی زندگی میں یہ فرق رہا موت کے بعد بھی یہ فرق نمایاں ہو۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى

وَلِتُجْزٰى	بِالْحَقِّ	وَالْاَرْضَ	السَّمٰوٰتِ	اللّٰهُ	وَخَلَقَ
اور تاکہ بدلہ دیا جائے	حق (حکمت) کے ساتھ	اور زمین	آسمانوں	اللہ	اور پیدا کیا

اور اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا حکمت کے ساتھ، اور تاکہ ہر شخص کو

كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

لَا يُظْلَمُوْنَ	وَهُمْ	كَسَبَتْ	بِمَا	نَفْسٍ	كُلُّ
ظلم نہ کئے جائیں گے	اور وہ	جو اس نے کمایا (اعمال)	اس کا	شخص	ہر

اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔

(۲۲) وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ لِيَدُلَّ عَلٰى قُدْرَتِهٖ وَوَحْدَانِيَّتِهٖ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالطَّاعَاتِ فَلَا يُسَاوِي الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(۲۲) وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ الخ اور اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے تاکہ اس کی قدرت اور توحید پر دلالت کرے اور تاکہ ہر ایک نفس کو موافق اس کے عملوں کے بدلہ ملے۔ اہل معصیت اپنے کئے کی سزا کو پہنچیں اور اہل طاعات کو ان کی نیکوکاری کا ثواب ملے۔ پس نہیں برابر ہوسکتے کافر اور مسلمان۔
اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔

تشریح

(۲۲) **اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ نظام** | اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو یوں ہی کھیل کے طور پر بے کار پیدا نہیں کیا بلکہ یہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام ہے تاکہ لوگ اس نظام پر غور کرکے معلوم کرسکیں کہ بے شک جو چیز بنائی گئی ہے ٹھیک ٹھیک صحیح اندازے پر بنائی گئی ہے اور سمجھ لیں کہ اس منظم کارخانہ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اسی کا نام عالم آخرت ہے جہاں ہر ایک کو اس کی کمائی کا پھل ملے گا۔ اگر اچھے انسانوں کو ان کی نیکی کا بدلہ نہ ملے اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا نہ دی جائے اور مظلوموں کی دادرسی نہ ہو تو یہ ظلم ہوگا۔ اللہ کی سلطنت میں ایسا ظلم ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح یہ بات بھی اللہ کے انصاف کے خلاف ہوگی کہ کسی نیک انسان کو اس کی نیکی کا بدلہ اس کے حق سے کم دیا جائے۔ یا کسی مجرم کو اس کے گناہوں سے زیادہ سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں پورا پورا انصاف ملے گا نہ کسی کو کسی کی نیکی کا بدلہ کم ملے گا اور نہ کسی مجرم کو اس کے جرم سے زیادہ سزا ملے گی۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ

أَفَرَءَيْتَ	مَنِ	اتَّخَذَ	إِلَٰهَهُ	هَوَاهُ	وَأَضَلَّهُ	اللَّهُ
کیا تم نے دیکھا	جو۔ جس	بنا لیا	اپنا معبود	اپنی خواہش	اور گمراہ کر دیا اسے	اللہ

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے بنا لیا اپنی خواہشوں کو اپنا معبود، اور اللہ نے علم کے باوجود

عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ

عَلَىٰ + عِلْمٍ	وَخَتَمَ	عَلَىٰ + سَمْعِهِ	وَقَلْبِهِ	وَجَعَلَ	عَلَىٰ
علم پر (باوجود)	اور اس نے مہر لگا دی	اس کے کان	اور اس کے دل	اور کر دیا (ڈال دیا)	پر

اسے گمراہ کر دیا، اور مہر لگا دی اس کے کان اور اس کے دل پر اور ڈال دیا اس کی

بَصَرِهِ غِشَٰوَةً ؕ فَمَن يَهْدِيهِ مِنۢ بَعْدِ اللَّهِ ؕ أَفَلَا

بَصَرِهِ	غِشَٰوَةً	فَمَن	يَهْدِيهِ	مِنۢ بَعْدِ اللَّهِ	أَفَلَا
ان کی آنکھ	پردہ	تو کون	اسے ہدایت دیگا	اللہ کے بعد	تو کیا نہیں

آنکھ پر پردہ تو اللہ کے بعد اُسے کون ہدایت دے گا تو کیا تم

تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ

تَذَكَّرُونَ	وَقَالُوا	مَا هِيَ	إِلَّا	حَيَاتُنَا	الدُّنْيَا	نَمُوتُ
تم غور کرتے	اور انھوں نے کہا	نہیں یہ	صرف	ہماری زندگی	دنیا	ہم مرتے ہیں

غور نہیں کرتے۔ اور انھوں نے کہا یہ (اور کچھ) نہیں صرف ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ

وَنَحْيَا	وَمَا يُهْلِكُنَا	إِلَّا	الدَّهْرُ	وَمَا	لَهُم	بِذَٰلِكَ
اور ہم جیتے ہیں	اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں	مگر۔ صرف	زمانہ	اور نہیں	انھیں	اس کا

اور ہم جیتے ہیں۔ اور ہمیں صرف زمانہ ہلاک کر دیتا ہے اور انھیں اس کا کوئی علم

مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾

مِنْ	عِلْمٍ	إِنْ	هُمْ	إِلَّا	يَظُنُّونَ	
ہے۔ کوئی	علم	نہیں	وہ	مگر۔ صرف	اٹکل دوڑاتے ہیں۔	

نہیں ہے، وہ صرف اٹکل دوڑاتے ہیں۔

(۲۳) اَفَرَءَیْتَ اَخْبِرْنِیْ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ مَا یَهْوَاهُ مِنْ حَجَرٍ بَعْدَ حَجَرٍ یَرَاهُ اَحْسَنَ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْهُ تَعَالٰی اَیْ عَالِمًا بِاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالَةِ قَبْلَ خَلْقِهٖ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ فَلَمْ یَسْمَعِ الْهُدٰى وَلَمْ یَعْقِلْهُ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ظُلْمَةً فَلَمْ یُبْصِرِ الْهُدٰى وَیُقَدَّرُ هُنَا الْمَفْعُوْلُ الثَّانِیْ لِرَاَیْتَ اَیْ اَیَهْتَدِیْ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَیْ بَعْدَ اِضْلَالِهٖ اِیَّاهُ اَیْ لَا یَهْتَدِیْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تَتَّعِظُوْنَ فِیْهِ اِدْغَامُ اِحْدَى التَّائَیْنِ فِی الذَّالِ

(۲۴) وَقَالُوْا اَیْ مُنْكِرُوا الْبَعْثِ مَا هِیَ اَیِ الْحَیٰوةُ اِلَّا حَیٰوتُنَا الَّتِیْ فِی الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا اَیْ یَمُوْتُ بَعْضٌ وَیَحْیٰی بَعْضٌ بِاَنْ یُّوْلَدُوْا وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ اَیْ مُرُوْرُ الزَّمَانِ قَالَ تَعَالٰی وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ الْمَقُوْلِ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ○

(۲۳) پس خبر دے تو مجھ کو آیا وہ شخص راہ پا سکتا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا کہ جس پتھر کو خوب صورت دیکھا اس کو پوجوں گا اور اس کو اللہ نے گمراہ کیا در آں حالے کہ حق تعالیٰ اس کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا کہ یہ شخص اہل ضلالت سے ہے۔

اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی کہ وہ نہیں سنتا ہدایت کی بات کو اور نہ اس کو سمجھتا ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ اندھیری کا ڈال دیا کہ وہ ہدایت کی راہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

سو کون ہدایت کر سکتا ہے اس کو بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو گمراہ کیا یعنی وہ ہدایت نہیں پا سکتا پس کیا تم کو اس سے نصیحت حاصل نہیں ہوتی۔

(۲۴) اور حشر و نشر کے انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ نہیں ہے زندگانی مگر یہی ہمارا دنیا میں جینا کہ ہم میں کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے۔

اور نہیں مارتا ہم کو مگر گزرنا زمانے کا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الخ اور ان کو اس بات کی خبر نہیں یہ محض ان کا گمان اور خیال ہے۔

تشریح

(۲۳) آخرت کی جوابدہی سے بے فکری انسان کو خواہشات کا غلام بنا دیتی ہے۔

انسان کو جو چیز آدمیت کے دائرے میں رکھتی ہے اور اس کو بے راہ روی سے بچاتی ہے وہ صرف یہ احساس ہے کہ وہ ایک ذمہ دار ہستی ہے اور اس کو اپنے کیے ہوئے کاموں کا اللہ کے سامنے جواب دینا ہے ـــــ ورنہ انسان خواہشات کا ایسا غلام بن جاتا ہے کہ گویا نفس کی خواہشات ہی اس کا معبود بن جاتی ہیں۔ وہ نفس کے اشاروں پر اس طرح چلتا ہے جیسے کوئی معبود کے حکموں پر عمل کر رہا ہو۔ پھر اسے حلال حرام کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ ہر وہ کام کرتا ہے جو اس کا نفس اس سے کرانا چاہتا

ہے۔ اور ان ذمہ داریوں سے بچتا ہے جن کو اٹھانے سے اس کا نفس انکار کردیتا ہے۔ غرض وہ نفس کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے اور نفس ہی اس کا معبود ہو جاتا ہے۔ نفس کی خواہشات کے آگے اس طرح سر جھکاتا ہے جیسے کسی کو معبود کے آگے جھکنا چاہیئے۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ لاعلم ہوتا ہے سب کچھ جانتے بوجھتے وہ اپنے نفس کی تابع داری کرتے ہوئے گمراہی کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ کان ہوتے ہوئے بھی سنتا نہیں ہے۔ اور دل ہوتے ہوئے بھی محسوس نہیں کرتا اور اس کی آنکھوں پر پردہ پڑجاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگادی ہے۔

اس کے باوجود یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں کہ آخرت کا انکار انسانی اخلاق کو کس طرح تباہ کردیتا ہے تباہی کے اس مقام پر پہنچ کر اب کون ہے جو اسے واپس لاسکتا ہے۔

(۲۴) **آخرت کا انکار ـــــ منکران کے پاس اس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں**

آخرت کے انکار کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کے سوا کوئی اور دوسری زندگی نہیں ہے۔ بس یہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے بالکل اسی طرح جیسے بارش ہونے پر زمین سے سبزہ اُگا اور پھر خشکی کا زمانہ آیا تو سوکھ کر ختم ہوگیا۔ یہی حال آدمی کا سمجھو۔ ایک وقت آتا ہے ـــــ انسان پیدا ہوتا ہے۔ پھر مقررہ وقت تک زندہ رہتا ہے آخر گردش ایام سے مرکر فنا ہو جاتا ہے۔ موت وحیات کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے اس سے آگے کچھ اور نہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ انسان کی روح اللہ کے حکم سے قبض نہیں کی جاتی اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔

آخرت کے انکار کرنے والوں کے اس عقیدے کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہے۔ آخر گردش دوراں کیا چیز ہے زمانے میں یا جس کو دہر کہتے ہیں اس میں نہ حس ہے نہ شعور ہے اور نہ ارادے کی طاقت ہے۔ آخر یہ زمانے کی گردش کیا اس نظام کائنات کو چلارہی ہے ؟ یہ موت وحیات کا ایک سلسلہ کیا بے مقصد اور بے فائدہ ہے؟ کیا انسان کو دنیا میں بغیر کسی مقصد کے وجود دیا گیا ہے ؟

اگر ایسا نہیں ہے تو آخر وہ طاقت وہ قدرت جو بڑی حکمت کے ساتھ اس پورے نظام کو تھامے ہوئے ہے اور جس نے ایک خاص مقصد کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے اس کے ماننے میں کون سی رکاوٹ ہے۔؟

زیادہ سے زیادہ علمی طور پر جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں ؟

مگر یقینی طور پر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہیں ہے۔ آخر اس نہیں کی دلیل کیا ہے۔؟ عقلاً یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ اس کا امکان ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ہو۔ اس امکان کو جو بات یقین میں بدلتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اس کائنات کا مدبر و منتظم ہے وہ اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ بار بار اس کی خبر دے رہا ہے۔

عقل یہ تقاضا کرتی ہے کہ ایسا جہاں برپا ہونا چاہیئے جہاں انسان کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ مل سکے گا۔ ہماری عقل " چاہیئے " تک پہنچا دیتی ہے اور مذہب اس " چاہیئے " کو " یقین " میں بدل دیتا ہے۔ لیکن آخرت کا انکار کرنے والوں کے پاس اٹکل پچو باتوں کے سوا کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ

مَّا كَانَ	بَیِّنٰتٍ	اٰیٰتُنَا	عَلَیْهِمْ	تُتْلٰی	وَ اِذَا
نہیں ہوتی	واضح	ہماری آیات	ان پر	پڑھی جاتی ہیں	اور جب

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت (دلیل)

حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ

بِاٰبَآئِنَآ	ائْتُوْا	قَالُوا	اَنْ	اِلَّآ	حُجَّتَهُمْ
ہمارے باپ دادا کو	تم لے آؤ	وہ کہتے ہیں	یہ کہ	سوا	ان کی حجت

نہیں ہوتی اس کے سوا کہ وہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

	صٰدِقِیْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ
	سچے	تم ہو	اگر

اگر تم سچے ہو ۔

﴿۲۵﴾ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا مِنَ الْقُرْاٰنِ الدَّالَّةُ عَلٰی قُدْرَتِنَا عَلَی الْبَعْثِ بَیِّنٰتٍ وَاضِحَاتٍ حَالٌ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اَحْیَاءً اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ اِنَّا نُبْعَثُ

﴿۲۵﴾ اور جس وقت ان کو سنائی جاتی ہیں ہماری آیتیں ظاہر یعنی قرآن کے احکام جو دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ ہم قادر ہیں مُردوں کو زندہ کرنے پر۔ تو اس وقت وہ کوئی حجت پیش نہیں کر سکتے مگر یہ کہ کہتے ہیں لاؤ تم ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے۔ اگر تم سچے ہو اس دعوے میں بیچ ہو کہ ہم مبعوث ہوں گے۔

تشریح

﴿۲۵﴾ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ: آخرت کا انکار کرنے والوں کے سامنے جب مضبوط عقلی دلیلیں دی جاتی ہیں جن میں بتایا جاتا ہے کہ حکمت اور انصاف کا عین تقاضا یہ ہے کہ آخرت برپا ہونی چاہیئے اور بغیر آخرت کے یہ سارا نظام عالم بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا ہے تو آخرت کا انکار کرنے والے اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اچھا اگر تم سچے ہو کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوتا ہے تو ہمارے باپ دادا جو دنیا سے گزر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ گویا ان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی کوئی کہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی ہے اسے فوراً ہی قبر سے ایک مردہ اٹھا کر زندہ کر کے دکھانا چاہیئے۔

حالانکہ فرداً فرداً زندہ کرنے کی بات کہیں نہیں کہی گئی ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بیک وقت تمام انسانوں کو یکسر زندہ کرے گا اور ان تمام انسانوں کا حساب کتاب کر کے جزا اور سزا کا فیصلہ کرے گا۔

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا

قُلِ	اللّٰهُ + يُحْيِيكُمْ	ثُمَّ + يُمِيتُكُمْ	ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ	اِلٰى	يَوْمِ الْقِيَامَةِ	لَا
فرما دیں	اللہ تمہیں جلاتا ہے	پھر وہ تمہیں موت دیگا	وہ پھر تمہیں جمع کریگا	طرف	قیامت کا دن	نہیں

آپ فرما دیں اللہ (ہی) تمہیں جلاتا ہے پھر (وہی) تمہیں موت دیگا پھر (وہی) تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا۔ جس میں

رَيْبَ فِيهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَلِلّٰهِ مُلْكُ ع ۳ ۵ ۱۹

رَيْبَ	فِيهِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ	وَلِلّٰهِ	مُلْكُ
کوئی شک	اس میں	اور لیکن	اکثر لوگ	جانتے نہیں	اور اللہ کے لئے	بادشاہت

کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اور اللہ (ہی) کے لئے ہے بادشاہت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَيَوْمَ	تَقُوْمُ	السَّاعَةُ	يَوْمَئِذٍ	يَّخْسَرُ
آسمانوں	اور زمین	اور جس دن	قائم ہوگی	قیامت	اس دن	خسارہ پائیں گے

آسمانوں کی اور زمین کی، اور جس دن قیامت قائم (برپا) ہوگی اس دن باطل پرست

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى

الْمُبْطِلُوْنَ	وَتَرٰى	كُلَّ	اُمَّةٍ	جَاثِيَةً	كُلُّ	اُمَّةٍ	تُدْعٰى
باطل پرست	اور تم دیکھوگے	ہر	امت	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	ہر	امت	پکاری جائیگی

خسارہ پائیں گے۔ اور تم ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرے ہوئے دیکھوگے، ہر امت اپنے نامۂ اعمال

اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾

اِلٰى + كِتٰبِهَا	اَلْيَوْمَ	تُجْزَوْنَ	مَا	كُنْتُمْ	تَعْمَلُوْنَ
اپنی کتاب (نامۂ اعمال) کی طرف	آج	تمہیں بدلہ دیا جائیگا	جو	تھے	تم کرتے

کی طرف پکاری جائے گی۔ آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا اس کا جو تم کرتے تھے۔

﴿٢٦﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ حِيْنَ كُنْتُمْ نُطْفًا
ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اَحْيَاءً
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ شَكَّ
فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
وَهُمُ الْقَائِلُوْنَ مَا ذُكِرَ

(۲۶) کہہ دے کہ اللہ تم کو زندہ کرتا ہے نطفہ سے پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو اکٹھا کرے گا زندہ کرکے قیامت کے دن کہ جس کے ہونے میں کچھ شک اور شبہ نہیں ولیکن اکثر آدمی جو کہنے والے ہیں کلام مذکور کے۔

لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

۲۷ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُبْدِلُ مِنْہُ یَوْمَئِذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اَلْکَافِرُوْنَ اَیْ یَظْھَرُ خُسْرَانُھُمْ بِاَنْ یَصِیْرُوْا اِلَی النَّارِ

۲۸ وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ اَیْ اَھْلَ دِیْنٍ جَاثِیَۃً ط عَلَی الرُّکَبِ اَوْ مُجْتَمِعَۃً کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتٰبِھَا کِتَابُ اَعْمَالِھَا وَیُقَالُ لَھُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اَیْ جَزَاءَہٗ

نہیں جانتے۔

۲۷ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یَوْمَئِذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ الخ اور اللہ ہی کے واسطے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جس دن قیامت ہوگی اس روز ٹوٹے میں پڑیں گے کفر کرنے والے یعنی ان کا خسارہ اس روز ظاہر ہوجائے گا کہ وہ ڈالے جاویں گے دوزخ میں

۲۸ اور دیکھے گا تو ہر ایک مذہب والوں کو سب کے سب گھٹنوں پر گرے پڑے ہوں گے۔ ہر ایک گروہ بلائے جاویں گے اپنے نامۂ اعمال کی طرف اور ان سے کہا جاوے گا آج تم کو تمہارے اعمال کی جزاو سزا ملے گی۔

تشریح

۲۶ موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں اور وہی قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا۔ اے نبی! ان سے کہو کہ نہ تو زندگی اتفاقاً ملتی ہے اور نہ موت خود بخود آتی ہے بلکہ اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے وہی تم سے زندگی چھینتا ہے وہی قیامت کے دن تم سب کو زندہ کرکے جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے ۔ ہر ایک کو الگ الگ زندہ نہیں کیا جائے گا بلکہ مجموعی طور پر قیامت کے روز زندہ کرکے اٹھایا جائے گا ۔ لیکن اکثر لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس بات کو نہیں جانتے کہ آخرت کا برپا ہونا نہ تو عقل کے خلاف ہے اور نہ اس نظام کائنات کے اگر کائنات کے نظام پر غور کرو تو معلوم ہوجائے گا کہ آخرت کے آنے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

۲۷ باطل پرستوں کو قیامت کے دن معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس دھوکے میں پڑے ہوئے تھے زمین و آسمان ہر جگہ اللہ کی بادشاہی ہے کوئی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں ہے وہ اس پر بھی پوری طرح قادر ہے کہ جو انسان مرچکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرکے کھڑا کردیں۔ باطل پرستوں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا کہ وہ کس دھوکے میں پڑے ہوئے تھے۔

۲۸ قیامت کا ہولناک منظر ۔ ہر گروہ کو ان کے اعمال نامے تھمائے جائیں گے اس دن قیامت کا ہولناک منظر ایسا ہوگا کہ بڑے بڑے ہیکڑ لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ سب کی ہیکڑی نکل جائے گی۔ میدان حشر کا منظر اور اللہ کی عدالت کا رعب سب پر طاری ہوگا۔ ہر گروہ کو آواز دی جائے گی کہ آئے اپنا نامہ اعمال دیکھے اور ان سے کہا جائے گا کہ آج تم لوگوں کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے۔ ہر ایک کا حساب اس کے اعمال کے مطابق ہوگا جو دنیا میں اس نے کمایا تھا اس کو اس کا وہی بدلہ ملے گا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا

هٰذَا + كِتٰبُنَا يَنْطِقُ	عَلَيْكُمْ	بِالْحَقِّ	إِنَّا كُنَّا	نَسْتَنْسِخُ	مَا
یہ ہماری کتاب (تحریر) بولتی ہے	تم پر (تمہارے متعلق)	حق کے ساتھ	بیشک ہم	لکھاتے تھے	جو

یہ ہماری تحریر ہے جو تمہارے متعلق حق کے ساتھ بولتی ہے ۔ بے شک ہم لکھاتے تھے جو

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	فَأَمَّا + الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
تم کرتے تھے	پس جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے نیک

تم کرتے تھے پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾

فَيُدْخِلُهُمْ	رَبُّهُمْ	فِيْ رَحْمَتِهٖ	ذٰلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْمُبِيْنُ
تو وہ داخل کریگا انھیں	ان کا رب	اپنی رحمت میں	یہ	وہ (یہی)	کامیابی	کھلی

تو انھیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی ہے کھلی کامیابی

(۲۹) هٰذَا كِتٰبُنَا دِيْوَانُ الْحَفَظَةِ يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ نُثْبِتُ وَنَحْفَظُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(۳۰) فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ جَنَّتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ الْبَيِّنُ الظَّاهِرُ

(۲۹) یہ ہماری کتاب یعنی تمہارے اعمال نامے جو فرشتے لکھتے تھے تم پر سچی گواہی دیتے ہیں اور حق الامر ظاہر کرتے ہیں ۔ بیشک ہم لکھتے تھے اور یاد رکھتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے۔

(۳۰) پر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو ان کا رب اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرماوے گا۔
یہ ہی ہے نجات پانا ظاہر و باہر۔

تشریح

(۲۹) اعمال کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ جیسے جس کے اعمال ہیں اس کا ٹھیک ٹھیک ریکاڈ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے مگر ضابطے میں ہر انسان کی ایک ایک بات، ایک ایک حرکت، ایک ایک چیز یہاں تک کہ اس کی نیت اور ارادے، اس کی خواہشات اور خیالات اور ہر چھپی سے چھپی چیز کا مکمل ریکارڈ بے کم و کاست سامنے رکھ دیا جائے گا کہ لو یہ ہے تمہارا اعمال نامہ۔

(۳۰) نیک عمل کرنے والوں پر اللہ کی عنایتیں جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے دنیا میں نیک کام کئے تھے انھیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ ان کو اللہ تعالےٰ جنت میں اعلیٰ مقام دے گا اور ان پر ہر قسم کی مہربانیاں ہوں گی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ

وَاَمَّا الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	اَفَلَمْ تَكُنْ	اٰيٰتِيْ	تُتْلٰى + عَلَيْكُمْ	فَاسْتَكْبَرْتُمْ	وَ
اور وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	سو کیا نہ تھیں	میری آیات	پڑھی جاتی تھیں تم پر	تو تم نے تکبر کیا	اور

اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا (انھیں کہا جائے گا) سو کیا تم میری آیات نہ پڑھی جاتی تھیں؟ تو تم نے تکبر کیا اور

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

كُنْتُمْ	قَوْمًا	مُّجْرِمِيْنَ	وَاِذَا	قِيْلَ + اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ	وَّالسَّاعَةُ
تم تھے	لوگ	مجرم (جمع)	اور جب	کہا جاتا تھا بے شک	اللہ کا وعدہ	سچ	اور قیامت

تم مجرم لوگ تھے۔ اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے اور قیامت میں

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا

لَا رَيْبَ	فِيْهَا	قُلْتُمْ	مَّا نَدْرِيْ	مَا السَّاعَةُ	اِنْ نَّظُنُّ	اِلَّا	ظَنًّا
کوئی شک نہیں	اس میں	تم نے کہا	ہم نہیں جانتے	کیا ہے قیامت	نہیں ہم گمان کرتے	مگر صرف	توہم جیسا

کوئی شک نہیں، تو تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟ (ہاں) ہم صرف ایک توہم گمان کرتے تھے

وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

وَّمَا	نَحْنُ	بِمُسْتَيْقِنِيْنَ	وَبَدَا	لَهُمْ	سَيِّاٰتُ	مَا
اور نہیں	ہم	یقین کرنے والے	اور کھل گئیں	ان پر	برائیاں	جو

اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے۔ اور ان پر ان کے اعمال کی برائیاں کھل

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾

عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا كَانُوْا	بِهٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ
انھوں نے کیا (اعمال)	اور گھیر لیا	انھیں	جس کا وہ تھے	اس کا	وہ مذاق اڑاتے۔

گئیں اور انھیں اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

(۳۱) وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا فَيُقَالُ لَهُمْ
اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِي الْقُرْاٰنُ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ تَكَبَّرْتُمْ وَ
كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ كَافِرِيْنَ
(۳۲) وَاِذَا قِيْلَ لَكُمْ اَيُّهَا الْكُفَّارُ اِنَّ

(۳۱) اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہوئے پس کہا جائے گا ان سے
کیا تم کو میری آیتیں یعنی قرآن کے احکام نہیں سنائے جاتے
تھے سو تم نے ان احکام کے سننے اور ماننے سے تکبر کیا
اور تھے تم لوگ کفر کرنے والے۔
(۳۲) اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اے کافرو، بے شک

وَعْدَ اللّٰہِ بِالْبَعْثِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ
بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ لَا رَیْبَ شَکَّ
فِیْہَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا
السَّاعَۃُ اِنْ مَا نَظُنُّ اِلَّا ظَنًّا
قَالَ الْمُبَرِّدُ اَصْلُہٗ اِنْ نَّحْنُ
اِلَّا نَظُنُّ ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ
بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝ اَنَّہَا اٰتِیَۃٌ

اللہ کا وعدہ حشر و نشر کا سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ تردد نہیں۔
تم اس کے جواب میں کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کیا چیز ہے قیامت ہم کو اس کا صرف ایک وہم ہے یہ یقین نہیں کہ قیامت ضرور ہوگی۔

(۳۳) وَبَدَا ظَہَرَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ
سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا فِی الدُّنْیَا
اَیْ جَزَاؤُہَا وَحَاقَ
نَزَلَ بِہِمْ مَّا کَانُوْا
بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ ۝
اَیِ الْعَذَابُ

(۳۳) اور ان پر کھل جاوے گی آخرت میں برائی ان کے اعمال کی جو وہ دنیا میں کرتے تھے یعنی وہاں وہ اپنے کیے کی سزا کو پہنچیں گے اور ان کو گھیر لیوے گا وہ عذاب جس کو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔

تشریح

(۳۱) مجرمین کا حال | جن لوگوں نے اللہ کی نشانیاں ماننے سے انکار کیا ان سے کہا جائے گا کہ جب تمہارے سامنے اللہ کی نشانیاں رکھی جاتی تھیں تو ان کو مان کر اللہ کی فرماں برداری کرنا تم اپنی شان سے کمتر سمجھتے تھے۔ تم اپنے گھمنڈ میں مبتلا تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا مقام اس سے بہت اونچا ہے کہ ہم اللہ کی بندگی کریں ہماری طرف سے نصیحت میں کوئی کمی نہ چھوڑی گئی مگر تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی۔ آخر پکے مجرم بن کر رہے اور تم پہلے ہی جرائم پیشہ تھے۔

(۳۲) وہ لوگ جو قیامت کے ممکن ہونے کا گمان رکھتے تھے | ایک تو وہ لوگ تھے جو آخرت کا کھلا انکار کرتے تھے دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو قطعی انکار تو نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ممکن ہے قیامت قائم ہو لیکن نتیجے کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ آخرت کی جواب دہی کی بنیاد پر زندگی کی تعمیر کی جائے۔ آخرت کے ہونے میں شک ہو یا اس کا انکار ہو دونوں ہی صورتیں غیر ذمہ دارانہ روش کو ظاہر کرتی ہیں۔

جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے تو وہ یہ کہتے تھے کہ ہمیں نہیں معلوم قیامت کیا ہوتی ہے۔ گمان تو ہے مگر ہمیں یقین نہیں ہے۔

(۳۳) دنیا میں کی ہوئی اپنی غلطی قیامت کے دن ان کے سامنے آجائے گی | قیامت کے دن ہر ایک کا کچا چٹھا اس کے سامنے آجائے گا جیسا اس نے دنیا میں عمل کیا تھا اس کا نتیجہ اس کے سامنے ہوگا۔ اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں کسی کے سامنے جواب نہیں دینا ہے ان کو پتہ چل جائے گا کہ وہ جن باتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور جن باتوں کو وہ غلط سمجھتے تھے آج انہیں کے پھیر میں وہ پھنس گئے ہیں۔

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ

وَقِيْلَ	الْيَوْمَ	نَنْسٰكُمْ	كَمَا	نَسِيْتُمْ	لِقَآءَ
اور کہا جائے گا	آج	ہم نے بھلا دیا تمہیں	جیسے	تم نے بھلا دیا	ملنا

اور کہا جائے گا آج ہم نے تمہیں بھلا دیا ہے جیسے تم نے اپنے اس

يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

يَوْمِكُمْ	هٰذَا	وَمَاْوٰىكُمُ	النَّارُ	وَمَا لَكُمْ
اپنے دن	اس	اور تمہارا ٹھکانا	جہنم	اور نہیں تمہارے لئے

دن کے ملنے کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٣٤ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	ذٰلِكُمْ	بِاَنَّكُمُ	اتَّخَذْتُمْ
کوئی مددگار (جمع)	یہ	اس لئے کہ تم	تم نے بنا لیا

مددگار نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تم نے بنا لیا تھا

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اٰيٰتِ + اللّٰهِ	هُزُوًا	وَّغَرَّتْكُمُ	الْحَيٰوةُ	الدُّنْيَا
اللہ کی آیات	ایک مذاق	اور فریب دیا تمہیں	زندگی	دنیا

اللہ کی آیات کو ایک مذاق، اور تمہیں دنیا کی زندگی نے فریب دے رکھا تھا

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

فَالْيَوْمَ	لَا يُخْرَجُوْنَ	مِنْهَا	وَلَا هُمْ
سو آج	وہ نہ نکالے جائیں گے	اس سے	اور نہ انھیں

سو آج وہ اس سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ انھیں (اللہ کی

يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝٣٥

يُسْتَعْتَبُوْنَ
رضامندی حاصل کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

رضامندی حاصل کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

(۳۴) وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ
تَتْرُكُكُمْ فِى النَّارِ
كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا أَىْ تَرَكْتُمُ
الْعَمَلَ لِلِقَائِهٖ وَمَاوٰىكُمُ
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ○ مَانِعِيْنَ مِنْهَا

(۳۴) اور ان سے کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو دوزخ میں ڈال کر خبر نہ لیں گے جیسا کہ بھولے اپنے اس دن کو یعنی اس دن سے ملنے کی تیاری نہ کی اور عمل صالح بجا نہ لائے۔
اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تم کو کوئی اس سے بچانے والا اور مدد کرنے والا نہیں۔

(۳۵) ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ
هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا حَتّٰى
قُلْتُمْ لَا بَعْثَ وَلَا حِسَابَ
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ
بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ
مِنْهَا مِنَ النَّارِ وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُوْنَ ○ أَىْ لَا يُطْلَبُ
مِنْهُمْ اَنْ يُّرْضُوْا رَبَّهُمْ بِالتَّوْبَةِ
وَالطَّاعَةِ لِاَنَّهَا لَا تَنْفَعُ
يَوْمَئِذٍ

(۳۵) یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو یعنی قرآن کو ہنسی سمجھا۔
اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالا کہ تم نے یہ کہا نہ قیامت ہے نہ حساب۔
سو آج وہ دوزخ سے نکالے نہ جاویں گے اور ان سے اس امر کی طلب نہ ہوگی کہ وہ اپنے رب کو خوش کریں توبہ اور بندگی کرکے کیوں کہ اس روز بندگی وغیرہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

تشریح

(۳۴) وہ دنیا میں اللہ کو بھول گئے تھے وہاں ان کو بھلا دیا جائے گا۔ | دنیا میں وہ اللہ کو بھولے رہے اس بات سے غافل رہے کہ انہیں ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم دنیا میں ہمیں بھول گئے تھے آج ہم تمہیں اسی طرح بھلائے دیتے ہیں۔ آج ہم تمہیں مہربانی سے یاد نہیں کریں گے۔ تمہیں عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے اپنے آپ کو دنیا کے مزوں میں پھنس کر چھوڑ دیا تھا۔ آج تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔

(۳۵) دنیا میں اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے | آخرت کا انکار کرنے والوں کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ دنیا کے مزوں میں پڑ کر انہیں یہ خیال ہی نہیں ہوتا تھا کہ کبھی ہم نے مرنا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یہ سوچ کر تسلی دے لی کہ جیسے یہاں ہمارا زور چلتا ہے وہاں بھی ہمارا زور چلے گا۔ نہ ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا اور نہ یہ موقع دیا جائیگا کہ وہ معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ

فَلِلّٰهِ	الْحَمْدُ	رَبِّ	السَّمٰوٰتِ	وَرَبِّ	الْاَرْضِ
پس اللہ کیلئے	تمام تعریفیں	رب	آسمانوں	اور رب	زمین

پس تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي

رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ	وَلَهُ	الْكِبْرِيَآءُ	فِي
رب	تمام جہانوں	اوراس کے لئے	کبریائی	میں

اور رب ہے تمام جہانوں کا اور اسی کے لئے ہے کبریائی (بڑائی)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۴ / ۱۱ / ۲۰

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
آسمانوں	اور زمین	اور وہ	غالب	حکمت والا

آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿۳۶﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْوَصْفُ بِالْجَمِيْلِ عَلٰى وَفَاءِ وَعْدِهٖ فِي الْمُكَذِّبِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ خَالِقُ مَا ذُكِرَ وَالْعَالَمُ مَا سِوَا اللّٰهِ وَجُمِعَ لِاِخْتِلَافِ اَنْوَاعِهٖ وَرَبِّ بَدَلٌ

﴿۳۶﴾ پس لائق حمدوثنا اللہ ہے کہ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا تکذیب کرنے والوں کے لئے۔
وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور رب ہے تمام جہان کا۔ یعنی ان تمام اشیاء کا خالق ہے۔
(عالم ماسوی اللہ کا نام ہے۔ جمع لانا اس کا بوجہ مختلف ہونے انواع عالم کے ہے۔)

﴿۳۷﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ اَلْعَظْمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

﴿۳۷﴾ اور اسی کو ہے بڑائی آسمانوں میں اور زمین میں۔

حَالٌ اَىْ كَائِنَةٌ فِيْهِمَا

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ — اور وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

تَقَدَّمَ

تشریح

(۳۶) تعریف اللہ ہی کے لئے ہے | پس حقیقت میں حمد و ثنا اور تمام ستائش کا مستحق اللہ ہی ہے جو زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔

(۳۷) کبریائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے | زمین و آسمان میں بڑائی صرف اسی کے لئے ہے اور وہی زبردست اور دانا ہے۔ انسان اس کے احسانات کی اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرے۔ اس نے ہدایت کا جو سامان کیا ہے وہ اپنی مہربانی سے کیا ہے، اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کرے۔

حدیث قدسی ہے۔

"اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِىْ وَالْعَظَمَةُ إِزَارِىْ

کبریائی میری چادر ہے۔ اور عظمت میرا تہبند ہے۔

فَمَنْ نَازَعَنِىْ وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِى النَّارِ"

جو ان دونوں میں یعنی بڑائی اور عظمت میں مجھ سے جھگڑا کرے گا، میں اُسے اُٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا۔